6
اردو زبان میں اپنی نوعیت
کی منفرد اور اولین کاوش
الفتح الربانی
فقہی ترتیب
مسند امام احمد بن حنبل
شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المحنۃ علی الامۃ
ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تحقیق وتخریج وشرح
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تقریظ
شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
دار العلم ممبئی
www.minhajusunat.com

اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اوّلین کاوش

سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

اَلْفَتْحُ الرَّبَّانِی

6

فقہی ترتیب

مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السُّنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

❖ مولانا عباس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج وشرح
❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ
❖ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظر ثانی
❖ حافظ عبد اللہ رفیق

دار العلم ممبئی

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر 273

نام کتاب : مسند امام احمد حنبل

تالیف : ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ : شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی
سعید مجتبیٰ سعیدی، ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

جلد : 6

ناشر : دار العلم، ممبئی

طابع : محمد اکرم مختار

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۶ء

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست مضامین

اَلنَّوْعُ الثَّانِيْ مِنْ قِسْمِ الْفِقْهِ الْمُعَامَلَاتُ

كِتَابُ الْبُيُوْعِ وَالْكَسْبِ وَالْمُعَاشِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِالتِّجَارَةِ

أَبْوَابُ الْكَسْبِ

أَبْوَابُ الْكَسْبِ بِالتِّجَارَةِ

أَبْوَابُ مَالَايَجُوْزُ بَيْعُهُ

ذرائع آمدنی کے ابواب

تجارت کے ذریعے کمائی کرنے کا بیان

ان چیزوں کا بیان کہ جن کی تجارت جائز نہیں ہے

كِتَابُ الْإِجَارَةِ

كِتَابُ الْوَدِيْعَةِ وَالْعَارِيَةِ

كِتَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَاشْتِرَاكِ النَّاسِ فِي الْمَاءِ وَمَا جَاءَ فِي الْأَقْطَاعَاتِ وَالْحِمٰى

أَبْوَابُ مَاجَاءَ فِي الْقَطَائِعِ وَالْحِمٰى

كِتَابُ الْغَصْبِ

اجارہ کے مسائل

ودیعت اور عاریہ کے مسائل

بے آباد زمین کو آباد کرنے، پانی کا لوگوں میں مشترک ہونے، الاٹ کی ہوئی زمین اور چراگاہوں کے مسائل

الاٹ کی ہوئی زمینوں اور چراگاہوں کے مسائل

غصب کے مسائل

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

شفعہ کے مسائل

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

گری پڑی چیز کی کتاب

كِتَابُ الْهِبَةِ وَالْهَدِيَّةِ

ہبہ اور ہدیہ کے مسائل

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ
قسامہ کا بیان

كِتَابُ الْحُدُوْدِ
حدود کے مسائل

أَبْوَابُ حَدِّ الزِّنَا
زنا کی حد کے ابواب

أَبْوَابُ تَحْرِيمِ النِّكَاحِ بِالرَّضَاعِ

أَبْوَابُ الْأَنْكِحَةِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا

أَبْوَابُ الْوَلِيمَةِ

رضاعت کی وجہ سے نکاح کے حرام ہو جانے کے ابواب

ولیمہ کے ابواب

أَبْوَابُ حُقُوْقِ الزَّوْجَيْنِ وَإِحْسَانِ الْعِشْرَةِ

میاں بیوی کے حقوق اور اچھی صحبت کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلنَّوْعُ الثَّانِيُ مِنْ قِسْمِ الْفِقْهِ الْمُعَامَلَاتُ

قسم فقہ کی دوسری نوع معاملات کا بیان

كِتَابُ الْبُيُوْعِ وَالْكَسْبِ وَالْمُعَاشِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِالتِّجَارَةِ

خرید وفروخت، ذرائع آمدنی اور تجارت کے متعلقہ امور کا بیان

اَبْوَابُ الْكَسْبِ

ذرائع آمدنی کے ابواب

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ وَعَدَمِ التَّقَاعُدِ وَالتَّرْغِيبِ فِي الْحَلَالِ مِنْهُ وَالتَّنْفِيرِ مِنَ الْحَرَامِ

کسب مال کی رغبت دلانے، پست ہمتی سے گریز کرنے، نیز حلال کی ترغیب اور حرام سے نفرت دلانے کا بیان

(۵۷۲۰)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَحْمِلَ الرَّجُلُ حَبْلًا فَيَحْتَطِبَ بِهِ ثُمَّ يَجِيْءَ فَيَضَعَهُ فِي السُّوْقِ فَيَبِيْعَهُ ثُمَّ يَسْتَغْنِيَ بِهِ فَيُنْفِقَهُ عَلَى نَفْسِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۰۷)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے کندھے پر رسی ڈال کر ایندھن کی لکڑیاں اٹھائے ہوئے بازار میں فروخت کے لیے لا رکھے اور اسی سے دولت کما کر اپنی ذات پر صرف کرے یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا پھرے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔''

فوائد: ......مسلمان کو حسب استطاعت یہی کوشش کرنی چاہیے کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچے اور اپنی آمدن کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرے، یہی غیرت وحمیت اور خیر و بھلائی والی زندگی ہے، جو مسلمان اس معاملے میں دوسرے پر انحصار کر لیتا ہے، اس کا وقار ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

(۵۷۲۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۵۷۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۷۱، ۲۳۷۳ (انظر: ۱۴۰۷)

(۵۷۲۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۰۱۵ (انظر: ۸۳۴۸)

اللّٰہِ ﷺ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ثُمَّ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَارَبِّ! يَارَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ۸۳۳۰)

فرمایا: ''لوگو: اللہ تعالیٰ خود پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو تم عمل کرتے ہو، بیشک میں اس کو جانتا ہوں۔ (سورۂ مومنون: ۵۱) نیز فرمایا: اے مومنو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، جو ہم نے تم کو بطورِ رزق عطا کی ہیں۔ (سورۂ بقرہ: ۱۷۲) پھر آپ ﷺ نے اس شخص کا ذکر کیا، جو لمبا سفر کرتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے: اے میرے ربّ! اے میرے ربّ! جبکہ اس کا کھانا، پینا، پہننا اور غذا حرام ہے، تو پھر اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔''

فوائد:...... مسئلہ انبیاء ورسل کا ہو یا ان کے امتیوں کا، دونوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ حلال رزق کا اہتمام کریں، بصورتِ دیگر مسلمان کی عاجزانہ پکار کو بھی ردّ کر دیا جاتا ہے، عصر حاضر کی ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ لوگ حلال و حرام کے درمیان تمیز نہیں کرتے اور جس کا جس مقام پر جوداؤ لگتا ہے، وہ شکار کر لینے کے لیے تیار رہتا ہے۔

(۵۷۲۲)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيُنْفِقَ مِنْهُ فَيُبَارَكَ لَهُ، وَلَا يَتَصَدَّقُ بِهِ فَيُقْبَلَ مِنْهُ، وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ، وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيْثَ۔)) (مسند احمد: ۳۶۷۲)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جو حرام مال کما کر اس کو خرچ کرتا ہے، وہ اس سے قبول نہیں ہوتا اور ایسے مال سے جو صدقہ کرتا ہے، وہ بھی قبول نہیں ہوتا اور ایسا مال جب اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ جہنم کی طرف اس کا زاد راہ ہوتا ہے، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو اچھائی کے ذریعے ختم کرتا ہے، بیشک ایک خبیث چیز دوسری خبیث چیز کو نہیں مٹا سکتی۔''

فوائد:...... یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے، لیکن اس میں جتنے امور کو بیان کیا گیا ہے، وہ شریعت کے مصدقہ اصولوں میں سے ہیں۔

(۵۷۲۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف الصباح بن محمد البجلی۔ أخرجه الحاكم: ۲/ ٤٤٧، والبزار: ۳۵٦۲ (انظر: ۳٦۷۲)

(٥٧٢٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ مِنَ الْمَالِ بِحَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ.)) (مسند احمد: ٩٨٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ آدمی اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ حلال مال حاصل کر رہا ہے یا حرام۔''

فوائد:...... کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ زمانے کی مسلمانوں کی کثیر تعداد نے آپ ﷺ کی اس پیشین گوئی کو پورا کر دیا ہے، سرے سے لوگ حلال وحرام کے سلسلے میں سنجیدگی سے سوچنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں، بظاہر عبادت گزار طبقہ سے متعلقہ افراد میں بھی یہ صلاحیت کم ہو گئی ہے، آپ درج ذیل صورتوں پر غور کریں:

بینک کی ملازمت، انشورنس کمپنی کی ملازمت، تمباکو اور دوسری نشہ آور چیزوں کا کاروبار، واضح سود اور رشوت والے معاملات، خرید وفروخت کے وقت عیب چھپانا اور جھوٹ بولنا، شیو اور تھریڈنگ اور پلکنگ کی کمائی، شیو کے آلات کا کاروبار، کتوں کی قیمت، خریدی ہوئی چیز کو قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنا، ذخیرہ اندوزی، سونے کی خرید وفروخت میں ربا الفضل، بیوٹی پارلر کے جھانسے میں کئی حرام امور کا ارتکاب، فون اور موبائل کا بیلنس اور بجلی اور گیس چوری کرنا، کمپیوٹر اور ٹی وی وغیرہ کے ذریعے واضح حرام امور کا گھروں میں اہتمام کرنا، جوا پر مشتمل واضح صورتیں، کئی بیماریوں میں آپریشن کی ضرورت نہ ہونے کے باوجود ڈاکٹروں کا مال وزر حاصل کرنے کے لیے آپریشن کر دینا، اکثر لوگوں کا اپنی ڈیوٹی اور ذمہ داری کا حق ادا نہ کرنا۔

ہمارے معاشرے میں درج بالا حرام صورتیں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ ہر دوسرا شخص ان کے استعمال کو اپنا حق سمجھنے لگ گیا ہے۔

(٥٧٢٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيهَا دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً مَادَامَ عَلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ: صُمَّتَا إِنْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ۔ (مسند احمد: ٥٧٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہے: اگر کوئی آدمی دس درہم کا لباس خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کمائی کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(٥٧٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٥٩، ٢٠٨٣ (انظر: ٩٨٣٨)

(٥٧٢٤) تخريج: اسناده ضعيف جدا، بقية بن الوليد الحمصي يدلس تدليس التسوية، وعثمان بن زفر الجهني مجهول الحال۔ أخرجه البيهقي في "الشعب": ٦١١٤ (انظر: ٥٧٣٢)

(٥٧٢٥)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَوْمَأَ بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى أُذُنَيْهِ: ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُشْتَبِهَاتٍ لَا يَدْرِيْ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ أَمِنَ الْحَلَالِ هِيَ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ، فَمَنْ تَرَكَهَا اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَاقَعَهَا يُوْشِكُ أَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ، فَمَنْ رَعٰى إِلٰى جَنْبِ حِمًى يُوْشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ، وَلِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، وَإِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔)) (مسند احمد: ١٨٥٥٨)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ساتھ ہی انھوں نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا: ''بیشک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، لیکن حلال وحرام کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، بہت سارے لوگ ان کے بارے میں نا آشنا ہیں کہ آیا وہ حلال ہیں یا وہ حرام، جس نے ان امور کو ترک کر دیا اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کر لی اور جو ان میں گھس گیا، قریب ہے کہ وہ حرام میں واقع ہو جائے گا، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کسی کی چراگاہ کے نزدیک جانور چرائے گا تو ممکن ہے کہ وہ اس میں منہ ماری بھی کر دیں، ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیزیں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں، انسان میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہے۔''

فوائد:...... قرآن وحدیث کی روشنی میں حلال اور حرام امور بالکل واضح ہیں، البتہ بیچ میں کچھ ایسے امور ہیں کہ واضح طور پر جن کی حلت یا حرمت کا فیصلہ نہیں کیا سکتا ہے، ان ہی کو مشتبہ امور کہتے ہیں، اس حدیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی اجتناب کیا جائے، تاکہ آدمی حرام کاموں سے مکمل طور پر محفوظ رہے، جو آدمی ان شبہات سے بچے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا اور جو ان کے لیے جواز پیدا کرے گا، وہ نادم ہوگا اور فضائل سے محروم رہے گا۔

دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۰۴)، اس حدیث میں ایک مشتبہ چیز کا بیان ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں پڑی ہوئی کھجور کے بارے میں فرمایا: ''اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔'' (صحیح بخاری: ٢٠٥٥)

حدیثِ مبارکہ کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی اصلاح کا دارومدار دل پر ہے، لہٰذا دل کو پر خلوص رکھا جائے اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔

(٥٧٢٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٥١، ومسلم: ١٥٩٩ (انظر: ١٨٣٦٨)

(٥٧٢٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: ((يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، النَّارُ أَوْلٰى بِهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٩٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ ؓ سے فرمایا: ''اے کعب بن عجرہ! وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا، جو حرام سے پلا ہوگا، آگ اس کے زیادہ لائق ہوگی۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا﴾ ''جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔'' (النساء: ١٠)
حرام مال جہنم کا بہت بڑا سبب ہے، اس کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(٥٧٢٧)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَأْكُلُوْنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ مِنَ الْأَرْضِ)) (مسند احمد: ١٥١٧)

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسے لوگ ظاہر ہوں گے کہ جو اپنی زبانوں کے ذریعے اس طرح کھائیں گے، جیسے گائے زمین سے چرتی ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث، حدیث نمبر (٥٧٢٣) کے ہم معنی ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے گائے چرتے وقت خشک اور تر اور میٹھے اور کڑوے چارے کے مابین فرق نہیں کرتی، بلکہ سب کو تلف کر دیتی ہے، ایسی ہی بعض لوگ حلال و حرام اور حق و باطل میں کوئی تمیز نہیں کرتے، آج کل اچھے بھلے سمجھدار لوگوں نے نہ صرف سودی معاملات کو جائز سمجھ لیا ہے، بلکہ وہ عملی طور پر اس میں ملوث ہیں، جبکہ وہ منہج کے طور پر اپنے آپ کو برحق اور نمازی پرہیزگار بھی سمجھتے ہیں۔

(٥٧٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ: كَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ جَارِيَةٌ تَبِيْعُ اللَّبَنَ وَيَقْبِضُ الْمِقْدَامُ الثَّمَنَ، فَقِيْلَ لَهُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! تَبِيْعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ، فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَا بَأْسٌ بِذٰلِكَ؟ سَمِعْتُ

ابوبکر بن ابی مریم کہتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدی کرب ؓ کی ایک لونڈی دودھ فروخت کرتی تھی اور وہ دودھ کی قیمت لیتے تھے، کسی نے ان سے کہا: سبحان اللہ! (بڑا تعجب ہے) دودھ لونڈی فروخت کرتی ہے اور قیمت تم لے لیتے ہو، انھوں نے جواباً کہا: یہ کوئی گناہ والی بات نہیں، میں نے خود

(٥٧٢٦) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم۔ أخرجه ابن حبان: ٥١٤٤، والحاكم: ٤/ ٤٢٢، والدارمى: ٢٧٧٦، وابو يعلى: ١٩٩٩ (انظر: ١٤٤٤١)

(٥٧٢٧) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه البزار: ١٠٨١ (انظر: ١٥١٧)

(٥٧٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى بكر بن ابى مريم، ولانقطاعه، ابو بكر بن ابى مريم لم يدرك المقدام بن معدى كرب ـ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٦٥٩، وفى "الاوسط": ٢٢٩٠ (انظر: ١٧٢٠١)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَیَأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَنْفَعُ فِیْہِ إِلَّا الدِّیْنَارُ وَالدِّرْھَمُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۳۳)

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ جس میں صرف دینار اور درہم ہی کام آئیں گے۔''

فوائد:...... مرفوع حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس میں کمائی کرنا ہی لوگوں کے مفید رہے گا، وگرنہ وہ چوری، نفاق اور ظالم کی اعانت جیسے امور میں پڑ جائیں گے۔

بَابُ أَفْضَلِ الْكَسَبِ الْبَيْعُ وَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَ مِنْهُ كَسْبُ وَلَدِهِ

اس چیز کا بیان کہ سب سے بہترین کمائی تجارت اور آدمی کا اپنے ہاتھوں سے کام کرنا ہے، نیز اس امر کا بیان کہ بندے کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہے

(۵۷۲۹)۔ عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ خَالِہٖ قَالَ: سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْکَسْبِ فَقَالَ: ((بَیْعٌ مَبْرُوْرٌ وَعَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ۔)) (مسند احمد: ۱۵۹۳۰)

جمیع بن عمیر اپنے ماموں (سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ سب سے بہتر ذریعہ معاش کون سا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیع مبرور اور آدمی کا اپنے ہاتھ کے ذریعے کمائی کرنا۔''

فوائد:...... بیع مبرور سے مراد وہ تجارت ہے جس میں کوئی شبہ اور خیانت نہ ہو، ہاتھ کے ذریعے کمائی کرنے سے مراد کھیتی باڑی اور صنعت و ہنر وغیرہ ہے۔

(۵۷۳۰)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَیُّ الْکَسْبِ أَطْیَبُ؟ قَالَ: ((عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۹۷)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آدمی کے ہاتھ کی کمائی اور ہر مبرور تجارت۔''

(۵۷۳۱)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رضی اللہ عنہ أَنَّہُ رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَاسِطًا یَدَیْہِ یَقُوْلُ: ((مَا أَکَلَ أَحَدٌ مِنْکُمْ طَعَامًا فِی الدُّنْیَا خَیْرًا لَہُ (وَفِیْ لَفْظٍ: أَحَبَّ إِلَی اللّٰہِ) مِنْ أَنْ یَأْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۲۲)

سیدنا مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور فرمایا: ''اس دنیا میں سب سے زیادہ بہتر اور (ایک روایت کے الفاظ) اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب وہ کھانا ہے، جو آدمی اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔''

(۵۷۲۹) حسن لغیرہ ۔ أخرجه الحاكم: ۲/ ۱۰، والبیهقی: ۵/ ۲۶۳، والبزار: ۱۲۵۸ (انظر: ۱۵۸۳۶)

(۵۷۳۰) تخریج: حسن لغیرہ ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۴۴۱۱، والحاكم: ۲/ ۱۰ (انظر: ۱۷۲۶۵)

(۵۷۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۷۲ (انظر: ۱۷۱۹۰)

(۵۷۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ))

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے عمدہ چیز وہ ہے، جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہے۔''

(۵۷۳۳)۔ وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ۔)) (مسند احمد: ۲٤٦۳٦)

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری اولاد بھی تمہاری بہترین کمائی میں سے ہے، پس تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھایا کرو۔''

(٥٧٣٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَى أَعْرَابِيٌّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي يُرِيْدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِيْ، قَالَ: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ، وَإِنَّ أَمْوَالَ أَوْلَادِكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا)) (مسند احمد: ٦٦٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدّو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ میرے مال کو فنا کرنا چاہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے، سب سے بہتر چیز وہ ہے جو تم اپنی کمائی سے کھاتے ہو اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی میں سے ہے، پاس اس کو خوشگواری کے ساتھ کھاؤ۔''

فوائد:...... آخری تین احادیث سے معلوم ہوا کہ والدین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہیں، لیکن یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے، درج ذیل بحث پر توجہ کریں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللّٰهِ لَكُمْ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ﴾ (الشوری: ٤٩) فَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَكُمْ إِذَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهَا۔)) ''بیشک اللہ نے تمھیں تمھاری اولادیں ہبہ کی ہیں، ﴿وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔﴾ وہ اور ان کے اموال تمھارے لیے ہیں، جب بھی تمھیں ضرورت پڑے۔''
(مستدرك حاكم: ۲/ ۲۸٤، بيهقى: ۷/ ٤۸۰، صحيحه: ۲۵٦٤)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد کو والدین کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔ لیکن ذہن نشین رہنا چاہیے کہ جب والدین کا مقصد محض یہ ہو کہ وہ اپنے بیٹے کے مال پر قبضہ کرلیں یا اس کو تلف کر دیں، جس کی مثالیں موجود ہیں، تو وہ اپنا مال روک سکتا ہے، لیکن ایسے حالات کے باوجود اولاد، والدین سے انتقامی کاروائی نہیں کر سکتی اور ضروری ہے کہ پھر

(۵۷۳۲) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاري: ۱۷۰۱، ۱۷۰۲ (انظر: ۲٤۰۳۲)
(۵۷۳۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(۵۷۳٤) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه ابوداود: ۳۵۳۰، وابن ماجه: ۲۲۹۲ (انظر: ٦٦٧٨)

بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اس حدیث میں بڑا اہم فقہی فائدہ ہے کہ والدین، اولاد کا مال اس وقت لے سکتے ہیں، جب ان کو ضرورت ہو۔ اس فرمانِ رسول سے پتہ چلتا ہے کہ درج ذیل حدیث اپنے اطلاق پر باقی نہیں ہے:

((اَنْتَ وَ مَالُكَ لِأَبِيْكَ .)) ......''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' (ارواء الغليل : ۸۳۸)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ باپ جیسے چاہے اور جب چاہے، اپنی اولاد کے مال میں تصرف کرتا پھرے، بلکہ اسے حاجت وضرورت کے بقدر مال لینے کی اجازت ہے۔ (الصحيحه : ٢٥٦٤)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَطَاءِ السُّلْطَانِ وَكَسْبِ عُمَّالِ الصَّدَقَةِ

بادشاہ کے عطیے اور عاملین زکوٰۃ کی کمائی کا بیان

ملحوظه: ......اس باب کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے لگائی کی ڈیوٹی کا معاوضہ لیا جا سکتا ہے، اسی طرح اربابِ حکومت اور اس قسم کے بڑے لوگوں کا وہ تحفہ اور تعاون قبول کیا جا سکتا ہے، جس کی بندے کو حرص اور لالچ نہ ہو۔

(٥٧٣٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّعَدِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِيْ خَلَافَتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيْ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى، فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّيْ قَدْ كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِيْ أَرَدْتَ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ لَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)) (مسند احمد : ١٠٠)

عبداللہ بن سعدی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کو لوگوں کے امور پر مامور کیا جاتا ہے، پھر جب آپ کو اس کی مزدوری دی جاتی ہے تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو، کیا بات ایسے ہی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ اس نے کہا: میں گھوڑوں اور غلاموں کا مالک اور مال والا ہوں، میری خواہش یہ ہے کہ میری یہ خدمت مسلمانوں کے لیے صدقہ قرار پائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا مت کرو، میں نے بھی تمہاری طرح کا ارادہ کیا تھا، جب نبی کریم ﷺ مجھے عطیہ دیتے تو میں کہتا تھا کہ آپ یہ چیز مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیں، آپ ﷺ فرماتے کہ ''یہ لے لو اور اس کو اپنا مال بنا لو اور صدقہ کرو، اس طرح کا جو مال کسی طمع اور سوال کے بغیر مل جائے تو اس کو لے لیا کرو اور اس طرح نہ ملے تو اپنے

تخريج: أخرجه البخاري: ٧١٦٣، ومسلم: ١٠٤٥ (انظر: ١٠٠)

نفس کو اس کے پیچھے نہ لگایا کرو۔‘‘

(٥٧٣٦)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْوَالِ السَّلَاطِيْنَ، فَقَالَ: ((مَا آتَاكَ اللّٰهُ مِنْهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَكُلْهُ وَتَمَوَّلْهُ۔)) قَالَ: وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ بِهَا مَا لَمْ يَرْحَلْ إِلَيْهَا وَيُشْرِفْ لَهَا۔ (مسند احمد: ٢٨١٠٨)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سلاطین کے مال کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ان سے جو مال اللہ تعالی تجھے سوال اور لالچ کے بغیر عطا کر دے، تو اس کو کھا لے اور اپنا مال بنا لے۔‘‘ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: (بادشاہوں کا) وہ مال لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جس کے لیے نہ آدمی کو جانا پڑتا ہے اور نہ وہ اس کی لالچ میں رہتا ہے۔

فوائد:...... موجودہ دور میں اربابِ حکومت کے قریب رہنے والوں کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ دنیوی مال وزر تک رسائی حاصل کر لیں، یہ مقصد درست نہیں ہے، نبی کریم ﷺ سلطان کے اس تحفے کو جائز قرار دے رہے ہیں، جس کی لینے والے کو کوئی لالچ اور حرص نہ ہو۔‘‘

(٥٧٣٧)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْعَامِلُ فِي الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ لِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٢٠)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رضائے الٰہی کی خاطر اور حق کے ساتھ صدقہ وخیرات کی وصولی کرنے والا عامل اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے اہل والوں کی طرف لوٹ آئے۔‘‘

(٥٧٣٨)۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَرَضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا الرِّزْقِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَلْيَتَوَسَّعْ بِهِ فِيْ رِزْقِهِ فَإِنْ كَانَ عَنْهُ غَنِيًّا فَلْيُوَجِّهْهُ إِلٰى مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٢٤)

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص کو لالچ اور سوال کے بغیر رزق میسر آ جائے، تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے رزق میں ملا کر مزید وسعت پیدا کرے، پس اگر وہ خود اس سے غنی ہو تو اپنے سے زیادہ کسی ضرورت مند کو دے دے۔‘‘

(٥٧٣٦) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٧٥٥٧)
(٥٧٣٧) حديث حسن ۔ أخرجه ابوداود: ٢٥٤٧، والترمذي: ٥٨٤، وابن ماجه: ١٧٩٩ (انظر: ١٥٨٢٦)
(٥٧٣٨) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٣٠، والبيهقي في "الشعب": ٣٥٥٤ (انظر: ٢٠٦٤٨)

(٥٧٣٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى رِزْقًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَلْيَقْبَلْهُ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَأَلْتُ أَبِيْ مَا الْإِشْرَافُ؟ قَالَ: تَقُوْلُ فِيْ نَفْسِكَ: سَيَبْعَثُ إِلَيَّ فُلَانٌ، سَيَصِلُنِيْ فُلَانٌ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٢٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ تعالی بن مانگے رزق عطا کر دے تو وہ اسے قبول کر لے۔ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اشراف یعنی مال کی لالچ کرنے سے کیا مراد ہے، انھوں نے کہا: تیرا اپنے نفس میں یہ خیال رکھنا کہ فلاں آدمی میری طرف فلاں چیز بھیجے گا، عنقریب مجھے فلاں چیز موصول ہوگی۔

(٥٧٤٠)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعِيًا فَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ نَأْكُلَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَذِنَ لَنَا۔ (مسند احمد: ١٧٤٤٢)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ و خیرات کی وصولی پر مامور فرمایا، جب میں نے (اس خدمت کے دوران) زکوۃ کے مال سے کھانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی۔

(٥٧٤١)۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ وَلِيَ لَنَا عَمَلًا وَلَيْسَ لَهُ مَنْزِلٌ فَلْيَتَّخِذْ مَنْزِلًا، أَوْ لَيْسَتْ لَهُ زَوْجَةٌ فَلْيَتَزَوَّجْ، أَوْ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَتَّخِذْ خَادِمًا، أَوْ لَيْسَ لَهُ دَابَّةٌ فَلْيَتَّخِذْ دَابَّةً، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ أَوْ سَارِقٌ۔)) (مسند احمد: ١٨١٨٠)

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ہمارے کام کا ذمہ دار ٹھہرے اور اگر اس کا گھر نہ ہو تو وہ گھر بنا لے، اگر اس کی بیوی نہ ہو تو وہ شادی کر لے، اگر اس کا خادم نہ ہو تو خادم خرید لے اور اگر اس کی سواری نہ ہو تو سواری بھی لے لے، لیکن اگر وہ اس کے علاوہ کوئی اور چیز لے گا تو وہ خائن اور چور قرار پائے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی مسلمانوں کی مصالح سے متعلقہ امور میں مصروف ہو، وہ ان کے مالوں میں سے اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے، جیسے بیوی، خادم، گھر یا سواری وغیرہ، لیکن اس ضمن میں حکومتی یا پرائیویٹ ادارے کی طرف سے دی گئی رخصت کے مطابق یہ سہولتیں حاصل کی جائیں گی، جیسا کہ اگلی حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے، وگرنہ وہ ملازم خائن اور دھوکے باز ٹھہرے گا۔

(٥٧٣٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٧٤٠) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى الذى سمع عقبة بن عامر (انظر: ١٧٣٠٩)

(٥٧٤١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٢٩٤٥ (انظر: ١٨٠١٧)

(٥٧٤٢)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيْرَةَ الْكِنْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ، (قَالَ مُجَالِدٌ: هُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ) كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ (وَفِي لَفْظٍ: لَا حَاجَةَ لِي فِي عَمَلِكَ) فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((وَأَنَا أَقُوْلُ ذٰلِكَ الْآنَ، مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَجِيءْ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ، فَمَا أُوْتِيَ مِنْهُ أَخَذَ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ اِنْتَهٰى۔)) (مسند احمد: ١٧٨٦٩)

سیدنا عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم میں سے جو آدمی ہمارے کام پہ مامور ہو اور وہ ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی چیز چھپائے گا تو وہ خیانت کرے گا اور روزِ قیامت اس کو اپنے ساتھ لائے گا۔'' ایک سیاہ رنگ والا آدمی کھڑا ہوا، اس کا نام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھا، راوی کہتا ہے کہ گویا کہ وہ مجھے اب بھی اسی طرح نظر آ رہا ہے، اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے یہ عہدہ واپس لے لیں، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کیا وجہ ہے؟'' اس نے کہا: میں نے آپ کو اس کے بارے میں اس طرح کی سخت باتیں کرتے ہوئے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ جس کسی کو بھی ہم کوئی ذمہ داری سونپیں تو وہ ہر چیز ہمارے سامنے پیش کر دے، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، پھر اس کو جو کچھ دے دیا جائے، وہ لے لے اور جس چیز سے روک دیا جائے، اس سے باز آ جائے۔''

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ...... ''جو خیانت کرے گا، وہ روزِ قیامت اس چیز کے ساتھ آئے گا، جو اس نے خیانت کی ہوگی۔'' (سورۂ آل عمران: ١٦١)
معلوم ہوا کہ کوئی ملازم اور ساعی حکمران کی اجازت کے بغیر قومی اثاثے میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(٥٧٤٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِجْعَلْنِيْ عَلٰى شَيْءٍ أَعِيْشُ بِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا حَمْزَةُ! نَفْسٌ تُحْيِيْهَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ نَفْسٌ تُمِيْتُهَا؟)) قَالَ: بَلْ نَفْسٌ أُحْيِيْهَا قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی ذمہ داری سونپ دو کہ اس کے ذریعے میری گزران ہو سکے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حمزہ! کسی نفس کو زندہ کرنا آپ کو پسند ہے یا مارنا؟'' انھوں نے کہا: جی کسی نفس کو زندہ کرنا، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اپنے نفس کا

(٥٧٤٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه مسلم: ١٨٣٣ (انظر: ١٧٧١٧)
(٥٧٤٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة وحيى بن عبد الله المعافرى (انظر: ٦٦٣٩)

((عَلَيْكَ بِنَفْسِكَ۔)) (مسند احمد: ٦٦٣٩) خیال کر۔''

فوائد:...... سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے کہ آپ ان کو زکوۃ کی وصولی پر مقرر کریں تا کہ اس کے عوض ان کو جو اجرت ملے گی، اس سے ان کی معیشت کو سہارا مل جائے گا، مگر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بنو ہاشم میں سے تھے اور بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے صدقہ اور زکوۃ حرام تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو یہ بات سمجھانے کے لیے تمہید کے طور نفس کے زندہ کرنے یا اس کو مارنے کی بات کی، کیونکہ اگر سیدہ حمزہ کو زکوۃ کا عامل مقرر کر دیا جاتا تو گویا اس میں ان کے نفس کی موت تھی، کیونکہ حرام رزق کی وجہ سے کئی محرومیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بلکہ سرے سے عبادات ہی قبول نہیں ہوتیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْكَسْبِ بِالزِّرَاعَةِ وَفَضْلِهَا
زراعت کے ذریعے کمائی کرنا اور اس کی فضیلت کا بیان

(٥٧٤٤)۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ هُبَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((خَيْرُ مَالِ الْمَرْءِ لَهُ مُهْرَةٌ مَأْمُوْرَةٌ أَوْ سِكَّةٌ مَأْبُوْرَةٌ)) (مسند احمد: ١٥٩٣٩)

سیدنا سوید بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا بہترین مال گھوڑی کا کثیر النسل بچہ ہے یا کھجوروں کی قطار ہے، جن کی پیوند کاری کی گئی ہو۔''

فوائد:...... کثیر النسل جانوروں اور زراعت میں گھروں کی خیر و برکت کے خزانے پوشیدہ ہیں، ایک آدمی نے تقریباً بیس کے قریب بھیڑ بکریاں پال رکھی تھیں، جب ہم نے اس کی گزر بسر کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ اس کے بیوی بچوں کا انحصار صرف ان بھیڑ بکریوں پر ہے، خوشی غمی کی صورت میں جب بھی کسی بڑے خرچ کی ضرورت پڑتی ہے تو ایک دو جانور بیچ کر گزارا کر لیتے ہیں اور روٹین کی زندگی تو دو تین مہینوں کے بعد دو تین بچے فروخت کر دینے سے گزرتی رہتی ہے، جبکہ وہ آدمی انتہائی خوشحال نظر آ رہا تھا۔

(٥٧٤٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا أَوْ يَغْرِسُ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٢٥٢٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی مسلمان جب کھیتی کاشت کرتا ہے یا پودا لگاتا ہے اور اس سے پرندے، انسان اور حیوان کھاتے ہیں تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔''

(٥٧٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، اياس بن زهير من رجال التعجيل، لم يذكروا في الرواة عنه غير مسلم بن بذيل هذا، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، ثم انه مرسل ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٤٧١، والبيهقي: ١٠/ ٦٤، والبخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ٤٣٩ (انظر: ١٥٨٤٥)

(٥٧٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٢٠، ومسلم: ١٥٥٣ (انظر: ١٢٤٩٥)

(٥٧٤٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ اِمْرَأَةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ: ((لَكِ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: ((مَنْ غَرَسَهُ، مُسْلِمٌ أَوْ كَافِرٌ؟)) قُلْتُ: مُسْلِمٌ، قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ أَوْ يَغْرِسُ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَائِرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ سَبُعٌ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: أَوْ دَابَّةٌ) أَوْ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٠٥)

سیدہ ام مبشر، جو کہ سیدنا زید بن حارثہ ؓ کی بیوی تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں ایک باغ میں تھی، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ باغ تمہارا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کس نے لگایا تھا، مسلمان نے یا کافر نے؟'' میں نے کہا: مسلمان نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جو کھیتی کاشت کرتا ہے یا کوئی پودا گاڑھتا ہے اور پھر جو پرندہ، انسان، درندہ، چوپایہ اور کوئی بھی چیز اس سے کچھ کھاتی ہے، تو اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔''

(٥٧٤٧)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَصَبَ شَجَرَةً فَصَبَرَ عَلَى حِفْظِهَا وَالْقِيَامِ عَلَيْهَا حَتّٰى تُثْمِرَ كَانَ لَهُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يُصَابُ مِنْ ثَمَرِهَا صَدَقَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٦٢)

ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص درخت لگاتا ہے اور صبر کے ساتھ اس کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ پھل دینے لگتا ہے، تو پھر اس درخت کے پھل سے جو چیز کھائی جائے گی، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس آدمی کے لیے صدقہ ہوگی۔''

(٥٧٤٨)۔ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذٰلِكَ الْغَرْسِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩١٧)

سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی درخت لگاتا ہے تو اس سے جو پھل نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بقدر اس کو اجر عطا کرتا ہے۔''

(٥٧٤٩)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِهِ

سیدنا ابودرداء ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں دمشق

(٥٧٤٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ـ أخرج نحوه مسلم: ١٥٥٢ (انظر: ٢٧٣٦١)
(٥٧٤٧) اسناده ضعيف لجهالة حال فنج، وقال الحسيني: مجهول وحديثه هذا منكر (انظر: ٢٣١٧٥)
(٥٧٤٨) اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن عبد العزيز الليثي ـ أخرجه الطبراني: ٣٩٦٨ (انظر: ٢٣٥٢٠)
(٥٧٤٩) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٧٥٠٦)

وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا بِدِمَشْقَ فَقَالَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هٰذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ غَرَسَ غَرْسًا لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ آدَمِيٌّ وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٥٥)

میں پودے لگا رہا تھا، میرے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا، اس نے مجھ سے کہا: اے ابو درداء! آپ صحابی ہوکر یہ کام کرتے ہیں؟ میں نے کہا: مجھ پر اعتراض کرنے میں جلد بازی مت کرو، میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو انسان پودا لگاتا ہے پھر اس میں سے جو آدمی، بلکہ اللہ تعالی کی کوئی مخلوق جو کچھ کھاتی ہے، اس کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

فوائد:...... اعتراض کی وجہ یہ تھی کہ اس آدمی نے دنیا اور اس کی آبادی کی مذمت والی نصوص ذہن نشین کی ہوئی تھیں، ان کی روشنی میں اس نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ صحابیٔ رسول کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دنیوی امور کی طرف متوجہ ہوں، آگے سے انھوں نے اپنی حسنِ نیت کے ذریعے اس کا جواب دیا۔

(٥٧٥٠)۔ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ الطَّيْرُ أَوِ الْعَافِيَةُ كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةً۔)) (مسند احمد: ١٦٦٧٤)

خلاد بن سائب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو کھیتی کاشت کرتا ہے، پھر اس سے پرندے یا کوئی بھی رزق کا طلبگار اس سے کھاتا ہے تو یہ اس کے لئے صدقہ کا باعث ہے۔''

فوائد:...... ''اَلْعَافِيَة'' کا اطلاق ہر اس جاندار پر ہوتا ہے، جو رزق طلب کرنے والا ہو، وہ انسان ہو، یا جانور، یا پرندہ، نیز اس لفظ کا اطلاق جماعت پر بھی ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَ بَرَكَتِهَا وَرَعْيِهَا
بکریوں کو پالنے، ان کی برکت اور ان کو چرانے کا بیان

(٥٧٥١)۔ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اِتَّخِذِيْ غَنَمًا يَا أُمَّ هَانِيءٍ! فَإِنَّهَا تَرُوْحُ بِخَيْرٍ وَ تَغْدُوْ بِخَيْرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٠٤)

سیدنا ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے ام ہانی! بکریاں پالو، کیونکہ یہ شام کو خیر کے ساتھ آتی ہیں اور صبح کو خیر کے ساتھ جاتی ہیں۔''

فوائد:...... بکریاں عجیب قسم کی خیر و برکت پر مشتمل ہیں، آپ ﷺ نے ان کو جنتی جانور قرار دیا ہے، ان کے ہاں سال میں دو بار پیدائش کا سلسلہ ہوتا ہے، دو دو تین تین بچے جنم دیتی ہیں، ان کے مزاج میں عاجزی اور نرمی ہوتی ہے، ان میں بغاوت اور سرکشی کا مادہ بالکل نہیں ہوتا اور ان کا یہی مزاج ان کے مالکوں میں منتقل ہو جاتا ہے، معمولی غذا ان کے لیے کافی ہو جاتی ہے، جب چاہا ان کا دودھ دوہ لیا، ان کا گوشت انتہائی عمدہ ہوتا ہے، جبکہ ان کو ذبح کرنا اور

(٥٧٥٠) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤١٣٤ (انظر: ١٦٥٥٨)

(٥٧٥١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٢٢٩٥ (انظر: ٢٦٩٠٢)

گوشت بنانا بہت آسان ہوتا ہے، ایسے لگتا ہے کہ بکری خرگوش اور ہرن کی طرح بڑی خوبصورت اور محبت والی چیز نظر آتی ہے، مزید اگلی روایت کا بغور مطالعہ کر لیں۔

(٥٧٥٢)۔ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: مَرَّ اَبِىْ عَلٰى أَبِىْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: غُنَيْمَةً لِىْ، قَالَ: نَعَمْ، اِمْسَحْ رُغَامَهَا وَ اَطِبْ مُرَاحَهَا وَصَلِّ فِىْ جَانِبِ مُرَاحِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ، وَانْتَسِىءْ بِهَا فَإِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّهَا أَرْضٌ قَلِيْلَةُ الْمَطْرِ۔)) قَالَ: يَعْنِى الْمَدِيْنَةَ۔ (مسند احمد: ٩٦٢٣)

وہب بن کیسان کہتے ہیں: میرے باپ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، انھوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی میری کچھ بکریاں ہیں (ان کی طرف جا رہا ہوں) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ٹھیک ہے، لیکن ان کو صاف ستھرا کرنا، ان کی آرام گاہ کو اچھا بنانا اور ان کی آرام گاہ کے پاس نماز پڑھنا، کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہے، نیز ان کو مدینہ کی سرزمین سے دور رکھنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''یہ سرزمین کم بارش والی ہے۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ علاقے کی آب وفضا کے مطابق پالتو جانوروں کا اہتمام کرنا چاہیے، نیز ان کے باڑے آرام دہ ہونے چاہئیں، نماز پڑھنے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مالک بکریوں کے ساتھ رہے گا اور اس طرح درندوں سے امن رہے گا۔

(٥٧٥٣)۔ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ: ((يُوْشِكُ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ۔)) (مسند احمد: ١١٠٤٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ مسلمان آدمی کے لئے بہترین مال بکریاں ہوں، جن کو وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی وادیوں میں چلا جائے اور فتنوں سے بچ کر اپنے دین کو لے کر بھاگ جائے۔''

فوائد:...... فتنوں کے زمانے میں دین کی سلامتی کے لیے آبادی سے دور چلا جانا مستحب ہے، بشرطیکہ فتنوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ ہو۔

(٥٧٥٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَجْنِىْ الْكَبَاثَ، فَقَالَ:

سیدنا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہوں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر پیلو کا پھل چن رہے تھے،

(٥٧٥٢) صحيح بالشواهد ان شاء الله۔ أخرجه مالك فى "المؤطا": ٢/ ٩٣٣، والبزار: ٤٤ (انظر: ٩٦٢٥)

(٥٧٥٣) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٦٠٠، ٦٤٩٥ (انظر: ١١٠٣٢)

(٥٧٥٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٤٠٦، ٥٤٥٣، ومسلم: ٢٠٥٠ (انظر: ١٤٤٩٧)

((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ۔)) قَالَ: قُلْنَا: وَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَاهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٥٥١)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیاہ رنگت والا چنو، یہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔'' ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ بھی بکریاں چراتے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، بلکہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔''

(٥٧٥٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: اِفْتَخَرَ أَهْلُ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَهْلِ الْإِبِلِ، وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى وَهُوَ يَرْعٰى غَنَمًا عَلٰى أَهْلِهِ وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا أَرْعٰى غَنَمًا لِأَهْلِيْ بِجِيَادٍ۔)) (مسند احمد: ١١٩٤٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اونٹوں اور بکریوں کے مالکان ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فخر اور تکبر اونٹوں کے مالکان میں اور سکون اور وقار بکریوں کے مالکان میں پایا جاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تو وہ اپنے اہل کی بکریاں چراتے تھے اور جب مجھے مبعوث کیا گیا تو میں بھی جیاد میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔''

فوائد:...... مکہ مکرمہ کی ایک نشیبی جگہ کا یا ایک پہاڑ کا نام جیاد ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ خطابی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اونٹوں اور گھوڑوں کے مالکوں کی مذمت اس بنا پر کی کہ یہ لوگ امورِ دینیہ سے غافل ہو کر اپنے مال مویشیوں میں لگے رہتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ سخت دل ہو جاتے ہیں۔

حافظ صاحب نے خود کہا: سکینت کو بکریوں کے مالکوں کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ وسعت اور کثرت میں اونٹوں کے مالکوں سے کم ہوتے ہیں، اور یہی دو چیزیں فخر اور تکبر کا باعث بنتی ہیں۔ (فتح الباری: ٦/ ٤٣٣، ٤٣٤)

یہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظام ہے کہ جو فرق بکری اور اونٹ میں ہے کہ بکری شریف اور غیر مضر جانور ہے اور اونٹ باغی اور مضر جانور ہے، ان جانوروں کا یہی مزاج ان کے مالکوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَالْإِمَاءِ وَالْقَصَّابِ وَالصَّائِغِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

سینگی لگانے والوں، لونڈیوں، قصاب اور سنار وغیرہ کی کمائی کا بیان

(٥٧٥٦)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ: نَهَانَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَأَمَرَنَا أَنْ

رافع بن رفاعہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں سینگی لگانے والے کی کمائی سے منع فرمایا اور ہمیں حکم

(٥٧٥٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ٢٣٧٠ (انظر: ١١٩١٨)

(٥٧٥٦) تخريج: هذا اسناد لا يصح، رافع بن رفاعة لاتصح له صحبة، والحديث غلط۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٢٦ (انظر: ١٨٩٩٨)

نُطْعِمَهُ نَوَاضِحَنَا وَنَهَانَا عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ، إِلَّا مَا عَمِلَتْ بِيَدِهَا وَقَالَ: هٰكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخَبْزِ وَالْغَزْلِ وَالنَّفْشِ۔ (مسند احمد: ١٩٢٠٧)

دیا تھا کہ ہم یہ کمائی آبپاشی کے اونٹوں وغیرہ کو کھلا دیں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں لونڈیوں کی کمائی سے بھی منع کیا تھا، البتہ جو وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے کمائے (وہ جائز ہے)، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے، روئی اون وغیرہ کو کاتنے یا ان کو دھنکنے کا اشارہ کیا۔

فوائد:...... سینگی لگانے والے کی اجرت مکروہ ہے، حرام نہیں ہے، جن احادیث میں اس آمدنی کو خبیث کہا گیا ہے، اس سے مراد گھٹیا، ردّی، ناپسندیدہ اور کم تر ہے، کیونکہ اس پیشے میں گھٹیا پن پایا جاتا ہے، خود اس حدیث سے بھی سینگی کی کمائی کا جواز ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی کمائی کو اونٹوں کو کھلا دینے کا حکم دیا ہے، اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ یہ حکم نہ دیتے، مزید دلائل یہ ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث، جو اس باب کے آخر میں موجود ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طیبہ سے سینگی لگوائی اور اسے غلے کا ایک صاع (یعنی تقریباً دو کلو سو گرام اجرت کے طور پر) دینے کا حکم دیا۔ (بخاری: ٢١٠٢)

حافظ ابن حجر نے کہا: علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ سینگی لگانے والے کی کمائی حلال ہے، انھوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ اس میں گھٹیا پن ضرور ہے، لیکن یہ حرام نہیں ہے۔ (فتح الباری: ٤/ ٥٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت دی، اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ اسے کچھ نہ دیتے۔ (بخاری: ٢١٠٣، مسلم: ١٢٠٢)

دورِ جاہلیت میں مالکان اپنی لونڈیوں کو اس چیز پر مجبور کرتے تھے کہ وہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کر کے لائیں، جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ﴾ ...... ''اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔'' (سورۂ نور: ٣٣) لونڈیوں کو اس طرح استعمال کرنے کی حرمت پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ البتہ لونڈیوں سے جائز محنت مزدوری کروا کر ان کے ذریعے آمدنی حاصل کرنا درست ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اس حدیث کے آخر میں اشارہ فرمایا ہے۔

(٥٧٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ۔ (مسند احمد: ٧٨٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈیوں کی کمائی سے منع کیا ہے۔

(٥٧٥٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٨٣، ٥٣٤٨ (انظر: ٧٨٥١)

(٥٧٥٨)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَکَسْبِ الْحَجَّامِ وَکَسْبِ الْمُومِسَةِ وَعَنْ کَسْبِ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ (مسند احمد: ٨٣٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (یہ بھی) روایت ہے کہ رسول ﷺ نے کتے کی قیمت، پچھنے لگانے والے کی کمائی، زانیہ کی کمائی اور سانڈ کی جفتی کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... کتے کی کمائی اور سانڈ کی جفتی کی جائز اور ناجائز صورتوں پر بحث بالترتیب حدیث نمبر (۵۸۱۲) اور (۵۸۲۴) میں آئے گی۔

(٥٧٥٩)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ وَکَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِیْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِیِّ خَبِیْثٌ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٩١)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی کمائی خبیث ہے، سینگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے اور زانیہ کی کمائی بھی خبیث ہے۔''

فوائد:...... زانیہ کی کمائی سے مراد اس کی وہ کمائی جو وہ زنا اور بدکاری کے ذریعے کرتی ہے۔

(٥٧٦٠)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِیِّ خَبِیْثٌ، وَکَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِیْثٌ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٠٢)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی کمائی خبیث ہے، زانیہ کی کمائی بھی خبیث ہے اور سینگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔''

(٥٧٦١)۔ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ سُلَیْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَایَةَ بْنَ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ یُحَدِّثُ أَنَّ جَدَّهُ حِیْنَ مَاتَ تَرَكَ جَارِیَةً وَنَاضِحًا وَغُلَامًا حَجَّامًا وَأَرْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَارِیَةِ فَنَهٰی عَنْ کَسْبِهَا، قَالَ شُعْبَةُ: مَخَافَةَ أَنْ تَبْغِیَ، وَقَالَ: ((مَا أَصَابَ الْحَجَّامُ فَاعْلِفُوْهُ

عبایہ بن رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے دادا فوت ہوئے تو ترکہ میں ایک لونڈی، کھیتی سیراب کرنے والا جانور، پچھنے لگانے والا ایک غلام اور کچھ زمین چھوڑی، رسول اللہ ﷺ نے اس ڈر سے لونڈی کی کمائی سے منع کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ زنا شروع کر دے، غلام کے بارے میں فرمایا: ''سینگی لگانے والا جو کچھ کمائے، وہ آبپاشی والے اونٹ وغیرہ کو کھلا دو۔'' اور زمین کے بارے میں فرمایا: ''اس کو خود

(٥٧٥٨) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الدارمی: ٢٦٢٤ (انظر: ٨٣٨٩)

(٥٧٥٩) تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٦٨ (انظر: ١٧٢٥٩)

(٥٧٦٠) تخریج: انظر الحدیث السابق

(٥٧٦١) تخریج: مرفوعه صحیح، وهذا اسناد ضعیف لارساله واضطرابه۔ أخرجه الطیالسی: ٩٦٩، والطبرانی فی "الکبیر": ٤٤٠٥ (انظر: ١٧٢٦٨)

النَّاضِحَ۔)) وَقَالَ فِی الْأَرْضِ: ((اِزْرَعْهَا أَوْ ذَرْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۴۰۰)

کاشت کر یا پھر اس کو چھوڑ دے۔''

(۵۷۶۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ کَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ: ((اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۴۳۴۱)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پچھنے لگانے والے کی کمائی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کمائی کو کھیتی سیراب کرنے والے جانور کو بطورِ چارہ کھلا دیا کرو۔''

(۵۷۶۳)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((قَدْ أَعْطَیْتُ خَالَتِیْ غُلَامًا وَأَنَا أَرْجُوْ أَنْ یُبَارِكَ اللّٰهُ لَهَا فِیْهِ وَقَدْ نَهَیْتُهَا اَنْ تَجْعَلَهُ حَجَّامًا أَوْ قَصَّابًا أَوْ صَائِغًا۔)) (مسند احمد: ۱۰۲)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اسے باعث برکت بنائے گا اور میں نے خالہ سے کہا کہ اسے پچھنے لگانے والا، قصاب یا سنار نہ بنائے۔''

(۵۷۶۴)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَکْذَبَ النَّاسِ الصَّوَّاغُوْنَ وَالصَّبَّاغُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۸۲۸۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بڑے جھوٹے سنار اور رنگ ساز ہیں۔''

(۵۷۶۵)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((أَکْذَبُ النَّاسِ الصُّنَّاعُ۔)) (مسند احمد: ۹۲۸۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے کاریگر اور ہنرمند ہوتے ہیں۔''

فوائد:...... پچھنے لگانے والے، قصاب، سنار، کاریگر، رنگ ساز اور دوسرے ہنرمند لوگوں کے پیشے جائز اور درست ہیں، ان کو ناپسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سینگی لگانے والے اور قصاب کو گندے امور میں ملوث رہنا پڑتا ہے اور دوسرے پیشوں والوں کی اکثریت دھوکہ اور ملاوٹ کرتی ہے اور ان کا معاملہ ''ہاتھی کے دانت دکھانے کو اور کھانے کو اور'' کا مصداق ہوتا ہے۔

(۵۷۶۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه الشافعی: ۲/ ۹۵، والحمیدی: ۱۲۸۳، وابن حبان: ۵۴۱۳ (انظر: ۱۴۲۹۰)

(۵۷۶۳) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة الرجل الذی من بنی سهم، وجهالة ماجدة۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۳۰، ۳۴۳۱ (انظر: ۱۰۲)

(۵۷۶۴) اسناده ضعیف، فرقد السبخی ضعیف واحادیثه مناکیر۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۵۲ (انظر: ۸۳۰۲)

(۵۷۶۵) اسناده ضعیف لابهام الراوی عن ابی هریرة۔ أخرجه عبد الرزاق: ۱۵۳۵۵ (انظر: ۹۲۹۶)

(٥٧٦٦)۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَاعِدَةَ بْنِ مُحَيِّصَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كَانَ لَهُ غُلَامٌ حَجَّامٌ، يُقَالُ لَهُ: اَبُوْ طَيْبَةَ، يَكْسِبُ كَسْبًا كَثِيْرًا فَلَمَّا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ اِسْتَرْخَصَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ فَاَبٰى، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ فِيْهِ وَيَذْكُرُ لَهُ الْحَاجَةَ حَتّٰى قَالَ لَهُ: ((لِتُلْقِ كَسْبَهُ فِيْ بَطْنِ نَاضِحِكَ (وَفِيْ لَفْظٍ) اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَأَطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ۔)) (وَفِيْ لَفْظٍ) فَزَجَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَفَلَا أُطْعِمُهُ يَتَامٰى لِيْ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: اَفَلَا أَتَصَدَّقُ بِهِ؟ قَالَ: ((لَا)) فَرَخَّصَ لَهُ أَنْ يُعْلِفَهُ نَاضِحَهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٩٢)

سیدنا محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطیبہ نامی ان کا ایک غلام تھا، وہ بہت زیادہ کمائی کرتا تھا، رسول ﷺ نے جب پچھنے لگانے والے کی کمائی لینے سے منع کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگانے کی کمائی کے بارے میں اجازت طلب کی، لیکن آپ ﷺ نے رخصت نہ دی، وہ (باصرار) بات کرتا رہا اور اپنی حاجت کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی کمائی کو اپنے آبپاشی کے اونٹوں وغیرہ کے پیٹ میں ڈال، ایک روایت میں ہے: تو اس کو اپنے جانوروں کے چارہ اور غلاموں کے کھانا کے طور پر استعمال کر لے۔'' ایک روایت میں ہے: پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے روک دیا، لیکن اس نے کہا: کیا میں یہ کمائی اپنے یتیموں کو نہ کھلا دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' اس نے کہا: تو پھر کیا میں صدقہ کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' بالآخر آپ ﷺ نے اس کو رخصت دی کہ وہ زمین سیراب کرنے والے اونٹ وغیرہ کو چارہ کے طور پر کھلا دے۔''

(٥٧٦٧)۔ عَنْ مُحَيِّصَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ لَهُ غُلَامٌ حَجَّامٌ يُقَالُ لَهُ نَافِعٌ أَبُو طَيْبَةَ فَانْطَلَقَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنْ خَرَاجِهِ فَقَالَ: ((لَا تَقْرَبْهُ۔)) فَرَدَّدَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اِعْلِفْ بِهِ النَّاضِحَ وَاجْعَلْهُ فِي كَرِشِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٨٩)

سیدنا محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک پچھنے لگانے والا غلام تھا، اس کو نافع ابوطیبہ کہا جاتا تھا، سیدنا محیصہ رضی اللہ عنہ اس کی آمدنی کے بارے میں پوچھنے کے لئے رسول ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس آمدنی کے قریب بھی نہ جاؤ۔'' اس نے پھر سے سوال کیا، اب کی بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو، اپنے سیراب کرنے والے اونٹ وغیرہ کو بطورِ چارہ کھلا دے اور اس کو اس کے اوجھ میں ڈال دے۔''

(٥٧٦٩)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِحْتَجَمَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی

(٥٧٦٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٢٢، والترمذى: ١٢٧٧ (انظر: ٢٣٦٩٢)

(٥٧٦٧) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٧٦٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢١٦٣ (انظر: ٦٩٢)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَنِی أَنْ أُعْطِیَ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ۔ (مسند احمد: ۶۹۲)

لگوائی اور پھر مجھے حکم دیا کہ میں سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دوں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کَسْبِ الْعَشَّارِیْنَ وَأَصْحَابِ الْمَکْسِ وَالْعُرَفَاءِ وَنَحْوِهِمْ
ٹیکس وصول کرنے والوں اور سرداروں کی کمائی کا بیان

(۵۷۷۰)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ أَبِی الْعَاصِ عَلَی کِلَابِ بْنِ أُمَیَّةَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَی مَجْلِسِ الْعَاشِرِ بِالْبَصْرَةِ، فَقَالَ: مَایُجْلِسُكَ هَاهُنَا؟ قَالَ: اِسْتَعْمَلَنِی هٰذَا عَلٰی هٰذَا الْمَکَانِ یَعْنِی زِیَادًا، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِیْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلٰی، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((کَانَ لِدَاوُدَ نَبِیِّ اللّٰهِ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَةٌ یُوْقِظُ فِیْهَا أَهْلَهُ فَیَقُوْلُ: یَا آلَ دَاوُدَ! قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَإِنَّ هٰذِهِ سَاعَةٌ یَسْتَجِیْبُ اللّٰهُ فِیْهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْ عَشَّارٍ۔)) فَرَکِبَ کِلَابُ بْنُ أُمَیَّةَ سَفِیْنَةً فَأَتٰی زِیَادًا فَاسْتَعْفَاهُ فَأَعْفَاهُ۔ (مسند احمد: ۱۶۳۹۰)

حسن بصری کہتے ہیں: سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کا کلاب بن امیہ کے پاس سے گزر ہوا، وہ بصرہ میں ٹیکس وصول کرنے والے کی نشست پر بیٹھے ہوا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: اے کلاب یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے کہا: مجھے زیاد نے (ٹیکس وصول کرنے کے لیے) اس علاقے پر عامل مقرر کیا ہے، انھوں نے کہا: کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنا سکتا ہوں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، ضرور سنائیں، انھوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ کے نبی داود علیہ السلام نے رات کے وقت ایک وقت کو خاص کر رکھا تھا، اس میں وہ اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے ہوئے کہتے: اے آل داود! اٹھو اور نماز ادا کرو، یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے، ماسوائے دو آدمیوں کے، ایک جادوگر اور دوسرا ٹیکس لینے والا۔'' یہ حدیث سنتے ہی کلاب بن امیہ کشتی پر سوار ہوکر زیاد کے پاس پہنچے اور اس ملازمت سے معذرت کی اور اس نے معذرت قبول کر لی۔

(۵۷۷۱)۔ عَنْ أَبِی الْخَیْرِ قَالَ: عَرَضَ مَسْلَمَةُ بْنُ مَخْلَدٍ وَکَانَ أَمِیْرًا عَلٰی مِصْرَ عَلٰی رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنْ یُوَلِّیَهُ الْعُشُوْرَ، فَقَالَ: إِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ:

ابوالخیر سے روایت ہے کہ مصر کے امیر مسلمہ بن مخلد نے سیدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ درخواست پیش کی کہ وہ اس کو ٹیکسوں کا مسئول بنا دیں۔ لیکن انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''ٹیکس لینے

(۵۷۷۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان۔ أخرجه الطبرانی فی ''الکبیر'': ۸۳۷۴ (انظر: ۱۶۲۸۱)

(۵۷۷۱) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه الطبرانی فی ''الکبیر'': ۴۴۹۳ (انظر: ۱۷۰۰۱)

((صَاحِبُ الْمَكْسِ فِي النَّارِ.)) (مسند احمد: ١٧١٢٦)

والا دوزخی ہے۔“

(٥٧٧٢)۔ عَنْ حَرْبِ بْنِ هِلَالٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ، إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَ النَّصَارٰى.)) مسند احمد: ١٥٩٩٢)

حرب بن ہلال کہتے ہیں کہ بنو تغلب کے ایک آدمی سیدنا ابو امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، ٹیکس تو یہود ونصاری سے وصول کئے جاتے ہیں۔“

(٥٧٧٣)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ عَنْ خَالِهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ أَشْيَاءَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: أَعْشُرُهَا؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى، وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ عُشُورٌ.)) (مسند احمد: ١٥٩٩١)

(دوسری سند) حرب بن عبید اللہ ثقفی اپنے ماموں سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کچھ چیزوں کا ذکر کیا، اس کے بعد میں نے کہا: کیا میں ٹیکس لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹیکس تو یہود و نصاری پر لاگو کیے جاتے ہیں، اہل اسلام پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔“

(٥٧٧٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ خَالِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعْشِرُ قَوْمِي؟ قَالَ: ((إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَ النَّصَارٰى وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ عُشُورٌ)) (مسند احمد: ١٥٩٩٠)

(تیسری سند) بکر بن وائل اپنے ماموں سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے ٹیکس لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹیکس تو صرف یہود و نصاری پر لگائے جاتے ہیں، اہل اسلام پر کوئی ٹیکس نہیں ہوتا۔“

(٥٧٧٥)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ.)) يَعْنِي الْعَشَّارَ. (مسند احمد: ١٧٤٢٦)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

(٥٧٧٢) تخريج: اسناده ضعيف لاضطرابه۔ أخرجه ابوداود: ٣٠٤٨، ٣٠٤٩ (انظر: ١٥٨٩٧)

(٥٧٧٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٧٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٧٧٥) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٣٧ (انظر: ١٧٢٩٤)

(۵۷۷٦)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَتَاهِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا لَقِيْتُمْ عَاشِرًا فَاقْتُلُوْهُ)) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَصَّرَ عَنْ بَعْضِ الْإِسْنَادِ وَقَالَ: يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الصَّدَقَةَ يَأْخُذُهَا عَلٰى غَيْرِ حَقِّهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۲۲۱)

سیدنا مالک بن عتاہیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ٹیکس وصول کرنے والے کو ملو تو اس کو قتل کردو۔'' (سند میں مذکور ایک راوی کے بقول) آپ ﷺ کی مراد وہ شخص ہے جو بغیر کسی حق کے یہ چیز وصول کرتا ہے۔

(۵۷۷۷)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! اِحْمَدُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ رَفَعَ عَنْكُمُ الْعُشُوْرَ۔)) (مسند احمد: ۱٦۵٤)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عرب کے لوگو! اس اللہ کی تعریف کیا کرو، جس نے تم سے ٹیکسوں کو اٹھالیا ہے۔''

(۵۷۷۸)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَفْلَحْتَ يَا قُدَيْمُ! اِنْ مِتَّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيْرًا وَلَا جَابِيًا وَلَا عَرِيْفًا۔)) (مسند احمد: ۱۷۳۳۷)

سیدنا مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول ﷺ نے فرمایا: ''اے قدیم! تو کامیاب ہو جائے گا، بشرطیکہ تو نہ امیر بنے، نہ مال وصول کرنے والا بنے اور نہ سردار بنے۔''

فوائد:...... سردار سے مراد قوم یا خاندان کا سردار اور منتظم ہے، اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے یہ تینوں عہدے ضروری ہیں، لیکن ان عہدوں کے حقوق کو پورا کرنے والے بہت کم ہیں، یہی دیکھا گیا کہ امیر اور حکمران ظالم بن جاتا ہے، مال وصول کرنے والا خائن بن جاتا ہے اور سردار اپنی قوم کی شریعت کی طرف رہنمائی نہیں کرتا، اس طرح یہ تین قسم کے افراد انجام کے لحاظ سے خسارے میں چلے جاتے ہیں۔

اس باب میں ٹیکس اور اس کے وصول کنندہ کی مذمت کی گئی، ان کے بارے میں مزید روایات یہ ہیں:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو برا بھلا کہا، جس کو بدکاری کی وجہ سے سنگسار کیا جا رہا تھا، جبکہ توبہ کرتے ہوئے برائی کا اعتراف اس نے خود کیا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ۔)) ......''خالد! رہنے

(۵۷۷٦) تخريج: اسنادهما ضعيف من اجل ابن لهيعة فهو سيىء الحفظ، ولجهالة مخيس ابن ظبيان، ولابهام شيخه۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۹/ ۷۱ ٦ (انظر: ۱۸۲۲۱)

(۵۷۷۷) اسناده ضعيف، ابراهيم بن المهاجر لين الحديث، والراوي عن عمرو بن حريث لا يعرف۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ۳/ ۱۹۷، وابويعلى: ۹٦٤، والطحاوي في "شرح المعاني": ۲/ ۳۱ (انظر:)

(۵۷۷۸) اسناده ضعيف، لضعف صالح بن يحيى بن المقدام۔ أخرجه ابوداود: ۲۹۳۳ (انظر: ۱۷۲۰۵)

دو۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کر لے تو اسے بخش دیا جائے گا۔'' (مسلم: ١٦٩٥)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلا کہ ٹیکس لینا قبیح ترین اور مہلک گناہ ہے، کیونکہ ٹیکس وصول کنندہ بغیر کسی حق کے لوگوں سے بار بار ٹیکس وصول کرتا رہتا ہے، جبکہ اس پر لوگوں کے مطالبات بڑھتے رہتے ہیں۔(شرح مسلم نووی)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو بغیر کسی عوض اور حق کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔(عون المعبود: ٤٤٤٢)

سیدنا عثمان بن ابی عاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ ، فَيُنَادِيْ مُنَادٍ: هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهُ ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطٰى ، هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفْرَجَ عَنْهُ ، فَلَا يَبْقٰى مُسْلِمٌ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ ، اِلَّا زَانِيَةً تَسْعٰى بِفَرْجِهَا ، اَوْعَشَّارًا۔)) ......''نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا آواز لگاتا ہے: کوئی ہے پکارنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی ہے سوال کرنے والا کہ اس کو عطا کیا جائے اور کیا کوئی ہے تکلیف زدہ کہ اس کی تکلیف دور کر دی جائے۔کوئی ایسا مسلمان نہیں ہوتا کہ وہ دعا کرے اور اللہ تعالی اس کی دعا قبول نہ کرے، مگر زانی عورت جو اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کرتی ہے اور ٹیکس وصول کنندہ (ان دو کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں)۔'' (معجم اوسط طبرانی: ١/ ٨٨/ ٢، صحیحہ: ١٠٧٣)

کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال و دولت نہیں لیا جا سکتا، ٹیکس بھی اسی قسم کی ایک صورت ہے، عصر حاضر میں تو ٹیکسز کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ مثلا: چھچھ ٹیکس، ڈرینج ٹیکس، انکم ٹیکس، ملبہ ٹیکس، ٹال ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، وہیکل ٹیکس، وغیرہ وغیرہ۔حکومت کا عوام الناس کی جائداد میں کوئی حق نہیں ہوتا، ہاں اگر لوگ گورنمنٹ کے اخراجات سے بنائی ہوئی کوئی چیز استعمال کر رہے ہوں اور اس کی مرمت پر حکومت کا خرچہ ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں ٹیکس لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلا روڈ پر چلنے کا ٹیکس، لیکن یہ ضروری ہے کہ ادا کی گئی یہ رقم مسلمانوں کے بیت المال میں پہنچے۔

آجکل ٹیکسوں کی وصولی کی بھرمار نے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے، بالخصوص جو بھاری ٹیکس تاجروں سے وصول کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس کا سارے کا سارے بوجھ عوام پر پڑتا ہے۔حکومتی عہدیداران کو علم ہونا چاہیے کہ وہ کسی چیز کے عوض عوام سے ٹیکس وصول کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ رقم بیت المال میں جمع کروائی جائے یا حکومت کی تحویل میں دے دی جائے، مثلا روڈ پر چلنے کا ٹیکس۔ٹیکسوں کی تمام اقسام جو کسی عوض کے بغیر وصول کی جاتی ہیں، ان کی وصولی حرام ہے، مثلا تاجروں اور صنعت کاروں سے ان کی تجارت اور صنعت کی وجہ سے ٹیکس وصول کرنا۔

أَبْوَابُ الْكَسْبِ بِالتِّجَارَةِ

تجارت کے ذریعے کمائی کرنے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَفَضْلِ ذٰلِكَ

خرید وفروخت میں سچائی اور امانت اور ان کی فضیلت کا بیان

(٥٧٧٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْتَرٰى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عِقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ فِي عِقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ، فَقَالَ الَّذِي بَاعَ الْأَرْضَ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، قَالَ: فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحِ الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا۔)) (مسند احمد: ٨١٧٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین خریدی، خریدنے والے شخص کو اس زمین میں ایک گھڑا مل گیا، جس میں سونا تھا، اس نے فروخت کرنے والے سے کہا: اپنا سونا لے لو، میں نے آپ سے زمین خریدی ہے، نہ کہ سونا، لیکن فروخت کرنے والے نے کہا: میں نے زمین بھی فروخت کی تھی اور جو کچھ اس میں تھا، وہ بھی بیچ ڈالا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک آدمی کے پاس اپنا فیصلہ لے گئے، اس نے کہا: کیا تمہاری اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ اس کی لڑکی ہے، اس نے کہا: تم اس لڑکے اور لڑکی کی آپس میں شادی کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کر دو اور کچھ مقدار صدقہ کر دو۔''

فوائد:...... ہماری شریعت میں ایسی چیز کے احکام مقرر ہیں، اگر وہ گری پڑی چیز ہے تو اس پر اس سے متعلقہ احکام لاگو ہو جائیں گے، اگر وہ جاہلیت کا دفینہ ہے، جس کو رِکاز کہتے ہیں تو اس کو پا لینے والا اس کا مالک بن جائے گا، البتہ اسی وقت پانچواں حصہ زکاۃ دینی ہوگی۔

(٥٧٨٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جَلَبٌ فَأَعْطَانِي دِيْنَارًا فَقَالَ: ((أَيْ عُرْوَةُ! اِئْتِ الْجَلَبَ فَاشْتَرِ

سیدنا عروہ بن ابی جعد بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ سامانِ تجارت والا قافلہ آیا ہے، پس آپ ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا اور فرمایا: ''عروہ! قافلے

(٥٧٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٧٢، ومسلم: ١٧٢١ (انظر: ٨١٩١)

(٥٧٨٠) تخريج: مرفوعه صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٨٥، وابن ماجه: ٢٤٠٢، والترمذي: ١٢٥٨، وأخرجه مختصرا و نحوه البخاري: ٣٦٤٢ (انظر: ١٩٣٦٢)

لَنَا شَاةً۔)) قَالَ: فَأَتَيْتُ الْجَلْبَ فَسَاوَمْتُ صَاحِبَهُ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ شَاتَيْنِ بِدِينَارٍ فَجِئْتُ أَسُوقُهُمَا (أَوْ قَالَ: أَقُودُهُمَا) فَلَقِيَنِي رَجُلٌ فَسَاوَمَنِي فَأَبِيْعُهُ شَاةً بِدِينَارٍ، فَجِئْتُ بِالدِّينَارِ وَجِئْتُ بِالشَّاةِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا دِيْنَارُكُمْ وَهٰذِهِ شَاتُكُمْ، قَالَ: ((وَصَنَعْتَ كَيْفَ؟)) فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِيْ صَفْقَةِ يَمِيْنِهِ۔)) فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَقِفُ بِكُنَاسَةِ الْكُوْفَةِ، فَأَرْبَحُ أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا قَبْلَ أَنْ أَصِلَ إِلٰى أَهْلِيْ، وَكَانَ يَشْتَرِي الْجَوَارِيَ وَيَبِيْعُ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۷۹)

میں جاؤ اور ہمارے لئے ایک بکری خرید لاؤ۔'' پس میں قافلے میں گیا اور بکری کے مالک سے سودا کیا اور ایک دینار کی دو بکریاں خرید لیں، میں نے ان کو لا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک آدمی ملا، میرا اس سے سودا بن گیا اور میں نے اس کو ایک دینار میں ایک بکری فروخت کر دی، چنانچہ میں ایک بکری اور ایک دینار لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لیجئے اپنا دینار اور یہ لیجئے اپنی بکری، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کیسے سودا کیا ہے؟'' میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ !اس کی تجارت میں برکت فرما۔'' یہ دعا اس قدر قبول ہوئی کہ میں کوفہ میں کُنَاسَہ مقام میں کھڑا ہوتا تھا اور گھر پہنچنے سے پہلے چالیس ہزار کا نفع کما لیتا تھا۔ یہ صحابی لونڈیوں کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں نفع کی شرح مقرر نہیں ہے، نیز نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا بیان ہے۔

بَابُ ذَمِّ الْكَذِبِ وَالْحَلْفِ لِتَرْوِيجِ السِّلْعَةِ وَذَمِّ الْأَسْوَاقِ

سودا فروخت کرنے کے لیے جھوٹ بولنے اور قسم اٹھانے کی مذمت اور بازاروں کی مذمت کا بیان

(۵۷۸۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((اَلْيَمِيْنُ الْكَاذِبَةُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ۔)) (مسند احمد: ۷۲۹۱)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹی قسم سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے، لیکن کمائی سے برکت اٹھ جاتی ہے۔''

فوائد:...... جھوٹی قسموں کی وجہ سے مال میں بظاہر اضافہ ہو رہا ہوتا ہے، لیکن تاجر اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہونے والی برکت سے محروم ہو جاتا ہے، جبکہ بنیادی چیز اللہ تعالی کی برکت ہے، باقی سب امور فرعی اور سرسری ہیں، اگر برکت شامل حال ہو تو تھوڑا مال بھی کفایت کر جاتا ہے اور اگر برکت نہ ہو تو سرے سے مالک سکون والی زندگی ہی بسر نہیں کر سکتا۔

(۵۷۸۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۸۷، ومسلم: ۱۶۰۶ (انظر: ۷۲۹۳)

(٥٧٨٢)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ)) قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَ لَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ: ((بَلٰى وَلٰكِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ فَيَكْذِبُوْنَ، وَيَحْلِفُوْنَ وَيَأْثَمُوْنَ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٥٧)

سیدنا عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تاجر برے لوگ ہیں۔'' کسی نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی کیوں نہیں، لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور پھر جب (جھوٹی) قسم اٹھاتے ہیں تو گنہگار ہوتے ہیں۔''

فوائد:...... تاجر کے لیے ضروری تنبیہ یہ ہے کہ وہ سچ بولے اور جھوٹی قسم سے بچے، کسی بڑی ضرورت کے پیش نظر وہ سچی قسم اٹھا سکتا ہے، لیکن سچی قسموں کی کثرت بھی درست نہیں ہے۔

(٥٧٨٣)۔ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنْفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٩١٢)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجارت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اجتناب کرو، بے شک اس سے سودا تو بکتا ہے، لیکن برکت مٹ جاتی ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سودا کرتے وقت قسموں کی کثرت سے بچا جائے، اگرچہ قسم اٹھانے والا سچا ہو۔

(٥٧٨٤)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (وَفِيْ لَفْظٍ: كُنَّا نَبِيْعُ الرَّقِيْقَ فِي السُّوْقِ)، (وَفِيْ لَفْظٍ آخَرَ: كُنَّا نَبْتَاعُ الْأَوْسَاقَ بِالْمَدِيْنَةِ) فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!)) فَسَمَّانَا بِاسْمٍ أَحْسَنَ مِنْ اِسْمِنَا (وَفِيْ لَفْظٍ: أَحْسَنَ

سیدنا قیس بن غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم (تاجروں) کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سَمَاسِر یعنی دَلّال کہا جاتا تھا، ایک روایت میں ہے: ہم بازار میں غلام بیچتے تھے، ایک روایت میں ہے: ہم مدینہ منورہ میں سامان فروخت کیا کرتے تھے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت!'' پس آپ ﷺ نے ہمارے سابقہ نام کی بہ نسبت اچھا نام رکھا،

(٥٧٨٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٧١١، والبيهقي في "الشعب": ٤٨٤٥، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٠٧٨، والحاكم: ٢/ ٧ (انظر: ١٥٦٦٩)

(٥٧٨٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٠٧ (انظر: ٢٢٥٤٤)

(٥٧٨٤) اسناده صحيح أخرجه ابوداود: ٣٣٢٦، والترمذي: ١٢٠٨، وابن ماجه: ٢١٤٥ (انظر: ١٦١٣٩)

مِمَّا سَمَّيْنَا بِهِ أَنْفُسَنَا) فَقَالَ: ((إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ))، وَفِي لَفْظٍ: ((إِنَّ هٰذِهِ السُّوقَ يُخَالِطُهَا اللَّغْوُ وَحَلْفٌ فَشُوبُوهَا بِصَدَقَةٍ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٣٨)

ایک روایت میں ہے: ہم نے اپنے لیے جو نام تجویز کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس سے اچھا نام رکھا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجارت میں ناجائز قسم اور جھوٹ کی آمیزش ہو جاتی ہے، اس لیے اس کے ساتھ صدقہ کیا کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''ان بازاروں میں لغو باتیں اور جھوٹیں قسمیں عام ہوتی رہتی ہے، اس لیے ان کے ساتھ صدقہ کیا کرو۔''

فوائد:...... ''سَمَاسِر'' عجمی زبان کا لفظ ہے، یہ لفظ عجمی تاجروں سے عربی تاجروں میں سرایت کر گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو عربی لفظ ''تاجر'' سے تبدیل کر دیا۔

اوساق: وسق کی جمع ہے۔ یہ ساٹھ صاع (ٹوپے) کا ہوتا ہے۔ گندم، کھجور، جو وغیرہ کی تجارت مراد ہے۔

(٥٧٨٥)۔ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْهَى عَنْ بَيْعٍ، فَقَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّهَا مَعَايِشُنَا قَالَ: فَقَالَ: ((لَا خِلَابَةَ إِذًا۔)) وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔

(مسند احمد: ١٦٢٣٩)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تجارت سے منع کرنے کا ارادہ کیا، لیکن صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تجارت تو ہمارا ذریعۂ معاش ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس میں دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔'' اس وقت ہمیں دلّال کہا جاتا تھا۔

فوائد:...... تجارت میں پائے جانے والے مفاسد کی بنا پر آپ ﷺ نے سرے سے اس سے منع کر دینے کا ارادہ کیا، لیکن جب صحابہ نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے اجازت تو دے دی، لیکن شرط یہ لگائی کہ تجارت کسی قسم کے دھوکے پر مشتمل نہیں ہونی چاہیے۔

(٥٧٨٦)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((رُبَّ يَمِيْنٍ لَا تَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ بِهٰذِهِ الْبُقْعَةِ۔)) فَرَأَيْتُ فِيْهَا النَّخَّاسِيْنَ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٨٠١٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتنی قسمیں ہیں جو اس جگہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلند نہیں ہوتیں۔'' پھر میں نے اس جگہ میں چوپائیوں اور غلاموں کو فروخت کرنے والوں کو دیکھا۔

(٥٧٨٥) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابراهيم مولى صُخَير لم يدرك احدا من الصحابة، وقوله: "كنا نسمى السماسرة......" ثبت في الحديث السابق (انظر: ١٦١٤٠)

(٥٧٨٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله، وعبيد مولى ابى رهم ليس بذاك المعروف (انظر: ٨٠٢٣)

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے کسی علاقے کے بارے میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ وہاں اٹھائی جانے والی قسمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلند نہیں ہوں گی، پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا یہ معجزہ پورا ہوا اور وہ جگہ خرید وفروخت کا مرکز بن گئی اور وہاں جھوٹی قسمیں اٹھائی جانے لگیں۔

(٥٧٨٧)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((لَا أَدْرِيْ)) فَلَمَّا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ قَالَ: ((يَا جِبْرِيْلُ! أَيُّ الْبِلَادِ شَرٌّ؟)) قَالَ: لَا أَدْرِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ، فَانْطَلَقَ جِبْرِيْلُ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَمْكُثَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ سَأَلْتَنِيْ أَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِيْ، وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ أَيُّ الْبُلْدَانِ شَرٌّ؟ فَقَالَ: ((أَسْوَاقُهَا۔)) (مسند احمد: ١٦٨٦٥)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! زمین کا کون سا حصہ بدترین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں ہے۔'' جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے یہ سوال کیا، لیکن انہوں نے کہا: ''مجھے بھی معلوم نہیں، لیکن میں اپنے رب سے پوچھوں گا، سو وہ چلے گئے، پھر کچھ دیر یا عرصہ ٹھہرے رہے، پھر جب آئے تو کہا: اے محمد! آپ نے بدترین قطعۂ زمین کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، پھر میں نے اپنے ربّ سے پوچھا ہے، تو اس نے کہا ہے کہ ''روئے زمین میں سے بدترین حصہ بازار ہیں۔''

فوائد: ...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا۔)) ...... ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ مقامات مساجد ہیں اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔'' (صحیح مسلم)

مساجد کا معاملہ تو واضح ہے کہ وہ نماز، تلاوت، اللہ کے ذکر اور عبادت کا مرکز اور صالحین بلکہ فرشتوں کی پناہ گاہ ہیں۔ رہا مسئلہ بازاروں کا تو وہ اس قسم کے مفاسد پر مشتمل ہوتے ہیں: جھوٹ، دھوکہ، جھوٹی قسمیں، عصر حاضر میں مرد و زن کا بدترین اختلاط اور بے پردگی، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے والے امور، شیطانوں کی کثرت جو ان مفاسد پر آمادہ کرتے ہیں۔

(٥٧٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل۔ أخرجه البزار: ١٢٥٢، وابويعلى: ٧٤٠٣، والطبراني في "الكبير": ١٥٤٦، والحاكم: ١/ ٨٩٩ (انظر: ١٦٧٤٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسَاهُلِ وَالتَّسَامُحِ فِي الْبَيْعِ وَالْإِقَالَةِ وَحُسْنِ التَّقَاضِي وَفَضْلِ ذٰلِكَ

تجارت میں نرمی اختیار کرنے اور درگزر کرنے، سودا واپس کرنے اور اچھا معاملہ کرنے اور اس کی فضیلت کا بیان

(۵۷۸۸)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوْخٍ مَوْلَى الْقُرَشِيِّيْنَ أَنَّ عُثْمَانَ اشْتَرٰى مِنْ رَجُلٍ أَرْضًا فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ فَلَقِيَهُ فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ مِنْ قَبْضِ مَالِكَ؟ قَالَ: إِنَّكَ غَبَنْتَنِيْ فَمَا أَلْقٰى مِنَ النَّاسِ أَحَدًا إِلَّا وَهُوَ يَلُوْمُنِيْ، قَالَ: أَوَ ذٰلِكَ يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاخْتَرْ بَيْنَ أَرْضِكَ وَمَالِكَ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا، كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا۔)) (مسند احمد: ٤١٠)

قریشیوں کے غلام عطاء بن فروخ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے زمین خریدی، لیکن اس آدمی نے ملنے میں تاخیر کی، پھر جب وہ ملا تو اس (عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا: کس چیز نے آپ کو اپنا مال قبضے میں لینے سے روک رکھا ہے؟ کہا: تم نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے، میں جس بندے کو ملتا ہوں، وہ مجھے ملامت کرتا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا یہ رکاوٹ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، آپ اپنی زمین اور مال میں سے ایک چیز کو پسند کریں، پھر انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس آدمی کو جنت میں داخل کرے گا، جو خریدتے وقت، بیچتے وقت، تقاضا چکاتے وقت یا تقاضا کرتے وقت نرم خوئی اختیار کرتا ہے۔''

فوائد:...... معاملات میں نرم خوئی والی زندگی انتہائی آسان ہے، کاش ہم اللہ تعالی کا حکم سمجھ کر اس کو اختیار کر لیتے، مصیبت یہ ہے کہ جب ہم کسی شخصیت کی خاطر چند دن نرمی کا اختیار کرتے ہیں اور نتیجہ جلدی وصول نہیں ہوتا تو ہم پر مایوسی چھا جاتی ہے اور ہم یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ آئندہ ہم سختی کے ساتھ اپنے معاملات ڈیل کریں گے، ہمیں ہمارے معاملات میں دو چیزوں نے دھوکہ دیا ہے، ایک جلد باز مزاج اور دوسرا اللہ تعالی کی ذات مقدم نہ رکھنا، یعنی اللہ تعالی کا لحاظ کرتے ہوئے نرمی کو اختیار نہ کرنا۔

(۵۷۸۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَاشْتَرٰى مِنِّيْ بَعِيْرًا فَجَعَلَ لِيْ ظَهْرَهُ حَتّٰى أَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا قَدِمْتُ أَتَيْتُهُ بِالْبَعِيْرِ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَ لِيْ بِالثَّمَنِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے مجھ سے اونٹ خریدا اور مدینہ منورہ تک مجھے اس پر سواری کر لینے کا حق دیا، جب میں مدینہ پہنچا تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور اونٹ آپ ﷺ کے حوالے کر دیا اور

(۵۷۸۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۰۲، والنسائي: ۷/ ۳۱۸ (انظر: ٤١٠)

(۵۷۸۹) تخریج: أخرجه البخاري: ۵۰۷۹، ۵۲٤۵، ومسلم: ۲۹۹۷ (انظر: ١٤٢٥١)

فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَحِقَنِیْ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَدَا لَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْتُهُ دَفَعَ إِلَیَّ الْبَعِيْرَ وَقَالَ: ((هُوَ لَكَ)) فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: فَجَعَلَ يُعْجِبُ، قَالَ: فَقَالَ: اشْتَرٰى مِنْكَ الْبَعِيْرَ وَدَفَعَ إِلَيْكَ الثَّمَنَ وَوَهَبَ لَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١٤٣٠١)

آپ ﷺ نے مجھے قیمت دینے کا حکم دیا، جب میں واپس ہوا، تو آپ ﷺ میرے پیچھے ہولئے، میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہوں، جب میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اونٹ مجھے تھما دیا اور فرمایا: ''یہ بھی تیرے لیے ہے۔'' پھر میرا گزر ایک یہودی کے پاس سے ہوا، جب میں نے یہ ساری بات بتلائی تو وہ بڑا تعجب کرنے لگا، اس نے کہا: آپ ﷺ نے تجھ سے اونٹ خریدا ہے اور پھر قیمت ادا کر کے اونٹ بھی ہبہ کر دیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، بالکل ایسے ہی ہوا۔

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کا اعلی اخلاق تھا کہ آپ ﷺ نے پہلے اونٹ پر سواری کرنے کا حق دیا، پھر اونٹ کی قیمت ادا کی اور بعد ازاں وہ اونٹ بھی دے دے، یہودی کے تعجب کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ انتہائی حریص تھے، اس لیے اس کو آپ ﷺ کے اس حسن اخلاق پر حیرانی ہوئی۔

(٥٧٩٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَفَرَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ سَهْلًا إِذَا بَاعَ سَهْلًا إِذَا اشْتَرٰى سَهْلًا إِذَا قَضٰى سَهْلًا إِذَا اقْتَضٰى۔)) (مسند احمد: ١٤٧١٢)

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے ایک آدمی تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس بنا پر بخش دیا تھا کہ بیچتے وقت، خریدتے وقت، تقاضا دیتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا تھا۔''

(٥٧٩١)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: دَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ: أَیْ بِأَبِیْ وَأُمِّیْ إِنِّیْ اِبْتَعْتُ أَنَا وَابْنِیْ مِنْ فُلَانٍ ثَمْرَ مَالِهِ (وَفِیْ لَفْظٍ: مِنْ ثَمَرَةِ أَرْضِهِ) فَأَحْصَيْنَاهُ وَحَشَدْنَاهُ، لَا وَالَّذِیْ أَكْرَمَكَ بِمَا أَكْرَمَكَ بِهِ مَا أَصَبْنَا مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا نَأْكُلُهُ فِیْ بُطُوْنِنَا أَوْ نُطْعِمُهُ مِسْكِيْنًا رَجَاءَ الْبَرَكَةِ

سیدنا عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، گزارش یہ ہے کہ ایک آدمی سے میں اور میرے بیٹے نے پھل خریدا ہے، اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو وہ عزت دی ہے، جو دی ہے، جب ہم نے اسے جمع کیا اور ماپا تو اس سے صرف اتنی مقدار ہی حاصل ہوئی کہ جس سے صرف ہمارا پیٹ بھرتا ہے یا پھر حصول

(٥٧٩٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٣٢٠ (انظر: ١٤٦٥٨)
(٥٧٩١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن حبان: ٥٠٣٢ (انظر: ٢٤٤٠٥)

فَنَقَصْنَا عَلَيْهِ فَجِئْنَا نَسْتَوْضِعُهُ مَانَقَصْنَاهُ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَايَضَعُ شَيْئًا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَأَلّٰى لَا أَصْنَعُ خَيْرًا (وَفِي لَفْظٍ: تَأَلّٰى أَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا)۔)) ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَتْ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ صَاحِبَ التَّمْرِ فَجَاءَهُ، فَقَالَ: أَيْ بِأَبِي وَأُمِّي إِنْ شِئْتَ وَضَعْتُ مَانَقَصُوْا وَإِنْ شِئْتَ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ مَاشِئْتَ، فَوَضَعَ مَانَقَصُوْا، قَالَ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ (عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ): وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ الْحَكَمِ۔ (مسند احمد: ۲۴۹۰۹)

برکت کے لئے ہم کسی مسکین کو کھلا دیتے ہیں، اس کے علاوہ تو کوئی چیز باقی نہیں بچتی، اس پھل میں ہمارا نقصان ہوا ہے، بہرحال ہم نے جس سے خریدا ہے، اس سے اس نقصان کے بقدر معافی کا مطالبہ کیا ہے، لیکن اس نے تو قسم اٹھالی ہے کہ وہ قیمت میں کمی نہیں کرے گا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اس نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ خیر والا کام نہیں کرے گا۔'' آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔ ادھر کسی طرح پھل فروخت کرنے والے اس شخص کو اطلاع ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کے نقصان کے بقدر معاف کر دیتا ہوں، نیز آپ راس المال میں سے جو چاہتے ہیں، وہ بھی کم کر دیتا ہوں۔ پھر اس نے ان کے نقصان کے بقدر معاف کر دیا تھا۔ ابو عبد الرحمٰن نے کہا: میں نے یہ حدیث حکم سے سنی ہے۔

فوائد:...... اس صحابی نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں کمال کردار ادا کیا، اس مسئلہ کی وضاحت حدیث نمبر (۵۸۶۹) میں آئے گی۔

(۵۷۹۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: اِبْتَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ جَزُوْرًا أَوْ جَزَائِرَ بِوَسْقٍ مِنْ تَمْرِ الذَّخِيْرَةِ، وَتَمْرُ الذَّخِيْرَةِ الْعَجْوَةُ، فَرَجَعَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَيْتِهِ وَالْتَمَسَ لَهُ التَّمْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنَّا قَدِ ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزُوْرًا أَوْ جَزَائِرَ بِوَسْقٍ مِنْ تَمْرِ الذَّخِيْرَةِ فَالْتَمَسْنَاهُ

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی سے رسول ﷺ نے ایک وسق یعنی ساٹھ صاع ذخیرہ کی یعنی عجوہ کھجور کے عوض چند اونٹ خریدے، جب رسول ﷺ قیمت کی ادائیگی کے لئے گھر تشریف لائے تو گھر میں کھجوریں ختم ہو چکی تھیں، پس باہر آکر اس یہاتی سے فرمایا: ''اللہ کے بندے! میں نے بسیار تلاش تو کیا ہے، مگر تیرے اونٹوں کی قیمت ادا کرنے کے لئے مجھے کھجوریں نہ مل سکیں۔)) اس دیہاتی نے تو یہ کہنا شروع کردیا: ہائے یہ کیا عہد شکنی ہے؟

(۵۷۹۲) اسنادہ حسن۔ أخرجه البیهقی: ٦/ ٢٠، والحاکم: ٢/ ٣٢، والبزار: ١٣١٠ (انظر: ٢٦٣١٢)

فَلَمْ نَجِدْهُ، قَالَتْ: فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ: وَاغَدْرَاهُ! قَالَتْ: فَنَهَمَهُ النَّاسُ وَقَالُوْا: قَاتَلَكَ اللّٰهُ، أَيَغْدِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔)) ثُمَّ عَادَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنَّا قَدِ ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزَائِرَكَ وَنَحْنُ نَظُنُّ أَنَّ عِنْدَنَا مَا سَمَّيْنَا لَكَ فَالْتَمَسْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ)) فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ: وَاغَدْرَاهُ! فَنَهَمَهُ النَّاسُ وَقَالُوْا: قَاتَلَكَ اللّٰهُ، أَيَغْدِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔)) فَرَدَّدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا، فَلَمَّا رَآهُ لَا يَفْقَهُ عَنْهُ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((اِذْهَبْ اِلٰى خُوَيْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمِ بْنِ أُمَيَّةَ فَقُلْ لَهَا: رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَكِ اِنْ كَانَ عِنْدَكِ وَسْقٌ مِنْ تَمْرِ الذَّخِيْرَةِ فَأَسْلِفِيْنَاهُ حَتّٰى نُؤَدِّيَهُ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔)) فَذَهَبَ إِلَيْهَا الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ هُوَ عِنْدِیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَابْعَثْ مَنْ يَقْبِضُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: ((اِذْهَبْ فَأَوْفِهِ الَّذِیْ لَهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ بِهِ فَأَوْفَاهُ الَّذِیْ لَهُ، قَالَتْ: فَمَرَّ الْأَعْرَابِیُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطْيَبْتَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُوْلٰئِكَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ

لوگوں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا اللہ کے رسول ﷺ بھی عہد شکنی کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو، حق لینے والا باتیں سناتا رہتا ہے۔'' آپ ﷺ نے اپنی بات دوہرائی اور فرمایا: ''او اللہ کے بندے! ہم نے تجھ سے اونٹ خریدے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ ہمارے پاس وہ چیزیں ہیں، جو ہم نے تجھ سے ان کا بھاؤ طے کیا اور تلاش بھی کیا ہے، لیکن وہ مل نہیں سکیں۔'' یہ سن کر وہ پھر کہنے لگا: ہائے یہ کیا عہد شکنی ہے، لوگوں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا اللہ کے رسول بھی دھوکہ کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کچھ نہ کہو، جس نے حق لینا ہوتا ہے، وہ باتیں کرتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے دو تین مرتبہ یہی بات دہرائی، جب آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ وہ دیہاتی بات سمجھ نہیں پارہا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''خویلہ بنت حکیم کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ اللہ کے رسول کہہ رہے ہیں کہ اگر تمہارے پاس ایک وسق عجوہ کھجوریں ہیں تو ہمیں ادھار دے دو، ہم ان شاء اللہ تجھے ادا کردیں گے۔'' وہ آدمی گیا اور اس نے آکر بتایا کہ وہ کہتی ہے کہ اس کے پاس کھجوریں ہیں، کوئی لے جانے والا آدمی بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''جاؤ اور پوری طرح اس دیہاتی کو اس کا حق دلواؤ۔'' پس وہ اس کو لے گیا اور اس کا پورا پورا حق اس کو دلوا دیا، پھر وہ بدّو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے پورا حق ادا کیا اور بڑے اچھے طریقے سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ سب سے بہتر ہیں، جو خوشدلی سے پوری طرح ادائیگی کرتے ہیں۔''

يَـوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُوْفُوْنَ الْمُطِيْبُوْنَ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٤٣)

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کا عظیم حسن اخلاق تھا کہ آپ ﷺ نے اس بدّو کے اس قدر سخت رویے کو برداشت کیا اور اُدھار لے کر اس کا حق ادا کیا، اگر چہ حق لینے والا باتیں تو کر سکتا ہے، لیکن اس کو مخاطَب کے آداب کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔

(٥٧٩٣)۔ عَـنْ حُذَيْفَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا أَتَى اللّٰهُ بِهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا عَمِلْتُ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَرْجُوْكَ بِهَا، فَقَالَهَا لَهُ ثَلَاثًا وَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: أَيْ رَبِّ! كُنْتَ اَعْطَيْتَنِيْ فَضْلًا مِنْ مَالٍ فِي الدُّنْيَا فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِيْ اَتَجَاوَزُ عِنْهُ وَكُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرِ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ: نَحْنُ أَوْلَى بِذٰلِكَ مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ فَغُفِرَلَهُ، فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: هٰكَذَا سَمِعْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٧١٩٠)

سیدنا حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو اللہ تعالی کے حضور پیش کیا گیا، اللہ تعالی نے اس سے کہا: دنیا میں کون سا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے ذرہ برابر کوئی ایسی نیکی نہیں کی کہ جس کی امید رکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار یہ سوال دہرایا، تیسری مرتبہ اس نے کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے دنیا میں وافر مال دیا تھا، اس لیے میں لوگوں سے تجارتی لین دین کرتا تھا، اس میں میرا طریقہ یہ تھا کہ مالداروں پر آسانی کرتا تھا اور تنگدستوں کو مہلت دیتا تھا، اللہ تعالی نے کہا: ہم تیرے ساتھ ایسا حسن سلوک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، فرشتو! میرے اس بندے سے درگزر کردو، پس اس کو معاف کر دیا گیا۔ سیدنا ابومسعود ؓ کہتے ہیں: میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

(٥٧٩٤)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ نَفْسَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ، قِيْلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَأُجَازِفُهُمْ فَأُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ،

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ سے (یہ بھی) روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا، اُس نے اس شخص سے پوچھا: تو نے بھلائی کا کوئی کام کیا ہے؟ اس نے آدمی نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں ہے، اس نے کہا: مزید دیکھ لے، اس نے کہا: کوئی نیک عمل ذہن میں نہیں آ رہا، البتہ میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا اور اندازے سے لین دین

(٥٧٩٣) تخريج: أخرجه بنحوه البخارى: ٣٤٥١، ومسلم: ٢٩٣٤ (انظر: ١٧٠٦٤)

(٥٧٩٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٠٧٧، ٣٤٥١، ومسلم: ١٥٦٠ (انظر: ٢٣٣٥٣)

فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۷۴٤)

کرتا تھا اور مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے تجاوز کر جاتا تھا، پس اللہ تعالی نے اس کو اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا۔''

(۵۷۹۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ لِرَسُوْلِهِ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِيْ غُلَامٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا بَعَثْتُهُ يَتَقَاضٰى قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَ تَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: تَجَاوَزْتُ عَنْكَ۔)) (مسند احمد: ۸۷۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی، تاہم وہ لوگوں کے ساتھ تجارتی لین دین رکھتا تھا اس نے اپنے نائب سے کہہ رکھا تھا جو آسانی سے دے سکے اس سے قیمت لے لینا اور جو تنگدست ہو اس سے درگزر کرنا، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دے، جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالی نے اس سے پوچھا کبھی کوئی عمل خیر کیا ہے، اس نے کہا نہیں ایک کام ہے کہ میں لوگوں سے لین دین کرتا تھا تو میں جب اپنے نائب کو قرضہ کے تقاضا کے لئے بھیجتا تو اس سے کہہ رکھا تھا کہ جو آسان دست ہو اس سے لے لینا اور جو تنگدست ہو اس سے درگزر کرنا شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جا میں نے بھی تجھے معاف کر دیا۔

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ میں جن جن مواقع پر نرم خوئی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس وقت ہر تاجر، دوکاندار، قرض خواہ اور حقدار اس نرمی کی رعایت کرنے سے یکسر محروم ہے، الا ما شاء اللہ، ممکن ہے کہ کوئی رعایت کرنے والا ہو، لیکن عوام نے اس کو نہیں دیکھا، ہر قرض خواہ اور قرض دار کے مابین سختی اور تلخی کا معاملہ نظر آتا ہے، اس وجہ سے ہمارے مزاجوں میں تناؤ آ گیا ہے اور ہماری زندگیاں برکتوں سے خالی ہو گئی ہیں۔

قارئین کرام! کچھ افراد تو طبعی طور پر نرم ہوتے ہیں، اگر وہ کچھ سعی کریں تو ان کا مزاج آسانی سے شریعت کے تابع ہو سکتا ہے، لیکن سخت مزاج لوگوں کو شریعت کے مطابق نرم خوئی سے متصف ہونے کے لیے خاصی محنت کرنا پڑے گی اور اس قسم کے ہر معاملے میں تکلف کر کے اپنے مزاج کو شریعت کے تابع کرنا ہوگا، نتیجتًا نہ قرضے لیٹ ہو جانے سے بے سکونی ہوگی اور نہ معاف کرنے سے معاملات رکیں گے، ایسے افراد کو یہ عقیدہ مضبوط کر لینا چاہیے کہ روزی کے اسباب کا مالک اللہ تعالی ہے، ہم خود نہیں ہیں۔

(۵۷۹۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۸۰، ومسلم: ۱۵٦۲ (انظر: ۸۷۳۰)

بَابُ مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عِقَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِيْ مِثْلِهَا

گھر یا زمین کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کرنے والے کا بیان

(۵۷۹۶)۔ اَنَّ يَعْلَى بْنَ سُهَيْلٍ مَرَّ بِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ: يَا يَعْلَى! أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ بِعْتَ دَارَكَ بِمِائَةِ أَلْفٍ؟ قَالَ: بَلٰى! قَدْ بِعْتُهَا بِمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ: فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَاعَ عُقْرَةَ مَالٍ سَلَّطَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا تَالِفًا يُتْلِفُهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۴۶)

جب سیدنا یعلی بن سہیل رضی اللہ عنہ، سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو انھوں نے کہا: اے یعلی! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے اپنا مکان ایک لاکھ میں فروخت کر دیا ہے، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے واقعی ایک لاکھ میں بیچا ہے، سیدنا حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو اپنی جاگیر فروخت کر دیتا ہے، تو اللہ تعالی اس پر ایک آفت مسلط کر دیتا ہے، وہ اس کے مال کو تلف کر دیتی ہے۔“

(۵۷۹۷)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ حُرَيْثٍ أَخٍ لِعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عِقَارًا فَلَمْ يجعَلْ ثَمَنَهَا فِی مِثْلِهِ كَانَ قَمِنًا اَنْ لَّا يُبَارَكَ لَهُ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۴۶)

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا سعید بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنا گھر یا جاگیر فروخت کرے اور وہ اس کی قیمت کو اسی طرح کی چیز میں صرف نہ کرے تو وہ اس لائق ہے کہ اس کے لیے اس کے اس سودے میں برکت نہ کی جائے۔“

فوائد:...... سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ بَاعَ دَاراً وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهَا۔)) ...... ”جس نے کوئی گھر فروخت کیا اور اُس کی قیمت اس جیسی چیز میں صرف نہ کی، تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں کی جائے گی۔“ (ابن ماجہ: ۲/ ۹۷، صحیحہ: ۲۳۲۷)

ہم نے خود بھی دیکھا اور ہمارے بڑوں نے بھی بتایا کہ جو آدمی گھر اور زمین بیچنا شروع کر دیتا ہے، اس کا نتیجہ اس کی کنگالی اور مفلسی کی صورت میں نکلتا ہے یا کم از کم کسی نہ کسی انداز میں ایسی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ الا ما شاء اللہ

(۵۷۹۸)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُبَارَكُ فِيْ ثَمَنِ أَرْضٍ وَلَا دَارٍ لَا يُجْعَلُ فِيْ أَرْضٍ وَلَا دَارٍ۔))

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین اور گھر کی اس قیمت میں برکت نہیں کی جاتی، جس کو اسی طرح کی زمین اور گھر کو خریدنے میں خرچ نہ کیا

(۵۷۹۶) تخریج: اسناده ضعيف، محمد بن ابی المليح الهذلی من رجال "التعجيل"۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۸/ ۵۵۰، والطحاوی فی "شرح المشكل": ۳۹۴۶ (انظر: ۲۰۰۰۲)

(۵۷۹۷) تخريج: حديث حسن بمتابعاته وشواهده۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۹۰ (انظر: ۱۸۷۳۹)

(۵۷۹۸) تخريج: اسناده ضعيف، قيس بن الربيع الاسدی لينه احمد وابوزرعة، وقال احمد: روی احاديث منكرة (انظر: ۱۶۵۰)

(مسند احمد: ١٦٥٠٠) جائے۔''

أَبْوَابُ مَالَا يَجُوْزُ بَيْعُهُ

ان چیزوں کا بیان کہ جن کی تجارت جائز نہیں ہے

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ بَيْعِ الْخَمْرِ وَالنَّجَاسَةِ وَمَا لَا نَفْعَ فِيْهِ

شراب، نجس اور بے فائدہ چیزوں کی تجارت کا بیان

(٥٧٩٩)۔ قَالَ عَطَاءُ ابْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَ هُوَ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَامَ الْفَتْحِ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ۔)) فَقِيْلَ لَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُدْهَنُ بِهَا السُّفُنَ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ قَالَ: ((لَا، هُوَ حَرَامٌ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهَا الشُّحُوْمَ جَمَلُوْهَا ثُمَّ بَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا۔))

(مسند احمد: ١٤٥٢٦)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اوراس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر، اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔'' اس وقت کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے حکم کے بارے میں غور کریں! کیونکہ اس سے کشتیوں اور چمڑوں کو نرم کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں، اس کی تجارت حرام ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے، جب اللہ تعالی نے ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اس کو پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا اوراس کی قیمت کھا گئے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں: (١) جو چیز حرام ہے، اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے، (٢) کسی آدمی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ کوئی حیلہ استعمال کر کے حرام چیز کو کسی اور چیز کی شکل دے دے، جیسے یہودیوں نے حرام چربی کو پگھلا کر اس کو دوسری شکل میں تبدیل کر لیا تھا، عربی زبان میں چربی کو ''شَحَم'' اور پگھلی ہوئی چربی کو ''وَدَك'' کہتے ہیں۔

(٥٨٠٠)۔ وعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا، جبکہ آپ ﷺ مکہ میں

(٥٧٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٣٦، ومسلم: ١٥٨١ (انظر: ١٤٤٧٢)

(٥٨٠٠) تخريج: صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط" (انظر: ٦٩٩٧)

الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ۔)) فذكر مثله۔ (مسند احمد: ٦٩٩٧)

تھے: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے، ......'' پھر راوی نے درج بالا حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(٥٨٠١)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔ (مسند احمد: ٢٦٠٤٨)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب سورۂ بقرہ کے آخر والی سود سے متعلقہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور شراب کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا۔

(٥٨٠٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَقْبِلًا الْحَجَرَ، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٢١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں حجر اسود کے سامنے تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، ان پر چربی کو حرام کیا گیا، لیکن انہوں نے اس کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کو کھا گئے، حالانکہ جب اللہ تعالیٰ لوگوں پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتا ہے تو ان پر اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے کہ حرام چیز کی تجارت اور قیمت حرام ہے۔

(٥٨٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ٨٧٣٠)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔

(٥٨٠٤)۔ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْبُنَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّي اَشْتَرِيْ هٰذِهِ الْحِيْطَانَ

عبد الواحد بنانی کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کے پاس موجود تھا، ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! میں باغات خریدتا ہوں، بعض میں انگور لگے

(٥٨٠١) تخريج: أخرجه البخارى: ٤٥٩، ٤٥٤٠، ومسلم: ١٥٨٠ (انظر: ٢٥٥٣٢)

(٥٨٠٢) تخريج: صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٨٨(انظر: ٢٢٢١)

(٥٨٠٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٨٧٤٥)

(٥٨٠٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير" (انظر: ٥٩٨٢)

تَكُوْنُ فِيهَا الْأَعْنَابُ فَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَبِيعَهَا كُلَّهَا عِنَبًا حَتّٰى نَعْصِرَهُ، قَالَ: فَعَنْ ثَمَنِ الْخَمْرِ تَسْأَلُنِيْ؟ سَأُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَكَبَّ وَنَكَتَ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ: ((اَلْوَيْلُ لِبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! لَقَدْ أَفْزَعَنَا قَوْلُكَ لِبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْكُمْ مِنْ ذٰلِكَ بَأْسٌ، إِنَّهُمْ لَمَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَتَوَاطَئُوْهُ فَيَبِيْعُوْنَهُ فَيَأْكُلُوْنَ ثَمَنَهُ وَكَذٰلِكَ ثَمَنُ الْخَمْرِ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ٥٩٨٢)

ہوتے ہیں، چونکہ ان سب کو انگور ہی کی صورت میں فروخت کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے کیا ہم ان کا رس نکال سکتے ہیں؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم مجھ سے شراب کی قیمت کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ اب میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، پھر اس کو زمین کی جانب جھکایا اور زمین میں کریدا اور پھر فرمایا: ''بنی اسرائیل کے لئے ہلاکت ہے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! بنی اسرائیل سے متعلقہ آپ کے ارشاد نے ہمیں گھبرا دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے آپ پر کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے، ان پر جب چربی حرام کی گئی تو انھوں نے حیلہ کیا اور (اس کو پگھلا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھا گئے، بالکل اسی طرح شراب کی قیمت تم پر حرام ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کا وہی مفہوم ہے جو اس باب کی پہلی حدیث کا ہے۔

(٥٨٠٥)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيْرَ۔)) يَعْنِيْ يُقَصِّبْهَا۔ (مسند احمد: ١٨٤٠١)

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شراب کی تجارت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ خنزیروں کا قصاب بن جائے۔''

فوائد:...... یہ زجر و توبیخ کا ایک انداز ہے، یعنی جو شخص شراب کی خرید و فروخت کرتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ خنزیروں کا گوشت فروخت کیا کرے۔

(٥٨٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِعُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ سَمُرَةَ (وَقَالَ مَرَّةً: بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ سَمُرَةَ) بَاعَ خَمْرًا، قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کی ہے تو انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ سمرہ کو ہلاک کرے، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر اس لیے

(٥٨٠٥) اسناده ضعيف لجهالة حال عمر بن بيان التغلبي۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٨٩ (انظر: ١٨٢١٤)

(٥٨٠٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٢٣، ومسلم: ١٥٨٢ (انظر: ١٧٠)

حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٠)

لعنت کی تھی کہ ان پر چربی کو حرام قرار دیا گیا تھا، لیکن انھوں نے اس کو پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔''

(٥٨٠٧)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ يَتَّجِرُ بِالْخَمْرِ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَاَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ وَمَعَهُ خَمْرٌ فِی الزِّقَاقِ يُرِيْدُ بِهَا التِّجَارَةَ، فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّی جِئْتُكَ بِشَرَابٍ جَيِّدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا كَيْسَانُ! إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ۔)) قَالَ: أَفَأَبِيْعُهَا؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ وَحُرِّمَ ثَمَنُهَا۔)) فَانْطَلَقَ كَيْسَانُ اِلَى الزِّقَاقِ فَاَخَذَ بِأَرْجُلِهَا ثُمَّ أَهْرَاقَهَا۔ (مسند احمد: ١٩١٦٨)

نافع بن کیسان کہتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شراب کی تجارت کرتے تھے، اس سلسلے میں وہ شام سے شراب کی مشکیں لے کر آئے، لیکن جب انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں بہت عمدہ شراب لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے کیسان! شراب تیرے جانے کے بعد حرام کر دی گئی ہے۔'' انھوں نے کہا: تو اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کو بیچ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خود بھی حرام کر دی گئی ہے اور اس کا بیچنا بھی حرام کر دیا گیا ہے۔'' پس کیسان اُن مشکوں کی طرف گیا اور ان کے کونوں سے پکڑ کر ان کو بہا دیا۔

(٥٨٠٨)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ، فَقَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَدِيْقٌ مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ مِنْ دَوْسٍ فَلَقِيَهُ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ بِرَاوِيَةِ خَمْرٍ يَهْدِيْهَا اِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فُلَانٍ! أَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا؟)) فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلَى غُلَامِهِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَبِعْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه: ((يَا أَبَا فُلَانٍ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا؟)) فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلٰى غُلَامِهِ فَقَالَ: اذْهَبْ فَبِعْهَا، فَقَالَ

عبدالرحمٰن بن وعلہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے شراب کی خرید و فروخت کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: ثقیف یا دوس قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا دوست تھا، وہ شراب کا ایک مٹکا لے کر مکہ مکرمہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کو ملا، وہ یہ شراب آپ ﷺ کو بطورِ تحفہ دینا چاہتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو فلاں! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے؟'' اس آدمی نے اپنے غلام کو حکم دیتے ہوئے کہا: اسے لے جا اور فروخت کر دے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ابو فلاں! تو نے غلام کو کیا حکم دیا ہے؟'' اس نے

(٥٨٠٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ونافعُ بن كيسان مختلف فی صحبته۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ١٩/ ٤٣٨، وفی "الاوسط": ٣١٤٩ (انظر: ١٨٩٦٠)

(٥٨٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٧٩ (انظر:)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فُلَانٍ بِمَاذَا أَمَرْتَهُ؟)) قَالَ: أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيْعَهَا، قَالَ: ((إِنَّ الَّذِيْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا)) فَأَمَرَبِهَا فَأُفْرِغَتْ فِي الْبَطْحَاءِ۔ (مسند احمد: ٢٠٤١)

کہا: جی میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اس کو فروخت کر دے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا ہے، اسی نے اس کا بیچنا بھی حرام قرار دیا ہے۔'' یہ سن کر اس آدمی نے اس شراب کے متعلق حکم دیا تو وہ وادیٔ بطحاء میں بہا دی گئی۔

(٥٨٠٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ الدَّارِيَّ كَانَ يُهْدِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ عَامٍ رَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ فَلَمَّا كَانَ عَامَ حُرِّمَتْ فَجَاءَهُ بِرَاوِيَةٍ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ قَالَ: ((هَلْ شَعَرْتَ أَنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ؟)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَفَلَا أَبِيْعُهَا فَأَنْتَفِعُ بِثَمَنِهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اِنْطَلَقُوْا إِلٰى مَا حُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ شُحُوْمِ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَأَذَابُوْهُ فَجَعَلُوْهُ ثَمَنًا لَهُ)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((فَأَذَابُوْهُ وَجَعَلُوْهُ إِهَالَةً فَبَاعُوْا بِهِ مَا يَأْكُلُوْنَ وَإِنَّ الْخَمْرَ حَرَامٌ وَثَمَنُهَا حَرَامٌ، وَإِنَّ الْخَمْرَ حَرَامٌ وَثَمَنُهَا حَرَامٌ وَإِنَّ الْخَمْرَ حَرَامٌ وَثَمَنُهَا حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ١٨١٥٨)

عبد الرحمن بن غنم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا داری رضی اللہ عنہ ہر سال شراب کا ایک مٹکا رسول اللہ ﷺ کو بطورِ ہدیہ پیش کرتے تھے، جس سال شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ معمول کے مطابق مٹکا لے کر آ گئے، جب نبی کریم ﷺ انہیں دیکھا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''شاید تجھے پتہ نہ چل سکا کہ تیرے بعد یہ شراب حرام ہو چکی ہے۔'' انہوں نے کہا: جی مجھے تو معلوم نہیں تھا، اے اللہ کے رسول! کیا اب میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ نہ اٹھا لوں؟ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، گائے اور بکری کی جو چربی ان پر حرام کی گئی، انھوں نے اس کو پگھلایا، پھر اس کی قیمت طے کی اور پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو کھا گئے، اور بیشک شراب حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے بیشک شراب حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے بے شک حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے۔''

(٥٨٠٩) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "ان الدارى كان يهدى لرسول الله راوية خمر" فهى منكرة، وهذا اسناد ضعيف، رواية عبد الرحمن بن غنم عن النبى ﷺ مرسلة وشهر بن حوشب ضعيف۔ أخرجه الطبرانى فى "الاوسط": ٤١٦٧ (انظر: ١٧٩٩٥)

اَلنَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ وَالْحَرِيْسَةِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَبَيْعِ الْمُغَنِّيَاتِ

کتے، بلی اور چوری کی ہوئی بکری کی قیمت، زانیہ کی کمائی، نجومی کی مٹھائی اور گانے والیوں کی خرید و فروخت سے ممانعت کا بیان

ملحوظہ: ...... اس باب میں چند حرام چیزوں کی تجارت اور قیمت کی ممانعت کا ذکر ہے، دراصل قانون یہ ہے کہ جو چیز حرام ہے، اس کی قیمت اور تجارت بھی حرام ہو گی، ماسوائے ان چیزوں کے کہ شریعت نے جن کی خاص طور پر اجازت دی ہے، مثلا شکاری کتے کی قیمت۔

(۵۸۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الْخَمْرِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زانیہ کی اجرت، کتے کی قیمت اور شراب کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۱۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ (قَالَ:) فَإِذَا جَاءَ كَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلَأْ كَفَّيْهِ تُرَابًا۔)) (مسند احمد: ۲۵۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی قیمت حرام ہے، جب کوئی کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے کے لیے آئے تو اس کے ہاتھوں کو مٹی سے بھر دے۔''

فوائد: ...... یہاں مٹی سے مراد محرومی اور ناکامی ہے، یعنی کتے کی قیمت لینے والے کو کچھ نہ دیا جائے۔

(۵۸۱۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ إِلَّا الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۶۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے، ماسوائے سدھائے ہوئے شکاری کتے کی قیمت کے۔

فوائد: ...... شواہد سمیت اس حدیث اور درایت کا تقاضا یہ ہے کہ شکاری کتے کی قیمت لینا جائز ہے، کیونکہ مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شکاری کتا پالنا جائز ہے اور دوسری مباح چیزوں کی طرح ایسی چیز کی قیمت جائز ہوتی ہے، جیسا کہ امام ابو جعفر طحاوی نے (شرح المعانی: ۲/ ۲۲۵۔۲۲۹) میں اس مسئلہ کی تحقیق پیش کی ہے، آپ کو چاہیے کہ اس کا مراجعہ کر لیں، وہ اہم بحث ہے۔

(۵۸۱۰) اسناده صحيح۔ أخرجه الطيالسي: ۲۷۵۵، وأخرجه بنحوه النسائي: ۷/ ۳۰۹ (انظر: ۲۰۹۴)

(۵۸۱۱) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه بنحوه ابوداود: ۳۴۸۲ (انظر: ۲۵۱۲)

(۵۸۱۲) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۱۹۰، ۳۰۹ (انظر: ۱۴۴۱۱)

(٥٨١٣)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَنَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ۔ (مسند احمد: ١٤٧٠٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(٥٨١٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَهُوَ الْقِطُّ۔ (مسند احمد: ١٤٨٢٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے (بھی) روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلی کی قیمت وصول کرنے سے منع کیا ہے۔

فوائد:...... ان احادیث کا مفاد یہی ہے کہ بلی کو کھانا اور اس کی قیمت وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ گھروں میں عام طور پر چکر لگاتی رہتی ہے اس کی قیمت کھانے کی اجازت دے دی جاتی تو بے کاری اور فضول پن کا معاشرہ شکار ہو جاتا۔

(٥٨١٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْهِرِّ۔ (مسند احمد: ١٤٢١٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے (بھی) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(٥٨١٦)۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔ (مسند احمد: ١٧٢١٦)

سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور نجومی کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے۔

(٥٨١٧)۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَقَالَ: ((طُعْمَةٌ جَاهِلِيَّةٌ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٦٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ ''یہ جاہلیت کا کھانا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث میں کتے کی قیمت کو جاہلیت کی خوراک قرار دیا ہے۔ یہ چونکہ جاہلیت کا کام ہے اور

(٥٨١٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٦٩ (انظر: ١٤٦٥٢)

(٥٨١٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٨٠، والترمذى: ١٢٨٠، وابن ماجه: ٣٢٥٠ (انظر: ١٤٧٦٧)

(٥٨١٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٨١٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٢٣٧، ٢٢٨٢، ومسلم: ١٥٦٧ (انظر: ١٧٠٨٨)

(٥٨١٧) تخريج: صحيح دون قوله: "طعمة جاهلية" وهذا اسناد ضعيف لضعف شرحبيل بن سعد المدنى، وابو اويس ضعيف يعتبر به (انظر: ١٤٨٠٢)

خبیث وناجائز کاروبار ہے اس لئے ہماری شریعت نے اسے جاہلیت کا کھانا اور حرام کہا ہے۔

(٥٨١٨)۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَحِلُّ بَیْعُ الْمُغَنِّیَاتِ وَلَا شِرَاؤُهُنَّ وَلَا تِجَارَةٌ فِیْهِنَّ وَأَكْلُ أَثْمَانِهِنَّ حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٢٢)

سیدنا ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گانے والیوں کی خرید وفروخت، ان کی کمائی اور ان کی تجارت اور ان کی قیمت حرام ہے۔''

فوائد:...... جب کسی لونڈی کو لونڈی کی حیثیت سے نہیں، بلکہ گانے والی کی حیثیت سے فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت ناجائز ہوگی، اس تجارت کا انحصار نیت پر ہوگا۔

(٥٨١٩)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((ثَمَنُ الْحَرِیْسَةِ حَرَامٌ وَأَكْلُهَا حَرَامٌ۔)) (مسند احمد: ٨٣٨٨)

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چوری شدہ بکری کی قیمت اور اس کو کھانا حرام ہے۔''

فوائد:...... اس بکری کو ''حَرِیْسَة'' کہتے ہیں، جو ابھی تک اپنے باڑے تک نہ پہنچ پائے کہ اس کو رات پالے اور ''اِحْتِرَاس'' کے معنی چراگاہ سے چوری کرنے کے ہیں۔

بَابُ النَّهْیِ عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَفَضْلِ الْمَاءِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ
وَلاء اور زائد پانی کو فروخت کرنے اور سانڈ کی جفتی کی اجرت لینے سے نہی کا بیان

(٥٨٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ۔ (مسند احمد: ٥٤٩٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... ولاء، نسب کی طرح کا ایک حق ہے، اس لیے جیسے نسب کو فروخت یا ہبہ نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح ولاء کی خرید وفروخت بھی نہیں کی جا سکتی۔

وَلاء: یہ ایک تعلق ہے جو کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کرنے سے اس کا اس کے مالک کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے آزاد کنندہ یا اس کے عصبہ بنفسہ آزاد شدہ کے وارث بنتے ہیں۔

(٥٨٢١)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ:

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے

(٥٨١٨) تخریج: اسناده ضعیف جدا، عبید الله بن زحر الافریقی وعلی بن یزید بن ابی هلال الالهانی ضعیفان۔ أخرجه الترمذی: ١٢٨٢، وابن ماجه: ٢١٦٨ (انظر: ٢٢١٦٩)

(٥٨١٩) تخریج: اسناده ضعیف لضعف یحیی بن یزید وابیه ولجهالة بشر بن ابی صالح (انظر: ٨٤٠٧)

(٥٨٢٠) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٥٣٥، ومسلم: ١٥٠٦ (انظر: ٥٤٩٦)

(٥٨٢١) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "فیهزل المال ......"۔ أخرجه ابن حبان: ٤٩٥٦ (انظر: ٩٤٥٨)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَبِيْعُوْا فَضْلَ الْمَاءِ وَلَا تَمْنَعُوْا الْكَلَأَ فَيَهْزُلَ الْمَالُ وَيَجُوْعُ الْعِيَالُ۔)) (مسند احمد: ۹٤۳۹)

فرمایا: ''نہ زائد پانی فروخت کرو اور نہ گھاس کو ممنوع قرار دو، وگرنہ مویشی کمزور ہو جائیں اور اہل وعیال بھوک میں مبتلا ہو جائیں گے۔''

فوائد:...... ''فَيَهْزُلَ الْمَالُ'' سے مراد یہ ہے کہ مویشی کمزور پڑ جائیں اور اس طرح ان کا دودھ کم پڑ جائے گا، جس کے نتیجے میں لوگ بھوک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

(۵۸۲۲)۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدٍ رضی اللہ عنہ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاتَبِيْعُوْا فَضْلَ الْمَاءِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالنَّاسُ يَبِيْعُوْنَ مَاءَ الْفُرَاتِ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۲۳)

سیدنا ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ضرورت سے زائد پانی فروخت نہ کیا کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، لوگ تو دریائے فرات کا پانی فروخت کرنے لگ گئے ہیں۔

فوائد:...... ممکن ہے کہ سیدنا ایاس رضی اللہ عنہ نے ایسی صورت دیکھی ہو کہ لوگ بغیر اجرت اور مشقت کے فرات سے پانی بھر کر لاتے ہوں، پھر ضرورت سے زائد پانی کو فروخت کرتے ہوں، پھر انھوں نے ان لوگوں کو اس طرح کرنے سے یہ حدیث بیان کی ہو۔

(۵۸۲۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما فِيْمَا أَحْسِبُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ۔ (مسند احمد: ۱٤۹۰۳)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... ایک مہاجر صحابی رسول کہتے ہیں: کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین غزوات میں شریک ہوا اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَأِ وَالنَّارِ۔)) (ابوداود: ۳٤۷۷، ابن ماجه: ۲٤۷۲) ......''مسلمان تین چیزوں پانی، آگ اور گھاس میں شریک ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: اَلْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ۔)) (ابن ماجه: ۲٤۷۳) ......''تین چیزوں کو (دوسروں سے) نہیں روکا جا سکتا: پانی، گھاس اور آگ۔''

محمد بن اسماعیل صنعانی نے زائد پانی کی بیع کی نہی پر بحث کرتے ہوئے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے زائد پانی کو فروخت کرنا منع ہے، علمائے کرام کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ غیر مملوکہ زمین میں پانی کا چشمہ

(۵۸۲۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين غير ان صحابيه لم يرو له الا اصحاب السنن۔ أخرجه ابوداود: ۳٤۷۸، والترمذي: ۱۲۷۱، والنسائي: ۷/ ۳۰۷ (انظر: ۱۵٤٤٤)

(۵۸۲۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵٦۵ (انظر: ۱٤۸٤۲)

پھوٹ پڑتا ہے، جس آدمی کی زمین اس چشمے کے قریب تر ہوگی، وہ اس کے پانی کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا، لیکن جب اس کی زمین سیراب ہو جائے گی تو اسے کوئی حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ اس پانی کو دوسروں سے روک سکے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی مملوکہ زمین میں کوئی گڑھا یا کنواں وغیرہ کھود کر پانی جمع کرتا ہے، ایسی صورت میں بھی جب وہ اپنے لیے، مویشیوں کے لیے اور زمین کے لیے پانی استعمال کر لیتا ہے، اور پانی پھر بھی بچ جاتا ہے، تو وہ اسے نہیں روک سکتا۔ (سبل السلام: ۳/ ۲۵)

(۵۸۲٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ (مسند احمد: ٤٦٣٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سانڈ کی جفتی کی اجرت لینے سے منع کیا ہے۔

(۵۸۲۵)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ فِحْلَةَ فَرَسِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۵۰۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو نر گھوڑے کی جفتی کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... آخری دو احادیث سے معلوم ہوا کہ سانڈ کا مالک اس کی جفتی کی قیمت وصول نہیں کر سکتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو کلاب کے ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سانڈ کی جفتی کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے اس کو اس سے منع کر دیا، اس نے کہا: جب ہم جفتی کے لیے سانڈ دیتے ہیں تو ہمیں بطورِ عزت و کرامت کوئی چیز دے دی جاتی ہے، فَرَخَّصَ لَهُ فِي الْكَرَامَةِ، پس آپ ﷺ نے اس کو کرامت کی رخصت دے دی۔ (ترمذی: ۱۲۷٤، نسائی: ۷/ ۳۱۰)

یعنی وہ عطیہ جو بغیر کسی شرط کے سانڈ کے مالک کو عزت و توقیر کے طور پر پیش کیا جائے، وہ مالک کے لیے لینا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ یہاں بھی معاملہ نیت کا ہے، سانڈ کے مالک کی نیت کمائی کی نہیں ہونی چاہیے، اس کا مقصد احسان ہو، اگر کوئی آدمی کم یا زیادہ قیمت پر مشتمل کوئی چیز بطورِ کرامت و توقیر دیتا ہے تو مالک قبول کر لے اور اگر وہ کچھ نہ دے تو مالک کو ناراض ہونے کی یا اجرت کا سوال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی اور ہمیشہ مالک کو اجرت اور کرامہ میں فرق کرنا پڑے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کے بہانے کمائی شروع کر دے۔

(۵۸۲٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۸٤ (انظر: ٤٦٣٠)

(۵۸۲۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابویعلی: ۳۵۹۲ (انظر: ۱۲٤۷۷)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بُيُوْعِ الْغَرَرِ

دھوکے والی چیزوں کی تجارت سے ممانعت کا بیان

(٥٨٢٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبْلَةِ۔ (مسند احمد: ٥٥١٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حمل کے حمل کی تجارت سے منع کیا ہے۔

(٥٨٢٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبِيْعُوْنَ لَحْمَ الْجَزُوْرِ بِحَبَلِ حَبَلَةِ، وَحَبَلُ حَبَلَةِ تُنْتَجُ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِيْ تُنْتَجُهُ، فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ٤٦٤٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت والے لوگ اونٹ کا گوشت حمل کے حمل کے عوض فروخت کر دیتے تھے، اور حمل کے حمل کی تجارت کی وضاحت یہ ہے کہ ایک اونٹنی اپنے پیٹ والے بچے کو جنم دے، پھر وہ پیدا ہونے والی حاملہ ہو کر جس بچی یا بچے کو جنم دے گی، (اس کے ساتھ اس گوشت کو فروخت کرتے تھے)۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا تھا۔

(٥٨٢٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَقَالَ: اِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ ذٰلِكَ الْبَيْعَ، يَبْتَاعُ الرَّجُلُ بِالشَّارِفِ حَبَلَ الْحَبْلَةِ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٦٤٣٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ والی تجارت سے منع کیا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ دورِ جاہلیت میں لوگوں کا طریقۂ تجارت تھا، اس کی صورت یہ تھی کہ آدمی حمل کے حمل کے عوض اونٹنی فروخت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کر دیا تھا۔

فوائد:...... حَبَلَ الْحَبْلَةِ (حمل کا حمل): اس کی تین مشہور تفسیریں ہیں: (۱) آدمی کا اس شرط پر اونٹنی خریدنا کہ اس کی قیمت اس وقت دے گا، جب اونٹنی بچہ جنے گی، پھر وہ بچہ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے وہ آگے ایک بچہ جنے گا۔ (۲) مادہ کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ پیدائش کے بعد جوان ہو کر جو بچہ جنے گا اس کی بیع کرنا۔ (۳) اس قیمت پر جانور دینا کہ یہ جو بچہ جنے گا، اس کا بچہ اس کو دینا ہو گا۔

ان تینوں تعریفات کے مطابق اس میں دھوکہ ہے اور معدوم و مجہول شے کی بیع ہے۔

(٥٨٢٦) تخريج: أخرجه البخاري ٢٢٥٦، ٣٨٤٣، ومسلم: ١٥١٤ (انظر: ٥٥١٠)

(٥٨٢٧) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٨٢٨) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٨٢٩)۔ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، قَالَ أَيُّوبُ: وَفَسَّرَ يَحْيَى بَيْعَ الْغَرَرِ، قَالَ: إِنَّ مِنَ الْغَرَرِ ضَرْبَةَ الْغَائِصِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ الْعَبْدُ الْآبِقُ، وَبَيْعُ الْبَعِيرِ الشَّارِدِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ تُرَابُ الْمَعَادِنِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ مَا فِي ضُرُوعِ الْأَنْعَامِ إِلَّا بِكَيْلٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ والی تجارت سے منع فرما دیا ہے۔ ایوب کہتے ہیں کہ یحیی بن ابی کثیر نے دھوکے والی تجارت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: غوطہ خور کی بیع دھوکے کا سودا ہے، بھاگے ہوئے غلام کی بیع دھوکہ ہے، بھاگے ہوئے اونٹ کے سودے میں دھوکہ دہی ہے، چارپائیوں کے پیٹوں میں جو بچے ہیں، ان کی سودا بازی دھوکہ ہے، کانوں کی مٹی کا سودا دھوکے کا سودا ہے اور چوپائیوں کے تھنوں یعنی ان کے دودھ کا سودا بھی دھوکے پر مشتمل ہے، مگر ماپ کے ساتھ۔

فوائد:...... غوطہ خور کی بیع سے مراد یہ ہے کہ غوطہ خور کسی آدمی سے کہے: میں اس غوطے میں جو کچھ باہر لاؤں گا، وہ اتنی قیمت میں تیرا ہوگا، وہ مچھلی بھی ہو سکتی ہے اور کوئی موتی وغیرہ بھی۔

(٥٨٣٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ، وَعَنْ بَيْعِ مَا فِي ضُرُوعِهَا إِلَّا بِكَيْلٍ، وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ، وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ، وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتَّى تُقْبَضَ وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ۔ (مسند احمد: ١١٣٩٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چارپائیوں کے حملوں کو جنم لینے سے قبل خریدنے سے، ماپ کے بغیر تھنوں میں موجود دودھ کو خریدنے سے، بھاگے ہوئے غلام کو خریدنے سے، تقسیم سے پہلے غنیمتوں کو خریدنے سے، قبضے میں لینے سے پہلے صدقات کو خریدنے سے اور غوطہ خور کی تجارت سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... درج بالا دونوں احادیث میں بیان کی گئی بیع کی اقسام میں دھوکہ پایا جاتا ہے، معلوم نہیں کہ بھاگا ہوا غلام یا اونٹ کیسا ہے اور وہ پکڑا بھی جائے گا یا نہیں، اسی طرح حاملہ جانوروں کے پیٹوں میں کیا ہے، وہ مذکر ہے یا مؤنث، اسی طرح تام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت، علی ہذا القیاس۔

(٥٨٢٩) تخريج: حسن لغيره- أخرجه ابن ماجه: ٢١٩٥ (انظر: ٢٧٥٢)

(٥٨٣٠) تخريج: اسناده ضعيف جدا لجهالة محمد بن ابراهيم، ومحمدِ بن زيد العبدي، ولضعف شهر بن حوشب، وجهضمُ اليمامي ثقة الا ان حديثه منكر فيما روى عن المجهولين، وهذا منها- أخرجه الترمذي: ١٥٦٣، وابن ماجه: ٢١٩٦ (انظر: ١١٣٧٧)

(۵۸۳۱)۔ وَعَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمْرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ۔ (مسند احمد: ۹۳۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لاچاروں کی تجارت، دھوکہ کی تجارت اور پکنے سے پہلے کھجوروں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... لاچاروں کی تجارت کی دوصورتیں ہیں: (۱) بندے کو کوئی چیز خریدنے یا بیچنے پر مجبور کر دیا جائے، یہ بیع فاسد ہوگی اور منعقد نہیں ہوگی۔ (۲) بندے کو کسی قرضے یا کفالت کی وجہ سے بیع کرنا پڑے، مثلا قرض خواہ اپنے قرض دار سے کہے کہ تو نے مجھے جو قرضہ دینا ہے، اس کے عوض مجھے فلاں چیز بیچ دے، اس صورت میں قرض خواہ کی مرضی چلے گی اور قرض دار کو خسارہ اٹھانا پڑے گا۔

(۵۸۳۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَشْتَرُوْا السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ۔)) (مسند احمد: ۳۶۷۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی میں موجود مچھلیوں کا سودا نہ کرو، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔''

(۵۸۳۳)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَصٰى وَبَيْعِ الْغَرَرِ۔ (مسند احمد: ۷۴۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں والی تجارت او ردھوکے والے سودے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... کنکری کی بیع کی کئی صورتیں ہیں: (۱) فروخت کنندہ، خریدار سے کہے: جب میں کنکری پھینکوں گا تو تجارت طے ہو جائے گی۔ (۲) خریدار کہے: میں کنکری پھینکوں گا، وہ جس کپڑے کو لگ جائے گی، وہ اتنی قیمت میں میرا ہو جائے گا۔ (۳) اسی طرح ہر وہ سودا جہالت کی وجہ سے اسی قسم میں شامل ہوگا، جس کی بنیاد کنکری پر ہوگی، مثلا زمین کے سودے میں فروخت کنندہ یا خریدار میں سے کوئی ایک کہتا ہے کہ وہ کنکری پھینکے گا، وہ جہاں تک پہنچے گی، اتنی زمین کا سودا اتنے میں طے ہو جائے گا، علی ہذا القیاس۔

(۵۸۳۱) تخریج: اسناده ضعیف، لضعف ابی عامر المزنی وجهالة الشیخ من بنی تمیم- أخرجه ابوداود: ۳۳۸۲ (انظر: ۹۳۷)

(۵۸۳۲) اسناده ضعیف، وقد روی مرفوعا وموقوفا، والموقوف اصح، یزید بن ابی زیاد الهاشمی الکوفی ضعیف، والمسیب بن رافع لم یسمع من ابن مسعود، ومحمد بن سماك واعظ مشهور مختلف فیه- أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۴۹۱، والبیهقی: ۵/ ۳۴۰، وابن ابی شیبة: ۶/ ۵۷۵ (انظر: ۳۶۷۶)

(۵۸۳۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۱۳ (انظر: ۷۴۱۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

ملامسہ اور منابذہ کی بیع سے ممانعت کا بیان

(٥٨٣٤)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ، وَالْمُلَامَسَةُ يَمَسُّ الثَّوْبَ (وَفِيْ لَفْظٍ: لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يُنْظَرُ إِلَيْهِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهُوَ طَرْحُ الرَّجُلِ الثَّوْبَ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: إِلَى الرَّجُلِ) بِالْبَيْعِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١١٩٢١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ سے منع فرمایا اور ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو صرف چھوا جائے اور اس کو (چیک کرنے کے لیے) دیکھا نہ جائے اور آپ ﷺ نے بیع منابذہ سے بھی منع فرمایا ہے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی سودا کر کے کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینک دے، قبل اس کے کہ وہ اس کو الٹ پلٹ کرے یا اس کو دیکھے۔

(٥٨٣٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ (فَذَكَرَ الشَّطْرَ الْأَوَّلَ مِنَ الْحَدِيْثِ ثُمَّ قَالَ:) وَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُلَامَسَةُ، وَالْمُنَابَذَةُ، أَنْ يَقُوْلَ: إِذَا نَبَذْتُ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمُلَامَسَةُ، أَنَّ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ۔ (مسند احمد: ١١٩٢٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے (یہ بھی) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباسوں اور دو قسم کی تجارتوں سے منع فرمایا ہے، (لباسوں کا ذکر دوسرے مقام پر کیا گیا ہے) دو تجارتیں یہ ہیں، ایک منابذہ اور دوسری ملامسہ، منابذہ یہ ہے کہ آدمی کہے: جب میں یہ کپڑا تیری طرف پھینک دوں گا تو سودا پکا ہو جائے گا اور ملامسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو چھوتا ہے، نہ وہ اس کو پہن کر چیک کرتا ہے اور نہ الٹ پلٹ کر کے، بس جب چھوتا ہے تو سودا پکا ہو جاتا ہے۔

(٥٨٣٦)۔ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: وَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ، أَلْقِ إِلَيَّ وَأُلْقِي إِلَيْكَ وإِلْقَاءُ الْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ٨٩٣٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے، اس میں ہے: رہا مسئلہ دو تجارتوں کا تو ایک ملامسہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں: تو میری طرف ڈال دے اور میں تیری طرف ڈال دیتا ہوں اور دوسری تجارت پتھر کا ڈالنا ہے۔

فوائد:...... ان احادیث میں ملامسہ، منابذہ اور پتھر ڈالنے کی بیع کا ذکر ہے، مؤخر الذکر سے مراد کنکری کے

(٥٨٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٨٤، ومسلم: ١٥١٢ (انظر: ١١٨٩٩)

(٥٨٣٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٨٣٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٥٤٧٦، وأخرجه مقطعا مسلم: ١٥١١، ١٥٤٥ (انظر: ٨٩٤٩)

ذریعے کیا جانے والا سودا ہے، جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ ملامسہ کی بنیاد چھونے پر اور منابذہ کی بنیاد پھینکنے پر ہے، دونوں دھوکے اور غرر پر مشتمل ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنْ بَيْعِ كُلِّ رَطْبٍ بِيَابِسِهِ
مزابنہ اور محاقلہ کی تجارت اور ہر تر کو خشک کے عوض فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

(٥٨٣٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَهُوَ اِشْتِرَاءُ الزَّرْعِ وَهُوَ فِي سُنْبُلِهِ بِالْحِنْطَةِ، وَنَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَهُوَ شِرَاءُ الثِّمَارِ بِالتَّمْرِ۔ (مسند احمد: ٩٠٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے، محاقلہ یہ ہے کہ کھیتی کی بالیوں میں لگا اناج گندم کے عوض فروخت کیا جائے اور مزابنہ یہ ہے کہ ایک درخت پر لگے ہوئے پھل کی کھجوروں کے عوض بیع کر دی جائے۔

فوائد:...... اس باب میں محاقلہ اور مزابنہ کی ممانعت کا بیان ہے، احادیث میں ہی دونوں کی تعریفات کر دی گئی ہیں، مزید وضاحت درج ذیل ہے:

محاقلہ:...... بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کر دینا، جیسے گندم کے عوض گندم کا کھیت فروخت کر دینا۔

مزابنہ:...... درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی کی جنس سے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کر دینا، کھجوروں کے عوض درخت پر لگی ہوئی کھجوریں فروخت کر دینا۔

بیع کی ان دونوں اقسام کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ دونوں کی صحیح مقدار کا علم نہیں ہو سکتا، حالانکہ جب ایک ہی جنس کی آپس میں خرید وفروخت کی جا رہی ہو تو ان کا ہم وزن ہونا شرط ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلاً بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَ هٰذِهِ الْاَجْنَاسُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔)) (مسلم: ١٥٨٧) ......''(خرید وفروخت کے وقت) سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے عوض جو، کھجور کے عوض کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر اور نقد ونقد ہونے چاہیے۔ ہاں جب جنسیں مختلف ہو جائیں تو جیسے چاہو، خرید وفروخت کر سکتے ہو، بشرطیکہ نقد ونقد ہوں۔''

ذہن نشین رہے کہ جب کوئی کھیتی یا باغ پک جائے تو نقدی کے عوض اس کو خریدنا درست ہے۔ سود کی دو قسمیں ہیں، ربا الفضل اور ربا النسیئہ، درج بالا ممنوعہ صورتوں میں ربا الفضل کا قوی شبہ ہے، کیونکہ بالکل برابر مقدار کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، سود کی ان اقسام کی وضاحت آگے آئے گی، ان شاء اللہ تعالی

(٥٨٣٧) حديث صحيح۔ أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٠٨، وأخرجه مقطعا مسلم: ١٥١١، ١٥٤٥ (انظر: ٩٠٨٨)

(۵۸۳۸)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ، إِشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوْسِ النَّخْلِ، وَالْمُحَاقَلَةُ، إِسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ (وَفِيْ لَفْظٍ) وَالْمُزَابَنَةُ، إِشْتِرَاءُ الثَّمَرَةِ فِي رُؤُوْسِ النَّخْلِ كَيْلًا۔ (مسند احمد: ۱۱۰۶۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے، مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھل کو ماپی ہوئی کھجوروں کے عوض بیچ دیا جائے اور محاقلہ یہ ہے کہ زمین کو گندم کے عوض کرائے پر دیا جائے۔

(۵۸۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَكَانَ عِكْرِمَةُ يَكْرَهُ بَيْعَ الْقَصِيْلِ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے، عکرمہ رحمہ اللہ قصیل کی بیع ناپسند کرتے تھے۔

فوائد:...... قصیل کی بیع سے مراد یہ ہے کہ گندم، جو اور مکئی وغیرہ کو اس وقت بیچ دیا جائے، جب وہ اپنی کونپلوں میں ناپختہ ہو۔

(۵۸٤۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا تُبَايِعُوْا الثَّمْرَةَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔)) نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ، وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، أَنْ يَبِيْعَ ثَمْرَةَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَتْ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَتْ كَرْمًا أَنْ يَبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَتْ زَرْعًا أَنْ يَبِيْعَهُ بِكَيْلٍ مَعْلُوْمٍ، نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ۔ (مسند احمد: ٦٠٥٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کی خرید وفروخت نہ کرو۔'' آپ ﷺ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع قرار دیا ہے، نیز آپ ﷺ نے مزابنہ سے بھی ممانعت فرمائی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا (درختوں پر لگا ہوا) پھل اس طرح فروخت کرے کہ اگر وہ کھجوریں ہیں تو ان کو ماپی ہوئی کھجوروں کے عوض بیچ دے اور اگر وہ انگور ہیں تو ان کو ماپے ہوئے خشک انگور کے بدلے میں فروخت کر دے اور اگر وہ کھیتی ہے تو اس کو ماپ شدہ اناج کے بدلے میں بیچ دے۔

(۵۸۳۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۸٦، ومسلم: ۱۵٤٦ (انظر: ۱۱۰۵۱)
(۵۸۳۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۸۷ (انظر: ۱۹٦۰)
(۵۸٤۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۹٤، ۲۲۰۵، ومسلم: ۱۵۳٤، ۱۵۳۵، ۱۵٤۲ (انظر: ٦۰۵۸)

(٥٨٤١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ، اَلثَّمْرُ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَالْعِنَبُ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا، وَالْحِنْطَةُ بِالزَّرْعِ كَيْلًا۔ (مسند احمد: ٤٦٤٧)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع کر دیا ہے، اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگا ہوا پھل ماپی ہوئی کھجوروں کے عوض اور درخت پر لگا ہوا انگور ماپے ہوئے خشک انگور کے عوض اور کھیتی کو ماپ شدہ گندم کے عوض فروخت کر دیا جائے۔

(٥٨٤٢)۔ عَنْ اَبِیْ عَيَّاشٍ قَالَ: سُئِلَ سَعْدٌ عَنْ بَيْعِ سُلْتٍ بِشَعِيْرٍ أَوْ شَیْءٍ مِنْ هٰذَا، فَقَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ تَمْرٍ بِرُطَبٍ، فَقَالَ: ((تَنْقُصُ الرُّطَبَةُ اِذَا يَبِسَتْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَلَا إِذًا۔)) (مسند احمد: ١٥٥٢)

ابو عیاش سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے خشک جو کی تر جو کے ساتھ بیع کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے تر کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ بیع کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ پوچھا: ''جب تر کھجور خشک ہو جاتی ہے، تو اس کا وزن کم ہو جاتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہ بیع جائز نہیں ہے۔''

(٥٨٤٣)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ، فَقَالَ: ((اَلَيْسَ يَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، فَكَرِهَهُ۔ (مسند احمد: ١٥١٥)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تر کھجور خشک ہو جاتی ہے تو کیا اس کا وزن کم نہیں ہو جاتا۔'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس تجارت کو ناپسند کیا۔

فوائد:...... مذکورہ بالا دونوں احادیث میں سودی کاروبار کی ایک قسم سے منع کیا گیا ہے، اس کو ربا الفضل کہتے ہیں، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(٥٨٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا درخت پر

(٥٨٤١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٨٤٢) تخريج: اسناده قوى۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٥٩، وابن ماجه: ٢٢٦٤، والترمذى: ١٢٢٥، والنسائى: ٧/ ٢٦٩ (انظر: ١٥٥٢)

(٥٨٤٣) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٨٤٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢١٧٢، ٢١٧٣، ٢١٩٢، ومسلم: ١٥٣٩، ١٥٤٢ (انظر: ٤٤٩٠)

مَا فِي رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى اِنْ زَادَ فَلِيْ، وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ۔ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا۔ (مسند احمد: ٤٤٩٠)

لگا ہوا پھل ماپ شدہ کھجوروں کے عوض فروخت کر دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ اگر پھل زیادہ ہو گیا تو میرے لیے ہوگا اور اگر کم ہو گیا تو پھر میں اس کا ذمہ دار ہوں گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازے سے بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔

(٥٨٤٥)۔ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ الشَّيْبَانِيِّ بِعْتُ مَافِيْ رُؤُوْسِ نَخْلِيْ بِمِائَةِ وَسْقٍ، اِنْ زَادَ فَلَهُمْ وَاِنْ نَقَصَ فَلَهُمْ، فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔ (مسند احمد: ٤٥٩٠)

اسماعیل شیبانی کہتے ہیں: میں نے کھجور کے درختوں پر لگا ہوا پھل ایک سو وسق کے عوض فروخت کر دیا اور کہا: اگر زیادہ ہو گیا تو بھی اُن کا اور اگر کم ہو گیا تو بھی اُن کا، پھر میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسی تجارت سے منع کیا ہے، البتہ بیع عرایا کی رخصت دی ہے۔

(٥٨٤٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔ (مسند احمد: ١٤٤١٠)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ اور ثُنْیَا کی تجارتوں سے منع فرمایا ہے، البتہ بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔

فوائد:...... حدیث نمبر (٦١٢٠) میں مخابرہ کی، حدیث نمبر (٥٨٦٩) میں معاومہ کی اور اگلے باب میں عرایا کی وضاحت کی جائے گی۔

بیع ثُنْیَا:...... اس بیع میں استثناء کی صورت یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز فروخت کرے اور اس کا کچھ حصہ مستثنی کر لے، اگر تو وہ مستثنی یعنی علیحدہ کی ہوئی چیز معلوم ہو، تو وہ سودا بالاتفاق جائز ہو گا، مثلا وہ کہے: میں نے یہ تمام درخت تجھے فروخت کر دیے، ماسوائے فلاں درخت کے، میں نے تجھے یہ تمام گھر فروخت کر دیے، ماسوائے فلاں دو گھروں کے۔ لیکن اگر وہ آدمی نامعلوم اور مجہول چیز کا استثنا کرتا ہے تو یہ بیع صحیح نہیں ہو گی، اس حدیث اسی مؤخر الذکر صورت سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بیع جہالت اور دھوکے پر مشتمل ہے۔

(٥٨٤٥) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ٧/ ١٣١ (انظر: ٤٥٩٠)

(٥٨٤٦) تخریج: أخرجه مسلم: ص ١١٧٥ (انظر: ١٤٣٥٨)

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَرَايَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْبَيْعِ اِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعْلُوْمًا

بیع عرایا کی اجازت اور استثناء والی بیع کی ممانعت کا بیان، الا یہ کہ اس کو معین کر دیا جائے

(٥٨٤٧)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُبَاعُ ثَمَرَةٌ بِتَمْرٍ وَلَا تُبَاعُ ثَمَرَةٌ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا)) قَالَ: فَلَقِيَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَرَايَا، قَالَ سُفْيَانُ: اَلْعَرَايَا، نَخْلٌ كَانَتْ تُوْهَبُ لِلْمَسَاكِيْنِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يَنْتَظِرُوْا بِهَا فَيَبِيْعُوْنَهَا بِمَا شَاؤُوْا مِنْ تَمْرٍ۔ (مسند احمد: ٢٢٠١٢)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''درخت پر لگا ہوا پھل کھجوروں کے عوض فروخت نہ کیا جائے اور کوئی بھی پھل اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے، جب تک اس کی صلاحیت نمایاں نہ ہو جائے۔'' پھر جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ملے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا کی رخصت دی ہے۔ امام سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرایا کی صورت یہ ہے کہ کھجور کا درخت مسکینوں کو ہبہ کیا جاتا، لیکن وہ زیادہ انتظار نہ کر سکتے تھے، اس لیے اسی درخت کے پھل کو اپنی مرضی کے مطابق کوئی پھل لے کر بیچ دیتے تھے۔

(٥٨٤٨)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُشْتَرٰى بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا۔ (مسند احمد: ١٧٣٩٤)

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگے ہوئے پھل کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنے سے منع کیا، البتہ بیع عرایا کی رخصت دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اندازے سے پھل خرید لیا جائے، اس کے مالک تازہ کھجوریں کھا لیں گے۔

(٥٨٤٩)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُؤْخَذَ (وَفِيْ لَفْظٍ: أَنْ تُبَاعَ) بِمِثْلِ خَرْصِهَا تَمْرًا (وَفِيْ لَفْظٍ: بِمِثْلِ خَرْصِهَا كَيْلًا) يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا، زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَلَمْ يُرَخِّصْ فِيْ غَيْرِ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢١٩٩٥)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عریہ کی رخصت دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اندازے سے ماپ شدہ کھجوروں کے عوض (درختوں پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خرید لینا)، یہ لوگ (مالک) تازہ کھجوریں کھا لیں گے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے کوئی رخصت نہیں دی۔

(٥٨٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٨٣، ٢١٨٤، ومسلم: ١٥٣٤ (انظر: ٢١٦٧٢)

(٥٨٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٨٤، ومسلم: ١٥٤٠ (انظر: ١٧٢٦٢)

(٥٨٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٨٠، ومسلم: ١٥٣٩ (انظر: ٢١٦٥٦)

(٥٨٥٠)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِيْ الْعَرِيَّةِ، قَالَ: وَالْعَرِيَّةُ النَّخْلَةُ وَالنَّخْلَتَانِ يَشْتَرِيْهِمَا الرَّجُلُ بِخَرْصِهِمَا مِنَ التَّمْرِ فَيَضْمَنُهُمَا فَرَخَّصَ فِيْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢٣٤٧٩)

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (درخت پر لگے) پھل کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، البتہ بیع عریہ میں اجازت دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اندازے سے خشک کھجوروں کے عوض کھجور کے ایک دو درخت خریدتا ہے، پھر وہ ان درختوں کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے، آپ ﷺ نے اس میں رخصت دی ہے۔

(٥٨٥١)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَسَهْلَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، اَلثَّمَرُ بِالتَّمْرِ اِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا، فَإِنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٧٣٩٤)

بنو حارثہ کے غلام بشیر بن یسار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع کیا ہے، اس بیع میں (درخت پر لگے) پھل کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں عرایا والوں کو اجازت دی گئی ہے۔

(٥٨٥٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَذِنَ لِأَصْحَابِ الْعَرَايَا أَنْ يَبِيْعُوْهَا بِخَرْصِهَا يَقُوْلُ: ((اَلْوَسْقَ وَالْوَسْقَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٢٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا والوں کو ایک سے چار وسق تک اجازت دی ہے کہ وہ اتنی مقدار تک اندازے سے بیچ سکتے ہیں۔

(٥٨٥٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا فِيْ خَمْسَةِ أَوْسَقٍ أَوْ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةٍ۔ (مسند احمد: ٧٢٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرایا میں رخصت دی ہے، اس میں پانچ وسق تک یا اس سے کم مقدار تک اندازے سے کے ساتھ پھل بیچا جا سکتا ہے۔

فوائد:...... اس باب میں بیع عرایا کے جواز کا بیان ہے، پچھلے باب میں بیان کیے گئے اصولوں کے مطابق تو یہ سودا بھی مزابنہ کی ایک صورت ہے، جس سے منع کیا گیا ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ نے لوگوں کی آسانی کے لیے کچھ شرطوں

(٥٨٥٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٤٠ (انظر: ٢٣٠٩١)

(٥٨٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٨٤، ومسلم: ١٥٤٠ (انظر: ١٧٢٦٢)

(٥٨٥٢) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن حبان: ٥٠٠٨، وابويعلى: ١٧٨١، وابن خزيمة: ٢٤٦٩، والحاكم: ١/ ٤١٧ (انظر: ١٤٨٦٨)

(٥٨٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٩٠، ٢٣٨٢، ومسلم: ١٥٤١ (انظر: ٧٢٣٦)

کے ساتھ بیع عرایا کی رخصت دی ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) مالک، مسکین کو کھجوروں کے کچھ درختوں کا پھل ہبہ کر دیتا، لیکن جب وہ دیکھتا کہ مسکین انتظار نہیں کر سکتا ہے تو وہ اس مسکین سے ان درختوں پر لگی کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض خرید لیتا۔

(۲) کچھ لوگوں کے پاس خشک کھجوریں موجود ہیں، لیکن وہ تازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہیں، اس لیے وہ خشک کھجوروں کے عوض میں باغ کے مالکوں سے درختوں پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خرید لیتے ہیں۔

(۳) کھجوروں کا مالک ایک دو کھجوروں کا پھل کسی شخص کو ہبہ کر دیتا ہے، پھر وہ اس شخص کے آنے کو اچھا نہیں سمجھتا یا اس سے تکلیف محسوس کرتا ہے، پس وہ اس شخص کو خشک کھجوریں دے کر اس سے ہبہ کی کھجوریں خرید لیتا ہے۔

بیع عرایا کی شرطیں یہ ہیں کہ اس بیع کا تعلق اہل خانہ کے کھانے سے ہو، نہ کہ آگے تجارت کرنے سے، نیز اس سودے میں کھجوروں کی مقدار پانچ وسق یا اس سے کم ہو، بہتر یہ ہے کہ اس سودے کی مقدار کو پانچ وسق سے کم رکھا جائے۔ پانچ وسق کی مقدار پندرہ من اور تیس کلوگرام ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں، پس پانچ اوساق میں تین سو صاع ہو گئے اور ایک صاع کا وزن تقریبا دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔ اس باب میں بیع ثُنْیا کا ذکر نہیں کیا گیا، ویسے پچھلے باب میں اس بیع کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

أَبْوَابُ بَيْعِ الْأُصُولِ وَالثِّمَارِ

اصول یعنی درختوں اور پھلوں کو فروخت کرنے کے بارے میں ابواب

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا

پیوند کاری کیا ہوا کھجور کا درخت فروخت کرنے کا بیان

(٥٨٥٤)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔)) (مسند احمد: ٤٥٥٢)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال موجود ہو تو وہ فروخت کرنے والے کا ہی ہو گا، الا یہ کہ خریدار سودا کرتے وقت اس کی شرط لگا لے اور جس نے پیوند لگائے ہوئے کھجوروں کے درخت بیچے تو ان کا پھل بیچنے والے کا ہی ہو گا، الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔''

(٥٨٥٥)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى أَنَّ ثَمَرَ النَّخْلِ لِمَنْ أَبَّرَهَا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ کھجور کا پھل اسی کا ہو گا، جس

(٥٨٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٧٩، ومسلم: ١٥٤٣ (انظر: ٤٥٥٢)

(٥٨٥٥) تخريج: صحيح بالشواهد۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٢١٣ (انظر: ٢٢٧٧٨)

إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَقَضَى أَنَّ مَالَ الْمَمْلُوكِ لِمَنْ بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

نے پیوند کاری کی ہوگی، الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے، اسی طرح غلام کا مال فروخت کرنے والے کے لیے ہی ہوگا، الا یہ کہ خریدار خریدتے وقت اس کی شرط لگا لے۔

مادہ کھجور کے شگوفے کو پھاڑ کر اس میں نر کھجور کے شگوفے کی کچھ مقدار داخل کرنا، اس کو پیوند کاری کہتے ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا
پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کو فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

(۵۸۵٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَاعُ الثَّمَرُ حَتّٰى يُطْعَمَ۔)) (مسند احمد: ۲۲٤۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھلوں کو اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے، جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔“

(۵۸۵۷)۔ عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا يُوْزَنُ؟ فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ: حَتّٰى يُحْزَرَ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۳)

ابو بختری طائی سے روایت ہے کہ اس نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور کے پھل کو فروخت کرنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کھجور کا پھل اس وقت تک فروخت کرنے سے منع فرمایا، جب تک وہ کھانے اور وزن کے قابل نہ ہو جائے۔ ایک اور بندے نے کہا: وزن سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: اندازہ لگانا۔

فوائد:...... کھانا یا کھانے کے قابل ہونا، وزن کرنا، اندازہ کرنا، ان سب الفاظ سے مراد پھلوں کا پک کر بیع کے قابل ہو جانا ہے۔

(۵۸۵۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ۔ (مسند احمد: ٤٤٩۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے پھلوں کو فروخت سے منع کیا ہے، یہاں تک کہ وہ رنگ پکڑ جائے اور بالیوں کو بھی بیچنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ دانہ مضبوط ہو جائے اور آفت سے امن ہو جائے، آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع کیا ہے۔

(۵۸۵٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن حبان: ٤۹۸۸، والبيهقي: ٥/ ۳۰۲، والدارقطني: ۳/ ١٤، والحاكم: ۲/ ۳۷ (انظر: ۲۲٤۷)

(۵۸۵۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۲٤٦، ۲۲۵۰، ومسلم: ١۵۳۷ (انظر: ۳١۷۳)

(۵۸۵۸) تخريج: أخرجه مسلم: ١۵۳۵ (انظر: ٤٤۹۳)

فوائد:...... آفت سے مراد وہ مصیبت ہے جو پھلوں اور کھیتیوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

(۵۸۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، قَالَ: وَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا صَلَاحُهَا؟ قَالَ: ((اِذَا ذَهَبَتْ عَاهَتُهَا وَخَلَصَ طَيِّبُهَا۔)) (مسند احمد: ٤٩٩٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی صلاحیت کا ظاہر ہونا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اس کی آفت کا وقت ختم ہو جائے اور عمدہ پھل واضح ہو جائیں۔''

(۵۸٦۰)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تَذْهَبَ الْعَاهَةُ، فَقُلْتُ: وَمَتٰى ذَاكَ؟ قَالَ: حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا۔ (مسند احمد: ٥١٠٥)

عثمان بن عبداللہ بن سراقہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پھلوں کی فروخت کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آفت کا ڈر ختم ہو جانے تک پھلوں کی بیع سے منع کیا، میں نے کہا: اور یہ کب ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: جب ثریا ستارہ ظاہر ہوتا ہے۔

فوائد:...... ابوداود کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ كُلِّ بَلَدٍ۔)) ...... ''جب ستارہ صبح کے وقت طلوع ہو جاتا ہے تو ہر شہر سے آفت اٹھ جاتی ہے۔'' ثریا ایک ستارہ ہے، موسم گرما کے شروع میں یہ ستارہ صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے، اس وقت حجاز میں سخت گرمی پڑتی ہے اور پھل پکنا شروع ہو جاتے ہیں، اس روایت کا اصل مقصود پھلوں کا پکنا ہے، ثریا ستارے کے طلوع کو پکنے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(۵۸٦۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ۔ (مسند احمد: ٩٣٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کو پختہ ہونے سے قبل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۵۹) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "يا رسول الله! وما صلاحها ......" وهذا اسناد ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة وعطية العوفي، والصحيح ان التفسير من قول ابن عمر كما ورد عند الشيخين۔ أخرج الصحيح منه البخاري: ۲۱۹٤، ومسلم: ۱۵۳٤ (انظر: ٤٩٩٨)

(۵۸٦۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۱٤۸٦، ومسلم: ۱۵۳٤ (انظر: ٥١٠٥)

(۵۸٦۱) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف ابي عامر المزني وجهالة الشيخ من بني تميم۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۸۲ (انظر: ٩٣٧)

(۵۸٦۲)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ، فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ، قِيْلَ لِأَنَسٍ: مَاتَزْهُوَ؟ قَالَ: تَحْمَرَّ۔ (مسند احمد: ۱۲۱٦۲)

حمید سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پھلوں کی فروخت کے بارے میں سوال کیا گیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کو پکنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا ہے، کسی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: پکنے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: ان کا سرخ ہو جانا۔

(۵۸٦۳)۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تُشْقِحَ، قَالَ: قُلْتُ لِسَعِيْدٍ: مَا تُشْقِحَ؟ قَالَ: تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۱٤۹٤۵)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے پھلوں میں سرخی اور زردی آنے سے پہلے ان کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ سلیم بن حیان کہتے ہیں: میں نے سعید سے کہا: ''تُشْقِح'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: پھلوں کا سرخ اور زرد ہو جانا اور اس قابل ہو جانا کہ ان کو کھایا جائے۔

(۵۸٦٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَبِيْعُوْا ثِمَارَكُمْ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَتَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ)) (مسند احمد: ۲٤۹۱۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھلوں کو ان کی صلاحیت کے ظاہر ہونے اور آفت سے محفوظ ہو جانے سے پہلے فروخت نہ کرو۔''

(۵۸٦۵)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُبَاعُ ثَمَرَةٌ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا۔)) (مسند احمد: ۷۵٤۹م)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کیا جائے۔''

(۵۸٦٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ، وَالْحَبِّ حَتّٰى يُفْرَكَ وعَنِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُطْعَمَ۔ (مسند احمد: ۱۲٦٦٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے کھجوروں کی بیع سے، پکنے کے قریب ہونے سے پہلے اناج کی کی تجارت سے اور کھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھلوں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸٦۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۱٤۸۸، ۲۱۹، ۲۱۹۷، ومسلم: ۱۵۵۵ (انظر. ۱۲۱۳۸)
(۵۸٦۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۱۹٦، ومسلم: ۱۵۳٦ (انظر: ۱٤۸۸٤)
(۵۸٦٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه مالك فی "المؤطا": ۲/ ٦۱۸، والشافعی فی "مسنده": ۲/ ۱٤۹ (انظر: ۲٤٤۰۷)
(۵۸٦۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۳۸ (انظر: ۷۵۵۹)
(۵۸٦٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البيهقی: ۵/ ۳۰۳، وعبد الرزاق: ۱٤۳۲۱ (انظر: ۱۲٦۳۸)

(٥٨٦٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ وَ عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتّٰى يَسْوَدَّ وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتّٰى يَشْتَدَّ۔ (مسند احمد: ١٣٦٤٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے قبل پھل کو، کالا ہونے سے پہلے انگور کو اور سخت ہونے سے پہلے اناج کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... مذکورہ بالا تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ درختوں اور پودوں پر لگا ہوا پھل پکنے سے پہلے فروخت نہیں کیا جا سکتا، ہر پھل کے پکنے کی علامت اس کے ساتھ خاص ہے۔ کوئی بھی پھل یا فصل پکنے سے پہلے مختلف ادوار اور کیفیات سے گزرتی ہیں، بیچ میں ایسی کیفیتیں بھی آ جاتی ہیں کہ ان میں معمولی بارش ہو جانا اور ہوا کا چل جانا بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، جبکہ بعض کیفیتوں میں بارش اور ہوا کا چلنا انتہائی ضروری ہوتا ہے، لیکن جب فصل پک کر تیار ہو جائے تو پھر عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ گرمی یا سردی، معتدل مقدار کے ساتھ بارش اور ہواؤں کا چل پڑنا یا رک جانا، اس سے فصل متاثر نہیں ہوتی، ہاں شاذ و نادر ایسے بھی ہوتا ہے کہ فصل پک جانے کے باوجود کسی بڑی آفت کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے، ایسے میں کیا کرنا چاہیے، اس کی وضاحت اگلے باب میں ہوگی۔ بہر حال زمیندار لوگوں کو متنبہ رہنا چاہیے اور کوئی فصل پکنے سے پہلے فروخت نہیں کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَرْصِ وَ بَيْعِ السِّنِيْنِ وَوَضْعِ الْجَوَائِحِ
پھلوں کا اندازہ لگانے، سالوں کی بیع اور آفتوں کو معاف کر دینے کا بیان

(٥٨٦٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْخَرْصِ وَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ هَلَكَ الثَّمَرُ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ مَالَ أَخِيْهِ بِالْبَاطِلِ؟)) (مسند احمد: ١٥٣١٠)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اندازے سے منع کرتے ہوئے سنا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا بتاؤ کہ اگر پھل تباہ ہو جاتا ہے تو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ باطل طریقے سے اپنے بھائی کا مال کھائے۔''

(٥٨٦٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَوَضَعَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کئی سالوں کے لئے تجارت کرنے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ

(٥٨٦٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٧١، وابن ماجه: ٢٢١٧، والترمذي: ١٢٢٨ (انظر: ١٣٦١٣)

(٥٨٦٨) تخريج: حديث صحيح دون قوله "ينهى عن الخرص" فقد تفرد به ابن لهيعة وهو سيء الحفظ، وقد ثبت خلافه عن النبي ﷺ (انظر: ١٥٢٣٩)

(٥٨٦٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرج شطره الاول مسلم: ٢٨٧٤، شطره الثاني: ١٥٥٤ (انظر: ١٤٣٢٠)

الْجَوَائِحَ۔ (مسند احمد: ۱٤۳۷۱) نے جوائح کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

فوائد:…… سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ بِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَـمَـرًا فَاَصَابَهُ جَائِحَةٌ فَـلَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا ، بِمَ تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِـغَيْرِ حَقٍّ۔)) (صحیح مسلم)…… ''اگر تو اپنے بھائی کو پھل فروخت کرتا ہے اور اس پر کوئی آفت آ جاتی ہے تو تیرے لیے حلال نہیں ہے کہ تو اس میں سے کچھ قیمت بھی وصول کرے، بھلا تو کس چیز کے عوض میں اس سے کچھ لے گے، تو بغیر حق کے اپنے بھائی کا مال کیسے لے گا؟'' جوائح سے مراد وہ آسمانی آفات ہیں جن کے باعث کل یا بعض پھل ضائع ہو جائے، نبی کریم ﷺ نے ایسی صورت میں پھل اور فصل کے مالک کو حکم دیا ہے کہ وہ خریدار کو قیمت واپس کر دے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے، لیکن عام طور پر زمیندار لوگ اس کا کوئی لحاظ نہیں کرتے اور وہ ایسے نقصان کی صورت میں سارے کا سارا بوجھ خریدار پر ڈال دیتے ہیں۔

(۵۸۷۰)۔ عَـنْ اَبِـي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَـالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُبَـاعَ النَّخْلُ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ۔ (مسند احمد: ۱٤٤۲٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو تین سالوں تک کھجوروں کا پھل بیچ دینے سے منع فرمایا۔

فوائد:…… ایک ہی عقد میں ایک سال سے زیادہ مدت کے لیے کھجوروں کی ان کے درختوں پر بیع کرنا ''بیع معاومہ'' کہلاتا ہے، اوپر والی سالوں کی بیع سے یہی سودا مراد ہے، اس بیع میں دھوکہ ہے، کیونکہ کوئی علم نہیں کہ کتنا پھل لگے گا اور اس کی نوعیت کیا ہوگی، نیز وہ آخر تک برقرار بھی رہے گا یا نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْعِيْنَةِ وَبَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ وَبَيْعِ الْعَرْبُوْنَ

بیع عینہ، ایک سودے میں دو سودوں اور بیع عربون سے ممانعت کا بیان

(۵۸۷۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَئِنْ تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ وَأَخَذْتُمْ بِأَذْنَابِ الْبَقَرِ وَتَبَـايَـعْتُـمْ بِالْعِيْنَةِ لَيُلْزِمَنَّكُمُ اللّٰهُ مَذَلَّةً فِيْ رِقَـابِكُمْ ، لَا تَنْفَكُّ عَنْكُمْ حَتّٰى تَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَتَرْجِعُوْا عَلٰى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۵۰۰۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے جہاد چھوڑ دیا، گائیوں کی دمیں پکڑ لیں اور بیع عینہ کرنے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری گردنوں میں ایسی ذلت ڈالے گا کہ وہ تم سے اس وقت تک جدا نہیں ہوگی، جب تک تم اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس دین کی طرف رجوع نہیں کرو گے، جس کے تم پابند تھے۔''

فوائد:…… بیع عینہ یہ ہے کہ بیچنے والا ایک چیز ادھار پر فروخت کر کے خریدنے والے کے سپرد کر دے، پھر اسی

(۵۸۷۰) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۲۹٤ (انظر: ۱٤۳۷۱)

(۵۸۷۱) تخريج: صحيح ، قاله الالباني۔ أخرجه ابو داود: ۳٤٦۲ (انظر: ۵۰۰۷)

سے وہی چیز کم قیمت نقد پر خرید لے۔ جیسے اویس نے ذیشان کو پانچ سو روپے ادھار کے عوض ایک بیگ فروخت کیا، پھر وہی بیگ اس سے چار سو روپے نقد کے عوض خرید لیا۔ اس بیع کا پس منظر یہ ہے کہ ذیشان کو کچھ رقم کی ضرورت تھی، جو وہ اویس سے براہ راست رقم کے طور پر نہیں لے سکتا تھا اور اویس سود کے بغیر دینے پر راضی نہیں تھا، لیکن وہ براہِ راست سود بھی نہیں لے سکتا تھا، اس لیے اس نے ''بیع عینہ'' والا باطل حیلہ استعمال کیا اور چار سو کے عوض پانچ سو بٹور لیے۔ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ذلت کا مسلّط ہونا صرف کھیتی باڑی کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ دوسری احادیث میں مسلمانوں کو کھیتی باڑی کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اسے سب سے بہترین ذریعۂ معاش قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے جو آدمی کھیتی باڑی کا ہی ہو کر رہ جائے اور اس کی وجہ سے دنیا پرست بنتے ہوئے جہاد جیسی عظیم عبادتوں سے غفلت برتنے لگ جائے، تو وہ ذلیل ہو جائے گا۔

(۵۸۷۲)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ وَأَبُوْ النَّضْرِ وَأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالُوْا: حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ أَسْوَدُ: قَالَ شَرِيْكٌ: قَالَ سِمَاكٌ: الرَّجُلُ يَبِيْعُ الْبَيْعَ فَيَقُوْلُ هُوَ بِنَسَاءٍ بِكَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِنَقْدٍ بِكَذَا وَكَذَا۔ (مسند احمد: ۳۷۸۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سماک نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا آدمی کہے: یہ چیز ادھار اتنے کی ہے اور نقد اتنے کی۔

(۵۸۷۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ وَعَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ وَعَنْ رِبْحِ مَالَمْ يُضْمَنْ وَعَنْ بَيْعِ مَالَيْسَ عِنْدَكَ۔ (مسند احمد: ٦٦٢٨)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیعیں کرنے سے، بیع اور ادھار کرنے سے، آدمی جس چیز کا ضامن نہ ہو، اس کے نفع سے اور جو چیز ملکیت میں نہ ہو، اس کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: …… حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ چاروں اصطلاحات کا مفہوم:

(بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعٍ: ایک بیع میں دو بیعوں) سے منع کیا گیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ اس حدیث کے راویوں نے اس اصطلاح کی وہی تعریف کی ہے جو (شَرْطَيْنِ فِيْ

(۵۸۷۲) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۷ (انظر: ۳۷۸۳)
(۵۸۷۳) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه النسائى: ۷/ ۲۹۵ (انظر: ٦٦٢٨)

بَیْع ، ......ایک سودے میں دو شرطیں) کی کی گئی ہے۔ جیسے سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی حدیث میں سماک بن حرب نے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عبد الوھاب بن عطا نے کہا: (بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعٍ : ایک بیع میں دو بیعیں) کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے: میں تجھے یہ چیز فروخت کروں گا، ایک ماہ کے بعد ادائیگی کی صورت میں قیمت اتنی ہوگی اور دو مہینوں کی صورت میں اتنی۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔)

(بَیْعٌ وَ سَلَفٌ ، ......ایک ہی معاملہ میں بیع بھی اور قرض بھی): ابن اثیر نے اس کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے جیسے کوئی آدمی کہے: میں تجھے یہ غلام ایک ہزار کا فروخت کروں گا، بشرطیکہ تو مجھے فلاں سامان میں بیع سلم کرے یا ایک ہزار ادھار دے۔ ایسی صورت میں قرض دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ قرضہ لینے والا اس کے بدلے قیمت میں نرمی برتے گا، جس کی حد نا معلوم ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ منفعت کا سبب بننے والا قرض سود ہوتا ہے۔

بیع سلم: قیمت پیشگی ادا کر کے مَبیع (چیز) ایک معین مدت کے بعد وصول کی جائے۔

(وَرِبْحِ مَا لَمْ یُضْمَنْ) :......ایسی چیز کا نفع جس کے نقصان کا آدمی ضامن نہیں بن سکتا): امام خطابی نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ عرفان نے فاروق سے سامان خریدا اور قبضے میں لینے سے پہلے ابراہیم کو فروخت کر دیا۔ ایسی صورت میں اس مال کا ضامن پہلا بائع یعنی فاروق ہوگا۔ جب تک عرفان یہ سامان اپنے قبضے میں لے کر اس کا ضامن نہ بن جائے، اس وقت تک اس کو آگے فروخت کرنا منع ہے۔

(وَبَیْعِ مَا لَیْسَ عِنْدَكَ ، ......ایسی چیز کی بیع جو تیرے پاس نہیں ہے): امام خطابی نے کہا: اس سے مراد بیع العین ہے، نہ کہ بیع الصفہ۔ آپ خود غور کریں کہ بیع سلم کو مدتوں تک جائز قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں بیچنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہوتا ہے جو معاہدے کے وقت اس کے پاس نہیں ہوتی، یہ بیع الصفہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ جو چیز بائع کے پاس نہیں ہے، وہ اس کا سودا نہ کرے، اس کی وجہ دھوکہ اور غرر ہے، مثلا بھاگا ہوئے غلام یا آوارہ اور بھاگے ہوئے اونٹ کا سودا کرنا، یہ بیع العین ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ عمومی لحاظ سے اسی چیز کا سودا کرنا منع ہے، جو آدمی کے پاس نہ ہو، لیکن بیع سلم کی شکل جائز ہے، کیونکہ اس کے جواز کی صراحت موجود ہے، جیسے بیع مزابنہ سے بیع عرایا مستثنی ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

نقد اور ادھار کے سودے کی قیمت میں فرق

ایک سودے میں دو سودوں کا مفہوم

قارئین کرام! مندرجہ ذیل بحث آسان نہیں ہے، اس لیے دو تین دفعہ اس کا بغور مطالعہ کریں اور تمام پہلوؤں کو سمجھنے کی کوشش کریں، یہ اہل علم کے ہاں ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

امام ترمذی نے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَةٍ۔ والی حدیث کے بعد کہا: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا: بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَةٍ اَنْ یَّقُوْلَ اَبِیْعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشْرَةٍ

وَبِنَسِيئَةٍ بِعِشْرِينَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلَى أَحَدِ الْبَيْعَيْنِ ، فَإِذَا فَارَقَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَا بَأْسَ إِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلَى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا۔ ......بعض اہل علم نے کہا: ایک سودے میں دوسودوں کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے: اگر نقد ادائیگی ہو تو میں تجھے یہ کپڑا دس کے عوض فروخت کروں گا اور ادھار کی صورت میں بیس کے عوض اور پھر بائع اور مشتری کسی ایک قیمت کا تعین کیے بغیر جدا ہو جائیں۔ اگر وہ ایک قیمت کو معین کر کے الگ ہوتا ہے، تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہو گا، کیونکہ ایسی صورت میں بیع ایک قیمت پر ہو گی۔ (ترمذی: ۲/ ۲۳۵)

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: بیچنے والا کہتا ہے: میں نقد ادائیگی کی صورت میں تجھے یہ کپڑا دس (درہم) کے عوض اور ادھار کی صورت میں بیس کے عوض فروخت کروں گا۔ آگے سے خریدنے والے نے کہا: میں نقد ادائیگی کروں گا، پھر اس نے دس درہم دے دیے تو سودا درست ہو گا، اسی طرح اگر وہ کہہ دے کہ وہ ادھار کرتا ہے اور بعد میں بیس درہم ادا کرے گا، تو بھی سودا درست ہو گا۔ چونکہ اس صورت میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا اور ایک قیمت کا تقرر کر لیا گیا ہے اور بائع اور مشتری کی مفارقت ایک معینہ قیمت پر ہوئی ہے، اس لیے اس سودے میں دوسودوں والی صورت باقی نہیں رہی۔

دوسودوں والی یہی تفسیر امام احمد سے منقول ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِي صَفْقَةٍ۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے ایک بیع میں دوسودوں سے منع فرمایا۔ اس حدیث کے ایک راوی سماک کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نقد اتنے کی ہو گی اور ادھار اتنے کی۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں کہا: امام شافعی نے بھی سماک کی وضاحت کی موافقت کی ہے، جیسا کہ انھوں نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بندہ کہے: میں یہ چیز تجھے نقد ایک ہزار کے عوض فروخت کروں گا اور ایک سال تک ادھار کی صورت میں دو ہزار کے عوض دوں گا، اب تیری اور میری مرضی ہے۔ ابن رفعہ نے قاضی سے نقل کرتے ہوئے کہا: اس مسئلہ (کے ممنوعہ ہونے) کی صورت یہ ہے کہ خریدنے والا ابہام کے ساتھ قیمت قبول کر لے، اگر وہ وضاحت کر دے کہ ایک ہزار کے عوض نقد خریدے گا یا دو ہزار کے عوض ادھار خریدے گا، تو یہ سودا درست ہو گا۔

نیز امام شوکانی رحمہ اللہ نے کہا: شافعیہ، حنفیہ، زید بن علی، مؤید باللہ اور جمہور علماء کا یہ خیال ہے کہ عام دلائل کی روشنی میں یہ بیع جائز ہے اور یہی بات ظاہر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے: اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں کسی چیز کی نقد اور ادھار قیمت میں فرق کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اسی مجلس میں کسی ایک قیمت کا تعین کر لیا جائے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ سودا طے پانے سے پہلے اس کی قیمت میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے، جب سودا طے ہو جائے تو مدت کی وجہ سے قیمت بڑھانا سود کا سبب بنتا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو آدمی کوئی چیز نقد دس روپے اور ادھار بیس روپے کی فروخت کرنا چاہتا ہے، وہی آدمی شرعی قواعد کی روشنی میں اسی چیز کو نقد بیس روپے کی بھی فروخت کر سکتا ہے، کیونکہ شریعت میں نفع کی شرح مقرر نہیں ہے،

جو چیز شریعت کی روشنی میں نقد بیس روپے کی فروخت کی جا سکتی ہے، اسے ادھار پر اسی قیمت پر کیوں نہیں بیچا جا سکتا؟

قارئین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ سودا طے ہونے کے بعد مدت کے عوض میں زیادہ نرخ وصول کرنا سود کہلاتا ہے، نہ کہ سودا طے کرنے سے پہلے والا معاملہ۔

بیع کی اس صورت کے جواز سے پتہ چلا کہ قسطوں پر چیز لینا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی زائد رقم اور جرمانہ وصول نہ کیا جائے، کیونکہ وہ سود کی خالص شکل ہو گی۔

اگر قیمت کا تعین نہ کیا جائے تو وہ سودے کی ممنوعہ صورت بن جاتی ہے، جس سے اس حدیث میں منع کیا گیا ہے، جیسا کہ آجکل بازاروں میں ہو رہا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کمپنیاں اپنے خریداروں کو مال بھیج دیتی ہیں اور وہ کم یا زیادہ قیمت پر سودا طے ہونے سے پہلے مال کو فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں، دو چار دنوں کے بعد نقد و ادھار کے نتیجہ میں کم یا زیادہ قیمت کے تعین کے لیے ڈیلر پہنچتے ہیں۔ یہ تجارت کی ممنوعہ صورت ہے۔ خریدار اس وقت تک وہ مال نہیں بیچ سکتے، جب تک قیمت کا تعین نہ کر لیا جائے۔

(بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعٍ: ایک بیع میں دو بیعوں) کی مزید دو تعریفیں یہ ہیں:

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے: میں تجھے یہ گھر اتنی قیمت کے عوض فروخت کروں گا، بشرطیکہ تو مجھے اپنا غلام اتنی قیمت میں بیچ دے۔ جب تیرا غلام میرے لیے ثابت ہو گا تو میرا گھر تیرے لیے ثابت ہو جائے گا۔

(۲) بشارت نے رضوان کو ایک دینار قرض دیا، جس کی ادائیگی رضوان ایک ماہ کے بعد گندم کے ایک قفیز کی صورت میں کرے گا۔ جب مدت پوری ہوئی اور بشارت نے گندم کا مطالبہ کیا تو رضوان نے کہا: گندم کا یہ ایک قفیز مجھے دو ماہ تک دو قفیزوں کے عوض بیچ دو۔ یہ ایک بیع میں دو بیعوں کی صورت ہے کیونکہ دوسری بیع پہلی بیع پر ہی داخل ہوئی ہے، اب یا تو رضوان کم چیز ادا کرے گا، جو پہلے سودے کے مطابق ایک قفیز ہے، یا پھر نئے سودے کے مطابق دو قفیز ادا کرے گا، جو کہ سود کی ایک شکل ہے۔ (دیکھئے: تحفۃ الاحوذی: ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶) یہ صورت بھی ((فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا)) کا مصداق بن سکتی ہے، کیونکہ پہلے سودے کے مطابق گندم کا ایک قفیز اور دوسرے سودے کے مطابق دو قفیز ادا کرنا پڑیں گے، جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں کہا۔

مزید ایک حدیث اور اس کا مفہوم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا۔)) ......''جس نے ایک بیع میں دو سودے کیے، یا تو وہ کم قیمت لے گا یا پھر سود لے گا۔'' (ابو داود: ۲۳۶۱، ترمذی: ۱/ ۲۳۲، نسائی: ۷/ ۲۹۶)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے ''ایک سودے میں دو سودوں'' کی تین صورتیں قلمبند کیں، (جن کا ذکر سابق عنوان کے تحت ہو

چکا ہے)۔ پھر اس مسئلہ پر بحث کرنے کے بعد کہا: ''ایک سودے میں دو سودے کرنا حرام ہیں، اس کی علت اور وجہ یہ ہے کہ (پہلی صورت میں) ایک چیز کی نقد اور ادھار علیحدہ علیحدہ دو قیمتوں میں سے ایک کا تعین نہیں کیا جاتا، (دوسری صورت میں) مستقبل میں پوری ہونے یا نہ ہونے والی شرط لگا دی جاتی ہے اور (تیسری صورت کے مطابق) گندم کا ایک قفیز سود کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ (نیل الاوطار: ۵/۱۸۱)

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام ابن اثیر نے (النهاية) میں اور ابن ارسلان نے (شرح السنن) میں یہی تفسیر نقل کی اور پھر خطابی نے کہا: ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا گیا، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ ہے کہ بیچنے والا خریدار سے کہے: میں تجھے یہ کپڑا دس کا نقد اور پندرہ کا ادھار فروخت کروں گا، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ کون سی قیمت ہے، جس کا خریدار انتخاب کرنا چاہتا ہے، تاکہ سودا پکا ہو سکے اور اگر قیمت مجہول ہوگی تو سودا فاسد ہو جائے گا۔

پھر عظیم آبادی صاحب نے کہا: ابن اثیر نے (النهاية) میں کہا: آپ ﷺ نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا، اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا کہے: میں تجھے یہ کپڑا دس کا نقد اور پندرہ کا ادھار فروخت کروں گا اور یہ ناجائز ہے، کیونکہ اس سے یہ واضح نہیں ہوتا خریدنے والا کون سی قیمت منتخب کر رہا ہے تاکہ سودا پکا ہو سکے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۵۷۷)

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے سابق عنوان میں مذکور امام ترمذی کے قول کے بعد کہا: اور (شرح السنۃ) میں یہی تفسیر ذکر کرنے کے بعد کہا: یہ بیع اکثر اہل علم کے نزدیک فاسد ہے، کیونکہ اس میں یہ علم نہیں ہو سکتا کہ قیمت کون سی ہے، (جس پر سودا پکا ہوگا)۔ (تحفة الاحوذی: ۲/ ۲۳٦)

لیث بن ابی سلیم، امام طاوس کا یہ قول نقل کرتے ہیں: فَبَاعَهُ عَلٰی اَحَدِهِمَا قَبْلَ اَنْ يُّفَارِقَهُ، فَلَا بَأْسَ بِهٖ۔ (عبد الرزاق: ۱٤٦٣۱، ابن ابی شیبه: ٦/ ۱۲۰) ......اگر وہ جدا ہونے سے پہلے ایک قیمت پر فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: اِذَا قُلْتَ: أَبِيْعُكَ بِالنَّقْدِ اِلٰی كَذَا، وَبِالنَّسِيْئَةِ بِكَذَا وَكَذَا، فَذَهَبَ الْمُشْتَرِیْ، فَهُوَ بِالْخَيَارِ فِي الْبَيْعَيْنِ، مَا لَمْ يَكُنْ وَقَعَ بَيْعٌ عَلٰی أَحَدِهِمَا۔ فَاِنْ وَقَعَ الْبَيْعُ هٰكَذَا فَهُوَ مَكْرُوْهٌ، وَهُوَ بَيْعَتَانِ فِي بَيْعَةٍ، وَهُوَ مَرْدُوْدٌ، وَهُوَ مَنْهِيٌّ عَنْهُ، فَاِنْ وَجَدْتَ مَتَاعَكَ بِعَيْنِهٖ اَخَذْتَهُ، وَاِنْ كَانَ قَدِ اسْتَهْلَكَ فَلَكَ اَوْكَسُ الثَّمَنِ، وَاَبْعَدُ الْاَجَلَيْنِ۔ (عبد الرزاق: ۱٤٦٣۲) ......
اگر تو کہے: میں تجھے یہ چیز اتنی رقم کی نقد اور اتنے کی ادھار فروخت کروں گا، (یہ سن کر) خریدار چلا جائے، تو اسے ان دو سودوں میں ایک کا اختیار ہوگا، جب تک سودا ایک قیمت پر پکا نہ ہو جائے۔ اگر بیع اُسی طرح ہی پکی ہو گئی تو یہ مکروہ اور مردود ہوگی، کیونکہ ایک سودے میں دو سودے ہیں، جن سے منع کیا گیا ہے، ایسی صورت میں اگر تجھے اپنا مال بعینہ مل

جائے تو تو اسے لے لے گا اور اگر اس کی عین (اصلی حالت) بدل چکی ہو تو ادھار والی دور کی مدت پوری ہونے کے باوجود تجھے کم قیمت ملے گی۔

امام سفیان رحمہ اللہ کے اس قول کے الفاظ "فَهُوَ بِالْخِيَارِ فِي الْبَيْعَيْنِ ، مَا لَمْ يَكُنْ وَقَعَ بَيْعٌ عَلَى أَحَدِهِمَا" سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک صورت پر معاہدہ پکا ہو جائے تو یہ بیع درست ہوگی، ممنوعہ صورت یہ ہے کہ سودا تو پکا ہو جائے، لیکن دو قیمتوں میں سے کسی ایک کا تعین نہ کیا جائے۔

ان اقوال کی روشنی میں یہ کہنا درست ہوگا، کہ جس نے مطلق طور پر نقد اور ادھار میں فرق کو ایک سودے میں دو سودوں کی شکل قرار دیا، اس کے قول کو مذکورہ بالا اقوال میں لگائی گئی قید کی وجہ سے مخصوص کیا جائے گا، یعنی اس کی مراد وہ صورت ہوگی، جس میں ایک قیمت کا تعین نہیں کیا جاتا۔

بعض اہل علم نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کر کے کسی چیز کو فروخت کرنے کو ناجائز خیال کرتے ہیں، ان کے دلائل اور جواز کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ کے لیے مفصل بحث دیکھیں حافظ عبد المنان نور پوری رحمہ اللہ کی کتاب "احکام و مسائل": ۲/ ۵۶۵ تا ۵۸۶۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٨٧٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ۔ (مسند احمد: ٦٧٢٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عُربان سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... بیع عربون (بیانے کی بیع): بیع عربون یہ ہے کہ خریدار بائع کو بیع سے پہلے کچھ رقم اس شرط پر دے دے کہ اگر اس نے سودا چھوڑ دیا تو وہ رقم بائع کی ہو جائے گی، اس سے خریدار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بائع پابند رہے اور اس چیز کو کسی اور کے ہاتھوں فروخت نہ کرے۔ اس بیع کے جواز اور عدم جواز، دونوں سے متعلقہ روایات ضعیف ہیں، اس لیے جب اس سے ممانعت کی معتبر دلیل نہیں ہوگی تو اس کو اصل پر محمول کرتے ہوئے جائز قرار دیا جائے گا۔

بیع عربان کے جواز کو تسلیم کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ سودا چھوڑنے کی صورت میں، بائع بیانے کی رقم کیوں اور کس کے عوض ضبط کر رہا ہے؟ جب اس کا عوض کوئی نہیں تو کسی کا مال کسی چیز کے عوض کے بغیر لینا جائز نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٨٧٤) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الثقة الذى رواه عنه مالك۔ أخرجه ابو داود: ٣٥٠٢، وابن ماجه: ٢١٩٢ (انظر: ٦٧٢٣)

بَابٌ فِيمَنْ بَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ ثُمَّ مِنْ آخَرَ وَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَا يَمْلِكُهُ فَيَشْتَرِيهِ وَيُسْلِمُهُ

ایک آدمی کا ایک خریدار کو کوئی چیز بیچنا، پھر وہی چیز کسی اور کو بیچ دینا اور ایسی چیز کی بیع کرنے کی ممانعت کہ بیچنے والا جس کا مالک نہ ہو اور وہ اس کو خرید کر اُس کے سپرد کر دے

(٥٨٧٥)ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْكَحَ الْوَلِيَّانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَإِذَا بَاعَ الرَّجُلُ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا)) (مسند احمد: ١٧٤٨٢)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو ولی ایک عورت کا نکاح کر دیں تو ان میں سے پہلے کا نکاح معتبر ہو گا اور جب ایک آدمی کوئی چیز دو آدمیوں کو فروخت کر دے تو وہ پہلے خریدار کی ہی ہو گی۔''

(٥٨٧٦)ـ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّان فَهِيَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا)) (مسند احمد: ٢٠٣٤٥)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو ولی جس عورت کا نکاح کر دیں تو وہ عورت پہلے کے نکاح کے مطابق ہو گی اور جو شخص ایک چیز دو آدمیوں کو فروخت کر دے تو وہ پہلے خریدار کی ہی ہو گی۔''

فوائد:...... جب ایک آدمی ایک چیز ایک شخص کو فروخت کر دیتا ہے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے، اس لیے جب وہ آدمی وہی چیز دوسرے آدمی کو فروخت کرے گا تو اس کا یہ سودا باطل اور بے اثر قرار پائے گا اور وہ چیز اسی شخص کی ہوگی، جس کو پہلے سودے میں فروخت کی گئی۔

(٥٨٧٧)ـ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَأْتِيْنِي الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ، لَيْسَ عِنْدِيْ مَا أَبِيْعُهُ، ثُمَّ أَبِيْعُهُ مِنَ السُّوْقِ؟ فَقَالَ: ((لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.)) (مسند احمد: ١٥٣٨٥)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی مجھ سے ایسی چیز کو فروخت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ چیز میرے پاس نہیں ہے، (اگر میں اس سے سودا کر کے بعد میں) بازار سے خرید کر اس کو پہنچا دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز تیرے پاس نہیں ہے، اس کا سودا نہ کر۔''

فوائد:...... حدیث نمبر (٥٨٧٣) کے فوائد میں اس حدیث کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(٥٨٧٥) تخريج: اسناده ضعيف، لم يسمع الحسن من عقبة بن عامر شيئا۔ أخرجه ابوداود: ٢٠٨٨، وابن ماجه: ٢٣٤٤ (انظر: ١٧٣٤٩)

(٥٨٧٦) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصري لم يصرح بسماعه۔ أخرجه ابوداود: ٢٠٨٨، والترمذي: ١١١٠، وابن ماجه: ٢١٩٠ (انظر: ٢٠٠٨٥)

(٥٨٧٧) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٠٣، والترمذي: ١٢٣٢، والنسائي: ٧/ ٢٨٩ (انظر: ١٥٣١١)

بَابُ نَهْيِ الْمُشْتَرِيْ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتَرَاهُ قَبْلَ قَبْضِهِ

خریدار کو قبضے میں لینے سے پہلے خریدی ہوئی چیز کو آگے فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان

(٥٨٧٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا ابْتَعْتُمْ طَعَامًا فَلَا تَبِيْعُوْهُ حَتّٰى تَقْبِضُوْهُ)) (مسند احمد: ١٤٥٦٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جب کوئی اناج خریدو تو اسے قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کرو۔''

(٥٨٧٩)۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَشْتَرِيْ بُيُوْعًا فَمَا يَحِلُّ لِيْ مِنْهَا وَمَا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَإِذَا اشْتَرَيْتَ بَيْعًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَقْبِضَهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٣٩٠)

سیدنا حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں کچھ چیزیں خریدتا ہوں تو ان میں میرے لیے حلال کون سی ہیں اور حرام کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے اس وقت تک آگے فروخت نہ کرو، جب تک اسے قبضہ میں نہ لے لو۔''

(٥٨٨٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ بِزَيْتٍ فَسَاوَمْتُهُ فِيْمَنْ سَاوَمَهُ مِنَ التُّجَّارِ حَتّٰى ابْتَعْتُهُ مِنْهُ، حَتّٰى قَالَ: فَقَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَبَّحَنِيْ فِيْهِ حَتّٰى أَرْضَانِيْ قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ لِأَضْرِبَ عَلَيْهَا فَأَخَذَ رَجُلٌ بِذِرَاعِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتّٰى تَحُوْزَهُ إِلٰى رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَأَمْسَكْتُ يَدِيْ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٠٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: شام کا ایک آدمی تیل لے کر آیا، تاجروں نے اس سے سودے بازی شروع کر دی، میں بھی ان میں شریک تھا اور میں نے اس سے خرید لیا، اسی مقام پر ایک آدمی خریدنے کے لئے سامنے آ گیا، اس نے مجھے معقول منافع کی پیش کش کی اور اس نے مجھے سودا کرنے پر راضی کر لیا، پس میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تا کہ (سودا پکا کرنے کے لیے) اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ماروں، لیکن اتنے میں کسی نے پیچھے سے میرا بازو پکڑا، جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے کہا: جہاں کوئی چیز خریدو تو اس کو آگے فروخت کرنے سے پہلے اپنے گھر میں لے جاؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے، پس میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

(٥٨٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٢٩ (انظر: ١٤٥١٠)

(٥٨٧٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٧/ ٢٨٦ (انظر: ١٥٣١٦)

(٥٨٨٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٩٩ (انظر: ٢١٦٦٨)

(٥٨٨١)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ صِكَاكَ التُّجَّارِ خَرَجَتْ فَاسْتَأْذَنَ التُّجَّارُ مَرْوَانَ فِي بَيْعِهَا، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: أَذِنْتَ فِي بَيْعِ الرِّبَا وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُشْتَرَى الطَّعَامُ ثُمَّ يُبَاعَ حَتّٰى يُسْتَوْفَى، قَالَ سُلَيْمَانُ: فَرَأَيْتُ مَرْوَانَ بَعَثَ الْحَرَسَ فَجَعَلُوْا يَنْتَزِعُوْنَ الصِّكَاكَ مِنْ أَيْدِي مَنْ لَا يَتَحَرَّجُ مِنْهُمْ۔ (مسند احمد: ٨٣٤٧)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ جن تاجروں کے پاس چیک تھے، وہ نکلے اور مروان سے ان چیکوں کو بیچنے کی اجازت لی، اس نے ان کو اجازت دے دی، اتنے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے کہا: آپ نے تاجروں کو سود کی خرید و فروخت کی اجازت دے دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو اس سے منع فرمایا ہے کہ اناج کو خرید کر مکمل قبضے میں لینے سے پہلے فروخت نہ کیا جائے، یہ سن کر مروان نے اپنے پہرہ داروں کو بھیجا اور انھوں نے ان لوگوں کے ہاتھوں سے چیک چھیننا شروع کر دیئے، جن پر تنگی نہیں پڑ رہی تھی۔

فوائد:...... ''صِكَاكٌ'' کی واحد ''صَكٌّ'' ہے، اس کے معانی کتاب کے ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ امراء لوگوں کو رزق اور عطیے دینے کے لیے کچھ رسیدیں تیار کرواتے تھے، لوگ ان کو حاصل کر کے جلد بازی کرتے ہوئے ان کو فروخت کرنا شروع کر دیتے تھے، پھر اس سے منع کر دیا گیا، کیونکہ اس میں قبضے میں لیے بغیر چیز کو فروخت کیا جا رہا تھا۔

(٥٨٨٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَبْتَاعُ الطَّعَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِنَقْلِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيْعَهُ۔ (مسند احمد: ٥٩٢٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عہد نبوی میں اناج خریدتے تھے اور آپ ﷺ ایسے آدمی کو ہماری طرف بھیجتے تھے، جو ہمیں حکم دیتا تھا کہ یہ اناج جس مقام پر تم نے خریدا ہے، اب اس کو بیچنے سے پہلے کسی اور جگہ پر لے جاؤ۔

(٥٨٨٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: بِكَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ) فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔)) (مسند احمد: ٣٩٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ماپ یا تول کر اناج خریدے تو وہ اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک مکمل قبضے میں نہ لے لے۔''

(٥٨٨٤)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُمْ كَانُوْا

سالم اپنے باپ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

(٥٨٨١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٢٨ (انظر: ٨٣٦٥)
(٥٨٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٣١، ٢١٣٧، ٦٨٥٢، ومسلم: ١٥٢٧ (انظر: ٥٩٢٤)
(٥٨٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٢٦، ٢١٣٦، ومسلم: ١٥٢٦ (انظر: ٣٩٦)
(٥٨٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٥٢، ومسلم: ١٥٢٧ (انظر: ٤٥١٧)

يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جُزَافًا أَنْ يَبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ۔ (مسند احمد: ٤٥١٧)

ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ عہد نبوی میں اندازے سے اناج خریدتے تھے تو ان کو اس امر پر مارا جاتا تھا کہ وہ اس کو اسی جگہ پر فروخت کرنا شروع کر دیں، (اور یہ حکم دیا جاتا تھا کہ) وہ اس کو پہلے اپنے گھروں کی طرف منتقل کریں۔

(٥٨٨٥)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ الطَّعَامَ جُزَافًا أَعْلَى السُّوْقِ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيْعُوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ۔ (مسند احمد: ٤٦٣٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہ لوگ بازار کے اونچے حصہ میں بغیر تخمینے سے اناج کی خرید وفروخت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس اناج کو وہاں سے منتقل کیے بغیر آگے بیچنے سے منع کر دیا۔

(٥٨٨٦)۔ عَنْ طَاوُوْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ذٰلِكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ۔ (مسند احمد: ٢٢٧٥)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اناج خریدے اور اس کو مکمل قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنا شروع کر دے۔ طاؤس کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ درہم کے بدلے درہم کی بیع بن جاتی ہیں اور اناج کو پیچھے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(٥٨٨٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ فَالطَّعَامُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِرَأْيِهِ، وَلَا أَحْسَبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ١٩٢٨)

(دوسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ چیز جو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمائی ہے، وہ اناج ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ ہر چیز کا حکم اناج کی مانند ہے۔

فوائد:...... اس باب کی احادیث میں بیع کے اس اصول پر زور دیا گیا ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز کو اپنے قبضے میں لے اور اس کو اس مکان سے منتقل کرے، جہاں سودا ہوا ہے، احادیث نمبر (۵۸۸۱، ۵۸۸۶) میں اس اصول کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ سودی تجارت ہے، کیونکہ اگر ایک آدمی (۱۰۰) درہم کے ساتھ گندم کا ایک ڈھیر خریدتا ہے اور پھر اسی مقام پر اس کو (۱۲۰) درہم میں فروخت کر دیتا ہے، تو گویا اس نے (۱۰۰) درہم کے عوض (۱۲۰) درہم بٹور لیے ہیں۔

(٥٨٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٦٧، ومسلم: ١٥٢٦ (انظر: ٤٦٣٩)

(٥٨٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٣٢، ومسلم: ١٥٢٥ (انظر: ٢٢٧٥)

(٥٨٨٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

ان احکام پر عمل کرنا اس وقت ممکن ہوگا، جب تاجروں کا مقصد صرف یہ نہ ہو کہ حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر زیادہ سے زیادہ زر جمع کیا جائے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِالْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يَجْرِيَ فِيْهِ الصَّاعَانِ

ماپ اور وزن کرنے کے حکم اور دو صاع چلائے بغیر اناج کی بیع کرنے کی ممانعت کا بیان

(٥٨٨٨)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا عُثْمَانُ! اِذَا اشْتَرَيْتَ فَاكْتَلْ وَاِذَا بِعْتَ فَكِلْ)) (مسند احمد: ٥٦٠)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عثمان! جب کچھ خریدو تو اسے ماپ لو اور جب کچھ فروخت کرو تو اسے بھی ماپا کرو۔''

فوائد:...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يَجْرِيَ فِيْهِ الصَّاعَانِ، صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ الْمُشْتَرِيْ۔...... ''رسول اللہ ﷺ نے غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے، حتی کہ اس میں دو صاع جاری ہو جائیں، ایک فروخت کنندہ کا صاع اور دوسرا خریدار کا صاع۔'' (ابن ماجہ: ۲۲۲۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خرید وفروخت کے وقت چیزوں کو ماپنا چاہیے یا ان کا وزن کرنا چاہیے، درج ذیل دونوں احادیث میں آپ ﷺ کا یہی عمل بیان کیا جا رہا ہے، آپ ﷺ کے اس حکم پر عمل کرنے سے برکت ہوگی اور سوئے ظن کا امکان بھی ختم ہو جائے گا۔

(٥٨٨٩)۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبَدِيُّ ثِيَابًا مِنْ هَجَرَ، قَالَ: فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاوَمَنَا فِيْ سَرَاوِيْلَ وَعِنْدَنَا وَزَّانُوْنَ يَزِنُوْنَ بِالْأُجْرَةِ، فَقَالَ لِلْوَزَّانِ: ((زِنْ وَأَرْجِحْ)) (مسند احمد: ١٩٣٠٨)

سیدنا سوید بن قیس کہتے ہیں، میں اور مخرمہ عبدی ہجر کے علاقہ سے کپڑا لائے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا، جبکہ ہمارے پاس اجرت پر وزن کرنے والے لوگ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے ایک وزن کرنے والے سے فرمایا: ''وزن کر۔ اور جھکا کر دے۔''

(٥٨٩٠)۔ عَنْ مَالِكٍ اَبِيْ صَفْوَانَ بْنِ عَمِيْرَةَ قَالَ: بِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رِجْلَ سَرَاوِيْلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَأَرْجَحَ لِيْ۔ (مسند احمد: ١٩٣٠٩)

سیدنا ابو صفوان مالک بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے شلوار خریدی تھی، آپ ﷺ نے اس کا وزن کرتے ہوئے میرے لیے پلڑے کو جھکایا۔

(٥٨٨٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٢٣٠ (انظر: ٥٦٠)

(٥٨٨٩) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٣٦، ابن ماجه: ٢٢٢٠، ٣٥٧٩، والترمذي: ١٣٠٥ (انظر: ١٩٠٩٨)

(٥٨٩٠) حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٣٧، وابن ماجه: ٢٢٢١، والنسائي: ٧/ ٢٨٤ (انظر: ١٩٠٩٩)

(۵۸۹۱)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۰٤)

سیدنا مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اناج کو ماپا کرو، اس سے تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل سے، اناج کی مقدار کے معلوم ہو جانے سے، ماپ تول کے وقت بسم اللہ پڑھنے سے اور خاص طور پر مدینہ کا مُدّ اور صاع استعمال ہونے سے اناج میں برکت ہوگی۔

لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا درج ذیل عمل اس حدیثِ مبارکہ کا معارِض ہے:

سیدہ کہتی ہیں: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيرٍ فِي رَفٍّ لِي، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ فَفَنِيَ۔ ...... جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میرے گھر میں جاندار کے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں تھی، ماسوائے جوؤں کی کچھ مقدار کے، جو میرے طاق میں پڑے تھے، میں ان سے کھاتی رہی، یہاں تک کہ کافی عرصہ بیت گیا، جب میں نے ان کو ماپا تو وہ ختم ہو گئے۔ (صحیح بخاری: ۳۰۹۷)

حافظ ابن حجر نے ان دو احادیث میں جمع تطبیق کی درج ذیل صورت نکالی ہے:

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ غلہ خریدتے وقت اس کو ماپا جائے اور اس ماپ کی وجہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کو قرار دیا جائے، جب اس حکم کی تعمیل نہیں ہوگی تو نافرمانی کی وجہ سے غلے میں بے برکتی پیدا ہو جائے گی۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کا تعلق اس چیز سے ہے کہ ان کے ماپ کا دارومدار پرکھنے پر تھا، اس لیے بیچ میں نقص آ گیا تھا۔ دونوں احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ برکت کا تعلق صرف ماپنے سے نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ کی اطاعت سے ہے، اسی طرح ماپ کی وجہ سے اس وقت برکت ختم ہو جاتی ہے، جب ماپ کا مقصود حدیث کی معارضت اور اس کو پرکھنا ہو۔ (فتح الباری: ٤/ ٣٤٦)

علامہ سندھی رحمہ اللہ نے دونوں احادیث کو یوں جمع کیا ہے کہ آدمی گھر میں اناج ڈالتے وقت اس کو نہ ماپے، لیکن جب کھانے کے لیے وہاں سے نکالے تو اس کو ماپے۔

لیکن جو بات ہمیں راجح سمجھ آتی ہے کہ جب آدمی گھر میں اناج لائے تو اس کا ماپ کر کے لائے اور خرید کر لانے کی صورت میں بھی اس کو ماپنا تو پڑے گا، لیکن جب کھانے کے لیے وہاں سے نکالے تو بغیر ماپ کے نکالتا رہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے تھیلے میں ڈالی ہوئی کھجوروں کو ایسے ہی کھاتے تھے۔

(۵۸۹۲)۔ عَنْ اَبِيْ أَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی

(۵۸۹۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۲۸ (انظر: ۲۳۵۰۸)

(۵۸۹۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۳۲ (انظر: ۲۳۵۱۰)

النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٢٣٩٠٦) ہے۔

فوائد:...... اس کا متن بھی بالکل مذکورہ بالا ہی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ
قافلوں کو ملنے اور شہری کا دیہاتی کے لئے تجارت کرنے کی ممانعت کا بیان

(٥٨٩٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَتَلَقَّى الرُّكْبَانُ أَوْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔ (مسند احمد: ٥٠١٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ تجارت لانے والے قافلوں کو راستے میں ملنے سے اور شہری کا دیہاتی کیلئے خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(٥٨٩٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ تَلَقِّي السِّلَعِ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا (وَفِيْ لَفْظٍ: حَتّٰى تَدْخُلَ) الْاَسْوَاقَ۔ (مسند احمد: ٥٣٠٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ راستے میں ہی سامان والوں سے ملنے سے منع فرمایا ہے، ہاں جب وہ سامان بازاروں میں پہنچ جائے (تو پھر تجارت کرنا ٹھیک ہے)۔

(٥٨٩٥)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَلَيْهِمْ إِذَا ابْتَاعُوْا مِنَ الرُّكْبَانِ الْأَطْعِمَةَ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَتَبَايَعُوْهَا حَتّٰى يُؤْوُوْهَا اِلٰى رِحَالِهِمْ۔ (مسند احمد: ٦١٩١)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قافلوں سے اناج خریدتے تو آپ ﷺ خریداروں کے پاس (اپنے نمائندے) بھیجتے جو ان کو اس چیز سے منع کرتے تھے کہ وہ اس مال کو اس وقت تک آگے فروخت نہ کریں، جب تک اس کو اپنے ٹھکانوں میں نہ لے جائیں۔

(٥٨٩٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَلَا تَشْتَرِطُ امْرَأَةٌ طَلَاقَ أُخْتِهَا)) (مسند احمد: ١٠٦٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ شہری، دیہاتی کا مال فروخت کرے، لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دو، اللہ تعالی بعض کو بعض کے ذریعے روزی دیتا ہے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔''

(٥٨٩٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٥٨٩٣) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٢١٦٥، ومسلم: ١٥١٧ (انظر: ٥٠١٠)
(٥٨٩٤) تخريج: انظر الحديث السابق
(٥٨٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٣١، ٢١٣٧، ٦٨٥٢، ومسلم: ١٥٢٧ (انظر: ٦١٩١)
(٥٨٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٢٧، ومسلم: ١٥١٥ (انظر: ١٠٦٤٩)
(٥٨٩٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٢٢ (انظر: ١٤٣٤٠)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوْا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٩٢)

نے فرمایا: ''شہری، دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے، لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے رزق دیتا ہے۔''

(٥٨٩٨)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى أَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔ (مسند احمد: ١٤٠٤)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ شہری، دیہاتی کے لئے تجارت کرے، یہ ایک طویل حدیث ہے۔

(٥٨٩٩)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ تُتَلَقَّى الْاَجْلَابُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاَسْوَاقَ، اَوْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٨٠)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس امر سے منع کیا ہے کہ مالِ تجارت لانے والوں کو بازاروں میں پہنچنے سے پہلے ملا جائے اور یہ کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے۔

(٥٩٠٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الْجَلَبُ فَإِنِ ابْتَاعَ مُبْتَاعٌ فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالْخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ السُّوْقَ۔ (مسند احمد: ٩٢٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال تجارت لانے والے قافلوں کو ملنے سے منع کیا، اگر کوئی آدمی اُن سے سامان خرید لیتا ہے تو جب اس سامان کو بازار میں لایا جائے، اس کے مالک کو واپس لینے کا اختیار ہوگا۔

(٥٩٠١)۔ عَنْ طَاوُوْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاقَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: لَا يَكُوْنُ سِمْسَارًا۔ (مسند احمد: ٣٤٨٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ قافلوں کو (آگے جا کر) ملا جائے اور یہ کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے۔ طاؤس کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس کا مفہوم کیا ہے کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت نہ کرے؟ انھوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا دلّال نہ بنے۔

فوائد:...... اس باب میں دو امور کا ذکر ہے: سامان تجارت لانے والے قافلوں کو منڈی اور مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے آگے جا کر نہ ملا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ خریدار بھاؤ کے بارے میں کوئی غلط بیانی کر کے سستے داموں ان سے

(٥٨٩٨) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٤١ (انظر: ١٤٠٤)

(٥٨٩٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٩٢٩، ٦٩٣٠ (انظر: ٢٠١١٩)

(٥٩٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥١٩ (انظر: ٩٢٣٦)

(٥٩٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٥٨، ٢٢٧٤، ومسلم: ١٥٢١ (انظر: ٣٤٨٢)

سامان خرید لے، یہ دھوکہ دہی اور ضَرر رسانی ہوگی۔ اگر کوئی آدمی کسی قافلے سے سامان خرید لیتا ہے تو جب مالک مارکیٹ میں پہنچیں گے، ان کو خریدار سے اپنا سامان واپس لے لینے کا اختیار ہوگا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت نہ کرے، اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی احادیث موجود ہیں۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نُهِيْنَا اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَاِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ ...... ''ہمیں منع کیا گیا کہ کوئی شہری دیہاتی کا سامان فروخت کرے، اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہو۔'' (بخاری: ۲۱۶۱، مسلم: ۱۵۲۳، واللفظ له)

اس معاملے میں شہری عوام اور دیہاتی تاجر دونوں کا تحفظ مقصود ہے، بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ شہری لوگ دیہاتی تاجروں سے سستے داموں مال خرید لیتے ہیں، جس کا نقصان دیہاتیوں کو ہوتا ہے اور شہری دلالوں کی وجہ سے شہری عوام کو وہ سودا مہنگا خریدنا پڑتا ہے۔ اگر حکومت یہ سہولت مہیا کرے کہ شہری عوام براہِ راست دیہاتی لوگوں سے ان کا مال خرید سکے تو اس میں دونوں کا فائدہ ہوگا اور اس طریقے سے شاید مہنگائی کا عفریت بھی ماند پڑ جائے۔

قارئین کرام! پاکستان ایک زرعی ملک ہے، لیکن ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں گندم کی کٹائی کے چند دنوں کے بعد شہری عوام گندم کے بحران میں کیوں مبتلا ہو گئے؟ اگر شریعت کے تجارتی قوانین پر عمل کیا جاتا اور زمینداروں کو شہروں میں گندم پہنچانے کے لیے مراکز مہیا کر کے شہری لوگوں کو ان سے گندم خریدنے کا موقع فراہم کیا جاتا تو ذخیرہ اندوزوں کے چہرے خود بخود ماند پڑ جاتے اور عوام کو بھی مہنگائی کے عذاب سے نجات مل جاتی۔ اس معاملے میں قصوروار دلال، آڑھتی اور ذخیرہ اندوز لوگ ہیں، یہ لوگ نہ زمینداروں کو وقت پر ادائیگی کرتے ہیں اور نہ عوام کی ضرورت کے وقت مال کو مارکیٹ میں لاتے ہیں۔

قطعی طور پر شریعت کا ہدف یہ نہیں ہے کہ چند لوگوں کے منافع کی وجہ سے ساری عوام مہنگائی میں مبتلا ہو جائے، اس باب کی حدیث کی مخالفت کی وجہ سے چند دلّال اور ذخیرہ اندوز قسم کے لوگ اربوں روپیہ کما لیتے ہیں، لیکن عوام دو کلو آٹا اور ایک کلو چاول کو ترس رہے ہوتے ہیں۔ سچ فرمایا فلاحِ انسانیت کے خیر خواہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ((لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوْا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔)) (مسلم: ۱۵۲۲) ...... ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو (اور ان کو آپس میں معاملات طے کرنے دو)، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

شہریوں کی بہ نسبت زمینداروں کے دلوں میں وسعت زیادہ ہوتی ہے، وہ سبزی وغیرہ کی معمولی مقدار کے پیسے ہی وصول نہیں کرتے اور ان کے ہاں سبز دھنیا اور سبز مرچ جیسے ایٹموں کی سرے سے کوئی قیمت وصول ہی نہیں کی جاتی، اسی طرح دوسری سبزیاں بھی ان لوگوں کے ہاں ارزاں قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں۔ لیکن دلالی اور آڑھتی نظام کی وجہ سے سبزی فروش کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ آج سبز دھنیا دس روپے سے کم نہیں ملے گا اور ایک کلو مولی پچاس روپے کی اور

اور ایک کلو شلغم اسی (۸۰) روپے کے ملیں گے۔

زمیندار کو یہ شکوہ ہے کہ اس کی پیداوار کا ریٹ صحیح نہیں لگ رہا اور فصل پر کیے گئے اس کے اخراجات پورے ہی نہیں ہو رہے، جبکہ شہری عوام کو خورد ونوش کی اشیا کی کمی کا زبردست سامنا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ اپنے عوام میں شرعی ماحول کو فروغ دے اور ملک کی تجارت کو شریعت کے مرتب کردہ تجارتی قوانین کے سانچے میں ڈھالے اور ذخیرہ اندوزوں کی زبردست حوصلہ شکنی کرے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ النَّجْشِ، وَعَنْ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ إِلَّا فِي الْمُزَايَدَةِ

بیع نجش اور آدمی کی بیع پر بیع کرنے کی ممانعت کا بیان، ماسوائے بیع مزایدہ کے

(۵۹۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ أَوْ يَتَنَاجَشُوْا۔ (مسند احمد: ۷۲۴۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے یا لوگ بیع نجش کریں۔

فوائد:...... بیع نجش: ایسے شخص کا سودے کی قیمت میں اضافہ کرنا جو خود تو اسے خریدنا نہ چاہتا ہو، لیکن کسی اور کو اس میں پھنسانا چاہتا ہو۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ اس باب میں مذکورہ زیادہ تر قسمیں وضاحت کے ساتھ پہلے گزر چکی ہیں۔

(۵۹۰۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَايَعُوْا بِالْحَصَاةِ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَايَعُوْا بِالْمُلَامَسَةِ)) (مسند احمد: ۹۹۲۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تم لوگ کنکری کے ذریعے بیع کرو، نہ بیع نجش کرو اور نہ ملامسہ کی تجارت کرو۔''

(۵۹۰۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْأَجِيْرِ حَتّٰى يُبَيَّنَ أَجْرُهُ وَعَنِ النَّجْشِ وَاللَّمْسِ وَإِلْقَاءِ الْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ۱۱۶۷۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدور سے اجرت طے کیے بغیر اسے مزدوری پر رکھنے سے، بیع نجش سے، بیع ملامسہ سے اور پتھر پھینک کر تجارت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۹۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبِعْ أَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ

(۵۹۰۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۴۰، ومسلم: ۱۴۱۳ (انظر: ۷۲۴۸)

(۵۹۰۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۴۰، ومسلم: ۱۴۱۳ (انظر: ۹۹۲۷)

(۵۹۰۴) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "نهى عن استئجار الاجير حتى يبين اجره" وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع من ابى سعيد۔ أخرجه ابو داود فى "المراسيل": ۱۸۱، وأخرجه موقوفا النسائي: ۷/ ۳۱ (انظر: ۱۱۶۴۹)

(۵۹۰۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۱۴۲، ومسلم: ۱۴۱۲ (انظر: ۴۷۲۲)

عَـلٰی خِطْبَةِ أَخِيْهِ اِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٤٧٢٢)

اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے، الا کہ وہ اسے اجازت دے دے۔''

فوائد:...... کسی کی بیع پر بیع کرنا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار ایک سودا کر رہے ہوں، دونوں رضامند نظر آ رہے ہوں اور عقد کا معاملہ بالکل قریب پہنچ چکا ہو، اتنے میں تیسرا آدمی بیچ میں گھس جائے اور زیادہ قیمت لگا کر مالک کو اپنے طرف مائل کر لے۔ تیسرے آدمی کی اس کاروائی سے مسلمانوں میں دشمنی اور فساد بڑھے گا، اس لیے آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے۔

(٥٩٠٦)۔ عَـنْ عَبْـدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ التُّـجِيْبِـيِّ قَـالَ: سَـمِـعْـتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْـجُهَـنِـيَّ يَـقُـوْلُ وَهُـوَ عَـلٰى مِنْبَرِ مِصْرَ: سَـمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يَبِيْعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَذَرَهُ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٦٠)

عبدالرحمن بن شماسہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ مصر میں منبر پر کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی تجارت پر تجارت کرے، الا یہ کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔''

(٥٩٠٧)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَـأَلَ عَبْـدَ الـلّٰــهِ بْـنَ عُمَرَ عَنْ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيْعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ اِلَّا عَلَى الْغَنَائِمِ وَالْمَوَارِيْثِ۔ (مسند احمد: ٥٣٩٨)

زید بن اسلم کہتے ہیں: میں نے سنا کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ''مُزَایدہ'' کی تجارت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے، ماسوائے غنیمت اور وراثت کے مالوں کے۔

فوائد:...... ''مُزَایَدہ'' کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی ایک چیز کا ریٹ بتائے، پھر مالک دوسرے لوگوں سے پوچھے کہ اس سے زیادہ کون دے گا، کوئی دوسرا آدمی یہ بات سن کر اس پہلے سے زیادہ قیمت لگا دے اور مالک اس کو فروخت کر دے، یہ بات تیسرے چوتھے آدمی تک بھی جا سکتی ہے۔ یہ جائز صورت ہے، آپ ﷺ نے بھی ایسا سودا کیا ہے۔

(٥٩٠٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَامُ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٠٨٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص بھی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔''

(٥٩٠٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٤ (انظر: ١٧٣٢٧)

(٥٩٠٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة۔ أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٤ (انظر: ٥٣٩٨)

(٥٩٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٣ (انظر: ١٠٨٤٩)

فوائد:...... یعنی دو آمیوں نے آپس میں بھاؤ مقرر کرلیا ہے۔ اسے دوبارہ تیسرا آدمی توڑ پھوڑ کا شکار نہ کرے کیونکہ اس تجارت کا انعقاد ہو چکا ہے۔ اس طرح نفرت، بغض اور فساد معاشرہ میں جنم لیتا ہے۔

(٥٩٠٩)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاعَ قَدَحًا وَحِلْسًا فِيمَنْ يَزِيدُ۔ (مسند احمد: ١١٩٩٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ اس کو فروخت کئے تھے جس نے قیمت زیادہ لگائی تھی۔

(٥٩١٠)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ أَوْ يَبْتَاعَ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٧٦)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے یا اس کی بیع پر بیع کرے۔

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيْقِ وَكَرَاهَةِ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ ذَوِي الْمَحَارِمِ
غلام کی تجارت کا اور محرم غلاموں کے مابین تفریق ڈالنے کی ممانعت کا بیان

(٥٩١١)۔ عَنْ اَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَلَدِ وَوَالِدِهِ فِي الْبَيْعِ فَرَّقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩١٠)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (غلاموں کی) تجارت کرتے ہوئے اولاد اور اس کے والدین کے درمیان تفریق ڈال دی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان تفریق ڈال دے گا۔''

(٥٩١٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ اَبِيعَ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُهُمَا فَفَرَّقْتُ بَيْنَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَدْرِكْهُمَا فَأَرْجِعْهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا اِلَّا جَمِيعًا۔)) (مسند احمد: ١٠٤٥)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلاموں کو بیچنے کا حکم دیا، وہ دو آپس میں بھائی تھے، میں نے ان کو بیچ تو دیا، لیکن ان کے درمیان تفریق کر دی اور پھر آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو پا اور ان کو لوٹا اور ان کو فروخت نہ کر مگر اکٹھا۔''

(٥٩٠٩) اسناده ضعيف لجهالة حال ابي بكر الحنفي۔ أخرجه النسائي: ٧/ ٢٥٩ (انظر: ١١٩٦٨)
(٥٩١٠) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسي: ٩١٢، والبزار: ١٤٢٠، والطبراني في "الكبير": ٦٨٩٨ (انظر: ٢٠١١٥)
(٥٩١١) تخريج: حسن بمجموع طرقه وشواهده۔ أخرجه الترمذي: ١٢٨٣ (انظر: ٢٣٥١٣)
(٥٩١٢) حسن لغيره۔ أخرجه البيهقي: ٩/ ١٢٧، والبزار: ٩٢٤، والدارقطني: ٣/ ٦٥ (انظر: ١٠٤٥)

فوائد:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اس سے روک دیا اور بیع کو ردّ کر دیا۔ (ابو داود: ۲۶۹۶)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی اور اس کی اولاد کے درمیان اور بہن بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا درست نہیں ہے، خواہ بیع کے ذریعے ہو یا ہبہ وغیرہ کے ذریعے، باپ کو ماں پر قیاس کیا جائے گا۔

اہل علم کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ چھوٹے بچے اور اس کی ماں میں جدائی ڈالنا درست نہیں ہے۔ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بچہ یا بچی بالغ ہو جائے تو جدائی ڈالنا درست ہے:

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ فزارہ کے لیے نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے ہر طرف سے دشمنوں پر حملہ کیا، میں نے دشمنوں میں سے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، اس میں بچے اور عورتیں بھی تھے، میں نے ان پر تیر چلائے اور وہ کھڑے ہو گئے، پھر میں ان کو لے کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان میں بنو فزارہ کی ایک خاتون تھی، اس نے خشک چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی، جو عربوں میں حسین ترین تھی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ مجھے دے دی، جب میں مدینہ منورہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ملے اور فرمایا: "يَا سَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ۔" ......"اے سلمہ! وہ خاتون مجھے ہبہ کر دو۔" میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ مجھے بہت پسند ہے، لیکن ابھی تک میں نے اس کا کپڑا نہیں اٹھایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے، دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری ملاقات بازار میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا اور اب وہ آپ کے لیے ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون کو مکہ والوں کی طرف بھیج دیا اور ان کے ہاتھوں میں جو مسلمان قیدی تھے، اس عورت کو ان کے فدیے میں دے دیا۔ (صحیح مسلم: ۱۷۵۵، ابو داود: ۲۶۹۷)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس ماں بیٹی کے درمیان جدائی ڈال دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو برقرار رکھا، جبکہ یہ بیٹی بالغ تھی۔ امام ابو داود نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: باب الرخصة فی المدرکین یفرق بینهم (بالغ غلاموں میں تفریق ڈال دینے کی رخصت کا بیان)

بَابُ الْبَيْعِ بِغَيْرِ إِشْهَادٍ وَفِيهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيمَةٌ لِخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ b

گواہ کے بغیر تجارت کرنے کا اور اس سلسلے میں سیدنا خزیمہ بن ثابت کی عظیم منقبت کا بیان

(۵۹۱۳)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ

عمارہ بن خزیمہ انصاری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے صحابی چچا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے پیچھے آنے کے

(۵۹۱۳) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۶۰۷، والنسائی: ۷/ ۳۰۱ (انظر: ۲۱۸۸۳)

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِبْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُوْنَ الْاَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُوْنَ بِالْفَرَسِ، لَا يَشْعُرُوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِبْتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعْضُهُمُ الْأَعْرَابِيَّ فِي السَّوْمِ عَلٰى ثَمَنِ الْفَرَسِ الَّذِي ابْتَاعَهُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَادَى الْاَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ فَابْتَعْهُ، وَاِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: ((أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟)) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللّٰهِ مَابِعْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ)) فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوْذُوْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، فَطَفِقَ الْاَعْرَابِيُّ يَقُوْلُ: هَلُمَّ شَهِيْدًا، يَشْهَدُ اَنِّيْ بَايَعْتُكَ، فَمَنْ جَاءَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ: وَيْلَكَ، اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَقُوْلَ اِلَّا حَقًّا، حَتّٰى جَاءَ خُزَيْمَةُ فَاسْتَمَعَ لِمُرَاجَعَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُرَاجَعَةِ الْاَعْرَابِيِّ، فَطَفِقَ الْاَعْرَابِيُّ يَقُوْلُ: هَلُمَّ شَهِيْدًا، يَشْهَدُ أَنِّيْ بَايَعْتُكَ، قَالَ خُزَيْمَةُ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: ((بِمَ تَشْهَدُ؟)) فَقَالَ: بِتَصْدِيْقِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٢٢٢٨)

لئے کہا تا کہ گھوڑے کی قیمت ادا کر سکیں اور آپ ﷺ خود تیزی سے چلنے لگے، دیہاتی سست رفتار تھا، اس طرح دونوں کے درمیان فاصلہ ہوگیا، اُدھر لوگوں نے بدو سے گھوڑے کی قیمت لگانا شروع کردی، انہیں معلوم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ یہ گھوڑا خرید چکے ہیں، ایک آدمی نے گھوڑے کی قیمت، رسول اللہ ﷺ کی قیمت سے زیادہ لگا دی، یہ دیکھ کر بدّو، نبی کریم ﷺ سے بلند آواز میں مخاطب ہوا اور کہا: اے محمد! اگر آپ نے یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں، وگرنہ میں اسے کسی دوسرے کے ہاں فروخت کر دوں گا، نبی کریم ﷺ اس کی یہ آواز سن کر ٹھہر گئے اور فرمایا: ''یہ تو میں تجھ سے خرید چکا ہوں، لیکن اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو آپ کو یہ فروخت نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، میں نے تجھ سے یہ خرید لیا ہے، اُدھر لوگ آپ ﷺ اور دیہاتی کے پاس جمع ہو گئے، جبکہ ان میں تکرار جاری تھا، دیہاتی کہنے لگا: اچھا گواہ پیش کرو، وہ گواہی دے کہ آپ نے یہ خرید لیا تھا، جو مسلمان وہاں جمع تھے، انہوں نے دیہاتی سے کہا: تجھ پر بہت افسوس ہے، نبی کریم ﷺ تو حق ہی کہتے ہیں، اتنے میں سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے، بدو پھر کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو یہ گواہی دے کہ میں نے آپ کو یہ گھوڑا فروخت کر دیا ہے، سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے آپ ﷺ کو یہ گھوڑا فروخت کر دیا تھا، یہ سن کر نبی کریم ﷺ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم کیسے گواہی دے رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی وجہ سے، پس آپ ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

فوائد:...... جس بدّو سے آپ ﷺ نے گھوڑا خریدا تھا، اس کا نام سواء بن حارث محاربی تھا، ممکن ہے کہ یہ آدمی منافق ہو یا مسلمان تو ہو، لیکن ابھی تک ایمان کی چاشنی اس کے دل میں نہ اتری ہوئی اور اس نے دنیا کی دولت کو ہی مقصد حیات سمجھ رکھا ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گواہ کے بغیر سودا درست ہے، لیکن گواہ بنانا اور معاملے کو لکھ لینا مستحبّ ہے، نیز اس حدیث میں سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی عظیم موقع شناسی اور منقبت کا بیان ہے۔

أَبْوَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْبَيْعِ

تجارت میں شرطوں کے ابواب

بَابُ اِشْتِرَاطِ مَنْفَعَةِ الْمَبِيْعِ وَمَا فِيْ مَعْنَاهُ

فروخت شدہ چیز سے فائدہ اٹھانے اور مزید اس قسم کی شرط لگانے کا بیان

(٥٩١٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ أَسِيْرُ عَلَى جَمَلٍ لِيْ فَأَعْيَا فَأَرَدْتُ أَنْ أُسَيِّبَهُ قَالَ: فَلَحِقَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَدَعَا لَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ وَقَالَ: ((بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ۔)) فَكَرِهْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ قَالَ: ((بِعْنِيْهِ۔)) فَبِعْتُهُ مِنْهُ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ اِلٰى أَهْلِيْ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ، فَقَالَ: ((ظَنَنْتَ حِيْنَ مَاكَسْتُكَ أَنْ أَذْهَبَ بِجَمَلِكَ، خُذْ جَمَلَكَ وَثَمَنَهُ، هُمَا لَكَ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٤٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک اونٹ پہ سوار ہو کر سفر کر رہا تھا، اچانک وہ تھک گیا، میں نے اسے چھوڑ دینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے آ ملے، آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے اس کو ٹھوکر لگائی اور اس کے لیے دعا کی، پھر وہ ایسی چال چلا کہ کبھی بھی ایسی چال نہ چلا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اونٹ ایک اوقیے کے عوض مجھے فروخت کر دو۔'' لیکن میں اس کا سودا کرنا ناپسند کر رہا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مجھے بیچ دو۔'' پس میں نے بیچ تو دیا لیکن اپنے گھر والوں تک سواری کرنے کی شرط لگائی، جب ہم مدینہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ میں نے کم قیمت لگا کر تیرا اونٹ لینا چاہا ہے، یہ لو اپنا اونٹ اور یہ لو اس کی قیمت، دونوں چیزیں تمہاری ہیں۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا اور انھوں نے آپ ﷺ کو بیچ دیا تھا، لیکن یہ شرط لگائی تھی کہ وہ مدینہ منورہ تک اسی پر سفر کریں گے۔

(٥٩١٤) أخرجه بنحوه البخاري: ٥٠٧٩، ٥٢٤٥، ٥٢٤٧، ومسلم: ص ١٠٨٨، ١٢٢١ (انظر: ١٤١٩٥)

(٥٩١٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَلَهُ مَالُهُ وَعَلَيْهِ دَيْنُهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٧٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غلام فروخت کرے اور غلام کے پاس مال ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا اور اس غلام کا قرض بھی اسی بائع کے ذمہ ہوگا، الا یہ کہ خریدار شرط لگا لے۔''

فوائد:...... اصل مسئلہ یہ ہے کہ تجارت کی ممنوعہ صورتوں اور شرطوں کا علم ہونا چاہیے، ہر وہ شرط جو شریعت کی کسی شق کی مخالفت نہیں کرتی اور جس سے شریعت نے منع نہیں کیا، وہ جائز ہوگی۔

بَابُ صِحَّةِ الْعَقْدِ مَعَ الشَّرْطِ الْفَاسِدِ
فاسد شرط کے ہونے کے باوجود تجارت کے عقد کے صحیح ہونے کا بیان

فِيْهِ حَدِيْثُ عَائِشَةَ حِيْنَمَا اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا أَنْ يَكُوْنَ وَلَاءُ هَا لَهُمْ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٥٤) انظر فتح الربانی: ٢/٢٣٠٠

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جب انھوں نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنا چاہا، لیکن اس کے مالکوں نے یہ شرط لگا دی کہ وَلاء ان کی ہوگی، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے خرید کر آزاد کر دو، وَلاء صرف اسی کی ہوتی ہے، جو آزاد کرتا ہے۔''

فوائد:...... وَلاء ایک رشتہ اور تعلق ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے آزاد کنندہ یا اس کے عصبہ بنفسہ آزاد شدہ کے وارث بنتے ہیں، وَلاء صرف آزاد کنندہ کا حق ہے اور یہ حق بھی نسب کی طرح کا ہے، اس لیے نہ اس کو فروخت یا ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ شرط کے ذریعے اصل مستحق کو محروم کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ شَرْطِ السَّلَامَةِ مِنَ الْغَبْنِ وَالْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ
تجارت میں غبن اور دھوکے سے سلامتی کی شرط کا بیان

(٥٩١٦)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَفِيْ لَفْظٍ: مِنْ قُرَيْشٍ، لَايَزَالُ يُغْبَنُ فِي الْبُيُوْعِ وَكَانَ فِيْ لِسَانِهِ لُوْثَةٌ، فَشَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری یا قریشی آدمی سودے میں دھوکہ کھاتا رہتا تھا، اس کی زبان میں اٹکن تھی، پس اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہونے والے خسارے کی شکایت کی، آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

(٥٩١٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٣٥ (انظر: ١٤٣٢٥)

تخريج: أخرجه البخاری: ٢١٥٥، ٢٥٦٥، ومسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٤٠٥٣)

(٥٩١٦) تخريج: أخرجه البخاری: ٢١١٧، ٢٤٠٧، ٦٩٦٤، ومسلم: ١٥٣٣ (انظر: ٦١٣٤)

يَلْقٰى مِنَ الْغَبْنِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ۔)) قَالَ: يَقُوْلُ ابْنُ عُمَرَ: فَوَاللّٰهِ لَكَأَنِّي أَسْمَعُهُ يُبَايِعُ وَيَقُوْلُ: لَا خِلَابَةَ، يُلَجْلِجُ بِلِسَانِهِ۔ (مسند احمد: ٦١٣٤)

''جب تو سودا کرنے لگے تو کہہ: دھوکہ نہ ہو۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! گویا اب بھی میں اس کو یہ اٹک اٹک کر بولتے ہوئے کہتے سن رہا ہوں کہ ''دھوکہ نہ ہو''۔

فوائد:...... اس آدمی کو یہ تعلیم دی گئی کہ جب وہ کسی سے سودا کرے تو اسے یہ کہے کہ بھائی سودے میں دھوکہ نہیں ہونا چاہیے، اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ اندازہ کر لیں گے کہ یہ ضعیف رائے والا آدمی ہے، اس لیے وہ اس پر رحم کریں گے، جبکہ وہ رحم وکرم والا زمانہ تھا۔

(٥٩١٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِيْ عُقْدَتِهِ يَعْنِيْ عَقْلِهِ ضَعْفٌ فَأَتٰى اَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! أُحْجُرْ عَلٰى فُلَانٍ، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِيْ عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَاهُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ ﷺ: ((إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكِ الْبَيْعِ فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٠٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی تجارت کیا کرتا تھا، اس کی عقل میں کچھ کمزوری تھی، اس لیے اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس آدمی پر پابند لگا دیں، کیونکہ وہ سودے کرتا ہے اور اس کے عقل میں کمزوری ہے (اس طرح نقصان اٹھا بیٹھتا ہے)، نبی کریم ﷺ نے اسے بلایا اور تجارت کرنے سے منع کر دیا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اِس لین دین کو نہیں چھوڑ سکتا تو سودا کرتے وقت کہا کر: لیجئے جناب اور دیجئے، لیکن دھوکہ نہ ہو۔''

فوائد:...... اس صورت میں جب دھوکہ ہو جائے گا تو تین دن تک واپسی کا اختیار ہوگا۔

(٥٩١٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ قِصَّةً فِيْهَا قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ خُيِّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بَيْنَ

محمد ایک قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جب وہ آئے تو عبداللہ کو تیس ہزار اور چاندی کے برتنوں کے درمیان اختیار دیا گیا، انہوں نے برتن کو اختیار کیا، پھر جب (بحرین کے

(٥٩١٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٠١، وابن ماجه: ٢٣٥٤، والترمذي: ١٢٥٠، والنسائي: ٧/ ٢٥٢ (انظر: ١٣٢٧٦)

(٥٩١٨) تخريج: رجاله ثقات (انظر: ٢٠٥٢٤)

ثَلَاثِیْنَ اَلْفًا وَبَیْنَ آنِیَةٍ مِنْ فِضَّةٍ قَالَ: فَاخْتَارَ الْآنِیَةَ، قَالَ: فَقَدِمَ تُجَّارٌ مِنْ دَارِیْنَ فَبَاعَهُمْ إِیَّاهَا الْعَشْرَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ ثُمَّ لَقِیَ أَبَابَکْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ کَیْفَ خَدَعْتُهُمْ، قَالَ: کَیْفَ؟ فَذَکَرَ لَهُ ذٰلِكَ، قَالَ: عَزَمْتُ عَلَیْكَ أَوْ اَقْسَمْتُ عَلَیْكَ لَتَرُدَّنَّهَا فَإِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهٰی عَنْ مِثْلِ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۲۰۷۹۸)

علاقے) دارین سے تاجر آئے تو عبداللہ نے ان کو اس چاندی کے دس برتن، تیرہ برتنوں کے عوض فروخت کر دیئے، پھر جب وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ملے تو کہا: کیا تمہیں پتہ چلا ہے کہ میں نے ان کو کیسے دھوکہ دیا ہے؟ انھوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ پھر اس نے ساری تفصیل بتائی، یہ سن کر سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھ پر عزم کرتا ہوں یا تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو یہ سودا واپس کر دے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کی تجارت سے منع کرتے تھے۔

فوائد:...... معلوم ایسے ہوتا ہے کہ یہ چاندی کے عوض چاندی کی بیع تھی، جس میں ایک طرف سے زیادہ مقدار وصول کی گئی تھی، اس تفصیل کی بنیاد سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں انھوں نے چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر فروخت کرنے کی شرط کی بات نقل کی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے۔

بَابُ إِثْبَاتِ خِیَارِ الْمَجْلِسِ
مجلس کے اختیار کا بیان

ملحوظہ: ......اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بائع اور مشتری ایک مجلس میں سودا کریں گے تو وہ جب تک اسی مجلس میں رہیں گے، ان میں سے ہر ایک کو سودا واپس کرنے کا اختیار ہوگا، جب وہ جدا ہو جائیں گے تو سودا پکا ہو جائے گا، اسی جدائی کو تفرق بالابدان کہتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ اور کئی ایک ائمہ کا یہی مسلک ہے اور یہی مؤقف راجح ہے۔

البتہ احناف کی رائے یہ ہے کہ ان احادیث میں تفرق بالاقوال کا ذکر ہے، یعنی جب سودے سے متعلقہ بات ختم ہو جائے گی، تو سودا پکا ہو جائے گا، اس رائے کے مطابق احادیثِ مبارکہ کی خواہ مخواہ تاویل کرنی پڑتی ہے، اور درج ذیل احادیث اور صحابہ کرام کے عمل کے بالکل ظاہری مفہوم میں اس رائے کی گنجائش نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: صحابہ میں ان دونوں یعنی سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہما کا کوئی بھی مخالف معروف نہیں ہے، احناف میں سے صاحبِ "التعلیق الممجد" نے بھی تفرق بالابدان والی رائے کا اعتراف کرتے ہوئے احناف کے تمام دلائل کا ردّ کیا ہے۔

(۵۹۱۹)۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَالَمْ

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت

(۵۹۱۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۰۸، ۲۱۱٤، ومسلم: ۱۵۳۲ (انظر: ۱۵۵۷٦)

يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا رُزِقَا بَرَكَةَ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔)) (مسند احمد: ١٥٦٦١)

تک (تجارت فسخ کرنے کا) اختیار رہتا ہے، جب تک جدا نہ ہوں، اگر دونوں نے تجارت میں سچائی سے کام لیا اور پوری وضاحت کردی تو ان کو اس تجارت کی برکت ملے گی اور اگر جھوٹ بولا اور (عیوب وغیرہ کو) چھپالیا تو ان کی تجارت سے برکت اٹھالی جائے گی۔''

(٥٩٢٠)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٥١)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دو آدمیوں کو اس وقت تک (بیع فسخ کرنے کا) اختیار ہوتا ہے، جب تک جدا نہ ہو جائیں۔''

(٥٩٢١)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُوْنَ بَيْعَ خِيَارٍ)) قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ: ((أَوْ يَقُوْلَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ۔)) (مسند احمد: ٤٤٨٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دو آدمیوں کو جدا ہونے تک سودا واپس کرنے کا اختیار ہوتا ہے، الا یہ کہ وہ اختیار والی تجارت ہو، یا ایک دوسرے سے کہے: تجھے اختیار ہے۔''

فوائد:...... بیع خیار (اختیار والی تجارت) کا مفہوم یہ ہے کہ بائع نے مشتری کو اختیار دیا ہو یا مشتری نے اختیار کی شرط لگائی ہو، ایسی صورت میں جدائی کے بعد بھی اختیار باقی رہے گا، جب تک مقررہ مدت پوری نہ ہو جائے۔

(٥٩٢٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَكَانَا جَمِيْعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ۔)) (مسند احمد: ٦٠٠٦)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی آپس میں لین دین کریں تو ان میں سے ہر ایک کو جدا ہونے تک سودا واپس کرنے کا اختیار ہے، یا پھر ایک دوسرے کو اختیار دے اور وہ اختیار قبول کرلے اور پھر اس پر بیع کرلیں تو سودا پکا ہو جائے گا اور اگر وہ بیع کرنے کے بعد اس حال میں جدا ہوئے کہ کوئی بھی تجارت کو ترک کرنے والا نہ ہو تو پھر بھی سودا ثابت ہو جائے گا۔''

(٥٩٢٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٥٧، وابن ماجه: ٢١٨٢ (انظر: ١٩٨١٣)
(٥٩٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٠٧، ٢١١١، ٢١١٢، ومسلم: ١٥٣١ (انظر: ٤٤٨٤)
(٥٩٢٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد:...... صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے: امام نافع نے کہا: جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کوئی چیز خریدتے اور وہ ان کو پسند آجاتی تو وہ فروخت کنندہ سے جدا ہو جاتے (تاکہ اس کا واپسی کا اختیار ختم ہو جائے)۔

ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو درج ذیل حدیث کا علم نہ ہو، جس میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(٥٩٢٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَائِعُ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيْلَهُ۔)) (مسند احمد: ٦٧٢١)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فروخت کرنے والے اور خریدنے والے، دونوں کو جدا ہونے سے پہلے سودا واپس کرنے کا اختیار حاصل ہے، الا یہ کہ اختیار والا سودا ہو اور یہ حلال نہیں ہے کہ آدمی سودے کی واپسی کے ڈر سے جدائی اختیار کرے۔''

فوائد:...... اس حدیث میں اس چیز کو خلاف مروت قرار دیا گیا ہے کہ جلدی سے تجارت کے بعد جگہ بدل لینا تاکہ ساتھی کو تجارت کی واپسی کا موقع نہ مل سکے، اسلامی معاشرت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تجارت کا تعلق حصول دنیا سے اس طرح نہیں ہے کہ کسی دوسرے بھائی کے اختیار کا خیال ہی نہ رکھا جائے، جب چیز کو خریدنے والا یہ اندازہ کر لے کہ وہ اس چیز سے واقعی منافع حاصل کر سکے گا، پھر بھی اس کو اس نیت سے مجلس سے دور ہو جانے کی اجازت نہیں کہ فروخت کنندہ کا واپس کر لینے کا اختیار ختم ہو جائے۔

(٥٩٢٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْيَكُوْنُ بَيْعُهُمَا فِيْ خِيَارٍ۔)) (مسند احمد: ٨٠٨٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دونوں افراد کو جدا ہونے سے پہلے سودا واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، یا پھر ان کی بیع اختیار والی ہو۔''

(٥٩٢٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَفَرَّقُ الْمُتَبَايِعَانِ عَنْ بَيْعٍ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ۔)) (مسند احمد: ١٠٩٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجارت کرنے والے دو آدمیوں کو رضامندی کے ساتھ جدا ہونا چاہیے۔''

(٥٩٢٣) صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٥٦، والترمذي: ١٢٤٧، والنسائي: ٧/ ٢٥١ (انظر: ٦٧٢١)

(٥٩٢٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسي: ٢٥٦٨، وابن ابي شيبة: ٧/ ١٢٥، والطبراني في "الاوسط": ٩١٢ (انظر: ٨٠٩٩)

(٥٩٢٥) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٥٨، والترمذي: ١٢٤٨ (انظر: ١٠٩٢٢)

فوائد: ...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ ...... ''اے ایماندارو! اپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے مت کھاؤ، مگر آپس میں رضامندی کی تجارت ہو تو جائز ہے۔'' (سورۂ نساء: ۲۹)

تجارتی لین دین کا انحصار دونوں فریقوں کی رضامندی پر ہے۔

أَبْوَابُ اَحْكَامِ الْعُيُوْبِ

عیوب کے احکام کے ابواب

بَابُ وُجُوْبِ تَبْيِيْنِ الْعَيْبِ وَعَدْمِ الْغَشِّ وَوَعِيْدِ مَنْ غَشَّ

عیب کو واضح کر دینے، دھوکہ نہ کرنے اور دھوکہ کرنے والے کی وعید کا بیان

(۵۹۲٦)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ سِبَاعٍ قَالَ: اِشْتَرَيْتُ نَاقَةً مِنْ دَارِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ، فَلَمَّا خَرَجْتُ بِهَا اَدْرَكَنَا وَاثِلَةُ وَهُوَ يَجُرُّ رِدَائَهُ فَقَالَ: يَاعَبْدَاللّٰهِ! اِشْتَرَيْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ بَيَّنَ لَكَ مَا فِيْهَا؟ قُلْتُ: وَمَا فِيْهَا؟ إِنَّهَا لَسَمِيْنَةٌ ظَاهِرَةُ الصِّحَّةِ، قَالَ: أَرَدْتَ بِهَا سَفَرًا اَمْ أَرَدْتَ بِهَا لَحْمًا؟ قُلْتُ: بَلْ أَرَدْتُ عَلَيْهَا الْحَجَّ قَالَ: فَاِنَّ بِخُفِّهَا نَقْبًا، قَالَ: فَقَالَ صَاحِبُهَا: أَصْلَحَكَ اللّٰهُ أَيْ هٰذَا تُفْسِدُ عَلَيَّ؟ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَبِيْعُ شَيْئًا اِلَّا يُبَيِّنُ مَافِيْهِ وَلَا يَحِلُّ لِمَنْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ اِلَّا يُبَيِّنُهُ۔)) (مسند احمد: ۱٦۱۰۹)

ابوسباع کہتے ہیں: میں نے واثلہ بن اسقع کے گھر سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اسے لے کر باہر آیا تو سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ دوڑے اور اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس پہنچے اور کہنے لگے: اے اللہ کے بندے! کیا تو نے یہ اونٹنی خرید لی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: جس سے خریدی ہے، اس نے اس کا عیب بتایا تھا؟ میں نے کہا: اس میں کیا عیب ہے؟ بظاہر تو موٹی تازی ہے اور صحت مند لگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا: اچھا یہ بتائیں کہ یہ سفر کے لئے خریدی ہے یا گوشت کھانے کے لئے؟ میں نے کہا: جی میں تو اس پر سوار ہو کر حج کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا: اس کے پاؤں میں سوراخ ہے، اونٹنی کے مالک نے کہا: اللہ تیری اصلاح کرے، اب تو اس سے کیا چاہتا ہے، اس کو مجھ پر خراب کرتا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کوئی عیب دار چیز بیچے، مگر وہ اس کی وضاحت کر دے، (عیب) جاننے والے آدمی کے لیے حلال نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ اس عیب کو بیان کر دے۔''

(۵۹۲٦) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ ابی سباع ، وابو جعفر عیسی بن ابی عیسی عبد اللہ الرازی صدوق سیء الحفظ۔ أخرجہ ابن ماجہ: ۲۲٤۷ (انظر:)

(۵۹۲۷)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ أَنْ يُغَيِّبَ مَا بِسِلْعَتِهِ عَنْ أَخِيْهِ، إِنْ عَلِمَ بِهَا تَرَكَهَا۔))

(مسند احمد: ۱۷۵۸۸)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے اپنے سامان کا ایسا عیب چھپائے کہ اگر خریدار کو اس کا پتہ چل جائے تو وہ اس چیز کو چھوڑ دے۔''

(۵۹۲۸)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيْعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ يَبِيْعُ، فَأَخْبَرَهُ فَأُوْحِيَ إِلَيْهِ: أَدْخِلْ يَدَكَ فِيْهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مَبْلُوْلٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ۔))

(مسند احمد: ۷۲۹۰)

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ اناج فروخت کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فروخت کرنے کی کیفیت دریافت کی، اس نے آپ ﷺ کو تفصیل بتائی، لیکن اُدھر آپ ﷺ کو بذریعہ وحی کہا گیا کہ اپنا ہاتھ اس اناج میں داخل کرو، پس جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں داخل کیا تو وہ اندر سے تر تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے دھوکہ کیا۔''

(۵۹۲۹)۔ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ إِلَى بَقِيْعِ الْمُصَلَّى فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِیْ طَعَامٍ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِذَا هُوَ مَغْشُوْشٌ أَوْ مُخْتَلِفٌ فَقَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا۔)) (مسند احمد: ۱۵۹۲۷)

سیدنا ابو بردہ نیار ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بقیع کی عیدگاہ کی طرف گیا، وہاں آپ ﷺ نے اناج کے ایک ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا، پھر کیا دیکھا کہ اس میں دھوکہ یا ملاوٹ کی گئی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے ہم کو دھوکہ دیا۔''

(۵۹۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِطَعَامٍ وَقَدْ حَسَّنَهُ صَاحِبُهُ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهِ فَإِذَا طَعَامٌ رَدِیٌّ فَقَالَ: ((بِعْ هٰذَا عَلٰى حِدَةٍ وَهٰذَا عَلٰى حِدَةٍ، فَمَنْ غَشَّنَا

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اس کے مالک نے اس کو بہت خوبصورت انداز میں رکھا ہوا تھا، جب آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے اندر داخل کیا تو کیا دیکھا کہ وہ تو

(۵۹۲۷) تخریج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲٤٦ (انظر: ۱۷٤٥۱)
(۵۹۲۸) تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ۱۰۲ (انظر: ۷۲۹۲)
(۵۹۲۹) حديث صحيح۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۷/ ۲۹۰، والطبرانی فی "الكبير": ۲۲/ ۵۲۱ (انظر: ۱۵۸۳۳)
(۵۹۳۰) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ۱۲۵۵، والطبرانی فی "الاوسط": ۲۰۱۱ (انظر: ۵۱۱۳)

فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ٥١١٣)

ردی اناج تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس کو علیحدہ فروخت کرو اور اس کو علیحدہ، جس نے ہم سے دھوکہ کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(٥٩٣١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا حَمَلَ مَعَهُ خَمْرًا فِي سَفِينَةٍ يَبِيعُهُ وَمَعَهُ قِرْدٌ، (قَالَ:) فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَاعَ الْخَمْرَ شَابَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ بَاعَهُ، (قَالَ:) فَأَخَذَ الْقِرْدُ الْكِيسَ فَصَعِدَ بِهِ فَوْقَ الدَّقَلِ (قَالَ:) فَجَعَلَ يَطْرَحُ دِينَارًا فِي الْبَحْرِ وَدِينَارًا فِي السَّفِينَةِ حَتّٰى قَسَمَهُ۔)) (مسند احمد: ٨٠٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے شراب لی اور اس کو فروخت کرنے کی نیت سے ایک کشتی میں سوار ہوا، جب وہ آدمی شراب بیچتا تو اس میں پانی کی ملاوٹ کر کے فروخت کرتا، اتنے میں بندر نے اس کا تھیلا پکڑا اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور ایک ایک دینار سمندر میں اور ایک ایک کشتی میں ڈالنے لگا، یہاں تک کہ سارے دینار تقسیم کر دیئے۔''

فوائد:...... یہ روایت دراصل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب شراب حلال تھی، بندر نے شراب کی اصل قیمت کشتی میں اور ملاوٹ والی قیمت سمندر میں گرا کر ضائع کر دی۔
تمام روایات اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ کسی مسلمان کو کسی سے دھوکہ نہیں کرنا چاہیے اور اپنے چیز کو فروخت کرتے وقت اس کے عیوب کی وضاحت کر دینی چاہیے۔

(٥٩٣٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي إِلَّا اللَّبَنَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ بَيْنَ الرَّغْوَةِ وَالصَّرِيحِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٤٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی امت پر مجھے سب سے زیادہ خوف دودھ کے معاملے کا ہے، کیونکہ شیطان، خالص دودھ اور جھاگ کے درمیان ہے۔''

فوائد:...... دودھ اس امت کے لیے کیسے نقصان دہ ہے؟ درج ذیل حدیث کے مختلف الفاظ پر غور کریں:
سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي الْكِتَابَ وَاللَّبَنَ۔)) قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا بَالُ الْكِتَابِ؟ قَالَ: ((يَتَعَلَّمُهُ الْمُنَافِقُونَ ثُمَّ يُجَادِلُونَ بِهِ الَّذِينَ آمَنُوا۔)) فَقِيلَ: وَمَا بَالُ اللَّبَنِ؟ قَالَ: ((أُنَاسٌ يُحِبُّونَ اللَّبَنَ فَيَخْرُجُونَ مِنَ الْجَمَاعَاتِ

(٥٩٣١) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم، وقد شك حماد في رفعه، ووقفه هو الصواب عندنا۔ أخرجه البيهقي في "الشعب": ٥٣٠٨ (انظر: ٨٠٥٥)
(٥٩٣٢) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٦٦٣٠)

وَيَتْرُكُونَ الْجُمُعَاتِ۔)) ......''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر قرآن مجید اور دودھ کے معاملے میں ہے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کتاب کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''منافق اس کی تعلیم حاصل کر کے مومنوں سے مجادلہ کریں گے۔'' پھر کسی نے کہا: دودھ کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ دودھ کو پسند کریں گے، پھر وہ جماعتوں سے نکل جائیں گے اور جمعہ کی نمازوں کو ترک کر دیں گے۔'' (مسند احمد: ۴/ ۱۴۶، ۱۷۳۱۸)

ایک روایت میں ہے: ((يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ فَيَتَأَوَّلُونَهُ عَلٰى غَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيُحِبُّونَ اللَّبَنَ فَيَدَعُونَ الْجَمَاعَاتِ وَالْجُمَعَ وَيَبْدُونَ۔)) ......''قرآن کی تعلیم حاصل کر کے اس کی ایسی تاویل کریں گے، جس کے لیے اللہ تعالی نے قرآن مجید کو نازل نہیں کیا، اور دودھ کو پسند کریں گے، پھر (اس کی تلاش میں) جماعتوں اور جمعوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے جائیں گے۔'' (مسند احمد: ٤/ ١٥٥)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((أَمَّا اللَّبَنُ فَيَبْتَغُونَ الرِّيفَ وَيَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ وَيَتْرُكُونَ الصَّلَوَاتِ وَأَمَّا الْقُرْآنُ فَيَتَعَلَّمُهُ الْمُنَافِقُونَ فَيُجَادِلُونَ بِهِ الْمُؤْمِنِينَ۔)) ......''رہا مسئلہ دودھ کا تو لوگ میدانوں (اور سرسبز زمینوں) کو تلاش کریں اور اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور نمازوں کا ترک کر دیں گے اور رہا مسئلہ قرآن مجید کا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ منافق اس کی تعلیم حاصل کر کے اس کے ذریعے مومنوں سے مجادلہ کریں گے۔''

(مسند احمد: ٤/ ١٥٧)

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُصَرَّاةِ

اس جانور کا بیان، جس کا دودھ روکا گیا ہو

(٥٩٣٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَقَّوُا الْبَيْعَ وَلَا تُصَرُّوْا الْغَنَمَ وَالْإِبِلَ لِلْبَيْعِ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا بِصَاعِ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ۔)) (مسند احمد: ٧٣٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سامان تجارت لانے والے قافلوں کو (منڈی یا بازار میں پہنچنے سے پہلے راستوں میں جا کر) نہ ملو اور نہ بکریوں اور اونٹنیوں کو بیچنے کے لیے ان کا دودھ روکو، پس جو شخص ایسا جانور خرید لے گا تو اس کو دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا، اگر وہ چاہے تو اس جانور کو اپنے پاس ہی رہنے دے اور چاہے تو اس کو واپس کر دے، لیکن ایک صاع کھجور کا بھی ساتھ واپس کرے، نہ کہ گندم کا۔''

(٥٩٣٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وہ اونٹنی

(٥٩٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٤٨، ٢١٥١، ومسلم: ١٥٢٤ (انظر: ٧٣٠٥)

(٥٩٣٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول.

رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((مَنِ اشْتَرٰی لِقْحَةً مُصَرَّاةً اَوْ شَاةً مُصَرَّاةً فَحَلَبَهَا فَهُوَ بِأَحَدِ النَّظَرَيْنِ بِالْخِيَارِ اِلٰی أَنْ يَحُوْزَهَا أَوْ يَرُدَّهَا وَإِنَاءً مِنْ طَعَامٍ۔)) (مسند احمد: ۷۵۱۵)

یا بکری خرید لی، جس کا دودھ روکا گیا ہو، تو اسے دو معاملے میں ایک کا اختیار ہوگا، یا تو اس کو اپنی ملکیت میں رکھ لے یا واپس کر دے، لیکن اس کے ساتھ (صاع کے بقدر) برتن اناج کا بھی دے۔''

فوائد:...... صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: ((فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ۔)) ......''اسے تین دنوں تک ایسا جانور واپس کر دینے کا اختیار ہے۔''

(۵۹۳۵)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُتَلَقّٰی جَلَبٌ وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَمَنِ اشْتَرٰی شَاةً مُصَرَّاةً أَوْ نَاقَةً فَهُوَ بِآخِرِ النَّظَرَيْنِ إِذَا هُوَ حَلَبَ إِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، قَالَ الْحَكَمُ: ((أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱۹۰۲۵)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مالِ تجارت لانے والے قافلے کو راستے میں نہ ملا جائے اور نہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے اور جو آدمی دودھ روکی ہوئی بکری یا اونٹنی خرید لے تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دو میں ایک اختیار ملے جائے گا، اگر وہ اس کو لوٹانا چاہے تو اناج یا کھجور کا ایک صاع بھی ساتھ لوٹائے گا۔''

(۵۹۳۶)۔ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: مَنِ اشْتَرٰی مُحَفَّلَةً وَرُبَّمَا قَالَ: شَاةً مُحَفَّلَةً، فَلْيَرُدَّهَا وَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ۔ (مسند احمد: ۴۰۹۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس نے دودھ روکی ہوئی بکری خریدی، وہ (اگر چاہے تو) اسے واپس لوٹا دے، لیکن اس کے ساتھ ایک صاع بھی لوٹائے اور نبی کریم ﷺ نے قافلوں کو راستے میں ملنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۹۳۷)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ: ((بَيْعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةٌ وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ)) (مسند احمد: ۴۱۲۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، جو صادق اور مصدوق ہیں، نے فرمایا: ''دودھ روکے ہوئے جانوروں کی بیع کرنا دھوکہ ہے اور مسلمان کے لیے دھوکہ کرنا حلال نہیں ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث کا واضح ترین مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی دودھ روکا ہوا جانور خرید لیتا ہے تو اس کو

(۵۹۳۵) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۴/ ۱۱ (انظر: ۱۸۸۱۹)

(۵۹۳۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۴۹، ۲۱۶۴ (انظر: ۴۰۹۶)

(۵۹۳۷) تخریج: اسناده ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی، وروی مرفوعا وموقوفه هو الصحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۴۱ (انظر: ۴۱۲۵)

تین ایام کے اندر اندر سودا واپس کرنے کا اختیار مل جاتا ہے، البتہ واپسی کی صورت میں اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانور کے ساتھ ساتھ کھجوروں کا ایک صاع مالک کو واپس کرے، یہ دراصل روکے ہوئے دودھ کا عوض ہے، امام شافعی اور امام احمد سمیت جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔ احناف میں سے زفر نے جمہور سے اتفاق کیا ہے، البتہ وہ کھجور کے ایک صاع اور گندم کے نصف صاع میں اختیار دیتے ہیں۔ عام احناف نے اس عیب کی وجہ سے بیع کو فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیاس جلی کی روشنی میں اس حدیث میں بیان کیے گئے کھجوروں کے ایک صاع کو بھی تسلیم کرنے سے دوری اختیار کی ہے، اس مقصد کے لیے کبھی تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں ہے، اس لیے ان کی وہ روایت قابل قبول نہیں ہوگی، جو قیاس جلی کے خلاف ہوگی۔ ہماری گزارش یہ ہوگی کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ احادیث کے حافظ تھے اور یہی صفت فقیہ کے شایان شان ہے، نیز اسی حدیث کو روایت کرنے والے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ احناف جن کو فقہ اور اجتہاد کا امام سمجھتے ہیں؟ اس معاملے میں احناف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ بعض واضح معاملات کی روشنی میں قانون بنا لیتے ہیں، پھر اس قانون کی روشنی میں مختلف حیلے بہانے تلاش کر کے شرعی نصوص کو ردّ کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کی ایک مثال یہاں بیان کی گئی ہے۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ تمام قوانین و ضوابط شرعی نصوص کے تابع ہیں، قرآن و حدیث کو دیکھ کر قانون بنایا جائے گا اور آیات و احادیث کو دیکھ کر اس قانون میں سے مخصوص چیزوں کو مستثنی قرار دیا جائے گا، یہ قانون شریعت نے دیا ہے کہ چیز کو دیکھ کر اس کی قیمت طے کی جائے گی، لیکن روکے ہوئے دودھ کے عوض میں ایک صاع کھجوریں دے دینا، یہ بھی شرعی قانون ہے، اس لیے اس مخصوص مقام پر دوہے جانے والے پانچ دس کلو دودھ کی قیمت ادا نہیں کی جائے گی، بلکہ صرف ایک صاع کھجوریں دی جائیں گی، ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ عُهْدَةِ الرَّقِیْقِ وَأَنَّ الْكَسْبَ الْحَادِثَ لَا يَمْنَعُ الرَّدَّ بِالْعَيْبِ

غلام کی ضمانت اور اس چیز کا بیان کہ تازہ کی ہوئی کمائی عیب کی وجہ سے سودا واپس کرنے میں رکاوٹ نہیں بنے گی

(۵۹۳۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَجُلًا اِبْتَاعَ غُلَامًا اِسْتَغَلَّهُ ثُمَّ وَجَدَ أَوْ رَأٰی بِهِ عَيْبًا فَرَدَّهُ بِالْعَيْبِ فَقَالَ الْبَائِعُ: غَلَّةُ عَبْدِیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَلْغَلَّةُ بِالضَّمَانِ)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ)) (مسند احمد: ۲۵۰۱۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے غلام خریدا اور اس سے فائدہ حاصل کیا، لیکن بعد میں اس نے اس میں ایک عیب دیکھ کر اس کو واپس لوٹا دیا، بیچنے والے کہا: میرے غلام کی آمدنی (بھی مجھے دی جائے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آمدنی (اور نفع) ضمانت کے عوض ہوتا ہے۔''

فوائد:...... اَلْخِرَاج: ایسا فائدہ اور منافع جو فروخت شدہ چیز سے مشتری کو حاصل ہوتا ہے۔

(۵۹۳۸) حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۱۰، وابن ماجه: ۲۲۴۳، والترمذی: ۱۲۸۶ (انظر: ۲۴۵۱۴)

بِالضَّمَانِ: یہ منافع اس کفالت وذمہ داری کے عوض ہوگا، جو مشتری پر لازم ہوگی۔

اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ: اس ترکیب کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی زمین یا جانور یا غلام یا کوئی چیز خرید کر اس سے منافع حاصل کرتا ہے، پھر وہ اس میں ایسا نقص اور عیب پالیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس چیز کو واپس کر دیتا ہے، اب اس نے ان دنوں میں اس چیز سے جتنا نفع حاصل کیا ہوگا، وہ اسی خریدار کا ہوگا اور اس منافع کو اس چیز کے ساتھ واپس نہیں کیا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چیز عقد اور فسخ کے درمیان والی مدت میں تلف ہو جاتی تو اس کی ذمہ داری خریدار پر ہوتی اور یہ سارا اسی کو نقصان ہوتا، اس لیے آمدن کا حقدار بھی وہی ہوگا۔

(٥٩٣٩)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عُهْدَةُ الرَّقِيْقِ أَرْبَعُ لَيَالٍ)) قَالَ قَتَادَةُ: وَأَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُوْنَ: ثَلَاثُ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ١٧٤٩١)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کی ذمہ داری چار راتوں تک ہے۔'' جبکہ قتادہ کہتے ہیں: اہل مدینہ کے نزدیک تین راتیں ہیں۔

فوائد:...... یعنی اگر کسی غلام میں چار دنوں کے اندر اندر کوئی عیب نظر آ جائے تو اس کو گواہی کے بغیر بیچنے والے کو واپس کر دیا جائے گا اور اگر خریدنے والے نے اس مدت کے بعد کسی عیب کا دعوی کر دیا تو گواہوں کا مطالبہ کیا جائے گا کہ آیا واقعی یہ غلام شروع سے معیوب تھا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(٥٩٤٠)۔ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عُهْدَةَ بَعْدَ أَرْبَعٍ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٢٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار دنوں کے بعد (غلام کی) کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ ذَمِّ الْاِحْتِكَارِ
ذخیرہ اندوزی کی مذمت کا بیان

(٥٩٤١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَرِئَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ وَأَيُّمَا أَهْلُ عَرْصَةٍ أَصْبَحَ فِيْهِمُ امْرُؤٌ جَائِعٌ، فَقَدْ بَرِئَتْ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے چالیس راتیں ذخیرہ اندوزی کی، وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو گیا اور جس گھر والوں کے پاس کوئی بھوکا آدمی ہو (اور وہ اسے کھانا نہ

(٥٩٣٩) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصري لم يسمع من عقبة، ثم هو مضطرب۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٢٤٥، وأخرجه بنحوه ابوداود: ٣٥٠٧ (انظر: ١٧٣٥٨)

(٥٩٤٠) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٩٤١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى بشر۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ٦/ ١٠٤، وابويعلى: ٥٧٤٦، والحاكم: ٢/ ١١، والبزار: ١٣١١ (انظر: ٤٨٨٠)

مِنْهُمْ ذِمَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰی)) (مسند احمد: ٤٨٨٠)

کھلائیں) تو ان سے بھی اللہ تعالیٰ کی ضمانت اٹھ جاتی ہے۔''

فوائد:...... یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے آدمی کی کوئی حرمت اور کرامت نہیں ہوگی۔

(٥٩٤٢)۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ احْتَكَرَ حُكْرَةً يُرِيْدُ اَنْ يُغْلِيَ بِهَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، فَهُوَ خَاطِئٌ۔)) (مسند احمد: ٨٦٠٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس ارادے سے ذخیرہ اندوزی کی کہ مسلمانوں کو مہنگائی میں مبتلا کر دیا جائے، تو وہ نافرمان ہوگا۔''

(٥٩٤٣)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ۔)) وَكَانَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَحْتَكِرُ الزَّيْتَ۔ (مسند احمد: ١٥٨٥٣)

سیدنا معمر بن عبداللہ عدوی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خطا کار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔'' سعید بن مسیب روغن زیتون (یا ہر قسم کا تیل) ذخیرہ کر لیا کرتے تھے۔

(٥٩٤٤)۔ عَنْ اَبِیْ يَحْيٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ عَنْ فَرُّوْخَ مَوْلٰى عُثْمَانَ أَنَّ عُمَرَ ؓ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَأٰى طَعَامًا مَنْثُوْرًا، فَقَالَ: مَا هٰذَا الطَّعَامُ؟ فَقَالُوْا: طَعَامٌ جُلِبَ إِلَيْنَا، قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهِ وَفِيْمَنْ جَلَبَهُ، قِيْلَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! فَإِنَّهُ قَدِ احْتُكِرَ، قَالَ: وَمَنِ احْتَكَرَهُ؟ قَالُوْا: فَرُّوْخُ مَوْلٰى عُثْمَانَ وَ فُلَانٌ مَوْلٰى عُمَرَ، فَأَرْسَلَ اِلَيْهِمَا فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: مَا حَمَلَكُمَا عَلَى اِحْتِكَارِ طَعَامِ الْمُصَلِّيْنَ؟ قَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! نَشْتَرِيْ بِأَمْوَالِنَا وَنَبِيْعُ، فَقَالَ: عُمَرُ ؓ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

مولائے عثمان فروخ نے بیان کیا کہ ایک دن سیدنا عمر بن خطاب ؓ، جو کہ اس وقت امیر المؤمنین تھے، مسجد کی طرف نکلے اور وہاں بکھرا ہوا اناج دیکھا اور پوچھا: یہ اناج کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اناج ہمارے لئے باہر سے لایا گیا ہے، سیدنا عمر ؓ نے پوچھا: اللہ تعالیٰ اس میں اور اس کو لانے والے میں برکت ڈالے۔ اتنے میں کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ذخیرہ کیا ہوا مال ہے، انھوں نے پوچھا: کس نے اسے ذخیرہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: سیدنا عثمان ؓ کے غلام فروخ اور خود سیدنا عمر ؓ کے ایک غلام نے ذخیرہ کیا ہے، انھوں نے ان دونوں کو بلایا، پس وہ آ گئے، انھوں نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے مسلمانوں کے اناج کی ذخیرہ اندوزی کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم اپنے مالوں سے

(٥٩٤٢) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ١٢، والبيهقي: ٦/ ٣٠ (انظر: ٨٦١٧)
(٥٩٤٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٠٥ (انظر: ١٥٧٦١)
(٥٩٤٤) اسناده ضعيف لجهالة ابي يحيى المكي وفروخ مولى عثمان۔ أخرجه ابن ماجه: ٢١٥٥ (انظر: ١٣٥)

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْإِفْلَاسِ أَوْ بِجُذَامٍ۔)) فَقَالَ فَرُّوْخُ عِنْدَ ذٰلِكَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أُعَاهِدُ اللّٰهَ وَأُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أَعُوْدَ فِيْ طَعَامٍ أَبَدًا، وَأَمَّا مَوْلٰى عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّمَا نَشْتَرِيْ بِأَمْوَالِنَا وَنَبِيْعُ، قَالَ أَبُوْ يَحْيٰى: فَلَقَدْ رَأَيْتُ مَوْلٰى عُمَرَ مَجْذُوْمًا۔ (مسند احمد: ۱۳۵)

اسی طرح کی خرید وفروخت کرتے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو شخص مسلمانوں کے اناج کی ذخیرہ اندوزی کرے گا، اللہ تعالی اس پر افلاس یا کوڑھ کو مسلط کر دیں گے۔'' فروخ نے تو اسی وقت کہا: اے امیر المومنین! میں اللہ تعالیٰ سے اور پھر آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ اناج میں ذخیرہ اندوزی نہیں کروں گا، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا: ہم اپنے مالوں سے چیزیں خریدتے اور بیچتے ہیں۔ ابو یحییٰ کہتے ہیں: میں نے بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو کوڑھ زدہ دیکھا تھا۔

فوائد:...... ذخیرہ اندوزی: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ...... لان الاحتكار الشرعي امساك الطعام عن البيع وانتظار الغلاء مع الاستغناء عنه وحاجة الناس اليه۔ (شرعی ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ غلہ کو روک لینا اور فروخت نہ کرنا، اس انتظار میں کہ نرخ چڑھ جائیں، جبکہ عوام کو اس کی شدید ضرورت ہو اور ایسا کرنے والا اس سے مستغنی ہو۔)

سعید بن مسیب کا خیال یہ ہے کہ ذخیرہ اندوزی کا تعلق صرف اشیائے خوردنی کے ساتھ ہے۔ لیکن ذخیرہ اندوزی کی مذمت کی احادیث عام ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ انسانوں کی ضرورت کا تعلق صرف کھانے پینے کی اشیاء سے نہیں ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْعِيْرِ

بھاؤ مقرر کرنے کا بیان

(۵۹٤۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ سَعَّرْتَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْخَالِقُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ الْمُسَعِّرُ، وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَا يَطْلُبُنِيْ أَحَدٌ بِمَظْلِمَةٍ ظَلَمْتُهَا إِيَّاهُ فِيْ دَمٍ وَلَا مَالٍ۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۱۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عہد نبوی میں چیزوں کے نرخ بڑھ گئے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ بھاؤ مقرر فرما دیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی ہی ہے، جو پیدا کرنے والا، کمی کرنے والا، کشادگی کرنے والا، رزق دینے والا اور بھاؤ بڑھانے والا ہے، میں اللہ تعالی سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جب میں اس کو ملوں تو کوئی بھی خون اور مال کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی حق تلفی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔''

(۵۹٤۵) اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳٤۵۱، وابن ماجه: ۲۲۰۰، والترمذي: ۱۳۱٤ (انظر: ۱۲۵۹۱)

(٥٩٤٦)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَلَا السِّعْرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا لَهُ: لَوْ قَوَّمْتَ لَنَا سِعْرَنَا، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُقَوِّمُ أَوِ الْمُسَعِّرُ إِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ أُفَارِقَكُمْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِیْ بِمَظْلِمَةٍ فِیْ مَالٍ وَلَا نَفْسٍ۔)) (مسند احمد: ١١٨٣١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ عہد نبوی میں چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا، لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ہمارے لئے قیمت یا بھاؤ مقرر کر دیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو قیمت مقرر کرتا ہے یا بھاؤ بڑھاتا ہے، میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ جب تم سے جدا ہوں تو تم میں سے کوئی بھی اپنے مال اور جان کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی زیادتی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔''

(٥٩٤٧)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: سَعِّرْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّمَا يَرْفَعُ اللّٰهُ وَيَخْفِضُ، إِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ أَلْقَی اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِیْ مَظْلِمَةٌ۔)) قَالَ آخَرُ: سَعِّرْ، فَقَالَ: ((أُدْعُوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٨٨٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھاؤ تو مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، جو بھاؤ کو چڑھا دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے، میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میں نے کسی کا نقصان نہ کیا ہوا ہو۔'' جب ایک دوسرے شخص نے بھی یہی بات کی کہ آپ نرخ کا تعین کر دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو پکارو (اور اس سے دعا کرو)۔''

فوائد:...... نرخ مقرر کرنے کی صورت یہ ہے کہ سلطان یا اس کا نائب یا کوئی حاکم منڈی میں اشیاء فروخت کرنے والوں کو احکام کے ذریعے پابند کر دے کہ وہ اتنے نرخ سے زائد اشیاء فروخت نہ کریں اور نرخ کے اتار چڑھاؤ، کمی بیشی کو مصلحتاً روک دیں۔ اس سے ایک تو تاجروں کو نقصان ہوتا ہے، دوسرا وہ اشیاء کو روک کر عوام کو ضروریاتِ زندگی سے محروم کر دیتے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ کسی چیز کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کو سستے داموں فروخت کرے یا مہنگے داموں، کوئی دوسرا اس کو پابند نہیں کر سکتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ایسے تاجروں کو لوگوں پر آسانی کرنے کی ترغیب دلائی جائے، جیسا کہ حدیث نمبر (٦٠٤٨) اور اس کے بعد والی احادیث میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے۔

(٥٩٤٨)۔ عَنِ الْحَسَنِ يَعْنِی الْبَصْرِیَّ قَالَ: ثَقُلَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ فَدَخَلَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ

حسن بصری سے روایت ہے کہ جب سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے بوجھل ہو گئے تو ان کے پاس عبید اللہ بن زیاد

(٥٩٤٦) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٢٠١ (انظر: ١١٨٠٩)

(٥٩٤٧) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٥٠، وابویعلی: ٦٥١٢، والطبرانی فی "الاوسط": ٤٢٩ (انظر: ٨٨٥٢)

(٥٩٤٨) تخریج: اسنادہ جید۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ١٢، والطيالسی: ٩٢٨، والطبرانی فی "الكبير": ٢٠/ ٤٧٩، والبيهقی: ٦/ ٣٠ (انظر: ٢٠٣١٣)

بْنُ زِيَادٍ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ يَا مَعْقِلُ! أَنِّي سَفَكْتُ دَمًا؟ قَالَ: مَاعَلِمْتُ قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَنِّي دَخَلْتُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْعَارِ الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: مَا عَلِمْتُ، قَالَ: أَجْلِسُوْنِي، ثُمَّ قَالَ: اسْمَعْ يَا عُبَيْدَ اللّٰهِ! حَتّٰى أُحَدِّثَكَ شَيْئًا لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْعَارِ الْمُسْلِمِيْنَ لِيُغْلِيَهُ عَلَيْهِمْ فَإِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ يُقْعِدَهُ بِعُظْمٍ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۷۹)

تیمارداری کے لئے آیا اور کہا: اے معقل! کیا میں نے خون ریزی کی ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں ہے، اس نے پھر کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے مسلمانوں کے بھاؤ میں کسی قسم کی مداخلت کی ہو؟ انہوں نے کہا: جی مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ پھر سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، پھر انھوں نے عبیداللہ سے مخاطب ہوکر کہا: میں تجھے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے آپ ﷺ سے ایک دو بار نہیں سنی، (بلکہ کئی دفعہ سنی ہے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے بھاؤ میں مداخلت کی اور اس کو اُن پر مہنگا کر دیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ روزِ قیامت اسے آگ کے وسیع مقام پر بٹھائے۔'' عبیداللہ نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی کئی دفعہ، ایک دو مرتبہ نہیں۔

فوائد:...... آگ کا وسیع مقام، اس سے مراد یہ ہے کہ وسیع جگہ ہوگی اور وہاں بہت زیادہ آگ ہوگی، اللہ تعالی پناہ میں رکھے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ اِخْتِلَافِ الْمُتَبَايِعَيْنِ
خرید وفروخت کرنے والوں کے مابین اختلاف ہو جانے کا بیان

(۵۹۴۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ (وَفِيْ لَفْظٍ: وَالسِّلْعَةُ كَمَا هِيَ) وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَالْقَوْلُ مَايَقُوْلُ صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَرَادَّانِ۔)) (مسند احمد: ۴۴۴۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب خریدار اور فروخت کنندہ کا آپس میں اختلاف ہو جائے اور ان کے پاس (اپنے دعوی کی) دلیل بھی نہ ہو، جبکہ سامان ابھی تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہو، تو سامان کے مالک کی بات پر اعتماد کیا جائے گا یا پھر دونوں سودا واپس کر دیں گے۔''

(۵۹۵۰)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ:

عبدالملک بن عبید کہتے ہیں: میں ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود

(۵۹۴۹) تخریج: حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۱۱، والنسائی: ۷/ ۳۰۳، (انظر: ۴۴۴۵)

(۵۹۵۰) تخریج: انظر الحدیث السابق

حَضَرْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ سِلْعَةً، فَقَالَ: هٰذَا أَخَذْتُ بِكَذَا وَكَذَا، وَقَالَ: هٰذَا بعتُ بِكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ أَبُوْعُبَيْدَةَ: أُتِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا فَقَالَ: حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا فَأَمَرَ بِالْبَائِعِ أَنْ يُسْتَحْلَفَ ثُمَّ يُخَيَّرَ الْمُبْتَاعَ إِنْ شاءَ أَخذَ وَإِنْ شاءَ تَرَكَ۔ (مسند احمد: ٤٤٤٢)

کے پاس موجود تھا، ان کے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے آپس میں کچھ سامان کا سودا کیا تھا، لیکن خریدار کہتا تھا کہ اس نے اتنے میں سامان خریدا ہے، اور بیچنے والا کہتا تھا کہ اس نے تو اتنے میں فروخت کیا ہے، ابوعبیدہ نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اسی قسم کا مسئلہ لایا گیا تھا، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح کا مسئلہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اپنے دعوی پر قسم اٹھائے، پھر خریدار کو اختیار دے دیا کہ اگر وہ چاہتا ہے تو اتنے میں لے لے اور اگر چاہتا ہے تو سرے سے سودا ہی ترک کر دے۔''

(٥٩٥١)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِيْ قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنْ هِشَامِ بْنِ يُوْسُفَ فِي الْبَيِّعَيْنِ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ وَقَالَ أَبِيْ: قَالَ حَجَّاجُ الْبَيِّعَيْنِ الْأَعْوَرُ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُبَيْدَةَ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَيْسَ فِيْهِ عَنْ أَبِيْهِ۔ (مسند احمد: ٤٤٤٣)

(دوسری سند) عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے والدمحترم پر یہ سند پڑھی: خرید و فروخت کرنے والوں کے بارے مجھے ہشام بن یوسف سے خبر دی گئی ہے، یہ ابن جریج کی حدیث ہے، وہ اسماعیل بن امیہ سے اور وہ عبدالملک بن عبید سے بیان کرتے ہیں، لیکن میرے باپ امام احمد نے کہا: حجاج اعور نے کہا: عبدالملک بن عبیدہ نے کہا: ہمیں ہشیم نے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہمیں ابن ابی لیلیٰ نے قاسم بن عبدالرحمن سے بیان کیا اور انہوں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، اس میں ''عَنْ أَبِيْهِ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

(٥٩٥٢)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ فَالْقَوْلُ مَاقَالَ البائعُ، وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ۔)) (مسند احمد: ٤٤٤٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب خرید وفروخت کرنے والے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو جائے تو وہ بات قابل اعتماد ہو گی، جو فروخت کرنے والا کہے گا اور خریدار کو یہ اختیار مل جائے گا

(٥٩٥١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٩٥٢) حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥١١، والنسائی: ٧/ ٣٠٣، والترمذی: ١٢٧٠ (انظر: ٤٤٤٤)

کہ (وہ سودے کو برقرار رکھنا چاہتا ہے یا فسخ کرنا چاہتا ہے)۔''

(٥٩٥٣)۔ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: اِخْتَلَفَ عَبْدُاللّٰهِ وَالْأَشْعَثُ فَقَالَ: ذَا بِعَشْرَةٍ، وَقَالَ ذَا: بِعِشْرِينَ، قَالَ: اِجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ رَجُلًا، قَالَ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ فَقَالَ: أَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكُنْ بَيِّنَةٌ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ۔)) (مسند احمد: ٤٤٤٧)

قاسم کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو گیا، اول الذکر نے کہا: یہ دس کا ہے، لیکن مؤخر الذکر نے کہا: یہ بیس کا ہے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اور اپنے درمیان کسی آدمی کو مقرر کرو (تاکہ وہ فیصلہ کر دے)۔ سیدنا اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ہی مقرر کرتا ہوں، یہ سن کر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میں وہی فیصلہ کروں گا، جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب لین دین کرنے والے دو آدمیوں میں اختلاف ہو جائے، جبکہ کسی کے پاس شہادت بھی نہ ہو تو فروخت کرنے والے کی بات پر اعتماد کیا جائے گا یا پھر دونوں بیع کو فسخ کر دیں گے۔''

فوائد:...... جب فروخت کنندہ اور خریدار میں متعلقہ چیز کے بارے میں اختلاف پڑ جائے تو اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو ان کی گواہی کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گی، وگرنہ فروخت کنندہ کی بات کو معتبر سمجھا جائے گا، نہیں تو بات کو طول دیئے بغیر بیع کو فسخ کر دیا جائے گا۔

أَبْوَابُ الرِّبَا
سود کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيْدِ فِيْهِ
سود کے بارے میں سختی کا بیان

(٥٩٥٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ لِلْحُسْنِ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَالْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ۔ (مسند احمد: ٨٤٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اس پر گواہی دینے والوں پر، اس کے بارے میں لکھنے والے پر، حسن کے لئے گوندنے والی پر اور گوندوانے والی پر، صدقہ ادا نہ کرنے والے پر، حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، ان سب افراد

(٥٩٥٣) تخریج: انظر الحدیث السابق

(٥٩٥٤) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ١٩٣٥، والترمذي: ١١١٩، والنسائي: ٨/ ١٤٧ (انظر: ٨٨٤)

پر آپ ﷺ نے لعنت کی ہے اور آپ ﷺ نوحہ سے منع کرتے تھے۔

فوائد:...... حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ باقی امور کی وضاحت ان کے مقام پر آئے گی۔

(۵۹۵۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَ مُوْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۱۳)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، اس کے دونوں گواہوں پر اور اس کا معاملہ لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔

فوائد:...... اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں بینکوں میں نوکری کرنے والوں کو متنبہ رہنا چاہیے۔ گویا سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضبِ الٰہی کا باعث ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ دور میں دنیا کے بہاؤ کو پشت پر وصول کر کے اس کے سیلاب کا تنکہ نہ بنا جائے، بلکہ اس لعنت کی صورتوں کو سمجھا جائے، بالخصوص بینکوں کی پالیسیوں اور معاملات کا بار بار جائزہ لیا جائے۔ موجودہ دور میں مالداروں اور سرکاری ملازمین کی اکثر و بیشتر تعداد سود خوری میں مبتلا ہے۔

(۵۹۵۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ بِلَفْظِهِ وَحُرُوْفِهِ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۵)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالکل اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(۵۹۵۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُوْنَ فِيْهِ الرِّبَا۔)) قَالَ: قِيْلَ له: اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ؟ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ مِنْهُمْ نَالَهُ مِنْ غُبَارِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۴۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ یہ سود کھائیں گے۔'' کسی نے کہا: کیا سب لوگ سود خور بن جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر کوئی نہیں کھائے گا تو اس کا غبار اس تک ضرور پہنچے گا۔''

(۵۹۵۸)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ، فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيْرُ إِلٰى قُلٍّ۔)) (مسند احمد: ۳۷۵۴)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سود اگرچہ زیادہ ہو، بہر حال اس کا انجام قلت ہی ہے۔''

(۵۹۵۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۸ (انظر: ۱۴۲۶۳)

(۵۹۵۶) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۷ (انظر: ۳۷۲۵)

(۵۹۵۷) تخريج: اسناده ضعيف، سعيد بن ابى خيرة، روى عنه ثلاثة، ولم يوثقه غير ابن حبان، والحسن البصرى لم يسمع من ابى هريرة۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۳۱، وابن ماجه: ۲۲۷۸، والنسائى: ۷/ ۲۴۳ (انظر: ۱۰۴۱۰)

(۵۹۵۸) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۹ (انظر: ۳۷۵۴)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ ...... ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔'' (سورهٔ بقره: ٢٧٦)

(٥٩٥٩)۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ يَعْنِي ابْنَ اَبِي حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً)) (مسند احمد: ٢٢٣٠٣)

سیدنا عبداللہ حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ و نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم کہ آدمی جاننے بوجھنے کے باوجود جس کو کھاتا ہے، وہ چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بھی سخت ہے۔''

فوائد:...... سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں، یہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے، ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے ان کو غسل دیا تھا۔

(٥٩٦٠)۔ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّاهِبِ عَنْ كَعْبٍ قَالَ: لَأَنْ اَزْنِيَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ آكُلَ دِرْهَمَ رِبًا يَعْلَمُ اللّٰهُ اِنِّي اَكَلْتُهُ حِيْنَ أَكَلْتُهُ رِبًا۔ (مسند احمد: ٢٢٣٠٤)

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر میں تینتیس مرتبہ زنا کروں تو مجھے یہ برائی سود کا ایک درہم کھانے سے ہلکی محسوس ہوگی، جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ میں اس کو سود سمجھ کر ہی کھا رہا ہوں۔

فوائد:...... حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو یہ یقین ہو کہ وہ واقعی سود کا درہم کھا رہے ہیں۔

(٥٩٦١)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرِّبَا اِلَّا أُخِذُوْا بِالسَّنَةِ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا اِلَّا أُخِذُوْا

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں سود عام ہو جائے، اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے، اس پر دوسروں کا رعب مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

(٥٩٥٩) تخريج: ضعيف مرفوعا، انما هو من قول كعب الاحبار، كما سيأتى فى الرواية التالية۔ أخرجه البزار: ٣٣٨١، والدارقطنى: ٣/ ١٦، والطبرانى فى "الاوسط": ٢٧٠٣ (انظر: ٢١٩٥٧)

(٥٩٦٠) تخريج: اسناده صحيح الى كعب الاحبار۔ أخرجه الدارقطنى: ٣/ ١٦ (انظر: ٢١٩٥٨)

(٥٩٦١) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبد الله بن لهيعة سيىء الحفظ، ومحمد بن راشد المرادى مجهول غير معروف، ويبدو انه سقط رجل بين محمد بن راشد وعمرو (انظر: ١٧٨٢٢)

بِالرُّعْبِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۷٦)

(۵۹٦۲)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رَجُلًا يَسْبَحُ فِيْ نَهْرٍ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ، فَسَئَلْتُ مَاهٰذَا؟ فَقِيْلَ لِيْ: آكِلُ الرِّبَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۳٦۱)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں نے ایک آدمی دیکھا، وہ ایک نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر پھینکے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے، مجھے کہا گیا کہ یہ سود خور ہے۔''

فوائد:...... سود حرام ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں اس کی بہت زیادہ مذمت کی ہے، سود کی سنگینی پر دلالت کرنے والے مزید تین دلائل ملاحظہ کریں:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۷۹)...... ''اگر تم (سود والے معاملے پر عمل کرنے سے) باز نہ آئے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان سن لو۔''

سیدنا عبداللہ بن حنظلہ راہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً۔))...... ''جو آدمی دانستہ طور پر ایک درہم سود کھاتا ہے، اللہ تعالی کے ہاں (اس کا یہ جرم) چھتیس دفعہ زنا کرنے سے سنگین ہے۔'' (معجم اوسط طبرانی: ۱/ ۱٤۲، دارقطنی: ۲۹۵، صحیحہ: ۱۰۳۳)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ بَابًا، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَا الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِيْ عِرْضِ أَخِيْهِ۔))...... ''سود کے ستر درجے ہیں، سب سے کم درجے (کا گناہ) اپنی ماں سے منہ کالا کرنے کے برابر ہے اور سب سے بڑا سود یعنی زیادتی یہ ہے کہ بندہ اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے۔'' (معجم اوسط طبرانی: ۱/ ۱٤۳/ ۱، صحیحہ: ۱۸۷۱)

اگر عوام اور ان کی صورتحال اور بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کے معاملات کو دیکھا جائے تو بہت مشکل ہو چکا ہے کہ سود کو سمجھا جائے اور اس سے بچا جائے، جبکہ سب سے زیادہ حرص اور لالچ ان بینکوں اور کمپنیوں کے مالکوں میں پائی جاتی ہے اور وہ لوگوں کا روپیہ پیسہ بٹورنے کے لیے چہار اطراف سے ان پر حملہ آور ہو چکے ہیں اور آئے دن ایسے ایسے پرکشش نام پیش کر رہے ہیں کہ لوگ جن کی آڑ میں آ کر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں، جبکہ وہ حقیقت سود یا جوے کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے، ایک انشورنس کمپنی سے جب ہماری بات ہوئی تو وہ واضح طور پر جوے والے معاملات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے کی روشنی میں درست ثابت کرنا چاہتے تھے، جبکہ اس معاملے اور فاروقی عدالت

(۵۹٦۲) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البيهقي في "الشعب": ۵۵۰۹، وهو حديث طويل، فيه قصة المعراج أخرجه البخاري: ۱۱٤۳، ۳۳۵٤، ٤٦۷٤، ۷۰٤۷ (انظر: ۲۰۱۰۱)

معاملات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے کی روشنی میں درست ثابت کرنا چاہتے تھے، جبکہ اس معاملے اور فاروقی عدالت کے مابین کوئی ایک شق بھی مشترک نہیں تھی۔

سود کی تعریف:

لغوی تعریف: سود کو عربی زبان میں ''رِبًا'' کہتے ہیں، یہ لفظ باب رَبٰـی یَرْبُوْ کا مصدر ہے، جس کے معانی زیادتی اور سود کے ہیں۔

اصطلاحاً اس کی دو اقسام ہیں:

(۱) رِبَـا الْـفَضْل: خرید وفروخت میں ایک جنس کے تبادلہ کے وقت ایک طرف سے زیادہ مقدار حاصل کرنا یا مقدار برابر ہونے کی صورت میں ایک طرف سے ادھار ہونا، اگلے باب میں سود کی اسی قسم کا بیان ہے۔

آجکل صرافہ بازاروں میں سونے کی خرید وفروخت کے وقت سود کی اسی قسم کو اپنایا جاتا ہے اور یوں نظر آتا ہے کہ تقریباً تمام سنار سود خور ہیں الا ماشاء اللہ، اکثر یہ دیکھا کہ ایک طرف سے سونا نقد ہوتا ہے اور دوسری طرف سے ادھار اور اس کی مقدار میں بھی فرق ہوتا ہے، یہ سود کی واضح ترین قسم ہے، جو لوگ نقدی کے عوض سونا خریدتے ہیں، ان کو بھی اس معاملے میں ادھار پر خریدنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ہمارا روپیہ پیسہ بھی سونے اور چاندی کا عوض ہے، جبکہ سونے کے تاجر اپنے گاہکوں کو ادھار کی سہولت بھی دیتے ہوئے پائے گئے ہیں۔

اسی طرح پاکستان میں شادی کے موقع پر دولہا کے لیے نوٹوں کے جو ہار استعمال کیے جاتے ہیں، ان کی خریداری بھی غور طلب معاملہ ہے، کیونکہ جس ہار میں (۵۰۰) روپے ہوتے ہیں، وہ تقریباً (۶۵۰، ۷۰۰) روپے میں فروخت ہوتا ہے، جبکہ اس پر نوٹوں کے علاوہ جو کچھ لگا ہوتا ہے، وہ قطعی طور پر اتنی زائد قیمت کا نہیں ہوتا، لہٰذا کہنا پڑے گا کہ کم روپیوں کے بدلے زیادہ روپے وصول کیے جاتے ہیں اور یہ بھی سودی معاملہ ہے۔

(۲) رِبَـا الـنَّسِیْئَۃ: ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا، مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔ جیسے میمون نے قاسم کو بیس دنوں کے لیے ایک ہزار روپے ادھار دیے، شرعی قانون کے مطابق اتنی رقم ہی واپس لینی چاہیے، لیکن اس نے بیس دنوں کے عوض ایک ہزار سے زیادہ رقم وصول کی۔ بینک سے قرضہ لینے والے اور بینک میں رقم جمع کروانے والوں کا سود اسی قسم کا ہوتا ہے۔

جو لوگ اس قسم کے لین دین کو جائز سمجھتے ہیں، ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ شریعت میں جس سود کو حرام کو قرار دیا گیا ہے، اس کی تعریف کیا ہے اور آیا موجودہ دور میں اس کی کوئی شکل پائی جاتی ہے؟ یہ سود کا اجمالی تعارف ہے، اگلے ابواب میں مزید وضاحت کی جائے گی۔

بَابُ الْأَصنافِ الَّتِيْ يُوجَدُ فِيهَا الرِّبَا
ان اقسام کا بیان، جن میں سود پایا جاتا ہے

ملحوظہ: ...... اس باب میں ربا الفضل کا بیان ہے، یہ سود ان چھ جنسوں میں ہوتا ہے: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور، نمک۔ دوسری اشیاء کو ان اشیاء کے ساتھ ملانے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ جب ایک ہی جنس کا تبادلہ کیا جا رہا ہو، مثلا گندم کے بدلے گندم لی جا رہی ہو تو اس سودے کی دو شرطیں ہیں: (۱) دونوں طرف سے مقدار برابر ہو اور (۲) دونوں طرف سے نقد و نقد ہو، اور اگر دو جنسوں کا تبادلہ ہو، مثلا گندم کے بدلے میں جو دیئے جا رہے ہوں تو اس سودے کی ایک شرط ہے کہ دونوں طرف سے چیز نقد و نقد دی جائے، اس صورت میں وزن میں فرق آ سکتا ہے۔ درج ذیل تمام روایات میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

(۵۹۶۳)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلذَّهَبُ بِالْوَرَقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔)) (مسند احمد: ۱۶۲)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا چاندی کے عوض فروخت کرنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہوں، اسی طرح گندم، گندم کے عوض بیچنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہو، اور جو، جو کے عوض فروخت کرنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہو، اسی طرح کھجور، کھجور کے عوض فروخت کرنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہو۔''

(۵۹۶۴)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ كَيْلًا بِكَيْلٍ وَزْنًا بِوَزْنٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰى إِلَّا مَا اخْتَلَفَ أَلْوَانُهُ۔)) (مسند احمد: ۷۱۷۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک ناپ تول کر اور برابر برابر فروخت کیے جائیں گے، جو زیادہ دے گا یا جو زیادتی کا مطالبہ کرے گا، وہ سود لے گا، ہاں جب اقسام مختلف ہو جائیں (تو پھر زیادہ دینے یا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔''

(۵۹۶۵)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيْ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی......'' اوپر والی حدیث کی طرح بیان کیا، البتہ اس کے آخر میں یہ

(۵۹۶۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۳٤، ۲۱۷۰، ۲۱۷۰، ومسلم: ۱۵۸۶ (انظر: ۱۶۲)
(۵۹۶٤) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۸ (انظر: ۷۱۷۱)
(۵۹۶۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۸٤ (انظر: ۱۱۹۲۸)

آخِرِهِ: ((اَلْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۵۰)

اضافہ ہے: ''زائد لینے والا اور دینے والا، دونوں برابر ہیں۔''

(۵۹۶٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْوَرَقُ بِالْوَرَقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ، مَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى۔)) (مسند احمد: ۹٦۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیع کے وقت سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی اور چاندی کے سکے کے عوض چاندی کا سکہ نقد و نقد اور برابر برابر ہونا چاہیے، جس نے زیادہ دیا یا طلب کیا، اس نے سود لیا۔''

فوائد:...... ''وَرَق'' وہ چاندی ہے جو سکہ میں ڈھال لی جائے، ''فِضّة'' بھی چاندی کو ہی کہتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ اس کا اطلاق سکہ اور غیر سکہ دونوں پر ہوتا ہے۔

(۵۹٦۷)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ اشْتَرٰى سِقَايَةً مِنْ فِضَّةٍ بِأَقَلَّ مِنْ ثَمَنِهَا أَوْ أَكْثَرَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۸۱)

عطاء بن یسار کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے چاندی کا ایک پیالہ خریدا، اس کی قیمت میں دی گئی چاندی اس سے کم یا زیادہ تھی، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے سودے سے منع فرمایا ہے، ماسوائے اس کے جو برابر برابر ہو۔

(۵۹٦۸)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ قَالَ كَانَ أُنَاسٌ يَبِيعُونَ الْفِضَّةَ مِنَ الْمَغَانِمِ إِلَى الْعَطَاءِ فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ وَاسْتَزَادَ

ابو اشعث سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگ مالِ غنیمت میں سے چاندی ملنے تک اس کو بیچ دیتے تھے، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کے بدلے سونے کی، چاندی کے بدلے چاندی کی، کھجور کے بدلے کھجور کی، گندم کے بدلے گندم کی، جو کے بدلے جو کی اور نمک کے بدلے نمک کی بیع کرنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ وہ برابر برابر ہوں، جس نے زیادہ دیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا، اس نے سودی معاملہ کیا۔ ایک روایت میں ہے: جب یہ جنسیں مختلف ہو جائیں

(۵۹٦٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۸ (انظر: ۹٦۳۹)

(۵۹٦۷) تخريج: صحيح من حديث عبادة بن الصامت، وهذا حديث منقطع، عطاء لا يحفظ له سماع من ابي الدرداء۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۲۷۹ (انظر: ۲۷۵۳۱)

(۵۹٦۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۷ (انظر: ۲۲٦۸۳)

فَقَدْ أَرْبٰى۔ زَادَ فِي رِوَايَةٍ: فَإِذَا اخْتَلَفَتْ فِيهِ الْأَوْصَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٥٩)

تو جیسے چاہو خرید وفروخت کرلو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔''

(٥٩٦٩)۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا غَائِبًا مِنْهَا بِنَاجِزٍ، فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ، وَالرَّمَاءُ الرِّبَاءُ، قَالَ: فَحَدَّثَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا تَمَّ مَقَالَتَهُ حَتّٰى دَخَلَ بِهِ عَلٰى أَبِي سَعِيدٍ وَأَنَا مَعَهُ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا حَدَّثَنِي عَنْكَ حَدِيثًا يَزْعُمُ أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَفَسَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ: بَصَرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔)) (مسند احمد: ١١٠١٩)

امام نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے فروخت نہ کرو، مگر برابر برابر، ایک چیز کو دوسری کے مقابلے میں نہ بڑھاؤ اور نہ ادھار کو نقد کے ساتھ فروخت کرو، کیونکہ ایسی صورت میں مجھے سود کا اندیشہ ہے، اتنے میں ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس قسم کی ایک حدیث نبوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کر دی، لیکن ابھی تک اس نے اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا، وہ داخل ہوئے اور کہا: اس شخص کا خیال ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کیا واقعتا آپ نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میری آنکھوں نے دیکھا تھا اور میرے کانوں نے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو، مگر برابر برابر اور ایک چیز کو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ نہ کرو اور نہ نقد کو ادھار کے بدلے بیچو۔''

(٥٩٧٠)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی برابر برابر ہیں۔'' یہاں تک نمک کا بھی خصوصی ذکر کیا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی اس

(٥٩٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٧٧، ومسلم: ١٥٨٤ (انظر: ١١٠٠٦)

(٥٩٧٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٨٧ (انظر: ٢٢٧٢٤)

حَتّٰی خَصَّ الْمِلْحَ۔ قَالَ: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ هٰذَا لَا يَقُوْلُ شَيْئًا لِعُبَادَةَ، فَقَالَ عُبَادَةُ: لَا أُبَالِيْ أَنْ أَكُوْنَ بِأَرْضٍ يَكُوْنُ فِيْهَا مُعَاوِيَةُ أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۰۳)

بات کی کوئی اہمیت نہیں، (یہ حدیث نبوی نہیں ہے)۔ یہ سن کر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ جس مقام پر میں ہوں، وہاں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہوں، میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

فوائد:...... سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں سونے، چاندی، کھجور، گندم، جو اور نمک کا ذکر ہے۔

(۵۹۷۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ لَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَبْتَاعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الْفِضَّةَ فِي الذَّهَبِ وَالذَّهَبَ فِي الْفِضَّةِ، كَيْفَ شِئْنَا؟ فَقَالَ لَهُ ثَابِتُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: يَدًا بِيَدٍ، قَالَ: هٰذَا سَمِعْتُ۔ (مسند احمد: ۲۰۷۷۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاندی کے عوض چاندی اور سونے کے عوض سونا خریدنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ وہ برابر برابر ہوں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ چاندی کو سونے کے عوض اور سونے کو چاندی کے عوض جس طرح چاہیں سودا کر لیں۔ یہ سن کر سیدنا ثابت بن عبید اللہ نے کہا: کیا پھر نقد و نقد کی قید ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح سنا تھا۔

(۵۹۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ، فَإِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ۔)) وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَاءُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَبِيْعُ الْفَرَسَ بِالْأَفْرَاسِ وَالنَّجِيْبَةَ بِالْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔)) (مسنداحمد: ۵۸۸۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ فروخت کرو ایک دینار دو دینار کے عوض، اور نہ ہی ایک درہم دو درہم کے عوض اور نہ ہی ایک ایک صاع، دو صاع کے عوض اس طرح مجھے ڈر ہے کہ تم سود میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ کہ آدمی ایک گھوڑا زیادہ گھوڑوں کے عوض اور اونٹنی اونٹ کے عوض فروخت کرے۔ آپ نے فرمایا جب نقد و نقد ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

فوائد:...... لیکن اس حدیث میں سونے اور چاندی اور جانداروں کی خرید و فروخت سے متعلقہ جو دو مسئلے بیان کیے گئے، وہ دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔

(۵۹۷۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۷۵، ۲۱۸۲، ومسلم: ۱۵۹۰ (انظر: ۲۰۴۹٦)

(۵۹۷۲) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابي جناب، وابوه حي في عداد المجهولين۔ أخرجه الطبراني في "الكبير" (انظر: ۵۸۸۵)

(۵۹۷۳)۔ عَنْ شُرَحْبِيلَ أَنَّ ابنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيرَةَ وَأَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثُوْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مثلاً بِمِثْلٍ، عَيْنًا بِعَيْنٍ، مَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى۔)) قَالَ شرَحْبِيْلُ: إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُهُ فَأَدْخَلَنِيَ اللّٰهُ النَّارَ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۷۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے عوض سونا برابر برابر ہو اور چاندی کے بدلے میں چاندی برابر برابر ہو، بالکل ایک دوسرے کے برابر برابر ہوں، جس نے زیادہ دیا یا زیادتی کا مطالبہ کیا، اس نے سود والا معاملہ کیا۔'' شرحبیل کہتے ہیں: اگر میں نے یہ حدیث نہ سنی ہو تو اللہ تعالی مجھے آگ میں داخل کر دے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الصَّرْفِ وَهُوَ بَيْعُ الْوَرَقِ بِالذَّهَبِ نَسِيْئَةً يَعْنِيْ دَيْنًا
بیع صرف کا بیان، یعنی چاندی کو سونے کے عوض ادھار پر فروخت کرنا

بیع صرف: ......سونے کے عوض چاندی کی اور چاندی کے عوض سونے کی تجارت کو بیع صرف کہتے ہیں، یہ دراصل پچھلے باب کی ہی ایک صورت ہے، یہ بیع اس وقت جائز ہوگی، جب معاملہ دونوں طرف نقد سے ہوگا، ادھار کی صورت میں اس پر ربا الفضل کا اطلاق ہوگا۔

(۵۹۷٤)۔ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَهٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّيْ وَأَعْلَمُ، وَهٰذَا يَقُوْلُ: سَلْ هٰذَا فَهُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ وَأَعْلَمُ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُمَا فَكِلَاهُمَا يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا۔ (مسند احمد: ۱۹۵۲۵)

ابومنہال کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء بن عازب اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کے بارے میں سوال کیا، لیکن ان میں سے ایک نے کہا: اس سے سوال کرو، کیونکہ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والا ہے اور دوسرے نے کہا: اُس سے سوال کرو، کیونکہ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والا ہے، پھر میں نے اُن دونوں سے سوال کیا اور دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ادھار پر سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کی جائے۔

(۵۹۷۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ زَيْدَ بنَ أَرْقَمَ وَالبَرَاءَ بنَ عازِبٍ كَانَا شَرِيْكَيْنِ فَاشْتَرَيَا

ابومنہال سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما دونوں حصہ دار اور پارٹنر تھے، ایک دفعہ انھوں نے

(۵۹۷۳) تخريج: حديث صحيح، وحديث ابى سعيد وابى هريرة ثابت فى الصحيحين، وتقدم هنا ايضا۔ أخرجه ابويعلى: ۱۰۱٦ (انظر: ۱۱۵۵٦)

(۵۹۷٤) تخريج: أخرجه البخارى: ۲۱۸۰، ومسلم: ۱۵۸۹ (انظر: ۱۹۳۱۰)

(۵۹۷۵) تخريج: أخرجه البخارى: ۲۰٦۰، ۲۰٦۱، ۳۹۳۹، ومسلم: ۱۵۸۹ (انظر: ۱۹۳۰۷)

فِـضَّةً بِـنَـقْـدٍ وَنَسِيْـئَةٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَـأَمَرَهُـمَا: ((أَنْ مَاكَانَ بِنَقَدٍ فَأَجِيْزُوْهُ وَمَا كَـانَ نَسِيْـئَةً فَـرُدُّوْهُ۔)) (مسـنـد احـمـد: ١٩٥٢٢)

کچھ چاندی نقد اور کچھ ادھار پر خریدی، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اِن دونوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''جو سودا نقد ہوا ہے، اس کو برقرار رکھو اور جو ادھا ہوا ہے اس کو واپس کر دو۔''

(٥٩٧٦)۔ عَـنْ اَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُـرَيْـرَةَ وَاَبِـيْ سَـعِيْدٍ وَجَابِرٍ أَوِ إِثْنَيْنِ مِنْ هٰـؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ أَنَّ الـنَّـبِـيَّ ﷺ نهـىٰ عَـنِ الصَّرْفِ۔ (مسند احمد: ٩٦٣٦)

سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابو سعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہم تینوں سے یا ان میں سے دو سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع صرف سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... ممنوع بیع صرف وہ ہے، جو ادھار پر مشتمل ہو، جب معاملہ دونوں طرف سے نقد ہو تو یہ بیع جائز ہو گی۔ البتہ اگر ایک جنس کا آپس میں تبادلہ ہو تو کمی بیشی ٹھیک نہیں، کما تقدم۔

(٥٩٧٧)۔ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ: قَدِمَ هِشَامُ بْنُ عَـامِـرٍ الْبَصْرَةَ فَوَجَدَهُمْ يَتَبَايَعُوْنَ الذَّهَبَ فَقَامَ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الـذَّهَـبِ بِـالْـوَرِقِ نَسِيْئَةً وَأَخْبَرَ أَوْقَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ هُوَ الرِّبَا۔ (مسند احمد: ١٦٣٧٤)

ابو قلابہ سے روایت ہے کہ سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بصرہ میں آئے اور وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ (ادھار پر چاندی کے بدلے) سونا خریدتے تھے، پس وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ادھار پر سونے کو چاندی کے عوض بیچنے سے منع کیا ہے، نیز فرمایا کہ یہ سود ہے۔

(٥٩٧٨)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: صَرَفْتُ عِنْدَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ وَرِقًا بِـذَهَـبٍ، فَقَالَ: أَنْظِرْنِيْ حَتّٰى يَأْتِيَنَا خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ، قَالَ: فَسَمِعَهَا عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَـقَـالَ: لَا، وَاللّٰهِ! لَا تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ عَـنْهُ صَرْفَهُ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((الـذَّهَـبُ بِـالْـوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَاءَ

سیدنا مالک بن اوس کہتے ہیں: میں نے سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چاندی کی سونے کے عوض بیع صرف کی، انہوں نے کہا: غابہ سے میرا منشی واپس آنے تک مجھے مہلت دو، لیکن ان کی یہ بات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سن لی اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تم تبادلے میں سکّے لینے سے قبل اُن سے جدا نہیں ہو سکتے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''چاندی کے بدلے سونے کی تجارت سود ہے، الا یہ کہ وہ

(٥٩٧٦) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٩٦٣٨)

(٥٩٧٧) مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابو قلابة لم يسمع من هشام بن عامر۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٤٥٧، و ابويعلى: ١٥٥٤، وعبد الرزاق: ١٤٥٤٥ (انظر: ١٦٢٦٦)

(٥٩٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٣٤، ٢١٧٠، ومسلم: ١٥٨٦ (انظر: ٢٣٨)

وَهَاءَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸)

نقد ونقد ہو۔''

(۵۹۷۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَشْتَرِي الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ أَوِ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ؟ قَالَ: ((إِذَا أَخَذْتَ وَاحِدًا مِنْهُمَا بِالْآخَرِ فَلَا يُفَارِقْكَ صَاحِبُكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ۔)) (مسند احمد: ۵۷۷۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ میں چاندی کے عوض سونا یا سونے کے عوض چاندی خرید سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ایک چیز دوسرے کے عوض خرید لو تو تیرا ساتھی تجھ سے اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان اس سودے سے متعلقہ کوئی چیز باقی ہو۔''

(۵۹۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ حُجْرَتَهُ (وَفِي لَفْظٍ: فَوَجَدْتُهُ خَارِجًا مِنْ بَيْتِ حَفْصَةَ) فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((إِذَا أَخَذْتَ وَاحِدًا مِنْهُمَا بِالْآخَرِ فَلَا يُفَارِقَنَّكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ بَيْعٌ (وَفِي لَفْظٍ) فَقَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ۔)) (مسند احمد: ۵۵۵۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں بقیع میں اونٹوں کی تجارت کرتا تھا اور دیناروں میں سودا کرتا تھا، لیکن ان کی بجائے درہم لے لیتا تھا، اسی طرح درہموں میں سودا کرتا تھا اور ان کی بجائے دینار لے لیتا تھا، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ اپنے حجرہ میں داخل ہو رہے تھے یا آپ ﷺ سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر آ رہے تھے، میں نے آپ کا کپڑا پکڑا اور اس تجارت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے، لیکن) جب تو درہم و دینار میں ایک چیز دوسرے کے عوض لے تو دوسرا آدمی تجھ سے اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے ما بین اس سودے کی کوئی چیز باقی ہو۔'' ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اسی دن کے ریٹ سے لے لے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ تم اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے ما بین اس سودے سے متعلقہ کوئی چیز باقی ہو۔''

(۵۹۷۹) تخریج: اسناده ضعيف لتفرد سماك بن حرب برفعه وروى موقوفا وهو الصحيح۔ أخرجه بنحوه ابو داود: ۳۳۵۵، والنسائی: ۷/ ۲۸۲، وابن ماجه: ۲۲٦۲ (انظر: ۵۷۷۳)

(۵۹۸۰) تخريج: اسناده ضعيف لتفرد سماك بن حرب برفعه، والصحيح وقفه على ابن عمر، وانظر الحديث السابق (انظر: ۵۵۵۵)

بَابُ حُجَّةِ مَنْ رَأَى جَوَازَ التَّفَاضُلِ فِي الْجِنْسِ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ

نقد ونقد سودا ہونے کی صورت میں ایک جنس میں تفاضل کے جواز کے قائلین کی دلیل

(۵۹۸۱، ۵۹۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا رِبَا فِيْمَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔)) قَالَ: يَعْنِي إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسَاءِ۔ (وَفِيْ لَفْظٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تجارت دست بدست ہو، اس میں کوئی سود نہیں ہوتا۔'' یعنی سود صرف ادھار میں ہوتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود ادھار میں ہوتا ہے۔''

(مسند احمد: ۲۲۰۸۶، ۲۲۱۳۸)

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ نہیں کہ ربا الفضل جائز ہے، اگلی حدیث کے فوائد پڑھیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پہلے تو صرف ربا النسیئہ کو تسلیم کرتے تھے، لیکن بعد میں انھوں نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھا، جیسا کہ اس باب کی آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۵۹۸۳)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ حَدَّثَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ)) (مسند احمد: ۲۲۱۰۵)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سود نہیں ہے، مگر ادھار میں۔''

فوائد:...... سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک جنس کے تبادلہ کے وقت ایک طرف سے زیادتی یا کمی کی صورت میں کوئی سود نہیں ہوتا، لیکن اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل نہیں کیا جائے گا، جیسا امام نووی نے شرح مسلم میں کہا اور امام خطابی نے (اعلام الحدیث: ۲/ ۱۰۶۷) میں کہا: اہل علم نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اس طرح توجیہ کی ہے کہ یہ صرف حدیث کا آخری حصہ سن سکے ہیں، پہلا حصہ اِن سے رہ گیا تھا، اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ جب آپ ﷺ سے کھجور کے بدلے جو کی یا گندم کے بدلے کھجور کی یا سونے کے بدلے چاندی کی تفاضل کے ساتھ بیع کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ۔)) ...... ''سود تو صرف ادھار میں ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ اس قسم کے مسئلے میں ادھار میں سود پایا جائے گا، یعنی جب جنسیں مختلف ہو جائیں تو ان میں تفاضل تو جائز ہے، بشرطیکہ وہ نقد و نقد ہوں، ہاں جب ان میں ادھار گھس آیا تو سود لازم آئے گا۔ یہ توجیہ اور معنی اس بنا پر کیا گیا ہے کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مفہوم کے بر خلاف امت کا اجماع ہو چکا ہے۔

(۵۹۸۱و ۵۹۸۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ومسلم: ۱۵۹۶(انظر: ۲۱۷٤۳)
(۵۹۸۳) تخريج: انظر الحديث السابق

اگر امام خطابی کی تاویل نہ کی جائے اور کہا جائے کہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں صرف ربا النسیئہ کو حرام قرار دیا ہے تو دوسری خاص نصوص کی روشنی میں ربا الفضل کو بھی ممنوع قرار دیا جائے گا۔

یہ توجیہ کرنے کی اصل بنیاد تو یہ ہے کہ ربا الفضل کی صورت احادیث کے لحاظ سے ناجائز اور حرام ہے اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ عام لحاظ سے کہا جائے کہ سود صرف ادھار میں ہے۔ اہل علم ''سود تو صرف ادھار میں ہے'' کی ایک توجیہ یہ بھی کرتے ہیں کہ سود کا بڑا حصہ یہ زیادہ تر سود ادھار میں ہے، یہ مقصد نہیں کہ ادھار کے علاوہ سود کی کوئی صورت نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ شاعر تو صرف فلان ہے، خطیب تو صرف فلان ہے۔ اس سے مقصد دوسرے لوگوں کی شاعری اور خطابت کی نفی نہیں بلکہ کمال درجہ کا شاعر اور خطیب مراد ہوتا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٩٨٤)۔ عَنْ يَحْيَى بنِ قَيْسٍ الْمَازَنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَطَاءً عَنِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ وَبَيْنَهُمَا فَضْلٌ وَالدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ؟ قَالَ: كَانَ ابنُ عَبَّاسٍ يُحِلُّهُ، فَقَالَ ابنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَلَغَ ابنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الرِّبَا إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ أَوِ النَّظِرَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢١٣٩)

یحییٰ بن قیس مازنی کہتے ہیں: میں نے امام عطاء سے سوال کیا کہ جب دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم کی تجارت کی جا رہی ہو تو ان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے؟ انھوں نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو اس کو حلال قرار دیتے تھے، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ وہ امور بیان کرتے ہیں، جو انھوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنے، پس جب یہ بات اُن تک پہنچی تو انھوں نے کہا: واقعی میں نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی، البتہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سود نہیں ہے، مگر ادھار میں۔''

(٥٩٨٥)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ: الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ، قَالَ: فَلَقِيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا تَقُوْلُ، أَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ

ابو صالح کہتے ہیں: جب میں نے ابو سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سونے کے بدلے میں سونا برابر برابر ہونا چاہیے تو میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے کہا: تم جو کچھ کہتے ہو، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، آیا تم نے یہ چیز قرآن مجید میں پائی ہے یا رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو میں نے کتاب اللہ میں پایا ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو، مجھے تو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

(٥٩٨٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٩٨٥) تخريج: انظر الحديث السابق

زَيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٩٣)

نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سود تو ادھار میں ہے۔''

(٥٩٨٦)۔ عَنْ ذَكْوَانَ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْ لَهُ فِي الصَّرْفِ، أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ أَوْ قَرَأْتَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا لَمْ نَقْرَأْ؟ قَالَ: بِكُلٍّ لَا أَقُوْلُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا رِبَا إِلَّا فِي الدَّيْنِ)) أَوْ قَالَ: ((فِي النَّسِيْئَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢١٦٠)

ذکوان کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور کہا: ان سے بیع صرف کے بارے میں پوچھنا کہ آیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیث سنی ہے جو ہم نہیں سن پائے یا تم نے اللہ تعالی کی کتاب میں کوئی ایسی چیز پڑھی ہے، جو ہم نہیں پڑھ سکے؟ انہوں نے جواباً کہا: میں ایسی کوئی حدیث بیان نہیں کرتا، بات یہ ہے کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی سود نہیں ہے، مگر ادھار میں۔''

(٥٩٨٧)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّبْعِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ، غَيْرَ مَرَّةٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَقَلُّ، قَالَ: ثُمَّ حَجَجْتُ مَرَّةً أُخْرٰى وَالشَّيْخُ حَيٌّ، فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الصَّرْفِ، فَقَالَ: وَزْنًا بِوَزْنٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّكَ قَدْ أَفْتَيْتَنِي اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ فَلَمْ أَزَلْ أُفْتِي بِهِ مُنْذُ أَفْتَيْتَنِي، فَقَالَ: إِنَّ ذٰلِكَ كَانَ عَنْ رَأْيِي وَهٰذَا أَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَرَكْتُ رَأْيِي إِلَى حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١١٤٩٩)

سلیمان بن علی ربعی کہتے ہیں: ابو جوزاء نے ہمیں کئی بار بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک کے بدلے دو ہوں یا زیادہ ہوں یا کم ہوں، جب میں اگلی بار حج کے لیے گیا تو یہ بزرگ ابھی تک زندہ تھے، میں ان کے پاس آیا اور بیع صرف کے بارے میں دوبارہ سوال کیا، انھوں نے کہا: وزن میں برابر ہونا چاہیے، میں نے کہا: آپ نے مجھے یہ فتوی دیا تھا کہ ایک کے بدلے دو بھی ہو سکتے ہیں، میں اس وقت سے یہی فتوی دیتا رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: یہ میری رائے تھی، اب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے (کہ یہ سود ہے)، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے اپنی رائے چھوڑ دی ہے۔

(٥٩٨٦) تخریج: انظر الحدیث السابق

(٥٩٨٧) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٢٥٨ (انظر: ١١٤٧٩)

بَابُ حُكْمِ مَنْ بَاعَ ذَهَبًا وَغَيْرَهُ بِذَهَبٍ

سونے کے عوض ایسی چیز بیچنے کا بیان کہ جس میں سونا بھی ہو اور اس کے علاوہ کوئی چیز بھی ہو

(۵۹۸۸)۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ تُبَاعُ وَهِيَ مِنَ الْغَنَائِمِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالذَّهَبِ الَّذِيْ فِي الْقِلَادَةِ فَنُزِعَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ)) (مسند احمد: ۲٤٤۳٦)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ہار لایا گیا، اس میں سونا اور موتی تھے اور وہ برائے فروخت تھا اور وہ مال غنیمت سے حاصل ہوا تھا، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہار میں جو سونا ہے، اس کو الگ کر دیا جائے، پھر فرمایا: ''سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر فروخت کیا جاتا ہے۔''

(۵۹۸۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: اِشْتَرَيْتُ قِلَادَةً يَوْمَ خَيْبَرَ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٦۲)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے خیبر والے دن بارہ دینار میں ایک ہار خریدا، اس میں سونا اور موتی تھے۔ جب میں نے اسے علیحدہ علیحدہ کیا تو اس کا سونا ہی بارہ دینار سے زیادہ نکلا، جب میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اس کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا گیا ہو، اس وقت تک اس کو فروخت نہ کیا جائے۔''

(۵۹۹۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ فَبَاعَ الْيَهُوْدُ الْأُوْقِيَةَ الذَّهَبَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبِيْعُوْا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٦۸)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر کی فتح کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، یہودیوں نے ایک اوقیہ کے برابر سونا دو دو اور تین تین دیناروں کے عوض فروخت کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے عوض سونا فروخت نہ کیا کرو، الا یہ کہ برابر برابر ہو۔''

فوائد:...... اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ سونے کے عوض ایسی چیز خریدنا ہو، جس میں سونا بھی ہو اور کوئی اور چیز بھی ہو، یا چاندی کے عوض ایسی چیز خریدنا ہو، جس میں چاندی بھی ہو اور کوئی اور چیز بھی، تو اس چیز کے دو سودے ہوں گے، اس میں لگے ہوئے سونے کا الگ سے سودا ہوگا اور اس کے عوض اس کی مقدار کے برابر سونا دینا ہوگا اور دوسری چیز کا الگ سے سودا ہوگا، علی ہذا القیاس۔ بطورِ مثال سونے اور چاندی کا ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ یہی مسئلہ ربا الفضل کی باقی اجناس میں بھی ہوسکتا ہے، مثلاً گندم کے عوض گندم اور جو خریدنا، اس موقع پر بھی گندم کا علیحدہ سودا ہوگا اور جَو کا علیحدہ،

(۵۹۸۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱ (انظر: ۲۳۹۳۹)

(۵۹۸۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱ (انظر: ۲۳۹٦۲)

(۵۹۹۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱ (انظر: ۲۳۹٦۸)

شریعت کا مدعا یہ ہے کہ کہیں بھی ربا الفضل نہ گھسنے پائے، اگر قارئین کو یہ اصطلاحات اور مسائل سمجھ نہ آئیں تو وہ اہل علم سے رابطہ کر کے دین کا فہم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ الَّتِيْ يُتَعَامَلُ بِهَا إِلَّا مِنْ بَأْسٍ

درہم و دینار کو توڑنے کی ممانعت کا بیان، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو

(۵۹۹۱)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: نَهٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۳۶)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان رائج سکہ کو توڑنے سے منع فرمایا ہے، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن جائز امور میں اسلامی حکومت کے احکامات کا پابند رہنا ضروری ہے اور سکہ کو توڑنے میں مال کا ضیاع بھی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ

بوقت تجارت اناج کے برابر برابر ہونے کا بیان

(۵۹۹۲)۔ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ أَرْسَلَ غُلَامًا لَهُ بِصَاعٍ مِنْ قَمْحٍ فَقَالَ لَهُ: بِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ شَعِيْرًا، فَذَهَبَ الْغُلَامُ فَأَخَذَ صَاعًا وَزِيَادَةَ بَعْضِ صَاعٍ فَلَمَّا جَاءَ مَعْمَرًا أَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ مَعْمَرٌ: أَفَعَلْتَ؟ اِنْطَلِقْ فَرُدَّهُ وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَإِنِّيْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ۔)) وَكَانَ طَعَامُنَا يَوْمَئِذٍ الشَّعِيْرَ، قِيْلَ: فَإِنَّهُ لَيْسَ مِثْلَهُ، قَالَ: إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يُضَارِعَ۔

سیدنا معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک غلام کو بھیجا کہ وہ گندم کا ایک صاع لے جائے اور اسے پہلے فروخت کرے اور پھر اس کے عوض جَو خرید کر لائے، پس وہ غلام گیا اور ایک صاع سے زیادہ جو خرید کر آ گیا، جب وہ سیدنا معمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سودے کے بارے میں ان کو بتایا تو انھوں نے پوچھا: کیا تو واقعی اس طرح کر کے آیا ہے؟ واپس چل اور یہ سودا واپس کر دے اور اس کے عوض برابر برابر ہی لینا ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اناج کے بدلے اناج فروخت کرتے وقت برابر برابر ہو۔'' اس وقت ہمارا کھانا جَو ہوتا تھا، کسی نے کہا: یہ تو ہم جنس ہی نہیں ہے، لیکن سیدنا معمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ

(۵۹۹۱) اسناده ضعيف، محمد بن فضاء الازدي ضعفه ابن معين، والنسائي، وقال ابن حبان: كان قليل الحديث منكر الرواية، حدث بدون عشرة احاديث كلها مناكير، لم يُتابع على شيء منها فبطل الاحتجاج به، وتفرد بالرواية عنه ابنه محمد وهو مجهول۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۴۹، وابن ماجه: ۲۲۶۳ (انظر: ۱۵۴۵۷)
(۵۹۹۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۲ (انظر: ۲۷۲۵۰)

(مسند احمد: ۲۷۷۹۲) ہو کہ اس سے مشابہت ہو جائے۔

فوائد:...... یہ محض سیدنا معمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط تھی، وگرنہ جب جنس مختلف ہو جائے تو اس میں کمی بیشی کی کھلی اجازت ہے، جیسا کہ ''ان اقسام کا بیان، جن میں سود پایا جاتا ہے'' کے باب میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵۹۹۳)۔ عَنْ أَبِی دُھْقَانَةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: أَتَی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَيْفٌ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: ((إِئْتِنَا بِطَعَامٍ۔)) فَذَهَبَ بِلَالٌ فَأَبْدَلَ صَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ جَيِّدٍ وَكَانَ تَمْرُهُمْ دُوْنًا فَأَعْجَبَ النَّبِيَّ ﷺ التَّمْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَيْنَ هٰذَا التَّمْرُ؟)) فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَبْدَلَ صَاعًا بِصَاعَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُدَّ عَلَيْنَا تَمْرَنَا۔)) (مسند احمد: ۴۷۲۸)

ابودہقانہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا، آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ہمارے لئے کھانا لاؤ۔'' سو وہ گئے اور کھجوروں کے دو صاع دے کر ان کے بدلے میں اچھی کھجوروں کا ایک صاع لیا، ان کی اپنی کھجوریں ناقص تھیں، نبی کریم ﷺ کو یہ کھجوریں بہت پسند آئی، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور کہاں سے آئی ہے؟'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے دو صاع کے عوض اِن کھجوروں کا ایک صاع لیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہماری کھجوریں واپس لے کر آؤ۔''

فوائد:...... کھجوروں کے ایک صاع کے عوض دو صاع کا لین دین سودی معاملہ ہے، اگلی احادیث میں بھی اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے، اس کو ربا الفضل کہتے ہیں، جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵۹۹۴)۔ عَنْ أَبِی سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِیَ بِتَمْرٍ رَيَّانَ وَكَانَ تَمْرُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ تَمْرًا بَعْلًا فِيْهِ يَبْسٌ، فَقَالَ: ((أَنّٰی لَكُمْ هٰذَا التَّمْرُ؟)) فَقَالُوْا: هٰذَا تمرٌ اِبْتَعْنَا صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا، فقَالَ: النَّبِیّ ﷺ: ((لَا يَصْلُحُ ذَالِكَ، وَلٰكِنْ بِعْ تَمْرَكَ ثُمَّ ابْتَغْ حَاجَتَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۳۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تر و تازہ اور سیرابی کھجوریں لائی گئیں جبکہ آپ کی کھجوروں بارانی تھیں اور ان میں خشکی آ گئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کھجوریں کہاں سے آئی ہیں۔'' لوگوں نے کہا: جی ہم نے دو صاع دے کر ان کھجوروں کا ایک صاع لیا ہے، آپ نے فرمایا: ''یہ سودا درست نہیں ہے، پہلے تم اپنی کھجوریں علیحدہ بیچو، پھر اس کی قیمت سے اس قسم کی اپنی ضرورت پوری کرو۔''

(۵۹۹۳) تخریج: حسن۔ أخرجه ابویعلی: ۵۷۱۰، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۲۸، والدارمی: ۲/ ۲۵۷، والبزار: ۱۴۱۶ (انظر: ۴۷۲۸)

(۵۹۹۴) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۴۲۴۴، ۷۳۵۰، ومسلم: ۱۵۹۳ (انظر: ۱۱۴۱۲)

(٥٩٩٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ، قَالَ يَزِيْدُ: تَمْرًا مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَبِيْعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ، وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ۔)) قَالَ يَزِيْدُ: ((لَا صَاعًا تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعًا حِنْطَةٍ بِصَاعٍ۔)) (مسند احمد: ١١٤٧٧)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں عہد نبوی میں ملی جلی کھجوریں دی جاتی تھیں، اس لیے ہم ان میں سے دو صاع دے کر (اچھی کھجوروں) کا ایک صاع خریدتے تھے، لیکن جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کھجوروں کے دو صاع ایک صاع کے بدلے میں نہیں، گندم کے دو صاع ایک صاع کے عوض نہیں، چاندی کے دو درہم ایک درہم کے بدلے میں نہیں۔''

فوائد:...... یزید کی روایت میں ''صَاعًا'' کو مرفوع پڑھا گیا ہے، اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہے: ''لَا'' کا عمل باطل ہو گیا، یا یہ ''لَا'' مشابہ بلیس ہے یا ''لَا'' کے بعد ''يَصِحُّ'' محذوف ہے۔

(٥٩٩٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَسَمَ بَيْنَهُمْ طَعَامًا مُخْتَلِفًا بَعْضُهُ أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ، قَالَ: فَذَهَبْنَا نَتَزَايَدُ بَيْنَنَا، فَمَنَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَبَايَعَهُ إِلَّا كَيْلًا بِكَيْلٍ لَا زِيَادَةَ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ١١٧٩٣)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان ایسا اناج تقسیم کیا کہ جس کی کچھ مقدار دوسری سے بہتر تھی، اس وجہ سے ہم نے آپس میں کمی بیشی کے ساتھ اس کی بیع شروع کر دی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس طرح کی بیع کرنے سے منع کر دیا، الا یہ کہ وہ ماپ میں برابر ہوں اور کسی طرف سے کوئی مقدار میں زیادتی نہ ہو۔

فوائد:...... ان احادیث میں سود کی جس قسم سے منع کیا گیا ہے، اس کو ربا الفضل کہتے ہیں، پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّفَاضُلِ وَالنَّسِيْئَةِ فِيْ غَيْرِ الْمَكِيْلِ وَالْمَوْزُوْنِ وَبَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيْوَانِ

تفاضل کا بیان اور جن چیزوں کو ماپا اور جن کا وزن نہ کیا جا سکتا ہو، ان میں ادھار کا اور حیوان کے عوض گوشت کی بیع کا بیان

(٥٩٩٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَيْوَانِ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادھار پر حیوان کے عوض حیوان یعنی دو کے بدلے ایک

(٥٩٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٨٠، ومسلم: ١٥٩٥ (انظر: ١١٤٥٧)
(٥٩٩٦) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٧/ ١٠١ (انظر: ١١٧٧١)
(٥٩٩٧) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١٢٣٨، وابن ماجه: ٢٢٧١(انظر: ١٤٣٣١)

بِالْحَيْوَانِ نَسِيئَةً ، اِثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ وَلَا بَأْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ۔ (مسند احمد: ١٤٣٨٢)

جانور کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر نقد و نقد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(٥٩٩٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيْوَانِ بِالْحَيْوَانِ نَسِيئَةً۔ (مسند احمد: ٢١٢٤٩)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ادھار پر حیوان کے عوض حیوان کی تجارت کرنے سے منع کیا ہے۔

(٥٩٩٩)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٠٥)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

فوائد:...... ان تینوں احادیث کا معنی یہ ہے کہ جب حیوان کے بدلے حیوان کی بیع دونوں طرف سے ادھار ہو تو تب منع ہے۔ جب ایک طرف سے ادھار ہو یا ایک جانور کے عوض زیادہ جانور دے جا رہے ہوں تو یہ دونوں صورتیں جائز ہوں گی، جیسا کہ اگلی دونوں احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(٦٠٠٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ صَفِيَّةَ رضی اللہ عنہا وَقَعَتْ فِيْ سَهْمِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ وَقَعَتْ فِيْ سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيْلَةٌ ، فَاشْتَرَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ۔ (مسند احمد: ١٢٢٦٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا، سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئی تھیں، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک خوبصورت لونڈی سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آ گئی ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے سات افراد کے عوض خرید لیا تھا۔

(٦٠٠١)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَرِيْشِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ: إِنَّا بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيْهَا دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ ، وَإِنَّمَا نُبَايِعُ بِالْإِبِلِ وَالْغَنَمِ إِلٰى أَجَلٍ فَمَا تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ ، جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا عَلٰى إِبِلٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ حَتّٰى نَفِدَتْ وَبَقِيَ نَاسٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَرِ لَنَا

عمر بن حریش کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم ایک ایسے علاقے میں ہیں کہ جہاں دینار ہے نہ درہم، اس لیے ہم ادھار کی ایک مدت تک کے لئے اونٹ اور بکریوں کا لین دین کرتے ہیں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے اس مسئلہ کے بارے میں باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں سے ایک لشکر تیار کیا، مگر ابھی تک تیاری مکمل نہ ہوئی تھی کہ اونٹ ختم ہو گئے، جبکہ

(٥٩٩٨) تخريج: حسن لغيره- أخرجه الطبرانى: ٢٠٥٧ (انظر: ٢٠٩٤٢)
(٥٩٩٩) تخريج: حسن لغيره- أخرجه ابن ماجه: ٢٢٧٠ ، والنسائى: ٧/ ٢٩٢ (انظر: ٢٠١٤٣)
(٦٠٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ص ١٠٤٥ (انظر: ١٢٢٤٠)
(٦٠٠١) تخريج: حديث حسن- أخرجه ابوداود: ٣٣٥٧(انظر: ٦٥٩٣)

إِبِلًا بِقَلَائِصَ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ إِذَا جَاءَتْ حَتّٰى نُؤَدِّيَهَا إِلَيْهِمْ۔)) فَاشْتَرَيْتُ الْبَعِيرَ بِالْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثِ قَلَائِصَ حَتّٰى فَرَغْتُ، فَأَدّٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ۔ (مسند احمد: ٦٥٩٣)

لوگوں کی ضرورت ابھی تک باقی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ہمارے لئے صدقہ کی اونٹنیوں کے عوض اونٹ خرید لو، جب میسر آئیں گی تو ہم مالکان کو ادا کر دیں گے۔'' پھر میں نے دو تین تین اونٹنیوں کے عوض ایک ایک اونٹ خریدا، یہاں تک کہ تعداد مکمل ہو گئی، پھر جب صدقہ کے اونٹ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ ادا کر دیئے۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں دو امور کا بیان ہے، اونٹوں کی اس بیع میں اونٹ ایک طرف سے ادھار تھے اور ایک اونٹ کے عوض دو تین تین اونٹ دیئے گئے۔

كِتَابُ السَّلَمِ
بیع سلم (بیع سلف) کے مسائل

(٦٠٠٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ: ((مَنْ سَلَّفَ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ۔)) (مسند احمد: ١٩٣٧)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ دو تین تین سال کے کھجور کی بیع سلف کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بیع سلف کرنا چاہے، اس کو چاہیے کہ وہ مقررہ ماپ، معین وزن اور مقررہ مدت تک کرے۔''

بیع سلم (بیع سلف): قیمت پیشگی ادا کر کے معاہدے کے مطابق مبیع (چیز) ایک معین مدت کے بعد وصول کرنا بیع سلم کہلاتا ہے۔ پھلوں، غلہ جات، بلکہ ہر چیز میں بیع سلم جائز ہے، واضح نصوص کا یہی تقاضا ہے، اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں: اس چیز کی جنس معلوم ہو، ماپ یا تول کی صورت میں اس کی مقدار معلوم ہو، مدت معین ہو، اس کا ایسا وصف بیان کیا جائے، جس سے اس کی مقدار اور ممتاز اوصاف کا علم ہو جائے تا کہ دھوکے کا امکان ختم ہو جائے، وہ چیز ضمانت و ذمہ داری میں ہو۔ عوام الناس کی طرف سے بیع سلم پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ قیمت وصول کرنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہے، جو اس کے پاس نہیں ہے، جبکہ شریعت نے ایسی چیز کا سودا کرنے سے منع کیا ہے؟ پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے، جس کے مطابق آپ ﷺ نے ایسی چیز کو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، جو فروخت کنندہ کے پاس نہیں ہے، لیکن اس سے مراد بیع العین ہے، نہ کہ بیع الصفہ۔ آپ مزید غور کریں کہ بیع سلم کو مدتوں تک جائز قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں بیچنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہوتا ہے جو معاہدے کے وقت اس کے پاس نہیں ہوتی، یہ بیع الصفہ ہے۔ آپ ﷺ نے منع کیا کہ جو چیز بائع کے پاس نہیں ہے، وہ اس کا سودا نہ کرے، اس کی وجہ دھوکہ اور غرر ہے، مثلا بھاگا ہوئے غلام یا آوارہ اور بھاگے

(٦٠٠٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٤٠، ٢٢٤١، ومسلم: ١٦٠٤ (انظر: ١٩٣٧)

ہوئے اونٹ کا سودا کرنا، یہ بیع العین ہے، اس میں بھاگے ہوئے غلام اور آوارہ اونٹ کو پکڑنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی، جبکہ بیع سلم میں متعلقہ چیز کی ضمانت اور ذمہ داری دی جاتی ہے۔

زیادہ مناسب یہ ہے کہ کہا جائے کہ عمومی لحاظ سے اس چیز کا سودا کرنا منع ہے جو آدمی کے پاس نہ ہو، لیکن بیع سلم کی شکل میں جائز ہے کیونکہ اس کے جواز کی صراحت موجود ہے، جیسے بیع مزابنہ سے بیع عرایا مستثنیٰ ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٠٠٣)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ اَبِی الْمُجَالِدِ مَوْلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ قَالَ: أَرْسَلَنِی ابنُ شَدَّادٍ وَأَبُوْ بُرْدَةَ فَقَالَا: انْطَلِقْ إِلٰی ابنِ اَبِیْ أَوْفٰی فَقُلْ لَهُ: إِنَّ عَبدَاللّٰهِ بنَ شَدَّادٍ وَأَبَابُرْدَةَ یُقْرِاٰنِكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلَانِ: هَلْ کُنْتُمْ تُسْلِفُوْنَ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْبُرِّ وَالشَّعِیْرِ وَالزَّبِیْبِ؟ قَالَ: نَعَمْ کَمَا نُصِیْبُ غَنَائِمَ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُسْلِفُهَا فِی الْبُرِّ وَالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ، فَقُلْتُ: عِنْدَ مَنْ کَانَ لَهُ زَرْعٌ أَوْ عِنْدَ مَنْ لَیْسَ لَهُ زَرْعٌ؟ فَقَالَ: مَا کُنَّا نَسْئَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ: وَقَالَا لِیْ: انْطَلِقْ إِلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ اَبْزٰی فَاسْئَلْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَسَئَلَهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَاقَالَ ابنُ اَبِیْ أَوفٰی، قَالَ: وَکَذَا حَدَّثَنَاهُ أَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ قَالَ: وَالزَّیْتِ۔ (مسند احمد: ١٩٦١٥)

محمد بن ابی مجالد کہتے ہیں: ابن شداد اور ابو بردہ نے مجھے بھیجا اور کہا: تو سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور یہ سوال کرتے ہیں کہ تم لوگ عہد نبوی میں گندم، جو اور منقی میں بیع سلف کیا کرتے تھے؟ انھوں نے جواباً کہا: جی ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مال غنیمت حاصل کرتے اور پھر اس میں گندم، جو، کھجور اور منقی میں بیع سلف کرتے تھے۔ میں نے کہا: کیا یہ بیع ان سے کرتے تھے، جن کے پاس کھیتی ہوتی تھی یا ان سے بھی کہ جن کے پاس کھیتی نہیں ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا: اس چیز کے بارے میں ہم پوچھتے ہی نہیں تھے۔ (جب میں نے واپس آ کر ان کو تفصیل بتائی تو) انھوں نے کہا: اب سیدنا عبدالرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان سے یہی مسئلہ دریافت کر کے آ۔ پس میں ان کے پاس گیا اور انھوں نے بھی سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ والا جواب دیا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ ابو معاویہ کی روایت میں تیل (یا زیتون کے تیل) کا ذکر بھی ہے۔

(٦٠٠٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِبْتَاعَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ نَخْلًا فَلَمْ یُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَیْئًا فَاجْتَمَعَا فَاخْتَصَمَا إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((بِمَ تَسْتَحِلُّ دَرَاهِمَهُ؟ أُرْدُدْ إِلَیْهِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے ایک آدمی سے کھجوریں خریدیں، لیکن اس سال انہیں پھل ہی نہیں لگا، پس وہ دونوں فیصلہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے درہم کو اپنے لئے کیسے حلال سمجھتا ہے؟ اس کے درہم اس کو واپس لوٹا دے، کھجور میں ہرگز بیع سلم

(٦٠٠٣) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٢٤٤، ٢٢٤٥، ٢٢٥٤، ٢٢٥٥ (انظر: ١٩٣٩٦)

(٦٠٠٤) اسناده ضعیف لجهالة النجرانی۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٦٧، وابن ماجه: ٢٢٨٤ (انظر: ٦٣١٦)

دَرَاهِمَهُ وَلَا تُسْلِمَنَّ فِي نَخْلٍ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.)) فَسَأَلْتُ مَسْرُوْقًا مَا صَلَاحُهُ؟ فَقَالَ: يَحْمَارُّ أَوْ يَصْفَارُّ۔ (مسند احمد: ٦٣١٦)

نہ کیا کرو، جب تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔'' راوی کہتا ہے: میں نے مسروق سے پوچھا کہ صلاحیت کے ظہور کا کیا مطلب ہے، انھوں نے کہا: پھل کا سرخ یا زرد ہو جانا۔

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، نیز بیع سلم کا پھلوں کے پکنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٦٠٠٥)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَا يَصْلُحُ السَّلَفُ فِي الْقَمْحِ وَالشَّعِيْرِ وَالسُّلْتِ حَتّٰى يُفْرَكَ، وَلَا فِي الْعِنَبِ وَالزَّيْتُوْنِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمَجَّجَ وَلَا ذَهَبًا عَيْنًا بِوَرِقٍ دَيْنًا وَلَا وَرِقًا دَيْنًا بِذَهَبٍ عَيْنًا۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ: قَالَ أَبِيْ: لَيْسَ مَرْفُوْعًا۔ (مسند احمد: ١١١٢٧)

سیدنا ابوسعید خدری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: گندم اور عام جو اور چھلکے کے بغیر جو میں اس وقت تک بیع سلف جائز نہیں، جب تک کہ اس کا دانہ خشک نہ ہو جائے، انگور اور زیتون وغیرہ میں بھی یہ بیع جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ یہ چیزیں اچھی طرح پختہ نہ ہو جائیں اور نہ نقد سونے کی ادھار چاندی کے ساتھ اور نقد چاندی کی ادھار سونے کے ساتھ بیع جائز ہے۔ امام احمد نے کہا: یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔

(٦٠٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((فِي السَّلَفِ فِيْ حَبْلِ الْحَبَلَةِ رِبًا۔)) (مسند احمد: ٢١٤٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حمل کے حمل کا ادھار کے ساتھ سودا کرنا سود ہے۔''

فوائد:...... اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی حاملہ اونٹنی کے مالک کو قیمت ادا کرے اور کہے کہ میں اس اونٹنی کے حمل کا حمل خرید رہا ہوں، یہ معاملہ اس اعتبار سے سود کے مشابہ ہے کہ یہ سود کی طرح حرام ہے، کیونکہ بائع ایسی چیز بیچ رہا ہے جو نہ تو اس کے پاس ہے اور نہ وہ اس کو سپرد کرنے پر قدرت رکھتا ہے، پس اس سودے میں غرر اور دھوکہ ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ کا بیع سلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حدیث کا بیع سلم/سلف کے ساتھ اس طرح تعلق ہوسکتا ہے کہ اس میں وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر وقت طے نہ کیا جائے تو بیع سلم جائز نہیں اور حبل الحبلۃ میں وقت مجہول ہوتا ہے، اسی طرح اگر حبل الحبلۃ کی بیع ہوگی تو عین بھی مجہول ہوگا۔ اس لیے سلف میں حبل الحبلۃ تک وقت مقرر کرنا ٹھیک نہیں اور عین مجہول ہونے کی وجہ سے حبل الحبلۃ کی بیع بھی جائز نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

❁❁❁

(٦٠٠٥) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لھیعۃ (انظر: ١١١١١)

(٦٠٠٦) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجہ النسائی: ٧/ ٢٩٣ (انظر: ٢١٤٥)

كِتَابُ الْقَرْضِ وَالدَّيْنِ
قرض کے مسائل

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ الْقَرْضِ وَالتَّيْسِيْرِ عَلَى الْمُعْسِرِ
قرض دینے کی فضیلت اور تنگدست پر آسانی کرنے کا بیان

(٦٠٠٧)- عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ ابْنِ أُذْنَانَ قَالَ: أَسْلَفْتُ عَلْقَمَةَ اَلْفَيْ دِرْهَمٍ فَلَمَّا خَرَجَ عَطَاؤُهُ قُلْتُ لَهُ: اِقْضِنِيْ، قَالَ: أَخِّرْنِيْ اِلَى قَابِلٍ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ فَأَخَذْتُهَا قَالَ: فَاَتَيْتُهُ بَعْدُ قَالَ: بَرَّحْتَ بِيْ وَقَدْ مَنَعْتَنِيْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ عَمَلُكَ، قَالَ: وَمَا شَأْنِيْ؟ قُلْتُ: إِنَّكَ حَدَّثْتَنِيْ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ السَّلَفَ يَجْرِيْ مَجْرَى شَطْرِ الصَّدَقَةِ۔)) قَالَ: نَعَمْ، فَهُوَ ذَاكَ، قَالَ: فَخُذِ الْآنَ۔ (مسند احمد: ٣٩١١)

ابن اذنان کہتے ہیں: میں نے علقمہ کو دو ہزار درہم ادھار دیے، جب ادائیگی کا وقت آیا تو میں نے کہا: میرا قرض ادا کرو، انہوں نے کہا: مجھے آئندہ سال تک مہلت دو، لیکن میں نے مہلت دینے سے انکار کر دیا، پس میں نے اس سے لے لیے، پھر میں اس کے پاس بعد میں آیا، انھوں نے کہا: تو تو میرے ساتھ چمٹ ہی گیا ہے اور تو نے مجھے روک دیا ہے، میں نے کہا: جی ہاں، اور یہ تمہارا اپنا عمل ہی ہے، انھوں نے کہا: میرا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا: تم نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ادھار نصف صدقہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں، بات ایسے ہی ہے، پھر انھوں نے کہا: تو پھر اب لے لے۔

(٦٠٠٨)- عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٦٠٠٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٣٠ (انظر: ٣٩١١)

(٦٠٠٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زيد العمى، ثم هو منقطع، زيد روايته عن الصحابة مرسلة۔ أخرجه ابو يعلى: ٥٧١٣ (انظر: ٤٧٤٩)

قَـالَ: ((مَـنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَـجَابَ دَعوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ۔)) (مسند احمد: ٤٧٤٩)

نے فرمایا: ''جو چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور مصیبت چھٹ جائے تو وہ تنگدست کے قرض کے معاملے میں اس پر آسانی پیدا کرے۔''

فوائد:...... آسانی سے مراد یہ ہے کہ وہ سارا یا بعض قرضہ معاف کر دے، یا اس کو کچھ دنوں تک مہلت دے دے، یا اس کی ادائیگی پر مقروض کی مدد کرے۔

(٦٠٠٩)۔ عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ نَجّٰى مَكْرُوْبًا فَكَّ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي حَاجَتِهِ)) (مسند احمد: ١٧٠٨٤)

سیدنا مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو دنیا میں مسلمان کی عیب پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا، جو مصیبت زدہ کو نجات دلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے مصائب سے ایک مصیبت سے آزاد کرے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرنے میں رہے گا۔''

فوائد:...... قرضہ دینا افضل عمل ہے، آپ ﷺ نے اس کو صدقہ قرار دیا ہے، مزید ایک حدیث یہ ہے:

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((مَـنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَن أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِـكُـلِّ يَـوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَـوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ۔)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔))؟ قَالَ: ((لَـهُ بِـكُـلِّ يَـوْمٍ صَـدَقَةٌ قَبْـلَ أَن يَـحِـلَّ الـدَّيْـنُ، فَـإِذَا حَلَّ الدَّيْنَ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَـدَقَةٌ۔)) ......''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز (قرض کی مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) سے دوگنا کے برابر صدقے کا ثواب ملے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہلے یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اور پھر یوں سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) سے دوگنا صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی ادائیگی سے پہلے تک اسے ہر روز (اتنی ہی مقدار میں) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، اور جب (وعدے کے مطابق) قرض واجب الادا ہو جائے لیکن وہ پھر مہلت دے دے، (تو ایسی صورت میں) اسے (اس مقدار) کا دوگناہ ثواب ملے گا۔'' (مسند احمد: ٥/ ٣٦٠)

(٦٠٠٩) حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ١٠٦٧، وفي "الاوسط": ٨١٢٩ (انظر: ١٦٩٥٩)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ حُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِيْ وَاِسْتِحْبَابِ دُعَاءِ الْمَدِيْنِ لِلدَّائِنِ وَ تَوْفِيَتِهِ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَخَذَ مِنْهُ

اچھے انداز میں قرض کی ادائیگی اور اس کا مطالبہ کرنے، قرض دار کی قرض خواہ کے لیے دعا کرنے اور لیے ہوئے قرض سے زیادہ مقدار دے دینے کے مستحب ہونے کا بیان

(٦٠١٠)۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَسْلَفَ مِنْهُ حِيْنَ غَزَا حُنَيْنًا ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَضَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ۔)) (مسند احمد: ١٦٥٢٣)

سیدنا عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر اس سے تیس یا چالیس ہزار درہم قرض لیا، جب آپ ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو اس کو قرضہ ادا کیا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالی آپ کے اہل اور مال میں برکت دے، ادھار کا صلہ یہی ہے کہ اسے پورا پورا واپس کیا جائے اور اس کی تعریف کر کے شکریہ ادا کیا جائے۔''

فوائد:...... قرض کی ادائیگی کے وقت قرض خواہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور اس کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔

(٦٠١١)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ سَأَلَ رَجُلًا اَنْ يُسْلِفَهُ اَلْفَ دِيْنَارٍ، فَقَالَ لَهُ: اِئْتِنِيْ بِشُهَدَاءَ أُشْهِدُهُمْ عَلَيْكَ، فَقَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ قَالَ: فَأْتِنِيْ بِكَفِيْلٍ۔ قَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا، قَالَ: صَدَقْتَ۔ قَالَ: فَدَفَعَ اِلَيْهِ اَلْفَ دِيْنَارٍ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ، وَقَضٰى حَاجَتَهُ وَجَاءَ الْاَجَلُ الَّذِيْ اَجَّلَ لَهُ، فَطَلَبَ مَرْكَبًا، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ، وَكَتَبَ صَحِيْفَةً اِلٰى صَاحِبِهَا ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کے ایک آدمی نے کسی سے ایک ہزار دینار ادھار لینے کا سوال کیا۔ اس نے کہا: کوئی گواہ لاؤ، جسے میں تجھ پر گواہ بنا سکوں۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطورِ گواہ کافی ہے۔ اس نے کہا: تو پھر کوئی کفیل لاؤ۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطورِ کفیل کافی ہے۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ پس اس نے اسے ایک مقررہ وقت تک ایک ہزار دینار قرضہ دے دیا۔ وہ آدمی سمندر کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ جب مقررہ وقت آ پہنچا تو اس نے کوئی سواری تلاش کی، لیکن نہ مل سکی۔ سو اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں کھدائی کر کے ایک ہزار دینار رکھ دیا اور ان کے مالک کی طرف ایک خط لکھا اور (لوہے وغیرہ کے ذریعے اس سوراخ کو) بند کر دیا، پھر وہ لکڑی لے کر سمندر

(٦٠١٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٢٤، والنسائي: ٧/ ٣١٤ (انظر: ١٦٤١٠)

(٦٠١١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٦٣ (انظر: ٨٥٨٧)

ثُمَّ اَتٰی بِهَا الْبَحْرَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ اَنِّيْ اسْتَسْلَفْتُ مِنْ فُلَانٍ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَاَلَنِيْ شُهُوْدًا، وَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا، فَقُلْتُ: كَفٰی بِاللّٰهِ كَفِيْلًا، فَرَضِيَ بِكَ وَجَهِدْتُ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ إِلَيْهِ بِحَقِّهِ، فَلَمْ اَجِدْ، وَإِنِّيْ اسْتَوْدَعْتُكَهَا، فَرَمٰی بِهَا فِي الْبَحْرِ! فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ اَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا يَقْدُمُ بِمَالِهِ، فَإِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ الَّتِيْ فِيْهَا الْمَالُ، فَاَخَذَهَا حَطَبًا، فَلَمَّا كَسَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ، فَاَخَذَهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ قَالَ لَهُ: إِنِّيْ لَمْ اَجِدْ مَرْكَبًا يَخْرُجُ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ اَدّٰی عَنْكَ الَّذِيْ بَعَثْتَ بِهِ فِي الْخَشَبَةِ۔ فَانْصَرَفَ بِالْاَلْفِ رَاشِدًا۔)) (مسند احمد: ۸۵۷۱)

کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینا ادھار لیا تھا، جب اس نے مجھ سے شاہد اور کفیل کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ ہی بطورِ کفیل کافی ہے۔ وہ (تیری کفالت پر) راضی ہو گیا تھا اور اب میں نے سواری تلاش تو کی تا کہ اس کا حق اس تک پہنچا دوں، لیکن سواری نہیں مل رہی۔ اب میں اس مال کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پھر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔ اُدھر ادھار دینے والا آدمی اس غرض سے نکلا کہ شاید (کوئی سوار) کسی سواری پر سوار ہو کر (میرا قرضہ چکانے کے لیے) میرا مال لے کر آ رہا ہو۔ اچانک (اسے سمندر کے کنارے پر) ایک لکڑی نظر آئی جس میں اس کا مال تھا۔ اس نے ایندھن کا کام لینے کے لیے وہ لکڑی اٹھا لی، جب اسے توڑا تو اسے مال اور خط موصول ہوا، اس نے وہ لے لیا۔ بعد میں قرضہ لینے والا آدمی (ایک ہزار دینار لے کر) خود بھی پہنچ گیا اور کہا: مجھے کوئی سواری نہیں مل سکی تھی (لہٰذا اب یہ قرضہ چکانے آیا ہوں)۔ قرضہ دینے والے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ تک وہ چیز پہنچا دی، جو تو نے لکڑی میں بھیجی تھی۔ سو وہ کامیاب ہو کر واپس پلٹ گیا۔''

فوائد:...... قرض کی ادائیگی کا معاملہ تو واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے، اس نکتے پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کو حقیقی گواہ اور کفیل تسلیم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اس آدمی کو صلہ دیتے ہیں، غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لکڑی کو متعلقہ بندے تک کیسے پہنچایا۔ لیکن جب اس بندے نے دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے رقم تو بھیج دی ہے، لیکن شرعی قوانین کے مطابق اس نے حق ادا نہیں کیا، اس لیے وہ قرض خواہ کے پاس پہنچا، لیکن اس نے صدق و امانت کا ثبوت دیتے ہوئے لکڑی کے مل جانے کا اقرار کیا۔ سبحان اللہ وکفی باللہ وکیلا۔

(۶۰۱۲)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بَكْرًا فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِقْضِنِيْ ثَمَنَ بَكْرِيْ،

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک اونٹ فروخت کیا، پھر جب میں اس کی قیمت کا تقاضا کرنے کے لیے آپ ﷺ کے

(۶۰۱۲) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه النسائی: ۷/ ۲۹۱، وابن ماجه: ۲۲۸۶ (انظر: ۱۷۱۴۹)

فَقَالَ: ((أَجَلْ، لَا أَقْضِيْكَهَا اِلَّا نَجِيْبَةً۔)) قَالَ: فَقَضَانِیْ فَأَحْسَنَ قَضَائِیْ، قَالَ: وَجَاءَ أَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِقْضِنِیْ بَكْرِیْ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَمَلًا قَدْ أَسَنَّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ مِنْ بَكْرِیْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ خَيْرَ الْقَوْمِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۷۹)

پاس آیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اونٹ کی قیمت ادا کیجئے، آپ ﷺ فرمایا: ''ہاں ضرور، بلکہ میں تجھے عطا نہیں کروں گا، مگر اس سے عمدہ اونٹ۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھے میرا قرض چکایا اور اچھی ادائیگی کی، اتنے میں ایک بدّو آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اونٹ کی قیمت ادا کرو۔ آپ ﷺ نے اس کو بڑا اونٹ عطا کیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ تو میرے اونٹ سے بہتر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص قوم کا بہترین فرد ہے، جو ادائیگی کے لحاظ سے بہتر ہے۔''

(۶۰۱۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ لِیْ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِیْ وَزَادَنِیْ۔ (مسند احمد: ۱٤۲۸٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ذمہ میرا قرض تھا، آپ ﷺ نے وہ مجھے ادا کیا اور زیادہ بھی دیا۔

فوائد:...... قرضہ اس لالچ میں دینا درست نہیں ہے کہ ادائیگی کے وقت اس سے بہتر چیز مل جائے گی، البتہ قرض دار اپنی طرف سے بہتر انداز میں ادائیگی کر سکتا ہے، بہرحال قرض خواہ کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی حرص رکھے۔

(۶۰۱٤)۔ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا فَأَتَتْهُ اِبِلٌ مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: ((أَعْطُوْهُ)) فَقَالُوْا: لَا نَجِدُ لَهُ اِلَّا رَبَاعِيًا خِيَارًا، قَالَ: ((اَعْطُوْهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۲۳)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے ادھار اونٹ لیا تھا، جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِس کو اس کا اونٹ دے دو۔'' صحابہ نے کہا: اب تو ہمارے پاس چار دانتوں والا (چھ سال عمر والا) جو اس کے اونٹ سے اچھا اور بہتر اونٹ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی اِس کو دے دو، کیونکہ لوگوں میں بہترین آدمی وہی ہے، جو اچھے طریقے سے قرض کی ادائیگی کرتا ہے۔''

(۶۰۱۵)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِیَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ (وَفِیْ لَفْظٍ: يَتَقَاضَى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے ایک اونٹ کے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر دیا اور

(۶۰۱۳) تخريج: أخرجه البخارى: ٤٤٣، ۲۳۹٤، ۲٦۰۳، ومسلم: ۷۱۵ (انظر: ۱٤۲۳۵)
(۶۰۱٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٦۰۰ (انظر: ۲۷۱۸۱)
(۶۰۱۵) أخرجه البخارى: ۲۳۰٦، ۲۳۹۰، ۲٤۰۱، ۲٦۰٦، ۲٦۰۹، ومسلم: ۱٦۰۱ (انظر: ۹۳۹۰)

النَّبِيَّ ﷺ بَعِيرًا) فَأَغْلَظَ لَهُ، قَالَ: فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: ((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔)) قَالَ: ((اشْتَرُوْا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ (وَفِيْ لَفْظٍ: اِلْتَمِسُوْا لَهُ مِثْلَ سِنِّ بَعِيْرِهِ)۔)) قَالُوْا: لَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ، قَالَ: ((فَاشْتَرُوْهُ فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً۔)) (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ خَيْرَكُمْ خَيْرُكُمْ قَضَاءً۔)) (مسند احمد: ۹۳۷۹)

سخت رویہ اختیار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے ساتھ کوئی کاروائی کرنے کا ارادہ کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، جس نے حق لینا ہوتا ہے، وہ باتیں کرتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک اونٹ خرید کر اس کو ادا کرو۔'' صحابہ نے کہا: اس کے اونٹ سے بہتر عمر والا اونٹ ہی میسر آ رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی خرید کر دے دو، بے شک بہتر وہی ہے، جو قرض کی ادائیگی اچھے انداز میں کرتا ہے۔'' دیہاتی نے کہا: آپ نے مجھے میرے حق سے زیادہ دیا ہے، اللہ تعالی بھی آپ کو زیادہ دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے، جو بہتر طور پر قرض ادا کرتا ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے صبر وتحمل، انصاف پسندی اور قرض کی حسن ادائیگی پر دلالت کرتی ہے۔ قرضہ اس لالچ میں دینا درست نہیں ہے کہ ادائیگی کے وقت اس سے بہتر چیز دی جائے گی، البتہ قرض دار اپنی طرف سے بہتر انداز میں ادائیگی کر سکتا ہے، بہرحال قرض خواہ کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی حرص رکھے۔

(٦٠١٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ بِسَمَاحَتِهِ قَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا۔)) (مسند احمد: ٦٩٦٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی اس بناء پر جنت میں داخل ہو گیا کہ وہ ادائیگی کے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی (اور فراخ دلی) سے کام لیتا تھا۔''

فوائد:...... حدیث نمبر (۵۷۸۸) میں اس قسم کی حدیث گزر چکی ہے، معمولات میں نرمی اختیار کرنا، یہ کوئی چند دنوں کا کھیل نہیں ہے، اس صفت سے متصف ہونے کے لیے خاصا تکلف کرنا پڑتا ہے اور اپنے آپ کو اس چیز کا عادی بنانا پڑتا ہے کہ ہر قسم کے قول وفعل سے پہلے اپنے آپ کو سوچنے کا موقع دیا جائے۔

بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنَ الدَّيْنِ وَجَوَازِهِ لِلْحَاجَةِ وَمَا جَاءَ فِيْ اِسْتِدَانَةِ النَّبِيِّ ﷺ

قرض سے محتاط رہنے، بوقت ضرورت اس کے جائز ہونے اور نبی کریم ﷺ کے قرض لینے کا بیان

(٦٠١٧)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِأَصْحَابِهِ:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''اپنے آپ کو خوف میں مبتلا

(٦٠١٦) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٦٩٦٣)

(٦٠١٧) اسناده حسن۔ أخرجه ابو يعلى: ١٧٣٩، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٩٠٦ (انظر: ١٧٤٠٧)

((لَا تُخِيفُوْا أَنْفُسَكُمْ، أَوْ قَالَ: الْأَنْفُسَ۔)) فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا نُخِيفُ أَنْفُسَنَا؟ قَالَ: ((اَلدَّيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٧٥٤٢)

نہ کر دیا کرو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز ہمیں خوف و ہراس میں مبتلا کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض۔''

(٦٠١٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُخِيفُوْا أَنْفُسَكُمْ بَعْدَ أَمْنِهَا)) قَالُوْا: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه!؟ قَالَ: ((اَلدَّيْنُ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٥٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امن کے بعد اپنے نفسوں کو خوف میں مبتلا نہ کر دیا کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض لے کر۔''

فوائد:...... کوئی مانے نہ مانے، قرضدار آدمی کا امن تباہ ہو جاتا ہے، عجیب قسم کی احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے، قرضہ وصول کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، وقت پر ادائیگی نہ کر سکنے کی صورت میں توہین آمیز باتیں سننا پڑتی ہیں اور ایسی صورت میں آدمی اپنے قرض خواہ سے چھپنا شروع کر دیتا ہے۔ نفس کو بے عزت کلمات سننے کی عادت ہو جاتی ہے اور بسا اوقات تو بھری مجلس میں غیرت وحمیت کو کھونا پڑتا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے معاشرے میں اس کی ساخت کو بری طرح نقصان پہنچتا ہے۔ ان ہی مصائب کو آپ ﷺ نے خوف سے تعبیر کیا ہے۔

(٦٠١٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَلَيْسَ بِالدِّيْنَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ، وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ۔)) (مسند احمد: ٥٣٨٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ مقروض ہو (تو وہ دیکھ لے کہ) وہاں دینار ودرہم تو نہیں ہوں گے، بلکہ نیکیوں اور بدیوں کا تبادلہ ہوگا۔''

فوائد:........... حشر والے دن قرض خواہ، قرضدار کی نیکیاں لے کر یا اپنی برائیاں اس کے کھاتے میں ڈال کر راضی ہوگا، جبکہ اس مقام پر سب سے زیادہ ضرورت نیکیوں کی زیادتی اور برائیوں کی کمی کی ہوگی۔

(٦٠٢٠)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''میں کفر اور قرض سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا قرض، کفر

(٦٠١٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٠١٩) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٧، والبيهقي: ٦/ ٨٢ (انظر: ٥٣٨٥)

(٦٠٢٠) تخريج: اسناده ضعيف، دراج ابو السمح في روايته عن ابي الهيثم ضعيف۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٢٤٦ (انظر: ١١٣٣٣)

اللّٰہِ! أَیَعْدِلُ الدَّیْنُ بِالْکُفْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((نَعَمْ)) (مسند احمد: ۱۱۳۵۳)

کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(۶۰۲۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِلٰی حُلَیْقٍ النَّصْرَانِیِّ لِیَبْعَثَ إِلَیْہِ بِأَثْوَابٍ إِلَی الْمَیْسَرَۃِ، فَقُلْتُ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْكَ لِتَبْعَثَ اِلَیْہِ بِأَثْوَابٍ اِلَی الْمَیْسَرَۃِ فَقَالَ: وَمَا الْمَیْسَرَۃُ؟ وَمَتَی الْمَیْسَرَۃُ؟ وَاللّٰہِ! مَا لِمُحَمَّدٍ ثَاغِیَۃٌ وَلَا رَاغِیَۃٌ، فَرَجَعْتُ فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَلَمَّا رَآنِیْ قَالَ: ((کَذَبَ عَدُوُّ اللّٰہِ أَنَا خَیْرُ مَنْ یُبَایِعُ، لِأَنْ یَلْبَسَ اَحَدُکُمْ ثَوْبًا مِنْ رِقَاعٍ شَتّٰی خَیْرٌ لَہُ مِنْ أَنْ یَأْخُذَ بِأَمَانَتِہِ أَوْ فِیْ أَمَانَتِہِ مَا لَیْسَ عِنْدَہُ۔)) (مسند احمد: ۱۳۵۹۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حلیق نصرانی کے پاس بھیجا تا کہ وہ آسانی تک آپ ﷺ کی طرف کچھ کپڑے بھیج دے، پس میں اس کے پاس آیا اور کہا: رسول ﷺ نے مجھے تیری طرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم آسانی تک آپ ﷺ کی طرف کچھ کپڑے بھیج دو، لیکن اس نے (طعن کرتے ہوئے) کہا: آسانی کیا ہوتی ہے اور یہ کب ہوتی ہے؟ اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے پاس بکری ہے نہ اونٹ۔ میں انس یہ بات سن کر واپس آ گیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا، جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''یہ اللہ کا دشمن جھوٹ بول رہا ہے، میں سب سے بہتر لین دین کرنے والا ہوں، (لیکن یاد رکھو کہ) اگر کوئی آدمی مختلف ٹکڑوں سے بنا ہوا کپڑا پہن لے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی امانت کی وجہ سے کوئی ایسی چیز حاصل کرے، جو اس کے پاس نہ ہو۔''

فوائد:...... حدیثِ مبارکہ کے آخری حصے کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کو کم سے کم چیزوں پر گزارا کر لینا چاہیے، لیکن اپنی امانت کے سہارے قرض نہیں لینا چاہیے، کیونکہ ممکن ہے کہ بعد میں حالات ساتھ نہ دیں اور قرض کی ادائیگی لیٹ ہو جائے یا موت ہی موقع نہ دے، پہلی صورت میں صفتِ امانت متأثر ہوگی اور دوسری صورت میں آخرت کا معاملہ خطرے میں پڑ جائے گا۔

(۶۰۲۲)۔ عَنْ عِکْرَمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ: کَانَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثَوْبَانِ عُمَانِیَّانِ أَوْ قَطَرِیَّانِ، فَقَالَتْ لَہُ عَائِشَۃُ: إِنَّ ہٰذَیْنِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول ﷺ نے دو عمانی یا قطری کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے، میں نے کہا کہ یہ دو کپڑے تو موٹے ہیں، جب آپ کو ان میں

(۶۰۲۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو سلمۃ صاحب الطعام وجابر بن یزید لا یعرفان۔ أخرجہ الطبرانی فی "الأوسط": ۱۴۹۹، والبزار: ۱۳۰۵ (انظر: ۱۳۵۵۹)

(۶۰۲۲) اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔ أخرجہ الترمذی: ۱۲۱۳، والنسائی: ۷/ ۲۹۴ (انظر: ۲۵۱۴۱)

ثَوْبَانِ غَلِيظَانِ تَرْشَحُ فِيهِمَا فَيَثْقُلَانِ عَلَيْكَ وَإِنَّ فُلَانًا جَاءَهُ بَزٌّ فَابْعَثْ إِلَيْهِ يَبِيعُكَ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ، قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ مَا يُرِيدُ مُحَمَّدٌ، إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِثَوْبِي أَيْ لَا يُعْطِيْنِي دَرَاهِمِي، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ شُعْبَةُ: أُرَاهُ قَالَ: ((قَدْ كَذَبَ، لَقَدْ عَرَفُوْا أَنِّي أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) أَوْ قَالَ: ((أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٦٥٦)

پسینہ آتا ہے تو یہ وزنی ہو جاتے ہیں، فلاں تاجر کے ہاں ایک قسم کے کپڑے آئے ہیں، اگر آپ اس کی طرف پیغام بھیج دیں کہ وہ آسانی تک دو کپڑے آپ کو فروخت کر دے۔ جب آپ ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کیا چاہتا ہے، وہ میرے کپڑے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، یعنی وہ اس کے عوض میں میرے درہم ادا نہیں کرے گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً وہ جھوٹ بول رہا ہے، یہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ امانت کو ادا کرنے والا ہوں۔''

فوائد:...... ان احادیث سے ہمیں یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ذات پر کیے گئے اعتراضات کا جواب کیسے دیتے تھے، اس معاملے میں انسان کو انتہائی فہیم اور حکیم ہونا چاہیے، یہ کوئی قانون وضابطہ نہیں ہے کہ ہر اعتراض کے جواب میں لڑائی کی جائے، یا اعتراض پر اعتراض کر دیا جائے، یا کسی قسم کی بے صبری کا مظاہرہ کیا جائے۔

بَابُ التَّشْدِيْدِ عَلَى الْمَدِيْنِ إِذَا لَمْ يُرِدِ الْوَفَاءَ أَوْ تَهَاوَنَ فِيْهِ وَعَدَمِ صَلَاةِ الْفَاضِلِ عَلٰى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

ادائیگی کا ارادہ نہ رکھنے والے یا ادائیگی میں سستی کرنے والے قرض دار شخص کی سخت مذمت اور فاضل آدمی کا فوت ہونے والے مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

(٦٠٢٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَائَهَا أَدَّاهَا اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَهَا يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٨٧١٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان لوگوں سے (قرض وغیرہ کے طور پر) مال لیتا ہے اور اس کا ارادہ واپس ادا کرنے کا بھی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادائیگی میں اس کی مدد کرتا ہے، لیکن جو انسان لوگوں کا مال اس ارادہ سے لیتا ہے کہ اسے ضائع کر دے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تلف کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... یہ حسنِ نیت کا انجام ہے کہ اللہ تعالیٰ ادائیگی کے یا معافی کے اسباب کر دے گا، جبکہ اس معاملے

(٦٠٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٨٧ (انظر: ٨٧٣٣)

میں بری نیت ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

(٦٠٢٤)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَجْشٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَالِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْجَنَّةُ۔)) فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ: ((إِلَّا الدَّيْنَ سَارَّنِيْ بِهِ جِبْرِيْلُ آنِفًا۔)) (مسند احمد: ١٩٢٨٧)

سیدنا محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو مجھے اس کا کیا صلہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت ملے گی۔'' پھر جب وہ آدمی جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر قرض معاف نہیں ہوگا، ابھی جبریل نے میرے ساتھ سرگوشی کی ہے۔''

(٦٠٢٦)۔ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ دَيْنٍ؟۔)) قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((نُصَلِّيْ عَلَيْهِ۔)) ثُمَّ أُتِيَ بِأُخْرٰى، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ دَيْنٍ؟)) قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ، قَالَ: فَقَالَ بِأَصَابِعِهِ: ((ثَلَاثُ كَيَّاتٍ۔)) قَالَ: ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ دَيْنٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((فَصَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: يُقَالُ لَهُ أَبُوْ قَتَادَةَ): عَلَيَّ دَيْنُهُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٦٦٢٤)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس میت نے کوئی قرضہ چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی نہیں، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی، پھر ایک اور جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا: ''اس نے کچھ قرض چھوڑا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، پھر فرمایا: ''کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، تین دینار چھوڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے انگلیوں پر شمار کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ آگ کے تین داغ ہیں۔'' پھر تیسرا جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ مقروض تھا؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ مقروض تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ترکہ بھی چھوڑا ہے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر خود ہی اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔'' یہ سن کر سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

(٦٠٢٤) صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ٣/ ٣٧٢، والطبرانى فى "الكبير": ١٩/ ٥٥٧ (انظر: ١٩٠٧٧)
(٦٠٢٦) تخريج: أخرجه بنحوه ومختصرا البخارى: ٢٢٨٩، ٢٢٩٥ (انظر: ١٦٥١٠)

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے خود مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور صحابہ کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا، اس سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ علاقے کی معروف اہل علم شخصیات کو ان لوگوں کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، جن کی نمازِ جنازہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھی۔

آپ ﷺ نے ترکہ کے تین دیناروں کو آگ کے تین داغ کیوں قرار دیا؟

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس وعید کا بیچ میں کوئی اور سبب ہوگا، اس کا اظہار صرف دیناروں کی بنا پر نہیں کیا گیا، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ میت مال کی اتنی مقدار چھوڑ جانے کی وجہ سے آگ کا حقدار نہیں ٹھہرتا ہے۔ آپ خود غور کریں کہ ایک طرف تو آپ ﷺ نے ترکہ چھوڑ جانے کی رغبت دلاتے ہوئے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''اگر تو (اپنے ترکہ کے ذریعے) اپنے وارثوں کو غنی کردے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑ جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال پھیلاتے پھریں۔'' (بخاری، مسلم)

اسی طرح جب نجدی نے زکوۃ کا مسئلہ سنا تو آپ ﷺ سے سوال کیا: کیا زکوۃ کے علاوہ بھی میرے مال میں کوئی حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ہاں اگر تم نفلی طور پر صدقہ کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو)۔'' (بخاری، مسلم) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مالدار زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اسی حالت میں اس کو موت بھی آ سکتی ہے۔

اس قسم کی بہت ساری احادیث ہیں جو زندگی میں مال و دولت جمع کرنے اور صاحبِ مال کے فوت ہونے کے بعد اس کو اس کے وارثوں میں تقسیم کر دینے پر دلالت کرتی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یہ قائم کیا ہے: ''بَابُ مَنْ اَدَّیٰ زَکَاتَہُ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ ......)) ...... زکوۃ کی ادائیگی کے بعد مال وہ خزانہ نہیں رہتا (جس کی مذمت کی گئی ہے) کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم غلہ پر زکوۃ لاگو نہیں ہوتی......''

اس بحث کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس آدمی نے مال سے متعلقہ حقوق کی ادائیگی صحیح طور پر نہ کی ہو، مثلاً اہل وعیال پر خرچ کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو لباس پہنانا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی مال کے باوجود فقر و فاقے کا اظہار کرتا ہو، جیسا کہ علقمہ مزنی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: اہل صفہ، مسجد میں رات گزارتے تھے، ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا، جب اس کا ازار کھولا گیا تو اس میں سے دو دینار نکلے، جن کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو داغ ہیں۔'' (مصنف عبد الرزاق: ۱/ ۴۲۱/ ۱۶۴۹)

اور اس احتمال کا بھی امکان ہے کہ یہ شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ مال سے متعلقہ تمام حقوق ادا کرے اور حلال ذرائع سے مال جمع کرے، وگرنہ وہ اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں بیان کی گئی وعید کا مطلب یہ ہو کہ ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ایک دینار میں ساڑھے چار ماشے سونا ہوتا ہے۔

(٦٠٢٧)۔ عَنْ أَبِی مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَلْقَاهُ عَبْدٌ بِهَا بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهٰى عَنْهَا أَنْ يَمُوْتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً۔)) (مسند احمد: ١٩٧٢٤)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں (معروف) منہی عنہ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کو اس حال میں موت آئے کہ وہ مقروض ہو اور اس نے اسے پورا کرنے کے لئے ترکہ بھی نہ چھوڑا ہو۔''

(٦٠٢٨)۔ عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ إِدَّانَ مِنْ رَجُلٍ دَيْنًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مِنْهُ أَنَّهُ لَا يُرِيْدُ أَدَاءَهُ إِلَيْهِ فَغَرَّهُ بِاللّٰهِ، وَاسْتَحَلَّ مَالَهُ بِالْبَاطِلِ، لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَهُوَ سَارِقٌ۔)) (مسند احمد: ١٩١٤٠)

سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی دوسرے شخص سے قرض لے اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جانتا ہو کہ یہ ادا نہیں کرنا چاہتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر دھوکہ دیا اور باطل طریقے سے اس کا مال حاصل کیا، ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ چور ہوگا۔''

(٦٠٢٩)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَصَرَهُ قِبَلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَ بَصَرَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ۔)) قَالَ: فَسَكَتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ إِلَّا خَيْرًا حَتّٰى أَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ: فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ

سیدنا محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مسجد کے صحن میں اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے، جہاں جنازے رکھے جاتے تھے، رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے اچانک اپنی نگاہ کو آسمان کی جانب اٹھا کر دیکھا، پھر اپنی نظر جھکا لی اور اپنا دست مبارک اپنی پیشانی پر رکھا اور فرمایا: ''سبحان اللہ! کتنی سختی نازل ہو رہی ہے۔'' ہم ایک دن رات تک تو خاموش رہے، جبکہ ہم نے خیر ہی پائی، اگلے دن جب صبح ہوئی تو سیدنا محمد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ نازل ہونے والی سختی کون سی تھی؟ آپ ﷺ نے

(٦٠٢٧) اسناده ضعيف لجهالة حال ابی عبد الله القرشي۔ أخرجه ابو داود: ٣٣٤٢ (انظر: ١٩٤٩٥)

(٦٠٢٨) اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوی عن صهيب۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤١٠ (انظر: ١٨٩٣٢)

(٦٠٢٩) تخريج: ضعيف بهذه السياقة، ابو كثير مولى محمد بن عبد الله روى عنه جمع وذكره ابن حبان في الثقات، وقد اختلف عليه فيه۔ أخرجه النسائي: ٧/ ٣١٤ (انظر: ٢٢٤٩٣)

اللّٰهِ ﷺ مَا التَّشْدِيْدُ الَّذِيْ نَزَلَ؟ قَالَ: ((فِي الدَّيْنِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَقْضِيَ دَيْنَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۶۰)

فرمایا: ''وہ قرض کے بارے تھی، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر کوئی اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے، پھر زندہ ہو، پھر اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو، پھر زندہ ہو اور اس پر قرض ہو، تو وہ جب تک قرض ادا نہیں کرے گا، اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔''

فوائد:...... آخرت کے لحاظ سے قرض کا معاملہ انتہائی خطرناک ہے، اگر کسی اشد ضرورت کی وجہ سے قرض لینا پڑ جائے تو پہلی فرصت میں اس کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے۔

بَابٌ فِيْ أَنَّ نَفْسَ الْمَيِّتِ مَحْبُوْسَةٌ عَنِ الْجَنَّةِ بِدَيْنِهِ
قرض کی وجہ سے میت کے نفس کو جنت سے روک لینے کا بیان

(۶۰۳۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَالَ: ((أَهَاهُنَا مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ أَحَدٌ؟۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ أَنْ تَكُوْنَ أَجَبْتَنِيْ؟ أَمَا إِنِّيْ لَمْ أُنَوِّهْ بِكَ إِلَّا لِخَيْرٍ، إِنَّ فُلَانًا لِرَجُلٍ مِنْهُمْ مَاتَ، إِنَّهُ مَأْسُوْرٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: إِنَّهُ مَحْبُوْسٌ عَنِ الْجَنَّةِ) بِدَيْنِهِ۔)) قَالَ: قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ أَهْلَهُ وَمَنْ يَتَحَزَّنَ لَهُ قَضَوْا عَنْهُ حَتّٰى مَا جَاءَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۹۴)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنی فلاں کا کوئی آدمی یہاں موجود ہے؟'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی، بالآخر ایک آدمی کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کس چیز نے تجھے پہلی دو بار جواب دینے سے روکے رکھا، میں نے تیرے ساتھ بھلائی ہی کرنی تھی، بات یہ ہے کہ تمہارا فلاں آدمی اپنے قرضے کی وجہ سے جنت سے روک دیا گیا ہے۔'' وہ کہتے ہیں: میں نے اس میت کے گھر والوں کو اور اس کے لیے غمزدہ ہونے والوں کو دیکھا کہ انھوں نے اس کا قرضہ اس طرح ادا کیا کہ کسی چیز کا مطالبہ کرنے والا کوئی شخص بھی باقی نہیں رہا تھا۔''

(۶۰۳۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَهُ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((حَتّٰى تُؤَدِّيَ)) (مسند احمد: ۲۰۳۴۶)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ جو کچھ لیتا ہے، وہ ادائیگی تک اس کے ذمے ہی رہتا ہے۔''

(۶۰۳۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائی: ۷/ ۳۱۵ (انظر: ۲۰۲۳۱)

(۶۰۳۱) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۶۱، وابن ماجه: ۲۴۰۰، والترمذی: ۱۲۶۶ (انظر: ۲۰۰۸۶)

(٦٠٣٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ۔)) (مسند احمد: ١٠١٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی روح اس وقت تک معلق رہتی ہے، جب تک اس پر قرض باقی رہتا ہے۔''

(٦٠٣٣)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ قَالَ: مَاتَ أَخِي وَتَرَكَ ثَلَاثَمِائَةِ دِينَارٍ وَتَرَكَ صِغَارًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوسٌ بِدَيْنِهِ فَاذْهَبْ فَاقْضِ عَنْهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبْتُ فَقَضَيْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَدَّعِي دِينَارَيْنِ وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: ((أَعْطِهَا، فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٠٩)

سیدنا سعد بن اطول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا بھائی فوت ہو گیا اور تین سو دینار ترکہ چھوڑا ہے، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے بھی چھوڑے ہیں، میں نے ارادہ کیا کہ یہ دینار ان پر خرچ کروں گا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تیرا بھائی قرض کی وجہ سے روکا ہوا ہے، اس لیے جا اوراس کا قرض ادا کر۔'' پس میں گیااور اس کا سارا قرض ادا کر کے پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے بھائی کا تمام قرض چکا دیا ہے، البتہ ایک عورت رہ گئی ہے، وہ دو دیناروں کا دعوی کرتی ہے، لیکن اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے بھی دے، کیونکہ وہ سچی ہے۔''

بَابُ نَسْخِ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ
مقروض آدمی کی نماز جنازہ ادا نہ کرنے کے حکم کا منسوخ ہونا

(٦٠٣٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فَسَأَلَ: ((هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، دِينَارَانِ، قَالَ: ((صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ۔)) فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: هُمَا عَلَيَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فصلّى عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى رَسُوْلِهِ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، ایک دفعہ آپ کے پاس ایک میت لائی گئی آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''کیا اس پر قرض ہے''۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں، یہ دو دینار کا مقروض ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم خود ہی اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔'' اتنے میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرے ذمہ ہیں، تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، جب اللہ تعالی نے آپ ﷺ پر فتوحات

(٦٠٣٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤١٣ (انظر: ١٠١٥٦)

(٦٠٣٣) تخريج: صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٣٣ (انظر: ١٧٢٢٧)

(٦٠٣٤) اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٤٣، والنسائي: ٤/ ٦٥ (انظر: ١٤١٥٩)

فَعَلَیَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٠٦)

کے دروازے کھولے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر مؤمن کے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں، اس لیے اب جو قرض چھوڑ کر مرے گا، اس کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی اور جو مال چھوڑ کر مرے گا، وہ اس کے ورثاء کا ہوگا۔''

(٦٠٣٥)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَهِدَ جَنَازَةً سَأَلَ: ((عَلٰی صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ؟)) فَإِنْ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ لَهُ وَفَاءٌ؟۔)) فَإِنْ قَالُوْا: نَعَمْ، صَلّٰی عَلَيْهِ، وَإِنْ قَالُوْا: لَا، قَالَ: ((صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ۔)) فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ، قَالَ: ((أَنَا أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَیَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔)) (مسند احمد: ٧٨٨٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازہ میں شرکت کرتے تو پوچھتے: ''تمہارے اس ساتھی پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟'' اگر لوگ کہتے: جی ہاں ہے، تو پھر آپ ﷺ پوچھتے: ''تو کیا اس نے قرض پورا کرنے کے لیے کچھ مال بھی چھوڑا ہے؟'' اگر لوگ کہتے کہ جی ہاں تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے اور اگر لوگ کہتے کہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا تو آپ ﷺ فرماتے: ''خود اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔'' پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایمانداروں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوں، اس لیے جو قرض چھوڑ کر مرے گا، اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی اور جو مال چھوڑ کر مرے گا، وہ اس کے ورثاء کا ہوگا۔''

فوائد:...... اس حدیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب فتوحات کی وجہ سے آمدنی کے ذرائع بڑھ گئے تو آپ ﷺ فوت ہونے والے مقروض صحابہ کی ادائیگی کر دیتے تھے، اس طرح ان کا قرضہ ادا ہو جاتا، پس ان کی نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بارے میں سختی بھی زائل ہو جاتی۔

نمازِ جنازہ کی عدمِ ادائیگی کا منسوخ ہونا، اس حدیث سے یہ استدلال تو نہیں کیا جا سکتا۔

بَابُ تَقْدِيمِ الدَّيْنِ عَلَى الْوَصِيَّةِ وَاسْتِحْقَاقِ الْوَرَثَةِ وَإِنْ كَانُوْا صِغَارًا

قرضے کو وصیت اور ورثاء کے حقوق پر مقدم کرنے کا بیان، اگرچہ ورثاء چھوٹی عمر والے ہوں

(٦٠٣٦)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقْرَءُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ تم یہ آیت پڑھتے

(٦٠٣٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٣١، ومسلم: ١٦١٩ (انظر: ٧٨٩٩)

(٦٠٣٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الحارث الاعور۔ أخرجه الترمذی: ٢٠٩٥، ٢١٢٢، وابن ماجه: ٢٧٣٩ (انظر: ١٢٢٢)

وْنَ ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ، يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ دُوْنَ أَخِيْهِ لِأَبِيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۲)

ہو''میت کی طرف سے کی گئی وصیت اور قرضے کے بعد (ترکہ تقسیم کرو)''لیکن رسول اللہ ﷺ نے وصیت کو پورا کرنے سے پہلے قرضے کی ادائیگی کا فیصلہ کیا ہے، نیز آپ ﷺ نے یہ حکم بھی فرمایا ہے کہ عینی بھائی وارث بنیں گے، نہ کہ علاتی بھائی، بندے کا عینی بھائی وارث بنتا ہے، نہ کہ علاتی بھائی۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے، بلکہ حافظ ابن کثیر نے کہا: علمائے سلف وخلف کا اجماع ہے کہ قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا۔ عینی اور علاتی بھائیوں میں قوی القرابہ اول الذکر ہیں، اس لیے جس مسئلہ میں بھائیوں کی یہ دو قسمیں جمع ہو جائیں تو عینی بھائی علاتیوں کو محجوب کر دیں گے۔

بَابُ مَايَجُوْزُ بَيْعُهُ فِي الدَّيْنِ وَاسْتِحْبَابِ وَضْعِ بَعْضِ الدَّيْنِ عَنِ الْمُعْسِرِ

ادھار کی وجہ سے کسی چیز کو فروخت کرنے اور تنگدست سے کچھ قرضہ معاف کر دینے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۰۳۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَتَرَكَ مُدَبَّرًا وَدَيْنًا فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيْعُوْهُ فِي دَيْنِهِ فَبَاعُوْهُ بِثَمَانِ مِائَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۴۹۹۶)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا اور مدبر غلام اپنے ورثے میں چھوڑا، جبکہ وہ مقروض بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس غلام کو اس کے قرض کی ادائیگی میں فروخت کر دیں، پس انہوں نے اس کو آٹھ سو درہم میں فروخت کیا تھا۔

فوائد:...... ''مُدَبَّر'' اس غلام کو کہتے ہیں، جس کا آقا اپنی زندگی میں یہ کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہو گا۔

اس روایت کی اصل شکل درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک ابو مذکور نامی انصاری آدمی نے اپنے غلام کو مدبَّر بنا دیا، جبکہ اِس کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''اس کو کون آدمی خریدے گا، اس کو کون آدمی خریدے گا؟'' پس سیدنا نُعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں اُس کو خرید لیا، آپ ﷺ نے ابو مذکور کو اس کی قیمت دی اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی فقیر ہو تو وہ سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرے، اگر زائد مال ہو تو اس کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، اگر ان سے بھی بچ جائے تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرے اور پھر بھی کوئی مال بچ جائے

(۶۰۳۷) حديث صحيح دون قوله "مات وترك دينا" وهذا اسناد ضعيف، شريك بن عبد الله النخعي سيء الحفظ۔ أخرجه بنحوه البخاري: ۲۲۳۰، ومسلم: ۹۹۷، لكن دون اللفظة الضعيفة (انظر: ۱۴۹۳۴)

تو اِدھر اُدھر خرچ کر دے۔'' (صحیح مسلم: ۹۹۷، مسند احمد: ۳/ ۳۰۵)

(۶۰۳۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي حَدْرَدِ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ كَانَ لِيَهُودِيٍّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ فَاسْتَعْدٰى عَلَيْهِ فقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ لِيْ عَلٰى هٰذَا أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ وَقَدْ غَلَبَنِيْ عَلَيْهَا، فَقَالَ: ((أَعْطِهِ حَقَّهُ۔)) قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهَا، قَالَ: ((أَعْطِهِ حَقَّهُ۔)) قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهَا، قَدْ أَخْبَرْتُهُ أَنَّكَ تَبْعَثُنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَأَرْجُوْ أَنْ تُغْنِمَنَا شَيْئًا فَأَرْجِعُ فَأَقْضِيْهِ، قَالَ: ((أَعْطِهِ حَقَّهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَالَ ثَلَاثًا لَمْ يُرَاجِعْ، فَخَرَجَ بِهِ ابْنُ أَبِيْ حَدْرَدٍ إِلَى السُّوْقِ وَعَلٰى رَأْسِهِ عِصَابَةٌ وَهُوَ مُتَّزِرٌ بِبُرْدَةٍ فَنَزَعَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ فَاتَّزَرَ بِهَا وَنَزَعَ الْبُرْدَةَ فَقَالَ: اشْتَرِ مِنِّيْ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ، فَبَاعَهَا مِنْهُ بِأَرْبَعَةِ الدَّرَاهِمِ، فَمَرَّتْ عَجُوْزٌ، فَقَالَتْ: مَالَكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ فَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: دُوْنَكَ هٰذَا بِبُرْدٍ عَلَيْهَا طَرَحَتْهُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۵۵۷۰)

سیدنا ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک یہودی کے چار درہم دینے تھے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس میری شکایت لے کر گیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) اس آدمی نے میرے چار درہم دینے ہیں، لیکن اب یہ مجھ پر غالب آ گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس کو اس کا حق ادا کرو۔'' انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میرے پاس گنجائش نہیں ہے، آپ ﷺ نے اسے پھر فرمایا: ''اس کا حق ادا کرو۔'' انھوں نے دوبارہ کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے پاس گنجائش نہیں ہے، میں نے اس یہودی کو بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں خیبر کی جانب بھیج رہے ہیں، اس لیے ہمیں امید ہے کہ مال غنیمت حاصل ہوگا اور میں واپس آ کر قرض ادا کر دوں گا، لیکن آپ ﷺ نے اسے پھر حکم دیا اور فرمایا: ''اس کا حق ادا کر دو۔'' آپ ﷺ جب کوئی بات تین دفعہ ارشاد فرما دیتے تو اس کے بعد مزید تکرار نہیں کرتے تھے۔ سیدنا ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ بازار گئے، سر پر ایک پگڑی تھی اور چادر کا تہبند باندھ رکھا تھا، سر سے پگڑی اتاری اور اس کا تہبند باندھ لیا اور چادر اتار لی اور آ کر یہودی سے کہا: یہ چادر مجھ سے خرید لو، پس اس نے چار درہم میں یہ چادر خرید لی، اتنے میں وہاں سے ایک بڑھیا کا گزر ہوا، اس نے پوچھا: اے صحابی رسول! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے اس کو ساری بات بتلائی، بڑھیا کے پاس ایک چادر تھی، اس نے اس کی بات سن کر وہ اس کی طرف پھینک دی اور کہا: یہ لے چادر۔

(۶۰۳۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، محمد بن ابی یحیی الاسلمی لم یدرك ابن ابی حدرد الاسلمی۔ أخرجه الطبرانی فی "الصغیر" وفی "الاوسط" (انظر: ۱۵۴۸۹)

(٦٠٣٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى: ((يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ!)) فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ الشَّطْرَ، قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُمْ فَاقْضِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧١٩)

عبداللہ بن کعب سے مروی ہے کہ ان کے باپ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن ابی حدرد سے قرض کا مطالبہ کیا، یہ عہد نبوی کی بات ہے، اس سلسلے میں ان کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں، جبکہ وہ مسجد میں تھے، کہ آپ ﷺ نے سن لیں اور آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے، پس آپ ﷺ ان کی طرف آئے اور اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور یوں آواز دی: ''اے کعب بن مالک!'' انھوں نے کہا: جی اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ آدھا قرضہ معاف کر دو، انھوں نے کہا: جی میں نے کر دیا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اٹھو اور باقی قرض ادا کر دو۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے قرض خواہ کو حکم دیا کہ وہ آدھا قرض معاف کر دے، یہ آپ ﷺ کی رحم دلی کا ثبوت ہے۔

معلوم ہوا کہ امیر اور ذمہ دار قرض خواہ کو کہہ سکتا ہے کہ قرضہ کچھ معاف کر دو۔ قرض خواہ کو بھی امیر کی بات کا لحاظ کر کے شرح صدر کا ثبوت دیتے ہوئے بات کی تعمیل کرنی چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٠٤٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ۔)) قَالَ: فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ١١٤٣٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی نے پھل خریدا، لیکن اس پھل پر کوئی آفت پڑی، جس کی وجہ سے وہ آدمی بہت زیادہ مقروض ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' لوگوں نے صدقہ تو کیا، لیکن اس کی مقدار اس کے قرضے سے کم رہی، بالآخر آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جو کچھ تمہیں مل رہا ہے، اُس کو لے لو اور اس کے علاوہ مزید کچھ نہیں ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کے مطابق بھی آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے سفارش کی کہ وہ باقی قرض معاف کر دیں۔

(٦٠٣٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٥٨ (انظر: ٢٧١٧٧)
(٦٠٤٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٥٦ (انظر: ١١٣١٧)

بَابُ مَنِ اسْتَدَانَ لِكَارِثَةٍ أَوْ حَاجَةٍ ضَرُوْرِيَّةٍ نَاوِيًا الْوَفَاءَ وَلَمْ يَجِدْ وَفَّى اللّٰهُ عَنْهُ

اس چیز کا بیان کہ جس آدمی نے کسی حادثے یا ضرورت کی بنا پر قرضہ لیا، جبکہ وہ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو اور ادا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا

(٦٠٤١)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْعُو اللّٰهُ بِصَاحِبِ الدَّيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُوْقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! فِيْمَ أَخَذْتَ هٰذَا الدَّيْنَ؟ وَفِيْمَ ضَيَّعْتَ حُقُوْقَ النَّاسِ؟ فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ! اِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّیْ أَخَذْتُهُ فَلَمْ آكُلْ وَلَمْ أَشْرَبْ وَلَمْ أَلْبَسْ وَلَمْ أُضَيِّعْ، وَلٰكِنْ أَتٰى عَلٰى يَدَيَّ إِمَّا حَرَقٌ وَإِمَّا سَرَقَ وَإِمَّا وَضِيْعَةٌ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: صَدَقَ عَبْدِیْ، أَنَا أَحَقُّ مَنْ قَضٰى عَنْكَ الْيَوْمَ، فَيَدْعُو اللّٰهُ بِشَیْءٍ فَيَضَعُهُ فِیْ كِفَّةِ مِيْزَانِهِ فَتَرْجَحُ حَسَنَاتُهُ عَلٰى سَيِّئَاتِهِ فَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ۔)) (مسند احمد: ١٧٠٨)

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مقروض آدمی کو روزِ قیامت بلا کر اپنے سامنے کھڑا کرکے کہیں گے: اے آدم کے بیٹے! یہ قرض کیوں لیا تھا؟ تو نے کس لیے لوگوں کے حقوق ضائع کئے تھے؟ وہ آدمی کہے گا: اے میرے پروردگار! تجھے معلوم ہے میں نے یہ قرض کھانے پینے، پہننے اور فضول ضائع کرنے کے لئے نہیں لیا تھا، بلکہ اپنے مال کے جل جانے یا چوری ہو جانے یا تجارت میں گھاٹا پڑنے کی وجہ سے لیا تھا، اللہ تعالیٰ کہے گا: میرے بندے نے سچ کہا ہے، لہٰذا آج میں اس کی طرف سے اس کا قرض پورا کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کچھ منگوا کر اس آدمی کے ترازو کے پلڑے میں رکھے گے، جس کی وجہ سے اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر بھاری ہو جائیں گی، اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے گا۔“

(٦٠٤٢)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا تَدَّانُ، فَقِيْلَ لَهَا: مَا لَكِ وَلِلدَّيْنِ؟ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ نِيَّةٌ فِیْ أَدَاءِ دَيْنِهِ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَوْنٌ۔)) فَأَنَا أَلْتَمِسُ ذٰلِكَ الْعَوْنَ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٠٧)

محمد بن علی کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قرض لیا کرتی تھیں، جب ان سے کہا گیا کہ آپ کا قرض سے کیا تعلق ہے تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص قرض لینے کے بعد اس کو ادا کرنے کی نیت رکھے گا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو خصوصی مدد حاصل ہو گی۔“ پس میں وہ مدد تلاش کر رہی ہوں۔

(٦٠٤١) تخريج: اسناده ضعيف، صدقة بن موسى الدقيقي ضعيف۔ أخرجه البزار: ١٣٣٢، والطيالسي: ١٣٢٦ (انظر: ١٧٠٨)

(٦٠٤٢) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٠٩ (انظر: ٢٤٩٩٣)

(٦٠٤٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِیْ دَيْنًا ثُمَّ جَهَدَ فِیْ قَضَائِهِ فَمَاتَ وَلَمْ يَقْضِهِ فَأَنَا وَلِيُّهُ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٢٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے جس انسان نے قرضہ لیا اور پھر اس کو ادا کرنے کی کوشش کی، لیکن ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔''

(٦٠٤٤)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ هَمَّهُ قَضَاؤُهُ أَوْهَمَّ بِقَضَائِهِ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ حَارِسٌ۔)) (مسند احمد: ٢٦٧١٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جس انسان پر قرض ہو اور اس کو چکا دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک نگہبان مقرر ہوگا۔''

(٦٠٤٥)۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا اسْتَدَانَتْ دَيْنًا فَقِيْلَ لَهَا: تَسْتَدِيْنِيْنَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاؤُهُ؟ قَالَتْ: إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْتَدِيْنُ دَيْنًا يَعْلَمُ اللّٰهُ أَنَّهُ يُرِيْدُ أَدَائَهُ إِلَّا أَدَّاهُ۔)) (مسند احمد: ٢٧٣٥٣)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے قرض لیا، کسی نے ان سے کہا: آپ قرض لیتی ہیں، جبکہ آپ میں واپس کرنے کی طاقت نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب کوئی آدمی قرض لیتا ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ یہ شخص ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ادا کروا دیتا ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی ایسی ضرورت کے لیے قرض لیتا ہے، جس کے بغیر اس کا کوئی چارۂ کار نہ ہو اور پھر اس کی ادائیگی کا سچا عزم رکھتا ہو اور پہلی فرصت میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرنے والا ہے، لیکن اگر وہ پھر بھی قرض ادا نہ کر سکا تو حسن ظن یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کا مؤاخذہ نہیں کرے گا اور اگر قرض خواہ نے اپنی زندگی میں اس کو معاف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے راضی کر دے گا۔

(٦٠٤٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلٰى رَسُوْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٣٢٨٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مال چھوڑا، وہ اس کے اہل وعیال کے لیے ہوگا اور جس نے قرض چھوڑا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمے ہوگا۔''

(٦٠٤٣) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ٤٨٣٨، والطبرانی "فی الاوسط": ٩٣٣٤، والبيهقی: ٧/ ٢٢ (انظر: ٢٥٢١١)

(٦٠٤٤) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ٣٧٧١ (انظر: ٢٦١٨٧)

(٦٠٤٥) تخريج: صحيح بشواهده۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٠٨، والنسائی: ٧/ ٣١٥ (انظر: ٢٦٨١٦)

(٦٠٤٦) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابويعلى: ٤٣٤٣ (انظر: ١٣٢٥١)

(٦٠٤٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَـا أَوْلَى النَّاسِ بِأَنْفُسِهِمْ، مَنْ تَـرَكَ مَـالًا فَلِـمَـوَالِيْ عَصَبَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ ضِيَـاعًـا أَوْ كَلًّا فَـأَنَـا وَلِيُّـهُ فَلِأُدْعٰى لَهُ۔)) (مسند احمد: ٨٦٥٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایمانداروں کی جانوں سے بھی ان کے قریب ہوں، اس لیے جو شخص مال چھوڑے وہ اس کے عزیز و اقارب کے لیے ہوگا اور جو کوئی چھوٹے بچے یا (قرض وغیرہ) کا بوجھ چھوڑ کر فوت ہو، اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کا مؤمنوں کی جانوں سے بھی قریب ہونا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی مسلمان کو ایک چیز کی طرف بلا رہے ہوں، جبکہ اس کے نفس کا تقاضا کوئی اور ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کے خیال کو ترک کر کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو مانے، کیونکہ اسی میں دائمی نجات ہو گی، جبکہ ایسی صورت میں نفس کے تقاضے کو پورا کرنے میں ہلاکت ہوگی۔

مسلمانوں کے حکمرانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے، آپ ﷺ تو فوت ہونے والوں کے قرضے چکاتے اور ان کی اولاد کا سہارا بنتے تھے، اب معاملہ الٹ ہو چکا ہے، جس حکمران کا داؤ چلتا ہے، وہ اپنی رعایا کے مال و دولت اور قومی خزانے کو لوٹنا چاہتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ

تنگدست کو مہلت دینے والے یا اس کو معاف کر دینے والے کی فضیلت کا بیان

ملحوظہ: ......ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس میں لوگوں کے مزاجوں میں انتہائی جلد بازی، عجلت پسندی، بے صبری اور ظاہر پرستی پائی جا رہی ہے، ان بیماریوں کی وجہ سے قرض خواہ کو قرض دار پر سختی کرتے ہوئے پایا گیا ہے اور اب تو اس کی ترش مزاجی کی وجہ سے قرض دار نے بھی بولنا شروع کر دیا ہے۔

کسی کو مہلت دینے یا معاف کرنے کے لیے بڑے صبر اور دور اندیشی کی ضرورت ہے، ہم یہاں یہ گزارش کرنا چاہتے ہے کہ درج ذیل احادیث کا تعلق چند دنوں کی معافی سے نہیں ہے، اگر لوگ اللہ تعالی کے لیے کسی کو قرض دے سکتے ہیں تو دیں، لیکن یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ ممکن ہے کہ یہ آدمی وعدے پر پورا نہ اترے اور اس چیز کا بھی امکان ہے کہ یہ آدمی زندگی بھر اس کا قرض واپس نہ کر سکے، ایسے میں اس کا ردّ عمل کیا ہوگا، اگر بیچ میں اللہ تعالی کا نام رہا تو معاف کر دینا بھی انتہائی آسان لگے گا، لیکن اگر یہ نیکی کسی شخص کی وجہ سے کی گئی تو پھر کامیابی کے ساتھ معاملہ طے کرنا بڑا مشکل ہو جائے گا اور بارگاہِ ایزدی میں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

ہمارے معاشرے کی مصیبت ہے کہ جب ہم بندوں پر کوئی نیکی کرتے ہیں تو اس کا صلہ بندوں سے لینے کے متمنی ہوتے ہیں، نہ کہ اللہ تعالی سے، اس وجہ سے گلے شکوے بھی کرنا پڑتے ہیں اور احسان بھی جتلانے پڑتے ہیں، نتیجتاً جس

(٦٠٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٤٥ (انظر: ٨٦٧٣)

نیکی کی وجہ سے محبت کا سماں پیدا ہونا چاہیے تھا، وہ دشمنی اور نفرت کا باعث بن جاتی ہیں۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ درج ذیل احادیث پر عمل کرنے کے لیے خاصے سلجھے ہوئے مزاج کی ضرورت ہے، جو مزاج جذباتی نہ ہو اور پہلے تولو پھر بولو کا عادی ہو، جبکہ وہ روحِ اسلام کو بھی سمجھنے والا ہو۔

(٦٠٤٨)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَظَلَّ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ تَرَكَ لِغَارِمٍ)) (مسند احمد: ٥٣٢)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے سائے میں جگہ دے گا کہ جس دن کوئی اور سایہ نہیں ہوگا، جو آدمی تنگدست کو مہلت دے گا یا چٹی بھرنے والے کو معاف کر دے گا۔''

فوائد:...... لیکن اس باب میں احادیثِ صحیحہ کا وجود ملتا ہے، مثلا: سیدنا ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ۔))...... ''جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے گا یا اس کو معاف کر دے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں جگہ دیں گے۔'' (صحیح مسلم: ٣٠٠٦، واللفظ لابن حبان)

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ لَهُ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ۔))...... ''جس شخص نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کو سرے سے معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا، جبکہ اس دن کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔''

یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ تنگدست کو مہلت دینے یا اس کو معاف کر دینے کی وجہ سے حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کا سایہ نصیب ہو جائے، جبکہ اس میدان میں گرمی بھی آگ برس رہی ہوگی اور سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾...... ''اور اگر تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٨٠)

(٦٠٤٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول

(٦٠٤٨) تخريج: اسناده ضعيف جدا، العباس بن الفضل الانصاری منکر الحديث، قاله البخاری، هشام بن زياد القرشی متروك الحديث، وابوه لينه البخاری، ومحجن مولی عثمان لم يوثقه غير ابن حبان (انظر: ٥٣٢)

(٦٠٤٩) تخريج: اسناده ضعيف جدا، نوح بن جعونة لا يعرف بجرح ولا تعديل، وقال الذهبی: اجوّز ان يكون نوح بن ابی مريم، اتی بخبر منكر، ثم اشار الی هذا الحديث، واقره ابن حجر، وقد اجمعوا علی تكذيبه (انظر: ٣٠١٥)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ وَهُوَ يَقُوْلُ بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَأَوْمَأَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ، وَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، أَلَا إِنَّ عَمَلَ الْجَنَّةِ حَزْنٌ بِرَبْوَةٍ، ثَلَاثًا أَلَا إِنَّ عَمَلَ النَّارِ سَهْلٌ بِسَهْوَةٍ، وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُقِيَ الْفِتَنَ، وَمَا مِنْ جُرْعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا عَبْدٌ، مَا كَظَمَهَا عَبْدٌ إِلَّا مَلَأَ اللّٰهُ جَوْفَهُ إِيْمَانًا۔)) (مسند احمد: ۳۰۱۵)

اللہ ﷺ مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین کی طرف اشارہ کیا، ابوعبدالرحمٰن نے اسی طرح کا اشارہ بھی کیا، پھر آپ ﷺ فرمایا: ''جو کسی تنگدست کو مہلت دے یا اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے بھاپ سے محفوظ رکھے گا، خبردار! جنت والے اعمال اونچی جگہ پر سخت زمین پر ہل چلانے کی مانند مشکل ہیں (یہ کلمہ تین دفعہ دوہرایا) اور دوزخ والے اعمال خواہش پرستی کی وجہ سے نرم زمین پر ہل چلانے کی مانند ہیں، اور خوش بخت وہ ہے جو فتنوں سے بچ گیا ہو۔ وہ گھونٹ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، جو بندہ غصے کو برداشت کر کے پی جاتا ہے، جب بندہ (غصے پر قابو پا کر) ایسا گھونٹ پیتا ہے تو اللہ تعالی اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔''

(۶۰۵۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ لِرَسُوْلِهِ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ، وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِيْ غُلَامٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا بَعَثْتُهُ يَتَقَاضٰى قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ۔)) (مسند احمد: ۸۷۱۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی تھا، اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، البتہ وہ لوگوں کے ساتھ لین دین کے معاملات کے بارے میں اپنے نمائندے سے کہتا تھا: جس سے جو میسر ہو، لے لینا اور جس کے لے مشکل ہو، اس کو چھوڑ دینا اور درگزر کرنا، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر فرما دے، پس جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالی نے اس سے کہا: کیا تو نے کبھی خیر کا کوئی کام بھی کیا تھا؟ اس نے کہا: جی نہیں، البتہ میں نے ایک عمل کیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں لوگوں سے کاروباری لین دین کیا کرتا تھا اور جب میں نے اپنے لڑکے کو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا تھا تو اس کو کہتا تھا: جو کسی سے آسان لگے، وہ لے لینا اور جس کے لیے مشکل ہو، اس کو رہنے دینا اور درگزر کرنا، شاید اس وجہ سے اللہ تعالی ہم سے درگزر کرے، اللہ تعالی نے کہا: تحقیق میں نے

(۶۰۵۰) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ۲۰۷۸، ۳۴۸۰، ومسلم: ۱۵۶۲ (انظر: ۸۷۳۰)

تجھ سے درگزر کر دیا ہے۔‘‘

(٦٠٥١)۔ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٧١٩٠)

سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

(٦٠٥٢)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَزَادَ: ((فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٧٤٤)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔‘‘

(٦٠٥٣)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ٢٠٢١٩)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس آدمی کا کسی شخص پر حق ہو اور وہ اس کو (کچھ دنوں تک) مہلت دے دے تو اسے ہر دن کے عوض (اتنی مقدار میں) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔‘‘

فوائد:...... اگلی حدیث اس مفہوم میں واضح ہے۔

(٦٠٥٤)۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ۔)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔))، قَالَ لَهُ: ((بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔))

سیدنا بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی تو اسے ہر روز کے عوض اس قرض کی مقدار کے برابر صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔‘‘ پھر ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی، اسے ہر روز اس کی مقدار کا دو گنا صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔‘‘ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک دن میں نے آپ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ ’’جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی تو اسے ہر روز کے عوض اس قرض کی مقدار کے برابر صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔‘‘ اور ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی، اسے ہر روز اس کی مقدار کا دو گنا صدقہ

(٦٠٥١) تخريج: انظر الحديث التالى، هو نفس هذا الحديث (انظر: ١٧٠٦٤)

(٦٠٥٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٠٧٧، ٣٤٥١، ومسلم: ١٥٦٠ (انظر: ٢٣٣٥٣)

(٦٠٥٣) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابوداود نفيع بن الحارث الاعمى متروك۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ١٨/ ٦٠٣ (انظر: ١٩٩٧٧)

(٦٠٥٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤١٨ (انظر: ٢٣٠٤٦)

(مسند احمد: ٢٣٤٣٤)

کرنے کا اجر ملے گا۔'' (پہلی دفعہ ایک گنا اور دوسری دفعہ دو گنا کی بات کی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کے وعدے کا وقت آنے سے پہلے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور جب قرض کا وعدہ آ جاتا ہے اور وہ مہلت دے دیتا ہے تو ہر روز قرض کی دوگنا مقدار کا ثواب ملتا ہے۔''

(٦٠٥٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ دَيْنٌ وَكَانَ يَأْتِيْهِ يَتَقَاضَاهُ فَيَخْتَبِيءُ مِنْهُ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَخَرَجَ صَبِيٌّ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَقَالَ: نَعَمْ هُوَ فِي الْبَيْتِ يَأْكُلُ خَزِيْرَةً، فَنَادَاهُ: يَا فُلَانُ! اُخْرُجْ فَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكَ هَاهُنَا، فَخَرَجَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا يُغَيِّبُكَ عَنِّيْ؟ قَالَ: إِنِّيْ مُعْسِرٌ وَلَيْسَ عِنْدِيْ، قَالَ: آللّٰهِ! إِنَّكَ مُعْسِرٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَبَكٰى أَبُوْ قَتَادَةَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ غَرِيْمِهِ أَوْ مَحَا عَنْهُ كَانَ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٩٩٩)

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں: سیدنا ابوقتادہ ؓ نے ایک آدمی سے قرض لینا تھا، وہ اس کا تقاضا کرنے کیلئے اس کے پاس آتے رہتے تھے، لیکن وہ مقروض ان کو دیکھ کر چھپ جاتا تھا، ایک روز وہ حسبِ معمول قرض کا مطالبہ کرنے کیلئے آئے اور اس آدمی کا لڑکا گھر سے باہر آیا، سیدنا ابوقتادہ ؓ نے اس سے اپنے مقروض کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے، اس بچے نے کہا: جی وہ گھر پر ہیں اور خزیرہ کھا رہے ہیں، یہ سن کر سیدنا ابوقتادہ ؓ نے آواز دی: اے فلاں! باہر آ جا، مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تو گھر پر ہی ہے، سو وہ باہر آ گیا، سیدنا ابوقتادہ ؓ نے اس سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ تو مجھ سے چھپ جاتا تھا؟ اس نے جواب دیا: بات یہ ہے کہ میں تنگدست ہوں، میرے پاس قرض کی ادائیگی کی طاقت نہیں ہے۔ یہ بات سن کر سیدنا ابو قتادہ ؓ رو پڑے اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہو سنا: ''جو مقروض کو مہلت دے گا یا اس کا قرض معاف کر دے گا تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں کھڑا ہو گا۔''

فوائد: ...... گوشت اور آٹے سے تیار کیا ہوا ایک کھانا۔

(٦٠٥٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٦٠٥٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٦٣ (انظر: ٢٢٦٢٣)

(٦٠٥٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف زيد العمى، ثم هو منقطع، زيد روايته عن الصحابة مرسلة۔

أخرجه ابويعلى: ٥٧١٣ (انظر: ٤٧٤٩)

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَتُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ۔)) (مسند احمد: ٤٧٤٩)

نے فرمایا: ''جس کا یہ ارادہ ہو کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور اس کی مصیبت دور کی جائے تو وہ تنگدست پر کشادگی کرے۔''

(٦٠٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٩٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کا سایہ دے گا۔''

(٦٠٥٨)۔ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُظِلَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ ظِلِّهِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: يَوْمَ لَاظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ) فَلْيُنْظِرِ الْمُعْسِرَ أَوْلِيَضَعْ عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٠٥)

صحابیٔ رسول سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس دن اس پر اپنا سایہ کریں، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، تو اس کو چاہیے کہ وہ تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض سرے سے معاف ہی کر دے۔''

❁❁❁

(٦٠٥٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه الترمذي: ١٣٠٦ (انظر: ٨٧١١)

(٦٠٥٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤١٩ (انظر: ١٥٥٢٠)

كِتَابُ الرِّهْنِ
گروی کا بیان

بَابُ جَوَازِ الرِّهْنِ فِي الْحَضَرِ
حضر میں گروی رکھنے کے جواز کا بیان

رہن (گروی):......قرض کے بدلے کوئی چیز بحیثیت دستاویز رکھنا۔

(٦٠٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ يَهُودَ عَلَى ثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَخَذَهَا رِزْقًا لِعِيَالِهِ۔ (مسند احمد: ٢١٠٩)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض بطورِ گروی پڑی تھی، آپ ﷺ نے اپنے اہل وعیال کی خوراک کے لئے یہودی سے وہ جو ادھار لئے تھے۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَقْبُوضَةٌ﴾ ...... ''اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو قبضہ میں رکھی ہوئی گروی ہو گی۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٨٣)

اس آیتِ مقدسہ میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گروی رکھنا سفر کے ساتھ خاص ہے، یہاں اغلبیت کے طور پر سفر کا ذکر کیا گیا، وگرنہ حضر میں بھی گروی رکھنا درست ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے کفار کے ساتھ ایسے معاملات کا جواز نکلتا ہے، جن کے متعلق واضح حرمت نہیں آئی۔

(٦٠٦٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ بِثَلَاثِينَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تھے تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض گروی میں

(٦٠٥٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاری۔ أخرجه الترمذی: ١٢١٤، والنسائی: ٧/ ٣٠٣، وابن ماجه: ٢٤٣٩ (انظر: ٢١٠٩)

(٦٠٦٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٩١٦، ٤٤٦٧، ومسلم: ١٦٠٣ (انظر: ٢٥٩٩٨)

صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ۔ (مسند احمد: ٢٦٥٢٦)

پڑی ہوئی تھی۔

(٦٠٦١)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: اِشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا نَسِيْئَةً فَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا۔ (مسند احمد: ٢٤٦٤٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ادھار پر ایک یہودی سے اناج خریدا تھا اور اپنی زرہ بطورِ گروی اس کے پاس رکھی تھی۔

فوائد:...... اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلحہ وغیرہ جس سے غیر مسلم کو نقصان پہنچ سکے، اس سے احتیاط کرتے ہوئے دوسری اشیاء کی تجارت غیر مسلموں سے جائز ہے۔

(٦٠٦٢)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ بِوَسْقٍ مِنْ شَعِيْرٍ۔ (مسند احمد: ٢٨١٣٩)

سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ایک وسق جو کے عوض بطورِ گروی پڑی تھی۔

فوائد:...... صحیح احادیث کے مطابق آپ ﷺ نے تیس صاع غلہ لیا تھا، اس روایت میں وسق کا ذکر ہے، جس میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔

(٦٠٦٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَلَقَدْ رَهَنَ يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ أَخَذَ مِنْهُ طَعَامًا، فَمَا وَجَدَ مَا يَفْتَكُّهَا بِهِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: حَتّٰى مَاتَ)۔ (مسند احمد: ١٣٥٣١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے ایک یہودی کے ہاں اپنی زرہ گروی رکھ کر اس سے اناج لیا تھا، وفات تک اتنی گنجائش نہ ہو سکی کہ آپ ﷺ اس کو واپس لے لیتے۔

بَابُ الظَّهْرِ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا
گروی میں رکھی ہوئی سواری پر اس کے خرچ کے عوض سواری کر لینے کا بیان

(٦٠٦٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَةٍ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا، يُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گروی میں رکھی ہوئی سواری پر اس پر ہونے والے خرچ کے عوض میں سواری کی جائے گی اور اسی طرح دودھ والے

(٦٠٦١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٠٦٢) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "بوسق من شعير"، وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٣٨ (انظر: ٢٧٥٨٧)

(٦٠٦٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ماجه: ٤١٤٧ (انظر: ١٣٤٩٧)

(٦٠٦٤) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٢٥١١، ٢٥١٢ (انظر: ١٠١١٠)

وَعَلٰی الَّذِیْ یَشْرَبُ وَیَرْکَبُ نَفَقَتُہٗ۔)) (مسند احمد: ١٠١١٤)

جانور کا دودھ پیا جائے گا، اور اس کا خرچ دودھ پینے والے اور سواری کرنے والے شخص پر ہوگا۔“

(٦٠٦٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَتِ الدَّابَّةُ مَرْهُوْنَةً فَعَلٰی الْمُرْتَهِنِ عَلَفُهَا وَلَبَنُ الدَّرِّ یُشْرَبُ وَعَلٰی الَّذِیْ یَشْرَبُ وَیَرْکَبُ نَفَقَتُہٗ۔)) (مسند احمد: ٧١٢٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جانور گروی میں رکھا جائے گا تو اس کا چارہ گروی لینے والے کے ذمہ ہوگا اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے گا اور دودھ پینے والے اور سواری کرنے والے شخص پر اس کا خرچ ہوگا۔“

فوائد:...... گروی رکھنے والے کو رَاھِن اور جس کے پاس گروی رکھی جائے، اس کو مُرْتَھِن کہتے ہیں۔
اب سوال یہ ہے کہ مرتہن گروی میں رکھی ہوئی سے کوئی فائدہ حاصل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے:
اگر گروی رکھی جانے والی چیز خرچے کی محتاج نہ ہو، مثلاً گھر، سائیکل، موٹر سائیکل اور دیگر سامان وغیرہ تو کسی حال میں مرتہن کے لیے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اس سے نفع حاصل کرے اور اگر گروی میں رکھی جانے والی چیز خرچے کی محتاج ہو، مثلاً بکری اور گھوڑا وغیرہ، تو مرتہن اپنی طرف سے اس چیز پر جتنا خرچ کرے گا، اس کے برابر اس سے فائدہ اٹھا سکے گا، جیسا کہ درج بالا احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

كِتَابُ الْحَوَالَةِ وَالضَّمَانِ

حوالہ اور ضمان کا بیان

بَابُ وُجُوْبِ قُبُوْلِ الْحَوَالَةِ عَلٰی الْمَلِیْءِ وَتَحْرِیْمِ مَطْلِ الْغَنِیِّ

مالدار پر حوالہ قبول کر لینے کے وجوب اور غنی کے ٹال مٹول کرنے کی حرمت کا بیان

(٦٠٦٦)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ، وَاِذَا أُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰی مَلِیْءٍ فَلْیَتَّبِعْ۔)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((وَمَنْ أُحِیْلَ عَلٰی مَلِیْءٍ فَلْیَحْتَلْ۔)) (مسند احمد: ٩٩٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب کسی کو مالدار کے حوالے کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ یہ بات قبول کرے۔“ ایک روایت میں ہے: ”جب کسی کو مالدار کے حوالے کیا جائے تو وہ یہ حوالہ قبول کر لے۔“

(٦٠٦٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٠٦٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٨٨، ومسلم: ١٥٦٤ (انظر: ٩٩٧٣)

(٦٠٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُحِلْتَ عَلٰى مَلِيْءٍ فَاتْبَعْهُ وَلَا بَيْعَتَيْنِ فِيْ وَاحِدَةٍ۔)) (مسند احمد: ٥٣٩٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مالدار کا قرض ادا کرنے سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تجھے کسی صاحب مال کا حوالہ دیا جائے، تو تو اس کو تسلیم کر لے اور ایک سودے میں دو سودے نہیں ہیں۔''

فوائد:...... پہلے حوالہ کی مثال ملاحظہ کریں، زاہد نے عثمان سے ایک ہزار روپے کا قرض لینا ہے اور عثمان نے اتنی ہی رقم ابراہیم سے لینی ہے، اب عثمان زاہد سے کہتا ہے کہ تو نے مجھ سے جو ہزار روپیہ لینا ہے، وہ ابراہیم سے لے لینا، جبکہ ابراہیم مالدار بھی ہے، ایسی صورت میں زاہد کو چاہیے کہ وہ عثمان کی بات تسلیم کر لے اور اس کو قرض لینے یا دینے سے بری کر دے۔

حوالہ کی تعریف:...... مقروض کا اپنے قرض خواہ کو غیر کی طرف منتقل کر دینا۔

ایک سودے میں دو سودوں کے منع ہونے کے بارے میں مفصل بحث پہلے ہو چکی ہے۔

بَابُ ضَمَانِ دَيْنِ الْمَيِّتِ الْمُفْلِسِ
مفلس میت کے قرض کی ضمانت کا بیان

(٦٠٦٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنَّا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوْا: لَا، وَاللّٰهِ! مَا تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: ((فَهَلْ تَرَكَ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، قَالَ: ((فَهَلْ تَرَكَ لَهَا مِنْ قَضَاءٍ؟)) قَالُوْا: لَا، وَاللّٰهِ! مَا تَرَكَ لَهَا مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: ((فَصَلُّوْا أَنْتُمْ عَلَيْهِ۔)) قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَضَيْتُ عَنْهُ أَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((إِنْ قَضَيْتَ عَنْهُ بِالْوَفَاءِ صَلَّيْتُ

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم انصار میں سے ایک آدمی فوت ہوا، ہم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ درخوست کی کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی نہیں، کچھ نہیں چھوڑا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ مقروض ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، یہ اٹھارہ درہم کا مقروض ہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس نے ان کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی نہیں، کچھ نہیں چھوڑا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر خود ہی اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔'' سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بتائیں کہ اگر میں اس کا قرض ادا کر دوں تو پھر آپ اس

(٦٠٦٧) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٠٤ (انظر: ٥٣٩٥)

(٦٠٦٨) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٠٧، والترمذي: ١٠٦٩، والنسائي: ٤/ ٦٥ (انظر: ٢٢٦٥٧)

عَلَيْهِ.)) قَالَ: فَذَهَبَ أَبُوْ قَتَادَةَ فَقَضَى عَنْهُ فَقَالَ: ((وَفَّيْتَ مَا عَلَيْهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى عَلَيْهِ. (مسند احمد: ٢٣٠٣٤)

کی نماز جنازہ پڑھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم پورا ادا کر دو تو میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ گئے اور اس کا قرض ادا کر کے آ گئے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''ابو قتادہ! مکمل ادا کر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ادا کر دیا ہے، آپ ﷺ نے میت کو منگوایا اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

فوائد:...... حدیث نمبر (٦٠٢٦) یہ بات گزر چکی ہے کہ جونہی سیدنا ابو قتادہ نے قرض کی ذمہ داری اٹھائی اور آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اس میت کا قرض مجھ پر ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھا دی، لیکن اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ گئے اور قرض ادا کر کے آئے پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ادائیگی مکمل ہو گئی ہے، جب انھوں نے مثبت جواب دیا تو تب آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

ان دو روایات میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ قرض خواہ کی طرف گئے اور میت کی طرف سے ضمانت اٹھائی، اگرچہ بالفعل اس کا قرضہ ادا نہیں کیا، اس ضمانت کی وجہ سے میت بریٔ الذمہ ہو گیا اور آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھا دی، اگلے باب کی حدیث سے اس تاویل و تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔

بَابٌ فِيْ أَنَّ الْمَضْمُوْنَ عَنْهُ إِنَّمَا يَبْرَؤُ بِأَدَاءِ الضَّامِنِ لَا بِمُجَرَّدِ ضَمَانِهِ

جس چیز کی ضمانت دی گئی ہو، ضامن اس کی ادائیگی سے ہی بری ہو گی، نہ کہ صرف ضمانت اٹھانے سے

(٦٠٦٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ فَغَسَّلْنَاهُ وَحَنَّطْنَاهُ ثُمَّ أَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ، فَقُلْنَا: تُصَلِّيْ عَلَيْهِ. فَخَطَا خُطًى ثُمَّ قَالَ: ((أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟)) قُلْنَا: دِيْنَارَانِ، فَانْصَرَفَ فَتَحَمَّلَهَا أَبُوْ قَتَادَةَ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: الدِّيْنَارَانِ عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُحِقَّ الْغَرِيْمِ، وَبَرِئَ مِنْهُمَا الْمَيِّتُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا، پس ہم نے اسے غسل دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، تاکہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا فرمائیں۔ ہم نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں، آپ چند قدم چل کر رک گئے اور فرمایا: ''کیا اس پر قرض ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، دو دینار ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ تو واپس چل پڑے، پھر سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھائی اور ہم دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ

(٦٠٦٩) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٤٣ (انظر: ١٤٥٣٦)

بِيَوْمٍ: ((مَا فَعَلَ الدِّيْنَارَانِ؟)) فَقَالَ: إِنَّمَا مَاتَ أَمْسِ، قَالَ: فَعَادَ إِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: قَدْ قَضَيْتُهُمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْآنَ بَرَدَتْ عَلَيْهِ جِلْدُهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٩٠)

نے دو دیناروں کی ذمہ داری لے لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اب قرض خواہ تجھ سے یہ حق طلب کرے گا اور میت اس سے بری ہو گئی ہے؟'' سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جی ہاں، تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ ایک دن کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ دیناروں کا کیا بنا؟'' سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی کل تو وہ فوت ہوا ہے، پھر وہ لوٹے اور اگلے دن ان کی ادائیگی کر کے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ان کو ادا کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث واضح دلالت کرتی ہے کہ میت کا قرض کوئی اپنے ذمہ لے تو اسے جلدی ادا کر دینا چاہیے اور ذمہ لینے کے باوجود میت پر اس وقت تک بوجھ رہتا ہے، جب تک اس کی جانب سے ادا نہ کر دیا جائے۔

بَابٌ فِيْ أَنَّ ضَمَانَ الْمَبِيْعِ عَلَى الْبَائِعِ اِذَا وَجَدَ مَنْ يَسْتَحِقُّهُ

اگر اصل مالک فروخت شدہ چیز کو پالیتا ہے تو اس چیز کی ضمانت فروخت کرنے والے پر ہوگی

(٦٠٧٠)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سُرِقَ مِنَ الرَّجُلِ مَتَاعٌ أَوْ ضَاعَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَهُ بِيَدِ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِیْ عَلَى الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ۔)) (مسند احمد: ٢٠٤٠٨)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کا سامان چوری ہو جائے یا کسی طرح سے ضائع ہو جائے اور پھر وہ کسی کے پاس اپنا سامان بعینہ پالے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا اور خریدار حصولِ قیمت کیلئے فروخت کنندہ کی طرف رجوع کرے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مطلب ہے کہ ایک آدمی کا مال گم ہو جاتا ہے یا چوری ہو جاتا ہے اور پھر وہ مال اسی حالت میں کسی کے پاس مل جاتا ہے، تو یہ مال اصل مالک کو ہی ملے گا، اس آدمی نے جس سے خریدا ہوگا، اس سے اس کی قیمت واپس لے لے گا۔

❁❁❁

(٦٠٧٠) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٣١ (انظر: ٢٠١٤٦)

كِتَابُ التَّفْلِيْسِ وَالْحَجْرِ
مفلسی اور مالی معاملات پر پابندی لگانے کے مسائل

بَابُ مُلَازَمَةِ الْمَلِيْءِ وَعُقُوْبَتِهِ بِالْحَبْسِ وَإِطْلَاقِ الْمُعْسِرِ
قرض لینے کے لیے مالدار آدمی کا پیچھا کرنے اور قید کے ذریعے اس کو سزا دینے اور تنگدست کو آزاد چھوڑنے کا بیان

(٦٠٧١)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشُّرَيْدِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيُّ الْوَاجِدِ ظُلْمٌ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ۔)) قَالَ وَكِيْعٌ: عِرْضُهُ: شَكَايَتُهُ، وَعُقُوْبَتُهُ: حَبْسُهُ۔ (مسند احمد: ١٨١١٠)

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غنی آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، یہ چیز اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتی ہے۔'' امام وکیع نے کہا: بے عزتی سے مراد اس کی شکایت کرنا اور سزا سے مراد اس کو قید کرنا ہے۔

فوائد:...... غنی آدمی کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگ دست آدمی اس حکم سے مستثنی ہوگا اور اس کو مزید مہلت دی جائے گی یا اس کو معاف کر دیا جائے گا۔

خلیفہ اور حکمران کو حق حاصل ہے کہ کسی شبہ یا جرم کی بنا پر آدمی کو قید کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِيْ تُهْمَةٍ۔...... نبی کریم ﷺ نے کسی تہمت کی وجہ سے ایک آدمی کو قید کر لیا تھا۔ (ابوداود: ٣٦٣٠، ترمذی: ١٤١٧، نسائی: ٤٨٧٥)

(٦٠٧٢)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيْبَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی نے پھل خریدا، لیکن

(٦٠٧١) تخريج: اسناده محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ٣٦٢٨، وابن ماجه: ٢٤٢٧، والنسائي: ٧/ ٣١٦، وعلقه البخاري في الاستقراض باب لصاحب الحق مقال (انظر: ١٧٩٤٦)

(٦٠٧٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٥٦ (انظر: ١١٣١٧)

ثِـمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ۔)) قَالَ: فَتَصَدَّقَ النَّـاسُ عَـلَيْـهِ فَـلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ۔)) (مسند احمد: ١١٣٣٧)

اس پھل پر کوئی آفت پڑی، جس کی وجہ سے وہ آدمی بہت زیادہ مقروض ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' لوگوں نے صدقہ تو کیا، لیکن اس کی مقدار اس کے قرضے سے کم رہی، بالآخر آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جو کچھ تمہیں مل رہا ہے، اُس کو لے لو اور اس کے علاوہ مزید کچھ نہیں ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث مبارکہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب مفلس کا مال اس کے ذمہ قرضوں سے کم ہو گا تو پھر بھی اس کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ اس مال کو اپنے قرض خواہوں کے سپرد کر دے۔

بَابُ مَنْ وَجَدَ سِلْعَتَهُ عِنْدَ رَجُلٍ اِبْتَاعَهَا مِنْهُ وَقَدْ أَفْلَسَ

جو آدمی اپنا سامان مفلس ہو جانے والے خریدار کے پاس پا لینے

(٦٠٧٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: مَتَـاعِـهِ) عِـنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِمَّنْ سِوَاهُ۔)) (مسند احمد: ٧١٢٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بعینہ اپنا مال و متاع اس آدمی کے پاس پاتا ہے، جو مفلس ہو چکا ہے تو وہ دوسرے قرضخواہوں کی بہ نسبت اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

(٦٠٧٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَوَجَدَ رَجُـلٌ عِنْدَهُ مَالَهُ وَلَمْ يَكُنِ اقْتَضٰى مِنْ مَالِهِ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ١٠٨٠٧)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی مفلس ہو جائے اور اس کا ایک قرض خواہ اپنا مال اس کے پاس پا لے اور اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہ کیا ہو تو وہ مال اسی کا ہو گا۔''

(٦٠٧٥)۔ عَـنْ سَـمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)) (مسند احمد: ٢٠٣٧٠)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو قرض خواہ، مفلس کے پاس اپنا مال بعینہ پا لے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہو گا۔''

فوائد:...... تینوں احادیث کا مفہوم واضح ہے کہ جب کوئی آدمی مفلس ہو جانے والے شخص کے پاس بعینہ اپنا سامان پا لے تو وہ اسی کا ہو گا، مفلس کے باقی قرض خواہوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہو گا، بشرطیکہ اس نے اس کی قیمت

(٦٠٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٠٢، ومسلم ١٥٥٩ (انظر: ٧١٢٤)

(٦٠٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٠٧٥) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ٢٠١٠٩)

میں کچھ بھی وصول نہ کیا ہو۔

حدیث کے الفاظ سے یہ شرط بھی سمجھ آ رہی ہے کہ ابھی تک خریدار نے کسی کے مال میں کوئی تصرف نہ کیا ہو تو پھر اصل مالک زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر خریدار نے مال میں کوئی تصرف کرلیا ہو، اس کی حالت میں کوئی تبدیلی وغیرہ کر لی ہو، اس میں کچھ استعمال کرلیا ہو تو اصل مالک زیادہ حقدار نہیں ہوگا۔ بلکہ عام قرض خواہوں کی طرح حصہ کے مطابق حقدار ہوگا۔ (عبداللہ رفیق)

بَابُ الْحَجْرِ عَلَى السُّفَهَاءِ وَذِكْرِ مَنْ يُحْجَرُ عَلَيْهِ

بیوقوفوں پر پابندی لگانے کا اور ان لوگوں کا بیان، جن پر پابندی لگائی جائے گی

و قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''بے عقل لوگوں کو اپنے مال نہ دے دو، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ، پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔'' (سورۂ نساء: ۵)

(٦٠٧٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِيْ عُقْدَتِهِ يَعْنِيْ عَقْلِهِ ضَعْفٌ فَأَتَى اَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! اُحْجُرْ عَلٰى فُلَانٍ، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِيْ عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَاهُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ ﷺ: ((إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكِ الْبَيْعِ فَقُلْ: هُوَ هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٠٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی تجارت کیا کرتا تھا، اس کی عقل میں کچھ کمزوری تھی، اس لیے اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے رسول! آپ اس آدمی پر پابندی لگا دیں، کیونکہ وہ سودے کرتا ہے اور اس کے عقل میں کمزوری ہے (اس طرح نقصان اٹھا بیٹھتا ہے) نبی کریم ﷺ نے اسے بلایا اور تجارت کرنے سے منع کر دیا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس لین دین کو نہیں چھوڑ سکتا تو سودا کرتے وقت کہا کر: لیجئے جناب اور دیجئے، لیکن دھوکہ نہ ہو۔''

فوائد:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی عذر کی بنا پر کسی شخص پر اس کے بعض معاملات کے سلسلے میں پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کو سودا کرنے کا جو طریقہ سکھایا ہے، اس کی وضاحت حدیث نمبر (۵۹۱۶) میں گزر چکی ہے۔

(٦٠٧٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٠١، وابن ماجه: ٢٣٥٤، والترمذي: ١٢٥٠، والنسائي: ٧/ ٢٥٢ (انظر: ١٣٢٧٦)

بَابُ إِثْبَاتِ الرُّشْدِ وَعَلَامَاتِ الْبُلُوْغِ

سن رشد کے اثبات اور بلوغت کی علامتوں کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے اور آزماتے رہو، پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو (سورۂ نساء: ٦)

(٦٠٧٧)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ خَمْسِ خِلَالٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ: وَمَتٰى يَنْقَضِي يُتْمُ الْيَتِيْمِ؟ فَأَجَابَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِيْ عَنْ يُتْمِ الْيَتِيْمِ مَتٰى يَنْقَضِيْ، وَلَعَمْرِيْ! أَنَّ الرَّجُلَ تُنْبِتُ لِحْيَتُهُ وَهُوَ ضَعِيْفُ الْأَخْذِ لِنَفْسِهِ فَإِذَا كَانَ يَأْخُذُ لِنَفْسِهِ مِنْ صَالِحِ مَا يَأْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ الْيُتْمُ۔ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢٨١١)

یزید بن ہرمز کہتے ہیں: نجدہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پانچ باتیں پوچھنے کے لیے ایک خط لکھا، ....ان میں ایک بات یہ تھی کہ یتیم کی یتیمی کا وقت کب ختم ہوتا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں لکھا: تو نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ یتیم کی یتیمی کا وقت کب ختم ہوتا ہے، مجھے میری عمر کی قسم ہے کہ آدمی کی داڑھی اگ آتی ہے، لیکن پھر بھی وہ اپنے معاملہ میں کمزور گرفت والا رہتا ہے، جب وہ لوگوں کے معاملات میں سے اپنے لیے اچھی چیز کا انتخاب کر سکتا ہو تو اس کی یتیمی ختم ہو جائے گی۔

(٦٠٧٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ وَعَنِ الْيَتِيْمِ مَتٰى يَنْقَضِيْ يُتْمُهُ؟ قَالَ: إِذَا احْتَلَمَ وَأُوْنِسَ مِنْهُ خَيْرٌ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٥)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: اور یتیم کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی یتیمی کب ختم ہو گی؟ انھوں نے کہا: جب وہ بالغ ہو جائے اور اس سے بھلائی محسوس کی جانے لگے۔

فوائد:...... بلا شک وشبہ معاشرے کے سمجھ دار لوگ آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں بچہ بالغ ہو جانے کے بعد مال و دولت سنبھالنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں، دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے بالغ ہونے سے پہلے بلا کے سمجھ دار اور معاملات میں مضبوط گرفت والے ہوتے ہیں، جبکہ بعض بالغ ہونے کے بعد بھی نا سمجھ اور نا عاقبت اندیش رہتے ہیں، بہر حال یہ معاملہ قابل فہم ہے اور آسانی سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔

(٦٠٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨١٢ (انظر: ٢٨١١)

(٦٠٧٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٠٧٩)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ أَنْ يَرْجُمَ مَجْنُوْنَةً، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ ﷺ: مَالَكَ ذٰلِكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الطِّفْلِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَأَ أَوْيَعْقِلَ)) فَأَدْرَأَ عَنْهَا عُمَرُ ﷺ۔ (مسند احمد: ١١٨٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک پاگل عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو اس طرح کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سوئے ہوئے آدمی سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور پاگل سے، یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو جائے۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حد کو ہٹا دیا۔

(٦٠٨٠)۔ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَشَكُّوْا فِيَّ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلَيَّ هَلْ أَنْبَتُّ بَعْدُ؟ فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَجِدُوْنِي أَنْبَتُّ فَخَلّٰى عَنِّي وَأَلْحَقَنِي بِالسَّبْيِ۔ (مسند احمد: ٢٣٠٣٦)

سیدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے قریظہ والے دن نبی کریم ﷺ پر پیش کیا گیا، جب لوگوں کو میرے بالغ یا نابالغ ہونے میں شک ہوا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دیکھا جائے کہ آیا میرے زیر ناف بال اگے ہوئے ہیں یا نہیں، پس جب انھوں نے دیکھا کہ میرے یہ بال اگے ہوئے نہیں ہیں تو مجھے چھوڑ دیا اور قیدیوں میں شامل کر دیا۔

فوائد:...... غزوۂ خندق کے موقع پر یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ نے عہد شکنی کی، جب آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا تو وہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو گئے، انھوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے، اب جس بچے کے بارے میں بالغ ہونے یا نہ ہونے کا شک گزرتا تو اس کے زیر ناف بال دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا، اگر وہ اگ چکے ہوتے تو اس کو بالغ مرد سمجھ کر قتل کر دیا جاتا اور بصورتِ دیگر اس کو بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ زیر ناف بال بلوغت اور عدم بلوغت کے مابین حد فاصل ہیں، لیکن کیا یہ عام قانون ہے؟ اس باب کی آخری حدیث کے فوائد دیکھیں۔

(٦٠٨١)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشَرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ، ثُمَّ عَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

امام نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ پر پیش کیا گیا، جبکہ ان کی عمر چودہ برس تھی، لیکن آپ ﷺ نے ان کو

(٦٠٧٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٠٣، وابن ماجه: ٢٠٤٢ (انظر: ١١٨٣)

(٦٠٨٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٠٤، والنسائي: ٦/ ١٥٥، وابن ماجه: ٢٥٤٢، والترمذي: ١٥٨٤ (انظر: ٢٢٦٥٩)

(٦٠٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٦٤، ومسلم: ١٨٦٨ (انظر: ٤٦٦١)

وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ فَأَجَازَهُ۔ (مسند احمد: ٤٦٦١)

اجازت نہ دی، پھر ان کو پندرہ برس کی عمر میں غزوۂ خندق کے موقع پر پیش کیا گیا، پس آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

فوائد:...... اس حدیث میں جنگ کا معاملہ بیان کیا گیا ہے کہ کتنے وجود اور طاقت کا آدمی جا سکتا ہے اور کون سا نہیں جا سکتا، چودہ یا پندرہ برس کی عمر کا بلوغت یا عدم بلوغت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ عمر کو اس ضمن میں معیار قرار دیا جا سکتا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نو سال کی عمر میں بالغ ہو گئی تھیں۔

(٦٠٨٢)۔ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِيْ ابْنَ سِيْرِيْنَ أَنَّ عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلَى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتٍ لَهَا يُصَلِّيْنَ بِغَيْرِ خِمْرٍ قَدْ حِضْنَ قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا تُصَلِّيَنَّ جَارِيَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا فِيْ خِمَارٍ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ وَكَانَتْ فِيْ حِجْرِيْ جَارِيَةٌ فَأَلْقَى عَلَيَّ حَقْوَهُ فَقَالَ: ((شُقِّيْهِ بَيْنَ هٰذِهِ وَبَيْنَ الْفَتَاةِ الَّتِيْ فِيْ حِجْرِ أُمِّ سَلَمَةَ فَإِنِّيْ لَا أَرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ، أَوْ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا قَدْ حَاضَتَا۔)) (مسند احمد: ٢٥١٥٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ سیدہ ام طلحۂ طلحات صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور دیکھا کہ بالغہ بچیاں بغیر دوپٹوں کے نماز پڑھ رہی تھیں، پس انھوں نے کہا: ان میں سے کوئی بچی دوپٹے کے بغیر نماز نہ پڑھے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میری پرورش میں ایک لڑکی تھی، آپ ﷺ نے اپنا ازار مجھے دیا اور فرمایا: ''یہ لڑکی اور ام سلمہ کی تربیت میں پرورش پانے والے لڑکی، یہ ازار پھاڑ کر ان دونوں کو دے دو، کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں بالغ ہو چکی ہیں۔''

فوائد:...... حیض کے خون کا شروع ہو جانا عورت کے لیے بلوغت کی علامت ہے۔

بلوغت اور عدم بلوغت کی علامتوں کا خلاصہ یہ ہے: علمائے امت کا اس چیز پر اتفاق ہے کہ احتلام مرد و زن دونوں کے بالغ ہونے کی اور حیض اور حمل عورت کے بالغ ہونے کی علامت ہیں۔ شافعیہ کا خیال ہے کہ زیر ناف بالوں کو کافروں کے بالغ یا نابالغ ہونے کی علامت قرار دیا جائے گا، کیونکہ کفر کی وجہ سے ان کی ان باتوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی عمر کتنی ہے یا ان کو احتلام ہو چکا ہے یا نہیں، یا ان کی بچیوں کو حیض آ چکا ہے یا نہیں۔

❁❁❁

(٦٠٨٢) حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٦٤٢، والترمذي: ٣٧٧، وابن ماجه: ٦٥٥ (انظر: ٢٤٦٤٦)

كِتَابُ الصُّلْحِ وَأَحْكَامِ الْجِوَارِ
صلح کے مسائل اور عہد وامان کے احکام

بَابُ التَّرْغِيبِ فِيْ إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ
باہمی صلح جوئی کی ترغیب کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، مگر وہ جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے، اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔'' (سورۂ نساء: ۱۱۴)

(٦٠٨٣)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرْجَةِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: ((إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)) (مسند احمد: ٢٨٠٥٨)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتلاؤں کہ جس کا درجہ نماز، روزے اور صدقہ سے بھی زیادہ ہے؟'' لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں مصالحت کرنا اور آپس میں فساد پیدا کرنا تو (نیکیوں کو) تباہ کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... نفلی نماز روزے اور صدقہ وخیرات کے فوائد محدود ہیں، جبکہ صلح کے بے شمار فوائد ہیں، معاشرے کے اتحاد و اتفاق اور محبت و مودّت کا انحصار صلح جوئی پر ہے اور صلح نہ کرنے کی صورت میں بغض و عداوت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور فرائض اور واجبات کے اجر و ثواب کو بھی مٹا دیتی ہے۔

(٦٠٨٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(٦٠٨٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٩١٩، والترمذي: ٢٥٠٩ (انظر: ٢٧٥٠٨)

(٦٠٨٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٩٤ (انظر: ٨٧٨٤)

قَالَ: ((الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔)) فرمایا: ''مسلمانوں کے مابین صلح کروانا جائز عمل ہے۔''

(مسند احمد: ۸۷۷۰)

فوائد: …… یہ مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی لوگوں کے درمیان کے تعلقات معمول سے ہٹنا شروع ہو جائیں تو وہ فوراً کنٹرول کریں، حالات کو معمولی پر لائیں اور لوگوں میں مصالحانہ ماحول کو برقرار رکھیں۔

بَابُ جَوَازِ الصُّلْحِ عَنِ الْمَعْلُوْمِ وَالْمَجْهُوْلِ وَالتَّحَلُّلِ مِنْهُمَا

معلوم یا نامعلوم چیز میں صلح کے جائز ہونے اور دونوں صورتوں میں ہو جانے والی کمی بیشی کو معاف کر دینے کا بیان

(٦٠٨٥)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ يَخْتَصِمَانِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَوَارِيْثَ بَيْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ لَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ (أَوْ قَدْ قَالَ: لِحُجَّتِهِ) مِنْ بَعْضٍ فَإِنِّيْ اَقْضِيْ بَيْنَكُمْ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، يَأْتِيْ إِسْطَامًا فِيْ عُنُقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: حَقِّيْ لِأَخِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِذَا قُلْتُمَا فَاذْهَبَا فَاقْتَسِمَا ثُمَّ تَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ لِيَحْلِلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۲۵۳)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس میراث کا مقدمہ لے کر آئے، جبکہ اس میراث کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی ایک بشر ہوں، تم لوگ میرے پاس اپنے فیصلے میرے پاس لے آتے ہو، ممکن ہے کہ کوئی آدمی اپنی دلیل کے نشیب و فراز سے واقف ہونے کی وجہ سے اس کو اچھے انداز میں پیش کرے اور پھر میں (ان ہی امور کی بنا پر) تم میں فیصلہ کر دو (تو سن لو کہ) میں جس کے لیے اس کے بھائی کے حق میں سے فیصلہ کر دوں تو وہ نہ لے، کیونکہ ایسی صورت میں میں اس کو جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا، وہ قیامت والے دن اس کے ذریعے اپنی گردن میں آگ بھڑکاتے ہوئے آئے گا۔'' یہ سن کر وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک کہنے لگا: میرا حق میرے بھائی کے لئے ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب جبکہ تم یہ کہہ رہے ہو تو پھر جا کر اس کو اس طرح تقسیم کر لو کہ حق کو تلاش کرو اور پھر قرعہ اندازی کر لو اور ہر آدمی اپنے بھائی کو معاف بھی کر دے۔''

فوائد: …… مدعی، مدعی علیہ اور ان کے گواہوں میں سے ہر ایک کو پتہ ہوتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر، بالخصوص اول الذکر دو افراد کو، لیکن دوسرے آدمی کے حق کی اہمیت کا علم ہو جائے تو پھر انصاف پر برقرار رہنا آسان ہو

(٦٠٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٦٧، ومسلم: ١٧١٣ (انظر: ٢٦٧١٧)

جاتا ہے۔

(٦٠٨٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ يَعْنِي مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ فِي مَالِهِ أَوْ عِرْضِهِ فَلْيَأْتِهِ فَلْيَسْتَحِلَّهَا مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ أَوْ تُؤْخَذَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَأُعْطِيهَا هٰذَا وَإِلَّا أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِهِ هٰذَا فَأُلْقِيَ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٩٦١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کے مال اور عزت میں کوئی زیادتی کی ہو تو اس کے پاس آ کر اس کو معاف کروالے، قبل اس کے کہ اس کا مؤاخذہ کیا جائے، وگرنہ جس کا مؤاخذہ کیا جائے گا، اس دن درہم و دینار نہیں چلے گا، اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوں گی تو اس سے نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی، وگرنہ مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔''

شرح: ...... معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئی دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحیثیت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسنِ سلوک یا بدسلوکی کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں اور مال و زر کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پیسنے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہیے، عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس اِن ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

بَابُ الصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَمَدِ بِأَكْثَرَ مِنَ الدِّيَةِ وَأَقَلَّ
عمداً کیے گئے قتل کی دیت میں کمی بیشی کر کے صلح کروانے کا بیان

(٦٠٨٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْقَتِيلِ فَإِنْ شَاءُ وْا قَتَلُوْا وَإِنْ شَاءُ وْا أَخَذُوْا الدِّيَةَ وَهِيَ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلَاثُوْنَ جَذْعَةً وَأَرْبَعُوْنَ خَلِفَةً وَذٰلِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ، وَمَا صَالَحُوْا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر قتل کیا، اسے مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا، اگر وہ چاہیں اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لیں اور دیت کی تفصیل یہ ہے کہ تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں، یہ قتلِ عمد کی دیت ہے اور اس کے علاوہ وہ چیز بھی شامل ہے، جس پر صلح ہو

(٦٠٨٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٣٤ (انظر: ٩٦١٥)

(٦٠٨٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الترمذي: ١٣٨٧، وابن ماجه: ٢٦٢٦ (انظر: ٦٧١٧)

عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَ ذٰلِكَ تَشْدِيْدُ الْعَقْلِ.)) جائے، یہ سخت دیت ہے۔''

(مسند احمد: ٦٧١٧)

فوائد:...... اس حدیث کی تفصیل دیت کے ابواب میں آئے گی، اس مقام پر اس کو ذکر کرنے سے یہ مقصود ہے کہ قتل کے معاملے میں دیت سے زیادہ یا اس سے کم پر صلح کرنا درست ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وَضْعِ الْخَشَبِ فِيْ جِدَارِ الْجَارِ وَإِنْ كَرِهَ

پڑوسی کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کی دیوار پر لکڑی رکھنے کا بیان

(٦٠٨٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِرْفَقَهُ أَنْ يَضَعَهُ عَلٰى جِدَارِهِ)) (مسند احمد: ٢٣٠٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے (پڑوسی) بھائی کو نفع والی چیز یعنی دیوار پر (لکڑی وغیرہ) رکھنے سے منع نہ کرے۔''

(٦٠٨٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَتَهُ.)) أَوْ قَالَ: ((خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ.)) (مسند احمد: ٧١٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے پڑوسی کو دیوار میں کوئی شہتیر وغیرہ لگانے سے منع نہ کرے۔''

(٦٠٩٠)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ (وَفِيْ لَفْظٍ: مَنْ سَأَلَهُ جَارُهُ) أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعْهُ.)) فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ طَأْطَئُوْا رُؤُوْسَهُمْ فَقَالَ: مَالِيْ أَرَاكُمْ مُعْرِضِيْنَ، وَاللّٰهِ! لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ. (مسند احمد: ٧٢٧٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کا پڑوسی اس کی دیوار میں لکڑی گاڑھنے کی اجازت طلب کرے تو وہ اس کو نہ روکے۔'' جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ حدیث سنائی انہوں نے اپنے سر جھکا لیے، یہ دیکھ کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے لگ رہا ہے کہ تم اس حکم سے اعراض کر رہے ہو، اللہ کی قسم! میں نے وہ لکڑی تمہارے کندھوں میں ٹھونس دینی ہے۔

(٦٠٩١)۔ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنْ بَنِي الْمُغِيْرَةِ أَعْتَقَ أَحَدُهُمَا

عکرمہ بن سلمہ سے روایت ہے کہ بنو مغیرہ کے دو بھائی تھے، ان میں سے ایک نے غلام آزاد کرنے کی قسم اٹھا کر کہا کہ وہ اپنے

(٦٠٨٨) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٣٧ (انظر: ٢٣٠٧)

(٦٠٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٢٧، ومسلم: ١٦٠٩ (انظر: ٧١٥٤)

(٦٠٩٠) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٠٩١) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عكرمة بن سلمة مجهول، و هشام بن يحيى مستور۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٣٦ (انظر: ١٥٩٣٩)

أَنْ لَا يَغْرِزَ خَشَبًا فِي جِدَارِهِ فَلَقِيَا مُجَمِّعَ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ وَرِجَالًا كَثِيْرًا فَقَالُوْا: نَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبًا فِيْ جِدَارِهِ.)) فَقَالَ الْحَالِفُ: أَيْ أَخِيْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ مَقْضِيٌّ لَكَ عَلَيَّ وَقَدْ حَلَفْتُ فَاجْعَلْ أُسْطُوَانًا دُوْنَ جِدَارِيْ، فَفَعَلَ الْآخَرُ فَغَرَزَ فِيْ الْأُسْطُوَانِ خَشَبَةً، فَقَالَ لِيْ عَمْرٌو: فَأَنَا نَظَرْتُ إِلَى ذٰلِكَ. (مسند احمد: ١٦٠٣٥)

ہمسائے کو اپنی دیوار میں شہتیر نہ رکھنے دے گا، پھر جب ان دونوں کی ملاقات سیدنا مجمع بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ اور کئی صحابہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا: ہم لوگ یہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں شہتیر وغیرہ رکھنے سے نہ روکے۔'' یہ سن کر قسم اٹھانے والے نے کہا: اے میرے بھائی! مجھے پتہ چل گیا کہ یہ فیصلہ میری مخالفت میں اور تیرے حق میں ہونے والا ہے، جبکہ میں قسم بھی اٹھا چکا ہوں، اب تو میری دیوار کے ساتھ ستون بنا لے، پس اس نے ایسے ہی کیا اور پھر ستون پر لکڑی رکھ لی۔ عمرو نے مجھ سے کہا: میں نے اس چیز کو دیکھا تھا۔

فوائد:...... ان احادیث میں پڑوسیوں کے حقوق کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے، خود غرضی اور مفاد پرستی کے اس دور میں ان حقوق کی پاسدار کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، خاص طور پر شہری زندگی میں۔ اگر ایک آدمی کوئی مکان یا چھپر بنانا چاہتا ہے اور ایک دو اطراف سے ہمسائیوں کی دیواریں موجود ہیں تو شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ اس آدمی کو ان اطراف سے دیوار یا ستون بنانے کی تکلیف نہ دی جائے، یہ حق ادا کرنے سے اس کا کام بھی جلدی ہو جائے گا، محنت بھی کم ہو گی اور خرچہ بھی بچ جائے گا۔ لیکن جب یہ حق ادا کرنے کی باری آتی ہے تو کوئی سوچتا ہے کہ اس کی دیوار پر وزن زیادہ آ جائے گا، کوئی کہتا ہے کہ وہ اس کی دیوار کو نقصان پہنچائیں گے، کسی کو یہ فکر لگی ہوتی ہے کہ کل کلاں یہ اس دیوار پر قبضے کا دعوی ہی نہ کر دے، یہ سب خطرات اس وقت سامنے آ جاتے ہیں، جب شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا شوق اور رغبت نہ ہو، اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حکم سمجھ کر ہمسائے کا یہ حق ادا کر دیا جائے تو اس کی وجہ سے رحمت و برکت اور اجر و ثواب تو یقینی طور پر مل سکتا ہے، ان شاء اللہ نقصان نہیں ہوگا اور اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اللہ تعالی کے لیے صبر کر کے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا جائے اور حدیثِ رسول کے احترام میں خاموش رہا جائے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الطَّرِيْقِ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ كَمْ تُجْعَلُ

جب راستے کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہو جائے تو کتنا راستہ چھوڑا جائے گا

(٦٠٩٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيْقِ فَدَعُوْا سَبْعَ أَذْرُعٍ ثُمَّ ابْنُوْا، وَمَنْ سَئَلَهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب راستے کے بارے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو سات ہاتھ چھوڑ کر عمارتیں تعمیر کر لو، اور جو اپنے پڑوسی

(٦٠٩٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٣٩ (انظر: ٢٧٥٧)

جَارُهُ أَنْ يَدْعَمَ عَلَى حَائِطِهِ فَلْيَدَعْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٧٥٧)

سے اس کی دیوار پر شہتیر رکھنے کا مطالبہ کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو رکھنے دے۔''

فوائد:...... اسلام ایسا باکمال مذہب ہے کہ یہ نہ صرف آخرت کو سنوارنے کے ڈھنگ سکھاتا ہے، جو اس کا مقصودِ اصلی ہے، بلکہ دنیا میں بھی تنگ دستی و تنگ ذہنی سے آزاد ہو کر فارغ البالی اور خوشحالی کے ساتھ رہنے کے لیے قوانین وضع کرتا ہے۔ جہاں شریعت نے وسیع گھر کو امن و سعادت کی علامت قرار دیا ہے، وہاں کھلے راستوں اور کھلی گلیوں کی وجہ سے بھی کئی پریشانیاں دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس مسئلہ میں لوگ اتفاقِ رائے سے کوئی حد متعین کر لیں تو ٹھیک وگرنہ شریعت کا حکم نافذ ہو گا، جس کے مطابق کسی گزرگاہ کی چوڑائی سات ہاتھ یعنی ساڑھے دس فٹ رکھی جائے گی۔ گلیوں کا دس گیارہ فٹ وسیع ہونا دورِ حاضر کا اہم تقاضا ہے۔

(٦٠٩٣)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، وَلِلرَّجُلِ أَنْ يَجْعَلَ خَشَبَةً فِيْ حَائِطِ جَارِهِ، وَالطَّرِيْقُ الْمِيْتَاءُ سَبْعَةُ اَذْرُعٍ۔)) (مسند احمد: ٢٨٦٥)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنے بھائی کو اس کے حق میں کمی کر دینے والا) نقصان پہچانا اور (پہنچائی گئی اذیت سے) زیادہ ضرر پہنچانا جائز نہیں اور آدمی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ لے اور آمد ورفت والا راستہ سات ہاتھ چھوڑنا ہے۔''

فوائد:...... ''اَلْمِيْتَاء'' باب ''اَتٰی يَأْتِیْ'' سے مفعال کا وزن ہے اور میم زائد ہے، ''اَلطَّرِيْقُ الْمِيْتَاءُ'' سے مراد بڑا راستہ ہے، جہاں سے کثرت سے لوگوں کا گزر ہوتا ہے، بعض نے اس کے معانی کھلے راستے یا آباد راستے کے بھی کیے ہیں۔

(٦٠٩٤)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اخْتَلَفُوْا فِی الطَّرِيْقِ رُفِعَ مِنْ بَيْنِهِمْ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ۔)) (مسند احمد: ٧١٢٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب لوگوں میں راستہ کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو درمیان سے سات ہاتھ چھوڑا جائے گا۔''

(٦٠٩٥)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی فِی الرَّحْبَةِ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فِيْهَا، فَقَضٰی أَنْ يَتْرُكَ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ راستے میں پڑنی والی ایک کھلی جگہ تھی، جب اس کے مالکوں نے وہاں تعمیر کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ سات ہاتھ

(٦٠٩٣) حسن۔ أخرجه البيهقی: ٦/ ٩٦، وأخرجه قوله: "لاضرر ولا ضرار" فقط ابن ماجه: ٢٣٤١ (انظر: ٢٨٦٥)

(٦٠٩٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦١٣ (انظر: ٧١٢٦)

(٦٠٩٥) تخريج: صحيح بالشواهد۔ أخرجه البيهقی: ٦/ ١٥٥ (انظر: ٢٢٧٧٨)

لِـلطَّرِيْقِ فِيْهَا سَبْعَ أَذْرُعٍ، قَالَ: وَكَانَتْ تِلْكَ الطَّرِيْقُ تُسَمَّى الْمِيتَاءَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

راستہ چھوڑا جائے، اس راستے کو آمدورفت والا رستہ کہا جاتا تھا۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کی خالی زمین پڑی رہے اور لوگ اس سے گزرتے رہیں یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرتے رہیں تو وہ زمین اُس پہلے مالک کی ہی رہے گی اور اس کو استعمال کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا، ماسوائے اس کے کہ لوگوں کے لیے سات ہاتھ چوڑا راستہ چھوڑ دیا جائے گا، ہمارے ہاں کچھ عرصہ تک زمین کو عارضی طور پر استعمال کرنے والے لوگ مستقل قبضے کا دعوی کر دیتے ہیں، یہ دعوی خلاف شرع ہے۔

بَابُ جَوَازِ إِخْرَاجِ مَيَازِيْبِ الْمَطَرِ إِلَى الشَّارِعِ بِشَرْطِ كَفِّ الضَّرَرِ عَنِ الْمَارَّةِ

پرنالوں کا پانی سڑک کی طرف نکال دینے کا جواز، لیکن شرط یہ ہے کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو

(۶۰۹۶)۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَخِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيْزَابٌ عَلٰى طَرِيْقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَلَبِسَ عُمَرُ ثِيَابَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ كَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْخَانِ فَلَمَّا وَافَى الْمِيزَابَ صُبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْخَيْنِ فَأَصَابَ عُمَرَ، وَفِيْهِ دَمُ الْفَرْخَيْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِهِ ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ فَطَرَحَ ثِيَابَهُ وَلَبِسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِيْ وَضَعَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ: وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَا صَعِدْتَ عَلٰى ظَهْرِيْ حَتّٰى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ وَضَعَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَفَعَلَ ذٰلِكَ الْعَبَّاسُ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۰)

سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنالہ تھا، اس کا پانی راستے پر گرتا تھا، ایک بار یوں ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لباس پہنا اور وہاں سے گزرے، اُدھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے دو چوزے ذبح کئے گئے تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پرنالے کے نیچے پہنچے تو چوزوں کے خون والا پانی اُن پر گرا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دے دیا اور خود واپس گھر لوٹ کر کپڑے تبدیل کئے اور پھر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، تب سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ جگہ ہے، جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پرنالہ لگایا تھا، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: تو پھر میں تم نے پر زور بات کرتا ہوں کہ تم میری کمر پر چڑھو اور اس پرنالے کو اس جگہ پر نصب کر دو، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا۔

فوائد:...... یہ واقعہ بہت ہی ایمان افروز ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر آثار نبوت کو متبرک تصور کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی کس قدر تابعداری کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گلیوں اور سڑکوں میں پرنالے چھوڑے جا سکتے ہیں، البتہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس سے گزرنے والوں کو کوئی بڑی ایذا نہ پہنچے۔

(۶۰۹۶) تخریج: حسن (انظر: ۱۷۹۰)

كِتَابُ الشِّرْكَةِ وَالْقِرَاضِ

مشارکت اور مضاربت کے مسائل

(٦٠٩٧)۔ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَالْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ كَانَا شَرِيكَيْنِ فَاشْتَرَيَا فِضَّةً بِنَقْدٍ وَنَسِيئَةٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُمَا أَنَّ مَا كَانَ بِنَقْدٍ فَأَجِيزُوْهُ وَمَا كَانَ بِنَسِيئَةٍ فَرُدُّوْهُ۔ (مسند احمد: ١٩٥٢٢)

ابومنہال سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما دونوں آپس میں شراکت کے ساتھ کاروبار کرتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے چاندی خریدی، اس کی کچھ مقدار نقد تھی اور کچھ ادھار، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جو سودا نقد ونقد ہوا ہے، اس کو برقرار رکھا جائے اور جو ادھار پر ہوا ہے، اس کو واپس کر دیں۔

فوائد:...... یہ حدیث اس نمبر (۵۹۷۵) میں گزر چکی ہے، اس باب میں اس کو بیان کرنے سے مقصود مشارکت کو ثابت کرنا ہے کہ دو چار بندے ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کاروبار کر سکتے ہیں۔

(٦٠٩٨)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَكَانَ أَحَدُنَا يَأْخُذُ النَّاقَةَ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا يَغْنَمُ حَتّٰى إِنَّ لِأَحَدِنَا الْقِدْحَ (وَفِيْ لَفْظٍ: حَتّٰى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَطِيْرُ لَهُ الْقِدْحُ) وَلِلْآخَرِ النَّصْلَ وَالرِّيْشَ۔ (مسند احمد: ١٧١١٩)

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتا تھا، ہم اس طرح کرتے کہ ایک آدمی اپنے حصے کی غنیمت کے نصف حصے پر اونٹنی خرید لیتا تھا، اب بسا اوقات ایسے ہوتا کہ مال غنیمت میں سے کسی کو تیر ملتا اور کسی کو پھل اور پر۔

فوائد:...... ایسا سودا کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں جہالت اور دھوکہ ہے۔ اس باب میں مضاربت سے

(٦٠٩٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٦٠، ٣٩٣٩ (انظر: ١٩٣٠٧)

(٦٠٩٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال شيبان بن امية، وقد اختلف فيه على عياش بن عباس القتباني۔ أخرجه النسائي: ٨/ ١٣٥ (انظر: ١٦٩٩٤)

متعلقہ کوئی حدیث نہیں ہے، مضاربت کی تعریف یہ ہے: ایسی تجارت جس میں سرمایہ ایک شخص کا اور محنت کسی دوسرے شخص کی ہو، بیچ میں شرط یہ ہو کہ منافع دونوں میں طے شدہ شرائط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور تجارت کے خسارے میں نقصان صرف مال کے مالک کا ہوگا اور عامل کی محنت ضائع ہو جائے گی۔ مضاربت کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم کسی کو مضاربت پر اپنا سرمایہ دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ ہمارے مال سے حیوان کی تجارت نہیں کرے گا اور وہ ہمارا مال نہ سمندر میں لے کر جائے گا اور نہ سیلابی مقامات پر، اگر اس نے ایسے کیا تو وہ خود ضامن اور ذمہ دار ہوگا۔ (بیھقی: ٦/ ١١١، دارقطنی: ٣/ ٦٣)

كِتَابُ الْوَكَالَةِ
وکالت کے مسائل

بَابُ مَايَجُوزُ التَّوْكِيلُ فِيهِ
اس چیز کا بیان جس میں وکیل مقرر کرنا جائز ہے

(۶۰۹۹)۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْخَازِنَ الْأَمِیْنَ الَّذِیْ یُعْطِیْ مَا أُمِرَ بِهٖ کَامِلًا مُوَفَّرًا طَیِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ حَتّٰی یَدْفَعَهُ إِلَی الَّذِیْ أُمِرَ لَهُ بِهٖ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷٤۱)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ امانت دار منشی جو مالک کے حکم کے مطابق پورا پورا اور خوش دلی سے اس کو دے دیتا ہو، جس کے حق میں اس کو حکم دیا جاتا ہے، وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہو گا۔''

فوائد:...... وکالت کا مطلب یہ ہے کہ اپنا معاملہ دوسرے کو سونپ دینا، اس کے جواز پر کتاب وسنت کے بہت سارے دلائل موجود ہیں۔

(۶۱۰۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ أَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُتِیَ بِصَدَقَةٍ قَالَ: ((اللّٰهم صَلِّ عَلَیْهِ۔)) فَأَتَیْتُهُ بِصَدَقَةِ مَالِ اَبِیْ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِیْ أَوْفٰی۔))۔ (مسند احمد: ۱۹۳۲۵)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ لایا جاتا تو آپ ﷺ دینے والے کے لیے یوں دعا کرتے: ''اے اللہ! اس آدمی پر رحمت فرما۔'' ایک دفعہ میں اپنے باپ کے مال کا صدقہ لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابواوفی کی آل پر رحم فرما۔''

فوائد:...... سیدنا ابواوفی رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کی زکوۃ اپنے بیٹے کے سپرد کر دی، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر آئے۔

(٦٠٩٩) تخريج: أخرجه البخارى: ١٤٣٨، ٢٢١٩، ٣٢١٩، ومسلم: ١٠٢٣ (انظر: ١٩٥١٢)

(٧١٠٠) تخريج: أخرجه البخارى: ١٤٩٧، ٤١٦٦، ٦٣٣٢، ومسلم: ١٠٧٨ (انظر: ١٩١١٥)

(٦١٠١)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِهَدْيِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِلُحُوْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَأَجِلَّتِهَا۔ (مسند احمد: ٨٩٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو قربانیاں دے کر بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان کا گوشت، چمڑے اور جھولیں صدقہ کر دینا۔

فوائد:...... ہر جائز امر میں وکالت درست ہے، آپ ﷺ کی کئی احادیث اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

بَابُ مَنْ وُكِّلَ فِي شَرَاءِ شَيْءٍ فَاشْتَرٰى بِالثَّمَنِ أَكْثَرَ مِنْهُ وَتَصَرَّفَ فِي الزِّيَادَةِ

اس آدمی کا بیان کہ جس کو ایک چیز خریدنے کا وکیل بنایا گیا، لیکن اس نے زیادہ چیزیں خرید کر اضافی چیزوں میں از خود تصرف کیا

(٦١٠٢)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ شَبِيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْحَيَّ يُخْبِرُوْنَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِدِيْنَارٍ يَشْتَرِيْ لَهُ أُضْحِيَّةً (وَقَالَ مَرَّةً: أَوْشَاةً) فَاشْتَرٰى لَهُ اثْنَتَيْنِ فَبَاعَ وَاحِدَةً بِدِيْنَارٍ وَأَتَاهُ بِالْأُخْرٰى فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِيْ بَيْعِهِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٥٧١)

سیدنا عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ قربانی کا جانور یا ایک بکری خریدنے کے لیے مجھے ایک دینار دے کر بھیجا، ہوا یوں کہ میں نے اس کی دو بکریاں خرید لیں اور ان میں سے ایک کو ایک دینار کے عوض فروخت کر دیا اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے میرے لیے میری تجارت میں برکت کی دعا کی۔ راوی کہتا ہے: سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو اس میں نفع ہوتا تھا۔

فوائد:...... اگر وکیل سے متعلقہ تمام امور کی وضاحت کر دی جائے تو ٹھیک، وگرنہ جو معاملہ اس کو سونپا جائے گا، اس کو اس معاملے کا اور اس سے متعلقہ امور کا اختیار ہو گا۔

بَابُ مَنْ وَكَّلَ فِي التَّصَدُّقِ بِمَالِهِ فَدَفَعَهُ إِلٰى وَلَدِ الْمُوَكِّلِ

ایک آدمی نے مال کا صدقہ کرنے کے لیے ایک وکیل بنایا، لیکن اس نے وہی مال اس مالک کے بیٹے کو دے دیا

(٦١٠٣)۔ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا

سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اور میرے باپ اور دادا نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی،

(٦١٠١) تخریج: أخرجه البخاری: ١٧١٧، ومسلم: ١٣١٧ (انظر: ٨٩٤)

(٦١٠٢) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٦٤٢ (انظر: ١٩٣٥٦)

(٦١٠٣) تخریج: أخرجه البخاری: ١٤٢٢ (انظر: ١٥٨٦٠)

وَأَبِي وَجَدِّي وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِي وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ فَكَانَ أَبِي يَزِيدُ خَرَجَ بِدَنَانِيرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ وَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ بِهَا فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ! وَلَكَ يَا مَعْنُ! مَا أَخَذْتَ.)) (مسند احمد: ١٠٩٥٤)

پھر انھوں نے میری منگنی کی اور نکاح بھی کر دیا، ایک دن میرے والد سیدنا یزید صدقہ کرنے کے لیے دینار لے کر نکلے اور مسجد میں ایک بندے کے پاس رکھ دیئے (تاکہ وہ کسی کو دے دے)، لیکن میں خود اس سے لے کر گھر آ گیا، میرے باپ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ تو نہیں کیا تھا، پس میں نے ان کو ساتھ لیا اور یہ جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے یزید! تو نے جو نیت کی، وہ ہو گئی، اور اے معن! تو نے جس نیت سے لیے ہیں، وہ تیرے لیے ہے۔“

فوائد:...... سیدنا یزید رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ اس کا وکیل اس رقم کو محتاجوں میں تقسیم کر دے گا، چونکہ اس کا اپنا بیٹا محتاجوں میں شامل تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اس صدقے کو نافذ کر دیا۔

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ وَكِرَاءِ الْأَرْضِ

مساقات، مزارعت اور زمین کو کرائے پر دینے کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ

مساقات اور مزارعت کا بیان

مساقات: ...... کسی کو درخت یا زمین بٹائی پر اس طرح دینا کہ وہ شخص اس کو سیراب کر کے قابلِ انتفاع بنائے اور اس کا اس میں ایک حصہ مقرر ہو۔

مزارعت: ...... بٹائی پر کاشت یعنی مالکِ زمین کسی شخص کو اپنی زمین کاشت کاری کے لیے دے دیتا ہے اور اس سے پیداوار کا حصہ مقرر کر لیتا ہے، اس کی جائز یا ناجائز صورتوں کا بیان اگلے ابواب میں آ رہا ہے۔

(٦١٠٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَلِرَسُوْلِهِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ، فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا، فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلٰى أَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَاشِئْنَا۔)) فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو حجاز سے جلاوطن کیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کے علاقے پر قابض ہوئے تو وہاں سے یہودیوں کو نکال دینے کا ارادہ کیا، کیونکہ فتح کے بعد وہ زمین اللہ تعالی، اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی، پس جب آپ ﷺ نے یہودیوں کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ اس شرط پر ہمیں ہی یہاں ٹھہرنے دیا جائے کہ ہم نصف پھل کے عوض محنت کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، ہم جب تک چاہیں گے، تم کو یہاں برقرار رکھیں گے۔'' پس وہ وہاں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سیدنا

(٦١٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٣٨، ومسلم: ١٥٥١ (انظر: ٦٣٦٨)

إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيْحَاءَ۔ (مسند احمد:٦٣٦٨) عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحاء کی جانب جلاوطن کر دیا تھا۔

فوائد:...... یہ مزارعت کے جواز کی دلیل ہے، لیکن اس کی صورت یہ ہے کہ مالک کل پیداوار کا کچھ حصہ اپنے لیے مقرر کرے اور کچھ مزارعین کے لیے۔

(٦١٠٥)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَدْرَكَهُمْ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ وَصَارَتْ خَيْبَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمِيْنَ ضَعُفَ عَنْ عَمَلِهَا فَدَفَعُوْهَا إِلَى الْيَهُوْدِ يَقُوْمُوْنَ عَلَيْهَا وَيُنْفِقُوْنَ عَلَيْهَا عَلٰى أَنَّ لَهُمْ نِصْفَ مَا خَرَجَ مِنْهَا۔ اَلْحَدِيْثَ (مسند احمد: ١٦٥٣٠)

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ انھوں نے کئی صحابہ کرام کو اس طرح ذکر کرتے ہوئے پایا کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر پر غالب آئے اور خیبر، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت میں آ گیا تو چونکہ آپ ﷺ (اور صحابہ) خود اس میں کام کاج کرنے سے کمزور تھے، اس لیے اس کو یہودیوں کے سپرد کر دیا کہ وہ اس کی نگرانی کریں گے اور اس پر خرچ کریں گے اور ان کو اس کے عوض نصف پھل ملے گا۔ (الحدیث)

(٦١٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ خَيْبَرَ اَرْضَهَا وَ نَخْلَهَا مُقَاسَمَةً عَلَى النِّصْفِ۔ (مسند احمد: ٢٢٥٥)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین اور کھجوریں نصف نصف حصے پر یہودیوں کو دے دی تھیں۔

(٦١٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْ زَرْعٍ أَوْثَمَرٍ۔ اَلْحَدِيْثَ (مسند احمد: ٤٦٦٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے نصف آمدن پر معاملہ طے کیا وہ کھیتی ہو یا پھل۔ الحدیث۔

أَبْوَابٌ فِيْ كِرَاءِ الْأَرْضِ

زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں ابواب

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ مُطْلَقًا

مطلق طور پر زمین کو کرایہ پر دینے کی ممانعت کا بیان

(٦١٠٨)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: نَهٰى

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٦١٠٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٠١١ (انظر: ١٦٤١٧)

(٦١٠٦) حسن لغيره۔ أخرجه مطولا ابوداود: ٣٤١٠، وابن ماجه: ١٨٢٠، ومختصرا ٢٤٦٨ (انظر: ٢٢٥٥)

(٦١٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٢٩، ٢٣٣١، ومسلم: ١٥٥١ (انظر: ٤٦٦٣)

(٦١٠٨) صحيح بالشواهد دون لفظة "بالدراهم المنقودة" وهذا اسناد ضعيف، فيه انقطاع، مجاهد لم يسمع من رافع بن خديج، وشريك النخعي سيىء الحفظ۔ أخرجه الترمذي: ١٣٨٤ (انظر: ١٧٢٦٤)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسْتَأْجَرَ الْأَرْضُ بِالدَّرَاهِمِ الْمَنْقُوْدَةِ أَوْ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ۔ (مسند احمد: ۱۷۳۹۶)

نے درہموں کی نقدی کے عوض یا پیداوار کے تہائی اور چوتھائی حصے پر بدلے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

(۶۱۰۹)۔ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلٰى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعًا عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقُلْتُ: إِنَّ لِيْ أَرْضًا أُكْرِيْهَا؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَا تُكْرِهَا بِشَيْءٍ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَزْرَعْهَا فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَدَعْهَا۔)) فَقُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ إِنْ تَرَكْتُهُ وَأَرْضِيْ فَإِنْ زَرَعَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَيَّ مِنَ التِّبْنِ؟ قَالَ: لَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَلَا تِبْنًا، قُلْتُ: إِنِّيْ لَمْ أُشَارِطْهُ إِنَّمَا أَهْدٰى إِلَيَّ شَيْئًا، قَالَ: لَا تَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۷۳۹۹)

سیدنا رافع کے غلام ابونجاشی کہتے ہیں: میں نے سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں سوال کیا اور کہا: میری زمین ہے، کیا میں اسے کرائے پر دے سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: اس کو کسی چیز کے عوض کرانے پر نہ دینا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس کی زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت کرے، اگر خود کاشت نہیں کرتا تو اپنے کسی بھائی کاشت کرنے کے لیے دے دے اور اگر وہ اس طرح بھی نہیں کرتا تو اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔'' میں نے کہا: جی یہ بتائیں کہ اگر میں اپنی زمین کو کاشت کے بغیر چھوڑ دیتا ہے، لیکن اگر میرا کوئی بھائی اس کو کاشت کرتا ہے اور میری طرف کچھ چارہ بھیج دیتا ہے (تو اس میں کیا حرج ہے)؟ انھوں نے کہا: تو اس سے کچھ بھی نہ لے اور نہ چارہ۔ میں نے کہا: جی میں اس سے کوئی شرط نہیں لگاتا، بس وہ میری طرف کوئی چیز بطورِ ہدیہ بھیج دیتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس سے کچھ بھی نہ لے۔

(۶۱۱۰)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُصِيْبُ مِنَ الْقِصْرِيِّ وَمِنْ كَذَا فَقَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُحْرِثْهَا أَخَاهُ وَإِلَّا فَلْيَدَعْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۴۴۰۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زمین بٹائی پر دیتے تھے اور بسا اوقات غلہ گاہنے کے بعد خوشوں میں رہ جانے والے وہ دانے ہمیں ملتے تھے، جو گاہنے سے الگ نہ ہو سکے ہوں، اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو، وہ اس کو خود کاشت کرے یا پھر کسی بھائی کو برائے کاشت دے دے، وگرنہ اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔''

(۶۱۰۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۳۳۹، ومسلم: ۱۵۴۸ (انظر: ۱۷۲۶۷)

(۶۱۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: س ۱۱۷۷ (انظر: ۱۴۳۵۲)

(۶۱۱۱)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَ نَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ يَرْفُقُ بِنَا وَطَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْفَقُ، نَهَانَا أَنْ نَزْرَعَ أَرْضًا يَمْلِكُ أَحَدُنَا رَقَبَتَهَا أَوْ مِنْحَةَ رَجُلٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۱٦)

رافع کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہو کر آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرمایا ہے کہ وہ کام ہمارے لئے بہتری والا تھا، بہرحال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری ہمارے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے، تفصیل یہ ہے کہ اگر زمین کسی کی ملکیت ہے یا کسی کا عطیہ ہے، آپ ﷺ نے اس میں بٹائی پر کام کرنے سے منع فرما دیا ہے۔

(۶۱۱۲)۔ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرِ بْنِ أَخِيْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَغْنٰى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ وَيَشْتَرِطُ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقُصَارَةَ وَمَا سَقَى الرَّبِيْعُ وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيْدًا وَكَانَ يُعْمَلُ فِيْهَا بِالْحَدِيْدِ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ وَيُصِيْبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً، فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا، وَطَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْفَعُ لَكُمْ، إِنَّ النَّبِيَّ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَيَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتَغْنٰى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ۔)) وَيَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ: أَنْ يَكُوْنَ الرَّجُلُ لَهُ الْمَالُ الْعَظِيْمُ مِنَ النَّخْلِ فَيَأْتِيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ: قَدْ أَخَذْتُهُ بِكَذَا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۰۸)

اسید بن ظہیر کہتے ہیں ہم ضرورت سے زائد زمین پیداوار کے تہائی، چوتھائی اور نصف حصے پر بٹائی پر دے دیا کرتے تھے اور تین تین نالیوں، غلہ گاہنے کے بعد خوشوں میں رہ جانے والے دانوں اور چھوٹی نہروں سے سیراب ہونے والی زمین کی شرط لگا لیتے تھے، جبکہ اس وقت گزران میں بڑی تنگی ہوتی تھی، پھر وہ لوگ لوہے کے آلات وغیرہ سے زراعت کرتے تھے اور ہمیں بھی نفع مل جاتا تھا لیکن ہوا یوں کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ایک ایسے کام سے روک دیا ہے، جو کہ تمہارے لئے نفع بخش تھا، بہرحال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر چیز کی بہ نسبت زیادہ فائدہ مند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تمہیں بٹائی پر کھیتی باڑی کرنے سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے: ''جس کے پاس زائد زمین ہو، وہ اسے اپنے بھائی کو بلاعوض عاریۃ دے دے یا پھر اس کو خالی پڑا رہنے دے۔'' نیز آپ ﷺ نے تمہیں مزابنہ سے بھی منع کر دیا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس کھجور کے درختوں پر لگا ہوا بہت زیادہ مال ہو اور اس کے پاس دوسرا آدمی آئے اور کہے: میں تجھے کھجوروں کے

(۶۱۱۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۹۷، والنسائی: ۷/ ۳٤(انظر: ۱۵۸۲۲)

(۶۱۱۲) اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۹۸، والنسائی: ۷/ ۳۳، وابن ماجه: ۲٤٦۰(انظر: ۱۵۸۱۵)

اتنے وسق دے کر یہ کھجوریں خریدتا ہوں۔

(٦١١٣)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ، قَالَ الْحَكَمُ: وَالْحَقْلُ الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ۔ (مسند احمد: ١٥٩٢٣)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت یعنی پیداوار کے تہائی اور چوتھائی حصہ پر زمین بٹائی پر دینے سے منع کیا ہے۔

(٦١١٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَزْرَعَهَا وَعَجَزَ عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُؤَاجِرْهَا۔)) (مسند احمد: ١٥٢٨١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو، وہ خود اس کو کاشت کرے، اگر اس کو کاشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس سے عاجز آ گیا ہو تو وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دے اور اس کو کرائے پر نہ دے۔''

(٦١١٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَتْ لِرِجَالٍ فُضُوْلُ أَرَضِيْنَ فَكَانُوْا يُؤَاجِرُوْنَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٧٣)

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بعض لوگوں کے پاس زائد زمینیں ہوتی تھیں، وہ ان کو تہائی، چوتھائی اور نصف حصے کے عوض اجرت پر دے دیتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زمین ہو، وہ خود اس کو کاشت کرے یا پھر اپنے کسی بھائی کو بطور عطیہ دے دے، اگر وہ ایسا کام نہ کرنا چاہے تو پھر اپنی زمین کو اپنے پاس رکھے۔''

(٦١١٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ أَرْضٍ أَوْ مَاءٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا تَبِيْعُوْهَا۔)) فَسَأَلْتُ سَعِيْدًا: مَا لَا تَبِيْعُوْهَا الْكِرَاءُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١٥٣٥٧)

(تیسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد زمین یا پانی ہو تو اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو دے دے اور اس کو فروخت نہ کرے۔'' سلیم بن حیان کہتے ہیں: میں نے سعید سے پوچھا کہ فروخت نہ کرنے کا مطلب کرائے پر دینا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

(٦١١٧)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَدْ

امام نافع سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے

(٦١١٣) تخريج: صحيح۔ أخرجه النسائي: ٧/ ٣٥ (انظر: ١٥٨٢٩)

(٦١١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٤٠، ٢٦٣٢، ومسلم: ص ١١٧٦ (انظر: ١٥٢١١)

(٦١١٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦١١٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦١١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٤٣، ٢٣٤٤، ومسلم: ١٥٤٧ (انظر: ٤٥٠٤)

عَلِمْتُ أَنَّ الْأَرْضَ كَانَتْ تُكْرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ لَا أَدْرِيْ كَمْ هُوَ، وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِيْ أَرْضَهُ فِيْ عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعَهْدِ عُمَرَ وَعَهْدِ عُثْمَانَ وَ صَدْرِ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ فِيْ آخِرِهَا بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعًا يُحَدِّثُ فِيْ ذٰلِكَ بِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَعَمْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ فَكَانَ لَا يُكْرِيْهَا فَكَانَ إِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ: زَعَمَ ابْنُ خَدِيْجٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ۔ (مسند احمد: ٤٥٠٤)

معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چھوٹی نہروں کے پاس اگنے والی فصل اور چارے کے کچھ مقدار کے عوض زمینوں کو کرائے پر دیا جاتا تھا، میں یہ نہیں جانتا کہ چارے کی مقدار کتنی ہوتی تھی۔ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد کے شروع میں اپنی زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخر دور جاری تھا کہ انہیں یہ بات موصول ہوئی کہ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو اس طرح کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، پس وہ ان کے پاس آئے، جبکہ میں نافع بھی ان کے ساتھ تھا اور اُن سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، پس اس کے بعد سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام ترک کر دیا اور کرائے پر زمین دینے کو چھوڑ دیا، پھر جب ان سے اس بارے میں پوچھا کیا جاتا تھا تو وہ کہتے ہیں: سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

(٦١١٨)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: يَا ابْنَ خَدِيْجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ قَالَ رَافِعٌ: لَقَدْ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ۔ (مسند احمد: ١٥٩١٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے ابن خدیج! تم زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے اپنے دو چچوں سے سنا، وہ اپنے گھر والوں کو یہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

(٦١١٩)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: كُنَّا

سیدنا رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

(٦١١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٤٥، ومسلم: ١٥٤٧ (انظر: ١٥٨٢٥)

(٦١١٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٤٨ (انظر: ١٥٨٢٣)

نُحَاقِلُ بِالْأَرْضِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى، فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُوْمَتِيْ، فَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَاعَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ أَنْفَعُ لَنَا، نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى، وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَاسِوٰى ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۱۷)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کو تہائی اور چوتھائی پیداوار اور معین غلے کے عوض کرائے پر دیا کرتے تھے، میرے ایک چچا ہمارے ہاں آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کر دیا ہے، جو ہمارے لئے سود مند تھا، بہرحال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ مفید ہے، آپ ﷺ نے ہمیں زمین کو تہائی اور چوتھائی پیداوار یا غلے کی معین مقدار کے عوض کرائے پر دینے سے منع فرما دیا ہے اور زمین کے مالکوں کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کاشت کریں یا کسی کو کاشت کرنے کے لیے دے دیں، اس کے علاوہ باقی صورتوں کو ناپسند کیا ہے۔

(۶۱۲۰)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَةُ؟ قَالَ: يُؤْجَرُ الْأَرْضُ بِنِصْفٍ أَوْبِثُلُثٍ أَوْ بِرُبُعٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۷۰)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مخابرہ سے منع فرمایا ہے، میں نے کہا: مخابرہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: زمین کو نصف یا تہائی یا چوتھائی پیدوار کے عوض کرائے پر دینا۔

(۶۱۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَانَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ فَتَرَكْنَاهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۹۶)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مخابرہ کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، پھر ہم نے اس کو ترک ہی کر دیا۔

فوائد:...... ان تمام احادیث میں زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا ہے، اگلے ابواب کا مطالعہ جاری رکھیں اور یہ نکتہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ممانعت کی کیا وجہ ہے اور جواز کی کون سی صورتیں ہیں۔

(۶۱۲۰) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۰۷ (انظر: ۲۱۶۳۱)

(۶۱۲۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۳۴۵، ومسلم: ۱۵۴۷ (انظر: ۱۵۸۰۳)

بَابُ حُجَّةِ مَنْ مَنَعَ كِرَاءَ الْأَرْضِ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا إِلَّا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

زمین کو اس کی بعض پیداوار کے عوض کرائے پر دینے سے منع کرنے والوں اور سونے اور چاندی کے عوض جائز سمجھنے والوں کی دلیل کا بیان

(٦١٢٢)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، قَالَ: قُلْتُ: بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا نَهَى عَنْهُ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٣٩٠)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، میں حنظلہ نے کہا: اگر سونے اور چاندی کے عوض میں دے تو؟ انہوں نے کہا: جی نہیں، صرف زمین کو اس کی پیداوار کے بعض حصے کے عوض میں دینے سے منع کیا گیا ہے، سونے اور چاندی کے عوض زمین کو کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(٦١٢٣)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْحَكَمُ اَخْبَرَنِيْ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ، قُلْتُ: وَمَا الْحَقْلُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ، فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ إِبْرَاهِيْمُ كَرِهَ الثُّلُثَ وَالرُّبُعَ وَلَمْ يَرَ بَأْسًا بِالْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ يَأْخُذُهَا بِالدَّرَاهِمِ۔ (مسند احمد: ١٥٩٠٤)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ امام شعبہ کہتے ہیں: میں نے حکم سے دریافت کیا کہ محاقلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: زمین کو تہائی یا چوتھائی حصہ پر کاشت کرنا، جب ابراہیم نے یہ بات سنی تو وہ تہائی اور چوتھائی حصے پر زمین کاشت کرنے کو ناپسند کرتے تھے، البتہ اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے کہ کوری زمین درہموں کے عوض لی جائے۔

(٦١٢٤)۔ عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَأَنْ يَمْنَحَ اَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ مَعْلُوْمٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَهُوَ الْحَقْلُ بِلِسَانِ الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ۔ (مسند احمد: ٢٨٦٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اگر کوئی آدمی اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر زمین دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کے عوض کوئی متعین چیز لے۔ پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حقل ہے اور انصار کی زبان میں اس کو محاقلہ کہتے ہیں۔

فوائد:...... اگلے باب کی پہلی حدیث میں اسی متن کو مرفوع بیان کیا گیا ہے۔

(٦١٢٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٣٣٢، ومسلم: ١٥٤٧ (انظر: ١٧٢٥٨)

(٦١٢٣) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٩٨، والنسائى: ٧/ ٣٣ (انظر: ١٥٨١١)

(٦١٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٥٠ (انظر: ٢٨٦٢)

(٦١٢٥)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْمَزَارِعَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَاذِيَانَاتِ وَمَا سَقَى الرَّبِيْعُ وَشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ، فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِرَاءَ الْمَزَارِعِ بِهٰذَا وَنَهٰى عَنْهَا، وَقَالَ رَافِعٌ: وَلَا بَأْسَ بِكِرَائِهَا بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ۔ (مسند احمد: ١٥٩٠٢)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بڑی نہروں کے پاس والی فصل، چھوٹی نہروں سے سیراب ہونے والی فصل اور کچھ چارے یا بھوسے کے عوض کھیتوں کو کرائے پر دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس طریقے سے کھیتوں کو کرائے پر دینے کو ناپسند کیا اور اس سے منع فرما دیا، پھر سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: البتہ درہم و دینار کے عوض کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(٦١٢٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِنَ الزَّرْعِ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الزَّرْعِ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِرَافِعٍ: كَيْفَ كِرَاؤُهَا؟ أَبِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ۔ (مسند احمد: ١٧٤١٠)

(دوسری سند) سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے چچا نے مجھے بیان کیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چھوٹی نہروں کے آس پاس اگنے والی فصل اور کچھ کھیتی، جس کو مالک مستثنی کرتا تھا، کے عوض زمین کو کرائے پر دیتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ میں حنظلہ نے سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے کہا: تو پھر زمین کو کس طرح کرائے پر دیا جائے؟ کیا درہم و دینار کے عوض؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کھیتی کو درہم و دینار کے عوض کرائے پر دیا جائے۔

(٦١٢٧)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ أَصْحَابَ الْمَزَارِعِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يُكْرُوْنَ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُوْنُ عَلَى السَّوَاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالْمَاءِ مِمَّا حَوْلَ الْبِئْرِ فَجَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَصَمُوْا فِيْ بَعْضِ ذٰلِكَ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكْرُوْا بِذٰلِكَ، وَقَالَ: ((اَكْرُوْا

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھیتوں کے مالکان عہد نبوی میں اپنی کھیتیاں اس قطعۂ زمین کے عوض کرائے پر دیتے تھے، جہاں پانی والی نالیاں بہتی تھیں یا کنویں کے اردگرد جہاں پانی خود بخود چڑھ آتا تھا، لیکن جب وہ بعض معاملات میں جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اس طرح زمین کرائے پر دینے سے منع کر دیا اور فرمایا: ''سونے اور چاندی کے عوض زمین کرائے

(٦١٢٥) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٣٣٢، ٢٧٢٢، ومسلم: ١٥٤٧ (انظر: ١٥٨٠٩)

(٦١٢٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦١٢٧) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٩١، والنسائی: ٧/ ٤١ (انظر: ١٥٤٢)

بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۴۲) پر دیا کرو۔''

فوائد:...... اس باب سے معلوم ہوا کہ زمین کو کرائے پر دینے سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مالک اپنی زمین کی اجرت میں زمین کے بعض حصے اپنے لیے خاص کر لیتا تھا، جس سے بسا اوقات مالک کو زیادہ فائدہ ہو جاتا تھا اور مُزارِع کو نقصان اور کبھی اس کے برعکس۔

دوسرا یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ زمین ٹھیکے پر دینا درست ہے، مثلا آٹھ ہزار روپے کے عوض ایک سال کے لیے ایک ایکڑ زمین کرائے پر دینا۔

بَابُ حُجَّةِ مَنْ رَأَى الْجَوَازَ بِالْجَمِيْعِ وَحَمَلَ النَّهْيَ عَلٰى كَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ
تمام طریقوں سے زمین کو کرائے پر دینے والوں کی دلیل کا اور ممانعت کو نہی تنزیہی پر محمول کرنے کا بیان

(۶۱۲۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُ، قَالَ عَمْرٌو: وَذَكَرْتُهُ لِطَاوُوْسٍ فَقَالَ طَاوُوْسٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمْنَحُ اَحَدُكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ لَهَا خَرَاجًا مَعْلُوْمًا۔)) (مسند احمد: ۲۰۸۷)

سیدنا عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بٹائی پر زمین دے دیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا: جب میں نے طاؤس کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی زمین اپنے بھائی کو بطور عطیہ دے دے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ اس پر زمین کی مقررہ پیداوار لے۔''

(۶۱۲۹)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قُرًى عَرَبِيَّةٍ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آخُذَ حَظَّ الْأَرْضِ، قَالَ سُفْيَانُ: حَظُّ الْأَرْضِ: اَلثُّلُثُ وَالرُّبُعُ۔ (مسند احمد: ۲۲۴۶۸)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے عرب کی چند بستیوں کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ میں وہاں سے زمین کا تہائی اور چوتھائی لے کر آؤں۔

(٦١٢٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٤٢، ومسلم: ١٥٥٠ (انظر: ٢٠٨٧)

(٦١٢٩) تخريج: اسناده ضعيف، جابر بن يزيد الجعفي ضعيف، ومحمد بن زيد الجعفي لم نتبينه۔ أخرجه عبد الرزاق: ١٤٤٧٢ (انظر: ٢٢١١٧)

(٦١٣٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُوْسٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَانَا عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَأَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَيْرٌ لَنَا مِمَّا نَهَانَا عَنْهُ، قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْلِيَذَرْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا۔)) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِطَاوُوْسٍ وَكَانَ يَرٰى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَعْلَمِهِمْ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَنْ يَمْنَحَهَا أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: وَكَانَ عَبْدُالْمَلِكِ يَجْمَعُ هٰؤُلَاءِ: طَاوُوْسًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا، وَكَانَ الَّذِيْ يُحَدِّثُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ، قَالَ شُعْبَةُ: كَأَنَّهُ صَاحِبُ الْحَدِيْثِ۔ (مسند احمد: ٢٥٩٨)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایک ایسے کام سے منع کر دیا جو ہمارے لئے فائدہ مند تھا، بہرحال رسول اللہ ﷺ کا حکم ہی ہمارے لئے اس کام سے بہتر ہے، جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، وہ اسے خود کاشت کرے یا اسے ویسے ہی چھوڑ دے، یا کسی بھائی کو کاشت کے لیے بطورِ عطیہ دے دے۔“ عبدالملک کہتے ہیں: میں نے طاؤس سے اس حدیث کا ذکر کیا، ان کا خیال تھا کہ اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، اگر وہ اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔“ امام شعبہ کہتے ہیں: عبدالملک ان تین راویوں کو جمع کرتے تھے: طاؤس، عطاء اور مجاہد، اور مجاہد سے بیان کرنے والے راوی کے بارے میں شعبہ کا خیال تھا کہ وہ صاحبِ حدیث ہے۔

(٦١٣١)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، أَنَا وَاللّٰهِ أَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْهُ، إِنَّمَا أَتٰى رَجُلَانِ قَدِ اقْتَتَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنَكُمْ فَلَا تُكْرُوْا الْمَزَارِعَ۔)) قَالَ: فَسَمِعَ رَافِعٌ قَوْلَهُ: ((لَاتُكْرُوْا الْمَزَارِعَ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٦٦)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالی سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے، میں اس حدیثِ مبارکہ کو ان سے زیادہ جاننے والا ہوں، اصل بات یہ تھی کہ جب دو آدمی آپ ﷺ کے پاس آ کر جھگڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہاری یہ صورت حال ہے تو پھر زمینیں کرائے پر ہی نہ دیا کرو۔“ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے صرف یہ الفاظ سنے تھے کہ ”زمینوں کو کرائے پر نہ دیا کرو۔“

(٦١٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٥٠ (انظر: ٢٥٩٨)

(٦١٣١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٩٠ (انظر: ٢١٦٢٨)

فوائد:...... اس باب میں مذکورہ احادیث کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ مصلحتاً زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا ہے۔ زمین کو کرائے پر دینے سے متعلقہ پچھلے چند ابواب میں مذکورہ احادیث ِ مبارکہ کا خلاصہ درج ذیل ہے: بہتر یہ ہے کہ زمین کرائے پر نہ دی جائے، بلکہ کسی مسلمان بھائی کو بغیر کسی معاوضہ کے کاشت کرنے کے لیے دے دی جائے۔ درہم و دینار یعنی نقدی کے عوض زمین کو ٹھیکے پر دینا جائز ہے، جیسا کہ آج کل پاکستان کے نہری علاقے میں ہوتا ہے۔ زمین کو اس کی کل پیداوار کے بعض معین حصے پر کرائے پر دینا جائز ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ کیا تھا، آج کل یہ طریقہ پاکستان کے بارانی علاقوں میں اپنایا جاتا ہے۔ زمین کو اس طرح کرائے پر دینا منع ہے کہ اس کے بعض حصے کو مالک کے لیے اور بعض حصے کو مُزارِع کے لیے خاص کر دیا جائے، کیونکہ اس میں فریقین میں سے ایک کے نقصان کا امکان ہے۔

كِتَابُ الْإِجَارَةِ
اجارہ کے مسائل

بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ الْإِجَارَةِ
اجارہ کی مشروعیت کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''پس اگر وہ تمہارے لیے دودھ پلائے تو ان کو ان کی اجرت دو''

وَبَيَانِ أُجْرَةِ الْعَامِلِ وَصِفَةِ الْعَمَلِ
عامل کی اجرت اور عمل کی کیفیت کا بیان

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا جی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیں، کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔'' (سورۂ قصص: ٢٦)

(٦١٣٢)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْأَجِيْرِ حَتّٰى يُبَيَّنَ لَهُ أَجْرُهُ وَعَنِ النَّجْشِ وَاللَّمْسِ وَإِلْقَاءِ الْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ١١٥٨٦)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مزدوری کا تعین کرنے سے پہلے مزدور کو کام پر لگانے سے، بیع نجش سے، بیع لمس سے اور پتھر پھینکنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... بیع نجش اور بیع لمس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے، پتھر پھینکنے سے مراد کنکریوں کی بیع ہے، اس کی وضاحت بھی پہلے ہو چکی ہے۔

(٦١٣٢) صحیح لغیرہ دون قولہ "نھی عن استئجار الأجیر حتی یبین لہ اجرہ" وھذا اسناد ضعیف لانقطاعہ، ابراھیم بن یزید النخعی لم یسمع من ابی سعید۔ أخرجہ النسائی موقوفا: ٧/ ٣١ (انظر: ١١٥٦٥)

(٦١٣٣)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا وَعَلَيْنَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَأَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ فَمَرُّوْا عَلٰى قَوْمٍ قَدْ نَحَرُوْا جَزُوْرًا، فَقُلْتُ: أُعَالِجُهَا لَكُمْ عَلٰى أَنْ تُطْعِمُوْنِيْ مِنْهَا شَيْئًا؟ فَعَالَجْتُهَا ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِيْ أَعْطَوْنِيْ فَأَتَيْتُ بِهٖ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهٖ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ، ثُمَّ إِنِّيْ بُعِثْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: ((أَنْتَ صَاحِبُ الْجَزُوْرِ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ يَزِدْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

(مسند احمد: ٢٤٤٧٨)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے ایک غزوہ کیا، اس میں ہمارے امیر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، ہوا یوں کہ ہم سخت بھوک میں مبتلا ہو گئے، ہم ایک قوم کے پاس سے گزرے، انھوں نے اونٹ ذبح کئے ہوئے تھے۔ میں (عوف) نے ان سے کہا: اگر تم مجھے بھی ان میں سے کھلاؤ تو میں تمہیں ان کا گوشت وغیرہ بنا کر دے سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، چنانچہ میں نے ان کا کام کیا اور انہوں نے مجھے کھانے کے لیے کچھ دیا، میں وہ لے کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، لیکن انہوں نے تو کھانے سے انکار کر دیا، پھر میں سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، لیکن انہوں نے بھی کھانے سے انکار کر دیا، پھر جب فتح مکہ کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ اونٹوں والے تم ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! ۔اس سے زائد آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔

فوائد:...... ممکن ہے کہ سیدنا عمر اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کے نہ کھانے کی وجہ یہ ہو کہ سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے بھوک برداشت کرنے پر صبر نہیں کیا، ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ساری تفصیل بتائی تو انھوں نے کہا: سمعك قد تعجلت اجرتك۔ ......''میں تیرے بارے میں سن رہا ہوں کہ تو نے جلدی جلدی اپنا اجر لے لیا ہے۔ پھر جب سیدنا عوف رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کو فتح اور کامیابی کی خوشخبری دینے کے لیے گئے تو آپ ﷺ نے ان کے کیے پر انکار نہیں کیا، بہر حال سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے جائز کام کیا تھا۔

(٦١٣٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جُعْتُ مَرَّةً بِالْمَدِيْنَةِ جُوْعًا شَدِيْدًا فَخَرَجْتُ أَطْلُبُ الْعَمَلَ فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ قَدْ جَمَعَتْ مَدَرًا فَظَنَنْتُهَا تُرِيْدُ بَلَّهٗ فَأَتَيْتُهَا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ جب میں مدینہ میں تھا، مجھے بہت سخت بھوک لگی، پس میں کسی کام کی تلاش میں مدینہ منورہ کے بالائی حصہ کی جانب نکلا، اچانک میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ مٹی جمع کر چکی تھی اور اب اس

(٦١٣٣) اسناده جيد۔ أخرجه الطبراني: ١٨/ ١٣١، والبيهقي في "الدلائل": ٦/ ٣٠٨ (انظر: ٢٣٩٧٨)

(٦١٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، مجاهد بن جبر لم يسمع عليا۔ أخرجه (انظر: ١١٣٥)

فَقَاطَعْتُهَا كُلَّ ذَنُوْبٍ عَلٰى تَمْرَةٍ فَمَدَدْتُ سِتَّةَ عَشَرَ ذَنُوْبًا حَتّٰى مَجَلَتْ يَدَايَ ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَاءَ فَأَصَبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَتَيْتُهَا فَقُلْتُ: بِكَفَّيَّ هٰكَذَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَبَسَطَ إِسْمَاعِيْلُ (يَعْنِيْ ابْنَ إِبْرَاهِيْمَ أَحَدَ الرُّوَاةِ) يَدَيْهِ وَجَمَعَهُمَا فَعَدَّتْ لِيْ سِتَّ عَشَرَةَ تَمْرَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَكَلَ مَعِيَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ١١٣٥)

کو گارا بنانا چاہتی تھی، میں اس کے پاس آیا اور اس سے ایک ایک ڈول کے بدلے ایک ایک کھجور لینے کا طے کیا، پس میں نے کنوئیں سے پانی کے سولہ ڈول کھینچے، ان کی وجہ سے میرے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے، پھر میں نے وہ پانی لا کر مٹی پر ڈالا اور پھر اس خاتون کے پاس آیا مزدوری لینے کے لیے اس کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلا دیں، اسماعیل راوی نے کیفیت بیان کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور جمع کیا، پس اس عورت نے گن کر سولہ کھجوریں مجھے دیں، پس میں وہ کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، پس آپ ﷺ نے میرے ساتھ وہ کھجوریں کھائیں۔

بَابُ مَتٰى يَسْتَحِقُّ الْأَجِيْرُ اَجْرَهُ، وَوَعِيْدِ مَنْ لَمْ يُوَفِّ حَقَّهُ

مزدور اپنی مزدوری کا مستحب کب ٹھہرتا ہے، اس چیز کا اور اس کو پورا حق نہ دینے والے کی وعید کا بیان

(٦١٣٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ، رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُوَفِّهِ أَجْرَهُ۔)) (مسند احمد: ٨٦٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: روزِ قیامت تین آدمیوں کا مقابل میں ہوں گا اور جس کا مقابل میں ہوں گا، میں اس پر غالب آ جاؤں گا: (۱) وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد کیا، لیکن پھر اسے توڑ ڈالا، (۲) وہ آدمی جو آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا گیا، اور (۳) وہ آدمی جس نے مزدور رکھا اور اس سے کام پورا لیا، مگر اس کی مزدوری پوری طرح ادا نہ کی۔''

(٦١٣٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا فِيْ حَدِيْثٍ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّهُ يُغْفَرُ لِأُمَّتِهِ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ۔)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے، اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان المبارک کی آخری رات میں میری امت کے لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ شب قدر ہے؟ آپ ﷺ نے

(٦١٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٢٧، ٢٢٧٠ (انظر: ٨٦٩٢)

(٦١٣٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا، هشام بن ابي هشام القرشي متفق على ضعفه، ومحمد بن محمد بن الاسود مجهول الحال۔ أخرجه البزار: ٩٦٣، والبيهقي في "الشعب": ٣٦٠٢ (انظر: ٧٩١٧)

يُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ.)) (مسند احمد: ٧٩٠٤)

فرمایا: ”جی نہیں، بات یہ ہے کہ جب عامل کام پورا کرتا ہے تو اس کو پوری پوری مزدوری دی جاتی ہے۔“

بَابُ مَاجَاءَ فِي أُجْرَةِ الْحَجَّامِ
سینگی لگانے والے کی اجرت کا بیان

(٦١٣٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَبَيْنَ الْكَتِفَيْنِ، حَجَمَهُ عَبْدٌ لِبَنِي بَيَاضَةَ وَكَانَ أَجْرُهُ مُدًّا وَنِصْفًا فَكَلَّمَ أَهْلَهُ حَتّٰى وَضَعُوْا عَنْهُ نِصْفَ مُدٍّ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ وَلَوْكَانَ حَرَامًا (وَفِيْ لَفْظٍ: سُحْتًا) مَا أَعْطَاهُ۔ (مسند احمد: ٣٠٧٨م)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گردن کی دو رگوں میں اور دو کندھوں کے درمیان سینگی لگوائی، بنو بیاضہ کے ایک غلام نے آپ ﷺ کو سینگی لگائی تھی، اس کی اجرت ڈیڑھ مد تھی، پس آپ ﷺ نے اس کے مالکوں سے رعایت کی بات کی تو انھوں نے نصف مد کم کر دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس غلام کو سینگی لگانے کی اجرت دی تھی، اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ نے اس کو نہیں دینی تھی۔

(٦١٣٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِلْحَجَّامِ حِيْنَ فَرَغَ: ((كَمْ خَرَاجُكَ؟)) قَالَ: صَاعَانِ، فَوَضَعَ عَنْهُ صَاعًا وَأَمَرَنِيْ فَأَعْطَيْتُهُ صَاعًا۔ (مسند احمد: ١١٣٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور پھر جب سینگی لگانے والا فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تیری مزدوری کتنی ہے؟“ اس نے کہا: جی دو صاع ہے، پھر آپ ﷺ نے اس سے ایک صاع کی رعایت کروا کر مجھے ادائیگی کے لیے حکم دیا، پس میں نے اس کو ایک صاع دیا۔

(٦١٣٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَجَمَ أَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ أَهْلَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١١٩٨٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ ابو طیبہ نے رسول اللہ ﷺ کو سینگی لگائی، آپ ﷺ نے اسے اناج کا ایک صاع دیا اور اس کے مالک سے اس پر آسانی کرنے کی سفارش کی، پس انھوں نے اس سے تخفیف کر دی۔

(٦١٣٧) صحيح۔ أخرجه الطبراني: ١٢٥٨٦، وأخرجه مختصرا ابو يعلى: ٢٣٦٢ (انظر: ٣٠٧٨م)
(٦١٣٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢١٦٣ (انظر: ١١٣٦)
(٦١٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٩٦، ومسلم: ١٥٧٧ (انظر: ١١٩٦٦)

(٦١٤٠)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: إِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ لَا يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرًا۔ (مسند احمد: ١٢٢٣٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور آپ کسی کا حق نہیں مارتے تھے، (یعنی اس کو اس کی اجرت دی)۔

فوائد:...... ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانے والے کو اجرت دینا درست ہے، لیکن مکروہ ہے، جن روایات میں اس کی کمائی کو خبیث کہا گیا ہے، اس سے مراد حرام نہیں ہے، مکروہ ہے، کیونکہ یہ اچھا پیشہ نہیں ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْأُجْرَةِ عَلَى الْقُرَبِ

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیے جانے والے نیک اعمال کی اجرت کا بیان

(٦١٤١)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَءُوْا الْقُرْآنَ وَلَا تَأْكُلُوْا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٦٢٠)

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کی تلاوت کرو اور اس کو کھانے کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی اس کے ذریعہ مال کی کثرت طلب کرو، اس کی تلاوت سے نہ دوری اختیار کرو اور نہ اس کے بارے میں غلوّ میں پڑو۔''

فوائد:...... آخری دو جملوں کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید کے سلسلے میں اعتدال اختیار کیا جائے اور افراط وتفریط سے بچا جائے، نہ اس طرح ہونے پائے کہ آدمی اس کی تلاوت سے دور ہو جائے اور نہ یہ صورت صحیح ہے کہ آدمی غلوّ کرتے ہوئے اس کی حدود سے تجاوز شروع کر دے۔

(٦١٤٢)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى قَوْمٍ فَلَمَّا فَرَغَ سَأَلَ، فَقَالَ عِمْرَانُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجِيْءُ قَوْمٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٠١٢٦)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ ایک قوم پر قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا، جب وہ فارغ ہوا تو لوگوں سے مانگنا شروع کر دیا، سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر کہا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو قرآن مجید کی تلاوت کرے، وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی کہ جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گی اور پھر اس کے ذریعے سے لوگوں سے سوال کرے گی۔''

(٦١٤٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٨٠، ومسلم: ١٥٧٧ (انظر: ١٢٢٠٦)

(٦١٤١) حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٢٥٩٥، والبزار: ٢٣٢٠ (انظر: ١٥٥٣٥)

(٦١٤٢) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذي: ٢٩١٧ (انظر: ١٩٨٨٥)

(٦١٤٣)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَةَ وَالْقُرْآنَ فَأَهْدٰى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا، فَقُلْتُ: لَيْسَ لِي بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا۔)) (مسند احمد: ٢٣٠٦٥)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو کتابت اور قرآن پاک کی تعلیم دی، ان میں سے ایک آدمی نے مجھے بطور ہدیہ ایک کمان دی، میں نے بھی سوچا کہ یہ میرے لیے مال نہیں ہے، بلکہ میں اس کے ذریعے اللہ تعالی کے راستے میں تیر پھینکوں گا، پس میں نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کے بدلے میں تجھے آگ کا طوق ڈالا جائے تو پھر اس کو قبول کر لے۔“

(٦١٤٤)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اجْعَلْنِيْ إِمَامَ قَوْمِيْ، قَالَ: ((أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهِ أَجْرًا۔)) (مسند احمد: ١٦٣٨٠)

سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جی تو ان کا امام ہے، ان میں سے سب سے کمزور آدمی کا خیال رکھنا اور ایسا مؤذن مقرر کرنا، جو اپنی اذان پر اجرت لینے والا نہ ہو۔“

(٦١٤٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَقْرَأُ، فِيْنَا الْعَرَبِيُّ وَالْعَجَمِيُّ وَالْأَسْوَدُ وَالْأَبْيَضُ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْتُمْ فِيْ خَيْرٍ، تَقْرَؤُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَسَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُثَقِّفُوْنَهُ كَمَا يُثَقِّفُوْنَ الْقِدْحَ يَتَعَجَّلُوْنَ أُجُوْرَهُمْ وَلَا يَتَأَجَّلُوْنَهَا۔)) (مسند احمد: ١٢٥١٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم قرآن مجید پڑھ رہے تھے، ہم میں عرب اور عجم اور کالے اور سفید لوگ موجود تھے، اتنے میں اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ”تم خیر و بھلائی پر ہو، اللہ تعالی کی کتاب پڑھ رہے ہو اور اللہ کے رسول تمہارے اندر موجود ہیں، عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ وہ ادائیگی کے لحاظ سے تو قرآن مجید کے الفاظ کو اس طرح سیدھا ادا کریں گے، جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے، لیکن وہ اس کے اجر کو جلدی حاصل کریں گے اور آخرت تک اس میں تاخیر نہیں کریں گے۔“

(٦١٤٣) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٤١٦، وابن ماجه: ٢١٥٧ (انظر: ٢٢٦٨٩)

(٦١٤٤) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ٤٦٨ (انظر: ١٦٢٧٢)

(٦١٤٥) اسناده ضعيف، وفاء الخولاني في عداد المجهولين، وابن لهيعة سيء الحفظ۔ أخرجه (انظر: ١٢٤٨٤)

فوائد:...... یہ روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ صحیح ہے:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فِیکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ، یَتَعَلَّمُہُ الْأَسْوَدُ وَالْأَحْمَرُ وَالْأَبْیَضُ تَعَلَّمُوہُ قَبْلَ أَنْ یَأْتِیَ زَمَانٌ یَتَعَلَّمُہُ نَاسٌ وَلَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَہُمْ وَیُقَوِّمُونَہُ کَمَا یُقَوَّمُ السَّہْمُ فَیَتَعَجَّلُونَ أَجْرَہُ وَلَا یَتَأَجَّلُونَہُ۔)) ......''تمہارے اندر اللہ تعالی کی کتاب موجود ہے، کالے، سرخ اور سفید، غرضیکہ ہر کوئی اس کو سیکھ رہا ہے، تم اس کو اس زمانے کی آمد سے پہلے پہلے سیکھ لو کہ جس میں لوگ اس کی تعلیم تو حاصل کریں گے، لیکن یہ کتاب ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ ادائیگی کے لحاظ اس کے الفاظ کو اس طرح سیدھا کریں گے، جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے، لیکن وہ اس کے اجر کو جلدی طلب کریں گے اور آخرت تک اس میں تاخیر نہیں کریں گے۔'' (ابوداود: ۸۳۱، مسند احمد: ۵/۳۳۸ واللفظ لہ)

(۶۱۴۶)۔ عَنْ أَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی سَرِیَّۃٍ ثَلَاثِیْنَ رَاکِبًا، قَالَ: فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: فَسَأَلْنَاہُمْ أَنْ یُضَیِّفُوْنَا فَأَبَوْا، قَالَ: فَلُدِغَ سَیِّدُہُمْ، قَالَ: فَأَتَوْنَا فَقَالُوْا: فِیْکُمْ أَحَدٌ یَرْقِی مِنَ الْعَقْرَبِ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا وَلٰکِنْ لَا أَفْعَلُ حَتّٰی تُعْطُوْنَا شَیْئًا، قَالُوْا: فَإِنَّا نُعْطِیْکُمْ ثَلَاثِیْنَ شَاۃً، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَیْہَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَبَرَأَ (وَفِی لَفْظٍ: قَالَ: فَجَعَلَ یَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَیَجْمَعُ بُزَاقَہُ وَیَتْفِلُ فَبَرَأَ الرَّجُلُ فَأَتَوْہُمْ بِالشَّاءِ، قَالَ: فَلَمَّا قَبَضْنَا الْغَنَمَ، قَالَ: عَرَضَ فِی أَنْفُسِنَا مِنْہَا، قَالَ: فَکَفَفْنَا حَتّٰی أَتَیْنَا النَّبِیَّ ﷺ (وَفِی لَفْظٍ: فَقَالَ أَصْحَابِی: لَمْ یَعْہَدْ إِلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ فِی ہٰذَا بِشَیْئٍ لَا نَأْخُذُ مِنْہُ شَیْئًا حَتّٰی نَأْتِیَ النَّبِیَّ ﷺ، قَالَ: فَذَکَرْنَا ذَالِکَ لَہُ فَقَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّہَا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تیس سوار مجاہدین کو ایک سریّے میں بھیجا، ہم عرب کی ایک قوم کے پاس اترے اور ان سے میزبانی کا اپنا حق طلب کیا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، ہوا یوں کہ ان کے ایک سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا، وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم میں سے کوئی آدمی ڈسنے کا دم کر لیتا ہے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں میں کر لیتا ہوں، لیکن میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا، جب تک تم ہمیں کچھ عطا نہیں کرو گے، انہوں نے کہا: ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور سات مرتبہ پڑھی، اپنی تھوک جمع کرتا اور پھر اس پر تھوک دیتا، پس وہ تندرست ہو گیا اور انہوں نے تیس بکریاں دے دیں، جب ہم نے وہ بکریاں اپنے قبضے میں لے لیں، تو ہمیں شک ہونے لگا (کہ پتہ نہیں یہ ہمارے لئے حلال بھی ہیں یا کہ نہیں)۔ سو ہم ان پر کوئی کاروائی کرنے سے رک گئے، یہاں تک کہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے دریافت نہ کر لیں۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے

(۶۱۴۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۷۶، ۵۷۴۹، ومسلم: ۲۲۰۱ (انظر: ۱۱۰۷۰)

رُقْيَةٌ، اِقْسِمُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ، (وَفِيْ لَفْظٍ: فَقَالَ: كُلْ وَأَطْعِمْنَا مَعَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أُلْقِيَ فِيْ رَوْعِيْ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۸٦)

پاس آئے اور یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کیسے جانا کہ یہ دم ہے! ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی حصہ مقرر کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''تو خود بھی کھا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ کھلا، بھلا تجھے کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ دم ہے؟'' میں نے کہا: جی بس میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی۔

فوائد:...... قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا کیسا ہے؟

اس مسئلہ میں مختلف احادیث مروی ہیں، بعض یہ ہیں:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک بستی کے سردار کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس کے عوض بکریوں کا ایک ریوڑ لیا۔ دوسرے صحابہ کرام نے ناپسند کیا اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اَخَذْتَ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا۔ ...... تو نے اللہ تعالی کی کتاب پر اجرت لی۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کی شکایت کی۔ جواباً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ۔)) ''سب سے زیادہ جس چیز پر تم اجرت لینے کا حق رکھتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح بخاری: ۲۲۷٦)

یہ واقعہ تو خاص ہے، لیکن شارع علیہ السلام کے الفاظ عام ہیں، جو تعلیم القرآن کی اجرت کے جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ فقہی قاعدہ ہے کہ "العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص اللفظ" (لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے، نہ کہ سبب کے خاص ہونے کا)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: واستدل منه للجمهور في جواز الاجرة على تعليم القرآن۔ (فتح الباری) اس حدیث سے جمہور کے لیے استدلال کیا گیا جو تعلم القرآن پر اجرت کے جواز کے قائل ہیں۔

(۲) بیوی کا حق مہر خاوند پر فرض ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا نکاح قرآن مجید کی تعلیم کو حق مہر ٹھہرا کر کر دیا، آپ ﷺ کے الفاظ یہ تھے: (اِذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔) (بخاری، مسلم) ...... ''جا، میں نے اس قرآن کے بدلے جو تیرے پاس ہے تیرا اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت دلوائی ہے۔ امام مالک نے کہا: یہ تعلیم قرآن پر اجرت ہی تھی، اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتح الباری)

لیکن درج ذیل اور اس باب میں مذکورہ احادیث میں اجرت لینے والوں کے حق میں بڑی سخت وعید بیان کی گئی ہے:

(۳) سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَخَذَ عَلٰی تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ قَوْسًا، قَلَّدَهُ اللّٰهُ قَوْسًا مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (صحیحہ: ۲۵٦) ...... جس نے قرآن مجید کی تعلیم دے کر کمان لی، اللہ تعالی قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالے گا۔

حدیث نمبر (۶۱۴۳) میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اس سے واضح روایت گزری، اسی قسم کی حدیث سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

مذکورہ بالا تین احادیث میں دو موضوعات بیان کئے گئے، جن میں تناقض اور تعارض پایا جارہا ہے۔ ان میں جمع تطبیق کی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کا اصل مقصود دین حنیف کی نشرو اشاعت اور لوگوں کی اصلاح ہو اور معلم خود بھی قرآنی احکام پر عمل پیرا ہو، اگر ایسی صورت میں لوگ کفالت کر دیں تو اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہی صورت پہلے والی احادیث کا مصداق ہے۔

وعید والی احادیث کے بارے میں مختلف اہل علم کے تین نظریے پائے جاتے ہیں:

(ا)...... جمہور اہل علم سیدنا ابی بن کعب (اور سیدنا ابودرداء) رضی اللہ عنہما کی احادیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا خلوص دیکھتے ہوئے ان کے لیے کمان لینا ناپسند کیا ہو۔

(ب)...... اگر کسی آدمی کا قرآن کریم کی تعلیم سے اصل مقصود دنیا کی دولت اکٹھا کرنا ہو، لوگوں کی اصلاح سے اسے کوئی سروکار نہ ہو اور وہ خود قرآنی فرائض و واجبات کے وعظ سے اثر قبول نہ کرنے والا اور ان کی ادائیگی سے غافل ہو تو ایسے شخص کو وعید والی حدیثِ مبارکہ کا مصداق بنایا جائے گا۔

(۳) ان احادیث کا مصداق وہ شخص ہے، جو غریب طلبہ کو قرآن مجید پڑھا کر ان سے اجرت وصول کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اس کے بارے میں احناف کا نظریہ یہ ہے کہ اجرت لینے اور دینے والے دونوں گنہگار ہیں اور اذان، حج، امامت اور تعلیم القرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو رد المختار اور الھدایۃ) اگرچہ احناف عملی طور پر اس نظریے پر قائم نہ رہ سکے، لیکن یہ رائے اس قابل ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر توجہ کی جائے۔

اس باب میں جو رائے ہمیں اقرب الی الصواب نظر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امامت، خطابت، تعلیم القرآن اور تدریس احادیث جیسے پاکیزہ شعبوں سے متعلقہ لوگوں کا مقصد قطعی طور پر دنیوی مال و دولت کا حصول نہ ہو، بلکہ ان کی نیت اور ارادہ یہ ہو کہ وہ اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں، یہ شعبہ جات اس سے بالاتر ہیں کہ ان کی اجرت یا معاوضہ لیا جائے، خلیفۂ اول سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں امامت، خطابت، افتاء، قضاء، جہاد اور خلافت و امارت سے متعلقہ تمام امور سر انجام دیئے، سوال یہ ہے کہ کیا وہ ان خدمات کی اجرت میں بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے؟ نہیں، قطعاً نہیں، خلیفۂ اول کی یہ تمام خدمات اسلام کی تبلیغ اور سربلندی کے لیے تھیں، ہاں جب وہ امتِ مسلمہ کے امور میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے اپنے دنیوی معاملات پر توجہ نہ دے سکے تو انھوں نے اپنی کفالت کے لیے بیت المال سے معمولی مقدار میں وظیفہ لیا۔ یہاں یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو اور خاص طور پر اداروں کے منتظمین کو چاہیے کہ وہ ان ائمہ، مبلغین اور مدرسین اور ان کے بیوی بچوں کی اس وجہ سے کفالت کریں کہ یہ لوگ دینِ حنیف کی خدمت میں مصروف ہیں اور ان شخصیتوں کے عزت و احترام کا خیال رکھیں، کیونکہ نیلے آسمان کے نیچے سب

سے زیادہ معزز لوگ یہی ہیں۔ مساجد و مدارس سے متعلقہ ائمہ و مدرسین سے انتہائی دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ اجرت اور کفالت میں فرق کریں اور اپنے ارادے اور نیت میں پاکیزگی پیدا کریں، اپنے شعبے کی عظمت کو سمجھیں، یہ وہ عظیم لوگ ہیں کہ اللہ تعالی نے جن کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کر لیا ہے، ان کی جتنی کفالت کی جا رہی ہے، اس میں گزارا کرنے کی کوشش کریں، عبادات کی روٹین کو بہتر بنائیں، اپنے اندر ذکرِ الٰہی کا اتنا شغف پیدا کریں کہ اس سے ان کی بھوک اور پیاس میں کمی آ جائے، کسی کی خوشامد سے مکمل گریز کریں، ہر شخص پر اور بالخصوص انتظامیہ پر ناقدانہ تبصرہ کرنے سے بچیں، اس شعبہ سے متعلقہ پہلے گزر جانے والے لوگوں کے طرزِ حیات کا مطالعہ کریں، خاص طور پر اس چیز کا کہ اگر وہ لوگ خود کفیل تھے تو انھوں نے خدمتِ اسلام کا فریضہ کیسے سرانجام دیا اور اگر وہ محتاج تھے تو انھوں نے اپنی حاجت کو دور کرنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا اور اپنی حاجات و ضروریات اللہ تعالی کے دربار میں پیش کریں۔

صورتِ حال یہ ہے کہ ہم لوگ دنیا اور اہل دنیا سے متأثر ہو گئے ہیں، ہم نے بڑوں اور سیاسیوں کے قریب ہونے کو اپنی عظمت کی دلیل سمجھ لیا، باطن کی اصلاح کی بجائے ظاہر کو خوبصورت بنانے کی طرف توجہ دی، نیک مزاج کی بجائے جسم کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو زیادہ اہمیت دی اور اپنے آپ کو تنخواہ دار طبقے کا ایسا فرد سمجھ لیا کہ جس نے ہمیشہ تنخواہ میں اضافے کی بات کی یا اس کے تھوڑا ہونے کا شکوہ کیا۔ اس میدان والوں کا سب سے اہم مسئلہ نفس کا غِنٰی ہے، جبکہ غنائے نفس دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے، دوسروں کے مال و دولت پر نگاہ رکھنا اور اس کا حریص رہنا، اس سے بندے کی حق گوئی بھی متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، اگر کسی انسان کے دنیا کے وسائل و اسباب نہ ہوں، لیکن وہ نفس کے غِنٰی سے مالا مال ہو تو اس کے لیے پرلطف اور لذتوں سے بھری ہوئی زندگی کے لیے یہی نعمت کافی ہے، باتونی بن جانا اور ہر بندے کے سامنے اپنے مسائل بیان کرتے رہنا، اس سے لوگوں کے ہاں وقار تو کم ہو سکتا ہے، کبھی بھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

اگر اس پاک فیلڈ سے متعلقہ لوگ عبادات کی روٹین مرتب کرنے کے بعد معاشرے سے متعلقہ چند قوانین کا پاس و لحاظ کریں، امامت و خطابت و تدریس کو تبلیغِ اسلام کا ذریعہ سمجھ کر پرخلوص انداز میں ان عہدوں کے تقاضے پورے کریں اور اپنے نصیب پر راضی ہو جائیں تو چند ایام کے اندر اندر ہی دلی سکون نصیب ہو گا اور حمیت و غیرت والی زندگی سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا۔

بَابُ مَایَجُوْزُ الْاِسْتِئْجَارُ عَلَیْهِ مِنَ النَّفْعِ الْمُبَاحِ
اجرت پر مباح نفع کمانے کے جواز کا بیان

(٦١٤٧)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ: نَهَانَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ

رافع بن رفاعہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا، مگر وہ جو وہ اپنے ہاتھ سے اس

(٦١٤٧) تخریج: اسناد لایصح، رافع لایعرف ولم تثبت صحبته ولا تابعيته، طارق بن عبد الرحمن القرشي لايكاد يعرف۔ أخرجه ابوداود: ٤٣٢٧ (انظر: ١٨٩٩٨)

بِيَدِهَا وَقَالَ: هٰكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخُبْزِ وَالْغَزْلِ وَالنَّفْشِ۔ (مسند احمد: ١٩٢٠٧)

طرح کی کمائی کر لیتی ہو، پھر راوی نے اپنی انگلیوں کی مدد سے روٹی پکانے، سوتر کاتنے اور روئی دھننے کی طرف اشارہ کیا۔

فوائد:...... لونڈیوں کی کمائی سے مراد زنا اور بدکاری کی کمائی ہے۔

(٦١٤٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَجْتَنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُ۔)) قَالَ: قُلْنَا: وَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَاهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٥٥١)

سیدنا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو چن رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سیاہ رنگ والے چنو، کیونکہ یہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بکریاں چراتے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، بلکہ ہر نبی بکریاں چراتا رہا ہے۔''

(٦١٤٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى وَهُوَ يَرْعٰى غَنَمًا عَلٰى أَهْلِهِ وَبُعِثْتُ وَأَنَا أَرْعٰى غَنَمًا لِأَهْلِي بِجِيَادٍ۔)) (مسند احمد: ١١٩٤٠)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں مبعوث کیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور جب مجھے مبعوث کیا گیا تو میں بھی جیاد میں اپنے اہل خانہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

(٦١٥٠)۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ ثِيَابًا مِنْ هَجَرَ، قَالَ: فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاوَمَنَا فِي سَرَاوِيْلَ وَعِنْدَنَا وَزَّانُوْنَ يَزِنُوْنَ بِالْأُجْرَةِ، فَقَالَ لِلْوَزَّانِ: ((زِنْ وَأَرْجِحْ۔)) (مسند احمد: ١٩٣٠٨)

سیدنا سوید بن قیس کہتے ہیں، میں اور مخرمہ عبدی ہجر کے علاقہ سے کپڑا لائے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا، جبکہ ہمارے پاس اجرت پر وزن کرنے والے لوگ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے ایک وزن کرنے والے سے فرمایا: ''اس کا وزن کرو اور ترازو کا یہ والا پلڑا جھکاؤ۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جائز کاموں کی اجرت لینا درست ہے۔

(٦١٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٥٣، ومسلم: ٢٠٥٠۔ (انظر: ١٤٤٩٧)

(٦١٤٩) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ٢٣٧٠ (انظر: ١١٩١٨)

(٦١٥٠) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٣٦، ابن ماجه: ٢٢٢٠، ٣٥٧٩، والترمذي: ١٣٠٥ (انظر: ١٩٠٩٨)

كِتَابُ الْوَدِيْعَةِ وَالْعَارِيَةِ

ودیعت اور عاریہ کے مسائل

بَابُ مَاجَاءَ فِي جَوَازِ الْعَارِيَةِ وَالتَّرْغِيْبِ فِيْهَا

عاریۃً چیز کے جائز ہونے اور اس میں رغبت دلانے کا بیان

عارية: ...... عارضی طور پر دی ہوئی چیز کو عاریہ کہتے ہیں، لینے والا کچھ عرصہ استفادہ کرنے کے بعد مالک کو واپس کر دیتا ہے۔

(٦١٥١)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ: مَنْدُوْبٌ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا وَجَدْنَا مِنْ فَزَعٍ۔)) وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا۔ قَالَ حَجَّاجٌ: يَعْنِي الْفَرَسَ۔ (مسند احمد: ١٣٩٤٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوف سا پیدا ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عاریۃً ایک گھوڑا لیا، اس کو مندوب کہا جاتا تھا، آپ ﷺ نے واپس آ کر فرمایا: ''کوئی خوف والی بات نہیں ہے۔'' ہم نے اس گھوڑے کو (تیز رفتاری میں) سمندر پایا تھا۔

(٦١٥٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((حَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيْحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٤٩٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا حق یہ ہے کہ ان کو پانی کے گھاٹوں پر دوہ کر ان کا دودھ (محتاجوں کو پلایا جائے)، ان کا برتن عاریۃً دیا جائے، جفتی کے لیے سانڈ دیا جائے، دودھ پینے کے لیے اونٹنی بطور عطیہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں سواری کے لیے اونٹ دیئے جائیں۔''

فوائد: ...... مختلف احادیث میں عاریۃً چیزیں دینے کی ترغیب دلائی گئی ہے، اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا

(٦١٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٢٧، ٢٨٦٢، ٢٩٦٨، ومسلم: ٣٣٠٧ (انظر: ١٣٩٠٥)

(٦١٥٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٨٨ (انظر: ١٤٤٤٢)

کہ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں حقوق ہوتے ہیں، اس حدیث میں صرف اونٹوں کے حقوق کا بیان ہے، ان سے دوسری چیزوں کے حقوق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي ضَمَانِ الْوَدِيْعَةِ وَالْعَارِيَةِ

ودیعت اور عاریہ کے طور پر دی ہوئی چیزوں کی ضمانت کا بیان

(٦١٥٣)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَهِ۔)) ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ قَالَ: لَا يَضْمَنُ۔ (مسند احمد: ٢٠٤١٨)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ جو کچھ لیتا ہے، وہ اس وقت تک اس کے ذمہ رہتا ہے، جب تک اس کو ادا نہیں کر دیتا۔'' پھر حسن بصری بھول گئے تھے کہنے لگے کہ وہ ضامن نہیں ہوتا۔

فوائد:...... حسن بصری اپنی بیان کردہ حدیث کو بھول جانے کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ عاریہ لینے والا ضامن نہیں ہوتا، لیکن ان کی بیان کردہ حدیث ان کے اس خیال کی تائید نہیں کرتی۔

(٦١٥٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيْمَ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اسْتُوْدِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ۔)) (مسند احمد: ٥٦٠٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لقمان حکیم کہا کرتے تھے کہ جب کسی چیز کو اللہ تعالی کے سپرد کیا جاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ جب سفر پر جانے والے شخص کو الوداع کہتے تو یہ دعا دیتے تھے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔ ......''میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے خاتموں کو اللہ تعالی کے سپرد کرتا ہوں۔'' (ترمذی: ٣٤٤٣)

(٦١٥٥)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَدْرُعًا، فَقَالَ: أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: ((لَا، بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُوْنَةٌ۔)) قَالَ: فَضَاعَ بَعْضُهَا فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُضَمِّنَهَا لَهُ فَقَالَ: أَنَا الْيَوْمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي الْاِسْلَامِ

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن مجھ سے کچھ زرہیں ادھار لی تھیں۔ میں نے کہا: اے محمد! کیا ان کو غصب کر لیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں، بلکہ یہ ایسا عاریۃ ہے کہ جس کی ضمانت دی جا رہی ہے۔'' ہوا یوں کہ کچھ زرہیں ضائع ہو گئی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان کی ضمانت بھرنے کی پیشکش کی تو

(٦١٥٣) حسن لغیرہ۔ أخرجہ ابو داود: ٣٥٦١، وابن ماجہ: ٢٤٠٠، والترمذی: ١٢٦٦ (انظر: ٢٠١٥٦)

(٦١٥٤) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجہ النسائی فی "الکبری": ١٠٣٥٢ (انظر: ٥٦٠٦)

(٦١٥٥) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجہ ابو داود: ٣٥٦٢ (انظر: ٢٧٦٣٦)

أَرْغَبُ۔ (مسند احمد: ٢٨١٨٨)

میں (صفوان) نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج کل تو میں اسلام کی رغبت رکھتا ہوں (سواب میں یہ چٹی کیسے لے سکتا ہوں)۔

(٦١٥٦)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ إِذَا أَتَتْكَ رُسُلِي فَأَعْطِهِمْ أَوْ قَالَ: فَادْفَعْ إِلَيْهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ: الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ يَارَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ۔)) (مسند احمد: ١٨١١٤)

سیدنا صفوان بن یعلی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ جب تیرے پاس میرے قاصد آئیں تو انہیں تیس یا اس سے کم زرہیں اور تیس یا اس سے کم اونٹ دے دینا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ایسا عاریہ ہے، جو قابل واپسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

فوائد:...... امانت یا عاریۃ چیز کی واپسی پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ چیز ہو تو وہی ادا کی جائے چیز تلف ہو جائے تو قیمت دی جائے۔

(٦١٥٧)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَةِ عَامِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٥٠)

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبے میں فرمایا: ''خبردار! عاریہ (عارضی طور پر لی ہوئی چیز) واپس کی جائے گی، مِنْحَہ (وہ عطیہ جو استفادہ کے لیے کچھ مدت کے لیے دیا جائے) بھی واپس کیا جائے گا، قرضہ چکایا جائے گا اور چیز کا ضامن اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔''

فوائد:...... ''عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس کے وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو، جب تک وہ باقی ہو، اگر ضائع ہو جائے تو اس کے عوض میں قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ''عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو، اگر وہ تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

(٦١٥٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں ہیں، اگر وہ تجھ میں پائی جائیں گی تو

(٦١٥٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٦٦ (انظر: ١٧٩٥٠)

(٦١٥٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٧٠، ٣٥٦٥، وابن ماجه: ٢٠٠٧، ٢٢٩٥، ٢٣٩٨، ٢٤٠٥، ٢٧١٣ (انظر: ٢٢٢٩٤)

(٦١٥٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحارث بن يزيد الحضرمى لا يعرف له سماع من عبد الله بن عمرو۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير" (انظر: ٦٦٥٢)

فَــلَا عَــلَيْكَ مَــا فَــاتَكَ مِــنَ الدُّنْيَا (مِنْهَا) حِفْظُ أَمَانَتِهِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٥٢)

دنیا کی کوئی چیز فوت ہو جانے سے تیرا کوئی نقصان نہیں ہو گا، (ان میں سے ایک چیز) امانت کی حفاظت ہے۔''

فــوائــد:...... حدیث کا یہ حصہ دلالت کرتا ہے کہ امانت کی نگہداشت ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ جس کے دامن میں دونوں جہاں کے منافع سمٹ آتے ہیں۔

(٦١٥٩)۔ عَــنْ عُبَــادَــةَ بْــنِ الــصَّامِتِ اَنَّ الــنَّبِيَّ ﷺ قَــالَ: ((اِضْــمَــنُــوْا لِــىْ سِتًّا مِنْ أَنْــفُسِــكُــمْ أَضْــمَــنْ لَــكُمُ الْجَنَّةَ وَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٣١٣٧)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (ان میں سے ایک چیز یہ ہے) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کیا کرو۔''

فــوائــد:...... باقی پانچ چیزیں یہ تھیں: ''جب بات کرو تو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اپنی آنکھوں کو پست رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روک لو۔''

❁❁❁❁

(٦١٥٩) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابويعلى فى "مسنده"، وابن حبان: ٢٧١، والحاكم: ٤/ ٣٥٨، والبيهقى: ٦/ ٢٨٨ (انظر: ٢٢٧٥٧)

كِتَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَاشْتِرَاكِ النَّاسِ فِي الْمَاءِ وَمَا جَاءَ فِي الْأَقْطَاعَاتِ وَالْحِمٰى

بے آباد زمین کو آباد کرنے، پانی کا لوگوں میں مشترک ہونے، الاٹ کی ہوئی زمین اور چراگاہوں کے مسائل

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مِيْتَةً

بے آباد زمین آباد کرنے والے کی فضیلت کا بیان

(٦١٦٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَلَهُ فِيْهَا يَعْنِيْ أَجْرًا وَمَا أَكَلَتِ الْعَوَافِيْ مِنْهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٢٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مردہ زمین آباد کرے گا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور رزق طلب کرنے والے جو جان دار بھی وہاں سے کھائیں گے، اس کے لیے یہ صدقہ ہوگا۔''

فوائد:...... مردہ زمین سے مراد وہ زمین ہے، جو کسی کی ملکیت نہ ہو، نہ عوام میں سے کسی کی اور نہ حکومت کی۔

(٦١٦١)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلٰى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٣٩٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی زمین پر دیوار کا گھیرا کرلے گا تو وہ اسی کی ہوگی۔''

فوائد:...... اس گھیراؤ سے مراد زمین کو زندہ کرنا اور آباد کرنا ہے، یہ معنی نہیں ہے کہ چاردیواری بنا کر قبضہ کرلیا جائے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جائے۔

(٦١٦٠) حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٠٧٣، والترمذي: ١٣٧٩، والنسائي: ٥٧٥٧ (انظر: ١٤٣٧١)

(٦١٦١) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٧/ ٧٦، والنسائي في "الكبرى": ٥٧٦٣، والبيهقي: ٦/ ١٤٨، والطيالسي: ٩٠٦ (انظر: ٢٠١٣٠)

(٦١٦٢)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلٰى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٥١)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی کسی زمین پر دیوار کا گھیرا کر لے گا تو وہ اسی کی ہوگی۔''

(٦١٦٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا)) (مسند احمد: ٢٥٣٩٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی ایسی زمین آباد کرے، جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔''

(٦١٦٤)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُوْلٍ رَفَعَهُ قَالَ: ((أَيُّمَا شَجَرَةٍ أَظَلَّتْ عَلٰى قَوْمٍ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ مِنْ قَطْعِ مَا أَظَلَّ أَوْ أَكْلِ ثَمْرِهَا)) (مسند احمد: ١٦١٦٤)

مکحول تابعی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو درخت کسی قوم پر سایہ کرنے لگے تو سائے والے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ سایہ کرنے والے حصے کو کاٹ دے یا اس کا پھل کھالے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحيِي الْأَرْضَ بِغَرْسِ شَجَرٍ أَوْ حَفْرِ بِئْرٍ فَمَاذَا يَكُوْنُ حَرْمُهَا؟

جو آدمی درخت لگا کر یا کنواں کھود کر زمین کو آباد کرتا ہے، اس کی حد ملکیت کتنی ہوگی؟

(٦١٦٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَرِيْمُ الْبِئْرِ أَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِنْ حَوَالِيْهَا كُلِّهَا لِأَعْطَانِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ، وَابْنُ السَّبِيْلِ أَوَّلُ شَارِبٍ، وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ۔)) (مسند احمد: ١٠٤١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کنویں کا احاطہ اس کی تمام اطراف سے چالیس ہاتھ ہوگا، یہ جگہ اونٹوں اور بکریوں کے بیٹھنے کے لیے ہوگی اور ایسے کنویں سے پینے والا پہلا شخص مسافر ہوگا اور زائد پانی سے اس مقصد کے لیے نہیں روکا جائے گا کہ اس کے ذریعے سے گھاس سے منع کر دیا جائے۔

فوائد:...... جب کوئی آدمی مردہ زمین میں کنواں کھودے گا تو اس کے اردگرد چالیس چالیس ہاتھ تک جگہ از خود اس کا احاطہ بن جائے گی، یہ جگہ اونٹوں اور بکریوں کے بیٹھنے کے لیے استعمال ہوگی، کوئی دوسرا شخص اس احاطے کو ذاتی استعمال میں نہیں لا سکے گا۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوررس اور حکیمانہ فیصلہ ہے۔

(٦١٦٢) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٠٢٣٨)

(٦١٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٣٥ (انظر: ٢٤٨٨٣)

(٦١٦٤) اسناده ضعيف لارساله، مكحول الشامي تابعي، لم يدرك النبي ﷺ۔ أخرجه (انظر: ١٦٠٦٧)

(٦١٦٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٥ (انظر: ١٠٤١١)

''مسافر پینے والا پہلا شخص ہوگا'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام حاضرین میں مسافر کو ترجیح دی جائے گی اور کنویں کے مالک کو اس کو روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ کسی علاقے میں جانوروں کے چرنے کے لیے گھاس وغیرہ پائی جاتی ہے، لیکن وہاں پانی کا صرف ایک چشمہ یا کنواں ہے یا محدود پانی ہے، اب لوگ اس علاقے میں اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے تب لے جائیں گے، جب ان کو وہاں کا پانی استعمال کرنے کا حق ہوگا، اگر کوئی آدمی اس نیت سے اس پانی پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے تاکہ لوگ اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے سرے سے اس علاقے میں ہی نہ جائیں تو ایسے آدمی کو آپ ﷺ ایسا کرنے سے روک رہے ہیں۔

(٦١٦٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي النَّخْلَةِ أَوِ النَّخْلَتَيْنِ أَوِ الثَّلَاثِ فَيَخْتَلِفُوْنَ فِيْ حُقُوْقِ ذٰلِكَ، فَقَضٰى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أُوْلٰئِكَ مَبْلَغَ جَرِيْدَتِهَا حَيِّزٌ لَهَا۔ (مسند احمد: ٢٣١٥٩)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یا دو یا تین کھجور کے درختوں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا، جبکہ لوگ ان کے حقوق کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فیصلہ یہ کیا کہ ہر کھجور کی ٹہنیاں جہاں تک پہنچ رہی ہیں، وہ جگہ اسی درخت کا احاطہ ہوگا۔

فوائد:...... سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کھجور کے احاطے کے بارے میں دو آدمی جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے اس درخت کی پیمائش کی جائے، پس وہ سات ہاتھ نکلا، ایک روایت میں ہے کہ وہ درخت پانچ ہاتھ بلند تھا، پس آپ ﷺ نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ (ابوداود: ٣٦٤٠)

کھجور کے احاطے کے بارے میں یہ دو روایات ہیں، ان میں جمع و تطبیق کی دو صورتیں ہیں: (١) یہ دو مختلف واقعات ہیں اور جہاں جو ضابطہ مناسب ہوگا، اسی کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (٢) سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تفسیر بیان کر رہی ہے، یعنی آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کی ٹہنی کو ایک ہاتھ کے بقدر شکل دے کر اس کے ذریعے کھجور کی پیمائش کی جائے۔

پہلی صورت زیادہ مناسب ہے اور وہ اس طرح کہ لمبے درخت کا فیصلہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں اور چھوٹے درخت کا فیصلہ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں کیا جائے گا۔ یہ کھجور کے درخت کا احاطہ ہوگا، اگر کوئی دوسرا آدمی اس زمین سے مستفید ہونا چاہے تو اس کا حق اس احاطے کے بعد ہوگا۔

(٦١٦٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٨٨ (انظر: ٢٢٧٧٨)

بَابُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ وَالنَّهْيِ عَنْ مَنْعِ فَضْلِ الْمَاءِ وَالْكَلَأِ وَشُرْبِ الْأَرْضِ الْعُلْيَا قَبْلَ السُّفْلٰى إِذَا اخْتَلَفُوْا

تین چیزوں میں مسلمانوں کے شریک ہونے، زائد پانی اور گھاس کو روک لینے سے منع کرنے اور اختلاف کی صورت میں نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین کو سیراب کر لینے کا بیان

(٦١٦٧)۔ عَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ، فِيْ الْمَاءِ وَالْكَلَأِ وَالنَّارِ)) (مسند احمد: ٢٣٤٧١)

ایک صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں مسلمان برابر کے شریک ہیں، پانی، گھاس اور آگ میں۔''

فوائد:...... پانی کا مسئلہ حدیث نمبر (۵۸۲۳) میں گزر چکا ہے۔

امام خطابی نے کہا: اس سے مراد وہ گھاس ہے، جو ایسی زمین میں اگی ہو، جو کسی کی ملکیت نہیں ہے، کسی کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس گھاس سے روکے، اور اگر وہ گھاس کسی کی ملکیت والی زمین اُگی ہو تو اس سے اجازت لینا پڑے گی۔

آگ کی اشتراکیت سے مراد جلتی ہوئی آگ سے چراغ یا مزید جلانا اور اس سے روشنی حاصل کرنا ہے، اسی طرح غیر مملوکہ زمین میں اگنے والے درختوں کی لکڑیاں حاصل کرنا۔

(٦١٦٨)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) كَتَبَ إِلٰى عَامِلٍ لَهُ عَلٰى أَرْضٍ لَهُ أَنْ لَا تَمْنَعَ فَضْلَ مَاءِكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَنَعَ فَضْلَ الْمَاءِ لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَأَ مَنَعَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلَهُ۔)) (مسند احمد: ٦٧٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی زمین کے ایک عامل کو لکھا کہ زائد پانی سے کسی کو نہ روکنا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اس مقصد کے لیے زائد پانی کو روک لیا کہ گھاس کو روک لے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنا فضل روک لے گا۔''

(٦١٦٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ بَعْدَ أَنْ يُسْتَغْنٰى عَنْهُ وَلَا فَضْلُ مَرْعًى)) (مسند احمد: ١٠٥٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ضرورت پوری ہو جانے کے بعد زائد پانی کو نہ روکا جائے اور نہ زائد چراگاہ کو۔''

(٦١٦٧) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٧٧ (انظر: ٢٣٠٨٢)

(٦١٦٨) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٧٢٢)

(٦١٦٩) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٥٧١)

(٦١٧٠)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ۔))
(مسند احمد: ٨٠٧٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زائد پانی نہ روکا جائے تاکہ اس سے گھاس میں رکاوٹ ڈال دی جائے۔''

(٦١٧١)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ نَقْعُ مَاءٍ وَلَا رَهْوُ بِئْرٍ۔))
(مسند احمد: ٢٥٣٢٢)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ کنویں کا زائد پانی روکا جائے اور نہ کنویں سے بہہ کر نشیبی جگہ میں اکٹھا ہو جانے والا پانی روکا جائے۔''

(٦١٧٢)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (فَذَكَرَ أَحْكَامًا مُتَنَوِّعَةً مِنْهَا) وَقَضٰى بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِي النَّخْلِ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ، وَقَضٰى بَيْنَ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنْ لَا يُمْنَعَ فَضْلُ مَاءٍ لِيُمْنَعَ فَضْلُ الْكَلَأِ (وَقَضٰى) فِيْ شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ أَنَّ الْأَعْلٰى يُشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ وَيُتْرَكُ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَكَذٰلِكَ حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْحَوَائِطُ أَوْ يَفْنَى الْمَاءُ۔ (مسند احمد: ٢٣١٥٩)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں میں سے بعض فیصلے یہ ہیں، (اس حدیث میں انھوں نے کئی فیصلے ذکر کیے، بیچ میں دو فیصلے یہ تھے) آپ ﷺ نے اہل مدینہ کے مابین یہ فیصلہ کیا کہ کنویں کے زائد یا جمع شدہ پانی سے نہ روکا جائے اور دیہاتی لوگوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ زائد گھاس سے منع کرنے کے ارادے سے زائد پانی کو نہ روکا جائے۔ اور نالوں میں بہتے ہوئے پانی سے کھجوروں کو سیراب کرتے وقت نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین اس طرح سیراب کی جائے کہ پانی ٹخنوں تک آ جائے، پھر اس کو اس سے متصل نیچے والی زمین کی طرف چھوڑا جائے، پھر اسی طریقے سے پانی آگے کی طرف پہنچایا جائے، یہاں تک باغات ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔

(٦١٧٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: خَاصَمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ الزُّبَيْرَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے درمیان حرہ کے ایک نالے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا، وہ اس نالے سے کھجوروں کو سیراب کیا کرتے تھے۔ انصاری رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: میری

(٦١٧٠) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٣٥٤، ومسلم: ١٥٦٦ (انظر: ٨٠٨٤)
(٦١٧١) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٧٩ (انظر: ٢٤٨١١)
(٦١٧٢) تخریج: صحیح بالشواهد۔ أخرج قصة شرب النخل ابن ماجه: ٢٤٨٣ (انظر: ٢٢٧٧٨)
(٦١٧٣) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٣٥٩، ومسلم: ٢٣٥٧ (انظر: ١٦١١٦)

لِلزُّبَيْرِ: سَرِّحِ الْمَاءَ، فَأَبَى فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ۔)) فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَبْلُغَ إِلَى الْجَدْرِ۔)) قَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ....﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (مسند احمد: ١٦٢١٥)

کھجوروں کے لئے پانی چھوڑ دو، لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، انصاری وہ مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے زبیر! تم پہلے سیراب کر کے پانی کو اپنے ہمسائے کے لیے چھوڑ دیا کرو۔'' لیکن اس فیصلے سے انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا: یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے زبیر! اب اتنی دیر پانی روک کر رکھنا کہ منڈیر تک پہنچ جائے، پھر آگے چھوڑنا۔'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں ہی نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ...... ''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! وہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ وہ آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔'' (سورۂ نساء: ٦٥)

فوائد:...... مذکورہ بالا دو احادیث سے معلوم ہوا کہ قدرتی پانی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے، جس کی زمین اس کے سب سے زیادہ قریب ہو گی، لیکن جب وہ ضرورت پوری کر لے گا تو اس کو پانی روک لینے کا کوئی حق حاصل نہ ہو گا، وہ اپنے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دے گا، پھر وہ اپنی ضرورت پوری کر لینے کے بعد تیسرے نمبر پر آنے والے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دے گا۔ علی ہذا القیاس۔

پانی، آگ اور گھاس، یہ تین اتنی اہم ضروریاتِ زندگی ہیں کہ اگر ان میں سے زائد چیز کو روک لیا جائے یا اس کی خرید و فروخت شروع کر دی جائے تو یہ عذاب لوگوں کے لیے کسی بڑی مصیبت سے کم نہ ہو گا، اس وقت پاکستان کے جن علاقوں میں ایندھن اور پانی خریدنا پڑتا ہے، وہاں معتدل آمدنی والے آدمی کا گزارہ بھی بہت مشکل ہو چکا ہے، حکومت اور علاقے کے بااثر اور سرمایہ دار لوگوں کی فکر یہ ہونی چاہیے کہ کس طرح یہ نعمتیں آسان طریقے سے لوگوں تک پہنچائی جا سکتی ہیں، مثلا دیہی علاقوں میں کچھ رقبے میں درخت وغیرہ لگا کر اس کو عام چراگاہ قرار دینا اور غریب لوگوں کو وہاں سے

لکڑیاں وغیرہ کاٹنے کی اجازت دے دینا، اسی طرح جن علاقوں میں پانی کی کمی ہے، مختلف ذرائع اختیار کر کے وہاں پانی سپلائی کرنا۔ جن شہروں میں ایندھن کے لیے گیس کے سلنڈر استعمال ہو رہے ہیں، یا جہاں گیس کی لوڈ شیڈنگ جاری ہے، چند سرمایہ داروں کے علاوہ وہاں کے لوگ ذہنی طور پر اپنے آپ کو عجیب اذیت میں مبتلا محسوس کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مخصوص دور میں پانی، آگ اور گھاس کا تعین کیا تھا، آپ ﷺ کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ آج بجلی، گیس، پٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل، آئل اور منرل واٹر کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ یہ تمام خزانے گورنمنٹ کی تحویل میں ہوں اور عہدیدارانِ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان نعمتوں پر مشتمل نئے نئے ذخائر تلاش کر کے عوام الناس کی زندگیوں کو سہولت آمیز بنائیں، پینے والا پانی سپلائی کرنے والے شعبے کو فعال بنا کر اس کی کڑی نگرانی کی جائے۔

أَبْوَابُ مَاجَاءَ فِي الْقَطَائِعِ وَالْحِمٰى

الاٹ کی ہوئی زمینوں اور چراگاہوں کے مسائل

بَابُ إِقْطَاعِ الْأَرَاضِيْ

زمینیں الاٹ کرنے کا بیان

(٦١٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَقْطَعَ الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهِ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: ثُرَيْرٌ، فَأَجْرَى الْفَرَسَ حَتّٰى قَامَ ثُمَّ رَمٰى بِسَوْطِهِ، فَقَالَ: ((اَعْطُوْهُ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ۔)) (مسند احمد: ٦٤٥٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثریر نامی زمین سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو اتنی جگہ الاٹ کر دی، جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑ سکے، پس انھوں نے گھوڑا دوڑایا، یہاں تک کہ جب وہ کھڑا ہو گیا تو انھوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اتنی جگہ دے دو، جہاں تک اس کا کوڑا پہنچا ہے۔''

فوائد:...... سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی اس زمین سے اپنے سر پر گٹھلیاں لاتی تھی، جو آپ ﷺ نے ان کو الاٹ کی تھی، وہ مجھ سے دو تہائی فرسخ کے فاصلے پر تھی۔ (صحیح بخاری: ۳۱۵۱، ۵۲۲٤)

(٦١٧٥)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ قَالَ: أَقْطَعَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْضَ كَذَا وَكَذَا فَذَهَبَ الزُّبَيْرُ اِلٰى آلِ عُمَرَ

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فلاں فلاں زمین بطور جاگیر دی، پھر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، آلِ عمر کے پاس گئے اور ان کا حصہ خرید کر سیدنا

(٦١٧٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله العمرى۔ أخرجه ابوداود: ٣٠٧٢ (انظر: ٦٤٥٨)

(٦١٧٥) تخريج: رجاله ثقات الا ان فى سماع عروة من عبد الرحمن بن عوف وقفة۔ أخرجه البيهقى: ١٠/ ١٢٤ (انظر: ١٦٧٠)

فَاشْتَرٰی نَصِیْبَہُ فَأَتٰی عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَقْطَعَہُ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْضَ کَذَا وَکَذَا وَاِنِّی اِشْتَرَیْتُ نَصِیْبَ آلِ عُمَرَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ جَائِزُ الشَّهَادَةِ، لَهُ وَعَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱٦۷۰)

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فلاں فلاں زمین بطور جاگیر دی تھی اور میں نے آل عمر کا حصہ خرید لیا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سچی شہادت والے ہیں، وہ ان کے حق میں ہے یا ان کی مخالفت میں۔

(٦۱۷٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا الْأَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوْا: لَا، حَتّٰی تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۰۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کی زمین ان کو الاٹ کر دیں، لیکن انہوں نے کہا: جی نہیں، (ہم اس وقت تک یہ زمین نہیں لیں گے) جب تک آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو اسی طرح کی جاگیر نہیں دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم میرے بعد اپنے آپ پر ترجیح کو پاؤ گے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات ہو جائے۔''

(٦۱۷۷)۔ عَنْ كُلْثُوْمٍ عَنْ زَيْنَبَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَرَّثَ النِّسَاءَ خِطَطَهُنَّ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۸۹)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو ان کے گھروں کا وارث بنایا تھا۔

فوائد:...... اگلی حدیث میں قدرے تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(٦۱۷۸)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كَانَتْ زَيْنَبُ تَفْلِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ اِمْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ يَشْكُوْنَ مَنَازِلَهُنَّ وَأَنَّهُنَّ يُخْرَجْنَ مِنْهُ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِنَّ فِيْهِ، فَتَكَلَّمَتْ زَيْنَبُ وَتَرَكَتْ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ

(دوسری سند) کلثوم کہتے ہیں: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی جوئیں نکال رہی تھیں اور آپ ﷺ کے پاس سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی اور کچھ مہاجر خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، یہ اپنے گھروں کے بارے میں شکایت کر رہی تھیں کہ (خاوند کی وفات کے بعد) ان کو گھروں سے نکال دیا جاتا ہے اور ان پر تنگی کر دی جاتی ہے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی نبی کریم ﷺ کا

(٦۱۷٦) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۳۷٦، ۳۷۹٤ (انظر: ۱۲۰۸٤)

(٦۱۷۷) تخريج: حديث حسن، وانظر الحديث الآتی (انظر: ۲۷۰٤۹)

(٦۱۷۸) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۰۸۰ (انظر: ۲۷۰۵۰)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكِ لَسْتِ تَكَلَّمِيْنَ بِعَيْنَيْكِ، تَكَلَّمِيْ وَاعْمَلِيْ عَمَلَكِ۔)) فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ أَنْ يُوَرَّثَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ النِّسَاءُ، فَمَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ (بْنُ مَسْعُوْدٍ) فَوَرِثَتْهُ إِمْرَأَتُهُ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۹۰)

سر مبارک چھوڑ کر بات کرنے لگ گئیں، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم نے اپنی آنکھوں سے تو باتیں نہیں کرنی، بات بھی کرو اور اپنا کام بھی کرو۔'' (یہ ساری باتیں سن کر) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ عورتوں کو (ان کے مہاجر خاوندوں) کا وارث بنایا جائے، پس جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی اہلیہ ان کے مدینہ والے گھر کی وارث بنیں۔

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب خاوند فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس کی بیوی کو اس کے گھر سے نکال دیں، بلکہ ان پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کے لیے اس کے گھر کو خالی کر دیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مہاجرین کے ساتھ خاص تھا اور ان کے ختم ہونے کے ساتھ یہ حکم بھی ختم ہو گیا، واللہ اعلم۔ اب میراث کے احکام مرتب ہو چکنے کے بعد بیوی کو اس کا مخصوص حصہ دیا جائے گا، لیکن اس معاملے میں اس کو جتنی سہولت پہنچائی جا سکتی ہو، وہ پہنچانی چاہیے، مثلا اگر اس کا حصہ اس کے خاوند کے گھر کی قیمت کے برابر ہو تو اس کو گھر دے دیا جائے، بہرحال جتنا ممکن ہو ترکہ کی تقسیم میں بیوی کی رضامندی کا خیال رکھا جائے۔

(۶۱۷۹)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ (وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا قَالَ: فَأَرْسَلَ مَعِيَ مُعَاوِيَةَ أَنْ أَعْطِهَا إِيَّاهُ أَوْ قَالَ: أَعْلِمْهَا إِيَّاهُ۔ قَالَ: فَقَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ: أَرْدِفْنِيْ خَلْفَكَ، فَقُلْتُ: لَا تَكُوْنُ مِنَ أَرْدَافِ الْمُلُوْكِ، قَالَ: فَقَالَ: أَعْطِنِيْ نَعْلَكَ، فَقُلْتُ: انْتَعِلْ ظِلَّ النَّاقَةِ، قَالَ: فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ مُعَاوِيَةُ أَتَيْتُهُ فَأَقْعَدَنِيْ مَعَهُ عَلَى السَّرِيْرِ فَذَكَّرَنِي الْحَدِيْثَ، فَقَالَ سِمَاكٌ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ حَمَلْتُهُ بَيْنَ يَدَيَّ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۸۱)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک زمین الاٹ کی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ وہ مجھے یہ زمین دے سکیں یا اس کی نشاندہی کر سکیں۔ سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اپنے پیچھے سوار کر لو، لیکن میں نے کہا: اے معاویہ! آپ بادشاہوں کے پیچھے سوار ہونے والوں (یا ان کے نائب بننے والوں میں سے) نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا: تو پھر مجھے اپنا جوتا دے دو (تاکہ میں زمین کی شدت سے بچ سکوں)، میں نے کہا: اونٹنی کے سائے میں چل لو۔ پھر جب سیدنا معاویہ خلیفہ منتخب ہوئے اور میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور مجھے یہ بات یاد کرا دی، میں نے کہا: اب تو میں یہ پسند کر رہا ہوں کہ کاش آپ کو اپنے سامنے بٹھا لیتا۔

(۶۱۷۹) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجہ ابوداود: ۳۰۵۹ (انظر: ۲۷۲۳۹)

فوائد:...... سیدنا وائل رضی اللہ عنہ حمیر کے شہزادے تھے اور اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مالی حالت درست نہ تھی، آداب اسلامی سے نا آشنائی اور تعلیمات دین سے عدم واقفیت کی بناء پر سیدنا وائل رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا، انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کا تقاضا کچھ اور تھا، جبکہ بعد میں ان کو احساس بھی ہو گیا تھا۔

(٦١٨٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْ زَرْعٍ أَوْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ عَامٍ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَسَمَ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْوُسُوْقَ كُلَّ عَامٍ، فَاخْتَلَفْنَ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ أَنْ يُقْطِعَ لَهَا الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوُسُوْقَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ مِمَّنِ اخْتَارَ الْوُسُوْقَ۔ (مسند احمد: ٤٧٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے کھیتی یا پھل کی نصف پیداوار پر معاملہ کیا، آپ ﷺ ہر سال اپنی بیویوں کو اسی وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جو، یعنی کل سو وسق دیا کرتے تھے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور خیبر کو تقسیم کیا تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو یہ اختیار دیا کہ ان کے لیے زمین الاٹ کر دی جائے یا (سابقہ روٹین کے مطابق) ہر سال ان کو وسق دے دیئے جائیں، امہات المؤمنین نے مختلف انداز اختیار کیے، بعض نے اس چیز کو پسند کیا کہ زمین ان کے نام الاٹ کر دی جائے اور بعض نے اس چیز کو ترجیح دی کہ ان کو وسق ہی دے دیئے جائیں، سیدہ حفصہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما ان میں سے تھیں، جنھوں نے وسق پسند کیے تھے۔

فوائد:...... یہ کھجوریں ازواج مطہرات کی میراث نہیں تھیں، ان کی کفالت کے لیے ان کو یہ حق دیا گیا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی چھوڑی ہوئی چیزیں صدقہ ہوتی ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض زمینیں بعض لوگوں کو الاٹ کر سکتا ہے۔

بَابُ إِقْطَاعِ الْمَعَادِنِ
کان الاٹ کرنے کا بیان

(٦١٨١)۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا وَحَيْثُ

عمرو بن عوف اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو قبلیہ علاقے کی کانیں برائے جاگیر عنایت فرما دیں، اس مقام کی بلند اور پست زمین اور قدس پہاڑ میں جو کاشت کے قابل

(٦١٨٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٣٢٨، ومسلم: ١٥٥١ (انظر: ٤٧٣٢)

(٦١٨١) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٠٦٢، ٣٠٦٣ (انظر: ٢٧٨٥)

يَصْلُحُ لِلزَّرْعِ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، هٰذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ أَعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ لِلزَّرْعِ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ۔)) (مسند احمد: ۲۷۸۵)

تھی، وہ سب انہیں دے دی تھی، جبکہ آپ ﷺ نے ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ اس کے حق میں یہ تحریر لکھی تھی: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، یہ وہ زمین ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دی ہے، آپ ﷺ نے ان کو قبلیہ علاقے کی کانیں کی دی ہیں، اس مقام کی بلند اور پست زمین اور قدس پہاڑ میں جو کاشت کے قابل ہے، وہ ان کو دے دی ہے، جبکہ یہ کسی مسلمان کا حق نہیں تھا، جو ان کو دے دیا ہو۔"

فوائد:...... یہ زمین بھی کسی کی مملوکہ نہ تھی، حاکم وقت ایسی قیمتی چیز بھی کسی کو الاٹ کر سکتا ہے، لیکن یہاں ایک اور روایت بھی قابل توجہ ہے: سیدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے سوال پر نبی کریم ﷺ نے ان کو نمک کی کان عنایت کر دی، یہ معاملہ دیکھ کر حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ نے تو اس شخص کو دائمی منفعت عطا کر دی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس سے یہ کان واپس لے لی۔ (ابوداود: ۳۰٦٤، ترمذی: ۱۳۸۰)

اس باب کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے کان الاٹ کر دی، لیکن سیدنا ابیض رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کان جیسی چیز کسی خاص بندے کو الاٹ نہیں کرنی چاہیے، ان دو احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کان کی دو قسمیں ہوتی ہیں: (۱) باطنی کانیں: یہ وہ کانیں ہوتی ہیں، جن کے حصول کے لیے محنت و مشقت درکار ہوتی ہے، مثلا لوہا اور تانبا وغیرہ۔ (۲) ظاہری کانیں: یہ وہ کانیں ہوتی ہیں، جن کے حصول کے لیے مشقت درکار نہیں ہوتی، جیسے نمک، تیل اور سرمہ وغیرہ۔ حکمران کسی کو باطنی کانیں تو الاٹ کر سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو دی تھی، لیکن ظاہری کانیں کسی کو عنایت نہیں کرنی چاہئیں، تاکہ سارے لوگ برابر کا فائدہ حاصل کر سکیں اور ان پر کوئی تنگی نہ ہو، سیدنا ابیض رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

بَابُ الْحِمٰى لِدَوَابِّ بَيْتِ الْمَالِ

بیت المال کے جانوروں کے لئے چراگاہوں کا بیان

تنبیہ:...... "اَلْحِمٰی" کے معانی حفاظت گاہ، محفوظ جگہ، ممنوعہ علاقہ اور اس چراگاہ کے ہیں جس میں دوسرے لوگوں کو چرانے کی اجازت نہ ہو۔ اسی سے "حمی اللّٰہ" ہے، جس کے معانی یہ ہیں: اللہ تعالی کے وہ احکام اور حدود جن کی پاسداری ضروری اور خلاف ورزی جرم ہو۔

(٦١٨٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(٦١٨٣) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن حبان: ٤٦٨٣ (انظر: ٥٦٥٥)

حَمٰى النَّقِيْعَ لِخَيْلِهِ۔ (مسند احمد: ٥٦٥٥)

نقیع نامی جگہ کو اپنے گھوڑوں کے لئے بطور چراگاہ مقرر کر دیا۔

(٦١٨٤)۔ (وَلَـهُ طَرِيْقٌ ثَانٍ عِنْدَ الْإِمَامِ اَحْمَدَ أَيْضًا) قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيْعَ لِلْخَيْلِ قَالَ حَمَّادٌ: فَقُلْتُ لَهُ: (وَفِيْ لَفْظٍ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ (يَعْنِي الْعُمَرِيَّ)! لِخَيْلِهِ؟ قَالَ: لَا، لِخَيْلِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ٦٤٣٨)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نقیع کی جگہ کو گھوڑوں کے لئے بطورِ چراگاہ مقرر کر دیا، حماد کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! یہ آپ ﷺ نے اپنے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی۔

فوائد:...... مدینہ منورہ سے ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ایک مقام کا نام نقیع ہے، یہ ایک میل کی چوڑائی اور آٹھ میل کی لمبائی پر مشتمل ہے۔

(٦١٨٥)۔ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَمَى النَّقِيْعَ وَقَالَ: ((لَا حِمٰى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٦٧٨٠)

سیدنا صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقیع مقام کو بطورِ چراگاہ خاص کیا اور فرمایا: ''اس طرح چراگاہ کو خاص کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کے دو مفہوم بیان کیے جاتے ہیں: (۱) آپ ﷺ نے جو علاقے کسی کے لیے خاص قرار دیئے، بس ان ہی علاقوں کو خاص سمجھا جائے گا، آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے، (۲) خلیفۂ راشد، جو کہ رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہوتا ہے، کو بھی یہ حق حاصل ہے۔

دوسرا قول راجح ہے کہ خلیفۂ رسول کسی عام یا خاص مصلحت کے پیش نظر کوئی علاقہ کسی کو الاٹ کر سکتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسا کرتے رہے ہیں۔

(٦١٨٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦١٨٥) أخرجه البخاري: ٢٣٧٠ دون قوله: "حمى النقيع" لكن زاد البخاري وقال: بلغنا ان النبي ﷺ حمى النقيع، فهذه الزيادة من بلاغات الزهري، لكنها صحيحة بالحديثين السابقين (انظر: ١٦٦٥٩)

كِتَابُ الْغَصَبِ
غصب کے مسائل

بَابُ النَّهْيِ عَنْ جِدِّهِ وَهَزْلِهِ وَوَعِيدِ مَنِ اغْتَصَبَ مَالَ اَخِيهِ
جان بوجھ کر اور از راہِ مذاق غصب کی ممانعت اور مسلمان بھائی کا مال غصب کرنے کی وعید کا بیان

(٦١٨٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن السائب عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جده أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْخُذَنَّ اَحَدُكُمْ مَتَاعَ صَاحِبِهِ جَادًّا وَلَا لَاعِبًا وَإِذَا وَجَدَ (وَفِي لَفْظٍ: وإِذَا أَخَذَ) اَحَدُكُمْ عَصَا صَاحِبِهِ فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٨١٠٦م)

عبد اللہ بن سائب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی نہ حقیقت میں اپنے ساتھی کا سامان لے اور نہ مذاق کرتے ہوئے، اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی چھڑی اٹھا لے تو وہ اسے واپس کر دے۔''

(٦١٨٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَثْرِبِيِّ الضَّمْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُّ خُطْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى فَكَانَ فِيْمَا خَطَبَ بِهِ أَنْ قَالَ: ((وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ مِنْ مَالِ أَخِيْهِ اِلَّا مَا طَابَتْ بِهِ نَفْسُهُ۔)) قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ لَوْ لَقِيْتُ غَنَمَ ابْنِ

سیدنا عمرو بن یثربی ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں موجود تھا، آپ ﷺ نے جو خطبہ دیا، اس میں یہ بھی فرمایا: ''کسی آدمی کے لئے اس کے بھائی کا مال حلال نہیں ہے، مگر وہ جو وہ خوشدلی سے دے دے۔'' یہ سن کر میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اس چیز کی وضاحت فرما دیں کہ میں اپنے بھتیجے کی بکریاں دیکھتا ہوں اور ان میں سے ایک پکڑ کر ذبح کر لیتا ہوں' کیا یہ میرے لئے بوجھ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(٦١٨٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٥٠٠٣ (انظر: ١٨٩٤٢)

(٦١٨٧) شطره الاول صحيح لغيره، وهذا اسناده ضعيف، عماره بن حارثة الضمرى انفرد بالرواية عنه عبد الرحمن بن ابى سعيد، وقد سقط من اسناد محمد بن عباد وذكره غيره، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان۔ أخرجه الدارقطنى: ٣/ ٢٦، والطحاوى فى "شرح المعانى": ٤/ ٢٤١ (انظر: ٢١٠٨٢)

عَـمِّـيْ فَـأَخَـذْتُ مِنْهَا شَاةً فَاجْتَزَرْتُهَا هَلْ عَـلَـيَّ فِـيْ ذٰلِكَ شَـيْءٌ؟ قَـالَ: ((إِنْ لَقِيْتَهَا نَعْجَةً تَحْمِلُ شَفْرَةً وَأَزْنَادًا فَـلَا تَمَسَّهَا۔))

(مسند احمد: ۲۱۳۹۷)

''اگر تو بھیڑ بکری کو اس حال میں پاتا ہے کہ وہ چھری اور چقماق اٹھائے ہوئے ہو، پھر بھی اسے ہاتھ تک نہ لگانا۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مفہوم ہے کہ اگر بکری کے ساتھ ذبح کرنے کے آلات اور پھر اس کو بھوننے کا ساز و سامان بھی موجود ہو تو پھر بھی تم اس کو نہیں لے سکتے۔ یہ عدمِ جواز میں مبالغہ ہے۔

(٦١٨٨)۔ (وَعَـنْـهُ مِـنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِمِثْلِهِ وَفِيْـهِ: أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ قَـالَ لَـهُ: ((إِنْ لَـقِيْتَهَا نَـعْـجَةً تَـحْـمِـلُ شَـفْـرَ ةً وَزِنَـادًا بِخَبْتِ الْجَمِيْشِ فَـلَا تُهِجْهَا۔)) قَالَ: يَعْنِيْ بِخَبْتِ الْـجَـمِيْشِ أَرْضًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْجَارِ، أَرْضٌ لَيْسَ بِهَا أَنِيْسٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۹۷)

ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو بکری کو اس حال میں پائے کہ وہ چھری اور چقماق اٹھائے ہوئے ہو اور ہو بھی خبت الجمیش علاقے میں (جو مکہ اور جار کے درمیان بے نبات اور پست و کشادہ زمین ہے اور وہاں کوئی مانوس چیز بھی نہیں ہے، پھر بھی تو اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا)۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بکری کسی صورت میں تیرے لیے جائز نہیں ہے۔

(٦١٨٩)۔ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَـقٍّ لَـقِـيَ الـلّٰـهَ عَـزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْـهِ غَضْبَانُ۔)) (مسند احمد: ۳۹٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بغیر حق کے مسلمان آدمی کے مال پر قبضہ کر لیا، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔''

(٦١٩٠)۔ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ نِ السَّاعِدِيِّ عَنْ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ أَنْ يَـأْخُـذَ مَـالَ أَخِيْهِ بِغَيْرِ حَقِّهِ۔)) وَذٰلِكَ لِمَا حَـرَّمَ اللّٰهُ مَالَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِيْ: وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ أَبِيْ قُرَّةَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ سُهَيْلٌ حَدَّثَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کا مال ناحق طریقے سے لے۔'' اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال حرام قرار دیا ہے۔ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ دوسری روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لئے حلال نہیں

(٦١٨٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦١٨٩) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٢٤١٦، ٢٤١٧، ٢٦٦٦، ومسلم: ١٣٨ (انظر: ٣٩٤٦)

(٦١٩٠) اسناده صحيح۔ أخرجه البزار: ٣٧١٧، وابن حبان: ٥٩٧٨، والبيهقي: ٩/ ٣٥٨ (انظر: ٢٣٦٠٥)

بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْخُذَ عَصَا أَخِيهِ بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ۔)) وَ ذٰلِكَ لِشِدَّةِ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٠٣)

ہے کہ وہ اپنے بھائی کی لاٹھی اس کی رضامندی کے بغیر لے۔'' اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سختی سے ایک مسلمان کے مال کو دوسرے مسلمان پر حرام قرار دیا ہے۔

فوائد:...... ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾...... ''اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ۔'' (سورۂ بقرہ: ١٨٨)

(٦١٩١)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَحُلَّ صِرَارَ نَاقَةٍ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَإِنَّهُ خَاتِمُهُمْ عَلَيْهَا فَإِذَا كُنْتُمْ بِقَفْرٍ فَرَأَيْتُمُ الْوَطْبَ أَوِ الرَّاوِيَةَ أَوِ السِّقَاءَ مِنَ اللَّبَنِ فَنَادُوْا أَصْحَابَ الْإِبِلِ ثَلَاثًا فَإِنْ سَقَاكُمْ فَاشْرَبُوْا وَإِلَّا فَلَا ، وَإِنْ كُنْتُمْ مُرْمِلِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ طَعَامٌ فَلْيُمْسِكْهُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ ثُمَّ اشْرَبُوْا۔)) (مسند احمد: ١١٤٣٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی اونٹنی کا دودھ بند کھولے، کیونکہ یہ اس جانور کے دودھ پر مہر کی حیثیت رکھتا ہے اور جب تم بے آباد جگہ میں ہو اور تم وہاں کوئی دودھ بھری مشک پاؤ تو وہاں اونٹ والوں کو تین مرتبہ آواز دو، اگر اس کا مالک تمہیں پینے کی اجازت دے تو پی لو، وگرنہ نہیں، اور اگر تم محتاج ہو اور تمہارے ساتھ کھانا نہ ہو تو تم میں سے دو آدمی اس کو پکڑ کر رکھیں اور پھر تم پی لو۔''

فوائد:...... سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مالکوں کی اجازت کے بغیر مویشیوں کا دودھ دوہنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(٦١٩٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا لَا تُحْتَلَبَنَّ مَاشِيَةُ امْرِءٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَيُكْسَرَ بَابُهَا ثُمَّ يُنْتَثَلَ مَافِيهَا ، فَإِنَّ مَا فِي ضُرُوْعِ مَوَاشِيْهِمْ طَعَامُ أَحَدِهِمْ ، أَلَا فَلَا تُحْلَبَنَّ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! کسی کے مویشی اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے جائیں، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے بالا خانے میں آئے اور اس کا دروازہ توڑ کر اس کے اندر والی چیزیں لے جائے، اسی طرح ہی مویشیوں کے تھنوں میں جو کچھ ہے، وہ

(٦١٩١) اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي۔ أخرجه مختصرا البيهقي: ٩/ ٣٦٠ (انظر: ١١٤١٩)
(٦١٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٢٦ (انظر: ٤٥٠٥)

مَاشِيَةُ امْرِءٍ اِلَّا بِاِذْنِهِ (أَوْ قَالَ) بِأَمْرِهِ۔)) (مسند احمد: ٥٠٠٥)

ان کے مالکوں کا کھانا ہے، خبردار! کسی کے مویشی اس کی اجازت یا حکم کے بغیر نہ دوہے جائیں۔''

(٦١٩٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْمَلْنَا وَأَنْفَضْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى إِبِلٍ مَصْرُوْرَةٍ بِلِحَاءِ الشَّجَرِ وَابْتَدَرَهَا الْقَوْمُ لِيَحْلِبُوْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذِهِ عَسٰى أَنْ يَكُوْنَ فِيْهَا قُوْتُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، أَتُحِبُّوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ اَتَوْا عَلٰى مَا فِيْ أَزْوَادِكُمْ فَأَخَذُوْهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ فَاعِلِيْنَ فَاشْرَبُوْا وَلَا تَحْمِلُوْا۔)) (مسند احمد: ٩٢٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہوا یوں کہ ہمارا زادِ راہ ختم ہو گیا اور ہم محتاج ہو گئے، اتنے میں ہمارا گزر ایسی اونٹنیوں کے پاس سے ہوا کہ جن کے تھن درخت کے چھلکوں سے بندھے ہوئے تھے، لوگ ان کو دوہنے کے لیے ان کی طرف لپکے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ یہ مسلمانوں میں سے کسی خاندان کی خوراک ہو، بھلا کیا تم یہ پسند کرو گے کہ یہ لوگ آ کر تمہارے زادراہ لے جائیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے لیے کوئی اور چارۂ کار نہیں ہے تو پھر یہیں پی لو اور اپنے ساتھ اٹھا کر نہ لے جاؤ۔''

فوائد:...... اس باب سے متعلقہ مزید درج ذیل احادیث پر غور کریں:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ حَائِطًا فَاَرَادَ اَنْ یَّاْکُلَ فَلْیُنَادِ: یَا صَاحِبَ الْحَائِطِ، ثَلَاثًا، فَاِنْ اَجَابَهٗ، وَاِلَّا فَلْیَاْکُلْ، وَاِذَا مَرَّ اَحَدُکُمْ بِاِبِلٍ، فَاَرَادَ اَنْ یَّشْرَبَ مِنْ اَلْبَانِهَا فَلْیُنَادِ: یَا صَاحِبَ الْاِبِلِ، یَا رَاعِیَ الْاِبِلِ، فَاِنْ اَجَابَهٗ، وَاِلَّا فَلْیَشْرَبْ۔)) ...... ''جب تم میں سے کوئی آدمی کسی باغ میں آئے اور وہاں سے کچھ کھانا چاہے تو وہ تین دفعہ آواز دے: اے باغ والے، اگر وہ اس کو جواب دے دے تو ٹھیک، وگرنہ وہ وہاں سے کھا لے، اسی طرح اگر کوئی آدمی اونٹوں کے پاس سے گزرے اور ان کا دودھ پینا چاہے تو وہ آواز دے: اے اونٹوں والے! اے اونٹوں کے چرواہے! اگر جواب آ جائے تو ٹھیک، وگرنہ وہ دودھ پی لے۔'' (مسند احمد: ٣/ ٨)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کے جانوروں کے پاس سے گزرے، اگر ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے، اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ دوہ کر پی لے اور اگر ان میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو وہ تین بار آواز دے، اگر کوئی آدمی جواب دے تو اجازت طلب کر لے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو وہ دودھ دوہ کر پی لے، لیکن ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے۔'' (ابوداود: ٢٦١٩، ترمذی: ١٢٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، اس کا ایک حصہ یہ ہے: آپ ﷺ سے پھلوں کے بارے میں اور ان کھجوروں کے بارے میں سوال کیا گیا، جو شاخوں سے اتار لی جاتی ہیں، آپ ﷺ نے

فرمایا:((مَنْ اَخَذَ بِفَمِهٖ، وَلَمْ یَتَّخِذْ خُبْنَةً فَلَیْسَ عَلَیْهِ شَیْءٌ، وَمَنِ احْتَمَلَ فَعَلَیْهِ ثَمَنُهٗ مَرَّتَیْنِ وَ ضَرْبًا وَنَكَالًا۔)) ......''جس نے وہیں کچھ کھالیا اور کپڑے میں اٹھا کر نہیں لے گیا، تو اس پر کوئی حرج نہیں ہوگی اور جو پھل اٹھا کر لے گیا تو اس کو اس کا دوگنا جرمانہ ادا کرنا ہوگا اور اس کو زدوکوب بھی کیا جائے گا۔'' (ابو داود: ۱۷۱۰، نسائی: ۸/ ۸۵)

اس طرح اس موضوع سے متعلقہ یہ مختلف احادیث ہیں، اس باب کی احادیث سے پتہ چلا کہ مسلمان کے مال کی بڑی حرمت ہے اور بغیر اجازت کے اس کو چھیڑا نہیں جا سکتا، اس معاملے میں چھوٹی اور بڑی چیز میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن فوائد میں مذکورہ تین احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر باغ کا پھل کھایا جا سکتا ہے اور مویشیوں کا دودھ دوہا جا سکتا ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ اصل قانون تو یہی ہے کہ ایک مسلمان کا مال اس کی اجازت کے بغیر دوسرے پر حرام ہے، لیکن احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جس جس چیز کو مستثنی کیا جائے گا، اس کا جواز ملتا جائے گا اور ان شرعی قوانین کی روشنی میں مالک کو بھی دوسرے مسلمان کا یہ حق تسلیم کرنا پڑے گا، آپ خود غور کریں کہ جب پھل کو کھلیان میں جمع کر دیا جائے تو کسی مسلمان کو مالک کی اجازت کے بغیر وہاں سے کچھ بھی لینے کی اجازت نہیں ہے، لیکن اگر ابھی تک پھل باغ میں ہے تو محتاج کو وہاں سے کھا لینے کی اجازت ہے، لیکن ساتھ اٹھا کر لے جانے کی اجازت نہیں ہے، اسی قسم کا معاملہ مویشیوں کا ہے کہ کسی جانور کو ذبح نہیں کیا جا سکتا ہے، البتہ محتاج کو تین بار آواز دینے کے بعد یہ حق حاصل ہے کہ وہ دودھ دوہ کر پی لے، لیکن اٹھا کر ساتھ نہ لے جائے۔ مسلمانوں کی سخت حاجات وضروریات کے پیش نظر شریعتِ مطہرہ نے مذکورہ بالا صورتوں میں اجازت کے بغیر دوسرے مسلمان کا مال لینے کی اجازت دی ہے۔

بَابُ مَنِ اغْتَصَبَ اَوْ سَرَقَ شَیْئًا مِنَ الْأَرْضِ وَلَوْ قِیْدَ شِبْرٍ أَوْ ذِرَاعٍ
زمین کو غصب کرنے یا اس کو چوری کرنے والے کا بیان، اگرچہ وہ ایک بالشت یا ایک ہاتھ کے برابر ہو

(٦١٩٤)۔ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْظَمُ الْغُلُوْلِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذِرَاعٌ مِنْ أَرْضٍ یَكُوْنُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ أَوْ بَیْنَ الشَّرِیْكَیْنِ فَیَقْتَسِمَانِ فَیَسْرِقُ أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ ذِرَاعًا مِنْ أَرْضٍ فَیُطَوَّقُهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِیْنَ))

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ ہوگی کہ دو آدمیوں یا شریکوں کے درمیان زمین ساجھی ہو، پھر جب وہ اسے تقسیم کرنا چاہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کی اس زمین سے ایک ہاتھ کے برابر چرا لے، ایسے شخص کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔'' ایک روایت

(٦١٩٣) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٠٣ (انظر: ٩٢٥٢)
(٦١٩٤) اسنادہ حسن فی المتابعات والشواهد۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٣٤٦٣ (انظر: ٢٢٩١٤)

وَفِی لَفْظٍ: ((اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِیْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۰۲)

میں ہے: ”جب وہ ایسے کرے گا تو اسے سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔“

(۶۱۹۵)۔ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ نِ الْاَشْجَعِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَعْظَمُ الْغُلُوْلِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ذِرَاعٌ مِنَ الْاَرْضِ تَجِدُوْنَ الرَّجُلَیْنِ جَارَیْنِ فِی الْاَرْضِ أَوْ فِی الدَّارِ فَیَقْتَطِعُ أَحَدُهُمَا مِنْ حَظِّ صَاحِبِهِ ذِرَاعًا فَاِذَا اقْتَطَعَهُ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۸۳)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت ایک ہاتھ زمین ہے اور وہ یوں کہ دو آدمی ایک زمین یا گھر میں شریک ہوتے ہیں، لیکن ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے حصے میں سے ایک ہاتھ کے بقدر ناحق اپنے قابو میں کر لیتا ہے، جب وہ اس پر قبضہ کرتا ہے تو اسے روز قیامت تک سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

(۶۱۹۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَیُّ الظُّلْمِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((ذِرَاعٌ مِنَ الْاَرْضِ یَنْتَقِصُهُ مِنْ حَقِّ أَخِیْهِ فَلَیْسَتْ حَصَاةٌ مِنَ الْاَرْضِ أَخَذَهَا اِلَّا طُوِّقَهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلٰی قَعْرِ الْاَرْضِ، وَلَا یَعْلَمُ قَعْرَهَا اِلَّا الَّذِیْ خَلَقَهَا۔)) (مسند احمد: ۳۷۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا ظلم سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک ہاتھ زمین، جسے آدمی اپنے بھائی کے حق سے چھین لیتا ہے، جو آدمی اس طرح کی ایک کنکری کے بقدر زمین ہتھیا لیتا ہے، قیامت کے دن اسے زمین کی گہرائی تک طوق پہنایا جائے گا اور زمین کی گہرائی کو کوئی نہیں جانتا، مگر وہی جس نے اس کو پیدا کیا۔“

(۶۱۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((مَنْ أَخَذَ شَیْئًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا خُسِفَ اِلٰی سَبْعِ أَرْضِیْنَ۔)) (مسند احمد: ۵۷۴۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو ظلم کرتے ہوئے کسی کی زمین ہتھیا لیتا ہے، اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔“

فوائد:...... دھنسایا جانا یا طوق پہنایا جانا معلوم ہوتا ہے۔ مختلف غاصب افراد کو مختلف سزائیں ملیں گی۔

(۶۱۹۸)۔ عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِیِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ أَخَذَ

سیدنا یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کر

(۶۱۹۵) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۶۱۹۶) اسنادہ ضعیف لضعف عبد اللہ بن لہیعۃ ولانقطاعہ، فابو عبد الرحمن الحبلی لم یُذکر انہ روی عن ابن مسعود، وروایتہ عن صغار الصحابۃ۔ أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۵۱۶ (انظر: ۳۷۶۷)

(۶۱۹۷) تخریج: أخرجہ البخاری: ۲۴۵۴، ۳۱۹۶ (انظر: ۵۷۴۰)

(۶۱۹۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۶۹۰ (انظر: ۱۷۵۶۹)

أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ اَنْ يَحْمِلَ تُرَابَهَا إِلَى الْمَحْشَرِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۱۲)

لیا، اسے قیامت کے دن یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ اس جگہ کی مٹی کو اٹھا کر محشر میں لائے۔''

(۶۱۹۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۱٤)

(دوسری سند) سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظلم کرتے ہوئے کسی کی ایک بالشت زمین ہتھیا لے گا، اللہ تعالی اسے یہ تکلیف دے گا کہ وہ اس زمین کو سات زمینوں تک کھودے اور پھر اسے قیامت کے دن لوگوں کے مابین فیصلہ ہونے تک (اس مٹی) کا طوق پہنا دیا جائے گا۔''

(۶۲۰۰)۔ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اِخْتَصَمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أَرْضٍ بِالْيَمَنِ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرْضِيْ اِغْتَصَبَهَا هٰذَا وَأَبُوْهُ، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرْضِيْ وَرِثْتُهَا مِنْ اَبِيْ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَحْلِفْهُ أَنَّهُ مَا يَعْلَمُ اَنَّهَا أَرْضِيْ وَأَرْضُ وَالِدِيْ وَالَّذِيْ اِغْتَصَبَهَا أَبُوْهُ، فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِيْنِ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَا يَقْتَطِعُ عَبْدٌ أَوْ رَجُلٌ بِيَمِيْنِهِ مَالًا اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ أَجْذَمُ۔)) فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ وَأَرْضُ وَالِدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۹۲)

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کندہ کے ایک شخص اور حضرموت کے ایک آدمی کے مابین یمن میں واقع ایک زمین کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ زمین میری ہے، اس نے اور اس کے باپ نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے، کندہ کے باشندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ زمین میری ہے، مجھے اپنے باپ کے ورثے میں ملی ہے، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ قسم لے لیں کہ اسے معلوم نہیں ہے کہ یہ میری اور میرے والد کی زمین ہے اور غصب کرنے والا اس کا باپ ہے۔ اُدھر کندی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب کوئی شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی کا مال ہتھیا لے گا تو روز قیامت جب اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوگی تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔'' یہ فرمان سن کر کندی نے کہا: یہ زمین اس کی اور اس کے باپ کی ہے۔

(٦١٩٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الربيع بن عبد الله۔ أخرجه ابن حبان: ٥١٦٤، والطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٦٩٢ (انظر: ١٧٥٧١)

(٦٢٠٠) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة۔ أخرجه ابوداود: ٣٢٤٤، ٣٦٢٢ (انظر: ٢١٨٤٩)

(٦٢٠١)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهُوَ يُخَاصِمُ فِي أَرْضٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا أَبَا سَلَمَةَ! اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ)) (مسند احمد: ٢٤٨٥٧)

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہ زمین کے معاملے میں کسی سے جھگڑ رہے تھے، سیدہ نے کہا: اے ابوسلمہ! زمین کے معاملے میں احتیاط برتنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جو شخص ایک بالشت کے بقدر ناحق زمین ہتھیا لیتا ہے، اس کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔''

فوائد:...... تمام احادیثِ مبارکہ کا مضمون ہے کہ کسی کی معمولی مقدار میں زمین ہتھیا لینا بہت بڑا جرم ہے اور یہ گناہ بندے کی آخرت کو خسارے میں ڈال دینے والا ہے۔

(فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ قِصَّةِ أَرْوٰى بِنْتِ أُوَيْسٍ مَعَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ)

فصل: اروی بنت اویس اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ

(٦٢٠٢)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: أَتَتْنِي أَرْوٰى بِنْتُ أُوَيْسٍ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ فَقَالَتْ: إِنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَدِ انْتَقَصَ مِنْ أَرْضِي إِلٰى أَرْضِهِ مَا لَيْسَ لَهُ وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَأْتُوهُ فَتُكَلِّمُوهُ، قَالَ: فَرَكِبْنَا إِلَيْهِ وَهُوَ فِي أَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَلَمَّا رَآنَا قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي جَاءَ بِكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ مَا لَيْسَ لَهُ طُوِّقَهُ إِلَى السَّابِعَةِ مِنَ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) وَفِي لَفْظٍ: ((وَمَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا طُوِّقَهُ

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: قریش کے ایک وفد کے ساتھ اروی بنت اویس میرے پاس آئی، اس وفد میں عبد الرحمٰن بن سہل بھی تھا، وہ خاتون کہنے لگی: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میری زمین کا کچھ حصہ اپنی زمین میں ملا لیا ہے، دراصل وہ اس کا نہیں تھا، اب میں چاہتی ہوں کہ آپ اس کے پاس جائیں اور اس بارے میں اس سے بات کریں۔ طلحہ کہتے ہیں: ہم سوار ہو کر اس کے پاس عقیق مقام پر گئے، اسی مقام پر ان کی زمین تھی، انہوں نے ہمیں دیکھ کر کہا: میں جانتا ہوں کہ تمہاری آمد کا مقصد کیا ہے، میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو کسی کی وہ زمین ہتھیا لے گا، جو اس کی نہیں ہو گی تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ساتوں زمینوں تک کا طوق ڈالے گا اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا وہ شہید ہے۔''

(٦٢٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٥٣، ومسلم: ١٦١٢ (انظر: ٢٤٣٥٣)

(٦٢٠٢) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه النسائي: ٧/ ١١٥، وابن ماجه: ٢٥٨٠ (انظر: ١٦٤٢)

مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ۔)) وفِيْ لفظ: ((إِلَى سَبْعِ أَرْضِيْنَ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤٢)

(٦٢٠٣)۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ لَنَا مَرْوَانُ: انْطَلِقُوْا فَاصْلِحُوْا بَيْنَ هٰذَيْنِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَرْوٰى بِنْتِ أُوَيْسٍ، فَأَتَيْنَا سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ فَقَالَ: أَتَرَوْنَ أَنِّيْ قَدِ اسْتَنْقَصْتُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا؟ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَخَذَ (وَفِيْ لَفْظٍ: مَنْ سَرَقَ) شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ، وَمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَمَنِ اقْتَطَعَ مَالَ أَخِيْهِ بِيَمِيْنِهِ فَلَا بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيْهِ۔)) (مسند احمد: ۱٦٤٩)

ابوسلمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مروان نے ہم سے کہا کہ جائیں اور سیدنا سعید بن زید اور اروی بنت اویس کے درمیان صلح کروائیں۔ جب ہم سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہمیں کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اروی کی زمین کا حصہ مار لیا ہے؟ میں نے تو خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو کوئی بغیر حق کے ایک بالشت کے بقدر کسی کی زمین ہتھیا لے گا یا چرا لے گا، اس کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا اور جس نے اجازت کے بغیر کسی قوم کو اپنا والی بنایا، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور جس نے قسم کے ذریعے اپنے بھائی کا مال چھین لیا، اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہیں کرے گا۔''

فوائد:...... سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا حدیث بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اروی اپنے بیان میں سچی نہیں ہے، انھوں نے نہ اس کی زمین ہتھیائی ہے اور نہ چرائی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِيْ دَارِهَا۔ ...... اے اللہ! اگر یہ اروی جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے گھر کے اندر بنا دے۔ راوی کہتا ہے: پھر میں نے اس خاتون کو دیکھا کہ وہ اندھی ہوگئی اور دیوار کو چھو کر چلتی تھی اور کہتی تھی: سعید بن زید کی بد دعا مجھے لگ گئی ہے، ایک دن وہ اپنے گھر میں چل رہی تھی کہ گھر میں موجود کنویں میں گر پڑی اور وہی اس کی قبر ٹھہرا۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ شَاةً فَذَبَحَهَا وَشَوَاهَا أَوْ طَبَخَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا

اس شخص کا بیان جس نے مالک کی اجازت کے بغیر بکری پکڑ کر اس کو ذبح کیا اور اس کو بھونا یا پکایا

(٦٢٠٤)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ: خَرَجْنَا

ایک انصاری صحابی بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنازہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب واپس پلٹے تو ایک قریشی

(٦٢٠٣) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٢٠٤) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٣٢ (انظر: ٢٢٥٠٩)

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا رَجَعْنَا لَقِیَنَا دَاعِیْ اِمْرَأَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تَدْعُوْكَ وَمَنْ مَعَكَ إِلٰی طَعَامٍ فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْنَا مَعَهُ فَجَلَسْنَا مَجَالِسَ الْغِلْمَانِ مِنْ آبَائِهِمْ بَیْنَ أَیْدِیهِمْ ثُمَّ جِیْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدَهُ وَوَضَعَ الْقَوْمُ اَیْدِیَهِمْ فَفَطِنَ لَهُ الْقَوْمُ وَهُوَ یَلُوْكُ لُقْمَةً لَا یُجِیْزُهَا فَرَفَعُوْا أَیْدِیَهِمْ وَغَفَلُوْا عَنَّا ثُمَّ ذَكَرُوْا فَاَخَذُوْا بِاَیْدِیْنَا فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَضْرِبُ اللُّقْمَةَ بِیَدِهِ حَتّٰی تَسْقُطَ ثُمَّ اَمْسَكُوْا بِأَیْدِیْنَا یَنْظُرُوْنَ مَایَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَفَظَهَا فَأَلْقَاهَا فَقَالَ: ((أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَیْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا۔)) فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ كَانَ فِیْ نَفْسِیْ أَنْ أَجْمَعَكَ وَمَنْ مَعَكَ عَلٰی طَعَامٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَی الْبَقِیْعِ فَلَمْ أَجِدْ شَاةً تُبَاعُ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ ابْتَاعَ شَاةً أَمْسِ مِنَ الْبَقِیْعِ فَأَرْسَلْتُ إِلَیْهِ أَنِ ابْتُغِیَ لِیْ شَاةٌ فِی الْبَقِیْعِ فَلَمْ تُوْجَدْ فَذُكِرَ لِیْ أَنَّكَ اشْتَرَیْتَ شَاةً فَأَرْسِلْ بِهَا إِلَیَّ فَلَمْ یَجِدْهُ الرَّسُوْلُ وَوَجَدَ أَهْلَهُ فَدَفَعُوْهَا إِلٰی رَسُوْلِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوْهَا الْأُسَارٰی۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۷۶)

عورت کا داعی ہمیں ملا اور کہا: (اے اللہ کے رسول!) فلاں عورت آپ کو آپ کے ساتھیوں سمیت کھانے کے لیے بلا رہی ہے۔ پس آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیے اور (گھر میں جا کر) اس طرح بیٹھ گئے، جیسے بچے اپنے باپوں کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، پھر کھانا لایا گیا اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھانے پر رکھا اور لوگوں نے بھی ایسے ہی کیا، لیکن لوگ سمجھ گئے کہ آپ ﷺ ایک لقمے کو چبانا چاہتے ہیں، لیکن آپ ﷺ ایسے نہیں کر پا رہے، پس انھوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے، اور ہم سے غافل ہو گئے، پھر جب ان کو یاد آیا تو ہمارے ہاتھوں کو پکڑ لیا، پھر ہر آدمی نے اپنے لقمے پر ہاتھ مارا اور وہ زمین پر گر پڑا، پھر انھوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا اور دیکھنے لگ گئے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں، پس آپ ﷺ نے اس لقمے کو پھینک دیا اور فرمایا: ''مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے، جو مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔'' اب کی بار داعی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ تھا کہ میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کھانے پر جمع کروں، پس میں نے بقیع کی طرف آدمی کو بھیجا، لیکن وہاں فروخت کے لیے کوئی بکری نہ مل سکی، اُدھر عامر بن ابی وقاص کل بقیع سے ایک بکری خرید کر لائے تھے، میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے لیے بھی بقیع سے کوئی بکری خرید لی جائے، لیکن کوئی بکری نہ ملی، پھر میں نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ تو نے جو بکری خریدی ہے، وہی میری طرف بھیج دو، لیکن وہ میرے قاصد کو نہ مل سکے، لیکن اس کے گھر والوں نے وہ بکری میرے قاصد کو دے دی، یہ تفصیل سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔''

فوائد:...... سنن ابو داود میں پوری روایت یوں ہے: ایک انصاری کہتا ہے: ہم ایک جنازہ میں رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ قبر کے کنارے پر بیٹھے تھے اور کھودنے والے کو فرما رہے تھے: پاؤں کی طرف سے کھلا کرو، سر والی جانب کو کھلا کرو۔'' جب آپ ﷺ وہاں سے واپس پلٹے تو ایک عورت کا داعی آپ ﷺ کو ملا، (اس نے آپ ﷺ کو دعوت دی، پس آپ ﷺ نے دعوت قبول کی اور اس کے گھر) تشریف لے گئے، کھانا لایا گیا، آپ ﷺ اور لوگوں نے کھانا کھانا شروع کیا، ہمارے بڑے آپ ﷺ کو دیکھ رہے تھے، آپ ﷺ نے لقمہ چبایا اور پھر فرمایا: ''میں محسوس کرتا ہوں کہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر لے کر ذبح کر دی گئی ہے۔'' اس عورت نے (وضاحت کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے بکری خریدنے کے لیے (غلام کو) بقیع کی طرف بھیجا، لیکن وہاں سے کوئی بکری نہ ملی، پھر میں نے اپنی پڑوسی کی طرف بھیجا، اس نے ایک بکری خریدی تھی، میں نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ وہی بکری مجھے فروخت کر دے، لیکن وہ موجود نہیں تھا، پھر میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا، اس نے یہ بکری میری طرف بھیج دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو۔''

(ابوداود: ۳۳۳۲)

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس بکری کا سودا صحیح نہیں تھا، کیونکہ عورت کے خاوند کی رضامندی شامل نہیں تھی، جو کہ اصل مالک تھا۔ یہ بیع فضولی سے ملتی جلتی ہے، جو مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے، بہرحال شبہ قوی ہے اور خود ایسا کھانا کھانا پسندیدہ نہیں ہے۔ (عون المعبود ۲/ ۱۵۲۳)

یہ گوشت واضح طور پر حرام نہ تھا، کیونکہ مالک کو راضی کرنا ممکن تھا، اس لیے اسے قیدیوں کو کھلانے کا حکم دے دیا گیا۔ ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ مشکوک اور ناجائز ماکولات و مشروبات سے اجتناب کرنا چاہیے، جیسا کہ آپ ﷺ نے چبایا ہوا لقمہ بھی پھینک دیا، کیونکہ اس چیز کا بھی امکان تھا کہ اصل مالک راضی ہی نہ ہو۔

(۶۲۰۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَصْحَابَهُ وَمَرُّوْا بِامْرَأَةٍ فَذَبَحَتْ لَهُمْ شَاةً وَاتَّخَذَتْ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا رَجَعَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا اِتَّخَذْنَا لَكُمْ طَعَامًا فَادْخُلُوْا فَكُلُوْا، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ وَكَانُوْا لَا يَبْدَءُ وْنَ حَتّٰى يَبْتَدِيءَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ لُقْمَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُسِيْغَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هٰذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ ایک عورت کے پاس سے گزرے، اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا، جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو اس عورت نے کہا: ہم نے آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا ہے، لہٰذا آپ اندر تشریف لائیں اور کھانا کھائیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اندر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت تک کھانا شروع نہ کرتے تھے، جب تک رسول اللہ ﷺ کھانے کا آغاز نہ کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے لقمہ لیا، مگر آپ ﷺ اس کو نگل نہ سکے،

(۶۲۰۵) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٣٤ (انظر: ١٤٧٨٥)

أَهْلِهَا۔)) فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّا لَانَحْتَشِمُ مِنْ آلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَلَايَحْتَشِمُوْنَ مِنَّا، نَأْخُذُمِنْهُمْ وَيَأْخُذُوْنَ مِنَّا۔ (مسند احمد: ١٤٨٤٥)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔'' اس عورت نے کہا! اے اللہ کے نبی! ہم اور آل بنی سعد ایک دوسرے سے بے تکلفانہ مراسم رکھتے ہیں (اور ایک دوسرے سے ناگواری محسوس نہیں کرتے)، اس لیے ہم ان سے لیتے رہتے ہیں اور وہ ہم سے۔''

فوائد:...... اگرچہ ایسے جانور کے حلال ہونے کی گنجائش موجود ہے، تبھی تو آپ ﷺ نے غلاموں کو کھلا دینے کا حکم دیا تھا، لیکن عظیم المرتبت لوگوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی چیز کھائیں، کیونکہ کسی مالک کی ملکیت سے کوئی چیز نکالنے کے لیے بے تکلفانہ مراسم کافی نہیں ہے، بلکہ واضح طور پر رضامندی کا اظہار ہونا چاہیے۔

بَابُ رَدِّ الْمَغْصُوْبِ بِعَيْنِهِ إِنْ كَانَ بَاقِيًا، وَقِيْمَتِهِ إِنْ كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الْقِيَمِ أَوْ رَدِّ مِثْلِهِ إِنْ كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الْأَمْثَالِ إِذَا أَتْلَفَهُ الْغَاصِبُ أَوْ تَلَفَ فِيْ يَدِهِ

غصب شدہ چیز ہی واپس کرنا، اگر وہ اسی حالت میں باقی ہو، یا اس کی قیمت ادا کرنا، اگر وہ قیمت والی ہو یا اس کے متبادل اس کی مثل واپس کرنا، اگر وہ مثل والی ہو، جب غاصب نے اس کو تلف کر دیا ہو یا وہ اس کے ہاتھ میں تلف ہو گئی ہو

(٦٢٠٦)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَهُ۔)) ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ قَالَ: لَا يَضْمَنُ۔ (مسند احمد: ٢٠٤١٨)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ جو کچھ لیتا ہے، وہ اس وقت تک اس کے ذمہ رہتا ہے، جب تک اس کو ادا نہیں کر دیتا۔'' پھر حسن بصری بھول گئے تھے کہنے لگے کہ وہ ضامن نہیں ہوتا۔

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی کا مال عاریہ، امانت یا غصب کے طور پر لے لیتا ہے، وہ اس کو ادا کرنا پڑے گا، یہ مضمون دوسری احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

حسن بصری اپنی بیان کردہ حدیث کو بھول جانے کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ عاریہ لینے والا ضامن نہیں ہوتا، لیکن ان کی بیان کردہ حدیث ان کے اس خیال کی تائید نہیں کرتی۔

(٦٢٠٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ، أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَاءً فِيْهِ طَعَامٌ (وَهُوَ عِنْدِيْ) فَمَا

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا کی مانند کھانا تیار کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، ایک دفعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن میں

(٦٢٠٦) حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٦١، وابن ماجه: ٢٤٠٠، والترمذي: ١٢٦٦ (انظر: ٢٠١٥٦)

(٦٢٠٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٦٨، والنسائي: ٧/ ٧١ (انظر: ٢٥١٥٥)

مَـلَكْتُ نَفْسِيْ اَنْ كَسَرْتُهُ (قَالَتْ: فَنَظَرَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ يَلْعَنَنِي الْيَوْمَ) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَفَّارَتُهُ؟ فَقَالَ: ((إِنَاءٌ بِإِنَاءٍ وَطَعَامٌ بِطَعَامٍ۔)) (مسند احمد: ٢٥٦٧٠)

کھانا دے کر بھیجا، جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے، میں خود پر ضبط نہ رکھ سکی اور میں نے (غیرت میں آ کر) وہ برتن توڑ دیا، اُدھر آپ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے چہرے پر غصب کے آثار نظر آنے لگے، میں نے کہا: میں اس بات سے پناہ مانگتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ آج مجھے لعنت کریں۔ پھر میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''برتن کے عوض برتن اور کھانے کے عوض کھانا۔''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت میں آ کر برتن تو توڑ دیا اور کھانا بھی ضائع کر دیا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اس نقصان کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ مسلمان کا مال دوسرے کے لیے حرام ہے، اس لیے اس معاملے انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ زَرَعَ فِيْ اَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ وَمَنْ اَخَذَ شَيْئًا مِنَ الثَّمَرِ اَوِ الزَّرْعِ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهِ

دوسروں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کھیتی کاشت کرنے والے اور مالکوں کی اجازت کے بغیر پھل یا کھیتی میں سے کچھ لینے والے کا بیان

(٦٢٠٨)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ زَرَعَ فِيْ أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَتُرَدُّ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٠١)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی کی کھیتی میں اس کی اجازت کے بغیر کاشت کرتا ہے، تو اسے کھیتی کی پیداوار میں سے کچھ نہیں ملے گا، البتہ اس کا خرچ اسے واپس کر دیا جائے گا۔''

فوائد:...... اسلام کے عدل اور انصاف پر غور کریں کہ جو آدمی ظلم کرتے ہوئے دوسرے کی زمین میں کوئی فصل کاشت کر دیتا ہے تو اس کو کاشت کے اخراجات واپس کیے جائیں گے، تاکہ اس کے ظلم کے عوض اس پر ظلم نہ ہو جائے، یہ اسلام کا ظالم کے ساتھ سلوک ہے، مظلوم کے بارے میں خود اندازہ کر لیں۔

(٦٢٠٩)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنَّهُ لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ظالم جڑ کا کوئی حق نہیں ہے۔

(٦٢٠٨) حديث صحيح بطرقه۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٠٤، والترمذي: ١٣٦٦، وابن ماجه: ٢٤٦٦ (انظر: ١٧٢٦٩)

(٦٢٠٩) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ٢٢٧٧٨)

حَقٌّ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

فوائد:...... اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی نے غیر مملوکہ زمین آباد کی، یہ اس کی ملکیت ہو گی، اب کوئی دوسرا آدمی آ کر اس کی اس زمین میں درخت لگا دیتا ہے، تا کہ اس کا قبضہ ہو جائے، لیکن آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ ظالم جڑ ہے اور اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

(٦٢١٠)۔ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ سَادَتِيْ نُرِيْدُ الْهِجْرَةَ حَتّٰى أَنْ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: فَدَخَلُوْا الْمَدِيْنَةَ وَخَلَّفُوْنِيْ فِيْ ظَهْرِهِمْ، قَالَ: فَأَصَابَنِيْ مَجَاعَةٌ شَدِيْدَةٌ، قَالَ: فَمَرَّ بِيْ بَعْضُ مَنْ يَخْرُجُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا لِيْ: لَوْ دَخَلْتَ الْمَدِيْنَةَ فَأَصَبْتَ مِنْ ثَمَرِ حَوَائِطِهَا، فَدَخَلْتُ حَائِطًا فَقَطَعْتُ مِنْهُ قِنْوَيْنِ فَأَتَانِيْ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَأَتٰى بِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَخْبَرَهُ خَبَرِيْ وَعَلَيَّ ثَوْبَانِ فَقَالَ لِيْ: ((أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟)) فَأَشَرْتُ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا، فَقَالَ: ((خُذْهُ۔)) وَأَعْطٰى صَاحِبَ الْحَائِطِ الْآخَرَ وَخَلّٰى سَبِيْلِيْ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۸۸)

سیدنا عمیر مولیٰ آبی اللحم کہتے ہیں: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ رہا تھا، جب ہم لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو میرے آقاؤں نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا اور خود مدینہ میں داخل ہو گئے، اب مجھے بڑی سخت بھوک لگی، مدینہ کی طرف والے بعض لوگوں کا میرے پاس سے گزر ہوا، انھوں نے مجھے کہا: (تیری بھوک کا حل یہی ہے کہ) تو مدینہ میں داخل ہو جا اور کسی باغ کا پھل کھا لے، پس میں ایک باغ میں داخل ہوا اور دو گچھے کھجوروں کے توڑے ہی تھے کہ باغ کا مالک آ گیا اور مجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ ﷺ کو میرے ساری بات بتلا دی، اس وقت میں نے دو کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''ان دو کپڑوں میں سے کون سا کپڑا زیادہ اچھا ہے؟'' میں نے ایک کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''یہ تو لے لے۔'' اور دوسرا باغ کے مالک کو دے دیا اور مجھے جانے دیا۔

فوائد:...... ہم حدیث نمبر (٦١٩٣) کے فوائد میں یہ وضاحت کر چکے ہے کہ محتاج آدمی مالک کی اجازت کے بغیر باغ سے کھا سکتا ہے، البتہ ساتھ اٹھا کر نہیں لے جا سکتا، لیکن اس حدیث کے مطابق تو آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے کو ذمہ دار ٹھہرایا اور اس کو ایک کپڑا دینے کا جرمانہ کیا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس آدمی اپنی ضرورت سے زیادہ کھجوریں توڑ لی تھیں، ایک گچھا اس کی حاجت کے لیے تھا اور دوسرے گچھے کے عوض آپ ﷺ نے اس کا کپڑا مالک کو دے دیا۔

(٦٢١١)۔ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ

سیدنا رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

(٦٢١٠) حديث حسن۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ١٣٢، والطبرانی فی "الكبير" ١٧/ ١٢٧ (انظر: ٢٤٩٤٢)

(٦٢١١) تخريج: حديث محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ٢٦٢٢، وابن ماجه: ٢٢٩٩، والترمذی: ١٢٨٨ (انظر: ٢٠٣٤٣)

أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِيْ جَدَّتِي عَنْ عَمِّ أَبِي رَافِعِ بْنِ عَمْرِو نِ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَرْمِي نَخْلًا لِلْأَنْصَارِ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيْلَ إِنَّ هَاهُنَا غُلَامًا يَرْمِي نَخْلَنَا فَأُتِيَ بِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ! لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: آكُلُ، قَالَ: ((فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ مَا سَقَطَ فِي أَسَافِلِهَا۔)) ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۰۶۰۹)

میں ایک انصاری کی کھجوروں کو پتھر مار رہا تھا، جبکہ میں ابھی تک ایک لڑکا تھا، پس نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ لڑکا کھجوروں پر پتھر مار رہا ہے، پھر مجھے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے لڑکے! تو کھجوروں پر پتھر کیوں پھینک رہا تھا؟ میں نے کہا: جی میں کھانے کے لئے ایسا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھجوروں کو پتھر نہ مارنا، البتہ جو کھجوریں نیچے گری پڑی ہوں، وہ کھا لیا کر۔'' پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔''

فوائد:...... اگر اس حدیث کو پچھلی احادیث کی روشنی میں سمجھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر کوئی مجبور ہو اور باغ میں کھجوریں گری پڑی بھی ہوں اور درخت پر بھی لگی ہوں تو مجبور کو چاہیے کہ وہ گری پڑی ہوئی کھا لے، اگر گری ہوئی نہ ہوں تو پھر درخت سے اتار لے۔ نیز اس حدیث کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ عام طور پر گری پڑی چیز کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی، خاص طور پر چھوٹے بچوں کے لیے، اس لیے آپ ﷺ نے اس عادت کے مطابق بچے کو گری ہوئی کھجوریں کھا لینے کی اجازت دی۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي جِنَايَةِ الْبَهَائِمِ
حیوانوں کے نقصان کا بیان

(٦٢١٢)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارٌ وَالْبِئْرَ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءَ وَجُرْحُهَا جُبَارٌ۔ وَالْعَجْمَاءُ: الْبَهِيْمَةُ مِنَ الْأَنْعَامِ وَغَيْرِهَا، وَالْجُبَارُ: هُوَ الْهَدْرُ الَّذِيْ لَا يُغَرَّمُ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ کان بھی رائیگاں ہے، کنواں بھی رائیگاں ہے، چوپائے کا زخم بھی رائیگاں ہے۔ ''عَجْمَاء'' سے مراد چوپایہ ہے اور ''جُبَار'' سے مراد ہدر ہو جانے والی وہ چیز ہے، جس کی چٹی نہیں بھری جاتی۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کی کان یا کنویں میں کام کر رہا ہو اور وہ کان یا کنواں اس پر گر جائے اور وہ فوت ہو جائے، یا کوئی کسی کے کنویں میں گر کر مر جائے تو مالک ضامن نہیں ہوگا، اسی طرح

(٦٢١٢) تخریج: صحیح بالشواھد (انظر: ۲۲۷۷۸)

اگر کسی کا چوپایہ کسی شخص کو مارتا ہے اور اس کا نقصان کر دیتا ہے تو چوپائے کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔ لیکن یہ مفہوم اس وقت تک ہے، جب تک مالک کا قصور نہ ہو، اگر وہ قصوروار ہو تو اس کی چٹی پڑے گی، مثلاً اگر مالک جان بوجھ کر جانور کو مارنے کے لیے چھوڑتا ہے، یا عام شاہراہ میں کنواں کھود دیتا ہے۔ علی ہذا القیاس

(٦٢١٣)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِيَةٌ، فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَّ مَا أَصَابَتِ الْمَاشِيَةُ بِاللَّيْلِ فَهُوَ عَلَى أَهْلِهَا۔ (مسند احمد: ١٨٨٠٧)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری ایک اونٹنی لوگوں کی کھیتیوں میں چرنے کی عادی تھی، ایک دن وہ ایک باغ میں گھس گئی اور اس کو خراب کیا، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن میں باغوں کی حفاظت ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت مویشیوں کی نگہداشت کرنا ان کے مالکوں کا کام ہے، اور جانور رات کو جو نقصان کریں گے، اس کے ذمہ داران کے مالک ہوں گے۔

(٦٢١٤)۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ دَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٩٧)

حرام بن محیصہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہوئی اور اس کو خراب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن کے وقت (باغ وغیرہ جیسے) مال کے مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے مال کی حفاظت کریں اور رات کے وقت مویشیوں کے مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی حفاظت کریں۔

فوائد:...... دن کو مویشیوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا یا چرایا جاتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ خیال رکھنے کے باوجود مویشی کسی دوسرے کے کھیت اور باغ میں گھس جائیں، لہٰذا کھیت اور باغ کے مالک کو حکم دیا گیا ہے کہ دن کے وقت باغ کی حفاظت کرنا اس کی اپنی ذمہ داری ہے، لیکن رات کو باغ کے مالک کے لیے ناممکن تھا کہ وہ اپنے کھیت کی حفاظت کرے، اس لیے مویشیوں کے مالکوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رات کو اپنے جانوروں کو باندھ کر رکھیں، وگرنہ وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

(٦٢١٣) تخريج: صحيح، قاله الالبانی۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٧٠ (انظر: ١٨٦٠٦)
(٦٢١٤) تخريج: صحيح، قاله الالبانی۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٦٩، وابن ماجه: ٢٣٣٢ (انظر: ٢٣٦٩٧)

بَابُ دَفْعِ الصَّائِلِ وَإِنْ أَدّٰى إِلٰى قَتْلِهِ وَأَنَّ الْمَصُوْلَ عَلَيْهِ يُقْتَلُ شَهِيْدًا

حملہ کرنے والے کو روکنا، اگر چہ اس کو قتل کرنا پڑے اور اس لڑائی میں اگر وہ قتل ہو جائے جس پر حملہ کیا گیا تو وہ شہید ہو گا

(٦٢١٥)۔ عَنْ قُهَيْدِ بْنِ مُطَرِّفِ نِ الْغِفَارِيِّ قَالَ: سَأَلَ سَائِلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ عَدَا عَلَيَّ عَادٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَكِّرْهُ (وَأَمَرَهُ بِتَذْكِيرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَفِيْ لَفْظٍ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) فَإِنْ أَبٰى فَقَاتِلْهُ، فَإِنْ قَتَلَكَ فَإِنَّكَ فِيْ الْجَنَّةِ وَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ فِي النَّارِ)) (مسند احمد: ١٥٥٦٨)

سیدنا قہید بن مطرف غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر کوئی ظالم مجھ پر حملہ کرتا ہے (تو میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو نصیحت کر، پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کو تین دفعہ منع کرے، اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کر، اس لڑائی میں اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

(٦٢١٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ عُدِيَ عَلٰى مَالِيْ؟ قَالَ: ((فَانْشُدِ اللّٰهَ۔)) قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((أُنْشُدِ اللّٰهَ۔)) قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَانْشُدِاللّٰهَ۔)) قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَقَاتِلْ فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَ فَفِيْ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٨٤٥٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی ظلم کرتے ہوئے میرا مال لینا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ نہ مانے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر نہ مانے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیسری بار اسے اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کی بار اس سے لڑائی کر، اور اگر اس لڑائی میں تو قتل ہو گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر وہ مارا گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔''

(٦٢١٧)۔ عَنْ قَابُوْسَ بْنِ الْمُخَارِقِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ

سیدنا مخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا: ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور

(٦٢١٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ١٨٦٤، والبيهقي: ٨/ ٣٣٦ (انظر: ١٥٤٨٧)

(٦٢١٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه مسلم: ١٤٠ (انظر: ٨٤٧٥)

(٦٢١٧) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه النسائي: ٧/ ١١٣ (انظر: ٢٢٥١٤)

أَتَانِي رَجُلٌ يَأْخُذُ مَالِي؟ قَالَ: ((تُذَكِّرُهُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى۔)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ ذَكَّرْتُهُ بِاللّٰهِ فَلَمْ يَنْتَهِ، قَالَ: ((تَسْتَعِينُ عَلَيْهِ بِالسُّلْطَانِ۔)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ مِنِّي نَائِيًا قَالَ: ((تَسْتَعِينُ عَلَيْهِ بِالْمُسْلِمِينَ)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَحْضُرْنِي أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَعَجِلَ عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَقَاتِلْ حَتّٰى تَحُوزَ مَالَكَ أَوْ تُقْتَلَ فَتَكُونَ فِي شُهَدَاءِ الْآخِرَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۸۱)

میرا مال لینا چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر میں اسے اللہ کا واسطہ دوں لیکن وہ باز نہ آئے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے خلاف حکمران سے مدد طلب کر۔'' اس نے کہا: اگر حکمران دور ہو (اور اس تک رسائی ممکن نہ ہو)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے خلاف دوسرے مسلمانوں سے فریاد رسی کر۔'' اس نے کہا: اگر وہاں کوئی مسلمان بھی نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس سے لڑ، یہاں تک کہ تو اپنے مال کی حفاظت کر لے یا آخرت کے شہداء میں سے ہو جائے۔''

فوائد:...... ان احادیث میں بڑی اہم باتیں بیان کی گئی ہیں کہ جو آدمی کسی کا مال چھیننا چاہے یا اس کو قتل کرنا چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا جائے اور وعظ و نصیحت کی جائے، ممکن ہے کہ اس سے اس پر اثر ہو جائے اور وہ اپنے ناپاک ارادے سے باز آ جائے، اگر یہ طریقہ بے فائدہ ثابت ہو تو کسی طریقے سے حکمران کو اطلاع دی جائے، بصورتِ دیگر عام مسلمانوں کو مدد کے لیے پکارا جائے، اگر تینوں صورتیں کارگر ثابت نہ ہوں تو پھر لڑائی کے ذریعے اپنا دفاع کیا جائے، اگر مظلوم قتل ہو گیا تو وہ حکماً شہید ہو گا، یعنی آخرت میں اس کو شہید سمجھا جائے گا، لیکن دنیا میں اس کو عام میت کی طرح غسل دے کر کفن دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(٦٢١٨)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)) (مسند احمد: ۵۹۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے، وہ شہید ہے۔''

(٦٢١٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلِمَةٍ فَهُوَ شَهِيدٌ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظلم کے خلاف مارا جائے، وہ شہید ہے۔''

فوائد:...... بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر مال کی مقدار کم ہو تو دفاعی مقابلہ کرنے سے بچنا چاہیے، اگر چہ نصوص عام ہیں اور ان میں کم یا زیادہ مقدار کا تعین نہیں کیا گیا، لیکن اگر خفیف مفسدت کو اختیار کر لیے جانے والا قانون دیکھا جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کم مقدار مال کے چھن جانے پر صبر کیا جائے اور جان کو خطرے میں نہ ڈالا جائے۔
اسی طرح اگر مال کو چھیننے کا ظلم حکمران کی طرف سے ہو تو پھر بھی صبر کرنا چاہیے۔

(٦٢١٨) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٥٩٠) (٦٢١٩) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٧٧٩)

كِتَابُ الشُّفْعَةِ
شفعہ کے مسائل

بَابُ الْأَمْرِ بِالشُّفْعَةِ
شفعہ کے حکم کا بیان

شفعہ: ......حصہ دار کے اس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا، جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

(٦٢٢٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتّٰى يَعْرِضَهَا عَلٰى شَرِيكِهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٤٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی کوئی زمین یا کھجوریں ہوں، تو وہ ان کو اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک کہ اپنے شریک پر پیش نہ کر دے۔''

(٦٢٢١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ مُزَارَعَةٌ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَهَا فَلْيَعْرِضْهَا عَلٰى صَاحِبِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا بِالثَّمَنِ۔)) (مسند احمد: ١٥١٦١)

(دوسری سند) سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی اور اس کے بھائی کے مابین مزارعت میں شراکت ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہو تو وہ پہلے اسے اپنے شریک پر پیش کرے کیونکہ وہ اس کو قیمت کے ساتھ لینے کا زیادہ حق دار ہے۔''

(٦٢٢٢)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ شَرِيكًا فِي رَبْعَةٍ أَوْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی کسی کے گھر میں یا کھجور میں شریک ہو تو اس کے

(٦٢٢٠) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ١٦٠٨ (انظر: ١٤٢٩٢)

(٦٢٢١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢٢٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٠٨ (انظر: ١٤٣٣٩)

نَخْلٍ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ رَضِيَ أَخَذَ وَإِنْ كَرِهَ تَرَكَ۔)) (مسند احمد: ۱۴۳۹۱)

لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ شریک کو بتلائے بغیر اپنے حصے کو فروخت کر دے، (اسے چاہیے کہ وہ پہلے اپنے شریک کو بتائے)، اگر وہ پسند کرے تو لے لے اور اگر ناپسند کرے تو چھوڑ دے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اس کو دوسرے ایک یا ایک سے زائد حصہ داروں پر پیش کرے، اگر وہ خریدنا چاہیں تو وہی سب سے زیادہ مستحق ہوں گے اور اگر وہ نہ لینا چاہیں تو پھر وہ اپنے حصے کو کسی کے ہاتھ پر فروخت کر سکتا ہے۔

بَابٌ فِيْ اَيِّ شَيْءٍ تَكُوْنُ الشُّفْعَةُ وَلِمَنْ تَكُوْنُ

اس چیز کا بیان کہ کس چیز میں اور کس کے لیے شفعہ کا حق ہے

(۶۲۲۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشُّفْعَةُ فِيْ كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ، لَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۴۵۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ساجھی چیز میں شفعہ ہے، وہ گھر ہو یا باغ، ایک شریک کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی چیز کو فروخت کر دے، یہاں تک کہ وہ اپنے شریک کو اس سے آگاہ کرے، اگر وہ شریک کو بتلائے بغیر فروخت کر دیتا ہے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا، یہاں تک کہ وہ اس کو خبر دے دے۔''

فوائد:...... ایک روایت میں ہے: قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ۔ ...... نبی کریم ﷺ نے ہر چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔ (ابو داود: ۳۵۱۳، ترمذی: ۱۳۷۰)

(۶۲۲۴)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فِي الْأَرَضِيْنَ وَالدُّوْرِ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمینوں اور گھروں میں شرکاء کے درمیان حق شفعہ کا فیصلہ دیا ہے۔

(۶۲۲۵)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ مِنْ غَيْرِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۴۸)

سیدنا سمرہ بن جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھر کا ہمسایہ دوسروں کی بہ نسبت گھر خریدنے کا زیادہ حقدار ہے۔''

(۶۲۲۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۰۸ (انظر: ۱۴۴۰۳)

(۶۲۲۴) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ۲۲۷۷۸)

(۶۲۲۵) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۱۷، والترمذي: ۱۳۶۸ (انظر: ۲۰۰۸۸)

(٦٢٢٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا، إِنْ كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا۔)) (مسند احمد: ١٤٣٠٣)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ اپنے ہمسائے کے شفعہ (فروخت کیے جانے والے حصہ) کا زیادہ حقدار ہے، اگر وہ غائب ہو تو اس کا انتظار کیا جائے گا، لیکن یہ زیادہ حق اس وقت ہو گا، جب ان کا راستہ ایک ہو گا۔''

(٦٢٢٧)۔ عَنِ الشُّرَيْدِ بْنِ سُوَيْدِ نِ الثَّقَفِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ مِنْ غَيْرِهِ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٨٨)

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گھر کا پڑوسی دوسروں کے بہ نسبت اس گھر کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

(٦٢٢٨)۔ عَنِ الْحَكَمِ عَمَّنْ سَمِعَ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلَانِ: قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجِوَارِ۔ (مسند احمد: ٩٢٣)

سیدنا علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑوس کے حق کی بنا پر فیصلہ کیا ہے۔

(٦٢٢٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ لِشَرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرْضٌ لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيْهَا شِرْكٌ وَلَا قَسْمٌ إِلَّا الْجِوَارَ، قَالَ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَاكَانَ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٠٦)

سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! ایک زمین ہے، اس میں نہ تو کسی کی شراکت ہے اور نہ کسی کا کوئی حصہ ہے، البتہ صرف ہمسائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑوسی قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے، وہ چیز جو بھی ہو۔''

(٦٢٣٠)۔ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ أَوْ بِسَقَبِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٢٢)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے چیز خریدنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔''

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر مشترک چیز میں حصہ دار کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہے، درج بالا احادیث میں اس چیز کا بھی ذکر ہے کہ پڑوسی کو بھی شفعہ کرنے کا حق حاصل ہے، اس امر کی وضاحت اگلے باب میں ہو گی۔ ان شاء اللہ

(٦٢٢٦) قال الالبانی: صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٣٥١٨، وابن ماجه: ٢٤٩٤، والترمذی: ١٣٦٩ (انظر: ١٤٢٥٣)

(٦٢٢٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٩٦، والنسائی: ٧/ ٣٢٠ (انظر: ١٩٤٥٩)

(٦٢٢٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ٧/ ١٦٣ (انظر: ٩٢٣)

(٦٢٢٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤٩٦، والنسائی: ٧/ ٣٢٠ (انظر: ١٩٤٧٧)

(٦٢٣٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٩٧٧ (انظر: ٢٧١٨٠)

بَابُ مَتٰی تَسْقُطُ الشُّفْعَةُ
اس چیز کا بیان کہ شفعہ کا حق کب ختم ہوتا ہے

(٦٢٣١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِیْ كُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔ (مسند احمد: ١٥٣٦٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز میں شفعہ کے حق کا فیصلہ دیا ہے جس کو تقسیم نہ کیا گیا ہو، جب کسی چیز کی حد بندی ہو جاتی ہے اور راستے الگ الگ کر لیے جاتے ہیں تو شفعہ کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا قُسِمَتِ الدَّارُ وَ حُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِیْهَا۔)) (ابوداود: ٣٥١٥) جب گھر تقسیم کر دیا جائے اور اس کی حد بندی کر دی جائے تو اس میں کوئی حق شفعہ نہیں۔'' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف اس چیز میں شفعہ کرنے کا حق ہے، جو مختلف حصہ داروں کے مابین مشترک ہو۔ درج بالا دو ابواب میں مذکورہ احادیث درج ذیل تین مختلف امور پر مشتمل ہیں: (۱) پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے۔ (۲) پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق اس وقت ہے، جب ان کا راستہ ایک ہو۔ (۳) صرف حصہ دار کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔

جمع و تطبیق کی صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) جیسے ''جَار'' لفظ کا اطلاق پڑوسی اور ہمسائے پر ہوتا ہے، اسی طرح اس کا اطلاق شریک پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ عربی لغت قاموس میں ہے، مولانا وحید الزمان قاسمی دیوبندی نے عربی اردو لغت پر مشتمل اپنی کتاب ''القاموس الوحید'' میں لفظ ''جَار'' کے نو (۹) معانی بیان کیے ہیں، ان میں سے پہلے دو معانی یہ ہیں: پڑوسی، شریک کار جائداد یا تجارت میں ساجھی۔

اگر پچھلے ابواب کی احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ لفظ "جَار" کا معنی ساجھی اور شریک کے کیے جائیں تو سرے سے اس مسئلے میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ شفعہ کا حق صرف حصہ دار کو ہے۔ اس باب میں مذکورہ احادیث کو دیکھا جائے تو یہی معنی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

(۲) اگر "جَار" کے معانی پڑوسی اور ہمسائے کے ہی کیے جائیں تو اس سے مراد ہمسائے کے ساتھ خیر و بھلائی، اعانت و معاونت، ہمدردی و خیر خواہی اور ایثار و قربانی والا معاملہ ہوگا، کیونکہ ان احادیث میں شفعہ کے حق کی وضاحت تو نہیں کی گئی، صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ پڑوسی اپنے پڑوس کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

احادیث میں یہ الفاظ پہلے ذکر ہوئے ہیں "الجاء احق بشفعة جاره"، "الجار احق بالدار" پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اس جگہ یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ آپ ﷺ نے "اَحَقُّ" فرمایا ہے یعنی زیادہ حقدار ہے، اس کی خیر خواہی ہونی چاہیے۔ ہاں ہر لحاظ سے اس کا ضروری حق نہیں ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

(٦٢٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢١٤، ٢٢٥٧، ٢٤٩٦ (انظر: ١٥٢٨٩)

كِتَابُ اللُّقْطَةِ
گری پڑی چیز کی کتاب

بَابٌ جَامِعٌ لِآدَابِ اللُّقْطَةِ وَأَحْكَامِهَا
گری پڑی چیز کے آداب واحکام کا جامع بیان

(٦٢٣٢)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ رَاعِي الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((هِيَ لَكَ أَوْ لِلذِّئْبِ۔)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا تَقُوْلُ فِيْ ضَالَّةِ رَاعِي الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((وَمَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا وَتَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِ الشَّجَرِ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَا تَقُوْلُ فِي الْوَرِقِ إِذَا وَجَدْتُهَا؟ قَالَ: ((اعْلَمْ وِعَاءَ هَا وَوِكَاءَ هَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ أَوِ اسْتَمْتِعْ بِهَا أَوْ نَحْوَ هٰذَا۔)) (مسند احمد: ١٧١٦٣)

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے یا کسی آدمی نے نبی کریم ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تیرے لیے ہے، یا پھر بھیڑیے کے لیے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گم شدہ اونٹ کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے تیرا کیا تعلق ہے، اس کا پینا اور جوتا اس کے پاس ہے اور وہ درختوں سے چرتا رہے گا (یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے گا)۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھے گم شدہ چاندی مل جائے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی تھیلی، بندھن اور اس کی تعداد کی معلوم کر لے اور ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ، اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دے، وگرنہ وہ تیری ہوگی، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وگرنہ تو اس سے فائدہ اٹھا۔“

فوائد: ...... ٦٠٤٦ میں بحث

(٦٢٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٩٢، ومسلم: ١٧٢٢ (انظر: ١٧٠٣٧)

(٦٢٣٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِلُقْطَةٍ، فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً۔)) فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ١٧١٨٦)

(دوسری سند) سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک دیہاتی گری پڑی ایک چیز لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔'' پھر اوپر والی حدیث کی طرح کی روایت بیان کی۔

(٦٢٣٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَقَالَ: ((مَالَكَ وَلَهَا، مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِيْءَ رَبُّهَا۔)) وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ۔)) وَسُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ، فَقَالَ: ((اِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ وَإِلَّا فَخَالِطْهَا بِمَالِكَ۔)) (مسند احمد: ١٧١٧٦)

(تیسری سند) سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے، اس کے ساتھ ہی اس کا جوتا اور پینا موجود ہے، وہ پانی پر وارد ہوتا رہے گا اور درختوں سے چرتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا۔'' پھر آپ ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پکڑ لو، کیونکہ وہ صرف تیرے لیے ہوگی، یا تیرے بھائی کے لیے، یا بھیڑیے کے لیے۔'' پھر آپ ﷺ سے کسی دوسری گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تھیلی اور بندھن کی شناخت کر لے، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر مالک کا پتہ چل جائے تو ٹھیک، وگرنہ اسے اپنے مال میں شامل کر لے۔''

(٦٢٣٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ يَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الضَّالَّةِ مِنَ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَأْكُلُ الشَّجَرَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کا حکم دریافت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چونکہ اس کا جوتا اور مشکیزہ اس کے پاس موجود ہے، پس وہ درختوں سے چرتا رہے

(٦٢٣٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢٣٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢٣٥) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٧١٠، والنسائي: ٨/ ٨٥ (انظر: ٦٦٨٣)

وَتَرِدُ الْمَاءَ فَدَعْهَا حَتّٰى يَأْتِيَهَا بَاغِيهَا۔)) قَالَ: الضَّالَّةُ مِنَ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ، تَجْمَعُهَا حَتّٰى يَأْتِيَهَا بَاغِيهَا۔)) قَالَ: الْحَرِيسَةُ الَّتِي تُوجَدُ فِي مَرَاتِعِهَا؟ قَالَ: بِهَا ثَمَنُهَا مَرَّتَيْنِ وَضَرْبُ نَكَالٍ، وَمَا أُخِذَ مِنْ عَطَنِهِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَالثِّمَارُ وَمَا أُخِذَ مِنْهَا فِي أَكْمَامِهَا؟ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ بِفَمِهِ وَلَمْ يَتَّخِذْ خُبْنَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنِ احْتَمَلَ، عَلَيْهِ ثَمَنُهُ مَرَّتَيْنِ وَضَرْبًا وَنَكَالًا، وَمَا أَخَذَ مِنْ أَجْرَانِهِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللُّقَطَةُ نَجِدُهَا فِي سَبِيلِ الْعَامِرَةِ؟ قَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا فَإِنْ وَجَدَ بَاغِيَهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ۔)) قَالَ: مَا يُوْخَذُ فِي الْخَرِبِ الْعَادِيِّ؟ قَالَ: ((فِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔)) (مسند احمد: ٦٦٨٣)

گا اور پانی پیتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا، اس لیے تو اس کو چھوڑ دے۔'' اس نے کہا: گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے ہے یا پھر بھیڑیے کے لیے، اس لیے اس کو اپنے پاس رکھ لے، یہاں تک کہ اس کا تلاش کرنے والا آ جائے۔'' اس نے کہا: اس بکری کا کیا حکم ہے، جس کو چراگاہ سے چرا لیا گیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دوگنا قیمت لی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ سزا بھی دی جائے گی اور جو چیز اونٹوں کے باڑے سے چرا لی جائے اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھل کے متعلق کیا حکم ہے، نیز جو پھل شگوفوں سے ہی کھا لیا جائے، اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وہیں (باغ میں) کھا لیا اور کپڑے میں اٹھا کر نہ لے گیا، تو اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا، لیکن جو آدمی پھل اٹھا کر لے گیا، اس نے اس کی دوگنا قیمت ادا کرنا ہوگی اور اس کو سزا بھی دی جائے گی، لیکن جو چیز (کھلیانوں جیسے) محفوظ مقامات سے اٹھا لی جائے گی اور وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہوگی تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! شارع عام میں گری پڑی چیز کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر اس کو تلاش کرنے والا مالک مل جائے تو اس کو دے دے، وگرنہ وہ تیری ہو جائے گی۔'' اس نے کہا: جو چیز ویران ہو جانے والے قدیم مقام سے ملے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔''

فوائد:...... ''اونٹ کے پاس اس کا جوتا اور مشکیزہ موجود ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دور دور تک چل سکتا ہے اور کئی دنوں تک پانی پیے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔

''ویران ہو جانے والا قدیم مقام'' اس سے مراد وہ جگہ ہے، جو کبھی آباد ہوا کرتی تھی، لیکن اب وہ ویران ہوگئی ہے اور وہاں سے ملنے والی چیز کے مالک کو نہیں پہنچایا جا سکتا۔

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کا ایک سال تک اعلان کیا جائے گا، اگر مالک مل گیا تو ٹھیک، بصورتِ دیگر وہ بندہ استعمال کر لے گا، لیکن اصل مالک کا حق برقرار رہے گا، جس دن اس سے ملاقات ہوگئی، وہ چیز اس کو واپس کرنا پڑے گی۔ اگلے باب میں تین برسوں کا ذکر ہے، جمع و تطبیق کے لیے اگلا باب ملاحظہ کریں۔ آخری حدیث میں مذکورہ دوسرے احکام کی تفصیل ان کے مقام پر بیان کی گئی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ لُقُطَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا جَاءَ فِيْ مَعْنَاهُمَا مِنَ الْأُمْتِعَةِ

سونے اور چاندی کی گری پڑی چیز اور اس طرح کے دوسرے سامان کا بیان

(٦٢٣٦)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفْلَةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَأَخَذْتُهُ فَقَالَا لِيْ: اطْرَحْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَلٰكِنْ أُعَرِّفُهُ فَإِنْ وَجَدْتُ مَنْ يَعْرِفُهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ فَأَبَيَا عَلَيَّ وَأَبَيْتُ عَلَيْهِمَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ غَزَاتِنَا حَجَجْتُ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَذَكَرْتُ لَهُ قَوْلَهُمَا وَقَوْلِيْ لَهُمَا، فَقَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا۔)) فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ وَلَا أَدْرِيْ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ فِيْ سَنَةٍ أَوْ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ، فَقَالَ لَهُ فِي الرَّابِعَةِ: ((اِعْرِفْ عَدَدَهَا وَوِكَائَهَا فَإِنْ وَجَدْتَ مَنْ يَعْرِفُهَا

سوید بن غفلہ کہتے ہیں: میں نے زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کی معیت میں غزوہ کیا، میں نے راستے میں ایک کوڑا پایا اور اس کو اٹھا لیا، لیکن انہوں نے مجھے کہا: یہ کوڑا پھینک دے، میں نے کہا: میں اسے نہیں پھینکوں گا، بلکہ اس کا اعلان کروں گا، اگر اس کو پہچان لینے والے مالک کو پا لیا تو اسے دے دوں گا، وگرنہ خود استعمال کرلوں گا، ان دونوں نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور میں نے بھی ان سے اتفاق نہ کیا، جب ہم غزوہ سے واپس آئے اور میں حج کے لئے گیا تو میں مدینہ منورہ گیا اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو اُن دونوں کی اور اپنی بات بتلائی، انھوں نے آگے سے کہا: عہدِ نبوی کی بات ہے، مجھے سو دیناروں پر مشتمل ایک تھیلی ملی تھی، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اس کے بارے میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔'' میں نے ایسا ہی کیا، لیکن ایسا کوئی شخص نہ ملا جو اس تھیلی کو پہچانتا ہو، اس لیے میں نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ کوئی ایسا نہیں ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مزید ایک سال اعلان کرو۔'' تین دفعہ ایسے ہی ہوا، راوی کہتا ہے: میں نہیں

(٦٢٣٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٢٦، ومسلم: ١٧٢٣ (انظر: ٢١١٦٧)

وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا۔)) وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ فِيْ حَدِيْثِهِ قَالَ: فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ: لَا أَدْرِيْ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا۔ (مسند احمد: ٢١٤٨٦)

جانتا کہ آپ ﷺ نے ان کو ایک سال میں (اعلان کرنے کا) کہا تھا یا تین برسوں میں۔ پھر آپ ﷺ نے چوتھی مرتبہ مجھے فرمایا: ''ان دیناروں کی تعداد اور اس تھیلی کے تسمے کو ذہن نشین کر لے اور اگر اس بعد اس کو پہچاننے والے کو پا لے تو اسے دے دینا، وگرنہ اس سے خود فائدہ اٹھا لینا۔'' یہ الفاظ یحییٰ بن سعید کی حدیث کے ہیں، محمد بن جعفر نے اپنی بیان کردہ حدیث میں کہا ہے کہ سیدنا شعبہ کہتے ہیں میں اس کے بعد سلمہ بن کہیل کو مکہ میں ملا اوران سے پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ تین سال مراد ہیں یا ایک سال میں تین دفعہ اعلان کرنا مراد ہے۔

(٦٢٣٧)۔ (وَفِيْ لَفْظٍ آخَرَ) مِنْ طَرِيْقِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: ((فَعَرِّفْهَا عَامَيْنِ أَوْثَلَاثَةً۔)) قَالَ: ((اعْرِفْ عَدَدَهَا وَوِعَائَهَا وَوِكَائَهَا وَاسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ٢١٤٨٩)

(دوسری سند) حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ سلمہ بن کہیل نے اپنی روایت کو اس طرح بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو یا تین سال تک اس کا اعلان کرو۔'' پھر فرمایا: ''وگرنہ اس چیز کی تعداد، تھیلی اور تسمے کو ذہن نشین کر لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ، اگر بعد میں اس کا مالک آ گیا اور اس کی تعداد اور تسمے کو پہنچان لیا تو اس کو دے دینا۔''

(٦٢٣٨)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: اِلْتَقَطْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً۔)) فَعَرَّفْتُهَا سَنَةً، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: قَدْ عَرَّفْتُهَا سَنَةً، فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً أُخْرٰى۔)) فَعَرَّفْتُهَا سَنَةً أُخْرٰى ثُمَّ أَتَيْتُهُ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ: ((أَحْصِ عَدَدَهَا وَوِكَائَهَا وَاسْتَمْتِعْ بِهَا۔)) (مسند احمد: ٢١٤٨٨)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: عہد نبوی میں میں نے سو دینار اٹھا لیے (جو کہ کسی کے گم ہوئے تھے) اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک سال تک اعلان کرو۔'' میں نے ایک سال تک اعلان کیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی کہ میں نے ایک سال اس کا اعلان کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مزید ایک سال اعلان کرو۔'' پس میں نے مزید ایک سال اعلان کیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میں نے مزید

(٦٢٣٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢٣٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٢٣ (انظر: ٢١١٦٩)

ایک سال تک اعلان کر دیا ہے، اس بار آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم ان کی تعداد شمار کر لو اور اس کا تسمہ پہچان لو اور ان سے فائدہ حاصل کرو۔''

فوائد:...... مسند احمد کی ایک روایت میں تین سال اعلان کرنے کا ذکر ہے۔ پچھلے باب کی احادیث میں ایک سال کا اور اِن احادیث میں تین سال کا ذکر ہے، جمع و تطبیق کی صورتیں یہ ہیں:

(۱) ایک سال تک اعلان کرنا ضروری ہے اور تین سالوں تک مستحب ہے، یعنی ایک سال کے بعد چیز کو استعمال تو کیا جا سکتا ہے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ مزید دو سالوں تک اعلان کیا جائے۔

(۲) عام چیز کا ایک سال تک اعلان کیا جائے گا اور قیمتی چیز کا تین سالوں تک۔

(۳) جو آدمی چیز کا استعمال کر لینے کے بعد مالک کے آ جانے کی صورت میں آسانی سے اس چیز کا اہتمام کر سکتا ہو، وہ ایک سال تک اعلان کرے اور جس کو یہ خطرہ ہو کہ اگر اس نے اس چیز کو استعمال کر لیا تو اس کا از سرِ نو اہتمام کرنا مشکل ہو جائے گا تو وہ تین برسوں تک اعلان کر لے، عام طور پر اتنے عرصے کے بعد اصل مالک کا آنا مشکل ہو جاتا ہے۔

بَابُ وَعِيْدِ مَنْ آوَى ضَالَّةً وَلَمْ يُعَرِّفْهَا
اس شخص کی وعید کا بیان جس نے گم شدہ چیز اٹھالی اور اس کا اعلان نہ کیا

(٦٢٣٩)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ آوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا)) (مسند احمد: ١٧١٨١)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گم شدہ چیز اپنے گھر میں رکھ لیتا ہے اور اس کا اعلان نہیں کرتا، وہ گمراہ ہے۔''

(٦٢٤٠)۔ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي جَرِيْرٍ بِالْبَوَازِيْجِ فِي السَّوَادِ فَرَاحَتِ الْبَقَرُ فَرَأَى بَقَرَةً أَنْكَرَهَا فَقَالَ: مَاهٰذِهِ الْبَقَرَةُ؟ قَالَ: بَقَرَةٌ لَحِقَتْ بِالْبَقَرِ فَأَمَرَ بِهَا فَطُرِدَتْ حَتّٰى تَوَارَتْ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

عبد اللہ بجلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بوازیج مقام پر اپنے باپ سیدنا ابو جریر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اتنے میں ایک گائے چراگاہ کی طرف نکل آئی، جب انھوں نے یہ گائے دیکھی اور اس کی شناخت نہ کی تو کہا: یہ گائے کہاں سے آ گئی ہے؟ میں نے کہا: یہ ہماری گائیوں کے ساتھ مل گئی ہے، لیکن انھوں نے حکم دیا کہ اس کو دھتکار دیا جائے، پس ایسے ہی کیا گیا، یہاں

(٦٢٣٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٢٥ (انظر: ١٧٠٥٥)

(٦٢٤٠) تخريج: اسناده ضعيف، الضحاك، قال على بن المدينى: لا يعرفونه، ثم انّ ابا حيان اضطرب فيه۔ أخرجه ابوداود: ١٧٢٠، وابن ماجه: ٢٥٠٣، والنسائى: ٢/ ٤٣٢ (انظر: ١٩٢٠٩)

يَقُوْلُ: ((لَا يَأْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ۔)) (مسند احمد: ١٩٤٢٢)

تک کہ وہ چھپ گئی، پھر انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہی آدمی گم شدہ جانور کو اپنے گھر میں جگہ دیتا ہے، جو گمراہ ہوتا ہے۔''

(٦٢٤١)۔ عَنِ الْجَارُوْدِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَفِي الظَّهْرِ قِلَّةٌ إِذْ تَذَاكَرَ الْقَوْمُ الظَّهْرَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْتُ مَا يَكْفِيْنَا مِنَ الظَّهْرِ، فَقَالَ: ((وَمَا يَكْفِيْنَا؟)) قُلْتُ: ذَوْدٌ نَأْتِيْ عَلَيْهِنَّ فِيْ جُرُفٍ فَنَسْتَمْتِعُ بِظُهُوْرِهِنَّ، قَالَ: ((لَا، ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ فَلَا تَقْرَبَنَّهَا۔)) وَقَالَ فِي اللُّقَطَةِ: ((الضَّالَّةُ تَجِدُهَا فَانْشُدَنَّهَا وَلَا تَكْتُمْ وَلَا تُغَيِّبْ فَإِنْ عُرِفَتْ فَأَدِّهَا وَإِلَّا فَمَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٣٤)

سیدنا جارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، سواریوں کی قلت تھی، لوگ سواریوں کے بارے میں تبادلۂ خیال کر رہے تھے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم ہے کہ ہمیں سواریاں میسر آ سکتی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' میں نے کہا: (مدینہ منورہ کی) پانی کی بہاؤ والی جگہ میں اونٹ موجود ہیں، ہم ان پر سواری کرنے کا فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، مسلمان کا گم شدہ آگ کا شعلہ ہے، پس ہرگز اس کے قریب نہیں جانا، مسلمان کا گمشدہ آگ کا شعلہ ہے، پس ہرگز اس کے قریب نہیں جانا، مسلمان کا گمشدہ آگ کا شعلہ ہے، پس ہرگز اس کے قریب نہیں جانا۔'' پھر آپ ﷺ نے گری پڑی چیز کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''جب تو گم شدہ چیز پائے تو ضرور ضرور اس کا اعلان کر اور چھپا کے نہ رکھ اور نہ اس کو غائب کر، اگر وہ پہچان لیا جائے تو متعلقہ بندے کو ادا کر دے، وگرنہ وہ اللہ تعالی کا مال ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کر دیتا ہے۔''

(٦٢٤٢)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الضَّوَالِّ فَقَالَ: ((ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٣٨)

سیدنا جارود رضی اللہ عنہ سے اس انداز سے بھی روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے گم شدہ جانوروں کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے۔''

(٦٢٤١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الدارمي: ٢٦٠٢، والنسائي في "الكبرى": ٥٧٩٢، والطبراني في "الكبير": ٢١٢٠ (انظر: ٢٠٧٥٤)

(٦٢٤٢) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطيالسي: ١٢٩٤، والنسائي في "الكبرى": ٥٧٩٦، وابويعلى: ٩١٩، وابن حبان: ٤٨٨٧ (انظر: ٢٠٧٥٧)

(٦٢٤٣)۔ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَوَامُّ الْإِبِلِ نُصِيبُهَا؟ قَالَ: ((ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَرَقُ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٢٣)

مطرف اپنے باپ سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول!: ہم گم شدہ اونٹوں کو پا لیتے ہیں، ان کا کیا حکم ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن کا گم شدہ جانور آگ کا شعلہ ہے۔''

(٦٢٤٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رُمْحٌ فَكُنَّا اِذَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ خَرَجَ بِهِ مَعَهُ فَيَرْكُزُهُ فَيَمُرُّ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيَحْمِلُوْنَهُ، فَقُلْتُ: لَئِنْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لَأُخْبِرَنَّهُ، فَقَالَ: ((اِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّةٌ۔)) (مسند احمد: ١٢٧٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک نیزہ تھا، جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ اسے ساتھ لے جاتے اور اسے گاڑھ دیتے اور قصداً چھوڑ آتے، لوگ اس کے پاس سے گزرتے اور اسے اٹھا لاتے۔ میں نے کہا: میں اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو میں اس کاروائی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور آگاہ کروں گا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم نے (قصداً) ایسا کرنا شروع کر دیا تو گم شدہ چیز کو نہیں اٹھایا جائے گا۔''

فوائد:...... ان احادیث میں بیان کی گئی وعید اس آدمی کے بارے میں ہے جو مومن کی گمشدہ چیز اس نیت سے اٹھاتا ہے کہ وہ اس پر قبضہ کر لے اور کسی کو نہ بتائے۔

بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى اللُّقَطَةِ وَمُدَّةِ التَّعْرِيفِ عَلَى الْيَسِيرِ وَالْكَثِيرِ مِنْهَا

گری پڑی چیز پر گواہ بنانے اور کم مقدار اور زیادہ مقدار کی چیز کی مدتِ اعلان کا بیان

(٦٢٤٥)۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَوَيْ عَدْلٍ وَلْيَحْفَظْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَلَا يَكْتُمْ وَهُوَ أَحَقُّ بِهَا، وَاِنْ لَمْ يَجِيءْ صَاحِبُهَا فَاِنَّهُ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٢٠)

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص گری پڑی چیز پاتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ انصاف والے دو آدمیوں کو گواہ بنا لے اور اس کی تھیلی اور تسمے کی شناخت کر لے، اگر اس کا مالک آ جائے تو وہ اس سے نہ چھپائے، کیونکہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر مالک نہ ملے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے، وہ جسے چاہتا ہے، ادا کر دیتا ہے۔''

(٦٢٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٠٢ (انظر: ١٦٣١٤)

(٦٢٤٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٨٠٩ (انظر: ١٢٧٢)

(٦٢٤٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٠٥ (انظر: ١٧٤٨١)

فوائد:...... گمشدہ چیز اٹھانے والے کو چاہئے کہ وہ عادل گواہ بنا لے، اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) بعد میں شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے نفس میں خیانت کرنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔

(۲) گمشدہ چیز کو پانے والے شخص کی موت کا خطرہ بھی ہو سکتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گواہ بنائے بغیر مر جائے اور اس کے ورثاء اِس چیز کو اس کا ترکہ سمجھ کر تقسیم کر لیں۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ اصل مالک کے شبہات کو دور کرنا مقصود ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی گم ہونے والی مختلف اشیاء ہوں یا زیادہ مقدار والی چیز ہو، جبکہ اس شخص کو ایک چیز ملی ہو یا کم مقدار ہو، ایسے میں وہ اِس پر خیانت کا الزام لگا سکتا ہے۔شریعت کے اس حکم پر عمل کر لینے کی وجہ سے ان تمام شکوک وشبہات سے بچا جا سکتا ہے۔

(٦٢٤٦)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ الْتَقَطَ لُقْطَةً يَسِيْرَةً دِرْهَمًا أَوْ حَبْلًا أَوْ شِبْهَ ذٰلِكَ فَلْيُعَرِّفْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ كَانَ فَوْقَ ذٰلِكَ فَلْيُعَرِّفْهُ سَنَةً۔)) (مسند احمد: ١٧٧٠٩)

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو معمولی سی چیز گری پا لے، مثلا درہم، رسی یا اس طرح کی کوئی اور چیز، تو وہ تین دنوں تک اس کا اعلان کرے، اور اگر اس سے قیمتی چیز پا لے تو ایک سال تک اس کا اعلان کرے۔''

فوائد:...... یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہے، اعلان ایک سال تک ہی کیا جائے گا، البتہ معمولی چیز کے اعلان کی ضرورت نہیں ہے، مثلا کھجور کا دانہ، ایک دو روپے، وغیرہ۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ لُقُطَةِ مَكَّةَ

مکہ میں گری پڑی چیز کے حکم کا بیان

(٦٢٤٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا فِيْ فَضْلِ مَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِهَا: ((لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقُطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ۔)) (مسند احمد: ٧٢٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن مکہ کی فضیلت کے بارے میں فرمایا: ''اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کسی کے لیے حلال نہیں ہے، مگر اعلان کرنے والے کے لیے۔''

(٦٢٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فضائل مکہ کے موضوع پر

(٦٢٤٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عمر بن عبد الله، وجدته حكيمة لا تعرف۔ أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٥، والطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٧٠٠ (انظر: ١٧٥٦٦)

(٦٢٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٣٤، ومسلم: ١٣٥٥ (انظر: ٧٢٤٢)

(٦٢٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٨٧، ١٨٣٤، ٣١٨٩، ومسلم: ١٣٥٣ (انظر: ٢٣٥٣)

قَالَ فِیْ فَضْلِ مَكَّةَ: ((إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ۔)) فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَ فِيْهِ: ((وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا لِمُعَرِّفٍ۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۳)

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شہر حرمت والا ہے۔'' پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی تھے: ''اس کے شکار کو بے قرار نہ کیا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے، البتہ اعلان کرنے والے کے لیے جائز ہے۔''

فوائد:...... مکہ مکرمہ کا معاملہ دوسروں علاقوں سے مختلف ہے، اس شہر میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، حج و عمرہ یا زیارت کے ارادے سے آنے والے لوگوں میں سے کوئی کم عرصہ کے لیے ٹھہرتا ہے اور کوئی کافی ایام کے لیے قیام کرتا ہے اور قیام کرنے کا انداز بھی بڑا عجیب ہوتا ہے کہ کوئی کہیں دو دن ٹھہر رہا ہے، کوئی کہیں چار دن قیام کر رہا ہے اور کوئی تو چل پھر کر ہی دن گزار دیتا ہے، نیز کوئی بہت دور سے آیا ہوتا ہے اور کوئی قریب سے۔

جب صورتحال ایسی ہو تو اگر گری پڑی چیز کو اس کے محل پر ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہو گا، کیونکہ ممکن ہے کہ جب اس کے مالک کو پتہ چلے تو وہ اپنے مقامات کی طرف لوٹے یا وہ اس مقام میں اس چیز کو تلاش کرنے کے لیے کسی کو پیغام بھیج دے، ایسے فوراً بھی کیا جا سکتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد بھی، اس لیے اس شہر کی گری پڑی چیز کو وہیں پڑے رہنے دیا جائے، جو اعلان کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گا، تو وہ اعلان کرتا رہے گا اور اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہو گی، جیسا کہ دوسرے علاقوں میں ایک یا تین برسوں کی حد مقرر ہے۔

امام نووی نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں گری پڑی چیز اس آدمی کے لیے حلال نہیں ہے، جو ایک سال تک اعلان کر کے اس کا مالک بننے کا ارادہ رکھتا ہو، جیسا کہ دوسرے علاقوں کا حکم ہے، بلکہ یہ چیز حلال نہیں ہو گی، مگر اس آدمی کے لیے جو ہمیشہ کے لیے اعلان کرتا رہے گا اور اس کا مالک نہیں بنے گا۔

(٦٢٤٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِّ۔ (مسند احمد: ١٦١٦٧)

سیدنا عبد الرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کی گری ہوئی چیز اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں مطلق حاجیوں کا ذکر ہے، حرم یا مکہ مکرمہ کی قید نہیں لگائی گئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا سابقہ احادیث کی روشنی میں اس حدیث کو مقید کیا جائے یا عام رہنے دیا، الفاظ کا تقاضا یہی ہے کہ یہ حکم عام ہے اور اس کو عام ہی رہنے دیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ چیز کے قیمتی ہونے کی صورت میں مالک واپس پلٹے یا حج و عمرہ سے واپسی پر اپنی چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کرے۔

(٦٢٤٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٢٤ (انظر: ١٦٠٧٠)

كِتَابُ الْهِبَةِ وَالْهَدِيَّةِ
ہبہ اور ہدیہ کے مسائل

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْهَدِيَّةِ وَاسْتِحْبَابِ قُبُوْلِهَا وَفَضْلِ الْمُهْدِی
ہدیہ دینے پر آمادہ کرنے، اس کو قبول کرنے کے مستحب ہونے اور ہدیہ دینے والے کی فضیلت کا بیان

(٦٢٥٠)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَغَرَ الصَّدْرِ)) (مسند احمد: ٩٢٣٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو، کیونکہ ہدیہ سینے کے کینے کو ختم کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... ہدیہ، ہدیہ دینے والے آدمی کی محبت کی دلیل ہوتا ہے، اس لیے وہ ہدیہ لینے والے سے محبت وصول کرتا ہے اور اس طرح دونوں کے دل ایک دوسرے کے بارے میں صاف ہو جاتے ہیں۔

(٦٢٥١)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ لِیْ جَارَيْنِ فَإِلٰی أَيِّهِمَا أُهْدِیْ؟ قَالَ: ((أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٣٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میرے دو پڑوسی ہیں، میں کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہے۔''

فوائد:...... قریبی پڑوسی کو ترجیح دینی چاہیے۔

(٦٢٥٢)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْئًا مِنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی جس کو اس مال میں سے کچھ دے دے، جب کہ اس

(٦٢٥٠) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه الترمذی: ٢١٣٠ (انظر: ٩٢٥٠)
(٦٢٥١) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٥٩٥ (انظر: ٢٥٤٢٣)
(٦٢٥٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٧٩٢١)

غَيْرِ اَنْ يَّسْاَلَهُ، فَلْيَقْبَلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٧٩٠٨)

نے کسی سے سوال نہ کیا ہو تو وہ قبول کر لے، کیونکہ وہ ایسا رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے۔''

فوائد:...... ہدیہ بھی اسی قسم کی ایک صورت ہے۔

(٦٢٥٣)۔ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَرَضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذَا الرِّزْقِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَلْيُوَسِّعْ بِهِ فِي رِزْقِهِ فَإِنْ كَانَ عَنْهُ غَنِيًّا فَلْيُوَجِّهْهُ إِلٰى مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٢٤)

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کو سوال اور حرص کے بغیر یہ رزق مل جائے تو وہ اس کے ذریعے اپنے رزق میں وسعت پیدا کرے، پھر اگر وہ غنی ہو تو یہ مال ایسے شخص کو دے دے، جو اس سے زیادہ محتاج ہو۔''

(٦٢٥٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رِزْقًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَلْيَقْبَلْهُ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سَأَلْتُ أَبِي مَا الْإِشْرَافُ؟ قَالَ: تَقُوْلُ فِي نَفْسِكَ سَيَبْعَثُ إِلَيَّ فُلَانٌ، سَيَصِلُنِي فُلَانٌ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٢٥)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کو بن مانگے رزق عطا کر دے، اس کو چاہیے کہ وہ اس کو قبول کر لے۔'' عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ امام احمد سے سوال کیا: اشراف سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: تیرا اپنے دل میں یہ کہنا کہ فلاں آدمی میری طرف کوئی چیز بھیجے گا، فلاں آدمی (مجھے کوئی چیز دے کر) میرے ساتھ صلہ رحمی کا ثبوت دے گا۔

(٦٢٥٥)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَدِيٍّ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَلَغَهُ مَعْرُوْفٌ عَنْ أَخِيْهِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ وَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ١٨١٠١)

سیدنا خالد بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو سوال اور حرص کے بغیر اپنے بھائی کی طرف سے کوئی مال مل جائے، تو وہ اس کو قبول کر لے اور اس کو ردّ نہ کرے، کیونکہ وہ ایسا رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے۔''

فوائد:...... ان دو احادیث میں انتہائی اہم بات یہ بیان کی گئی ہے کہ بندے کو لوگوں کے مال و زر سے مستغنی ہونا چاہیے اور کسی سے کوئی حرص اور لالچ نہیں رکھنی چاہیے، اور یہ اس وقت ہوگا جب آدمی اپنی استطاعت کے مطابق

(٦٢٥٣) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٠٦٤٨)

(٦٢٥٤) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٠٦٤٩)

(٦٢٥٥) اسناده صحيح۔ أخرجه ابو يعلى: ٩٢٥، وابن حبان: ٣٤٠٤، والحاكم: ٢/ ٦٢ (انظر: ١٧٩٣٦)

محنت و مشقت سے کام کرے اور اپنی تھوڑی کمائی کے مطابق گزارہ کر کے غیرت مند زندگی گزارنے کی کوشش کرے، ایسے میں اگر اس کو کسی طرف سے کوئی چیز مل جائے تو وہ کھلے دل کے ساتھ اس کو قبول کرے۔

(٦٢٥٦)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً وَرِقًا أَوْ ذَهَبًا أَوْ سَقٰى لَبَنًا أَوْ أَهْدٰى زُقَاقًا فَهُوَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ۔)) (مسند احمد: ١٨٥٩٣)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چاندی یا سونے کا عطیہ دیا، یا دودھ پلایا، یا کسی (اندھے اور راہ بھولے ہوئے) کی رہنمائی کر دی تو وہ ایک گردن آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔''

(٦٢٥٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَنْ مَنَحَ مَنِيحَةَ لَبَنٍ أَوْ مَنِيحَةَ وَرِقٍ أَوْ هَدٰى زُقَاقًا فَهُوَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ۔)) (مسند احمد: ١٨٨٦٨)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دودھ کا عطیہ دیا، چاندی کا عطیہ دیا، یا (نابینے اور راہ بھولے وغیرہ کو) راستہ کی رہنمائی کر دی تو وہ ایک گردن آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔''

فوائد:...... عطیہ مستقل طور پر بھی دیا جاتا ہے اور فائدہ اٹھانے کے لیے عارضی طور پر بھی، قرض بھی عارضی عطیہ کی ایک صورت ہے۔

قُبُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْهَدِيَّةَ وَاِنْ كَانَتْ حَقِيْرَةً لَا الصَّدَقَةَ وَاِنْ كَانَتْ عَظِيْمَةً

رسول اللہ ﷺ کا ہدیہ قبول کرنا، اگرچہ وہ حقیر سا ہو اور صدقہ قبول نہ کرنا، اگرچہ وہ قیمتی ہو

(٦٢٥٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اُهْدِيَتْ اِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ، وَلَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ۔)) قَالَ وَكِيْعٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((لَوْ اُهْدِيَتْ اِلَيَّ ذِرَاعٌ۔)) (مسند احمد: ٩٤٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے گوشت کی دستی (پنڈلی سے اوپر والا حصہ) تحفہ میں دیا جائے تو میں اس کو قبول کروں گا، اور اگر مجھے پنڈلی کے نچلے حصے کی طرف دعوت دی جائے تو میں اس کو قبول کروں گا۔''

فوائد:...... اس حدیث میں آپ ﷺ کے حسن اخلاق، تواضع اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور ان پر مہربانی کرنے کا بیان ہے، معلوم ہوا کہ ہدیہ دینے والے کے ہدیے اور میزبان کی دعوت کی مقدار اور معیار کو سامنے نہ رکھا جائے، بلکہ ایسے آدمی کا خلوص قبول کر کے اس کے سامنے خوشی کا اظہار کیا جائے، اس کے لیے دعا کی جائے اور اگر ہو سکے تو اس کا بدلہ بھی دیا جائے۔ اس دور میں مال و زر اور ناز و نخرے والے لوگوں کے لیے اس قسم کی احادیث پر عمل کرنا

(٦٢٥٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٩٤٨ (انظر: ١٨٤٠٣)

(٦٢٥٧) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٩٥٧ (انظر: ١٨٦٦٥)

(٦٢٥٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٧٨ (انظر: ٩٤٨٥)

خاصا دشوار کام ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ان کی دعوت کرنے والے اور ان کو تحفے تحائف دینے والے لوگ ان کے معیار کے ہوں، اگر ان کی دعوت کی جائے تو پرتکلف انداز ہونا چاہیے اور اگر ان کو تحفہ دیا جائے تو وہ بہت قیمتی چیز ہونی چاہیے، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ نبیوں کے سردار کے طرزِ حیات سے غفلت نہ برتیں اور جو چیز ان کی طبع کے مطابق نہ ہو، شریعت کی روشنی میں اس کو اچھے انداز میں قبول کریں۔

(٦٢٥٩)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ثَارَتْ اَرْنَبٌ فَتَبِعَهَا النَّاسُ، فَكُنْتُ فِيْ اَوَّلِ مَنْ سَبَقَ اِلَيْهَا فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ، قَالَ: فَاَمَرَ بِهَا فَذُبِحَتْ ثُمَّ شَوَيْتُ، قَالَ: ثُمَّ اَخَذَ عَجُزَهَا، فَقَالَ: اِئْتِ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ. فَاَتَيْتُهُ بِهِ، قَالَ: قُلْتُ: اِنَّ اَبَا طَلْحَةَ اَرْسَلَ اِلَيْكَ بِعَجُزِ هٰذِهِ الْاَرْنَبِ، قَالَ: فَقَبِلَهُ مِنِّیْ۔ (مسند احمد: ١٣٤٦٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خرگوش بھاگا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑے، میں اس کی طرف پہلا سبقت لے جانے والا آدمی تھا، پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو لے کر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے حکم دیا، پس اس کو ذبح کیا گیا، پھر میں نے اس کو بھونا، پھر انھوں نے اس کا نصف پچھلا حصہ پکڑا اور کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ، پس میں وہ آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور کہا: بیشک سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خرگوش کا یہ پچھلا حصہ آپ کی طرف بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے مجھ سے قبول کیا۔

(٦٢٦٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، قَالَ: فَسَعٰی عَلَيْهَا الْغِلْمَانُ حَتّٰی لَغِبُوْا، قَالَ: فَاَدْرَكْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، ثُمَّ بَعَثَ مَعِیَ بِوَرِكِهَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَبِلَ۔ (مسند احمد: ١٢٢٠٦)

(دوسری سند) سیدنا انس کہتے ہیں: ہم نے مر الظہران کے مقام پر ایک خرگوش کو بھگایا، لڑکے اس کو پکڑنے کے لیے دوڑے، لیکن وہ تھک گئے اور میں نے اس کو پکڑ لیا اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آیا، انھوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا سرین مجھے دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا، آپ ﷺ نے اس کو قبول کیا۔

(٦٢٦١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَتْ اُخْتِیْ تَبْعَثُنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَدِيَّةِ فَيَقْبَلُهَا۔ (مسند احمد: ١٧٨٣٩)

صحابی رسول سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری بہن مجھے ہدیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجتی تھے، پس آپ ﷺ اس کو قبول کر لیتے تھے۔

(٦٢٥٩) حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، وانظر الحديث الآتی من طريق ثان (انظر: ١٣٤٣٠)
(٦٢٦٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٥٧٢، ٥٤٨٩، ومسلم: ١٩٥٣ (انظر: ١٢١٨٢)
(٦٢٦١) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٧٦٨٧)

(٦٢٦٢)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ یَقْبَلُ الْهَدِیَّةَ، وَلَا یَقْبَلُ الصَّدَقَةَ۔ (مسند احمد: ٨٦٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کر لیتے تھے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔

فوائد:...... آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل کے لیے صدقہ حرام ہے۔

(٦٢٦٣)۔ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٢٤١٠٤)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٦٢٦٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ١٧٨٤٠)

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٦٢٦٥)۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِلَحْمٍ فَقِیْلَ لَهُ: اِنَّهُ قَدْ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِیْرَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِیَّةٌ۔)) (مسند احمد: ١٣٩٦٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ تو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔''

فوائد:...... جب سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا جاتا اور وہ اس کی مالک بن جاتی تو اس کا حکم بدل جاتا تھا، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ صدقہ و خیرات وصول کرنے والے لوگوں کی ضیافت یا تحفے کو قبول کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ جب صدقہ و زکوۃ لینے والا صدقہ لے لیتا ہے تو اس کا حکم بدل جاتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ میں صدقہ نہیں رہتا، دیکھیں حدیث نمبر (٦٢٦٧)۔

(٦٢٦٦)۔ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: اَنَّ اِمْرَاَةً اَهْدَتْ لَهَا رِجْلَ شَاةٍ تُصُدِّقَتْ عَلَیْهَا بِهَا، فَاَمَرَهَا النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تَقْبَلَهَا۔ (مسند احمد: ٢٧١٦٣)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک خاتون نے بکری کی ایک ٹانگ ان کو تحفے میں دی، یہ ٹانگ اس خاتون پر صدقہ کی گئی تھی، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کو قبول کرلیں۔

(٦٢٦٢) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٤٥١٢ (انظر: ٨٧١٤)

(٦٢٦٣) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٦٠٧١، والبیهقی فی "دلائل النبوة": ٢/ ٩٨ (انظر: ٢٣٧٠٤)

(٦٢٦٤) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ١٧٦٨٨)

(٦٢٦٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٥٧٧، ومسلم: ١٠٧٤ (انظر: ١٣٩٢٢)

(٦٢٦٦) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه عبد الرزاق فی "تفسیره": ٢/ ٢٧٩ (انظر: ٢٦٦٢٨)

(٦٢٦٧)۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ اِلٰى عَائِشَةَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَتْ: لَا، اِلَّا اَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ اِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتُمْ بِهَا اِلَيْهَا، فَقَالَ: ((اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔)) (مسند احمد: ٢٧٨٤٤)

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی ایک بکری ان کی طرف بھیجی اور انھوں نے اس میں سے کچھ حصہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیج دیا، جب رسول اللہ ﷺ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' تو انھوں نے کہا: جی نہیں، البتہ نسیبہ (یعنی ام عطیہ) نے اس بکری کا ایک حصہ بھیجا ہے، جو آپ ﷺ نے اس کو دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک وہ اپنے محل تک پہنچ چکی ہے۔''

فوائد:...... کتنی دلچسپ بات ہے کہ آپ ﷺ نے خود سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی طرف صدقہ کی ایک بکری بھیجی، پھر اسی بکری کا گوشت بھی قبول کر لیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بکری کی مالک بنیں تو اس کا حکم بدل گیا، اب وہ صدقہ نہیں رہا، اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس کا گوشت قبول کر لیا۔

(٦٢٦٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَاِنْ قِيْلَ: هَدِيَّةٌ، اَكَلَ، وَاِنْ قِيْلَ: صَدَقَةٌ، قَالَ: ((كُلُوْا)) وَلَمْ يَأْكُلْ۔ (مسند احمد: ٩٢٥٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے علاوہ کہیں اور سے کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں سوال کرتے، پس اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ کھا لیتے، اور اگر کہا جاتا ہے کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ فرماتے: ''تم لوگ کھا لو۔'' اور آپ ﷺ خود نہ کھاتے۔

(٦٢٦٩)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٢٠٣١٣)

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادے سے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کرتے ہیں۔

(٦٢٧٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَهْدَتْ أُمُّ سُنْبُلَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَبَنًا، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقَالَتْ لَهَا: إِنَّ رَسُوْلَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سنبلہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ کا تحفہ لے کر آئیں، لیکن آپ ﷺ کو گھر پر نہ پایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: رسول

(٦٢٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٤٦، ١٤٩٤ (انظر: ٢٧٣٠١)
(٦٢٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٧٦، ومسلم: ١٠٧٧ (انظر: ٩٢٦٤)
(٦٢٦٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ٦٥٦ (انظر: ٢٠٠٥٤)
(٦٢٧٠) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابويعلى: ٤٧٧٣، والطحاوي: ٤/ ١٦٧، والبزار في "مسنده": ١٩٤٠ (انظر: ٢٥٠١٠)

اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهٰى أَنْ يُؤْكَلَ طَعَامُ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا مَعَكِ يَا أُمَّ سُنْبُلَةَ۔)) قَالَتْ: لَبَنًا أَهْدَيْتُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((اُسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ!)) فَسَكَبَتْ فَقَالَ: ((نَاوِلِي أَبَا بَكْرٍ۔)) فَفَعَلَتْ، فَقَالَ: ((اُسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ!)) فَسَكَبَتْ فَنَاوَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَرِبَ، قَالَتْ عَائِشَةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْرَبُ مِنْ لَبَنٍ وَأَبْرَدَهَا عَلَى الْكَبِدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنْتُ حُدِّثْتُ أَنَّكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنْ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ وَإِذَا دُعُوا أَجَابُوا فَلَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ۔)) (مسند احمد: ۲۵۵۲٤)

اللہ ﷺ نے تو ہمیں بدّو لوگوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سنبلہ! یہ تیرے پاس کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ ہے، آپ کے لیے بطورِ تحفہ لائی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سنبلہ! اس کو پیالے میں ڈالو۔'' انھوں نے اس کو پیالے میں ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر کو پکڑاؤ۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سنبلہ! اور ڈالو۔'' انھوں نے اور ڈالا اور رسول اللہ ﷺ کو پکڑایا، پس آپ ﷺ نے نوش فرمایا، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ دودھ پی رہے ہیں اور وہ آپ ﷺ کے کلیجے کو کتنا ہی ٹھنڈا کر رہا ہے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے تو یہ بات بیان کی گئی تھی کہ آپ نے بدوؤں کے کھانے سے منع فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یہ لوگ بدّو نہیں ہیں، یہ ہمارے شہر کے متصل بیرونی علاقے سے ہیں اور ہم ان کے شہر سے ہیں، جب ان لوگوں کو (آپ ﷺ اور مسلمانوں کے امور کے لیے) بلایا جاتا ہے تو یہ جواب دیتے ہیں، یہ بدّو نہیں ہیں۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد حدیث نمبر (۶۲۷۴) ہو، چونکہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بدوؤں کے کھانے سے ممانعت والی بات پر برقرار رکھا، اس لیے اب اس کا مفہوم بیان کرنا ضروری ہے کہ ممانعت کی کیا وجہ ہے، زیادہ سے زیادہ دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) بعض بدوا کھڑ مزاج، سخت دل اور غلیظ الطبع ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ﴾...... ''اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اس کو جرمانہ سمجھتے ہیں اور تم مسلمانوں کے واسطے برے وقت کے منتظر رہتے ہیں۔'' (سورۂ توبہ: ۹۸) یہ بدوؤں کی مذموم قسم ہے، آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے، جبکہ بعض بدّو قابل تعریف ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ

﴿مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ﴾...... ''اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔'' (سورۂ توبہ: ۹۹)

آپ ﷺ نے سیدہ ام سنبلہ رضی اللہ عنہا کو قابل تعریف بدوؤں میں سے قرار دیا، نہ کہ مذموم دیہاتیوں میں سے۔

(۲) یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ بدو لوگ نہ صرف حلال و حرام کے علم سے محروم ہوتے ہیں، بلکہ سمجھ ہونے کے باوجود غیر محتاط بھی ثابت ہوتے ہیں اور ذبح، شکار اور کھانے پینے کے دوسرے معاملات میں اسلامی آداب کو مدنظر نہیں رکھتے۔ ہم نے خود ایسے لوگوں کو کتوں کے ذریعے شکار کرتے دیکھا ہے، یہ شکار پر کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ بھی نہیں پڑھتے اور جب شکار کو کتوں سے چھین کر ذبح کرتے ہیں تو یہ جائزہ بھی نہیں لیتے کہ وہ ذبح سے پہلے مر چکا تھا یا ابھی تک زندگی کی رمق باقی تھی۔ ہاں جب کسی خاص شخص کے بارے میں ظن غالب یہ ہو کہ وہ ذی شعور ہے اور اسلامی احکام کا علم رکھتا ہے اور ان کا پابند بھی ہے، تو اس کے ساتھ یہ معاملات کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(٦٢٧١)۔ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟)) قُلْتُ؟ لَا إِلَّا عَظْمًا أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاةٌ لَنَا مِنَ الصَّدَقَةِ، قَالَ ﷺ: ((فَقَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔)) (مسند احمد: ٢٧٩٦٥)

سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا کوئی کھانا ہے؟'' میں نے کہا: جی کچھ نہیں ہے، البتہ (گوشت والی) وہ ہڈی ہے، جو ہماری لونڈی پر صدقہ کی گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لاؤ، میرے قریب کرو، صدقہ اپنے محل تک پہنچ چکا ہے۔''

اَلثَّوَابُ عَلَى الْهَدِيَّةِ وَ الْهِبَةِ

ہدیہ اور ہبہ کا بدلہ دینا

(٦٢٧٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٠٩٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدیہ قبول کرتے اور پھر اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔

(٦٢٧٣)۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے

(٦٢٧١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠٧٣ (انظر: ٢٧٤٢٠)

(٦٢٧٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٥٨٥ (انظر: ٢٤٥٩١)

(٦٢٧٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعى وابن عقيل۔ أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ٢٠٤، ٣٤٩، والطبرانى فى "الكبير": ٢٤/ ٦٩٤ (انظر: ٢٧٠٢٣)

قَالَتْ: أَهْدَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قِنَاعًا مِنْ رُطَبٍ وَأَجْرِ زُغْبٍ، قَالَتْ: فَأَعْطَانِي مِلْءَ كَفَّيْهِ حُلِيًّا أَوْ قَالَ ذَهَبًا فَقَالَ تَحَلَّيْ بِهٰذَا۔)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَاكْتَسِي بِهٰذَا۔))

(مسند احمد: ۲۷۵٦۳)

رسول اللہ ﷺ کو کھجوروں اور چھوٹے کھیروں کی ایک طشتری دی، آپ ﷺ نے زیور یا سونے کے دو چلو بھر کر مجھے دیئے اور فرمایا: ''اس سے زینت حاصل کر۔'' ایک روایت میں ہے: ''اس کو پہن۔''

(٦٢٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا وَهَبَ لِلنَّبِيِّ ﷺ هِبَةً فَأَثَابَهُ عَلَيْهَا قَالَ: ((رَضِيتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ فَزَادَهُ، قَالَ: ((رَضِيتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: فَزَادَهُ قَالَ: ((رَضِيتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَتَّهِبَ هِبَةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ۔)) (مسند احمد: ۲٦۸۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بدو نے نبی کریم ﷺ کو کوئی چیز ہبہ کی، آپ ﷺ نے اس کو اس کا بدلہ دیا اور فرمایا: ''تو راضی ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے اس کو زیادہ دیا اور پھر پوچھا: ''تو راضی ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ اس کو مزید کوئی چیز دی اور فرمایا: ''اب راضی ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ہبہ قبول نہ کروں، مگر قریشی سے یا انصاری سے یا ثقفی سے۔''

فوائد:...... حسبِ استطاعت ہدیہ اور ہبہ کا بدلہ دینا چاہیے، اس بارے میں درج ذیل حدیث میں پورا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ، فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ۔)) ''جس کو کوئی چیز دی جائے اور وہ بدلہ دینے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ بدلہ دے، اگر اسے اتنی طاقت نہ ہو تو وہ اس کی تعریف کر دے، جس نے تعریف کی، اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اس کو چھپایا، اس نے ناشکری کی۔'' (ابو داود: ٤٨١٣، ترمذی: ۲۰۳٤)

قُبُولُ هَدَايَا الْكُفَّارِ
کافروں کے ہدیے قبول کرنا

(٦٢٧٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ ذِي

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ذو یزن بادشاہ نے

(٦٢٧٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن حبان: ٦٣٨٤، والطبرانی: ١٠٨٩٧، والبزار: ١٩٣٨ (انظر: ٢٦٨٧)

(٦٢٧٥) تخريج: اسناده ضعيف، عماره بن زاذان يروی عن ثابت عن انس احاديث منكرة۔ أخرجه ابوداود: ٤٠٣٤ (انظر: ١٣٣١٥)

يَـزَنَ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ حُـلَّةً قَدْ اَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَّ ثَلَاثِيْـنَ بَـعِيْـرًا اَوْ ثَلَاثٍ وَّ ثَلَاثِيْنَ نَاقَةً اِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٣٣٤٨)

نبی کریم ﷺ کو تحفے میں ایک ایسی پوشاک پیش کی، جو اس نے تینتیس (۳۳) اونٹوں (یا اونٹوں) کے عوض لی تھی۔

(٦٢٧٦)۔ عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ مَـلِكَ الـرُّومِ أَهْـدٰى لِلنَّبِيِّ ﷺ مُسْتَقَةً مِنْ سُـنْـدُسٍ فَـلَبِسَهَـا وَكَـأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى يَدَيْهَا تَذَبْذَبَانِ مِنْ طُولِهِمَا فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَقُولُونَ: يَـا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! أُنْـزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ مِنَ السَّـمَـاءِ؟ فَـقَـالَ: ((وَمَـا يُـعْـجِبُكُمْ مِنْهَا فَـوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ مَنْدِيلًا مِنْ مَنَادِيلِ سَـعْـدِ بْـنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا۔)) ثُمَّ بَـعَثَ بِهَا إِلٰى جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَلَبِسَهَا فَـقَـالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَـمْ أُعْـطِـكَهَـا لِتَلْبَسَهَا۔)) قَالَ: فَمَا أَصْنَعُ بِهَـا؟ قَـالَ: ((أَرْسِـلْ بِهَـا إِلَـى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ۔)) (مسند احمد: ١٣٤٣٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روم کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو باریک ریشم کی بنی ہوئی دراز آستین کی پوستین تحفہ میں بھیجی اور آپ ﷺ اس کو زیب تن کیا، گویا کہ میں اب بھی اس کے بازوؤں کی طرف دیکھ رہا ہوں، جو طویل ہونے کی وجہ سے حرکت کر رہے تھے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ لباس آپ پر آسمان سے اتارا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اتنے تعجب میں کیوں پڑ گئے ہو، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے وہ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، جب انھوں نے اس کو پہنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے پہننے کے لیے تو نہیں دیا تھا۔'' انھوں نے کہا: تو پھر میں اس کو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اپنے بھائی نجاشی کی طرف بھیج دو۔''

(٦٢٧٧)۔ عَـنْ عَـلِـيٍّ رضی اللہ عنہ قَـالَ: اَهْدٰى كِسْـرٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبِلَ مِنْهُ وَاَهْدٰى لَـهٗ قَيْـصَـرُ فَقَبِلَ مِنْهُ، وَاَهْدَتْ لَهُ الْمُلُوْكُ فَقَبِلَ مِنْهُمْ۔ (مسند احمد: ٧٤٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسری نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دیا، آپ ﷺ نے اس سے قبول کیا، قیصر نے آپ ﷺ کو تحفہ دیا، آپ ﷺ نے اس سے قبول کیا اور دوسرے بادشاہوں نے آپ ﷺ کو تحفے دیئے، جو آپ ﷺ نے قبول فرمائے۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے تالیف قلبی کے لیے مشرکوں سے تحفے قبول کیے ہیں۔

(٦٢٧٦) تخريج: اسناده ضعيف ومتنه منكر تفرد بهذه السياقة علي بن زيد بن جدعان (انظر: ١٣٤٠٠)
(٦٢٧٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ثوير بن ابي فاخته۔ أخرجه الترمذي: ١٥٧٦ (انظر: ٧٤٧)

(٦٢٧٨)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمَتْ قُتَيْلَةُ ابْنَةُ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ أَسْعَدَ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ حَسَلٍ عَلَى ابْنَتِهَا أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ بِهَدَايَا ضِبَابٍ وَأَقِطٍ وَسَمْنٍ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَأَبَتْ أَسْمَاءُ أَنْ تَقْبَلَ هَدِيَّتَهَا وَتُدْخِلَهَا بَيْتَهَا فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَأَمَرَهَا أَنْ تَقْبَلَ هَدِيَّتَهَا وَأَنْ تُدْخِلَهَا بَيْتَهَا۔ (مسند احمد: ١٦٢١٠)

عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں: قتیلہ بنت عبد العزی ضب، پنیر اور گھی کے ہدیے لے کر اپنی بیٹی سیدہ اسماء بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، جبکہ وہ مشرک خاتون تھی، سو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے تحائف قبول کرنے سے اور اس کو اپنے گھر داخل کرنے سے انکار کر دیا، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾...... ''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ اچھا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (سورۂ ممتحنة: ٨) پھر آپ ﷺ نے سیدہ اسماء کو حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کے تحفے قبول کرے اور اس کو اپنے گھر میں داخل کرے۔

فوائد:...... اس باب کی مذکورہ روایات تو ضعیف ہیں، لیکن آپ ﷺ نے بعض مواقع پر غیر مسلموں سے تحفے قبول کیے ہیں، مثلا آپ ﷺ نے کسری (ایران کے بادشاہ)، قیصر (روم کے بادشاہ) اور مختلف بادشاہوں کے تحائف قبول کئے۔ (ترمذی) دومۃ الجندل کے سردار نے آپ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ (بخاری) یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا ہدیہ دیا، جو آپ ﷺ نے قبول کیا تھا۔ (بخاری، مسلم)

اگلے باب کے آخر میں اس مسئلے کا حل دیکھیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَدَمِ قُبُوْلِ هَدِيَّةِ الْمُشْرِكِيْنَ
مشرکوں کے تحائف قبول نہ کرنے کا بیان

(٦٢٧٩)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ سیدنا عراک بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حکیم بن

(٦٢٧٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مصعب بن ثابت۔ أخرجه ابوداود الطيالسی: ١٦٣٩، والحاكم: ٢/ ٤٨٥ (انظر: ١٦١١١)

(٦٢٧٩) اسناده حسن۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٣١٢٥، والحاكم: ٣/ ٤٨٤ (انظر: ١٥٣٢٣)

عِـرَاكِ بْــنِ مَـالِكٍ أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ أَحَبَّ رَجُلٍ فِيْ النَّاسِ إِلَيَّ فِـي الْـجَـاهِـلِيَّةِ، فَـلَـمَّـا تَنَبَّأَ وَخَرَجَ إِلَى الْـمَـدِيْـنَةِ شَهِـدَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ الْمَوْسِمَ وَهُـوَ كَــافِـرٌ فَـوَجَـدَ حُلَّةً لِذِيْ يَزَنَ تُبَـاعُ فَـاشْتَرَاهَا بِخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا لِيُهْدِيَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَـقَـدِمَ بِهَـا عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ فَأَرَادَهُ عَـلٰـى قَبْـضِـهَا هَدِيَّةً فَأَبٰى، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: حَسِبْـتُ أَنَّـهُ قَـالَ: ((إِنَّـا لَانَـقْـبَلُ شَيْئًا مِنَ الْـمُـشْـرِكِيْـنَ وَلٰـكِـنْ إِنْ شِـئْـتَ أَخَذْنَاهَا بِالثَّمَنِ۔)) فَأَعْطَيْتُهُ حِيْنَ أَبٰى عَلَيَّ الْهَدِيَّةَ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۹۷)

حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: دورِ جاہلیت میں محمد ﷺ تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ پسند تھے، لیکن جب آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو حکیم بن حزام حج میں شریک ہوئے تھے، لیکن ابھی تک وہ کافر تھے، انھوں نے دیکھا کہ ذی یزن کا حلہ فروخت کیا جا رہا تھا، حکیم نے اس مقصد کے لیے وہ خرید لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا جائے، پس وہ یہ لے کر مدینہ منورہ آئے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس کو آپ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کریں، لیکن آپ ﷺ نے وہ لینے سے انکار کر دیا۔ عبید اللہ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم مشرکوں کا تحفہ قبول نہیں کرتے، ہاں اگر تو چاہتا ہے تو ہم اس کو قیمت کے عوض خرید لیتے ہیں۔'' پس جب آپ ﷺ نے بطورِ ہدیہ قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے قیمت کے عوض دے دیا۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے مشرکوں سے تحفے قبول بھی کیے ہیں، ان میں جمع وتطبیق کی دو صورتیں ہیں: (۱) مشرکوں کا تحفہ قبول کر لینا، یہ آپ ﷺ کا آخری عمل ہے، اس لیے اس کا ناسخ سمجھیں گے، اور (۲) کوئی مصلحت ہو تو ایسا تحفہ قبول کر لیا جائے، وگرنہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ اس قسم کے تحائف کو رد کر دیا جائے۔

(٦٢٨٠)۔ عَـنِ الْـحَسَـنِ عَنْ عِيَـاضِ بْنِ حِـمَـارٍ الْـمُـجَـاشَـعِيِّ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ مَعْرِفَةٌ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ أَهْـدٰى لَـهُ هَدِيَّةً، قَالَ: أَحْسِبُهَا إِبِلًا فَـأَبٰـى أَنْ يَـقْبَـلَهَا وَقَالَ: ((إِنَّا لَا نَقْبَلُ زَبْـدَ الْـمُشْـرِكِيْـنَ۔))، قَالَ: قُلْتُ: مَا زَبْدُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ قَالَ: رِفْدُهُمْ، هَدِيَّتُهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۲۱)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ عیاض بن حماد مجاشعی اور نبی کریم ﷺ کے درمیان بعثت سے پہلے جان پہچان تھی، پھر جب نبی کریم ﷺ کو نبوت ملی تو عیاض نے آپ ﷺ کو ایک تحفہ دیا، میرا خیال ہے کہ وہ اونٹ کی صورت میں تھا، لیکن آپ ﷺ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''ہم مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔'' میں ابن عون نے کہا: مشرکوں کے ''زَبْد'' سے کیا مراد ہے؟ حسن بصری نے کہا: ان کے تحفے اور عطیے۔

(٦٢٨٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۰۵۷، والترمذی: ۱۵۷۷ (انظر: ۱۷٤۸۲)

(٦٢٨١)۔ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ بِابْنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْقَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِابْنِ الْقَرْحَاءِ لِتَتَّخِذَهُ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِيضَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَدْرٍ، فَعَلْتُ۔)) فَقُلْتُ: مَاكُنْتُ لِأُقِيضَكَ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ، قَالَ: ((فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا ذَا الْجَوْشَنِ! أَلَا تُسْلِمُ فَتَكُونَ مِنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((لِمَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ قَوْمَكَ قَدْ وَلَعُوا بِكَ، قَالَ: ((فَكَيْفَ بَلَغَكَ عَنْ مَصَارِعِهِمْ بِبَدْرٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلَغَنِي أَنْ تَغْلِبْ عَلٰى مَكَّةَ وَتَقْطُنْهَا، قَالَ: ((لَعَلَّكَ إِنْ عِشْتَ أَنْ تَرٰى ذٰلِكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((يَا بِلَالُ! خُذْ حَقِيبَةَ الرَّجُلِ فَزَوِّدْهُ مِنَ الْعَجْوَةِ۔)) فَلَمَّا أَنْ أَدْبَرْتُ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ خَيْرِ بَنِي عَامِرٍ۔)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ! إِنِّي بِأَهْلِي بِالْغَوْرِ إِذْ أَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: مِنْ مَكَّةَ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ النَّاسُ؟ قَالَ: قَدْ غَلَبَ عَلَيْهَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: قُلْتُ: هَبَلَتْنِي أُمِّي فَوَاللّٰهِ! لَوْ أُسْلِمُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ أَسْأَلُهُ الْحِيرَةَ لَأَقْطَعَنِيهَا۔ (مسند احمد: ١٦٧٥٠)

سیدنا ذوالجوشن کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ جنگ بدر سے فارغ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! میں آپ ﷺ کے لئے اس گھوڑی کا بچہ لایا ہوں، جس کے چہرے پر تھوڑی سی سفیدی ہوتی ہے، تا کہ آپ اس کو بطور تحفہ قبول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں، لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اس کے بدلے میں بدر کی عمدہ زرہیں دے دوں، تو ٹھیک ہے۔'' اس نے کہا: ''جی نہیں، میں تو آج اس کے عوض لونڈی بھی نہیں لوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ذوالجوشن! کیا تو اسلام قبول نہیں کر لیتا، تاکہ اس دین کے پہلے والے لوگوں میں سے ہو جائے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، میں ایسا نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں، اس کی کیا وجہ ہے؟'' میں نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تک آپ کی قوم (قریش) آپ سے لڑ رہی ہے، (معلوم نہیں کہ کس کے حق میں نتیجہ نکلتا ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میدان بدر میں ہونے والی ان کی ہلاکتوں کی اطلاع تجھے نہیں ملی؟'' اس نے کہا: جی یہ بات تو مجھے پتہ چلی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تیرے لیے وضاحت کریں گے۔'' اس نے کہا: اگر آپ کعبہ پر غالب آکر اس کو اپنا مسکن بنالیں تو پھر بات بنے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو زندہ رہا تو اپنی آنکھوں سے اس چیز کو بھی دیکھ لے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! اس آدمی کا توشہ دان لو اور اس میں عجوہ کھجوریں ڈال کر دو۔'' سیدنا ذوالجوشن کہتے ہیں: جب میں آپ ﷺ کے ہاں سے واپس

(٦٢٨١) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو اسحاق عمرو بن عبد الله السبيعي لم يسمع من ذي الجوشن۔ أخرجه ابوداود: ٢٧٨٦ (انظر: ١٦٦٣٣)

لوٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! یہ بنو عامر کا سب سے بہترین گھوڑ سوار ہے۔'' سیدنا ذوالجوشن کہتے ہیں: (ایک عرصہ گزر جانے کے بعد) میں نے دیکھا کہ ایک سوار میری طرف آ رہا تھا، جبکہ میں اس وقت اپنے اہل کے ساتھ (یمن کی) ایک پست جگہ میں تھا، میں نے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: مکہ سے، میں نے کہا: کیا بنا لوگوں کا؟ اس نے کہا: محمد ﷺ مکہ پر غالب آ گئے ہیں۔ میں نے کہا: میری ماں مجھے گم پائے، اگر میں اسی دن مسلمان ہو چکا ہوتا اور آپ ﷺ سے حیرہ کا سوال کرتا تو آپ ﷺ نے مجھے دے دینا تھا۔

فوائد:...... پچھلے باب کے فوائد میں مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا تھا کہ آپ ﷺ غیر مسلموں سے ہدیہ وصول کر لیتے تھے، جبکہ اس باب کی احادیث ایسا نہ کرنے پر دلالت کرتے ہیں، اس ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لیے ائمہ اسلام اور محدثین نے درج ذیل تطبیقات پیش کی ہیں:

(۱) جس غیر مسلم کے بارے میں یہ امید ہو کہ وہ مسلمان ہو جائے گا، تو اس کا ہدیہ قبول کر کے اس کی دلجوئی اور تالیفِ قلبی کی جائے، لیکن جو غیر مسلم اپنے ہدیے کے ذریعے محض دوستی چاہتا ہو، اس کے تحفے کو رد کر دیا جائے۔

(۲) ممانعت کی احادیث منسوخ ہو چکی ہے اور جواز والی احادیث کا حکم باقی ہے۔

(۳) موقع و محل کو مدنظر رکھ کر ہدایا قبول کر کے یا قبول نہ کر کے متعلقہ آدمی کو قبولیتِ اسلام کی طرف رغبت دی گئی۔

(۴) جب دل میں مشرک کی محبت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو تحفے رد کر دیے جائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ تَقْسِيمِ الْهَدِيَّةِ فِي الْأُهْلِ وَالْأَصْحَابِ وَمَنْ حَضَرَ

ہدیہ کو اہل و عیال، دوستوں اور حاضرین میں تقسیم کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(٦٢٨٢)۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَقْبِيَةٌ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا مِسْوَرُ! اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهُ قَدْ ذُكِرَ لِي أَنَّهُ قَسَمَ أَقْبِيَةً، فَانْطَلَقْنَا فَقَالَ:

سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کچھ چوغے بطور ہدیہ پیش کیے گئے، ان کے بٹن سونے کے تھے، آپ ﷺ نے وہ چوغے اپنے صحابہ کے درمیان تقسیم کر دیے، سیدنا مخرمہ نے کہا: اے مسور! ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ چوغے تقسیم

(٦٢٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٩٩، ٥٨٠٠، ومسلم: ١٠٥٨ (انظر: ١٨٩٢٧)

ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ، قَالَ: فَدَخَلْتُ فَدَعَوْتُهُ إِلَيْهِ فَخَرَجَ إِلَيَّ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، قَالَ: ((خَبَأْتُ لَكَ هٰذَا يَامَخْرَمَةُ!)) قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((رَضِيَ؟)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ (مسند احمد: ١٩١٣٥)

کررہے ہیں، پس ہم چلے گئے، جب وہاں پہنچے تو اس نے کہا: اندر جاؤ اور آپ ﷺ کو بلاؤ، پس میں گیا اور آپ ﷺ کو بلا لایا، آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ایک چوغہ آپ ﷺ کے پاس تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے مخرمہ! یہ میں نے تیرے لیے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔'' چنانچہ انھوں نے اس کو دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''مخرمہ راضی ہو گیا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے ان کو وہ دے دیا۔

(٦٢٨٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَهْدَى الْأُكَيْدِرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَرَّةَ مِنْ مَنٍّ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ مَرَّ عَلَى الْقَوْمِ فَجَعَلَ يُعْطِيْ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ قِطْعَةً، فَأَعْطٰى جَابِرًا قِطْعَةً ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ إِلَيْهِ فَأَعْطَاهُ قِطْعَةً أُخْرٰى فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ أَعْطَيْتَنِيْ مَرَّةً، قَالَ: ((هٰذَا لِبَنَاتِ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٤٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (روم کے بادشاہ) اکیدر نے جمی ہوئی بوندی کا ایک گھڑا بھر کر رسول اللہ ﷺ کے لئے تحفہ بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کے پاس سے گزرے تو ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیتے گئے، ان میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بھی ایک ٹکڑا دیا تھا، لیکن جب آپ ﷺ دوبارہ لوٹے اور ان کو ایک اور ٹکڑا دیا تو انھوں نے کہا: آپ مجھے ایک دفعہ تو دے چکے ہیں، آپ ﷺ فرمایا: ''یہ عبداللہ کی بیٹیوں کے لیے ہے۔''

(٦٢٨٤)۔ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا: ((إِنِّيْ قَدْ أَهْدَيْتُ إِلَى النَّجَاشِيِّ حُلَّةً وَأَوَاقِيَّ مِنْ مِسْكٍ وَلَا أَرَى النَّجَاشِيَّ إِلَّا قَدْ مَاتَ وَلَا أُرٰى هَدِيَّتِيْ إِلَّا مَرْدُوْدَةً عَلَيَّ فَإِنْ رُدَّتْ عَلَيَّ فَهِيَ لَكِ۔)) قَالَتْ: وَكَانَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرُدَّتْ عَلَيْهِ

سیدہ ام کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان سے فرمایا: ''میں نے نجاشی کی جانب ایک جوڑا اور کچھ اوقیے کستوری بطور تحفہ بھیجی تھی، چونکہ نجاشی اب فوت ہو چکا ہے، اس لیے میرا خیال ہے کہ میرا یہ تحفہ واپس کر دیا جائے گا، بہر حال اگر وہ واپس آیا تو وہ تمہارے لئے ہوگا۔'' وہی کچھ ہوا، جیسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا، آپ ﷺ کا ہدیہ واپس کر دیا

(٦٢٨٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان۔ أخرجه مختصرا ابن ابى شيبة: ١٢/ ٤٦٨، والبزار: ١٩٣٦ (انظر: ١٢٢٢٤)

(٦٢٨٤) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف مسلم بن خالد، ووالدة موسى بن عقبة لم نقف لها على ترجمة، وقد اضطرب مسلم بن خالد فى تعيينها۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ١٨٨، والبيهقى: ٦/ ٢٦، وابن حبان: ٥١١٤ (انظر: ٢٧٢٧٦)

هَـدِيَّتُهُ فَـأَعْطَى كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ أُوقِيَّةَ مِسْكٍ وَأَعْـطَـى أُمَّ سَـلَـمَةَ بَـقِيَّةَ الْمِسْكِ وَالْحُلَّةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۱۹)

گیا، پس آپ ﷺ ہر بیوی کو کستوری کا ایک ایک اوقیہ دیا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بچ جانے والی کستوری اور جوڑا دیا۔

فوائد:...... عام طور پر آپ ﷺ کی روٹین یہی تھی کہ جو چیز آپ ﷺ کو موصول ہوتی، آپ ﷺ اس کو وقت کی مناسبت کے مطابق رشتہ داروں، حاضرین اور دوسرے صحابہ کرام اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

بَابُ جَوَازِ هِبَةِ الرَّجُلِ لِأَوْلَادِهِ وَكَرَاهَةِ تَفْضِيلِ بَعْضِهِمْ فِي الْهِبَةِ

آدمی کے اپنی اولاد کو ہبہ دینے کے جواز کا اور ہبہ میں بعض بچوں کو ترجیح دینے کی کراہت کا بیان

(٦٢٨٥)۔ حَـدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا سَيَّارٌ وَأَخْبَرَنَا مُـغِيْرَةُ أَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَالِمٍ وَمُجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْـرٍ قَـالَ: نَـحَـلَنِـيْ أَبِـيْ نُحْلًا، قَـالَ إِسْـمَـاعِيْـلُ بْنُ سَالِمٍ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ: نَحَلَهُ غُلَامًـا، قَـالَ: فَـقَـالَتْ لَهُ أُمِّيْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: اِئْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَشْهِدْهُ، قَالَ: فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنِّيْ نَحَلْتُ اِبْـنِـي النُّعْمَانَ نَحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِيْ أَنْ أُشْهِدَكَ عَـلٰـى ذٰلِكَ، فَـقَالَ: ((أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟)) قَـالَـتْ: قُـلْـتُ: نَعَمْ، قَـالَ: ((فَـكُـلَّهُـمْ أَعْـطَيْـتَ مِثْـلَ مَـا أَعْطَيْـتَ الـنُّـعْـمَانَ؟)) فقَالَ: لَا، فَقَالَ بَعْضُ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ: ((هٰذَا جَوْرٌ۔)) وَقَالَ بَعْضُهُمْ: ((هٰذَا تَلْجِئَةٌ، فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ۔)) وَقَـالَ مُغِيْرَةُ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَـكُـوْنُـوْا لَكَ فِـي الْبِرِّ وَاللُّطْفِ سَوَاءً؟)) قَـالَ: نَـعَـمْ، قَـالَ: ((فَـأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے ہبہ دیا، ایک راوی کے بیان کے مطابق وہ غلام تھا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے والد سے کہا: تم نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور اس پر آپ ﷺ کو گواہ بناؤ، پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی اور کہا: میں نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک عطیہ دیا ہے اور عمرہ نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ اس پر آپ ﷺ کو گواہ بنایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ بھی تمہاری اولاد ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سب کو وہ چیز دی ہے، جو نعمان کو دی ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ظلم ہے، جو تیری بیوی کے دباؤ کی وجہ سے کیا جا رہا ہے، جاؤ اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ۔'' مغیرہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات خوش کرتی ہے کہ تیری ساری اولاد نیکی اور مہربانی میں تیرے ساتھ برابر برابر پیش آئیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر جاؤ اور کسی اور کو گواہ بنا لو، بیشک ان کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان کے مابین انصاف اور برابری کرے، جیسا کہ ان

(٦٢٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٥٠، ومسلم: ١٦٢٣ (انظر: ١٨٣٧٨)

غَيْرِیْ۔)) وَذَكَرَ مُجَالِدٌ فِیْ حَدِيْثِهِ: ((إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبَرُّوْكَ۔))

(مسند احمد: ۱۸۵۶۸)

پر تیرا یہ حق ہے کہ وہ تجھ سے نیکی کریں۔"

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب والدین اپنی اولاد کو عطیہ دیں گے تو بیٹی اور بیٹے کو برابر برابر دیں گے، یہاں میراث کا قانون نہیں چلے گا کہ بیٹے کو دوگنا اور بیٹی کو ایک گنا دیا جائے، کیونکہ "وَلَد" کا اطلاق بیٹے اور بیٹی دونوں پر ہوتا ہے۔

(۶۲۸۶)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَيْضًا قَالَ: سَأَلَتْ أُمِّیْ أَبِیْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِیْ فَوَهَبَهَا لِیْ فَقَالَتْ: لَا أَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَأَخَذَنِیْ أَبِیْ بِيَدِیْ وَأَنَا غُلَامٌ وَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمَّ هٰذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ زَ وَلَتْنِیْ عَلٰی بَعْضِ الْمَوْهِبَةِ لَهُ وَإِنِّیْ قَدْ وَهَبْتُهَا لَهُ وَقَدْ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ، قَالَ: ((يَا بَشِيْرُ! أَلَكَ ابْنٌ غَيْرُ هٰذَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَوَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ الَّذِیْ وَهَبْتَ لِهٰذَا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَلَا تُشْهِدْنِیْ إِذًا، فَإِنِّیْ لَا أَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ۔)) وَفِیْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ قَدْ نَحَلْتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَارْدُدْهُ۔))(وَفِیْ لَفْظٍ: قَالَ: ((فَارْجِعْهَا۔)) وَفِیْ لَفْظٍ آخَرَ: قَالَ: ((فَسَوِّ بَيْنَهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۸۵۵۳)

(دوسری سند) سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری ماں نے میرے باپ سے میرے لئے کچھ ہبہ کرنے کا مطالبہ کیا اور انہوں نے مجھے ایک چیز ہبہ کر دی، ماں نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بناؤ، پس میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا، جبکہ میں ایک لڑکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی ماں بنت رواحہ نے مجھے اس کو ہبہ دینے پر آمادہ کیا اور میں نے اسے ہبہ کر دیا، اب اس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ میں آپ کو اس پر گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے بشیر! اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟" میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو بھی تو نے اس قسم کی چیز ہبہ کی ہے؟" میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ، کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔" ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نے سب بچوں کو یہ عطیہ دیا ہے؟" اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر اس سے بھی واپس کر لے۔" ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بچوں کے درمیان برابری کر۔"

(۶۲۸۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢٨٧)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ، اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ، اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ (وَفِيْ لَفْظٍ) قَارِبُوْا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ۔)) يَعْنِيْ سَوُّوْا بَيْنَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٨٦٤٣)

سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو۔'' ایک روایت میں ہے: ''اپنے بیٹوں کے درمیان برابری کرو۔''

(٦٢٨٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيْرٍ: اِنْحَلْ اِبْنِيْ غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِيْ أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِيْ وَقَالَتْ: وَأَشْهِدْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَهُ إِخْوَةٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَإِنِّيْ لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلٰى حَقٍّ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٤٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا بشیر کی بیوی نے کہا: میرے بیٹے کو غلام کا عطیہ دو اور رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بناؤ۔ پس سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: میری بیوہ عمرہ بنت رواحہ کا مطالبہ ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنے غلام کا عطیہ دوں، نیز وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے اور بھائی بھی ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سب کو اسی طرح کا عطیہ دیا ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہ تو جائز نہیں ہے اور میں صرف حق پر گواہ بنتا ہوں۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ والدین اپنی اولاد کو عطیہ تو دے سکتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ سب کو دیں اور برابری اور مساوات کا بھی خیال رکھیں، اگر ایسے نہ کیا تو یہ ظلم ہوگا۔

بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَرْجِعَ الرَّجُلُ فِيْ هِبَتِهِ إِلَّا الْوَالِدُ
والد کے علاوہ سب کے لیے ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے کی ممانعت کا بیان

(٦٢٨٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ۔)) (مسند احمد: ١٨٧٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لئے بری مثال نہیں ہے، اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

(٦٢٨٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٣ (انظر: ١٨٤٥٢)

(٦٢٨٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٤ (انظر: ١٤٤٩٢)

(٦٢٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٢٢، ٦٩٧٥، ومسلم: ١٦٢٢ (انظر: ١٨٧٢)

(٦٢٩٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَاهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدُ فِيْمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فِيْ قَيْئِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٨١٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ عطیہ دے کر اس کو واپس لے لے، ما سوائے والد کے کہ جو وہ اپنے بچے کو بطورِ عطیہ دیتا ہے، اس آدمی کی مثال جو عطیہ دیتا ہے اور پھر اس کو واپس کر لیتا ہے، کتے کی طرح ہے کہ جو کوئی چیز کھاتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے اور پھر قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والد اپنے بچے کو بطورِ عطیہ دی ہوئی چیز اس سے واپس لے سکتا ہے۔

(٦٢٩١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّمَا مَثَلُ الَّذِيْ يَتَصَدَّقُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالَّذِيْ يَقِيْءُ ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو صدقہ کرتا ہے اور پھر اپنے صدقے کو واپس لے لیتا ہے اس شخص کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور پھر اسے چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

(٦٢٩٢)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ۔)) قَالَ قَتَادَةُ: وَلَا أَعْلَمُ الْقَيْءَ اِلَّا حَرَامًا۔ (مسند احمد: ٢٦٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ کی ہوئی چیز کو لوٹانے والا اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنی قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔'' امام قتادہ نے کہا: میرا تو یہی خیال ہے کہ قے حرام ہے۔

فوائد:...... کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو قے کی حرمت یا نجاست پر دلالت کرتی ہو، دراصل سلیم الفطرت انسان کی طبیعت کو دیکھ کر بات کہی جا رہی ہے۔

یہ بات تو ٹھیک ہے کہ قے کی حرمت و نجاست کی کوئی دلیل نہیں، لیکن تحفہ دے کر واپس لینا حرام ہے جیسا کہ حدیث ۶۲۹۰ سے واضح ہے۔

(٦٢٩٠) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٣٩، و ابن ماجه: ٢٣٧٧، والترمذي: ١٢٩٩، ٢١٣٢، والنسائي: ٦/ ٢٦٥ (انظر: ٤٨١٠)

(٦٢٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٢ (انظر: ٢٦٢٢)

(٦٢٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٢١، ومسلم: ١٦٢٢ (انظر: ٢٦٤٦)

(٦٢٩٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَرْجِعُ فِيْ هِبَتِهِ إِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ وَالْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ۔)) (مسند احمد: ٦٧٠٥)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا، البتہ والد اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔ ہبہ کو واپس لینے والے کی مثال اس شخص کی مانند ہے، جو قے کرنے کے بعد اس کو چاٹ لیتا ہے۔''

(٦٢٩٤)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ۔)) (مسند احمد: ٣٨٤)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا صدقہ واپس لے لیتا ہے، اس کی مثال اس کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔''

(٦٢٩٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ: اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ وَلَمْ نَعْلَمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ فِيْ ذٰلِكَ مَثَلًا حَتّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٤٧)

امام طاؤس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم بچے ہوتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے اور پھر اس کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے، اور ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی مثال بیان کی ہے، یہاں تک کہ ایک دن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور پھر اس کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

(٦٢٩٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَعُوْدُ فِيْ عَطِيَّتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتّٰى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِيْ قَيْئِهِ فَأَكَلَهُ۔)) (مسند احمد: ٧٥١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنا عطیہ لوٹا لیتا ہے، اس کتے کی مانند ہے، جو کھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے اور پھر اپنی قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... مذکورہ بالا تمام احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ عطیے میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لی جا سکتی، کیونکہ اس کی مثال بری ہے اور حدیث نمبر (٦٢٨٩) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ

(٦٢٩٣) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٣٩، والنسائي: ٦/ ٢٤٦، والترمذي: ٢١٣١، وابن ماجه: ٢٣٧٧ (انظر: ٦٧٠٥)

(٦٢٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٣٦، ٢٩٧٠، ومسلم: ١٦٢٠ (انظر: ٣٨٤)

(٦٢٩٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٨٩، ومسلم: ١٦٢٢ (انظر: ٢٦٤٧)

(٦٢٩٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٨٤ (انظر: ٧٥٢٤)

السَّوْءِ۔))......''ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے۔''

البتہ اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل حدیث قابل توجہ ہے۔

(٦٢٩٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيْءُ فَيَاْكُلُ مِنْهُ وَاِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوْقِفْ بِمَا اسْتَرَدَّ ثُمَّ لِيَرُدَّ عَلَيْهِ مَا وَهَبَ۔)) (مسند احمد: ٦٦٢٩)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے لیتا ہے، اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور پھر اس کو چاٹتا ہے، ہبہ کرنے والا جب واپسی کا مطالبہ کرے تو اس کو کھڑا کر کے اس سے واپسی کی وجہ پوچھی جائے اور پھر اس کو وہ چیز واپس کر دی جائے، جو اس نے ہبہ کی تھی۔''

فوائد:...... حدیث کے پہلے حصے میں رسول اللہ ﷺ نے کتے کی مثال بیان کر کے ہبہ کرنے والے کو اس کمینے پن سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ حدیثِ مبارکہ کے دوسرے حصے کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں:

(۱) جب کوئی آدمی ہبہ کی ہوئی چیز کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے تو اس سے ایسا کرنے کا سبب دریافت کیا جائے، ہوسکتا ہے کہ اس کا مقصود یہ ہو کہ ہبہ وصول کرنے والا اسے بھی متبادل دے گا، تو پھر ممکن ہوگا کہ وہ اسے متبادل دے دے اور وہ اپنا ہبہ واپس نہ لے اور متبادل نہ ہونے کی صورت میں اس کو اس کی ہبہ کی ہوئی چیز واپس کر دی جائے۔

(۲) جو آدمی ہبہ دے اور پھر واپس لینے کا مطالبہ کرے، اسے کھڑا کر لیا جائے اور اس کیلئے ہبہ کے مسئلہ کی وضاحت کی جائے، تاکہ اسے بھی علم ہو جائے، مثلا اس سے کہا جائے کہ ہبہ دینے والے کو جب تک متبادل نہ دیا جائے تو وہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کا مستحق تو ہے، لیکن ہوگا وہ اس کتے کی طرح، جو قے کر کے چاٹنے لگ جاتا ہے، اب اگر تو چاہتا ہے تو پھر اس کتے کی مانند ہو جا، جو اپنی قے چاٹ لیتا ہے اور اگر توں چاہتا ہے کہ کتے کی تشبیہ سے بچ سکے تو یہ مطالبہ نہ کر، اگر اتنی وضاحت کے بعد بھی وہ واپسی کا مطالبہ کرے تو اس کی چیز اس کو دے دی جائے۔ (دیکھئے: عون المعبود: ۳۵۴۰)

اَبْوَابُ الْعُمْرٰی وَالرُّقْبٰی

عمری اور رقبی کا بیان

عـمـریٰ:......ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ایک چیز کسی کی ملکیت میں اس کی زندگی بھر کے لیے یا اصلی مالک کی زندگی بھر کے لیے دی جاتی ہے۔

رقبیٰ: ......ایک شخص کا دوسرے کو کوئی چیز اس شرط پر دینا کہ دونوں میں سے جو پہلے مر جائے وہ چیز زندہ رہنے والے کی ہو جائے گی۔

(٦٢٩٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٤٠، والترمذي: ٢١٣١، وابن ماجه: ٢٣٧٧، والنسائي: ٦/ ٢٦٥ (انظر: ٦٦٢٩)

ہمارے ہاں عمری اور رقبی کا رواج نہیں ہے، بہرحال جو آدمی ایسے انداز میں کوئی چیز دے گا تو اس سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لیے اسی کی ہو جائے گی، جسے بطورِ عمری یا بطورِ رقبی دی جاتی ہے، جیسا کہ ان کے احکام سے واضح ہوگا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي جَوَازِهِمَا
عمری اور رقبی کے جائز ہونے کا بیان

(٦٢٩٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰی فَهِیَ لِمَنْ أَعْمَرَهَا جَائِزَةٌ، وَمَنْ اَرْقَبَ رُقْبٰی فَهِیَ لِمَنْ أَرْقَبَهَا جَائِزَةٌ، وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً ثُمَّ عَادَ فِيْهَا فَهُوَ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ)) (مسند احمد: ٢٢٥١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عمری دیا، پس وہ اسی کے لیے نافذ ہو جائے گا، جس کو دیا جائے گا، اسی طرح جس نے رقبی دیا، وہ بھی اسی کے لیے نافذ ہو جائے گا، جس کو دیا جائے گا، اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی اور پھر اس کو واپس لے لے، وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔“

(٦٢٩٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرٰی مِيْرَاثٌ لِأَهْلِهَا أَوْجَائِزَةٌ۔)) (مسند احمد: ٩٥٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کو عمریٰ دیا گیا، وہ اسی کے اہل کی میراث بن جائے گا یا اسی کے لیے نافذ ہو جائے گا۔“

فوائد:...... یعنی جس کو کوئی چیز بطورِ عمری دی جائے گی، وہ اسی کی ہو جائے گی اور اس کے بعد اس کے وارثوں میں تقسیم کر دی جائے گی، دینے والے کا حق ختم ہو جائے گا۔

(٦٣٠٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرٰی جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرُّقْبٰی جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا)) (مسند احمد: ١٤٣٠٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمریٰ اور رقبیٰ ان کے لیے نافذ ہو جانے والا ہے، جن کو دیا جاتا ہے۔“

(٦٣٠١)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی

(٦٢٩٨) تخريج: صحيح لغيره- أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٠ (انظر: ٢٢٥١)

(٦٢٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٢٦، ومسلم: ١٦٢٦ (انظر: ٩٥٤٦)

(٦٣٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥ (انظر: ١٤٢٥٤)

(٦٣٠١) تخريج: اسناده حسن- أخرجه ابن ماجه: ٢٣٩٥ (انظر: ٦٧٣١)

عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيْقَةً حَيَاتَهَا وَأُمُّهَا مَاتَتْ فَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثًا غَيْرِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ حَدِيْقَتُكَ۔)) (مسند احمد: ٦٧٣١)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی ماں کو ان کی زندگی بھر کے لئے باغ دے دیا تھا، اب وہ فوت ہوگئی ہیں اور اس نے میرے سوا کوئی وارث بھی نہیں چھوڑا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا صدقہ بھی ثابت ہو گیا ہے اور تیرا باغ بھی تجھے وراثت میں واپس مل گیا ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز کسی کو بطورِ رقبی یا عمری دی جاتی ہے، وہ مستقل طور پر اسی کی ہو جاتی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْهُمَا
عمریٰ اور رقبیٰ کی ممانعت کا بیان

(٦٣٠٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرُّقْبٰى وَقَالَ: ((مَنْ أُرْقِبَ فَهُوَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٤٨٠١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رقبی سے منع کیا اور فرمایا: ''جو چیز جس کو بطور رقبیٰ دی جائے گی، وہ اسی کی ہو جائے گی۔''

فوائد:...... یہ نہی حرمت کے لیے نہیں، بلکہ ارشاد اور رہنمائی کے لیے ہے، یعنی آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ کوئی مصلحت نہیں ہے کہ تم اپنے گھر اور مال بطورِ رقبی دے دو، ہاں اگر اسی طرح ہی دینے ہیں تو جان لو کہ بطورِ رقبی دی ہوئی چیز واپس نہیں آئے گی اور مستقل طور پر تمہاری ملکیت سے نکل جائے گی۔

(٦٣٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا عُمْرٰى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٨٦٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عمریٰ نہیں ہے اور جس کو کوئی چیز بطورِ عمریٰ دی گئی، وہ اسی کی ہو جائے گی۔''

فوائد:...... عمری سے نہی کی بھی وہی تفصیل ہے جو سابق حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکی ہے۔

(٦٣٠٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عُمْرٰى وَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عمریٰ اور رقبیٰ نہیں ہے، اور جس کو کوئی چیز بطورِ عمریٰ یا رقبیٰ دی گئی تو وہ اس کی موت و حیات میں اسی کی ہو جائے گی۔'' ابن بکر نے اپنی حدیث میں کہا: عطاء نے کہا کہ

(٦٣٠٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٤ (انظر: ٤٨٠١)

(٦٣٠٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٧، وابن ماجه: ٢٣٧٩ (انظر: ٨٦٨٦)

(٦٣٠٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٦/ ٢٧٣ (انظر: ٥٤٢٢)

رُقْبٰی فَمَنْ أُعْمِرَ شَیْئًا أَوْ أُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَیَاتَهُ وَمَمَاتَهُ۔)) قَالَ ابْنُ بَکْرٍ فِیْ حَدِیْثِهِ: قَالَ عَطَاءٌ: وَالرُّقْبٰی هِیَ أَیْضًا لِلْآخِرِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مِنِّیْ وَمِنْكَ۔ (مسند احمد: ٥٤٢٢)

رقبیٰ بھی اسی کا ہو جائے گا، عبد الرزاق نے کہا: میری طرف سے اور تیری طرف سے (یعنی اگر میں تجھ سے پہلے مرجاؤں تو یہ چیز تیری ہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرجائے تو یہ میری ہے)۔

(٦٣٠٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((أَمْسِکُوْا عَلَیْکُمْ أَمْوَالَکُمْ وَلَا تُعْطُوْهَا أَحَدًا، فَمَنْ أُعْمِرَ شَیْئًا فَهُوَ لَهُ۔)) زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ: ((فَلَا تُفْسِدُوْهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرٰی فَهِیَ لِلَّذِیْ أَعْمَرَهَا حَیًّا وَ مَیِّتًا وَلِعَقِبِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٤٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مال روک کر رکھو اور کسی کو نہ دو، جس کو کوئی چیز بطور عمریٰ دی گئی، وہ اسی کی ہو جائے گی۔'' ایک روایت میں ہے: ''اپنے مالوں کو خراب نہ کرو، جس نے کسی کو کوئی چیز بطورِ عمریٰ دی تو وہ اسی کی اور اس کی نسل کی ہو جائے گی، وہ زندہ رہے یا مر جائے۔''

(٦٣٠٦)۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْمَرَ عُمْرٰی فَهِیَ لِمُعْمَرِهِ مَحْیَاهُ وَمَمَاتَهُ، لَا تُرْقِبُوْا فَمَنْ أَرْقَبَ شَیْئًا فَهُوَ سَبِیْلُ الْمِیْرَاثِ۔)) (مسند احمد: ٢١٩٩٠)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو کوئی چیز بطورِ عمریٰ دی تو وہ موت و حیات میں اسی کی ہو جائے گی، جس کو دی گئی، تم کوئی چیز بطور رقبیٰ نہ دو، جس نے کوئی چیز بطور رقبیٰ دے دی تو میراث کی روٹین میں آ جائے گی۔''

فوائد:...... ان روایات سے آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس امید میں عمری اور رقبی کے طور پر چیزیں دو کہ وہ بالآخر واپس آ جائیں گی، جبکہ وہ مستقل طور پر اسی کی ہو جائیں گی، جس کو دی جائیں گی، اس لیے جو آدمی رقبی یا عمری کے طور پر کوئی چیز دینا چاہے تو اس کو علم ہونا چاہیے کہ یہ چیز واپس نہیں آئے گی، سو وہ محتاط ہو جائے گا اور اگر کوئی آدمی عمری اور رقبی کے احکام کا علم ہونے کے بعد کوئی چیز اس طرح دینا چاہے تو وہ بیشک دے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَفْسِیْرِ الْعُمْرٰی وَلِمَنْ یَکُوْنَ الْقَضَاءُ بِهَا
عمریٰ کی تفسیر کا اور اس چیز کا بیان کہ کس کے حق میں اس کا فیصلہ ہوگا

(٦٣٠٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: إِنَّمَا الْعُمْرٰی الَّتِیْ أَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: وہ عمریٰ جس کو رسول اللہ ﷺ نے نافذ قرار دیا تھا، اس کی

(٦٣٠٥) تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥ (انظر: ١٥١٧٦)
(٦٣٠٦) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٥٩، والنسائی: ٦/ ٢٧٢ (انظر: ٢١٦٥١)
(٦٣٠٧) تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥ (انظر: ١٤١٣١)

يَـقُـوْلَ: هِـيَ لَكَ وَلِـعَقِبِكَ، فَأَمَّا إِذَا قَالَ: فَهِـيَ لَكَ، فَـإِنَّـمَـا تَـرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا۔ (مسند احمد: ١٤١٧٧)

صورت یہ ہے کہ دینے والا آدمی کہے: یہ چیز تیرے لیے اور تیرے ورثاء کے لئے ہے۔ جب وہ صرف اتنا کہے کہ یہ چیز تیرے لئے ہے، تو وہ چیز اصل مالک کی طرف لوٹ آئے گی۔

فوائد:...... کیا ورثاء کی قید لگانا عمری یا رقبی کے لیے ضروری ہے؟ جواب کے لیے اس باب کی آخری حدیث کے فوائد دیکھیں۔

(٦٣٠٨)۔ عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَجُلًا مِـنَ الْأَنْـصَارِ أَعْطٰى أُمَّهٗ حَدِيْقَةً مِنْ نَـخْلٍ حَيَاتَهَا، فَمَاتَتْ فَجَاءَ إِخْوَتُهٗ فَقَالُوْا: نَـحْـنُ فِيْـهِ شَـرْعٌ سَوَاءٌ، فَأَبٰى فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ مِيْرَاثًا۔ (مسند احمد: ١٤٢٤٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک انصاری نے اپنی ماں کو اس کی زندگی بھر کے لیے کھجوروں کا ایک باغ دیا، جب اس کی ماں کی وفات ہوئی تو اس انصاری کے دوسرے بھائی آ کر کہنے لگے کہ ہم سب اس باغ میں برابر کے شریک ہیں، لیکن اس نے انکار کر دیا، پس وہ جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، آپ ﷺ نے اس باغ کو ان کے مابین بطور میراث تقسیم کر دیا۔

فوائد:...... اس حدیث کے مطابق صرف متعلقہ آدمی کی عمر کی قید لگانے سے عمری نافذ ہو جائے گا۔

(٦٣٠٩)۔ عَـنْ سُـلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ أَمِيْرًا كَـانَ بِـالْـمَـدِيْـنَةِ يُقَالُ لَهٗ: طَارِقٌ، قَضٰى بِالْعُمْرٰى لِلْوَارِثِ عَلٰى قَوْلِ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥١٤٣)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے طارق نامی ایک امیر نے عمریٰ میں دی گئی چیز کا فیصلہ وارث کے حق میں کیا تھا، اس کا یہ فیصلہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے بیان کردہ حدیث کی روشنی میں تھا۔

فوائد:...... یہ طارق بن عمرو مکی اموی تھا، جو عبد الملک بن مروان کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا۔

(٦٣١٠)۔ عَـنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْعُمْرٰى (وَ فِيْ لَفْظٍ: قَضٰى بِالْعُمْرٰى) لِلْوَارِثِ۔ (مسند احمد: ٢١٩١٩)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمریٰ میں دی گئی چیز کا فیصلہ وارث کے حق میں کیا۔

(٦٣١١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

(٦٣٠٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٥٧ (انظر: ١٤١٩٧)

(٦٣٠٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥ (انظر: ١٥٠٧٧)

(٦٣١٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٨١، والنسائي: ٦/ ٢٧١ (انظر: ٢١٥٨٦)

(٦٣١١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥ (انظر: ١٥٢٩٠)

بكْرٍ قَالَا: أَنْبَأَنَا جُرَيْجٌ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَقَالَ: قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ فَإِنَّمَا هِيَ، قَالَ ابْنُ بَكْرٍ: لِمَنْ أُعْطَاهَا، وَقَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: لِمَنْ أُعْطِيَهَا، وَأَنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطَاهَا عَطَاءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ۔ (مسند احمد: ١٥٣٦٤)

اللہ ﷺ نے عمریٰ کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جو شخص کوئی چیز بطورِ عمریٰ کسی دوسرے شخص کو اور اس کی نسل کو دیتے ہوئے کہے: میں نے یہ چیز تجھے اور تیری نسل کو دے دی ہے، جب تک تم میں سے کوئی باقی ہو، تو یہ چیز اسی کی ہو جائے گی، جس کو دی جائے گی اور یہ پہلے مالک کی طرف اس لیے نہیں لوٹے گی کہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے کہ جس میں میراث کے قوانین لاگو ہو چکے ہیں۔''

فوائد:...... عمریٰ اور رقبی کے نفاذ کے لیے نسل کی قید لگانا ضروری نہیں ہے، یہ ایک زائد چیز ہے، جس سے مزید تاکید پیدا ہو جاتی ہے اور یہاں اتفاقی طور پر ذکر کی گئی ہے، وگرنہ صرف عمر کی قید لگانے سے عمریٰ اور رقبی کے احکام نافذ ہو جائیں گے۔

كِتَابُ الْوَقْفِ
وقف کی کتاب

وقف:......لغوی تعریف: اس کے لغوی معانی ٹھہرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:......قربِ الٰہی کی غرض سے کسی مال کو بعینہ تصرف سے روک دینا اور مباح مصارف میں اس سے نفع پہنچانا وقف کہلاتا ہے۔

بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ الْوَقْفِ وَفَضْلِهِ وَوَقْفِ الْمُشَاعِ وَالْمَنْقُوْلِ
وقف کے جواز، اس کی فضیلت اور غیر منقسم اور منقول چیز کے وقف کا بیان

(٦٣١٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ، إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٨٨٣١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھائے جائے اور تیسرا وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

فوائد:...... وقف، صدقہ جاریہ کی ایک صورت ہے۔

(٦٣١٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَصَابَ أَرْضًا مِنْ يَهُوْدِ بَنِيْ حَارِثَةَ يُقَالُ لَهَا: ثَمْغٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْتُ مَالًا نَفِيْسًا أُرِيْدُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، قَالَ: فَجَعَلَهَا صَدَقَةً لَا تُبَاعُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بنی حارثہ کے یہودیوں سے ثمغ نامی جو زمین حاصل کی تھی، اس کے بارے میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بڑا نفیس اور عمدہ مال ملا ہے، میں اس کو صدقہ کرنا چاہتا ہوں، پھر آپ ﷺ کے حکم

(٦٣١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٣١ (انظر: ٨٨٤٤)

(٦٣١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٣٧، ٢٧٧٢، ٢٧٧٣، ومسلم: ١٦٣٢ (انظر: ٦٠٧٨)

وَلَا تُوهَبُ وَلَا تُوْرَثُ ، يَلِيهَا ذَوُو الرَّأْيِ مِنْ آلِ عُمَرَ ، فَمَا عَفَا مِنْ ثَمَرَتِهَا جَعَلَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَابْنِ السَّبِيلِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْفُقَرَاءِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالضَّيْفِ ، وَلَيْسَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا جُنَاحٌ أَنْ يَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُؤْكِلَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مِنْهُ ، قَالَ حَمَّادٌ: فَزَعَمَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُهْدِي إِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ مِنْهُ ، قَالَ: فَتَصَدَّقَتْ حَفْصَةُ بِأَرْضٍ لَهَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَصَدَّقَ ابْنُ عُمَرَ بِأَرْضٍ لَهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَوَلِيَتْهَا حَفْصَةُ۔ (مسند احمد: ٦٠٧٨)

کے مطابق انھوں نے اس کو اس طرح صدقہ کیا کہ نہ اس کو بیچا جائے گا، نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ یہ کسی کے ورثے میں آئے گی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے سمجھ دار لوگ اس کی سرپرستی کریں گے، جو مال اس کے خرچ سے زائد ہوگا، اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ، مسافروں، غلاموں کو آزاد کرنے، فقراء، رشتہ داروں اور مہمانوں پر خرچ کیا جائے گا۔ اس کا نگران اچھے طریقے سے اس سے خود بھی کھا لے اور مہمان کو بھی کھلا لے، لیکن اس سے مال بنانے کی کوشش نہ کرے۔ حماد کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کو اسی زمین سے تحفہ بھیجا کرتے تھے۔ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی اپنی زمین صدقہ کر دی تھیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زمین کی نگران خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

فوائد:...... یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جذبۂ انفاق تھا، عمدہ اور نفیس قسم کی زمینیں وقف کر دینا کسی سرمایہ دار کے بس کی بات نہیں ہے، ایسے عظیم عمل کے لیے اللہ تعالی پر مضبوط ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کی ضرورت ہے، بہر حال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے احکام مرتب کر کے یہ زمین وقف کر دی۔

معین افراد پر صدقہ کرنے کے بجائے عام لوگوں کے لیے وقف کر دینے کے فوائد زیادہ ہیں، پھر بھی ایسا اقدام کرنے والے کو حکمران یا سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کر لینا چاہیے کہ علاقے میں عام وقف کی زیادہ ضرورت ہے یا چند افراد کو خاص کر دینے کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں امور کا خیال رکھتے تھے۔

(٦٣١٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَوَّلُ صَدَقَةٍ كَانَتْ فِي الْإِسْلَامِ صَدَقَةُ عُمَرَ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((احْبِسْ أُصُوْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا۔)) (مسند احمد: ٦٤٦٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کیا ہوا تھا، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان کھجوروں کی اصل کو روک لو اور ان کے پھلوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کر دو۔''

فوائد:...... اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود وقف ہی تھا۔

(٦٣١٤) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٦٤٦٠)

(٦٣١٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيعَ لِلْخَيْلِ، قَالَ حَمَّادٌ: فَقُلْتُ لَهُ: بِخَيْلِهِ؟ قَالَ: لَا، لِخَيْلِ الْمُسْلِمِينَ۔ (مسند احمد: ٦٤٣٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نقیع کی چراگاہ کو گھوڑوں کے لئے خاص کر دیا تھا۔ حماد کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی، انھوں نے کہا: جی نہیں، مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے رفاہ عامہ کے لئے چراگاہ وقف کی تھی، جس سے بلا امتیاز لوگ مستفید ہوتے تھے، مسلمانوں کے خلیفہ کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے، بعض دیہاتی علاقوں میں دیکھا گیا ہے کہ مویشیوں کے چرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی اور سارے چارے کا انتظام گھر میں ہی کرنا ہوتا ہے، اس سے مالکوں کا خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے اور محنت بھی بہت کرنا پڑتی ہے، ایسے علاقوں کے سرمایہ دار لوگوں کو چاہیے کہ ایک دو ایکڑ زمین خرید کر اس میں مختلف درخت لگا دیں، گھاس وغیرہ تو خود بخود اگ آتی ہے، اس سے لوگ آگ جلانے کے لیے لکڑیاں بھی کاٹ سکیں گے اور اپنے مویشی بھی چرائیں گے، یہ بہت بڑا صدقہ ہوگا، البتہ متعلقہ لوگوں کا پر خلوص ہونا ضروری ہے اور کہیں ایسا بھی نہ ہو کہ بعد میں آنے والے ان کی نسل کے لوگ احسان جتلانا شروع کر دیں۔

(٦٣١٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، أَرْجُوْ بِهَا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے انصاریوں میں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مال والے تھے اور انہیں بیرحاء والا مال سب سے زیادہ پسند تھا، یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا، نبی کریم ﷺ اس میں جاتے اور اس کا شیریں پانی پیتے رہتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ نہیں کرو گے۔'' سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿لَنْ تَنَالُو الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ اور بیرحاء کا مال مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، لہٰذا میں اسے رضائے الٰہی کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور مجھے اس کی نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرۂ آخرت بننے کی امید ہے۔ اے اللہ کے رسول!

(٦٣١٥) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن حبان: ٤٦٨٣ (انظر: ٦٤٣٨)

(٦٣١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٦١، ٢٣١٨، ٢٧٥٢، ومسلم: ٩٩٨ (انظر: ١٢٤٣٨)

النَّبِیُّ ﷺ: ((بَخٍ ، بَخٍ ذَاكَ مَالٌ رَابِحٌ ، ذَاكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ ، وَأَنَا أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ۔)) فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِیْ أَقَارِبِهِ وَبَنِیْ عَمِّهِ۔ (مسند احمد: ١٢٤٦٥)

جہاں آپ اللہ تعالی کی توفیق سے مناسب سمجھتے ہیں، اس کو خرچ کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''واہ، واہ، یہ تو بہت نفع بخش مال ہے، میں نے اس کے بارے میں سن لیا تھا، اب میرا خیال یہ ہے کہ تو اس کو قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دے۔'' یہ سن کر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی اے اللہ کے رسول! میں ایسے ہی کروں گا، پھر اس باغ کو اپنے رشتہ داروں اور چچوں کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

فوائد:...... اب معاشرے کی صورتحال یہ ہے کہ لوگ اپنی مالی صلاحیت کے مطابق خرچ نہیں کرتے، ہر آدمی نے پانچ دس سو پچاس کو ہی کافی سمجھ لیا ہے، بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ محتاجوں کا بڑے سرمایہ دار تک پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے، یہ مشاہدہ شدہ بات ہے کہ جب کسی مسجد یا اجتماع میں کسی محتاج کا اعلان کیا جاتا ہے تو اس پر صدقہ کرنے والے درمیانی آمدنی والے لوگ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس پر کیا ہوا صدقہ دس بیس بیس کے نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے، بڑے سرمایہ دار یوں نکلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، جیسے اس محتاج پر صدقہ کرنا ان کے شایانِ شان نہیں ہے، مگر وہ جس پر میرا ربّ رحم کر دے، اگر دورِ نبوت میں ایسی حاجت محسوس کی جاتی تو صدقہ کرنے والے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما جیسے بڑے لوگ ہوتے یا سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جیسے سرمایہ دار۔ اب ایسی باتیں سننے کو نہیں ملتیں کہ فلاں نے کسی غریب کو گھر بنوا کر دیا ہے، فلاں نے کسی کو کاروبار دیا ہے، فلاں نے غریب کی اولاد کی تعلیم کا خرچ اٹھا لیا ہے، فلاں نے کسی کو دو چار ایکڑ زمین دی ہے، جبکہ اس سے بڑی نیکیاں کر سکنے والے کروڑ پتی اور ارب پتی موجود ہیں، یا یوں کہیں کہ اب معاشرے کے کئی افراد کے پاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہ نسبت بہت زیادہ سرمایہ موجود ہے، لیکن نیکی کے معاملے میں صحابہ کے ہزارویں حصے تک بھی نہیں پہنچا جا رہا، یہ مقدار کی بات ہو رہی ہے، معیار میں ہمارا خیر القرون کے لوگوں سے موازنہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔

بَابُ مَنْ وَقَفَ مَسْجِدًا أَوْ بِئْرًا لَایَکُوْنُ لَهُ فِیْهَا اِلَّا مَا لِکُلِّ مُسْلِمٍ وَاَجْرُهُ عَلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

مسجد یا کنویں کو وقف کرنے اور اللہ تعالی پر اس کے اجر کا ثابت ہونے کا بیان، نیز وقف کرنے والے کا ان اشیاء میں وہی حصہ ہوگا، جو عام مسلمان کا ہوگا

(٦٣١٧)۔ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَیْرِیِّ قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ یَوْمَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَطَلَعَ

ثمامہ بن حزن قشیری کہتے ہیں: جس دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا، میں اس دن موجود تھا، وہ محاصرہ

(٦٣١٧) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الترمذی: ٣٧٠٣، والنسائی: ٦/ ٢٣٥ (انظر: ٥٥٥)

عَلَيْهِمْ اِطْلَاعَةً فَقَالَ: ادْعُوْا لِيْ صَاحِبَيْكُمُ الَّذَيْنِ اَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ فَدُعِيَا لَهُ، فَقَالَ: نَشَدْتُكُمَا اللّٰهَ أَتَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِأَهْلِهِ فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ مِنْ خَالِصِ مَالِهِ فَيَكُوْنُ فِيْهَا كَالْمُسْلِمِيْنَ وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ۔)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِيْ فَجَعَلْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنِ وَأَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِيْ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا بِئْرٌ يُسْتَعْذَبُ مِنْهُ اِلَّا رُوْمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَشْتَرِيْهَا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ فَيَكُوْنُ دَلْوُهُ فِيْهَا كَدُلِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ خَالِصِ مَالِيْ فَأَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِيْ اَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ صَاحِبُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۵۵۵)

کرنے والوں پر جھانکے اور کہا: میرے پاس ان دو آدمیوں کو بلا کر لاؤ، جنھوں نے تمہیں میرے خلاف ابھارا ہے، (ان کی مراد محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ تھی،) چنانچہ انہیں بلایا گیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مسجد میں نمازیوں کی گنجائش نہ رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو اپنے خالص مال میں سے یہ زمین خریدے گا اور پھر وہ عام مسلمانوں کی طرح رہے گا، تو اس کے لیے اس کے عوض لیکن اس سے بہتر گھر جنت میں ہوگا۔'' پس میں نے وہ جگہ اپنے خالص مال سے خریدی اور اس کو مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، لیکن آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس میں بئر رومہ کے سوا میٹھے پانی والا کوئی کنواں نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے خالص مال سے یہ کنواں خریدے گا اور پھر اس میں دوسرں مسلمانوں کے ڈولوں کی طرح ڈول ڈالے گا، تو اس کے لیے اس سے بہتر چیز جنت میں ہوگی۔'' پھر کہا: کیا تم جانتے ہو تنگی والے لشکر یعنی غزوۂ تبوک کو تیار کرنے والا میں ہی تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد:...... یہ کتنی خوبصورت بات ہے کہ مسجد نبوی کی توسیع اور بئر رومہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا وہی حق تھا، جو دوسرے عام مسلمان کا تھا، جبکہ زمین اور کنویں کو خریدنے کے لیے سرمایہ خرچ کرنے والے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ہاں ہاں جب صرف اللہ تعالی سے اجر لینے کا اور خدمتِ اسلام کا ارادہ ہو تو ایسی خوبصورت باتیں سننے کو مل جاتی ہیں، لیکن اب جبکہ............، اللہ کی قسم! سمجھ نہیں آ رہی کہ کیسے اظہار مافی الضمیر کیا جائے، اب مسجد میں ایک کرسی رکھنے والا جب تک اس پر اپنا نام نہ لکھوا لے، اس کی تسلی نہیں ہوتی، ایک ہزار روپے کی رسید کٹوانے والے کو خصوصی پروٹوکول نہ دیا جائے یا سٹیج پر جگہ نہ دی جائے تو جناب کے نخرے......، صدقہ وصول کرنے والے صدقہ کرنے والوں کی ہنسیوں کو ترستے

رہتے ہیں، مساجد و مدارس کے منتظمین کی توجہ عمارتوں کی خوبصورتی اور فنڈز دینے والوں کی رضامندی کے حصول پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہے، کسی مسجد میں شرعی اصولوں کے مطابق سب سے بڑا عہدہ مسجد کے خادم، امام اور خطیب کا ہوتا ہے، لیکن اب ان عظیم لوگوں کو تنخواہ دار طبقے کے علاوہ کچھ نہیں سمجھا جا رہا، مسجد کے ہر نمازی کو اپنے امام اور خطیب پر اعتراض کرنے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے اور پھر سنجیدگی کے ساتھ اس کے اعتراض کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے، اب یہ سرے سے کوئی امتیاز ہی نہ رہا کہ فلاں مسجد کے خطیب یا امام میں نیکی کا پہلو غالب ہے۔ یہ اس دور کی مذموم صفات ہیں، جس میں مادیت پرستی اور ظاہر پرستی کا غلبہ ہو اور حقیقتِ حال کو مخفی رکھا جاتا ہو اور تزکیہ و طہارت کا فقدان ہو۔

گزارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی توسیع اور بئر رومہ کی خریداری کے بارے میں جو ا... فرمائے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جس انداز میں ان کا مصداق بنے، ان پر غور کیا جائے اور اپنے نیکیوں کے صلے کو آخرت تک مؤخر کر دیا جائے۔

كِتَابُ الْوَصَايَا
وصیتوں کے مسائل

فوائد:...... وصیت سے مراد وہ امور ہیں، جو وصیت کرنے والے کی موت کے بعد پیش آئیں، مثلا: خاص معاہدہ کرنا، معین صدقہ کرنا، نیکیوں کا حکم دینا، برائیوں سے منع کرنا، آدمی اِس قسم کے امور کے بارے میں جو خاص ارادہ رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اس کو تحریری شکل دے دے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْحَيْفِ فِيْهَا وَفَضِيْلَةِ التَّنْجِيْزِ حَالَ الْحَيَاةِ
وصیت کرنے پر رغبت دلانے، اس میں ظلم کرنے کی ممانعت اور زندگی میں ہی اس کا اہتمام کر لینے کی فضیلت کا بیان

(٦٣١٨)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَالٌ يُرِيْدُ أَنْ يُوْصِيَ فِيْهِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ۔)) (مسند احمد: ٥١١٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے پاس مال ہو اور وہ اس کے بارے میں کوئی وصیت کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں گزرنے دے، مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔''

(٦٣١٩)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ مَالٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ ثَلَاثًا اِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَمَا بِتُّ لَيْلَةً مُنْذُ سَمِعْتُهَا اِلَّا وَوَصِيَّتِيْ عِنْدِيْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے پاس مال ہو اور وہ اس میں وصیت کرنا چاہتا ہو تو اس کا یہ حق نہیں ہے کہ تین راتیں گزرنے پائیں، مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہیے۔'' سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سے میں

(٦٣١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٣٨، ومسلم: ١٦٢٧ (انظر: ٥١١٨)

(٦٣١٩) تخريج: انظر الحديث السابق

مَكْتُوْبَةٌ۔ (مسند احمد: ٦١٠٠)

نے یہ حدیث سنی تو میں نے ایک رات بھی نہ گزرنے دی، مگر میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی موجود رہی۔

(٦٣٢٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((لَتُنَبَّأَنَّ، أَنْ تَتَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخَافُ الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا، أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔)) (مسند احمد: ٧٤٠١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کونسا صدقہ سب سے افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور ضرور تجھے خبر دی جاتی ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ جب تو صدقہ کرے تو تو صحت مند ہو، لالچی ہو، زندگی کی امید ہو اور فقر و فاقے کا ڈر ہو، اور اس کام میں اتنی تاخیر نہ کر کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تو کہنا شروع کر دے کہ فلاں کو اتنا دے دو، فلاں کو اتنا دے دو، خبردار، وہ مال تو فلاں فلاں کا ہو چکا ہوتا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کا غرغرہ طاری ہونے سے پہلے پہل صدقہ کر لینا چاہیے، اسی طرح خیر و بھلائی والی وصیت اس وقت سے پہلے تیار کر لینی چاہیے۔

(٦٣٢١)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَإِذَا أَوْصٰى حَافَ فِيْ وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِيْ وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْهُرَيْرَةَ: وَاقْرَءُ وْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُ عَذَابٌ مُهِيْنٌ﴾ (مسند احمد: ٧٧٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی ستر برس تک نیکوکار لوگوں والے عمل کرتا ہے، مگر جب وہ وصیت کرتا ہے اور اس میں ظلم کر جاتا ہے تو اس کا خاتمہ بدتر عمل پر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک آدمی ستر برس تک برے لوگوں والے عمل کرتا ہے، مگر وہ وصیت کرنے میں عدل کر جاتا ہے، تو اس کا خاتمہ بہترین عمل پر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔'' پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ

(٦٣٢٠) تخريج: أخرجه البخارى: ١٤١٩، و مسلم: ١٠٣٢ (انظر: ٧٤٠٧)

(٦٣٢١) تخريج: اسناده ضعيف۔ أخرجه مختصرا ابوداود: ٢٨٦٧، والترمذى: ٢١١٧ (انظر: ٧٧٤٢)

عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ ''یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔'' (سورۂ نساء: ۱۳، ۱٤)

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، بہرحال وصیت کا شرعی اصولوں کے مطابق ہونا ضروری ہے، وگرنہ وہ ظلم ہوگی اور لواحقین پر فرض ہوگا کہ وہ اس پر عمل نہ کریں، مثلا: کسی ایک وارث کے حق میں وصیت کرنا، ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا، قطع رحمی کی وصیت کرنا، یہ سب ظلم کی قسمیں ہیں۔

(٦٣٢٢)۔ عَنْ أَبِي حَبِيْبَةَ الطَّائِيِّ قَالَ: أَوْصَى إِلَيَّ أَخِي بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ قَالَ: فَلَقِيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ: إِنَّ أَخِي أَوْصَانِي بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ فَأَيْنَ أَضَعُهُ؟ أَفِي الْفُقَرَاءِ أَوْ فِي الْمُجَاهِدِيْنَ أَوْ فِي الْمَسَاكِيْنِ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَلَوْ كُنْتُ لَمْ أَعْدِلْ بِالْمُجَاهِدِيْنَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ (وَفِيْ لَفْظٍ: مَثَلُ الَّذِيْ يُعْتِقُ أَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ) مَثَلُ الَّذِيْ يُهْدِيْ إِذَا شَبِعَ)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ أَبُوْ حَبِيْبَةَ: فَأَصَابَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ۲۲۰٦۲)

ابو حبیبہ طائی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے بھائی نے کچھ مال صدقہ کرنے کی وصیت کی، میں نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ میرے بھائی نے مجھے کچھ مال کا صدقہ کرنے کی وصیت کی تھی، اب میں وہ کس کو دوں، فقیروں کو یا مجاہدوں پر یا مسکینوں کو؟ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ مال میرا ہوتا تو میں کسی کو مجاہدوں کے برابر نہ قرار دیتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص موت کے قریب جا کر غلام آزاد کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے، تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو پہلے خود سیر ہوتا ہے اور پھر دوسروں کو دیتا ہے۔'' ابو حبیبہ نے کہا: مجھے بھی اس مال میں سے کچھ ملا تھا۔

فوائد:...... موت کے قریب یعنی موت کی علامتیں ظاہر ہونے سے قبل بھی صدقہ کرنا درست ہے، البتہ پسندیدہ قانون وہی ہے جو حدیث نمبر (٦٣٢٠) میں گزر چکا ہے۔

(٦٣٢٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي حبيبة الطائي۔ أخرجه ابوداود: ٣٩٦٨، والترمذي: ٢١٢٣، والنسائي: ٦/ ٢٣٨ (انظر: ٢١٧١٩)

(٦٣٢٣)۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّهُ أَوْصٰى وَلَدَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ قَالَ: اِتَّقُوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَسَوِّدُوْا أَكْبَرَكُمْ، فَإِنَّ الْقَوْمَ إِذَا سَوَّدُوْا أَكْبَرَهُمْ خَلَفُوْا أَبَاهُمْ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، وَإِذَا مُتُّ فَلَا تَنُوْحُوْا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ۔

(مسند احمد: ٢٠٨٨٨)

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے موت کے قریب اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے میں سے سب سے بڑے آدمی کو سردار مقرر کرنا، بیشک لوگ جب بڑے کو سردار مقرر کرتے ہیں، تو وہ اپنے باپ کا جانشین بنا لیتے ہیں اور جب مجھے موت آ جائے تو مجھ پر نوحہ نہ کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا تھا۔

فوائد:...... سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ موت کے بعد سے متعلقہ امور کے بارے میں وصیت کر رہے ہیں، خاندان کے بڑے لوگ یقیناً بارعب ہوتے ہیں، ان کی باتیں تسلیم کی جاتی ہیں، لیکن بڑے لوگوں کو کبھی بھی درج ذیل حدیث سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلْخَيْرِ، مَغَالِيْقَ لِلشَّرِّ، وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحَ لِلشَّرِّ، مَغَالِيْقَ لِلْخَيْرِ، فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ عَلٰى يَدَيْهِ، وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الشَّرِّ عَلٰى يَدَيْهِ۔)) ...... ''بیشک بعض لوگ ایسے ہیں جو نیکی کا سرچشمہ اور برائی کی راہ روکنے والے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو شرّ کا منبع اور نیکی کی راہ بند کرنے والے ہیں۔ اس آدمی کے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ہاتھ پر خیر کی راہیں کھول دیں اور ہلاکت ہے اس آدمی کے لیے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے شر کی راہیں کھول دیں۔'' (ابن ماجہ: ٢٣٧، صحیحہ: ١٣٣٢)

اللہ تعالیٰ بعض افراد کو ان کے خاندانوں میں خاص مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے، خاندان کے افراد ان کو اپنے قبیلے کا سربراہ اور چاہتے نہ چاہتے ہوئے اپنے آپ کو ان کے فیصلوں کا پابند سمجھتے ہیں۔ ایسے معزز لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے خاندانوں میں اچھے امور کو رواج دیں، شریعت کے مخالف امور کا خاتمہ کریں۔ اس میں تو سربراہ کا کوئی کمال نہیں ہے کہ اس کے ماتحت افراد اپنی من مانیاں کرتے رہیں اور اس کی حیثیت تماشائی کے سوا کچھ نہ ہو۔

اس حدیث میں ایسے سربراہوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے، جن کی قیادت میں شادی بیاہ جیسے موقعوں پر شریعت کے مخالف امور کو بھرپور انداز میں ترجیح دی جاتی ہے۔

(٦٣٢٣) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسین۔ أخرجه النسائی: ٤/ ١٦ (انظر: ٢٠٦١٢)

بَابُ جَوَازِ تَبَرُّعَاتِ الْمَرِيْضِ مِنَ الثُّلُثِ فَأَقَلَّ وَمَنْعِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ

بیمار آدمی کا ایک تہائی مال یا اس سے کم سے صدقات و خیرات کرنے کے جواز اور اس سے زیادہ کرنے کی ممانعت کا بیان

(٦٣٢٤)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمَرِضْتُ مَرَضًا أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَعَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي، أَفَأُوْصِي بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: بِشَطْرِ مَالِي؟ قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: بِثُلُثِ مَالِي؟ قَالَ: ((اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ يَا سَعْدُ! أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، إِنَّكَ يَا سَعْدُ! لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تَتَخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالَى إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْفَعَ اللّٰهُ بِكَ أَقْوَامًا وَيَضُرَّ بِكَ آخَرِينَ، اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ۔)) لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثَى لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہوا یوں کہ میں بیمار ہو گیا اور ایسے لگا کہ موت قریب آ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے میری تیمارداری کرنے کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں بہت زیادہ مال والا ہوں اور صرف میری ایک بیٹی میری وارث بننے والی ہے، تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ایک تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، تیسرے کی ٹھیک ہے اور یہ بھی زیادہ ہے، اے سعد! اگر تو اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں ایسی فقیری کی حالت میں چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے پھریں، اے سعد! اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو بھی خرچ کرو گے، اس کا اجر پاؤ گے، حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے ہو، اس میں بھی اجر پاؤ گے۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں (اس بیماری کی وجہ سے) اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں رہ جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو باقی رہ بھی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرنے کے لیے جو عمل بھی کرے گا تو اس کے ذریعے تیرے درجے بلند ہوں گے، ممکن ہے کہ تو زندہ رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے بعض لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور بعض کو نقصان۔'' پھر

(٦٣٢٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٦، ٣٩٣٦، ٥٦٦٨، ومسلم: ١٦٢٨ (انظر: ١٥٢٤)

(مسند احمد: ١٥٢٤)

آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت مکمل فرما دے اور ان کو ان کی ایڑیوں کے بل نہ لوٹا، لیکن بیچارہ سعد بن خولہ۔'' دراصل آپ ﷺ کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر اس لیے ترس آتا تھا کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس بیماری سے شفایاب ہو کر اتنی طویل زندگی پائی کہ وہ عراق وغیرہ کی فتح میں شریک ہوئے، ان کی وجہ سے کئی مسلمانوں کو دین و دنیا میں فائدہ ہوا اور کئی کافروں کو اسی قسم کا نقصان ہوا، اس وقت تو ان کی صرف ایک بیٹی تھی، لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کثیر اولاد سے نوازا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے نو بیٹوں اور بارہ بیٹیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

بہر حال اس حدیثِ مبارکہ سے مسئلہ یہ سمجھ آیا کہ آدمی کو ایک تہائی مال سے زائد وصیت کرنے کا اختیار نہیں ہے، آپ ﷺ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تہائی کی مقدار بھی زیادہ ہے، اس سے بھی کم وصیت کرنی چاہیے۔

(٦٣٢٥)ـ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ قَالَ: قَالَ سَعْدٌ: فِیَّ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الثُّلُثَ، أَتَانِیْ یَعُوْدُنِیْ قَالَ: فَقَالَ لِیْ: ((أَوْصَیْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، جَعَلْتُ مَالِیْ كُلَّهُ فِی الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ، قَالَ: ((لَا تَفْعَلْ۔)) قُلْتُ: إِنَّ وَرَثَتِیْ أَغْنِیَاءُ قُلْتُ: الثُّلُثَیْنِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: ((لَا۔))، قُلْتُ: الثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِیْرٌ۔))

(مسند احمد: ١٥٠١)

ابوعبد الرحمن سلمی سے مروی ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مال کے تیسرے حصے سے وصیت کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جاری فرمایا تھا، آپ ﷺ تیمارداری کے لئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تو نے وصیت کی ہے؟'' میں نے عرض کی: جی کی ہے اور سارا مال فقیروں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مقرر کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کر۔'' میں نے کہا: میرے سارے وارث مال دار ہیں، تو پھر دو تہائی مال کی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف مال کی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ایک تہائی کی کر سکتے ہیں، لیکن یہ بھی زیادہ ہے۔''

(٦٣٢٦)ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوْا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ فَإِنَّ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: کاش کہ لوگ ایک تہائی کی بجائے ایک چوتھائی مال کی وصیت

(٦٣٢٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٣٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٩ (انظر: ٢٠٣٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلثُّلُثُ كَثِيْرٌ۔)) (مسند احمد: ٢٠٣٤)

کرنا اختیار کر لیتے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''تیسرے حصے کی وصیت کرنا بھی زیادہ ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث سے رشتہ داروں کے حقوق کا اندازہ کر لینا چاہیے، بعض بے اولاد سرمایہ دار لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے سرمائے کے بارے میں اس وجہ سے بھی پریشان رہتے ہیں کہ ان کے بعد اس سرمائے کو فلاں فلاں آدمیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، ایسے افراد کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ مقدار اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کر دیں، کچھ مقدار کے بارے میں وصیت کر دیں اور باقی ترکہ کو اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہو کر وارثوں میں تقسیم ہونے دیں، اس مقام پر ان کے دل میں کوئی تنگی نہیں ہونی چاہیے، وگرنہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ آدمی اللہ تعالی کے احکام کو ناپسند کر رہا ہے۔

(٦٣٢٧)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٣٠)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں وفات کے وقت اپنے مالوں میں سے ایک تہائی کا صدقہ کر دینے کی اجازت دے دی ہے۔''

(٦٣٢٨)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوْكِيْنَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِالرَّقِيْقِ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً۔ (مسند احمد: ٢٠١٠٦)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے، جبکہ ان کے علاوہ اس کا کوئی اور مال بھی نہیں تھا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ اس کی نمازِ جنازہ ہی نہ پڑھاؤں۔'' پھر آپ ﷺ نے ان غلاموں کو بلایا اور ان کے تین حصے کر کے (قرعہ کے ذریعے) دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔

فوائد:...... قرعہ کا ذکر اگلی حدیثِ مبارکہ میں ہے۔

(٦٣٢٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عِنْدَ مَوْتِهِ سِتَّةَ رَجْلَةٍ لَهُ، فَجَاءَ وَرَثَتُهُ مِنَ الْأَعْرَابِ فَأَخْبَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَمَّا صَنَعَ، قَالَ: قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((لَوْ

(دوسری سند) ایک آدمی نے موت کے وقت چھ غلام آزاد کئے، اس کے وارث بدو لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے کیے سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا واقعی اس نے ایسا کیا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے

(٦٣٢٧) تخريج: حديث محتمل للتحسين بشواهده۔ أخرجه البزار: ١٣٨٢ (انظر: ٢٧٤٨٢)
(٦٣٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٦٨ (انظر: ١٩٨٦٦)
(٦٣٢٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

عَلِمْنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ۔)) قَالَ: فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ مِنْهُمُ اثْنَيْنِ وَرَدَّ أَرْبَعَةً فِي الرِّقِّ۔ (مسند احمد: ۲۰۲۵۳)

پہلے معلوم ہوتا تو میں نے ان شاء اللہ اس کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھنی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے غلاموں کے درمیان قرعہ ڈالا اور ان میں سے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔

فوائد:...... مرنے والے کی جو وصیت اور شرط شرعی احکام کے مخالف ہوگی، اس کو مردود اور بے اثر سمجھا جائے گا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس میت کے فیصلے کو ردّ کر دیا اور ایک تہائی کی گنجائش کے مطابق دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو ورثاء میں تقسیم کر دیا۔

(۶۳۳۰)۔ عَنْ أَبِي زَيْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۸۰)

سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ میں یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اس کے دفن سے پہلے پتہ چلتا تو میں اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا۔''

(۶۳۳۱)۔ عَنْ ذَيَّالِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ بْنَ حِذْيَمٍ جَدِّيْ أَنَّ جَدَّهُ حَنِيْفَةَ قَالَ لِحِذْيَمٍ: اجْمَعْ لِي بَنِيَّ فَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُوْصِيَ، فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا أُوْصِيْ أَنَّ لِيَتِيْمِيْ هٰذَا الَّذِيْ فِيْ حِجْرِيْ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ الَّتِيْ كُنَّا نُسَمِّيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ الْمُطَيَّبَةَ، فَقَالَ حِذْيَمٌ: يَا أَبَتِ إِنِّيْ سَمِعْتُ بَنِيْكَ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّمَا نُقِرُّ بِهٰذَا عِنْدَ أَبِيْنَا فَإِذَا مَاتَ رَجَعْنَا فِيْهِ، قَالَ: بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ حِذْيَمٌ: رَضِيْنَا، فَارْتَفَعَ حِذْيَمٌ وَحَنِيْفَةُ وَحَنْظَلَةُ مَعَهُمْ غُلَامٌ وَهُوَ رَدِيْفٌ لِحِذْيَمٍ، فَلَمَّا أَتَوُا

حنظلہ بن حذیم کہتے ہیں میرے دادا سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے بیٹے! میرے تمام بیٹوں کو ایک جگہ جمع کرو، میں انہیں وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے انہیں اکٹھا کیا، پس سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سب سے پہلی وصیت یہ کرتا ہوں کہ جو یتیم میری کفالت میں ہے، میں اسے سو اونٹ دیتا ہوں، ہم جاہلیت میں اس عطیہ کو مطیبہ کہتے تھے۔ سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابا جان! میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہمارا باپ زندہ ہے ہم اس چیز پر برقرار رہیں گے، لیکن جب وہ فوت ہو جائے گا تو ہم یہ عطیہ واپس لے لیں گے۔ سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو پھر میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اس پر راضی ہو گئے، پس

(۶۳۳۰) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه سعيد بن منصور في "سننه": ۴۰۹، والطحاوي في "شرح المشكل": ۷۴۰ (انظر: ۲۲۸۹۲)

(۶۳۳۱) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۳۴۷۷، ۳۵۰۰، وفي "الاوسط": ۲۹۱۷ (انظر: ۲۰۶۶۵)

النَّبِيَّ ﷺ سَلَّمُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا رَفَعَكَ يَا أَبَا حِذْيَمٍ؟)) فَقَالَ: هٰذَا وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى فَخِذِ حِذْيَمٍ، فَقَالَ: إِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَفْجَأَنِي الْمَوْتُ فَأَرَدْتُ أَنْ أُوْصِيَ وَأَنِّيْ قُلْتُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا أُوْصِيْ أَنَّ لِيَتِيْمِيْ هٰذَا الَّذِيْ فِيْ حِجْرِيْ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ كُنَّا نُسَمِّيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ الْمُطَيَّبَةَ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى رَأَيْنَا الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ، وَكَانَ قَاعِدًا فَجَثٰى عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: ((لَا لَا لَا، الصَّدَقَةُ خَمْسٌ وَإِلَّا فَعَشْرٌ وَإِلَّا فَخَمْسَ عَشَرَةَ وَإِلَّا فَعِشْرُوْنَ وَإِلَّا فَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ وَإِلَّا فَثَلَاثُوْنَ وَإِلَّا فَخَمْسٌ وَثَلَاثُوْنَ فَإِنْ كَثُرَتْ فَأَرْبَعُوْنَ۔)) قَالَ: فَوَدَّعُوْهُ وَمَعَ الْيَتِيْمِ عَصًا وَهُوَ يَضْرِبُ جَمَلًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَظُمَتْ هٰذِهِ هِرَاوَةُ يَتِيْمٍ؟)) قَالَ حَنْظَلَةُ: فَدَنَا بِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِيْ بَنِيْنَ ذَوِيْ لِحًى وَدُوْنَ ذٰلِكَ وَأَنَّ ذَا أَصْغَرُهُمْ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ، أَوْ بُوْرِكَ فِيْهِ۔)) قَالَ ذَيَّالٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتٰى بِالْإِنْسَانِ الْوَارِمِ وَجْهُهُ أَوِ الْبَهِيْمَةِ الْوَارِمَةِ الضَّرْعُ فَيَتْفُلُ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَقُوْلُ: بِسْمِ اللّٰهِ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ وَيَقُوْلُ: عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَمْسَحُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ ذَيَّالٌ: فَيَذْهَبُ الْوَرَمُ۔ (مسند احمد: ٢٠٩٤١)

سیدنا حذیم، سیدنا حنیفہ، سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہم اور سیدنا حذیم کے پیچھے بیٹھنے والا ایک غلام روانہ ہو گئے، جب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اے ابو حذیم! کس لئے آئے ہو؟'' سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: یہ حذیم آنے کا سبب بنا ہے، تفصیل یہ ہے کہ مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اب موت اچانک بھی آ سکتی ہے، اس لئے میں نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا اور کہا: میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میں اپنے زیر کفالت بچے کو سو اونٹ دیتا ہوں، ہم دورِ جاہلیت میں اس عطیے کو مطیَّبہ کہتے تھے۔ یہ بات سنتے ہی نبی کریم ﷺ غضبناک ہو گئے اور غصے کے آثار چہرے پر دکھائے دینے لگے، آپ ﷺ پہلے تو بیٹھے ہوئے تھے، لیکن اب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور فرمایا: ''نہیں، نہیں، نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، پانچ اونٹ صدقہ کر دے یا دس، نہیں تو پندرہ یا پھر بیس، وگرنہ پچیس، اگر مزید گنجائش نکالنی ہو تو تیس، وگرنہ پینتیس اور اگر بہت زیادہ کرنا ہو تو چالیس۔'' پھر انھوں نے آپ ﷺ کو الوداع کہا، یتیم بچے کے پاس ایک لاٹھی تھی، وہ اس کے ذریعے اونٹ کو ضرب لگاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یتیم کی لاٹھی کتنی بڑی ہو گئی ہے۔'' سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے نبی کریم ﷺ کے قریب بٹھایا اور کہا: میرے بعض بیٹے داڑھی والے ہیں اور اس کے بغیر ہیں اور یہ سب سے چھوٹا ہے، اس کے لئے دعا تو فرما دیں۔ آپ ﷺ نے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے یا تجھ میں برکت کی جائے۔'' ذیال کہتے ہیں: میں نے خود دیکھا کہ سیدنا حنظلہ کے پاس ایسے انسان لائے جاتے، جن کے چہرے پر ورم ہوتا، اس طرح ایسے

حیوان لائے جاتے، جن کے تھن سوجے ہوئے ہوتے تھے، لیکن جب وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور بسم اللہ کہتے اور اپنا ہاتھ اپنے سر کے اس مقام پر رکھتے، جس پر رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور پھر وہ ہاتھ اس ورم والی جگہ پر پھیر دیتے۔ ذیال کہتے ہیں: پس وہ ورم ختم ہو جاتا تھا۔

فوائد:...... آپ ﷺ نے حقیقی ورثاء کے حق کو مقدم رکھا۔

بَابُ لَاوَصِيَّةَ لِوَارِثٍ
وارث کے لیے وصیت کے نہ ہونے کا بیان

(٦٣٣٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهُمْ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَأَنَّ لُعَابَهَا يَسِيْلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَسَمَ لِكُلِّ إِنْسَانٍ نَصِيْبَهُ مِنَ الْمِيْرَاثِ فَلَا تَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ۔)) الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ١٨٢٥٤)

سیدنا عمرو بن خارجہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، جبکہ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے اور آپ ﷺ کی سواری جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کندھوں پر بہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میراث سے ہر انسان کا حصہ مقرر کر دیا ہے، اس لیے کسی وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔''

فوائد:...... ایک تہائی مال کی وصیت کا تعلق اس آدمی سے ہے، جو وارث نہ بن رہا ہو، مرنے والے کو کسی وارث کے حق میں اس کے شرعی حصے سے زیادہ وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کی وصیت کو ردّ کر دیا جائے گا۔

(٦٣٣٣)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔)) الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢٢٦٥٠)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع والے سال خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے۔''...... الحدیث

(٦٣٣٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٧١٢، والنسائي: ٢/ ٢٧٤(انظر: ١٨٠٨٦)

(٦٣٣٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٧٠، ٣٥٦٥، وابن ماجه: ٢٠٠٧، ٢٢٩٥، ٢٣٩٨، ٢٤٠٥، ٢٧١٣(انظر: ٢٢٢٩٤)

بَابُ حُكْمِ الْوَصِيِّ فِي الْيَتِيمِ
یتیم کے بارے میں وصیت کرنے والے کا بیان

(٦٣٣٤)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! لَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ وَلَا تَأَمَّرَنَّ عَلٰى اثْنَيْنِ)) (مسند احمد: ٢١٨٩٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تو ہرگز یتیم کے مال کی سرپرستی قبول نہ کرنا اور نہ ہی دو شخصوں کے درمیان قاضی بننا۔''

فوائد:...... یتیم کی کفالت اور قضا کا شعبہ بہترین اعمال ہیں، لیکن ان کے کمال زہد وتقوی اور عدل وانصاف کی ضرورت ہے، ان بڑی ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو ان اعمال سے دور رہنے کا مشورہ دیا، اس چیز کا بڑا امکان ہوتا ہے کہ فیصلہ کرتے وقت قاضی کا رجحان کسی ایک فریق کی طرف ہو جائے اور یتیم کی کفالت کرتے کرتے اس کا مال استعمال کر لیا جائے۔

(٦٣٣٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: لَيْسَ لِي مَالٌ وَلِي يَتِيمٌ؟ فَقَالَ: ((كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَذِّرٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ مَالًا وَمِنْ غَيْرِ أَنْ تَقِيَ مَالَكَ۔)) أَوْ قَالَ: ((تَفْدِيَ مَالَكَ بِمَالِهِ۔)) شَكَّ حُسَيْنٌ۔ (مسند احمد: ٧٠٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، البتہ ایک یتیم میری سرپرستی میں ہے تو کیا میں اس کا مال لے سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو، لیکن نہ اس میں اسراف ہو، نہ فضول خرچی، نہ مال کو جمع کرنے والے ہو اور اپنے مال کو بچانے والے ہو۔'' یا فرمایا: ''نہ اس کے مال کے ذریعے اپنے مال کو بچانے والے ہو۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرپرست اپنے یتیم کے مال کے اضافے اور اصلاح کے لیے جو محنت کر رہا ہو، وہ اس مال سے اس کا عوض لے سکتا ہے، لیکن یہ اجرت معروف طریقے کے مطابق ہونی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ ایسا سرپرست معاشرے یا خاندان کے عدل وانصاف اور فہم وفراست والے دو افراد سے اپنی اجرت کا تعین کروا لے، تاکہ اس کا نفس مختلف حیل وحجت کرنے سے محفوظ ہو جائے، باقی ہدایات حدیث میں ہی بیان کر دی گئی ہیں۔

(٦٣٣٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ''یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اچھے طریقے

(٦٣٣٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٢٦ (انظر: ٢١٥٦٣)

(٦٣٣٥) اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٧٢، والنسائي: ٦/ ٢٥٦، وابن ماجه: ٢٧١٨ (انظر: ٧٠٢٢)

(٦٣٣٦) اسناده ضعيف، عطاء بن السائب كان قد اختلط۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٧١ (انظر: ٣٠٠٠)

أَحْسَنُ﴾ عَزَلُوا أَمْوَالَ الْيَتَامٰى حَتّٰى جَعَلَ الطَّعَامُ يَفْسُدُ وَاللَّحْمُ يُنْتِنُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ قَالَ: فَخَالَطُوهُمْ. (مسند احمد: ٣٠٠٠)

کے ساتھ۔'' تو لوگوں نے یتیموں کے مال اپنے مالوں سے علیحدہ کر دیئے، (لیکن اس وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو گئی کہ) یتیم کا کھانا خراب ہو جاتا اور گوشت میں بدبو پیدا ہو جاتی اور اس طرح اس کا مال ضائع ہو جاتا، پس جب یہ بات نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو یہ حکم نازل ہوا کہ ''اگر تم ان یتیموں کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں اور اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے والے میں سے فساد کرنے والے کو جانتا ہے۔''

فوائد:...... حافظ ابن کثیر نے کہا: مجاہد، عطاء، شعبی، ابن ابی لیلی، قتادہ اور کئی سلف وخلف نے ان دو آیتوں کا یہی شانِ نزول بیان کیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۳۷۵)

حدیث میں مذکورہ پہلی آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس یتیم کی کفالت تمہاری ذمہ داری قرار پائے، تو اس کی ہر طرح خیر خواہی کرنا تمہارا فرض ہے، اس کو وراثت سے جو مال ملا ہے، اس وقت تک پورے خلوص سے اس کی حفاظت کی جائے، جب تک وہ بلوغت اور شعور کی عمر کو نہ پہنچ جائے، یہ نہ ہو کہ کفالت کے نام پر اس کی عمرِ شعور سے پہلے ہی اس کے مال یا جائیداد کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ جب صحابہ کرام نے یہ ہدایات سنیں تو انھوں نے اپنے آپ کو ہر قسم کی وعید اور تہمت سے بچانے کے لیے یتیم کا مال و متاع ہی سرے سے الگ الگ کر دیا، لیکن اس سے یتیم کے مال کا نقصان ہونے لگ گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل کر کے وضاحت کی کہ بغرض اصلاح و بہتری ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا لو۔

كِتَابُ الْفَرَائِضِ
فرائض کے ابواب

فرائض: ...... یہ لفظ فریضۃ کی جمع ہے، اس سے مراد وہ اعمال، حدود اور قوانین ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر فرض کیے گئے ہیں، اس کتاب میں فرائض سے مراد علم میراث ہے، یہ ایک مفصل اور مستقل بالذات فن ہے، اس کے تمام احکام و مسائل کی معرفت کے لیے اس فن پر لکھی گئی مخصوص کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، ہم اس کتاب میں صرف مذکورہ احادیثِ مبارکہ کی توضیح پیش کریں گے اور مسائل کا احاطہ نہیں کریں گے۔

ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے "الاعوان الناجية فی شرح الفرائض السراجية" کے نام سے اس فن کی ایک کتاب پیش کی ہے۔

بَابُ مَوَانِعِ الْإِرْثِ
میراث کے موانع کا بیان

(٦٣٣٧)ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ؟ وَذٰلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍـ)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ وَلَا الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَـ)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((اَلْمُسْلِمُـ)) بَدَلَ الْمُؤْمِنِـ

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کل مکہ میں کہاں اتریں گے؟ یہ فتح مکہ کے زمانے کی بات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی جگہ چھوڑی ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کافر مؤمن کا اور مؤمن کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔''

(مسند احمد: ٢٢٠٩٥)

فوائد: ...... جب ابو طالب فوت ہوا تو اس کے دو بیٹے مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کے ترکہ سے محروم رہے، ایک سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے دو بیٹے عقیل اور طالب اس کے ساتھ کفر پر قائم تھے، سو سارا

(٦٣٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٨٢، ٤٢٨٣، ومسلم: ١٣٥١ (انظر: ٢١٧٥٢)

ترکہ ان دونوں میں تقسیم کر دیا گیا، پھر جب غزوۂ بدر میں طالب مارا گیا تو عقیل ساری جائداد کا وارث بن گیا اور پھر اس کو بیچ دیا، بعد میں سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی کافر مسلمان کا اور کوئی مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا، کل موانع ارث تین ہیں: کفر، غلامی، قتل۔

(٦٣٣٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى۔)) (مسند احمد: ٦٦٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو مختلف دینوں والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔''

فوائد:...... امام عظیم آبادی نے کہا: جمہور اہل علم کے نزدیک دو دینوں سے مراد اسلام اور کفر ہیں، اس طرح یہ حدیث سابق حدیث کے ہم معنی ہے، مختلف کفریہ ادیان والوں کا ایک دوسرے کا وارث بننا ثابت ہے، صرف امام اوزاعی اس حدیث کے عموم کے قائل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہودی عیسائی کا اور عیسائی یہودی کا وارث نہیں بنے گا، اسی طرح باقی ادیان والوں کی صورتحال ہوگی۔ (عون المعبود: ٢/ ١٣١٤)

(٦٣٣٩)۔ عَنْ اَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيَلِيِّ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ بِالْيَمَنِ فَارْتَفَعُوْا إِلَيْهِ فِيْ يَهُوْدِيٍّ مَاتَ وَتَرَكَ أَخَاهُ مُسْلِمًا فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ۔)) فَوَرَّثَهُ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٥٥)

ابو اسود دیلی کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، لوگ ان کے پاس ایک یہودی کا مقدمہ لے کر آئے، وہ مر گیا تھا اور ایک مسلمان بھائی کو بطورِ وارث چھوڑا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اسلام اضافہ کرتا ہے، کمی نہیں کرتا۔'' پھر انھوں نے اس مسلمان کو یہودی کا وارث بنایا۔

فوائد:...... راجح مسلک یہی ہے کہ مسلمان یہودی کا وارث نہیں بن سکتا، جیسا کہ اس باب کی پہلی دو احادیث سے پتہ چل رہا ہے۔

(٦٣٤٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَتَلَ رَجُلٌ اِبْنَهُ عَمَدًا فَرُفِعَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَجَعَلَ عَلَيْهِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹے کو جان بوجھ کر قتل کر دیا، جب اس کا مقدمہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہوا تو انہوں نے بطورِ دیت

(٦٣٣٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٢٩١١، وابن ماجه: ٢٧٣١ (انظر: ٦٦٦٤)

(٦٣٣٩) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو الاسود الديلي لايعرف له سماع من معاذ۔ أخرجه ابوداود: ٢٩١٢ (انظر: ٢٢٠٠٥)

(٦٣٤٠) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٦٢، و الترمذي: ١٤٠٠ (انظر: ٣٤٦)

مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَثَلَاثِيْنَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِيْنَ ثَنِيَّةً، وَقَالَ: لَا يَرِثُ الْقَاتِلُ، وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بِوَلَدِهِ۔)) لَقَتَلْتُكَ۔ (مسند احمد: ٣٤٦)

اس قاتل پر تیس حِقّوں، تیس جذعوں اور چالیس دو دانتے اونٹوں کا تعین کیا اور کہا: قاتل وارث نہیں بنتا، پھر کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''والد کو اولاد کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔'' تو میں نے تجھے قصاصاً قتل کر دینا تھا۔

فوائد:...... اگر باپ بیٹے کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کو قصاصاً قتل نہیں کیا جا سکتا ہے، البتہ وہ دیت ادا کرے گا، جو قتل ہونے والے کے وارثوں میں تقسیم ہوگی اور ایسے باپ کو مقتول کے ترکہ اور دیت سے محروم کر دیا جائے گا، کیونکہ قاتل قتل کی وجہ سے اپنے مقتول کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

(٦٣٤١)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ۔)) لَوَرَّثْتُكَ، قَالَ: وَدَعَا أَخَا الْمَقْتُوْلِ فَأَعْطَاهُ الْإِبِلَ۔ (مسند احمد: ٣٤٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''قاتل کو وراثت سے کچھ نہیں ملتا۔'' تو میں تجھے مقتول بیٹے کا وارث قرار دیتا، پھر انھوں نے مقتول کے بھائی کو بلایا اور اسے اونٹ دے دیئے۔

(٦٣٤٢)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَخَذَ عُمَرُ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَثَلَاثِيْنَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِيْنَ ثَنِيَّةً إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَةٌ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا أَخَا الْمَقْتُوْلِ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ دُوْنَ أَبِيْهِ، وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((مِيْرَاثٌ۔))۔ (مسند احمد: ٣٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تیس حِقّے، تیس جذعے اور چالیس ایسی اونٹنیاں لیں جو دو دانتے سے نویں سال میں داخل ہونے تک تھیں اور وہ ساری کی ساری حاملہ تھیں، پھر انھوں نے مقتول کے بھائی کو بلایا یہ سارے اونٹ اسے دے دیئے اور باپ کو کچھ نہ دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''میراث میں سے قاتل کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... ''بازِل'' ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جو اپنی عمر کے نویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(٦٣٤١) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه البيهقي: ٦/ ٢١٩، ومالك في "الموطأ": ٢/ ٨٦٧، والنسائي في "الكبرى": ٦٣٦٨ (انظر: ٣٤٧)

(٦٣٤٢) تخريج: حسن لغيره، وانظر الحديث السابق۔ أخرجه (انظر: ٣٤٨)

بَابُ أَنَّ دِيَةَ الْمَقْتُولِ لِجَمِيعِ وَرَثَتِهِ، وَمَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْحَمْلِ بَعْدَ وَضْعِهِ إِنِ اسْتَهَلَّ

مقتول کی دیت تمام ورثاء کے لیے ہونے کا اور اس حمل کی میراث کا بیان، جس نے پیدا ہونے کے بعد چیخ ماری ہو

(٦٣٤٣)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: مَا أَرَى الدِّيَةَ إِلَّا لِلْعَصَبَةِ لِأَنَّهُمْ يَعْقِلُوْنَ عَنْهُ، فَهَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟ فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكَلَابِيُّ وَكَانَ اسْتَعْمَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَعْرَابِ: كَتَبَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا، فَأَخَذَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

(مسند احمد: ١٥٨٣٧)

سعید بن میتب سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ دیت صرف عصبہ کو دی جائے، کیونکہ یہی لوگ دیت بھرتے ہیں، کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی بات سنی ہے؟ سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بدو لوگوں کا عامل بنایا تھا، وہ کھڑے ہوئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تحریری حکم بھیجا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو ان کے خاوند کی دیت سے وارث قرار دوں۔

فوائد:...... خاوند بحیثیت خاوند اپنی بیوی کا عصبہ نہیں ہوتا، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ مقتولہ کی دیت میں سے خاوند کو کچھ نہ دیا جائے، کیونکہ قاتل کی دیت ادا کرنے والے عصبہ ہوتے ہیں، لیکن جب ان کو حدیثِ مبارکہ کا علم ہوا کہ آپ ﷺ نے مقتولہ بیوی کی دیت میں سے اس کے خاوند کو اس کا حصہ دیا تھا، تو انھوں نے اپنے ارادے کو ترک کر دیا۔

(٦٣٤٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ عُمَرَ قَالَ: الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا حَتّٰى أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكَلَابِيُّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ عَنْ قَوْلِهِ۔ (مسند احمد: ١٥٨٣٨)

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دیت مرد کے عصبہ میں تقسیم ہوگی اور بیوی اپنے خاوند کی دیت میں سے کسی حصے کی وارث نہیں ہوگی، لیکن جب سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تحریری فرمان بھیجا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کی دیت کا وارث بناؤں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے رجوع کر لیا تھا۔

(٦٣٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين

أخرجه ابوداود: ٢٩٢٧، والترمذي: ١٤١٥، وابن ماجه: ٢٦٤٢ (انظر: ١٥٧٤٥)

(٦٣٤٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٣٤٥)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى لِحَمْلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ بِمِيْرَاثِهِ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِيْ قَتَلَتْهَا الْأُخْرٰى وَقَضٰى فِي الْجَنِيْنِ الْمَقْتُوْلِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، قَالَ: فَوَرِثَهَا بَعْلُهَا وَبَنُوْهَا قَالَ: وَكَانَ لَهُ مِنْ اِمْرَأَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا وَلَدٌ، اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢٣١٥٩)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حمل بن مالک ہزلی رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی سے، جسے ان کی دوسری بیوی نے قتل کیا تھا، اس مقتولہ بیوی کی دیت سے وارث بنایا تھا اور آپ ﷺ نے پیٹ کا بچہ قتل کر دینے کی وجہ سے ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا تھا، اس طرح اس مقتولہ کا خاوند اور اس کے بیٹے اس کے وارث بن گئے، سیدنا حمل رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویوں سے اولاد تھی۔ الحدیث۔

فوائد:...... سیدنا حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، ایک بیوی نے دوسری کو قتل کر دیا، قتل ہونے والی خاتون حاملہ تھی، اس طرح اس کا بچہ بھی ضائع ہو گیا، اب مقتول عورت کی دیت الگ تھی اور اس کے ضائع ہو جانے والے بچے کی دیت الگ تھی، بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی تھی، ان دونوں کی دیت مقتول بیوی کے خاوند اور بیٹوں میں تقسیم کر دی گئی۔

(٦٣٤٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ الْعَقْلَ مِيْرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيْلِ عَلٰى فَرَائِضِهِمْ۔ (مسند احمد: ٧٠٩١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دیت، مقتول کے ورثاء کے حصوں کے بقدر ان کے درمیان تقسیم ہوگی۔

فوائد:...... جس طرح میت کا ترکہ اس کے ورثاء میں ان کے حصوں کے بقدر تقسیم کیا جاتا ہے، اسی طرح مقتول کی دیت اس کے ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے۔

بَابٌ فِيْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا يُوْرَثُوْنَ

اس چیز کا بیان انبیائے کرام علیہم السلام کا وارث نہیں بنایا جاتا

(٦٣٤٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ مُؤْنَةِ عَامِلِيْ وَنَفَقَةِ نِسَائِيْ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ٩٩٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم جو انبیاء کی جماعت ہیں، ہمارا کوئی وارث نہیں بنتا، میں اپنے عاملوں اور بیویوں کے اخراجات کے بعد جو کچھ چھوڑوں، وہ صدقہ ہوگا۔''

(٦٣٤٥) تخريج: صحيح بالشواهد۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٤٣ (انظر: ٢٢٧٧٨)

(٦٣٤٦) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٤٧ (انظر: ٧٠٩١)

(٦٣٤٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٧٦، ٣٠٩٦، ٦٧٢٩، ومسلم: ١٧٦٠ (انظر: ٩٩٧٢)

(٦٣٤٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا (وَفِي لَفْظٍ: وَلَا دِرْهَمًا) مَا تَرَكْتُهُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي (يَعْنِيْ عَامِلِ أَرْضِهِ) فَهُوَ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ٨٨٧٩)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے وارث دینار و درہم کی صورت میں میری میراث سے حاصل نہیں کر سکتے، میں اپنی بیویوں اور زمین کے عاملوں کے خرچے کے بعد جو کچھ ترک کر کے جاؤں، وہ صدقہ ہوگا۔''

(٦٣٤٩)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لِأَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مِتَّ؟ قَالَ: وَلَدِي وَأَهْلِي، قَالَتْ: فَمَا لَنَا لَا نَرِثُ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ النَّبِيَّ لَا يُوْرَثُ۔)) وَلٰكِنِّي أَعُوْلُ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْلُ وَأُنْفِقُ عَلٰى مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ۔ (مسند احمد: ٦٠)

سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: جب آپ فوت ہوں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: میری اولاد اور میری بیوی، سیدہ نے کہا: پھر ہم نبی کریم ﷺ کے وارث کیوں نہیں بن سکتے؟ انہوں نے کہا: کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''بیشک نبی کا وارث نہیں بنا جاتا۔'' ہاں میں (ابو بکر) ان کی کفالت کروں گا کہ جن کی کفالت رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور میں ہر اس شخص پر خرچ کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ جس پر خرچ کیا کرتے تھے۔

(٦٣٥٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يُرْسِلْنَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔)) (مسند احمد: ٢٦٧٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے چاہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجیں، تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی میراث کا مطالبہ کر سکیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''ہمارے وارث نہیں بنتے، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

(٦٣٥١)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

(٦٣٤٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٣٤٩) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١٦٠٩ (انظر: ٦٠)

(٦٣٥٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٣٠، ومسلم: ١٧٥٨ (انظر: ٢٦٢٦٠)

(٦٣٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٩٤، ٤٠٣٣، ٥٣٥٨، ومسلم: ١٧٥٧ (انظر: ١٥٥٠٠)

عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ: نَشَدْتُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِهِ أَعَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّا لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ؟)) قَالُوا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١٥٥٠)

نے سیدنا عبد الرحمن بن عوف، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر کہا: میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس کے حکم کے آسرے پر آسمان و زمین قائم ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' ان سب نے کہا: جی ہاں، ہم نے سنا ہے۔

فوائد:...... تمام احادیثِ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ ان کے ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جاتا، وہ سارے کا سارا از خود صدقہ ہو جاتا ہے، البتہ اس ترکہ میں سے ان افراد کی کفالت کی جائے گی، جن کے رسول اللہ ﷺ کفیل تھے۔

بَابُ الْبَدْءِ بِذَوِي الْفُرُوضِ وَإِعْطَاءِ الْعَصَبَةِ مَا بَقِيَ

اصحاب الفروض سے ابتداء کرنے اور ان سے بچ جانے والی میراث کو عصبہ میں تقسیم کرنے کا بیان

(٦٣٥٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)) (مسند احمد: ٢٦٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دو، پھر جو بچ جائے، وہ قریبی مذکر رشتہ دار کے لیے ہوگا۔''

فوائد:...... اس حدیث میں اصحاب الفروض اور عصبہ کی ترتیب بیان کی گئی ہے، ترکہ سب سے پہلے اصحاب لفروض میں تقسیم کیا جائے گا، ان سے جو مال بچ جائے گا، وہ عصبہ میں تقسیم ہوگا۔

اصحاب الفروض وہ رشتہ دار ہیں کہ شریعت نے جن کے حصے مقرر کر دیئے ہیں، یہ کل بارہ افراد ہیں، مثلا بیٹی، بہن، ماں، بیوی، خاوند، باپ وغیرہ۔

(٦٣٥٣)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلٰى ذَكَرٍ۔)) (مسند احمد: ٢٨٦٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق مال کو اصحاب الفروض میں تقسیم کرو، مقررہ حصوں سے جو کچھ بچ جائے، وہ قریبی مذکر رشتہ دار کے لیے ہوگا۔''

(٦٣٥٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٤٦، ومسلم: ١٦١٥ (انظر: ٢٦٥٧)
(٦٣٥٣) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٣٥٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قُتِلَ أَبُوْهُمَا مَعَكَ فِيْ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا يُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَقْضِي اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ۔)) فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى عَمِّهِمَا، فَقَالَ: ((أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٥٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دو بیٹیاں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! یہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں ہیں، ان کا باپ جنگ احد میں آپ ﷺ کے ساتھ شہید ہو چکا ہے، اب ان کے چچا نے تمام مال سمیٹ لیا ہے، ظاہر ہے اگر ان بیٹیوں کے پاس مال نہ ہوا تو کوئی آدمی ان سے نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمائے گا۔'' پھر میراث والی آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا: ''سعد کی بیٹیوں کو دوتہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصے دے، پھر جو کچھ بچ جائے وہ تیرا ہے۔''

فوائد:...... جب میت کی دو یا زائد بیٹیاں ہوں تو ان کو دوتہائی ملتا ہے، جب خاوند کی اولاد ہو تو اس کی بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے، چچا عصبہ ہے، اس لیے دوقسم کے اصحاب الفروض سے جو کچھ بچے گا، وہ چچا کو ملے گا۔

(٦٣٥٥)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ زَوْجٍ وَأُخْتٍ لِأُمٍّ وَأَبٍ فَأَعْطَى الزَّوْجَ النِّصْفَ، وَالْأُخْتَ النِّصْفَ، فَكُلِّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ: سَيِّدُنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٢١٩٧٨)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے میت کے خاوند اور حقیقی بہن کے بارے میں سوال کیا گیا، پس انھوں نے نصف خاوند کو اور نصف بہن کو دیا اور جب ان سے اس بارے میں بات کی گئی تو انھوں نے کہا: ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی فیصلہ کیا تھا۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ جب کسی مسئلہ میں خاوند اور عینی بہن جمع ہو جائیں تو خاوند کو بھی نصف ملے گا اور بہن کو بھی نصف۔

(٦٣٥٤) اسناده محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٩١، ٢٨٩٢، وابن ماجه: ٢٧٢٠ (انظر: ١٤٧٩٨)

(٦٣٥٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابی بكر بن عبد الله، ولانقطاعه فان مكحولا وعطية وضمرة وراشدا لم يسمع واحد منهم من زيد بن ثابت (انظر: ٢١٦٣٩)

بَابُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ، وَفَرْضُ الْبِنْتِ مَعَ بِنْتِ الْإِبْنِ

بہنوں کا بیٹیوں کی وجہ سے عصبہ بننے اور پوتی کے ساتھ بیٹی کا حصہ مقرر ہونے کا بیان

(٦٣٥٦)۔ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ عَنْ اِمْرَأَةٍ تَرَكَتْ اِبْنَتَهَا وَابْنَةَ اِبْنِهَا وَأُخْتَهَا، فَقَالَ: النِّصْفُ لِلِابْنَةِ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ وَقَالَ: ائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَإِنَّهُ سَيُتَابِعُنِيْ، قَالَ: فَأَتَوْا ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَأَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ أَبِيْ مُوْسٰى، فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ لَأَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (قَالَ شُعْبَةُ: وَجَدْتُ هٰذَا الْحَرْفَ مَكْتُوْبًا، لَأَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ، فَأَتَوْا أَبَا مُوْسٰى فَأَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ۔ (مسند احمد: ٤٤٢٠)

ہزیل بن شرحبیل کہتے ہیں ایک آدمی نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک عورت فوت ہوگئی ہے اور اس نے اپنے ورثاء میں ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی ہے، ان کو اس کی وراثت سے کتنا حصہ ملے گا؟ انھوں نے کہا: مال کا ایک نصف بیٹی کو اور ایک نصف بہن کو ملے گا اور پوتی محروم رہے گی، اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ تم سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ، وہ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے، پس وہ گیا اور جب سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا: اگر میں بھی یہی فیصلہ کردوں تو میں تو گمراہ ہو جاؤں گا اور راہ راست والا نہ رہوں گا، میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ بیٹی کو جائیداد کا نصف، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، تاکہ اولاد میں مال کا دوتہائی پورا ہو جائے اور جو مال باقی بچے گا، وہ بہن کو دیا جائے، پھر سائل نے آکر سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ والے فتویٰ سے آگاہ کیا، یہ سن کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک یہ علم کا سمندر تمہارے اندر موجود ہے، مجھ سے کوئی سوال نہ کیا کرو۔

(٦٣٥٧)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى أَبِيْ مُوْسٰى وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ فَقَالَ: لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ، وَأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَإِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا، قَالَ: فَأَتَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَأَلَهُ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا، فَقَالَ ابْنُ

ہزیل بن شرحبیل سے روایت ہے کہ ایک آدمی سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدنا سلمان بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے سوال کیا کہ وارثین میں ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک علاتی بہن ہے؟ انہوں نے کہا: نصف مال بیٹی کو اور نصف بہن کو ملے گا اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ بھی ہمارے اس فتویٰ کی موافقت کریں گے۔ لیکن جب سائل سیدنا ابن مسعود

(٦٣٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٣٦ (انظر: ٤٤٢٠)

(٦٣٥٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٤٢ (انظر: ٤١٩٥)

مَسْعُوْدٍ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ، سَأَقْضِي بِمَا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، لِلْإِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِإِبْنَةِ الْإِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةً لِلثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ۔ (مسند احمد: ٤١٩٥)

رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو ان دونوں کے فتویٰ کی خبر دی تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں بھی اسی طرح فیصلہ کروں تو میں راہ راست سے بھٹک جاؤں گا، میں تو رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ نصف بیٹی کو، چھٹا حصہ پوتی کو، تاکہ دو تہائی پورا ہو جائے اور جو مال بچے گا، وہ بہن کو ملے گا۔

فوائد:...... اس مسئلہ میں بہن عصبہ مع الغیر ہے، اس لیے بیٹی اور پوتی سے بچ جانے والا ترکہ اس کو مل جائے گا۔

بَابُ سُقُوْطِ وَلَدِ الْأَبِ بِالْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبَوَيْنِ
عینی بھائیوں کی وجہ سے علاتی بھائیوں کے ساقط ہو جانے کا بیان

(٦٣٥٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ، يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ دُوْنَ أَخِيْهِ لِأَبِيْهِ۔ (مسند احمد: ١٢٢٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو کہ ''(ترکہ تقسیم کیا جائے گا) میت کی طرف سے کی گئی وصیت یا قرض کے بعد'' جبکہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت کو نافذ کرنے سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ (جب عینی اور علاتی بہن بھائی جمع ہو جائیں تو) حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے، نہ کہ علاتی، آدمی اپنے عینی بھائی کا وارث بنے گا، نہ کہ علاتی۔

فوائد:...... عینی اور علاتی بھائی عصبہ ہیں اور عصبہ کے وارث بننے کے دو قوانین ہیں، ایک درجۂ قرابت اور دوسرا قوت قرابت، سب سے پہلے درجۂ قرابت کو دیکھا جائے گا، ہر قریبی دور والے کو محجوب کر دے گا، اگر دو یا زائد فریقوں کا درجۂ قرابت ایک ہو تو قوتِ قرابت کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا، اگر سب افراد قوت میں برابر ہوئے تو سب کو وارث بنایا جائے گا، بصورتِ دیگر ہر قوی القرابہ، ضعیف القرابہ کو محجوب کر دے گا۔ عینی بھائی قوی القرابہ ہیں اور علاتی ضعیف القرابہ۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي مِيْرَاثِ الْجَدَّةِ وَالْجَدَّاتِ
دادیوں اور نانیوں کی میراث کا بیان

(٦٣٥٩)۔ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ

سیدنا قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جدہ، سیدنا

(٦٣٥٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الحارث الاعور۔ أخرجه الترمذي: ٢٠٩٥، ٢١٢٢، وابن ماجه: ٢٧٣٩ (انظر: ١٢٢٢)

(٦٣٥٩) الحديث صحيح بالشواهد۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٩٤، والترمذي: ٢١٠١، وابن ماجه: ٢٧٢٤ (انظر: ١٧٩٨٠)

الْجَدَّةُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَسَأَلَتْهُ مِيْرَاثَهَا، فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ لَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْئًا وَلَا أَعْلَمُ لَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شَيْءٍ حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ، فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَ لَهَا السُّدُسَ، فَقَالَ: مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ؟ أَوْ مَنْ يَعْلَمُ مَعَكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ: مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا۔ (مسند احمد: ١٨١٤٣)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا، لیکن انہوں نے کہا: میں اللہ تعالی کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تو کوئی ایسی دلیل نہیں جانتا تو تیرے حق میں ہو، البتہ میں اس بارے میں لوگوں سے دریافت کرتا ہوں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے جدہ کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا تھا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر تیرے ساتھ کون گواہی دے گا، پس سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہی بات کی جو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کی، پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یہ حصہ نافذ کر دیا۔

فوائد:...... عربی زبان میں دادی اور نانی دونوں کو "جَدَّة" کہتے ہیں، علم میراث میں "جَدَّة" کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جدہ صحیحہ اور (۲) جدہ فاسدہ، صرف اول الذکر یعنی جدہ صحیحہ وارث بن سکتی ہے۔

جدہ صحیحہ:...... وہ جدہ کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں جد فاسد نہ آئے۔ مثلا: نانی، دادی، پڑدادی

جدہ فاسدہ:...... وہ جدہ کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں جد فاسد آ جائے۔ مثلا نانے کی ماں۔ اگلے باب کے شروع میں جد فاسد کی وضاحت دیکھیں۔

(٦٣٦٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِيْ لَهَا بِالسُّدُسِ فَأَعْطَاهَا أَبُوْبَكْرٍ السُّدُسَ۔ (مسند احمد: ١٨١٤١)

(دوسری سند) اس میں ہے: سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ نے جدّہ کے لیے چھٹے حصے کا فیصلہ کیا، پس سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے چھٹا حصہ نافذ کر دیا۔

(٦٣٦١)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى لِلْجَدَّتَيْنِ مِنَ الْمِيْرَاثِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دادی اور نانی دونوں کو وراثت میں سے چھٹا حصہ برابر

(٦٣٦٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٣٦١) تخريج: اسناده ضعيف، الفضيل بن سليمان النميري لين الحديث، واسحاق بن يحيى بن الوليد مجهول الحال، ثم روايته عن جده عبادة مرسلة۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٤٠، والبيهقي: ٦/ ٢٣٥ (انظر: ٢٢٧٧٨)

بِالسُّدُسِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

برابر تقسیم کر کے دینے کا فیصلہ فرمایا۔

فوائد:...... ان روایات سے معلوم ہوا کہ جدہ صحیحہ کا حصہ چھٹا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي مِيْرَاثِ الْجَدِّ

جدّ کی وراثت کا بیان

(٦٣٦٢)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَالِيْ مِنْ مِيْرَاثِهِ؟ قَالَ: ((لَكَ السُّدُسُ۔)) قَالَ: ((فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ۔)) قَالَ: ((لَكَ سُدُسٌ آخَرُ۔)) فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ قَالَ: ((إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ طُعْمَةٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۱۵۷)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میرا پوتا فوت ہو چکا ہے، مجھے اس کی میراث سے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لئے چھٹا حصہ ہے۔“ جب وہ واپس جانے کے لئے مڑا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ”تجھے چھٹا حصہ بھی ملے گا۔“ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ”یہ چھٹا حصہ تیرے لیے زائد ہے، (یہ حصہ کے طور پر نہیں دیا گیا)۔“

فوائد:...... عربی زبان میں دادے اور نانے دونوں کو ”جَدّ“ کہتے ہیں، علم میراث میں ”جَدّ“ کی دو قسمیں ہیں: (۱) جد صحیح اور (۲) جد فاسد، صرف اول الذکر یعنی جد صحیح وارث بن سکتا ہے۔

جد صحیح:...... وہ جد کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں عورت نہ آئے۔ مثلا: دادا، پڑدادا۔

جد فاسد:...... وہ جد کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں کوئی عورت آ جائے۔ مثلا نانا، دادی کا باپ۔

باپ اور جد صحیح اصحاب الفروض بھی ہیں اور عصبہ بھی، یہ پہلے اپنا مقررہ حصہ لیتے ہیں، اس کے بعد ترکہ کی کچھ مقدار ان کو بطورِ عصبہ بھی مل سکتی ہے۔

مسئلے کی صورت یہ ہے کہ سائل کا پوتا فوت ہوا ہے اور اس نے دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ان دو بیٹیوں کے لیے دو تہائی (۲/۳) حصہ ہے اور (سائل) دادے کے لیے چھٹا (۱/۶) حصہ ہے۔ عصبہ چونکہ اور کوئی نہیں، اس لیے دادا (سائل) باپ کی جگہ پر ہو کر عصبہ بھی بن رہا ہے اور اسے باقی (۱/۶) بھی مل جائے گا اس بعد والے چھٹے حصہ کے بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ زائد ہے یعنی یہ مقررہ فرض حصے کے علاوہ عصبہ کے طور پر دیا گیا ہے۔

(عبداللہ رفیق)

(٦٣٦٢) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصري لم يسمع من عمران بن حصين۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۹۶، والترمذي: ۲۰۹۹ (انظر: ۱۹۹۱۵)

(٦٣٦٣)۔ (وَعَنْهُ اَيْضًا) أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: اَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْجَدِّ شَيْئًا؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَعْطَاهُ الثُّلُثُ، قَالَ: مَعَ مَنْ؟ قَالَ: لَا اَدْرِيْ، قَالَ: لَا دَرَيْتَ۔ (مسند احمد: ٢٠٢٣٦)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے جدّ کی میراث کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہو؟ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: جی میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ نے اِس کو ایک تہائی حصہ دیا تھا، انھوں نے کہا: کن وارثوں کے ساتھ؟ اس نے کہا: یہ تو میں نہیں جانتا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر تو نے سمجھا ہی نہیں۔

فوائد:...... جدصحیح کا حصہ چھٹا ہے، نہ کہ ایک تہائی، البتہ یہ ممکن ہے کہ جب جدصحیح کو دو طرف سے ترکہ ملے، یعنی فرضی حصہ بھی اور بطورِ عصبہ بھی، تو اس کا مجموعی حصہ ایک تہائی بن جائے۔

(٦٣٦٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ شَهِدْتُ عُمَرَ قَالَ: وَقَدْ كَانَ جَمَعَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَيَاتِهِ وَصِحَّتِهِ فَنَاشَدَهُمُ اللّٰهَ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فِي الْجَدِّ شَيْئًا، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِفَرِيْضَةٍ فِيْهَا جَدٌّ فَأَعْطَاهُ ثُلُثًا أَوْ سُدُسًا، قَالَ: وَمَا الْفَرِيْضَةُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْرِيَ۔ (مسند احمد: ٢٠٥٧٥)

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ آیا کسی نے جدّ کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک مسئلہ لایا گیا اور اس میں دادا بھی تھا، تو آپ ﷺ نے دادے کو چھٹا یا تیسرا حصہ دیا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ مسئلہ کیا تھا، یعنی اس مسئلے کے افراد کون تھے؟ انھوں نے کہا: یہ تو میں نہیں جانتا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے یہ جاننے سے کس چیز نے منع کر دیا تھا؟

فوائد:...... کسی وارث کا حصہ معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ وہ حصہ اس کو دوسرے کن وارثوں کی موجودگی میں ملتا ہے، وگرنہ بات ادھوری رہ جائے گی اور کوئی علمی فائدہ نہیں ہوگا، مثلاً دادے کی مندرجہ ذیل مختلف صورتیں ہیں:

(٦٣٦٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان۔ أخرجه الحميدي: ٨٣٣، والنسائي في "الكبرى": ٦٣٣٦ (انظر: ١٩٩٩٤)

(٦٣٦٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٧٢٢ (انظر: ٢٠٣٠٩)

(۱) جب باپ موجود ہو تو جد کو کچھ نہیں ملتا۔
(۲) ہر قریبی جد دور والے جد کو ساقط کر دیتا ہے۔
(۳) جب باپ موجود نہ ہو اور میت کی وارث بننے والی نرینہ اولاد ہو تو جد کو چھٹا حصہ ملے گا۔
(۴) جب باپ موجود نہ ہو اور میت کی وارث بننے والی صرف مؤنث اولاد ہو تو جد کو چھٹا حصہ بھی ملے گا اور وہ عصبہ بھی بنے گا۔
(۵) جب نہ باپ موجود ہو اور نہ میت کی وارث بننے والی اولاد تو جد صرف عصبہ بنے گا۔

آپ غور کریں کہ پانچ صورتوں میں سے صرف ایک صورت میں جد صرف چھٹے حصے کا مستحق ٹھہرتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ وارث کے حصے کا بھی علم ہو اور اس چیز کا بھی علم ہو کہ دوسرے کن وارثوں کی موجودگی میں یہ حصہ ملے گا۔

(٦٣٦٥)۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ عَنْ فَرِيْضَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَدِّ، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ الْمُزَنِيُّ، فَقَالَ: قَضٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: مَاذَا؟ قَالَ: السُّدُسُ، قَالَ: مَعَ مَنْ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: لَا دَرَيْتَ فَمَا تُغْنِيْ إِذًا۔ (مسند احمد: ٢٠٥٧٦)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وراثت سے جدّ کے فرضی حصے کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا، سیدنا معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا: کیا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے چھٹا حصہ دیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کن افراد کے ساتھ؟ انہوں نے کہا: یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے مسئلہ سمجھا ہی نہیں، تجھے یہ کیا کفایت کرے گا۔

(٦٣٦٦)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَهُ عَلَى الْقَضَاءِ إِذْ جَاءَهُ كِتَابُ ابْنِ الزُّبَيْرِ: سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّكَ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ الْجَدِّ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِيْ قُحَافَةَ وَلٰكِنَّهُ أَخِيْ فِي الدِّيْنِ وَصَاحِبِيْ فِي

سعید بن جبیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے قضاء کا عہدہ ان کے سپرد کیا ہوا تھا، ان کو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ خط موصول ہوا: السلام علیکم، اما بعد! تم نے جدّ کی میراث معلوم کرنے کے لیے مجھے خط لکھا ہے، تو گزارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''اگر میں نے اس امت سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کا انتخاب کرتا، لیکن وہ میرا دینی بھائی اور غار کا ساتھی ہے۔'' اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(٦٣٦٥) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٩٧، وابن ماجه: ٢٧٢٣ (انظر: ٢٠٣١٠)
(٦٣٦٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه مختصرا البخاري: ٣٦٥٨ (انظر: ١٦١٠٧)

الْغَارِ۔)) جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا وَ أَحَقُّ مَا أَخَذْنَاهُ قَوْلُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ١٦٢٠٦)

جدّ کو باپ کے قائم مقام قرار دیا تھا اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ ہم اس پر عمل کریں۔

فوائد:...... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی روشنی میں جد کو چھٹا حصہ دیا تھا۔

(٦٣٦٧)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ: اِنَّ الَّذِیْ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا سِوَى اللّٰهِ حَتّٰی اَلْقَاهُ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ۔)) جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا۔ (مسند احمد: ١٦٢١٩)

(دوسری سند) سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک وہ شخصیت کہ رسول اللہ ﷺ نے جس کے بارے میں فرمایا تھا: ''اگر میں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔'' اس ذات نے جدّ کو باپ کے قائم مقام قرار دیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ مِیْرَاثِ ذَوِی الْأَرْحَامِ
ذوی الارحام کی میراث کا بیان

(٦٣٦٨)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْكَرِبَ الْكِنْدِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَیْنًا أَوْضَیْعَةً فَإِلَیَّ، وَأَنَا وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَهُ، أَفُكُّ عَنْهُ وَأَرِثُ مَالَهُ، وَالْخَالُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَهُ، یَفُكُّ عَنْهُ وَیَرِثُ مَالَهُ (وَفِیْ لَفْظٍ) وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَاوَارِثَ لَهُ وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَاوَارِثَ لَهُ أَرِثُهُ وَأَعْقِلُ عَنْهُ۔)) (مسند احمد: ١٧٣٣١)

سیدنا مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو ترکہ میں مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثاء کا ہوگا اور جس نے قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے، تو میں اس کا ذمہ دار ہوں گا، جس کا کوئی سرپرست نہیں ہوگا، میں اس کا سرپرست ہوں، میں اس کی طرف سے ادائیگی کروں گا اور اس کا وارث بنوں گا، اور جس کا کوئی وارث نہیں ہوگا، اس کا ماموں اس کا وارث بنے گا اور وہی اس کی طرف سے ادائیگی کرے گا، اور اس کا وارث بنے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ماموں اس کا وارث ہوگا، جس کا کوئی وارث نہیں ہوگا اور جس کا بالکل کوئی وارث نہیں ہوگا، میں اس کا وارث بنوں گا اور اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا۔''

فوائد:...... ''میں اس کی طرف سے ادائیگی کروں گا۔'' سے مراد یہ ہے کہ میت کے بعض جرائم کی وجہ سے جو ادائیگیاں اس کے ذمے تھیں اور عصبہ نے جن کو ادا کرنا ہوتا ہے، وہ آپ ﷺ ادا کریں گے۔

(٦٣٦٧) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٣٦٨) تخریج: حدیث جیّد۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٩٩، وابن ماجه: ٢٧٣٨(انظر: ١٧١٩٩)

فوائد:...... ذوی الارحام وہ رشتہ دار ہیں جو نہ اصحاب الفروض ہوں اور نہ عصبہ، مثلا: ماموں، خالہ، پھوپھی، نواسی وغیرہ۔ جب میت کے رشتہ داروں میں اصحاب الفروض، عصبہ نسبی اور عصبہ سببی میں سے کوئی بھی نہ ہوتو اس کا ترکہ ذوی الارحام میں تقسیم کیا جائے گا، ان کی کیفیتِ توریث میں بڑا اختلاف ہے، اس فن سے متعلقہ کسی کتاب کا مطالعہ کریں۔

اس حدیثِ مبارکہ میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ جب میت کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ ماموں کو دے دیا جائے گا، جبکہ ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔

(٦٣٦٩)۔ عَنْ اَبِی أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى اَبِیْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ أَنْ عَلِّمُوْا غِلْمَانَكُمُ الْعَوْمَ وَمُقَاتِلَتَكُمُ الرَّمْیَ، فَكَانُوْا يَخْتَلِفُوْنَ اِلَى الْأَغْرَاضِ فَجَاءَ سَهْمٌ غَرْبٌ اِلٰى غُلَامٍ فَقَتَلَهُ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ أَصْلٌ وَكَانَ فِیْ حَجْرِ خَالٍ لَهُ فَكَتَبَ فِيْهِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ اِلٰى عُمَرَ ﷺ اِلٰى مَنْ أَدْفَعُ عَقْلَهُ؟ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ۔)) (مسند احمد: ٣٢٣)

سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف یہ تحریری حکم بھیجا کہ اپنے لڑکوں کو تیراکی اور جنگجوؤں کو تیراندازی کی تعلیم دو، پس وہ لوگ اپنے اہداف کو سامنے رکھ کر نشانہ بازی کرتے تھے، ایک دن ایک تیر ایک لڑکے کو لگا اور وہ فوت ہو گیا، کوئی پتہ نہ چل سکا کہ وہ کس کی نسل سے ہے، البتہ وہ اپنے ایک ماموں کی پرورش میں تھا، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس لڑکے کی دیت کس کے سپرد کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کوئی سرپرست نہ ہو، اللہ اور اس کا رسول اس کے سرپرست ہوں گے اور ماموں اس کا وارث بنے گا، جس کا کوئی وارث نہ ہو۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ مِيْرَاثِ الْمَوْلٰى مِنْ أَسْفَل وَمَنْ أَسْلَمَ عَلٰى يَدِهِ رَجُلٌ
غلام کی اور اس شخص کی میراث کا بیان جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو

(٦٣٧٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَجُلٌ مَاتَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَتْرُكْ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اَعْتَقَهُ فَأَعْطَاهُ مِيْرَاثَهُ۔ (مسند احمد: ١٩٣٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں ایک آدمی فوت ہو گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا، البتہ اس کا ایک آزاد کیا ہوا غلام تھا، پس آپ ﷺ نے اس کی میراث اس کو دے دے۔

(٦٣٦٩) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٧٣٧، والترمذی: ٢١٠٣ (انظر: ٣٢٣)

(٦٣٧٠) تخريج: اسناده ضعيف، عوسجه لايعرف۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٠٥، وابن ماجه: ٢٧٤١، والترمذی: ٢١٠٦ (انظر: ١٩٣٠)

فوائد:...... غلام کے آزاد کنندہ کو عصبہ سببی کہتے ہیں، عصبہ نسبی کی عدم موجودگی میں عصبہ سببی ان کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

(٦٣٧١)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ فَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلْتَمِسُوْا لَهُ وَارِثًا، اِلْتَمِسُوْا لَهُ ذَا رَحِمٍ۔)) قَالَ: فَلَمْ يُوْجَدْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِدْفَعُوْهُ اِلٰى أَكْبَرِ خُزَاعَةَ۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٣٢)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ از د قبیلے کا ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس کا کوئی وارث نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا کوئی وارث تلاش کرو، اس کا کوئی رشتہ دار تلاش کرو۔'' لیکن کوئی قرابتدار نہ مل سکا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خزاعہ قبیلے کے سب سے بڑے کو یہ میراث دے دو۔''

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، جب میت کا کوئی رشتہ دار نہیں ہو گا تو مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا، یا حکمران کسی مصلحت کو سامنے رکھ کر مال کو تقسیم کر دے گا، جیسا کہ اگلی حدیثِ مبارکہ میں ہے۔

(٦٣٧٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ فَمَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَ لَا حَمِيْمًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَعْطُوْا مِيْرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٥٦٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک غلام کھجور سے گر کر فوت ہو گیا، اس کا کچھ ترکہ تو تھا، لیکن اس کی اولاد تھی نہ رشتہ دار، رسول اللہ ﷺ نے اس کی میراث کے بارے میں فرمایا: ''اس کی بستی کے کسی آدمی کو دے دو۔''

فوائد:...... بستی کے آدمی کا نہ ترکہ کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ وہ مستقل طور پر وارث بنتا ہے، دراصل جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کا کوئی وارث موجود نہیں ہے تو یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ ترکہ اس کی بستی کے کسی آدمی کو دے دیا جائے، آپ ﷺ کا یہ فیصلہ بیت المال میں ترکہ جمع کروا دینے کے مترادف ہے، یعنی حکمران کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ جیسے چاہے فیصلہ کر دے۔

(٦٣٧٣)۔ عَنْ تَمِيْمٍ نِ الدَّارِيِّ قَالَتْ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدِ الرَّجُلِ مِنَ

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کافروں میں سے ایک آدمی کسی مسلمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہے، اس کے بارے میں کیا

(٦٣٧١) تخريج: اسناده ضعيف، ابو بكر جبريل بن احمر الجملي ليس بالقوي۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٠٤، والنسائي: ٦٣٩٦ (انظر: ٢٢٩٤٤)

(٦٣٧٢) اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٠٢، وابن ماجه: ٢٧٣٣، والترمذي: ٢١٠٥ (انظر: ٢٥٠٥٤)

(٦٣٧٣) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٢٩١٨، والترمذي: ٢١١٢، وابن ماجه: ٢٧٥٢ (انظر: ١٦٩٥٣)

الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: ((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِحَيَاتِهِ وَمَوْتِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۰۷۷)

طریقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مسلمان دوسروں کی بہ نسبت اس کی زندگی اور موت میں اس کا سب سے زیادہ حقدار ہوگا۔''

فوائد:...... سعید بن منصور کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ((یَرِثُهُ وَیَعْقِلُ عَنْهُ))......''وہ اس کا وارث بنے گا اور اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا۔'' لیکن اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے، لیکن اس کے بارے میں امام البانی نے کہا: فیستشهد به۔ (صحیحه: ۲۳۱۶)

امام عبد اللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے ورثاء کی عدم موجودگی میں ایسا شخص وارث بنے گا۔ امام ثوری نے کہا: یہ وارث بنے گا اور یہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہوگا۔ (مصنف عبد الرزاق: ۶/ ۲۰، ۹/ ۳۹)

یاد رہے کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ۹ھ میں مسلمان ہوئے، اس لیے اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعوی نہیں کرنا چاہیے۔

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ وَالزَّانِيَّةِ مِنْهُمَا وَمِيْرَاثِهِمَا مِنْهُ وَانْقِطَاعِهِ مِنَ الْأَبِ

لعان اور زنا والی اولاد کا اپنی ماؤں کا اور ان کی ماؤں کا ان کا وارث بننا اور ایسی اولاد کا باپ سے منقطع ہو جانا

(۶۳۷۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَلَدِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنَّهُ يَرِثُ أُمَّهُ وَتَرِثُهُ، وَمَنْ قَفَاهَا بِهِ جُلِدَ ثَمَانِيْنَ، وَمَنْ دَعَاهُ وَلَدَ زِنًا جُلِدَ ثَمَانِيْنَ۔ (مسند احمد: ۷۰۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کی اولاد کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ اپنی ماں کی وارث بنے گی اور اس کی ماں اس اولاد کی، لیکن جس نے اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی، اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جس نے اس کی اولاد کو زنا کی اولاد کہا، اس کو بھی اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۶۳۷۵)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ اللَّيْثِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْأَةُ تَحُوْزُ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ، عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهُ

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت تین قسم کی میراثیں سمیٹتی ہے، اپنے آزاد کردہ غلام کی، گرے پڑے بچے کی اور اس بچے کی جس پر اس نے

(۶۳۷۴) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن (انظر: ۷۰۲۸)

(۶۳۷۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عمرو بن رؤبة، وفيه بقية بن الوليد مدلس تدليس التسوية۔ أخرجه ابوداود: ۲۹۰۶، والترمذي: ۲۱۱۵، وابن ماجه: ۲۷۴۲ (انظر: ۱۶۰۱۱)

الَّذِیْ تُلَاعِنُ عَلَیْهِ)) (مسند احمد: ۱۶۱۰۷) لعان کیا ہو۔''

فوائد:...... مذکورہ بالا دو روایات ضعیف ہیں، درج ذیل دو احادیث ملاحظہ ہوں:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَعَلَ مِیْرَاثَ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ لِأُمِّهِ وَلِوَرَثَتِهَا مِنْ بَعْدِهَا۔...... نبی کریم ﷺ نے لعان والے بیٹے کی میراث اس کی ماں کے لیے اور اس کے بعد اس کے ورثاء کے لیے مقرر فرمائی۔ (ابو داود: ۲۹۰۷)

لعان والے ایک قصے کے بارے میں سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: وَکَانَ ابْنُهَا یُنْسَبُ اِلٰی أُمِّهِ، فَجَرَتِ السُّنَّةُ أَنَّهُ یَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا۔ ......اس لعان والی عورت کے بیٹے کو صرف اس کی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا، پس یہ سنت جاری ہو گئی کہ ایسا بیٹا اپنی ماں کا وارث بنے گا اور اس کی ماں اس کی وارث بنے گی۔ (صحیح بخاری: ۵۳۰۹، صحیح مسلم: ۱۴۹۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس بچے پر میاں بیوی میں لعان ہو جائے، وہ صرف اپنی ماں کی طرف منسوب ہو گا اور اس کی میراث کا سلسلہ بھی صرف ماں سے ہو گا، زنا کے بچے کا بھی یہی حکم ہو گا۔

(۶۳۷۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا مُسَاعَاةَ فِی الْاِسْلَامِ، مَنْ سَاعٰی فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَدْ اَلْحَقْتُهُ بِعَصَبَتِهِ وَمَنِ ادَّعٰی وَلَدَهُ مِنْ غَیْرِ رِشْدَةٍ فَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ۔)) (مسند احمد: ۳۴۱۶)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''اسلام میں کوئی زنا نہیں ہے اور جس نے جاہلیت میں زنا کیا، میں نے (اس کے سبب پیدا ہونے والی اولاد کو) اس کے عصبہ کے ساتھ ملا دیا ہے اور جس نے بغیر نکاح کے کسی بچے کا دعویٰ کیا تو وہ آدمی نہ اس بچے کا وارث ہو گا اور نہ یہ بچہ اس کا وارث ہو گا۔''

فوائد:...... باپ اور بیٹا نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں، جبکہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا، نسب کے لیے نکاحِ شرعی ضروری ہے، لہٰذا زنا کے نتیجے میں جنم لینے والی اولاد باپ کی طرف نسبت سے محروم ہو جائے گی اور ان کا باپ سے میراث کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے گا، ایسی اولاد کی نسبت اور میراث کا سلسلہ صرف ان کی ماں سے ہو گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ فَرَّ مِنْ تَوْرِیْثِ وَارِثِهِ
اس شخص کا بیان جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنا چاہے

(۶۳۷۷)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ أَنَّ غَیْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِیَّ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوا تو ان کی دس بیویاں تھیں، نبی

(۶۳۷۶) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه ابوداود: ۲۲۶۴ (انظر: ۳۴۱۶)

(۶۳۷۷) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه مختصرا الترمذی: ۱۱۲۸، وابن ماجه: ۱۹۵۳ (انظر: ۴۶۳۱)

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا۔)) فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَائَهُ وَقَسَّمَ مَالَهُ بَيْنَ بَنِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ، فَقَالَ: إِنِّيْ لَأَظُنُّ الشَّيْطَانَ فِيْمَا يَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهُ فِيْ نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ أَنْ لَاتَمْكُثَ إِلَّا قَلِيْلًا، وَاَيْمُ اللّٰهِ! لَتُرَاجِعَنَّ نِسَائَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِيْ مَالِكَ أَوْ لَأُوَرِّثُهُنَّ مِنْكَ، وَلَآمُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمُ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ أَبِيْ رِغَالٍ۔ (مسند احمد: ٤٦٣١)

کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: ''تم ان میں سے کل چار بیویاں منتخب کرلو۔'' عہد فاروقی میں سیدنا غیلان رضی اللہ عنہ نے تمام بیویوں کو طلاق دے دی اور سارا مال بیٹوں میں تقسیم کر دیا، جب یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے ان کو بلایا اور کہا: میرا خیال ہے کہ شیطان نے فرشتوں سے تیری موت کی خبر سن کر تیرے دل میں ڈال دی ہے، اب شاید تیری تھوڑی زندگی باقی رہ گئی ہو۔ اللہ کی قسم ہے! یا تو تو اپنی بیویوں سے رجوع کر کے ان کو مال واپس کرے گا، یا میں خود ان بیویوں کو تیرا وارث بناؤں گا اور تیری قبر کے بارے میں حکم دوں گا کہ اس کو ایسے رجم کیا جائے، جیسے ابو رِغال کی قبر کو کیا گیا تھا۔''

فوائد:...... سیدنا غیلان رضی اللہ عنہ دراصل جاہلیت کی عادات واطوار کی طرف لوٹنا چاہتے تھے۔

ابو رغال کون تھا؟ اس کے بارے میں دو اقوال ہیں: (أ) یہ ثمود سے تھا، جب اس کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو یہ حرم میں تھا، لیکن جب حرم سے نکلا تو قوم کے عذاب میں پھنس گیا۔ (ب) ابتدائے زمانہ میں ٹیکس وصول کرنے والا ایک آدمی تھا، اس کی قبر مکہ اور طائف کے درمیان ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر کو رجم کیا جائے گا۔

بَابُ الْمِيْرَاثِ بِالْوَلَاءِ

ولاء کی وجہ سے میراث کا بیان

(٦٣٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔)) (مسند احمد: ٤٨١٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولاء، آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔''

فوائد:...... وَلاء وہ رشتۂ وراثت ہے، جس کے ذریعے آزاد کنندہ یا اس کے عصبہ بنفسہ آزاد شدہ کے وارث بنتے ہیں۔ آزاد کنندہ اور اس کے عصبہ بنفسہ کو عصبہ سببی کہتے ہیں، جب اصحاب الفروض سے مال بچ جائے یا اصحاب الفروض سرے سے موجود نہ ہوں تو عصبہ نسبی وارث بنتے ہیں، اگر عصبہ نسبی نہ ہوں تو عصبہ سببی ترکہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

یہ ولاء، نسب کی طرح کا ایک حق ہے، اس لیے نسب کی طرح ہی نہ اس کی خرید وفروخت کی جا سکتی ہے اور نہ اس کو ہبہ کیا جا سکتا ہے۔

(٦٣٧٨) تخریج: أخرجه البخاري: ٦٧٥٩ (انظر: ٤٨١٧)

(٦٣٧٩)۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٥١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(٦٣٨٠)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَلْمٰى بِنْتِ حَمْزَةَ اَنَّ مَوْلَاهَا مَاتَ وَتَرَكَ ابْنَةً، فَوَرَّثَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَتَهُ النِّصْفَ وَوَرَّثَ يَعْلَى النِّصْفَ وَكَانَ ابْنَ سَلْمٰى۔ (مسند احمد: ٢٧٨٢٧)

سیدہ سلمٰی بنت حمزہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا آزاد کردہ غلام فوت ہو گیا اور اس نے ایک بیٹی وارث چھوڑی، نبی کریم ﷺ نے نصف مال کا اس کی بیٹی کو اور نصف مال کا یعلی کو وارث بنایا۔ یہ یعلی، سلمٰی کا بیٹا تھا۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن ایسی صورت میں مسئلہ ایسے ہی ہو گا۔

(٦٣٨١)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقَادُ وَالِدٌ مِنْ وَلَدٍ)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرِثُ الْمَالَ مَنْ يَرِثُ الْوَلَاءَ)) (مسند احمد: ١٤٧)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''اولاد کے عوض والد سے قصاص نہ لیا جائے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو ولاء کا وارث ہوگا، وہی مال کا وارث بنے گا۔''

(٦٣٨٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ عَمْرٌو جَاءَ بَنُوْ مَعْمَرِ بْنِ حَبِيْبٍ يُخَاصِمُوْنَهُ فِيْ وَلَاءِ اُخْتِهِمْ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: اَقْضِيْ بَيْنَكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا اَحْرَزَ الْوَلَدُ وَالْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ۔)) فَقَضٰى لَنَا بِهِ۔ (مسند احمد: ١٨٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ (شام سے) واپس آئے تو معمر بن حبیب کے بیٹے ان کے پاس آ کر اپنی بہن کی ولاء کے بارے میں جھگڑنے لگے، مقدمہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا گیا اور انہوں نے کہا: میں تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اولاد یا والدین جس مال کا احاطہ کر لیں، وہ ان کے عصبہ کو ملے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔'' پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث کی روشنی میں ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا۔

فوائد:...... اس کا پس منظر یہ ہے کہ رئاب بن حذیفہ نے ام وائل سے شادی کی، اس سے تین بچے پیدا ہوئے، پھر ام وائل وفات پا گئی، اس کے بیٹے اس کے وارث تھے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ان کو لے کر شام چلے گئے،

(٦٣٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٦، ومسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٤١٥٠)

(٦٣٨٠) اسناده ضعيف لانقطاعه، قتادة لم يسمع من سلمى۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٧٣٤ (انظر: ٢٧٢٨٤)

(٦٣٨١) حديث حسن۔ أخرجه مختصرا وبنحوه ابن ماجه: ٢٦٦٢، والترمذي: ١٤٠٠ (انظر: ١٤٧)

(٦٣٨٢) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٩١٧، وابن ماجه: ٢٧٣٢ (انظر: ١٨٣)

جہاں وہ طاعون کی وجہ سے فوت ہوگئے، سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ ان کے عصبہ کی حیثیت سے ان کے وارث ہوئے، جب اس متوفی خاتون کے قبیلہ والے دعویٰ لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت پہ پہنچے تو تب انھوں نے اس حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا اور عصبہ کی حیثیت سے سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کو مستحق قرار دیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الْكَلَالَةِ

کلالہ کا بیان

(٦٣٨٣)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَلَالَةِ، فَقَالَ: ((تَكْفِيْكَ آيَةُ الصَّيْفِ۔)) فَقَالَ: لَأَنْ اَكُوْنَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْهَا أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ حُمْرُ النَّعَمِ۔ (مسند احمد: ٢٦٢)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بارے میں موسم گرما میں نازل ہونے والی آیت تجھے کفایت کرتی ہے۔'' پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ یقینی بات ہے کہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیا ہوتا تو یہ چیز مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسند ہوتی۔

فوائد:...... کلالہ سے مراد وہ میت ہے، جس کے والدین ہوں نہ اولاد۔ یہ اکلیل سے مشتق ہے، اکلیل ایسی چیز کو کہتے ہیں جو کہ سر کو اس کے اطراف یعنی کناروں سے گھیر لے، کلالہ کو بھی کلالہ اس لیے کہتے ہیں کہ اصول وفروع کے اعتبار سے تو اس کا وارث نہ بنے، لیکن اطراف وجوانب سے وارث قرار پا جائے، جیسے بہن بھائی وغیرہ۔

سورۂ نساء میں دو مقامات پر کلالہ کا ذکر ہے، آیت نمبر (۱۲) اور آیت نمبر (۱۷۶) میں، اول الذکر آیت موسم سرما میں اور آخر الذکر موسم گرما میں نازل ہوئی تھی۔

(٦٣٨٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: اِنِّيْ لَا أَدَعُ شَيْئًا أَهَمَّ اِلَيَّ مِنَ الْكَلَالَةِ، وَمَا اَغْلَظَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَيْءٍ مُنْذُ صَاحَبْتُهُ مَا اَغْلَظَ لِيْ فِي الْكَلَالَةِ، وَمَا رَاجَعْتُهُ فِيْ شَيْءٍ مَا رَجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ حَتّٰى طَعَنَ بِاِصْبَعِهِ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! اَلَا تَكْفِيْكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِيْ فِيْ آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ۔)) فَاِنْ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا، جو میرے نزدیک کلالہ کی بہ نسبت زیادہ اہم ہو، اُدھر آپ ﷺ نے اس مسئلے کے بارے میں مجھ پر اتنی سختی کی کہ جب سے میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ ملا، آپ ﷺ نے مجھ پر اتنی سختی نہیں کی تھی اور میں نے آپ ﷺ سے جتنا مراجعہ کلالہ کے بارے میں کیا، اتنا کسی اور مسئلے میں نہیں کیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے میرے سینے میں اپنی انگلی ماری

(٦٣٨٣) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٦٢)
(٦٣٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٦٧، ١٦١٧ (انظر: ١٨٦)

أَعْشِ أَقْضِي فِيْهَا قَضِيَّةً يَقْضِيْ بِهَا مِنَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔ (مسند احمد: ۱۸٦)

اور فرمایا: ''اے عمر! کیا تجھے سورۂ نساء کے آخر والی آیت کافی نہیں ہے، جو موسم گرما میں نازل ہوئی تھی؟'' پھر انھوں نے کہا: اگر میری زندگی رہی تو میں کلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ بیان کروں گا کہ ہر شخص اس کو سمجھ جائے گا، وہ قرآن پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو۔

فوائد:...... سورۂ نساء کی آیت نمبر (۱۲) میں کلالہ کے اخیافی بہن بھائیوں کا اور آیت نمبر (۱۷٦) میں عینی اور علاتی بہن بھائیوں کا ذکر ہے، اگر دونوں مقامات کو غور کے ساتھ پڑھا جائے تو کلالہ سے متعلقہ مسائل سمجھ آ جاتے ہیں۔

(٦٣٨٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْكَلَالَةِ، فَقَالَ: ((تَكْفِيْكَ آيَةُ الصَّيْفِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۷۹۰)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موسم گرما والی آیت تیرے لیے کافی ہے۔''

(٦٣٨٥) تخریج: اسناده ضعیف، سماع ابی بکر بن عیاش من أبی اسحاق لیس بذاك القوی وثبت الحدیث عن عمر رضی اللہ عنہ کما سلف۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۸۹، والترمذی: ۳۰٤۲ (انظر: ۱۸۵۸۹)

اَلنَّوْعُ الثَّالِثُ مِنَ الْفِقْهِ الْاَقْضِيَةُ وَالْاَحْكَامُ

فقہ کی تیسری نوع: اقضیہ احکام

كتاب القضاء والشهادات

فیصلوں اور شہادتوں کے مسائل

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي يُصِيبُ وَيُخْطِيءُ وَأَجْرُ الْقَاضِي الْمُجْتَهِدِ وَكَيْفَ يَقْضِي

قاضی کے فیصلے میں درستی اور خطا دونوں کے امکان، مجتہد قاضی کے اجر اور اس کے فیصلہ کرنے کی کیفیت کا بیان

(٦٣٨٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَصْمَانِ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ لِعَمْرٍو: ((اقْضِ بَيْنَهُمَا يَا عَمْرُو!)) فَقَالَ: أَنْتَ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((وَاِنْ كَانَ)) قَالَ: فَإِذَا قَضَيْتُ بَيْنَهُمَا فَمَا لِيْ؟ قَالَ: ((اِذَا أَنْتَ قَضَيْتَ فَأَصَبْتَ الْقَضَاءَ فَلَكَ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَاِنْ أَنْتَ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ حَسَنَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٧٨)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: دو آدمی آپس کا ایک جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے عمرو! ان کے درمیان فیصلہ کرو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس امر کے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ میں ہوں۔“ میں نے کہا: اگر میں ان کے مابین فیصلہ کروں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نے فیصلہ کیا اور درست صورت تک پہنچ گئے تو دس نیکیاں ملیں گی اور اگر اجتہاد میں خطا اور غلطی ہو گئی تو ایک نیکی ملے گی۔“

(٦٣٨٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا، الفرج بن فضالة ضعيف، محمد بن عبد الاعلى و أبوه لا يعرفان۔ أخرجه الدارقطني: ٤/ ٢٠٣ (انظر: ١٧٨٢٤)

فوائد:...... حدیث نمبر (۶۳۸۹)، اس باب کی پہلی تین احادیث سے کفایت کرتی ہے۔

(٦٣٨٧)۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَإِنِ اجْتَهَدْتَ فَأَصَبْتَ الْقَضَاءَ فَلَكَ عَشَرَةُ أُجُوْرٍ وَإِنِ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ أَجْرٌ وَاحِدٌ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٧٩)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے اجتہاد کیا اور فیصلہ درست کر لیا تو دس اجر ملیں گے اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور خطا ہوگئی تو ایک اجر ملے گا۔''

(٦٣٨٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو إِنَّ خَصْمَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَضَى بَيْنَهُمَا، فَسَخِطَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَضَى الْقَاضِي فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ عَشَرَةُ أُجُوْرٍ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ كَانَ لَهُ أَجْرٌ أَوْ أَجْرَانِ۔)) (مسند احمد: ٦٧٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انھوں نے ان کے درمیان فیصلہ کیا اور جس کے خلاف فیصلہ ہوا، وہ ناراض ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور شکایت کی، آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''جب قاضی فیصلہ کرتا ہے اور پوری جد وجہد کرتا ہے اور درست فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے دس اجر ملتے ہیں اور اگر پوری محنت کے باوجود اس سے خطا ہو جائے تو اس کو ایک یا دو اجر پھر بھی ملتے ہیں۔''

(٦٣٨٩)۔ عَنِ ابْنِ قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ١٧٩٢٦)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب حاکم پوری محنت کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور درستی کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب پوری محنت کے باوجود اس سے خطا ہو جاتی ہے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔''

یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(٦٣٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الفرج ابن فضالة۔ أخرجه الدارقطني: ٤/ ٢٠٣، والطبراني في "الصغير": ١٣١، وفي "الاوسط": ١٦٠٦ (انظر: ١٧٨٢٥)

(٦٣٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، وجهالة سلمة بن اكسوم۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ٨٨، والطبراني في "الاوسط" (انظر: ٦٧٥٥)

(٦٣٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٥٢، ومسلم: ١٧١٦ (انظر: ١٧٧٧٤)

فوائد:...... حاکم، شرعی علم وفہم میں اتنا بلند مقام رکھتا ہو کہ اس میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت ہو، جس آدمی میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت نہ ہو، اس کو حاکم بننے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، ایسا شخص خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرے گا، ایسے شخص کی قرآن وحدیث کی نصوص میں سخت مذمت کی گئی ہے، مثال کے طور پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ)) ......" جس آدمی کو بغیر علم کے فتوی دیا گیا، اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہوگا۔" (ابوداود: ٣٦٥٧)

ہمارے معاشرے میں جہاں دینی وشرعی علم کی قدر بہت کم ہوئی ہے، وہاں اس علم کے حاملین بھی بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں، اللہ تعالی گواہ ہے کہ اب خاندانوں اور بازاروں کے فیصلے کرنے والی پنچائتیں ایسے ایسے افراد پر مشتمل ہوتی ہیں، جو بے نماز اور بد کردار ہوتے ہیں اور کوئی ایک سورت یا حدیث ترجمہ کے ساتھ سنانے پر بھی قادر نہیں ہوتے، صرف وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سرمایہ دار ہوتے ہیں یا رہ چکے ہوتے ہیں، ایسی پنچائتوں کے چند فیصلے یہ ہیں:

ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، صاحبوں نے عدت کے اندر ہی اسی خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کر دیا، جبکہ ایسا کرنے والے لوگ حنفی تھے، جن کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، ان لوگوں نے ایک ظلم تو یہ کیا کہ تین طلاقوں کے بعد اسی خاوند سے نکاح کر دیا، جبکہ ایسا نکاح قبول ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور دوسرا ظلم یہ کیا کہ عدت کے اندر نکاح کر دیا، جبکہ عدت کے اندر خاتون کا نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

اس سے زیادہ قابل افسوس فیصلہ کہ ایک اور خاوند نے اپنی بیوی کو اسی طرح تین طلاقیں دے دیں، بیوی اور اس کے سسرال والے بیوی کے والدین کو اس وقوعہ کی اطلاع نہیں دینا چاہتے تھے، سو جاہلوں نے اس کا حل کیا نکالا کہ سسر نے اپنی اس بہو سے کہا: تم مجھے ولی تسلیم کرلو، میں اپنے بیٹے کے ساتھ تمہارا دوبارہ نکاح کرا دیتا ہوں، پس ایسے ہی ہوا، اوپر والی مثال والے دو مظالم بھی تھے اور تیسرا ظلم یہ بھی تھا کہ ولی کے بغیر رسمِ نکاح رچا دی گئی۔

حمید نے کسی کا حق دینا تھا، جبکہ وہ انکار پر تلا ہوا تھا، پنچائت نے فیصلہ کیا کہ حمید نے قسم اٹھانی ہے، لیکن حقدار اس کی قسم پر اعتبار کرنے کے لیے تیار نہ تھا، اس نے کہا کہ حمید کی بجائے اس کا بھائی حامد قسم اٹھائے، جبکہ حامد کو اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی، لیکن پنچائت نے یہ فیصلہ دینا چاہا کہ چلو حامد قسم اٹھالے۔ یہ علم شرعی سے محرومی اور شرعی علوم کے حاملین کی بے وقعی کے نتائج ہیں۔

(٦٣٩٠)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟))

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو عامل بنا کر یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ نے پوچھا: "جب کوئی مقدمہ پیش ہو تو تو کس طرح فیصلہ کرے

(٦٣٩٠) اسناده ضعيف لابهام اصحاب معاذ وجهالة الحارث بن عمرو، لكن مال الى القول بصحته غير واحد من المحققين من أهل العلم۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٩٣، والترمذي: ١٣٢٨ (انظر: ٢٢٠٠٧)

قَالَ: أَقْضِيْ بِمَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؟)) قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟)) قَالَ: اَجْتَهِدُ رَأْيِيْ، لَا آلُوْ، قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرِيْ ثُمَّ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يُرْضِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۵۷)

گا؟'' انھوں نے کہا: جی میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو تو؟'' انھوں نے کہا: تو پھر اللہ کے رسول کی سنت کی روشنی میں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر رسول اللہ کی سنت میں بھی نہ ملے تو؟'' انھوں نے کہا: تو پھر میں اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا: ''اس اللہ کے لئے تعریف ہے، جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی کہ جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث سنداً ضعیف ہے، اگرچہ شریعت کا سرسری مطالعہ رکھنے والوں کی زبانوں پر بہت مشہور ہے۔

(۶۳۹۱)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ (يَعْنِيْ قَاضِيًا) وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِ، قَالَ: قُلْتُ: تَبْعَثُنِيْ اِلٰى قَوْمٍ يَكُوْنُ بَيْنَهُمْ أَحْدَاثٌ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ لِسَانَكَ وَيُثَبِّتُ قَلْبَكَ۔)) قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ۔ (مسند احمد: ۶۳۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا، جبکہ میں ابھی نوعمر تھا، اس لیے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک ایسی قوم کے ہاں بھیج رہے ہیں، جن کے درمیان نت نئے معاملات جنم لیتے ہیں اور مجھے تو قضا کا علم ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری زبان کی رہنمائی کرے گا اور تیرے دل میں مضبوطی پیدا کر دے گا۔'' اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے مجھے کبھی کوئی شک و شبہ نہیں ہوا۔

فوائد:...... یہ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ پوری کی۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الْقَضَاءِ وَالْوِلَايَةِ وَنَحْوِهَا

قضا اور امارت کی حرص رکھنے کی کراہت کا بیان

(۶۳۹۲)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: اقْضِ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ: لَا أَقْضِيْ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَلَا أَؤُمُّ رَجُلَيْنِ، أَمَا

یزید بن موہب سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگوں کے مابین فیصلہ کرو، انھوں نے کہا: میں دو آدمیوں کے مابین قاضی بنوں گا نہ دو آدمیوں کا امام

(۶۳۹۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۱۰ (انظر: ۶۳۶)

(۶۳۹۲) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه ابن حبان: ۵۰۵۶ (انظر: ۴۷۵)۔

سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِمَعَاذٍ۔)) قَالَ عُثْمَانُ: بَلٰى، قَالَ: فَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تَسْتَعْمِلَنِيْ، فَأَعْفَاهُ وَقَالَ: لَا تُخْبِرْ بِهٰذَا أَحَدًا۔ (مسند احمد: ٤٧٥)

بنوں گا، اے عثمان! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ''جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگی، اس نے بہت بڑی پناہ مانگی۔'' ؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی، کیوں نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے عامل بنائیں، پس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معاف کر دیا، لیکن کہا: کسی اور کو یہ حدیث بیان نہ کرنا۔

(٦٣٩٣)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَرَادَ الْحَجَّاجُ أَنْ يَجْعَلَ ابْنَهُ عَلٰى قَضَاءِ الْبَصْرَةِ، قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ وُكِلَ اِلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ۔)) (مسند احمد: ١٣٣٣٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہ حجاج نے ان کے بیٹے کو بصرہ پر قاضی مقرر کرنا چاہا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عہدۂ قضا طلب کیا اور دوسرے کے تعاون سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے اس عہدے کے سپرد کر دیا جائے گا اور جو آدمی نہ اس کو طلب کرتا ہے اور نہ اس کے حصول کے لئے دوسروں کا تعاون لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرشتہ نازل کرے گا، جو درستی کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا۔''

(٦٣٩٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ عَنْ اَنَسٍ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِلَ اِلَيْهِ، وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَيْهِ نَزَلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ فَيُسَدِّدُهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٢٠٨)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عہدۂ قضا خود طلب کیا وہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جسے زبردستی دیا گیا، اس پر ایک فرشتہ نازل ہوگا، جو بہتری کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا۔''

فوائد:...... درج ذیل حدیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے:

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْاَمَارَةَ، فَاِنَّكَ اِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا، وَاِنْ أُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا۔)) (صحيح بخاری: ٦٦٢٢، صحيح مسلم: ١٦٥٢) ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! تو خود امارت کا سوال

(٦٣٩٣) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف عبد الاعلى الثعلبي، وضعف بلال بن ابي موسى۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٨٧، والترمذي: ١٣٢٣، وابن ماجه: ٢٣٠٩ (انظر: ١٣٣٠٢)

(٦٣٩٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

نہ کر، کیونکہ اگر یہ تجھے سوال کرنے کی بنا پر دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر یہ تجھے سوال کے بغیر دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی۔''

(٦٣٩٥)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا فَذَاكَرْتُهَا حَتّٰی ذَكَرْنَا الْقَاضِيَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِي الْعَدْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاعَةٌ يَتَمَنّٰى أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِيْ تَمْرَةٍ قَطُّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٦٨)

عمران بن حطان کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان سے مذاکرہ کرنے لگا، یہاں تک کہ قاضی کے عہدے کا ذکر ہونے لگا، اس موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاضی پر قیامت کے روز ایک گھڑی ایسی آئے گی کہ وہ یہ آرزو کرے گا کہ کاش کہ اس نے دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔''

(٦٣٩٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ۔)) (مسند احمد: ٨٧٦٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے لوگوں پر قاضی مقرر کیا گیا، اسے گویا چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔''

فوائد:...... یقیناً امتِ مسلمہ کے لیے قاضی اور حاکم کا ہونا ضروری ہے اور وہ لوگ بڑے خوش بخت اور سعادت مند ہیں جو عہدۂ قضا پر فائز ہونے کے بعد عدل و انصاف کے ترازو کو تھامے رکھتے ہیں، جبکہ ایسے لوگ بہت کم ہیں، حکمرانوں اور قاضیوں کی اکثریت عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہ کر سکی اور ان کی وجہ سے عوام الناس پر بڑا ظلم و ستم ڈھایا گیا۔

عدل و انصاف والے پہلو کو دیکھ کر شریعتِ مطہرہ میں اس شعبے کی مدح سرائی کی جاتی ہے اور ظلم و تعدی والے پہلو کو دیکھ کر اس کی مذمت کی جاتی ہے۔

بَابُ التَّشْدِيْدِ عَلَى الْحُكَّامِ الْجَائِرِيْنَ وَفَضْلِ الْمُقْسِطِيْنَ

ظالم حاکموں کی مذمت اور مُنصِف حکمرانوں کی فضیلت کا بیان

(٦٣٩٧)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَا مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک یا دو مرتبہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو حاکم اور فیصل لوگوں کے درمیان

(٦٣٩٥) تخریج: اسناده ضعیف، صالح بن سرج وعمرو بن العلاء الشنی من رجال التعجیل۔ أخرجه الطیالسی: ١٥٤٦، والبیهقی: ١٠/ ٩٦ (انظر: ٢٤٤٦٤)

(٦٣٩٦) اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٧١، والترمذی: ١٣٢٥، وابن ماجه: ٢٣٠٨ (انظر: ٨٧٧٧)

(٦٣٩٧) تخریج: اسناده ضعیف لضعف مجالد الهمدانی، وروی مرفوعا و موقوفا، والموقوف اصح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣١١ (انظر: ٤٠٩٧)

حَكَمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ اِلَّا حُبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ آخِذٌ بِقَفَاهُ حَتّٰى يَقِفَهُ عَلٰى جَهَنَّمَ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنْ قَالَ: اَلْقِهِ، اَلْقَاهُ فِيْ جَهَنَّمَ يَهْوِيْ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔)) (مسند احمد: ٤٠٩٧)

فیصلہ کرتا ہے، قیامت والے دن اسے روک لیا جائے گا اور فرشتہ اسے گردن سے پکڑ کر دوزخ کے بالکل قریب لا کر کھڑا کر دے گا، پھر وہ فرشتہ سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جانب دیکھے گا، اگر اللہ تعالیٰ یہ کہہ دے گا کہ اس کو پھینک دے تو وہ فرشتہ اسے دوزخ میں پھینک دے گا اور وہ چالیس سال تک گرتا رہے گا۔''

(٦٣٩٨)۔ عَنْ اَبِيْ أَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْقَاضِي حِيْنَ يَقْضِيْ، وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْقَاسِمِ حِيْنَ يَقْسِمُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٠٨)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاضی جب فیصلہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی طرح جب کوئی آدمی مال تقسیم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔'' (یعنی جب تک وہ انصاف کرتے رہتے ہیں)۔

(٦٣٩٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰى ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ: ((اَلَّذِيْنَ اِذَا أُعْطُوْا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَحَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٨٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون لوگ ہیں جو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سائے کی طرف سبقت لے جانے والے ہوں گے؟'' لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جب انہیں حق ملے تو اسے قبول کرتے ہیں اور جب ان سے حق کا سوال کیا جائے تو وہ اس کو خرچ کرتے ہیں اور جب لوگوں کے لئے فیصلہ کرتے ہیں تو ایسے فیصلہ کرتے ہیں، جیسے وہ اپنے نفسوں کے لیے کر رہے ہوں۔''

(٦٤٠٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ بِمَا أَقْسَطُوْا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں انصاف کرنے والے روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے موتیوں کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے، اس وجہ سے کہ انھوں نے دنیا میں انصاف کیا تھا۔''

(٦٣٩٨) اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة سيء الحفظ۔ أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٣٢ (انظر: ٢٣٥١١)
(٦٣٩٩) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيء الحفظ (انظر: ٢٤٣٧٩)
(٦٤٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٢٧ (انظر: ٦٤٨٥)

فِي الدُّنْيَا۔)) (مسند احمد: ٦٤٨٥)

(٦٤٠١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((اَلْمُقْسِطُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَلٰى يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ، الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا۔)) (مسند احمد: ٦٤٩٢)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انصاف کرنے والے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے، جبکہ اللہ تعالی کے دونوں ہاتھ دائیں ہی ہیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل و عیال کے حق میں اور اپنے ماتحت امور اور افراد کے حق میں انصاف کرتے ہوں گے۔''

(٦٤٠٢)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَّارٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَ قَوْمٍ، فَقُلْتُ: مَا أُحْسِنُ أَنْ أَقْضِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَللّٰهُ مَعَ الْقَاضِيْ مَا لَمْ يَحِفْ عَمَدًا۔)) (مسند احمد: ٢٠٥٧١)

سیدنا معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے لوگوں کے مابین کوئی فیصلہ کرنے کا حکم دیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اچھے انداز میں فیصلہ نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتا ہے، جب تک وہ ظلم نہ کرے۔''

فوائد:...... سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِيْ مَا لَمْ يَجُرْ، فَإِذَا جَارَ تَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ۔)) ......''بیشک اللہ تعالی اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتا ہے، جب تک وہ ظلم نہیں کرتا، جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالی اس سے ہٹ جاتا ہے اور شیطان اس کو چمٹ جاتا ہے۔'' (ترمذی: ١٣٣٠، ابن ماجہ: ٢٣١٢)

اس موضوع سے متعلقہ احادیث صحیحہ کا تقاضا یہ ہے کہ حکمرانوں اور حاکموں کو عدل و انصاف کی روش اختیار کرنی چاہیے، جبکہ عدل کے تقاضے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو پورا کرنا بہت مشکل ہے، مسلم حکمران طبقے کو خلفائے راشدین کے طرزِ خلافت کا مطالعہ کرنا چاہیے اور یہ نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اس شعبے کا چودھراہٹ کے اظہار اور دنیوی مال و زر کے حصول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٦٤٠١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٤٠٢) تخريج: اسناده ضعيف جدا، نفيع بن الحارث الاعمى متروك الحديث، وقد كذبه ابن معين۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٥٣٩ (انظر: ٢٠٣٠٥)

بَابُ نَهْيِ الْحَاكِمِ عَنِ الرِّشْوَةِ
حاکم کو رشوت سے منع کرنے کا بیان

(٦٤٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔)) (مسند احمد: ٩٠١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لعنت کرے رشوت دینے والے پر اور لینے والے پر۔''

فوائد:...... رشوت: وہ رقم جو ابطالِ حق یا احقاقِ باطل یا اپنے مفاد کو پورا کرنے کے لیے کسی کو دی جائے، مثال کے طور پر قاتل کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے جج کو رقم دینا، کسی امتحان میں زیادہ نمبر لگوانے کے لیے ممتحن کو روپیہ پیسہ دینا، رقم لے کر اپنی کمپنی سے کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کرنا، رقم لے کر اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

جو اسباب کسی شخص کو اس کی ذمہ داری اور ڈیوٹی کے تقاضے پورے نہیں کرنے دیتے، ان میں سے ایک بڑا سبب رشوت ہے اور یہ ایسی منحوس بیماری ہے کہ جو غیر محسوس انداز میں اکثر ملازمین میں سرایت کر گئی ہے، خاص طور پر قضا سے متعلقہ عہدوں میں، اللہ تعالی سے عافیت کا سوال ہے۔

(٦٤٠٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔)) (مسند احمد: ٦٥٣٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے رشوت دینے والے پر اور لینے والے پر لعنت کی ہے۔

(٦٤٠٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔)) (مسند احمد: ٦٩٨٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشوت دینے والے پر اور لینے والے پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔''

(٦٤٠٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّبَا اِلَّا أُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا اِلَّا أُخِذُوْا

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قوم میں سود پھیل جائے، ان پر قحط سالی مسلط کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے، وہ خوف اور رعب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔''

(٦٤٠٣) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ١٣٣٦ (انظر: ٩٠٣١)

(٦٤٠٤) اسناده قوی۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٨٠، والترمذی: ١٣٣٧، وابن ماجه: ٢٣١٣ (انظر: ٦٥٣٢)

(٦٤٠٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٤٠٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبد الله بن لهيعة سيىء الحفظ، ومحمد بن راشد المرادی مجهول غير معروف، ويبدو أنه سقط رجل بين محمد بن راشد وعمرو (انظر: ١٧٨٢٢)

بِالرُّعْبِ۔)) (مسند احمد: ١٧٩٧٦)

فوائد:...... اس حدیث کا پہلا جملہ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

(٦٤٠٧)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ، وَالرَّائِشَ يَعْنِي الَّذِيْ يَمْشِيْ بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ٢٢٧٦٢)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے، تینوں پر لعنت کی ہے۔

فوائد:...... رائش (دلال) وہ ہے جو رشوت خور اور رشوت دینے والے میں رشوت میں کمی بیشی کرا کر شریک ہوتا ہے۔

أَبْوَابُ آدَابِ الْقَضَاءِ وَالْقَاضِي

قضا اور قاضی کے آداب کا بیان

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحُكْمِ اِلَّا بَعْدَ سَمَاعِ كَلَامِ الْخَصْمَيْنِ

فریقین کا کلام سن لینے سے پہلے فیصلہ کر دینے سے ممانعت کا بیان

(٦٤٠٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: قَاضِيًا) فَقُلْتُ: تَبْعَثُنِيْ اِلٰى قَوْمٍ أَسَنَّ مِنِّيْ وَاَنَا حَدَثٌ لَا أُبْصِرُ الْقَضَاءَ؟ قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِيْ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ وَاهْدِ قَلْبَهُ، يَا عَلِيُّ! اِذَا جَلَسَ اِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ۔)) قَالَ: فَمَا اخْتَلَفَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ أَوْ مَا اَشْكَلَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بطور قاضی بھیجا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک جہاندیدہ قوم کی جانب بھیج رہے ہیں، جبکہ میں ابھی نوخیز جوان ہوں اور قضا کا تجربہ بھی نہیں ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: ''اے میرے اللہ! اس کی زبان کو ثابت قدم رکھ اور اس کے دل کو راہ ہدایت دے۔ اے علی! جب جھگڑے والے دو آدمی تیرے پاس آئیں تو پہلے کی طرح دوسرے کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کر، اگر تو اس طرح دونوں کی بات سنے گا تو تیرے لیے فیصلہ کرنا واضح ہو جائے گا۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے

(٦٤٠٧) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "الرائش ......" وهذا اسناد ضعيف، ليث بن أبي سليم ضعيف، وقد اضطرب في هذا الحديث، وشيخه ابو الخطاب مجهول، ابوزرعة روايته عن ثوبان مرسلة۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٦/ ٥٤٩، والبزار: ١٣٥٣، والحاكم: ٤/ ١٠٣ (انظر: ٢٢٣٩٩)

(٦٤٠٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٨٢، والترمذي: ١٣٣١، (انظر: ٨٨٢)

عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ٨٨٢)

ہیں: اس کے بعد فیصلہ کرتے وقت میں کبھی بھی کسی اختلاف اور اشکال میں نہیں پڑا۔

فوائد:...... کسی بھی قاضی اور حاکم کے لیے یہ بہت بڑا اصول ہے کہ جھگڑا سے متعلقہ تمام فریقوں کی باتیں سن کر تحقیق کرے اور صرف پہلے فریق کا دعوی سننے کے بعد کسی کے ظالم یا مظلوم ہونے کا فیصلہ نہ کرے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحُكْمِ فِيْ حَالَةِ الْغَضَبِ

غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے ممانعت کا بیان

(٦٤٠٩)۔ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ اَبَاهُ أَمَرَهُ أَنْ يَكْتُبَ اِلَى ابْنٍ لَهُ وَكَانَ قَاضِيًا بِسِجِسْتَانَ أَمَّا بَعْدُ: فَلَا تَحْكُمَنَّ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحْكُمْ اَحَدٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: لَا يَقْضِي الْحَاكِمُ) بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٧٤١)

ابن ابی بکرہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے، جو کہ سجستان کے علاقے میں قاضی تھا، کو یہ خط لکھا: اما بعد! جب تو غصہ کی حالت میں ہو تو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی یا کوئی حاکم غصے کی حالت میں دو افراد کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''

فوائد:...... دو یا زائد افراد یا فریقوں کے مابین فیصلہ کرنے کے لیے صبر و تحمل کی اشد ضرورت ہے، بلکہ یہ صفت تو قاضی اور حاکم کا زیور ہے، غیظ و غضب کسی مسئلے کا حل نہیں ہے، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ ظالم فرد یا فریق کے ظلم کی نوعیت کو دیکھ اس کے سامنے غصے کا اظہار کیا جا سکتا ہے، تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، لیکن فیصلہ کرتے وقت حاکم کو غصے کی حالت میں نہیں ہونا چاہیے۔

(٦٤١٠)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اسْتَشَاطَ السُّلْطَانُ تَسَلَّطَ الشَّيْطَانُ۔)) (مسند احمد: ١٨١٤٧)

سیدنا عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سلطان انتہائی غصے میں ہوتا ہے تو اس وقت شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔''

(٦٤٠٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ٢٠٤٦٧)

(٦٤١٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال محمد بن عطية۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٤٤٤ (انظر: ١٧٩٨٤)

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ جُلُوْسِ الْخَصْمَيْنِ اَمَامَ الْقَاضِي
فریقین کا قاضی کے سامنے بیٹھنے کا بیان

(٦٤١١)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ عَمْرِو بْنِ الزُّبَيْرِ خُصُوْمَةٌ فَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَ عَمْرُو ابْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ عَلَى السَّرِيْرِ، فَقَالَ سَعِيْدٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: هَاهُنَا، فَقَالَ: لَا، قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اِنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ۔ (مسند احمد: ١٦٢٠٣)

سیدنا مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی سیدنا عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی جھگڑا ہو گیا، سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ سیدنا عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ چارپائی پر ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن زبیر سے کہا: یہاں تشریف لے آؤ، لیکن انہوں نے کہا: جی نہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کی قضا کا طریقہ یا آپ ﷺ کی سنت کو اپنائیں گے اور وہ یہ ہے کہ دونوں فریق حاکم کے سامنے بیٹھیں۔

فوائد:...... جب حاکم کسی کو اپنے سامنے بٹھا کر بات سنے گا تو حقیقت تک رسائی حاصل کرنا زیادہ ممکن ہو جائے گا، بہرحال یہ روایت ضعیف ہے، لیکن عام طور پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس آ کر اپنے جرائم کا اعتراف کرتے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوتے تھے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَاِنْ حُكِمَ لَهُ بِهِ فِي الظَّاهِرِ وَهَلْ يَحْكُمُ الْقَاضِيْ بِعِلْمِهِ أَمْ لَا
باطل چیز پر جھگڑنے والے کے گناہ کا بیان، اگرچہ بظاہر اس کے لیے فیصلہ کر دیا گیا ہو اور اس چیز کا بیان کہ کیا قاضی اپنے علم کی روشنی میں فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں

(٦٤١٢)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ) لَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَاِنَّمَا أَقْضِيْ لَهُ بِمَا يَقُوْلُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک بشر ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمات لے کر آتے ہو، اس لیے ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی دوسروں کی بہ نسبت دلائل کے نشیب و فراز سے زیادہ واقف ہے اور میں تو اس کے بیان کے مطابق ہی فیصلہ کروں

(٦٤١١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مصعب بن ثابت، ولانقطاعه۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤٦، والحاكم: ٤/ ٩٤، وأخرجه ابوداود مختصرا: ٣٥٨٨ (انظر: ١٦١٠٤)

(٦٤١٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٨٠، ٧١٦٩، ومسلم: ١٧١٣ (انظر: ٢٥٦٧٠)

مِـنْ حَقِّ أَخِيْهِ بِقَوْلِهِ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِـنَ النَّارِ، فَـلَا يَأْخُذْهَا۔)) (مسند احمد: ٢٦١٨٩)

گا، لہٰذا اگر میں کسی کے حق میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس کو نہ لے، کیونکہ ایسی صورت میں میں اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا۔‘‘

فوائد:...... حاکم نے گواہوں اور دلیلوں کی روشنی میں فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حاکم کے فیصلے کا حرام کو حلال کرنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یعنی اگر وہ کسی چیز کا غیر مستحق آدمی کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے تو اس فیصلے سے وہ چیز اس آدمی کے لیے حلال نہیں ہو جائے گی، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، بلکہ وہ حرام ہی رہے گی۔

(٦٤١٣)۔ وَعَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ٨٣٧٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس قسم کی ایک حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٦٤١٤)۔ عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ قَـالَ: سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: ((مَنْ خَاصَمَ فِيْ بَـاطِـلٍ وَ هُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ۔)) (مسند احمد: ٥٣٨٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو علم ہونے کے باوجود ناحق جھگڑا کرے تو وہ اس سے دستبردار ہونے تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہوگا۔‘‘

فوائد:...... ہمارے ہاں خاندانی اور مذہبی تعصب کی بنا پر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگ ظالم کا ساتھ دینے پر تل جاتے ہیں اور عدالتوں اور کچہریوں میں جا کر اس کے حق میں جھوٹی گواہیاں دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

اَبْوَابُ الدَّعَاوِیْ وَالْبَيِّنَاتِ وَصُوْرَةِ الْيَمِيْنِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

دعووں، گواہیوں اور قسم کی صورتوں وغیرہ کے ابواب

بَابُ اِسْتِحْلَافِ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالدِّمَاءِ وَغَيْرِهِمَا اِذَا لَمْ تُوْجَدْ بَيِّنَةٌ لِلْمُدَّعِيْ

مالوں اور خونوں جیسے معاملات میں جب مُدَّعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مُدَّعیٰ علیہ سے قسم لینے کا بیان

(٦٤١٥)۔ عَـنِ ابْـنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ اِلَـيَّ ابْـنُ عَبَّـاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ قَالَ: ((لَـوْ أَنَّ الـنَّـاسَ أُعْطُوْا بِدَعْوَاهُمْ، اِدَّعَى نَاسٌ مِنَ النَّاسِ دِمَاءَ نَاسٍ وَأَمْوَالَهِمْ وَلٰكِنَّ

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ تحریر بھیجی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر لوگوں کو ان کے دعووں کے مطابق دیا جائے تو وہ لوگوں کے خونوں اور مالوں کا دعوی کر دیں، لیکن قسم مُدَّعیٰ علیہ پر ہو

(٦٤١٣) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣١٨ (انظر: ٨٣٩٤)

(٦٤١٤) تخريج: اسناده صحيح أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٧، والبيهقي: ٦/ ٨٢ (انظر: ٥٣٨٥)

(٦٤١٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥١٤، ٢٦٦٨، ومسلم: ١٧١١ (انظر: ٣١٨٨)

اَلْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٣١٨٨) گی۔"

فوائد:...... یہ شریعتِ اسلامیہ کا بڑا اہم اور سادہ قانون ہے کہ مدّعی اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے، وگرنہ مُدّعٰی علیہ قسم اٹھا کر اس کے دعوے سے بری ہو جائے گا، لیکن اس کو چاہیے کہ وہ جھوٹی قسم سے مکمل اجتناب کرے، وگرنہ اگلی حدیث کا مصداق بن جائے گا، ایسے موقع پر حاکم کو چاہیے کہ وہ وعظ و نصیحت کرے اور آخرت کی اہمیت اور دنیا کی بے ثباتی بیان کرے۔

(٦٤١٦)۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّ هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى أَرْضِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ وَخَصْمُهُ رَبِيْعَةُ بْنُ عَبْدَانَ) فَقَالَ لَهُ: ((بَيِّنَتُكَ۔)) قَالَ: لَيْسَ لِيْ بَيِّنَةٌ، قَالَ: ((يَمِيْنُهُ۔)) قَالَ: إِذًا يَذْهَبُ، قَالَ: ((لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذٰلِكَ۔)) فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔)) (مسند احمد: ١٩٠٦٩)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے، ان کا زمین کا جھگڑا تھا، ایک امرء القیس بن عابس کندی تھا اور اس کا مقابل ربیعہ بن عبدان تھا، اول الذکر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے جاہلیت میں میری زمین زبردستی چھین لی تھی۔ آپ ﷺ نے کندی سے فرمایا: "دلیل پیش کرو۔" وہ کہنے لگا: دلیل تو کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر مدّعا علیہ قسم اٹھائے گا۔" اس نے کہا: وہ تو پھر میرا مال ہتھیا لے گا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے علاوہ تیرے حق میں کچھ ہے ہی نہیں۔" پھر جب وہ قسم اٹھانے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو ظلم کرتے ہوئے کسی کی زمین ہتھیا لے گا تو وہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔"

(٦٤١٧)۔ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَاصَمْتُ ابْنَ عَمٍّ لِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بِئْرٍ كَانَتْ لِيْ فِيْ يَدِهِ، فَجَحَدَنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيِّنَتُكَ أَنَّهَا بِئْرُكَ وَإِلَّا فَيَمِيْنُهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ

سیدنا اشعث بن قیس کہتے ہیں: میرا ایک کنویں تھا اور اس کے معاملے میں میرا اپنے چچا زاد بھائی سے جھگڑا تھا، اس نے یہ کنواں مجھے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا، میں یہ مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "دلیل لاؤ کہ یہ کنواں تمہارا ہے، وگرنہ وہ قسم اٹھا

(٦٤١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٣٩ (انظر: ١٨٨٦٣)
(٦٤١٧) أخرجه بنحوه البخاري: ٢٣٥٦، ٤٥٤٩، ٦٦٧٦، ٦٦٧٧، ومسلم: ١٣٨ (انظر: ٢١٨٤٨)

اللّٰہِ ﷺ! مَا لِی بَیِّنَۃٌ، إِنْ تَجْعَلْہَا بِیَمِیْنِہِ تَذْہَبْ بِبِئْرِیْ، إِنَّ خَصْمِیْ امْرُؤٌ فَاجِرٌ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَہُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ۔)) وَقَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَہْدِ اللّٰہِ﴾ (آل عمران: ۷۷) الآیۃ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۹۱)

لے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس دلیل تو نہیں ہے اور میرا مقابل فاجر اور فاسق آدمی ہے، اس لیے اگر آپ ﷺ قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا تو وہ میرا کنواں ہتھیا لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کا مال نا حق ہتھیائے گا وہ اس حال میں اللہ تعالی سے ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہو گا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَہْدِ اللّٰہِ وَأَیْمَانِہِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا أُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَہُمْ فِی الْآخِرَۃِ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ إِلَیْہِمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ۔﴾...... ''بے شک جو لوگ اللہ تعالی کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالی نہ تو ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

بَابُ مَنْ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاہِدِ

ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے والے کا بیان

(۶۴۱۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَضٰی بِیَمِیْنٍ وَشَاہِدٍ، قَالَ زَیْدُ بْنُ الْحُبَابِ: سَأَلْتُ مَالِکَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّاہِدِ ہَلْ یَجُوْزُ فِی الطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ، فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا ہٰذِہِ فِی الشِّرَاءِ وَالْبَیْعِ وَأَشْبَاہِہِ۔ (مسند احمد: ۲۹۶۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کیا۔ زید بن حباب کہتے ہیں: میں نے سیدنا مالک بن انس سے قسم اور گواہ کے متعلق پوچھا کیا یہ طلاق اور غلام کی آزادی میں بھی کافی ہے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، یہ تو صرف خرید و فروخت جیسے معاملات میں ہے۔

(۶۴۱۹)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاہِدِ، قَالَ عَمْرٌو:

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے گواہ کے ساتھ ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا، عمرو نے کہا: یہ مالوں کے معاملات کے لیے

(۶۴۱۸) تخریج: أخرجہ مسلم: ۱۷۱۲ (انظر: ۲۹۶۷)

(۶۴۱۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

وَاِنَّمَا ذَاكَ فِي الْأَمْوَالِ۔ (مسند احمد: ٦٩٢٩) ہے۔

فوائد:...... مُدّعی اپنے دعوی پر دو گواہ پیش کرے گا، اگر دو گواہ میسر نہ ہوں تو وہ ایک گواہ پیش کر دے، لیکن اس کے ساتھ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے ایک قسم اٹھائے، آپ ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کا یہی مسلک ہے، البتہ امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ دو گواہ ہی ضروری ہے، لیکن یہ رائے درست نہیں ہے۔ اگر مُدّعی کے پاس ایک گواہ بھی نہ ہو تو پھر اس کو قسم اٹھانے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا اور مُدّعی علیہ اپنے حق میں قسم اٹھا کر بری ہو جائے گا۔

(٦٤٢٠)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ قَالَ جَعْفَرٌ: قَالَ اَبِيْ: وَقَضٰى بِهٖ عَلِيٌّ بِالْعِرَاقِ۔ (مسند احمد: ١٤٣٢٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کیا؛ جعفر کہتے ہیں: میرے والد صاحب نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عراق میں اسی طرح فیصلہ کیا تھا۔

(٦٤٢١)۔ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَمْرِو بْنِ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُمْ وَجَدُوْا فِيْ كُتُبِ اَوْ كِتَابِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ۔ (مسند احمد: ٢٢٨٢٧)

عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تحریروں میں یہ چیز بھی لکھی ہوئی پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا تھا۔

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْقُرْعَةِ فِيْمَا اِذَا ادَّعَا الْخَصْمَانِ مِلْكَ شَيْءٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ وَمَا ذَا يَفْعَلُ اِذَا كَانَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ وَتَعَارَضَتِ الْبَيِّنَاتُ

جب فریقین کسی چیز کی ملکیت کا دعوی کریں اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو قرعہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کا بیان، اسی طرح اس چیز کی وضاحت کہ اگر دونوں کے پاس گواہ تو ہوں، لیکن متعارض ہوں

(٦٤٢٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَءَ افِيْ دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَأَمَرَهُمَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِيْنِ، اَحَبَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک جانور کے بارے میں جھگڑ پڑے، جبکہ کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، پس نبی کریم ﷺ نے انہیں قسم اٹھانے پر قرعہ ڈالنے کا حکم

(٦٤٢٠) اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٣٦٩، و الترمذى: ١٣٤٤ (انظر: ١٤٢٧٨)

(٦٤٢١) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذى: ١٣٤٣ (انظر: ٢٢٤٦٠)

(٦٤٢٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٣٦١٦، ٣٦١٨، وابن ماجه: ٢٣٢٩ (انظر: ١٠٣٤٧)

أَوْ كَرِهَا۔ (مسند احمد: ١٠٣٥٢)

دیا، یہ حکم ان کو پسند ہو یا نہ ہو۔

(٦٤٢٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُكْرِهَ الْاِثْنَانِ عَلَى الْيَمِيْنِ وَاسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهِمَا عَلَيْهَا۔)) (مسند احمد: ٨١٩٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مدّعِی اور مُدَّعا علیہ دونوں قسم پر مجبور کئے جائیں اور وہ اس کو پسند بھی کریں تو ان میں قسم پر قرعہ ڈالا جائے گا۔''

فوائد:...... صحیح بخاری، نسائی اور بیہقی میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((عَرَضَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی قَوْمٍ الْيَمِيْنَ فَأَسْرَعَ الْفَرِيْقَانِ جَمِيْعًا فِي الْيَمِيْنِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِيْنِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ۔)) ......''نبی کریم ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی، لیکن جب آپ ﷺ نے فریقین کو قسم اٹھانے کے لیے جلدی کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پہلے قسم کے معاملے میں یہ قرعہ ڈالا جائے کہ قسم کون اٹھائے گا۔''
ان احادیث میں بڑا اہم قانون بیان کیا گیا کہ جب مدّعی اور مُدّعٰی علیہ کا پتہ نہ چل رہا ہو اور دونوں آدمی قسم اٹھانے پر بھی تل جائیں تو دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی، بلکہ قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کے حق میں قرعہ نکلے گا، صرف وہ قسم اٹھائے گا، اگر اس نے قسم اٹھالی تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔

(٦٤٢٤)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اِخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٩٨٣٢)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک چوپائے کا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ دونوں میں سے کسی کے پاس کوئی دلیل نہ تھی، پس آپ ﷺ نے اس سواری کو ان کے درمیان نصف تقسیم کر دیا۔

بَابُ جَامِعٌ فِي قَضَايَا حَكَمَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
رسول اللہ ﷺ کے کیے ہوئے چند متفرق فیصلہ جات

(٦٤٢٥)۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٦٤٢٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٤٢٤) تخريج: حديث معلول بين اهل الحديث مع الاختلاف فى اسناده على قتادة۔ أخرجه ابوداود: ٣٦١٣، والنسائى: ٨/ ٢٤٨، وابن ماجه: ٢٣٣٠ (انظر: ١٩٦٠٣)

(٦٤٢٥) تخريج: اسناده ضعيف، الفضيل بن سليمان النميرى لين الحديث، واسحاق بن يحيى الوليد مجهول الحال، ثم روايته عن جده عبادة مرسلة، لكن القصص والقضايا التى يأتى ذكرها فيما يلى صحيحة بالشواهد: قصة المعدن جبار......، قصة الركاز، قصة تأبير النخل وقصة مال المملوك، قصة الولد للفراش، قصة الشفعة، قصة حمل بن مالك، قصة الرحبة، قصة حيز النخلة، قصة شرط النخل، قصة عطية المرأة، قصة توريث الجدتين، قصة عتق المملوك، لا ضرر ولا ضرار، ليس لعرق ظالم حق، منع فضل الماء، قصة الدية الكبرى. (انظر: ٢٢٧٧٨)

حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ ثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْعَجْمَاءُ: اَلْبَهِيْمَةُ مِنَ الْأَنْعَامِ وَغَيْرِهَا، وَالْجُبَارُ: هُوَ الْهَدْرُ وَالَّذِيْ لَا يُغَرَّمُ، (وَقَضٰى) فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ، (وَقَضٰى) اَنَّ تَمْرَ النَّخْلِ لِمَنْ أَبَّرَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، (وَقَضٰى) اَنَّ مَالَ الْمَمْلُوْكِ لِمَنْ بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، (وَقَضٰى) أَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، (وَقَضٰى بِالشُّفْعَةِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فِي الْاَرْضِيْنَ وَالدُّوْرِ، (وَقَضٰى) لِحَمَلٍ (بِفَتْحِ الْحَاءِ وَالْمِيْمِ) بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ بِمِيْرَاثِهِ عَنْ اِمْرَأَتِهِ الَّتِيْ قَتَلَتْهَا الْأُخْرٰى، (وَقَضٰى) فِي الْجَنِيْنِ الْمَقْتُوْلِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، قَالَ: فَوَرِثَهَا بَعْلُهَا وَبَنُوْهَا، قَالَ: وَكَانَ لَهُ مِنْ إِمْرَأَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا وَلَدٌ، قَالَ: فَقَالَ اَبُوْ الْقَاتِلَةِ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا مِنَ الْكُهَّانِ۔))، قَالَ: (وَقَضٰى) فِي الرَّحْبَةِ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فِيْهِمَا فَقَضٰى اَنَّ يُتْرَكَ لِلطَّرِيْقِ فِيْهَا

نے فیصلہ فرمایا کہ کان بھی رائیگاں ہے، کنواں بھی رائیگاں ہے، چوپائے کا زخم بھی رائیگاں ہے۔ ”عَجْمَاء“ سے مراد چوپایہ ہے اور ”جُبَار“ سے مراد ہدر ہو جانے والی وہ چیز ہے، جس کی چٹی نہیں بھری جاتی۔ رکاز میں پانچویں حصے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درخت کا پھل اس کا ہے جس نے اس کو پیوند لگایا ہے، الا یہ کہ خریدار خریدتے وقت لینے کی شرط لگا لے۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ فروخت ہونے والے غلام کا مال بیچنے والے کی ملکیت ہوگا، الا یہ کہ خریدار سودا کرتے وقت اس کی شرط لگا لے۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ اولاد اس کی ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوئی ہو، اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ آپ ﷺ نے زمین اور گھروں میں حصہ داروں کیلئے شفعہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ سیدنا حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کو اس کی بیوی کی میراث سے حصہ دیا جائے گا، جس کو اس کی دوسری بیوی نے قتل کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے پیٹ کے مقتول بچے کی دیت کا فیصلہ دیا کہ ایک لونڈی یا غلام دیا جائے اور فرمایا کہ قتل ہونے والی عورت کا خاوند اور اسکے بیٹے وارث ہوں گے اور حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویوں سے اولاد تھی، قتل کرنے والی کے باپ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی چٹی کیسے بھروں، جس نے نہ تو آواز نکالی، نہ چیخا، نہ پیا اور نہ کھایا۔ اس قسم کا معاملہ تو باطل اور ہدر ہو جانا چاہیے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کاہنوں کی قافیہ بندی ہے۔'' آپ ﷺ نے اس چبوترے کے بارے میں فیصلہ کیا جو راستے میں تھا اور اس کے مالکوں نے عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''سات سات ہاتھ راستہ چھوڑ کر عمارت بنائی جائے۔'' اور وہ چلنے کا عام راستہ ہو گا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ جب لوگ ایک یا دو یا تین کھجوروں کے درختوں میں اختلاف کریں تو

سَبْعَةُ اَذْرُعٍ وَقَالَ: وَكَانَتْ تِلْكَ الطَّرِيْقُ سُمِّيَ الْمِيْتَاءُ، (وَقَضٰى) فِي النَّخْلَةِ أَوِ النَّخْلَتَيْنِ أَوِ الثَّلَاثِ فَيَخْتَلِفُوْنَ فِيْ حُقُوْقِ ذٰلِكَ فَقَضٰى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أُوْلٰئِكَ مَبْلَغَ جَرِيْدَتِهَا حَيِّزٌ لَهَا، (وَقَضٰى) فِيْ شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ أَنَّ الْأَعْلٰى يُشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ وَيُتْرَكُ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَكَذٰلِكَ تَنْقَضِي الْحَوَائِطُ أَوْ يَفْنَى الْمَاءُ، (وَقَضٰى) أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُعْطِي مِنْ مَالِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، (وَقَضٰى) لِلْجَدَّتَيْنِ مِنَ الْمِيْرَاثِ بِالسُّدُسِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ، (وَقَضٰى) أَنَّ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ مَمْلُوْكٍ فَعَلَيْهِ جَوَازُ عِتْقِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، (وَقَضٰى) أَنْ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، (وَقَضٰى) أَنَّهُ لَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ، (وَقَضٰى) بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِي النَّخْلِ لَا يُمْنَعُ نَفْعُ بِئْرٍ، (وَقَضٰى) بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنَّهُ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ لِيُمْنَعَ فَضْلُ الْكَلَاءِ، (وَقَضٰى) فِيْ دِيَةِ الْكُبْرَى الْمُغَلَّظَةِ ثَلَاثِيْنَ ابْنَةَ لَبُوْنٍ وَثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَأَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً، (وَقَضٰى) فِيْ دِيَةِ الصُّغْرٰى ثَلَاثِيْنَ ابْنَةَ لَبُوْنٍ وَثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَعِشْرِيْنَ ابْنَةَ مَخَاضٍ وَعِشْرِيْنَ بَنِيْ مَخَاضٍ ذُكُوْرًا، ثُمَّ غَلَتِ الْإِبِلُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ فَقَوَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِبِلَ الْمَدِيْنَةِ سِتَّةَ آلَافِ دِرْهَمٍ حِسَابَ أَوْقِيَةٍ

ہر درخت کی ٹہنیوں کی مقدار تک کی جگہ مالک کی ملکیت قرار پائے گی۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ نالوں میں بہتے ہوئے پانی سے کھجوروں کو سیراب کرتے وقت نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین اس طرح سیراب کی جائے کہ پانی ٹخنوں تک آ جائے، پھر اس کو اس سے متصل نیچے والی زمین کی طرف چھوڑا جائے، پھر اسی طریقے سے پانی آگے کی طرف پہنچایا جائے، یہاں تک کہ باغات ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کہ عورت اپنا مال بھی خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں دے گی۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ دو جدّات کو میراث سے چھٹا حصہ ملے گا، وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ جس نے مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہوا تو اسے سارا غلام آزاد کرنا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا (اپنے بھائی کو اس کے حق میں کمی کر دینے والا) نقصان پہنچانا اور (پہنچائی گئی اذیت سے) زیادہ ضرر پہنچانا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ظالم جڑ کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے درمیان کھجوروں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ کنوئیں کا زائد پانی نہ روکا جائے۔ آپ ﷺ نے دیہات والوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ زائد پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ زائد گھاس سے لوگوں کو روک دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فیصلہ کیا دیت کبریٰ میں تیس اونٹنیاں دو دو سالوں کی، تیس تین تین سالوں کی اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہونی چاہئیں۔ آپ ﷺ نے دیت صغریٰ میں فیصلہ کیا کہ تیس دو دو سال کی اونٹنیاں، تیس تین تین سال کی، بیس ایک ایک سال کی اونٹنیاں اور بیس ایک ایک سال کے اونٹ ہونے چاہئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اونٹ مہنگے ہو گئے اور درہم سستے

وَنِصْفٍ لِكُلِّ بَعِيرٍ، ثُمَّ غَلَتِ الْإِبِلُ وَهَانَتِ الْوَرِقُ فَزَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَلْفَيْنِ حِسَابَ أُوْقِيَتَيْنِ لِكُلِّ بَعِيرٍ، ثُمَّ غَلَتِ الْإِبِلُ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ فَأَتَمَّهَا عُمَرُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا حِسَابَ ثَلَاثِ أَوَاقٍ لِكُلِّ بَعِيرٍ، قَالَ: فَزَادَ ثُلُثُ الدِّيَةِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَثُلُثٌ آخَرُ فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ قَالَ: فَتَمَّتْ دِيَةُ الْحَرَمَيْنِ عِشْرِيْنَ أَلْفًا، قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ: يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ مِنْ مَاشِيَتِهِمْ لَا يُكَلَّفُوْنَ الْوَرِقَ وَلَا الذَّهَبَ، وَيُؤْخَذُ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ مَالَهُمْ قِيمَةُ الْعَدْلِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ۔ (مسند احمد: ٢٣١٥٩)

ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیت کے اونٹوں کی قیمت چھ ہزار درہم مقرر کی، ایک اونٹ کی ایک اوقیہ کے برابر قیمت لگائی، بعد میں پھر جب اونٹ مہنگے ہوئے اور درہم گر گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہر اونٹ کے دو دو اوقیے قیمت لگا کر دو ہزار درہم کی قیمت بڑھا دی، پھر جب تیسری مرتبہ اونٹ مہنگے ہو گئے اور درہم گر گئے تو ہر اونٹ کی تین اوقیے قیمت لگا کر بارہ ہزار درہم کر دی۔ دیت کے ایک تہائی حصے کا اضافہ حرمت والے مہینے میں کیا اور مزید ایک تہائی کا حرمت والے شہر میں کیا، ان دو حرمتوں کی دیت بیس ہزار درہم ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ دیہاتیوں سے ان کے مویشیوں میں سے دیت لی جائے، انہیں سونے اور چاندی کا پابند نہ بنایا جائے، ہر قوم کے مال سے اندازہ لگا کر وہی چیز دیت میں لی جائے، جو ان کے پاس ہے۔

فوائد:…… ان فیصلوں کی تفصیل ان سے متعلقہ موضوعات میں دیکھیں۔

(٦٤٢٦)۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مَسْعُوْدٍ ثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ أَبِي كَامِلٍ بِطُوْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي الْإِسْنَادِ، فَقَالَ أَبُوْ كَامِلٍ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ عُبَادَةَ قَالَ: مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ الصَّلْتُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ عُبَادَةَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢٣١٦٠)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کان رائیگاں ہے،…… پھر ابو کامل والی سابقہ روایت مکمل طور پر ذکر کی، البتہ دو راویوں کا اختلاف ذکر کیا، ایک نے "مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" کہا اور ایک نے "إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" کہا اور پھر ساری حدیث بیان کی۔

(٦٤٢٦) تخريج: انظر الحديث السابق (انظر: ٢٢٧٧٩)

اَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ
شہادتوں کے ابواب

بَابُ مَنْ يَجُوْزُ الْحُكْمُ بِشَهَادَتِهِ وَمَنْ لَا يَجُوْزُ
اس چیز کا بیان کہ کس کی شہادت پر حکم لگانا جائز ہے اور کس کی شہادت پر ناجائز

(٦٤٢٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا ذِيْ غِمْرٍ عَلٰى أَخِيْهِ، وَلَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَيَجُوْزُ شَهَادَتُهُ لِغَيْرِهِمْ۔)) وَالْقَانِعُ الَّذِيْ يُنْفِقُ عَلَيْهِ أَهْلُ الْبَيْتِ (وَفِيْ لَفْظٍ: وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ الْخَادِمِ التَّابِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ۔) (مسند احمد: ٦٨٩٩)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ خیانت کرنے والے مرد و زن کی شہادت جائز ہے اور نہ اس کی جس کے دل میں بھائی کے خلاف کینہ ہو، اسی طرح اس شخص کی شہادت بھی جائز نہیں ہے جو کسی خاندان کا خادم اور تابع ہو، ان کے علاوہ باقی سب افراد کی شہادت جائز ہوگی۔'' ''اَلْقَانِع'' سے مراد وہ شخص ہے، جس پر گھر والے خرچ کرتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے وہ فرد جو کسی گھر والوں کا خادم اور تابع ہو گھر والوں کے حق میں اس کی گواہی رد کی ہے اور باقی افراد کے حق میں جائز قرار دی ہے۔

فوائد:...... خائن کا معاملہ واضح ہے، کینہ سے مراد وہ افراد ہیں کہ جن کے درمیان بظاہر دشمنی والا معاملہ ہو، زیادہ تر ایسے ہوتا ہے کہ کسی خاندان کا خادم اور تابع اس خاندان کے بارے میں عدل و انصاف کا ترازو قائم نہیں رکھ سکتا۔

(٦٤٢٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا مَحْدُوْدٍ فِي الْإِسْلَامِ وَلَا ذِيْ غِمْرٍ عَلٰى أَخِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٦٩٤٠)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ خیانت کرنے والے کی شہادت جائز ہے، نہ اس شخص کی جس کو اسلام میں حد لگائی گئی ہو اور نہ اس کی جو اپنے بھائی کے خلاف کینہ رکھتا ہو۔''

(٦٤٢٧) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٦٠٠، ٣٦٠١، ابن ماجه: ٢٣٦٦ (انظر: ٦٨٩٩)

(٦٤٢٨) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد:...... اگر واضح طور پر معلوم ہو رہا ہو کہ خائن اور حد والے آدمی نے توبہ کر لی ہے اور ان پر توبہ کے آثار دکھائی دے رہے ہوں تو ان شاء اللہ ان کی گواہی قبول کی جائے گی، بہرحال اس مسئلہ میں اختلاف موجود ہے۔

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ
عورتوں کی گواہی کا بیان

(٦٤٢٩)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: تَزَوَّجْتُ اِبْنَةَ أَبِي إِهَابٍ، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْنَا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَكَلَّمْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَقُمْتُ عَنْ يَمِينِهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنَّمَا هِيَ سَوْدَاءُ قَالَ: ((وَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٤٤)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابواہاب کی بیٹی سے شادی کی، لیکن ہوا یوں کہ ایک سیاہ فام عورت آئی اور اس نے کہا کہ اس نے ہم (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے، یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی بات بتلائی، لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا، پھر میں آپ ﷺ کی دائیں جانب آ گیا، اور یہی بات کہی، لیکن آپ ﷺ نے پھر مجھ سے اعراض کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ سیاہ فام عام سی عورت ہے، (اس کا کیا اعتبار ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم کیسے اکٹھے رہ سکتے ہو، جبکہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔''

فوائد:...... عورت کے خاص مسائل میں اس اکیلی کی گواہی قبول کی جائے گی، مثلا: حمل، حیض اور رضاعت وغیرہ۔ مسلمانوں کے دوسرے معاملات میں اگر دو مرد گواہ نہ مل رہے ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی، یعنی دو عورتیں، ایک مرد کے قائم مقام ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى﴾...... ''اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو، تاکہ ایک عورت کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٨٢)

بَابُ نَهْيِ الشَّاهِدِ عَنْ كِتْمَانِ الْحَقِّ خَشْيَةَ النَّاسِ وَمَا جَاءَ فِيْ شَهَادَةِ الْحِسْبَةِ
گواہی دینے والے کو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے حق چھپانے سے ممانعت کا بیان اور (بغیر مطالبے کے) ثواب حاصل کرنے کے لیے شہادت دینے والے کی گواہی کا بیان

(٦٤٣٠)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٦٤٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٨، ٢٠٥٢، ٢٦٤٠، ٢٦٦٠ (انظر: ١٩٤٢٤)

(٦٤٣٠) اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه الترمذي: ٢١٩١، و ابن ماجه: ٤٠٠٧ (انظر: ١١٠١٧)

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ حَقٍّ (وَفِيْ لَفْظٍ: أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ) إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ أَوْ سَمِعَهُ۔)) قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: وَدِدْتُ أَنِّيْ لَمْ أَسْمَعْهُ۔ (مسند احمد: ١١٠٣٠)

نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی حق کو دیکھ لے یا اس پر موجود ہو یا اس کو سن لے تو لوگوں کی ہیبت اس کو اس چیز سے نہ روکنے پائے کہ وہ حق بات بیان کرے۔'' ابوسعید نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نہ سنی ہوتی۔

فــوائــد:...... ابوسعید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس حدیث پر عمل کرنا بہت مشکل کام ہے، اس لیے اگر ان کو اس حدیث کا علم نہ ہوتا تو بہتر تھا۔

(٦٤٣١)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْ يَأْتِيْ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْئَلَهَا أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْئَلَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٢٠٢٥)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں کہ سب سے بہتر گواہ کون ہے، وہ وہ ہے جو مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دے دے۔''

(٦٤٣٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ الشَّهَادَةِ مَا شَهِدَ بِهَا صَاحِبُهَا قَبْلَ أَنْ يُسْئَلَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٢٠١٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین گواہی وہ ہے جو گواہ مطالبے سے پہلے خود ہی پیش کر دے۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے ان احادیث میں جس شہادت کو بہتر قرار دیا ہے، اس کے دو محل ہیں:

(۱) جب کسی کا حق غصب ہو رہا ہو، جبکہ اس کے پاس کوئی اور گواہ نہ ہو تو جس آدمی کو معاملے کا علم ہو، وہ از خود گواہی دے دے۔

(۲) اس شہادت کا تعلق طلاق، آزادی، وقف، عام وصیتوں اور حدود وغیرہ سے ہے، یعنی جس شخص کو امور کا علم ہو، اور حاکم کے ہاں وضاحت کی ضرورت پڑ جائے تو وہ از خود حاکم کے پاس گواہی دے۔

جس شہادت کا تعلق محض کسی کے عیب کو ظاہر کرنے کے ساتھ ہو، وہاں خاموشی اختیار کرنی چاہیے، البتہ جہاں تک ممکن ہو، اس آدمی کو سمجھا دینا چاہیے۔

(٦٤٣١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧١٩ (انظر: ٢١٦٨٣)

(٦٤٣٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ ذَمِّ مَنْ أَدّٰى شَهَادَةً مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ
بغیر مطالبے کے گواہی دینے والے کی مذمت کا بیان

(٦٤٣٣)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ أُمَّتِی الْقَرْنُ الَّذِیْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (وَاللّٰهُ أَعْلَمُ! أَقَالَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا) ثُمَّ يَجِیْءُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوْا۔)) (مسند احمد: ٧١٢٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں بہترین زمانہ وہ ہے، جس میں میں موجود ہوں، پھر اس کے بعد والے لوگوں کا زمانہ، پھر اس کے بعد والے لوگوں کا زمانہ، (راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا تھا یا نہیں)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسے لوگ آئیں گے، جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ گواہی کے مطالبے سے پہلے گواہی دیں گے۔''

فوائد:...... موٹاپے کو پسند کرنے سے مراد عیش پرستی اور زیادہ مقدار میں کھانا پینا ہے، جس کا نتیجہ موٹاپے کی صورت میں نکلتا ہے۔

پچھلے باب کی احادیث میں مطالبے سے پہلے گواہی دینے کو سراہا گیا ہے، جبکہ اس حدیث میں مذمت کی جا رہی ہے۔ جمع و تطبیق یہ ہے کہ جب ایک آدمی کو اپنے حق کے بارے میں علم ہو، لیکن پھر بھی اس کے مطالبے کے بغیر اس کے حق میں گواہی دے دی جائے، یہ مذموم گواہی ہو گی، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ آدمی اپنا حق معاف کرنا چاہتا ہو، یا کم از کم لوگوں کے سامنے اس کا ذکر نہ کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث میں مذموم گواہی سے مراد جھوٹی گواہی لی ہے۔

(٦٤٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَأْتِیْ بَعْدَ ذٰلِكَ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ۔)) (مسند احمد: ٣٥٩٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بہترین میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو میرے بعد ہوں گے، پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے آگے بڑھیں گی اور ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے۔''

فوائد:...... اس حدیث کے آخری جملے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ گواہی کے ساتھ قسم اٹھانا مذموم ہے اور دوسرا یہ کہ قسم و شہادت میں غیر محتاط انداز اختیار نہ کیا جائے، بلکہ پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ ان امور کی ضرورت بھی ہے یا

(٦٤٣٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٣٤ (انظر: ٧١٢٣)
(٦٤٣٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٤٢٩، ومسلم: ٢٥٣٣ (انظر: ٣٥٩٤)

نہیں، یا صرف قسم کی ضرورت یا صرف شہادت کی، نیز کون سے مواقع پر قسم اور شہادت مذموم ہیں اور کہا ممدوح۔

بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ شَهَادَةِ الزُّوْرِ

جھوٹی گواہی کی قباحت کا بیان

(٦٤٣٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ شَهِدَ عَلٰى مُسْلِمٍ شَهَادَةً لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٠٦٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دیتا ہے کہ وہ مسلمان اس گواہی کا اہل نہیں ہوتا تو وہ ایسا شخص اپنا ٹھکانہ دوزخ سے تیار کر لے۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کے بارے میں فاسق یا بدکار ہونے کی گواہی دی جائے، جبکہ وہ اس سے بری ہو۔

(٦٤٣٦)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: ذُكِرَ الْكَبَائِرُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ۔)) فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ، وَقَالَ مَرَّةً: أَنَا الْجُرَيْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ! اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى)) فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ٢٠٦٦٥)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔'' آپ یہ بات ٹیک لگا کر بیان کر رہے تھے، پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کہنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کلمے کو اتنی دفعہ دوہرایا کہ ہم یہ کہنے لگ گئے کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی اطلاع نہ دے دوں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،......'' الحدیث

فوائد:...... قابل غور بات ہے کہ آپ ﷺ نے شرک اور والدین نافرمانی کا ذکر ایک بار کیا اور جھوٹی گواہی

(٦٤٣٥) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن ابى هريرة ولضعف خداش بن عياش العبدى البصرى۔ أخرجه الطيالسى: ٢٥٩٤ (انظر: ١٠٦١٧)

(٦٤٣٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٩١٩، ومسلم: ٨٧ (انظر: ٢٠٣٩٤)

کی مذمت کو واضح کرنے کے لیے اس کا بار بار ذکر کیا۔

(٦٤٣٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔)) وَقَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قَالَ: ((قَوْلُ الزُّوْرِ۔)) أَوْ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: أَكْبَرُ ظَنِّيْ أَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّوْرِ۔))۔ (مسند احمد: ١٢٣٦١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ سے آگاہ نہ کر دوں اور وہ ہے جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی گواہی دینا۔'' امام شعبہ کہتے ہیں: میرا زیادہ خیال یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی گواہی کی بات کی تھی۔

(٦٤٣٨)۔ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْبًا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ إِشْرَاكًا بِاللّٰهِ۔)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج: ٣٠)۔ (مسند احمد: ١٨٢٠٨)

ایمن بن خریم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے خطاب کیا اور فرمایا: ''اے لوگو! جھوٹی گواہی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ دہرایا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ''بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔''

(٦٤٣٩)۔ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: ((عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ الْإِشْرَاكَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهِ﴾ (الحج: ٣٠)

سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی، پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمایا: ''جھوٹی گواہی کو اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''جھوٹی بات سے بچو، اللہ تعالیٰ کے لئے یکطرفہ ہو جاؤ اور اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ بن

(٦٤٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٧٧، ومسلم: ٨٨ (انظر: ١٢٣٣٦)

(٦٤٣٨) تخريج: اسناده ضعيف، ايمن بن خريم مختلف في صحبته، وفاتك بن فضالة مجهول۔ أخرجه الترمذي: ٢٢٩٩ (انظر: ١٨٠٤٤)

(٦٤٣٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة والد سفيان العصفري وحبيب بن النعمان الاسدي۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٩٩، والترمذي: ٢٣٠٠، وابن ماجه: ٢٣٧٢ (انظر: ١٨٨٩٨)

جاؤ۔‘‘ (مسند احمد: ١٩١٠٥)

تَمَّ الْجُزْءُ الْخَامِسُ عَشَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَاللّٰهَ نَسْأَلُ أَنْ يَنْفَعَ بِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَنْ يُضَاعِفَ الْاَجْرَ لِمَنْ سَاهَمَ فِيْ نَشْرِهِ بِمَالِهِ مِنَ الْإِخْوَانِ الْمُخْلِصِيْنَ، وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَ هُدَاهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

پندرھویں جلد پوری ہوئی اور اول و آخر میں اللہ تعالیٰ کے لیے تعریف ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کے ذریعے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور جن مخلص بھائیوں نے اس کو نشر کرنے میں مالی تعاون کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو بڑھائے اور اللہ تعالیٰ رحمت اور سلامتی بھیجے ہمارے سردار محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پر، آپ ﷺ کے تمام صحابہ پر اور قیامت کے دن تک احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر، تیرا عزت والا رب پاک ہے، اس چیز سے، جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں، سلام ہو رسولوں پر اور ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

كِتَابُ الْقَتْلِ وَالْجِنَايَاتِ وَأَحْكَامِ الدِّمَاءِ
قتل اور دوسرے جرائم کے مسائل اور خونوں کے احکام

بَابُ التَّغْلِيْظِ وَالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ فِيْ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ
مؤمن کے قتل پر سخت وعید اور سختی کا بیان

(٦٤٤٠) عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ۔)) (مسند احمد: ٣٦٧٤)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت لوگوں کے درمیان سب سے پہلے جو فیصلہ کیا جائے گا، وہ خونوں کے بارے میں ہوگا۔''

فوائد:...... حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا محاسبہ کیا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سامنے اس پر کیے گئے احسانات کا تذکرہ کرے گا تو سب سے پہلے صحت اور ٹھنڈے پانی کے بارے میں محاسبہ ہوگا، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يُقَالَ لَهُ: اَلَمْ اُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَاُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ؟)) ...... ''روزِ قیامت بندے کا سب سے پہلے محاسبہ یوں ہوگا کہ اسے کہا جائے گا: کیا میں نے تیرے جسم کو تندرست نہیں کیا تھا، کیا میں نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔'' (ترمذی: ٢/ ٢٤٠، صحیحہ: ٥٣٩)

(٦٤٤١) عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ (يَعْنِي ابْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ) وَكَانَ قَلِيْلَ الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((كُلُّ ذَنْبٍ

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، جو کہ کم احادیث بیان کرنے والے تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف کر دے، مگر وہ آدمی جو کفر کی حالت میں مرتا ہے اور جو جان بوجھ کر مؤمن کو قتل کرتا

(٦٤٤٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٣٣، ٦٨٦٤، ومسلم: ١٦٧٨ (انظر: ٣٦٧٤)
(٦٤٤١) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٧/ ٨١ (انظر: ١٦٩٠٧)

عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا الرَّجُلَ يَمُوْتُ كَافِرًا وَالرَّجُلَ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔)) ہے۔''

(مسند احمد: ۱۷۰۳۱)

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔﴾ ...... ''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ اس حال میں ہی مر گئے کہ وہ کافر تھے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۶۱)

مومن کو قتل کرنا سنگین جرم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ ہٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۔﴾ ...... ''اور جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اس کا بدلہ دوزخ ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۹۳)

مذکورہ بالا دو جرائم میں اس اعتبار سے یکسانیت پائی جاتی ہے کہ توبہ تائب ہو جانے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن اسی حالت میں مر جانے کی صورت میں کفر نا قابل معافی جرم ہے اور قتل قابل معافی، مومن کا قاتل ابدی جہنمی نہیں ہوگا، دوسری نصوص کی روشنی میں اس آیت کو سخت وعید پر محمول کیا جائے گا۔

(۶۴۴۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَيُّ يَوْمٍ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: يَوْمُنَا هٰذَا۔ قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: شَهْرُنَا هٰذَا، قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ أَعْظَمُ حرمة؟)) قَالَ: بَلَدُنَا هٰذَا، قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا۔))

(مسند احمد: ۱۴۴۱۸)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے پوچھا: ''وہ کون سا دن ہے، جس کی حرمت سب سے زیادہ ہے؟'' انہوں نے کہا: یہی ہمارا دن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کون سا مہینہ ہے، جس کی حرمت سب سے زیادہ ہے۔'' انھوں نے کہا: یہی ہمارا ذوالحجہ کا مہینہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کونسا شہر ہے، جس کی حرمت سب سے زیادہ ہے؟'' انھوں نے کہا: یہی ہمارا شہر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔''

فوائد:...... شریعتِ مطہرہ کے نزدیک مسلمان کے خون، عزت اور مال کی جس قدر عظمت و حرمت زیادہ تھی، اتنا ہی ہمارے معاشرے کے افراد نے اس عظمت کو خوب پامال کیا ہے، آج مسلمان کی شان اس کے اسلام میں نہیں

(۶۴۴۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۱۵/ ۲۷ (انظر: ۱۴۳۶۵)

ہے، بلکہ ساری کی ساری عزت و غیرت کو مال و زر میں پنہاں سمجھ لیا گیا ہے، درہم و دینار والے کا وقار ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہمارے معیار میں سب سے پہلے اسلام کی رو رعایت ہو، پھر دوسرے امور کو ترجیح دی جائے۔

(٦٤٤٣) عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ مُؤْمِنًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی؟ قَالَ: وَيْحَكَ وَأَنّٰی لَهُ الْهُدٰی؟ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ: ((يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ يَقُوْلُ: يَارَبِّ! سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ)) وَاللّٰهِ! لَقَدْ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی نَبِيِّكُمْ وَمَا نَسَخَهَا بَعْدَ إِذْ أَنْزَلَهَا، قَالَ: وَيْحَكَ وَأَنّٰی لَهُ الْهُدٰی؟۔ (مسند احمد: ١٩٤١)

سالم بن ابی جعد سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک آدمی ایک مؤمن کو قتل کرتا ہے، لیکن پھر توبہ کر لیتا ہے، ایمان لے آتا ہے، نیک عمل کرتا ہے اور ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: بڑا افسوس ہے تجھ پر، ایسے قاتل کے لئے ہدایت کہاں سے آئے گی؟ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''مقتول اپنے قاتل کے ساتھ چمٹ کر آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے کس وجہ سے مجھے قتل کیا تھا۔'' اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر اس آیت کو نازل کیا اور اس کو نازل کرنے کے بعد منسوخ نہیں کیا۔ بڑا افسوس ہے تجھ پر، ایسے قاتل کو ہدایت کہاں سے ملے گی؟

فوائد:...... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ آیت ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۔﴾ ......''اور جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اس کا بدلہ دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غصب ہوگا اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لے بہت بڑا عذات تیار کیا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۹۳)

(٦٤٤٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! اَرَاَيْتَ رَجُلًا قَتَلَ مُؤْمِنًا؟ قَالَ: ثَكِلَتْهُ أُمُّهُ، وَأَنّٰی لَهُ التَّوْبَةُ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَقْتُوْلَ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا

(دوسری سند) ایک آدمی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابن عباس! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، جو مومن کو قتل کر دیتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس کی ماں اسے گم پائے، اس کے لیے توبہ کہاں سے آئے گی، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ''بیشک مقتول قیامت والے

(٦٤٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه النسائى: ٧/ ٨٥، وابن ماجه: ٢٦٢١، وأخرج بنحوه الترمذى: ٣٠٢٩ (انظر: ١٩٤١)

(٦٤٤٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

رَأْسَهُ بِيَمِيْنِهِ، أَوْ قَالَ: بِشَمَالِهِ، آخِذًا صَاحِبَهُ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا فِيْ قِبَلِ عَرْشِ الرَّحْمٰنِ فَيَقُوْلُ: رَبِّ! سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ؟)) (مسند احمد: ٢٦٨٣)

دن اپنے دائیں یا بائیں کے ساتھ اپنے سر کو پکڑ کر اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو پکڑ کر رحمن کے عرش کی طرف لائے گا، جبکہ اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی، اور وہ کہے گا: اے میرے ربّ! اس سے پوچھو، اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔''

فوائد:...... یہ نظریہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا تھا، لیکن بعد والے اہل علم نے ان کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ توبہ سے قاتل کا گناہ زائل ہوسکتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ توبہ کے ذریعے تو کفر و شرک جیسے جرائم معاف ہو جاتے ہیں، ان سے ہلکے درجے کے گناہ معاف کیوں نہیں ہوں گے۔ اہل سنت نے سورۂ نساء کی اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کے بعد اور توبہ کیے بغیر مر جاتا ہے تو اس کی معافی پھر بھی ممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (النساء: ٤٨) ''بیشک اللہ تعالی اس جرم کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اس کے علاوہ جو گناہ ہو، وہ جس کیلئے چاہے معاف کر دیتا ہے۔''

(٦٤٤٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٢٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے اور مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے۔''

(٦٤٤٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ١٥١٩)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی ایک حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٦٤٤٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَنْ يَزَالَ الْمَرْءُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا۔)) (مسند احمد: ٥٦٨١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک دین کے معاملے میں یعنی نیکیاں کرنے میں وسعت میں رہتا ہے، جب تک حرام خون بہانے کا ارتکاب نہیں کرتا۔''

فوائد:...... ویسے تو ہر قسم کے شرّ سے خیر والے معاملات متاثر ہو جاتے ہیں، لیکن قتل ایسا سنگین جرم ہے کہ اس سے نیکیوں کا سلسلہ تنگ ہو جاتا ہے، الا یہ کہ خلوص دل سے توبہ کر لی جائے، جیسا کہ سو افراد کے قاتل کا واقعہ مشہور ہے۔

(٦٤٤٥) تخريج: أخرجه دون الفقرة الاخيرة البخاری: ٤٨، ومسلم: ٦٤، وهذه الفقرة صحيحة بالشواهد (انظر: ٤٢٦٢)

(٦٤٤٦) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه النسائی: ٧/ ١٢١، ابن ماجه: ٣٩٤١ (انظر: ١٥١٩)

(٦٤٤٧) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٨٦٢ (انظر: ٥٦٨١)

(٦٤٤٨) عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي الْيَزَنِيَّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَاتِلِ وَالْآمِرِ، قَالَ: ((قُسِّمَتِ النَّارُ سَبْعِيْنَ جُزْءً فَلِلْآمِرِ تِسْعٌ وَسِتُّوْنَ وَلِلْقَاتِلِ جُزْءٌ وَحَسْبُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٤٥٤)

مرثد بن عبد اللہ یزنی ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ کو ستر حصوں میں تقسیم کی گیا، قتل کا حکم دینے والے کے لئے انہتر حصے ہوں گے اور قاتل کے لئے ایک حصہ ہوگا اور وہی اس کے لیے کافی ہوگا۔''

(٦٤٤٩) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((يَا جَرِيْرُ! اسْتَنْصِتِ النَّاسَ۔)) ثُمَّ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهِ: ((لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) (مسند احمد: ١٩٣٨١)

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے جریر! لوگوں کو خاموش کراؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔''

فوائد:...... مسلمان کا قتل، ترکِ نماز کی طرح کفریہ عمل ہے، اس سے ایمان اور اسلام میں بہت بڑا نقص پیدا ہو جاتا ہے، لیکن ایسا کرنے والا اعتقادی کافر نہیں ہوگا، جس کی سزا ہمیشہ کے لیے آگ ہوگی۔

(٦٤٥٠) عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَشْهَدَنَّ أَحَدُكُمْ قَتِيْلًا لَعَلَّه، أَنْ يَكُوْنَ قَدْ قُتِلَ ظُلْمًا فَيُصِيْبَهُ السُّخْطُ۔)) (مسند احمد: ١٧٦٦٣)

سیدنا خرشہ بن حارث رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابہ میں سے تھے، سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی بھی کسی کے قتل کے وقت حاضر نہ ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے اسے ظلماً قتل کیا جا رہا ہو اور اس طرح حاضر ہونے والے کو بھی اللہ تعالی کی ناراضگی پہنچ جائے۔''

فوائد:...... اس موضوع سے متعلقہ اسلامی ہدایات واضح ہیں، اگر اسلام کے قوانین کے مطابق قتل کیا جا رہا ہو، تو وہاں ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسے قاتل اور مرتدّ کو قتل کرنا اور اگر ظلماً قتل کیا جا رہا ہے تو ایسا کرنے سے عملی طور پر اور یہ طاقت نہ ہونے کی صورت میں زبان سے روکا جائے، وگرنہ دل سے برا سمجھا جائے اور جس مقام میں یہ ظلم کیا جا رہا ہے، اس شرّ والی جگہ سے دور رہا جائے۔

(٦٤٤٨) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعنه۔ أخرجه البيهقي في "الشعب": ٥٣٦٠ (انظر: ٢٣٠٦٦)

(٦٤٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢١، ٤٤٠٥، ٧٠٨٠، ومسلم: ٦٥ (انظر: ١٩١٦٧)

(٦٤٥٠) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ۔ أخرجه البزار: ٣٣٣٧، والطبراني في "الكبير": ٤١٨١ (انظر: ١٧٥٢٢)

(٦٤٥١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دِمِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔)) (مسند احمد: ٣٦٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نفس کو بھی ظلماً قتل کیا جاتا ہے، اس کے ناحق خون کا حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ پہلا شخص ہے، جس نے سب سے پہلے ناحق قتل کا طریقہ جاری کیا۔''

فوائد:...... سورۂ مائدہ میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، قابیل وہ پہلا شخص ہے، جس نے سب سے پہلے ناحق قتل کیا، چونکہ اس نے اس جرم کا آغاز کیا، اس لیے اس قسم کے ہر مجرم کی وجہ سے قابیل بھی گنہگار ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ہم کسی شرّ والے کام کا سبب نہ بنیں، بلکہ امورِ خیر کو رواج دے کر اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

(٦٤٥٢) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ وَ مُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِيْنَ۔)) (مسند احمد: ٣٨٦٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت عذاب اس آدمی کو ہوگا، جسے نبی نے قتل کیا یا جس نے نبی کو قتل کیا ہو اور ضلالت و گمراہی کا پیشوا اور تصویریں بنانے والا۔''

فوائد:...... انبیائے کرام کا سلسلہ منقطع ہو جانے کی وجہ سے ہم مستقل طور پر پہلے دو جرائم سے محفوظ ہو گئے ہیں، ہاں مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی کی گمراہی کا سبب نہ بنے، اگر خیر و بھلائی والے امور کو نافذ کر سکتا ہے تو ٹھیک، وگرنہ خاموشی اور لوگوں کے امور سے کنارہ کشی اختیار کرے، اس طرح تصویریں بنانے سے بھی باز رہے جو کہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے، ہمارے بچوں کی تعلیم کے آغاز میں ہی یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور آگے چل کر ایک مستقل شعبہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى (بس اللہ تعالیٰ کی طرف ہی شکوہ ہے)، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

بَابُ وَعِيْدِ مَنْ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ

مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والے کی وعید کا بیان

(٦٤٥٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے

(٦٤٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٣٥، ٧٣٢١، ومسلم: ١٦٧٧ (انظر: ٣٦٣٠)

(٦٤٥٢) تخريج: اسناده حسن (انظر: ٣٨٦٨)

(٦٤٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٧٤، ومسلم: ٩٨ (انظر: ٤٤٦٧)

مِنَّا۔)) (مسند احمد: ٤٤٦٧) نہیں۔

فوائد:...... قتل کی سنگینی کا تقاضا یہی ہے کہ کسی مسلمان پر ہتھیار نہ اٹھایا جائے، وہ از راہِ مذاق ہو یا کسی دوسرے ناپاک ارادے کی وجہ سے، اس کی ایک وجہ درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنْ نَارٍ۔))...... ''تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف اسلحہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ اس بات کو تو نہیں جانتا ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ کر (اس کے بھائی کو مار دے) اور اس طرح وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔'' (صحیح بخاری: ٧٠٧٢، صحیح مسلم: ٢٦١٧)

(٦٤٥٤) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٨٣٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٦٤٥٥) عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ۔ (مسند احمد: ١٦٦١٤)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

فوائد:...... اس روایت میں ''سَلَّ'' کے الفاظ ہیں، جس کے معانی سونتنے کے ہیں۔

(٦٤٥٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ سَيْفَهُ عَلَى أُمَّتِي۔)) أَوْ قَالَ: ((أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔)) (مسند احمد: ٥٦٨٩)

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ کے سات دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ اس کے لئے ہے جس نے میری امت پر اپنی تلوار سونتی۔''

(٦٤٥٧) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُمَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَإِذَا نَحْنُ بِرَأْسٍ مَنْصُوبٍ عَلَى خَشَبَةٍ، قَالَ: فَقَالَ: شَقِيَ قَاتِلُ هٰذَا، قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ

عبد الرحمن بن سمیرہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، اچانک ہم نے ایک سر دیکھا، جس کو ایک لکڑی پر لٹکایا گیا تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا قاتل بد بخت ہوا، میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! کیا تم یہ کہہ رہے ہو؟

(٦٤٥٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٠١ (انظر: ٨٣٥٩)

(٦٤٥٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٩ (انظر: ١٦٥٠٠)

(٦٤٥٦) تخريج: اسناده ضعيف، جنيد مجهول الحال، وذكر ابو حاتم ان روايته عن ابن عمر مرسلة۔ أخرجه الترمذي: ٣١٢٣ (انظر: ٥٦٨٩)

(٦٤٥٧) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الرحمن بن سميرة لم يرو عنه غير عون بن ابى جحيفة، ولم يؤثر توثيقه عن احد غير ابن حبان۔ أخرجه ابوداود: ٤٢٦٠ (انظر: ٥٧٠٨)

تَقُوْلُ هٰذَا، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَشَدَّ يَدَهُ مِنِّيْ، وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا مَشَى الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِيْ إِلَى الرَّجُلِ لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا فَالْمَقْتُوْلُ فِي الْجَنَّةِ وَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٥٧٠٨)

انھوں نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑاتے ہوئے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''میری امت میں سے جب کوئی آدمی دوسرے کو قتل کرنے چلتا ہے تو قتل ہونے والا (آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح) اس طرح کہے (اور ہاتھ نہ بڑھائے)، کیونکہ وہ مقتول جنت میں ہوگا اور قاتل دوزخ میں۔''

فوائد:...... ممکن ہے ہابیل کے طرز عمل کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو۔ اس نے کہا تھا: اگر تو اپنا ہاتھ میری طرف اس لیے پھیلائے گا کہ تو مجھے قتل کرے تو میں کبھی بھی اپنا ہاتھ تیری طرف پھیلانے والا نہیں تا کہ میں تجھے قتل کروں۔ (مائدہ: ۲۸) (عبداللہ رفیق)

(٦٤٥٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَأْسًا فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ إِذَا جَاءَهُ مَنْ يُرِيْدُ قَتْلَهُ أَنْ يَكُوْنَ مِثْلَ ابْنِ آدَمَ، الْقَاتِلُ فِي النَّارِ وَالْمَقْتُوْلُ فِي الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ٥٧٥٤)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سر دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تم میں سے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کر لے تو کون سی چیز اس کے لیے اس سے مانع ہوگی کہ وہ آدم کے بیٹے کی طرح ہو جائے، کیونکہ قاتل دوزخ میں ہوگا اور مقتول جنت میں۔''

فوائد:...... حدیث کا آخری جملہ ''مقتول جنت میں ہوگا اور قاتل دوزخ میں'' شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

ایسی احادیث کا تعلق فتنوں کے زمانے سے ہے، جن میں ظلم و ستم سہہ جانے میں عافیت ہوگی اور انتقامی کاروائی کرنے سے بڑا فساد پھیل جائے گا۔

ہماری شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کو حکیم، دانا اور عاقبت اندیش ہونا چاہیے اور ہر اقدام سے پہلے اس کے انجام پر بار بار غور کرنا چاہیے، غیرت صرف اس چیز کا نام نہیں ہے کہ ایک وقت میں غیظ و غضب کے تمام تقاضے پورے کر دیے جائیں اور پھر نسلیں اس کا انجام بد بھگتتی رہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات ہی ہیں کہ مال و جان کے تحفظ کے لیے لڑنا درست ہے اور ایسے میں کام آ جانے والا شہید ہے، لیکن پر فتن دور میں صبر کر لینا بھی اسلامی احکام کا تقاضا ہی ہے، کئی افراد کو دیکھا گیا ہے کہ انھوں نے ایک گالی اور طعن پر صبر نہ کر سکنے کی وجہ سے خاندانوں کو اجاڑ دیا اور اپنی عزتوں کو اپنے ہاتھوں لٹا دیا۔

(٦٤٥٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(٦٤٥٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٤٥٩) تخريج: أخرجه مسلم: (انظر:)

قَالَ: ((اَلْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُ أَحَدَكُمْ إِذَا أَشَارَ بِحَدِيْدَةٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ۔)) (مسند احمد: ١٠٥٦٥)

فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی لوہے کے ساتھ دوسرے کی طرف اشارہ کرتا ہےتو فرشتے اس پرلعنت کرتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔''

(٦٤٦٠)عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَ: انْطَلَقَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى لِيُصَلِّيَ فِيْهِ فَاتَّبَعَهُ نَاسٌ فَقَالَ: مَاجَاءَ بِكُمْ؟ قَالُوْا: صُحْبَتُكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَسِيْرَ مَعَكَ وَنُسَلِّمَ عَلَيْكَ، قَالَ: انْزِلُوْا فَصَلُّوْا، فَنَزَلُوْا فَصَلّٰى وَصَلَّوْا مَعَهُ فَقَالَ حِيْنَ سَلَّمَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ عَبْدٌ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا لَمْ يَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ إِلَّا دَخَلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٧٢)

عبد الرحمٰن بن عائذ، جوکہ اہل شام میں سے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے، کچھ اور لوگ ان کے پیچھے ہو لیے،انھوں نے کہا: تم کیوں آئے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہمیں لانے والی چیز تمہاری اللہ کے رسول کی صحبت ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ چلیں اورتم پر سلام کریں، انھوں نے کہا: اترو اور نماز ادا کرو، لوگ اتر پڑے اور انھوں نے نماز پڑھائی اورلوگوں نے ان کے ساتھ پڑھی، پھر سلام پھیرنے کے بعد سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے والا جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ کسی حرام خون سے ملوث نہیں ہوگا تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔''

فوائد:...... یہ مسلمان کے خون کی حفاظت کا اجر وثواب ہے۔

بَابُ مَا يُبِيْحُ دَمَ الْمُسْلِمِ

مسلمان کا خون کو جائز قرار دینے والے امور کا بیان

(٦٤٦١) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِيْ ابْنَ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، ! لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو آدمی یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالی ہی معبودِ برحق ہے اور میں محمد اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے، ماسوائے تین افراد کے: (۱) اسلام

(٦٤٦٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه مختصرا دون ذكر القصة ابن ماجه: ٢٦١٨ (انظر: ١٧٣٣٩)
(٦٤٦١) تخريج:أخرجه البخاري: ٦٨٧٨ ، ومسلم: ١٦٧٦ (انظر:)

اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، اِلَّا ثَلَاثَةَ نَفَرٍ، اَلتَّارِكُ الْاِسْلَامَ، وَالْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ، وَالثَّیِّبِ الزَّانِی، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ۔)) قَالَ:الْاَعْمَشُ: فَحَدَّثْتُ بِهٖ اِبْرَاهِیْمَ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ الْاسود عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهٖ۔ (مسند احمد: ۲۵۹۸۹)

کو چھوڑنے والا اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے والا، (۲) شادی شدہ زانی اور (۳) جان کے عوض قتل کیا جانے والا۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ اسلام تین افراد کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے: مرتد، شادی شدہ زانی اور مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا، لیکن ان حدود کے نفاذ کا تعلق اسلامی حکمران اور خلیفہ سے ہے، کوئی آدمی انفرادی طور پر یہ کاروائی نہیں کر سکتا۔

(۶۴۶۲)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَحِلُّ دَمُ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ، اَلثَّیِّبُ الزَّانِی، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِیْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ۔)) (مسند احمد: ۴۲۴۵)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے، ما سوائے تین صورتوں کے: (۱) شادی شدہ زانی، (۲) قتل کے عوض قتل کیا جانے والا اور (۳) دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جانے والا۔''

(۶۴۶۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَحِلُّ دَمُ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا رَجُلٌ قَتَلَ فَقُتِلَ، أَوْ رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ مَا أُحْصِنَ، أَوْ رَجُلٌ اِرْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ۔)) (مسند احمد: ۲۶۳۱۴)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کا خون بہانا حلال نہیں ہے، ما سوائے اس آدمی کے جو کسی مسلمان کو قتل کر دے، تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے یا اس آدمی کے جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرتا ہے، یا اس آدمی کے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جاتا ہے۔''

(۶۴۶۴) وَعَنْهَا اَیْضًا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ: ((مَنْ اَشَارَ بِحَدِیْدَةٍ إِلٰی

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کی جانب قتل کے ارادہ سے لوہے

(۶۴۶۲) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۶۴۶۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائی: ۷/ ۹۱ (انظر: ۲۵۷۹۴)

(۶۴۶۴) تخریج: اسناده ضعیف۔ أخرجه الحاکم: ۲/ ۱۵۸ (انظر: ۲۶۲۹۴)

أَحَـدٍ مِـنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُرِيْدُ قَتْلَهُ فَقَدْ وَجَبَ دَمُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٢٥)

کے ساتھ اشارہ کیا تو اس کے خون کا ضیاع ثابت ہو جائے گا (یعنی اس کی حرمت ختم ہو جائے اور دفاع میں اس کو قتل کرنا جائز ہو جائے گا)۔''

فوائد:...... ممکن ہے کہ جس آدمی کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہو، وہ اپنے دفاع کے ارادے سے آگے بڑھے اور اشارہ کرنے والا قتل ہو جائے اور اس کے جسم کا کوئی اور نقصان ہو جائے، ایسی صورت میں اس کا خون یا نقصان رائیگاں ہو جائے گا اور اس کو دیت یا قصاص لینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

(٦٤٦٥) عَنْ أَبِیْ سَوَّارٍ الْقَاضِیِّ یَقُوْلُ عَنْ أَبِیْ بَـرْزَةَ الْأَسْلَمِیِّ قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ بَرْزَةَ: أَلا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ: مَا هِیَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٤)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑے سخت لہجے میں بات کی، سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں۔ لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ چیز کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔

فوائد:...... اس موقوف حدیث کا پس منظر یہ ہے: عَـنْ أَبِـی بَرْزَةَ، قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ أَبِی بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰـهُ عَـنْـهُ، فَتَـغَیَّـظَ عَلٰی رَجُلٍ، فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ، فَقُلْتُ: تَأْذَنُ لِی یَا خَلِیفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَـأَذْهَبَـتْ کَـلِمَتِی غَضَبَهُ، فَقَامَ، فَدَخَلَ، فَأَرْسَلَ إِلَیَّ، فَقَالَ: مَا الَّذِی قُلْتَ آنِفًا؟ قُـلْـتُ: ائْـذَنْ لِـی أَضْـرِبُ عُـنُقَهُ، قَالَ: أَکُنْتَ فَاعِلًا لَوْ أَمَرْتُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، مَا کَـانَـتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰـذَا لَفْظُ یَزِیدَ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَیْ لَـمْ یَـکُـنْ لِأَبِـی بَـکْرٍ أَنْ یَقْتُلَ رَجُلًا إِلَّا بِإِحْدَی الثَّلَاثِ الَّتِی قَالَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((کُفْرٌ بَعْدَ إِیمَانٍ، أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَیْرِ نَفْسٍ۔)) وَکَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ یَقْتُلَ۔

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کو ایک شخص پر غصہ آیا، اس نے جواباً سخت جملے کہے، میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ میری اس بات سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ تھم گیا اور وہ کھڑے ہو کر گھر چلے گئے، پھر مجھے بلا بھیجا اور کہا: تو نے ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: جی میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، انھوں نے کہا: اگر میں تجھے حکم دے دیتا تو کیا تو نے ایسا کر دینا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے بعد یہ حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس جملے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا: یعنی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ حق

(٦٤٦٥) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابو داود: ٤٣٦٣، والنسائی: ٧/ ١٠٨ (انظر: ٥٤)

حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو قتل کرے، ماسوائے ان تین صورتوں کے، جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے بعد کفر، شادی کے بعد زنا اور کسی نفس کے بغیر کسی جان کو ناحق قتل کرنا۔'' یہ حق صرف نبی کریم ﷺ کا تھا کہ آپ ﷺ ایسے شخص کو قتل کر سکتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی سزا قتل ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ وَاَهْلِ الذِّمَّةِ وَالتَّشْدِيْدِ فِيْ ذٰلِكَ

ذمیوں اور معاہدہ والوں کے قتل کے حرام ہونے اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(٦٤٦٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا)) (مسند احمد: ٦٧٤٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے معاہدہ والوں میں سے کسی کو قتل کر دیا، وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا اور چالیس سال کی مسافت تک جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔''

فوائد:...... اسلام نے معاہدوں کی پاسداری کرنے پر بڑا زور دیا ہے اور اس معاملے میں کافر اور مسلمان کی بھی کوئی تمیز نہیں کی، اگر کوئی ادنی مسلمان بھی کسی کافر سے کوئی معاہدہ کر لیتا ہے یا اس کو پناہ دے دیتا ہے تو تمام مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس معاہدے کے تقاضوں کو پورا کریں۔

(٦٤٦٧) عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيَكُوْنُ قَوْمٌ لَهُمْ عَهْدٌ فَمَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْهُمْ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٦٦)

ہلال بن یساف ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسی قومیں آئیں گی، جن کے ساتھ تمہارے معاہدے ہوں گے، جس نے ان میں سے کسی کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت پر پائی جاتی ہے۔''

(٦٤٦٨) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَّجِدَ رِيْحَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٠٦٥٤)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے معاہدے والے انسان کو بغیر کسی جواز کے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو کو پانا بھی حرام کر دے گا۔''

(٦٤٦٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٨٦، والنسائي: ٨/ ٢٥ (انظر: ٦٧٤٥)

(٦٤٦٧) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٣١٧٩)

(٦٤٦٨) اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٩/ ٤٢٥، وابن حبان: ٤٨٨٢، والحاكم: ١/ ٤٤ (انظر: ٢٠٣٨٣)

(٦٤٦٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ١٢٦، والبيهقي: ٨/ ١٣٣، والنسائي في "الكبرى": ٨٧٤٤ (انظر: ٢٠٤٦٩)

(٦٤٦٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ مِائَةِ عَامٍ، وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَقْتُلُ نَفْسًا مُعَاهَدَةً إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَرَائِحَتَهَا أَنْ يَجِدَهَا۔)) قَالَ أَبُوْبَكْرَةَ: أَصَمَّ اللّٰهُ أُذُنِيْ إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٧٤٣)

(دوسری سند) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جنت کی خوشبو ایک سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے اور جو بندہ جب کسی معاہدے والے کو قتل کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو اور جنت کی خوشبو پانے کو حرام کر دے گا۔'' سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو تو اللہ تعالیٰ میرے کانوں کو بہرا کر دے۔''

بَابُ وَعِيْدِ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ
خودکشی کرنے پر وعید کا بیان، وہ جس چیز سے مرضی خودکشی کرے

(٦٤٧٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ بِيَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسَمٍّ فَسَمُّهُ بِيَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ٧٤٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی لوہے کے ساتھ خودکشی کی، تو اس کا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا، جس نے زہر سے خودکشی کی، تو اس کا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو پیتا رہے گا اور جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہاڑ سے گرتا ہی رہے گا۔''

فوائد:...... خودکشی حرام ہے، دنیا میں کوئی ایسی تکلیف اور آزمائش نہیں ہے، جس کی بنا پر خودکشی کو جائز سمجھا جا سکے، جن صحابہ کو اسلام کے جرم کی وجہ سے سنگین آزمائشوں کی بھٹیوں سے گزرنا پڑا، ان کی مثالیں واضح ہیں، اللہ تعالی بناتِ اسلام کی عزت و حرمت کو محفوظ فرمائے، جب ان کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے تو وہ خودکشی کو ترجیح دینے لگتی ہیں، لیکن ایسا کرنا درست نہیں ہے، اس زیادتی میں سرے سے ان کا گناہ ہی نہیں ہے، ان کو اپنا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کر کے صبر کرنا چاہیے، اللہ تعالی ایسے مجرموں کو ہدایت دے دے، وگرنہ ان کو ہلاک و برباد کر دے۔ (آمین)

دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی مسلمان کے لیے قابل معافی جرم ہے، ایک دلیل درج ذیل ہے:

فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ

(٦٤٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٧٨، ومسلم: ١٠٩ (انظر: ٧٤٤٨)

فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ۔ فَقَالَ لَهُ: ((مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ۔)) فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ؟ قَالَ: قِيلَ لِي: لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ، فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ۔)) ......''جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ایک آدمی بھی تھا، پس ان لوگوں نے مدینہ منورہ کی آب وفضا کو ناموافق پایا اور وہ آدمی بیمار ہو گیا اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے پھل پکڑا اور اپنی انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ دیا، خون بہتا رہا، یہاں تک کہ وہ بندہ مر گیا، اس کے بعد سیدنا طفیل نے اس کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ اس کی حالت بہت اچھی تھی، لیکن اس نے دونوں ہاتھوں کو ڈھانپا ہوا تھا، سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تیرے ربّ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے، سیدنا طفیل نے کہا: ہاتھوں کو کیوں ڈھانپا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے کہا گیا کہ جو چیز تو نے خود خراب کی ہے، ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔'' پھر جب سیدنا طفیل نے نبی کریم کو خواب والا یہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔'' (صحیح مسلم: ۱۱۶)

ہم جس حدیث کی شرح بیان کر رہے ہیں، اس کی اور اس طرح کی دوسری احادیث کی درج ذیل تاویلات کی جا سکتی ہیں:

(۱) ان میں زجر وتوبیخ کا بیان ہے تا کہ خودکشی کی قباحت وشناعت واضح ہو سکے۔

(۲) اگر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو کامل سزا دینا چاہے تو وہ اسی سزا کا مستحق ہو گا، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے موحد بندوں پر کرم کرے گا اور ان کو کچھ عرصہ کے بعد جہنم سے نکال لے گا۔

(۳) ہمیشگی سے مراد طویل زمانہ ہے۔

(٦٤٧١) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الَّذِي يَطْعَنُ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَتَقَحَّمُ فِيهَا يَتَقَحَّمُ فِي النَّارِ وَالَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٩٦١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خود کو نیزہ مار کر قتل کیا، وہ دوزخ میں نیزہ مارتا ہی رہے گا، جس نے آگ میں کود کر خودکشی کر لی، وہ آگ میں گھستا ہی رہے گا اور جس نے اپنا گلہ خود گھونٹ دیا، وہ دوزخ میں اس کو گھونٹتا ہی رہے گا۔''

(٦٤٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٦٥ (انظر: ٩٦١٨)

(٦٤٧٢) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند احمد: ١٦٥٠٥)

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جس چیز کے ساتھ خودکشی کی، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دے گا۔''

(٦٤٧٣)۔ عَنْ جُنْدُبِ نِ الْبَجَلِيِّ اَنَّ رَجُلًا أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَحُمِلَ إِلٰى بَيْتِهِ فَآلَمَتْ جِرَاحَتُهُ فَاسْتَخْرَجَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَطَعَنَ بِهِ فِيْ لَبَّتِهِ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: ((سَابَقَنِيْ بِنَفْسِهِ۔)) (مسند احمد: ١٩٠٠٧)

سیدنا جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی زخمی ہوگیا، اسے اٹھا کر گھر لایا گیا، اس کے زخموں نے اسے بے تاب کر دیا اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اپنے حلق میں پیوست کر دیا، جب لوگوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: ''میرے بندے نے اپنے نفس کے معاملے میں مجھ سے سبقت لی ہے۔''

فوائد:...... یہ حدیث صحیح بخاری (۳۴۶۳) اور صحیح مسلم (۱۱۳) میں سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔)) ...... ''تم سے پہلے ایک آدمی تھا، اس کو کوئی زخم آ گیا، لیکن اس نے بے صبری کی اور چھری لے کر اپنے ہاتھ کو کاٹ دیا، پس خون نہ رکا، یہاں تک کہ وہ مر گیا، اللہ تعالی نے کہا: میرے بندے نے اپنے نفس کے معاملے میں مجھ سے سبقت لینا چاہا ہے، پس میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔''

(٦٤٧٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَ فُلَانٌ، قَالَ: ((لَمْ يَمُتْ۔)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَيْفَ مَاتَ؟)) قَالَ: نَحَرَ نَفْسَهُ بِمِشْقَصٍ، قَالَ: فَلَمْ يُصَلِّ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عہد رسالت میں ایک آدمی فوت ہوگیا، ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی فوت ہوگیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ابھی تک نہیں مرا۔'' پھر وہ آدمی دوسری مرتبہ اور پھر تیسری مرتبہ آیا اور وہی بات کہی، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''وہ کس طرح مرا ہے؟'' اس نے

(٦٤٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٤٧، ومسلم: ١١٠ (انظر: ١٦٣٩٢)

(٦٤٧٣) تخريج: حديث ضعيف بهذه السياقة لضعف عمران القطان (انظر: ١٨٨٠٠)

(٦٤٧٤) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا مسلم: ٩٧٨ (انظر: ٢٠٨١٦)

عَلَيْهِ، وَفِي لَفْظٍ: قَالَ: ((إِذًا لا أُصَلِّيْ عَلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۲۱۱۰۱)

کہا: جی اس نے خود کو نیزہ مار کر ذبح کر دیا ہے، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کا نمازِ جنازہ نہ پڑھنا، یہ ایک تادیبی کاروائی تھی، آپ ﷺ اس مقام پر اپنے عمل کے ذریعے اس فعل کی سنگینی کو بیان کرنا چاہتے تھے، تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں، وگرنہ حدیث نمبر (۶۴۷۰) کے فوائد میں دی گئی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی۔

(۶٤۷٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ سِمَاكٍ (يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ)۔ (مسند احمد: ۲۱۱۰۱)

مذکورہ بالا حدیث کی ایک اور سند ذکر کی گئی ہے۔

(۶٤۷٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكٍ (يَعْنِي ابنَ حَرَبٍ) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جُرِحَ فَآذَتْهُ الْجِرَاحَةُ فَدَبَّ إِلَى مَشَاقِصَ فَذَبَحَ بِهِ نَفْسَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: كُلُّ ذَالِكَ أَدَبٌ مِنْهُ هٰكَذَا أَمْلَاهُ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ مِنْ كِتَابِهِ، وَلَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ اِلَّا مِنْ قَوْلِ شَرِيْكٍ، قَوْلُهُ ذَالِكَ أَدَبٌ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۷٥)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی زخمی ہو گیا اور اس زخم نے اس کو اس قدر اذیت دی کہ وہ رینگتا ہوا تیروں تک پہنچا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔ آپ ﷺ کا نماز جنازہ نہ پڑھنا ایک ادبی کاروائی تھی، عبد اللہ بن عامر نے ہمیں اسی طرح لکھوایا ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ ادب والی یہ بات شریک کا قول ہے۔

(۶٤۷۷)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ مَنْ

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر میں شریک ہونے والے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

(٦٤٧٥) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٤٧٦) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٤٧٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ١٧٢١٨)

شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ بِخَيْبَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ: ((إِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ۔)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَتَاهُ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِيْ ذَكَرْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَدْ وَاللّٰهِ! قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَشَدَّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا اِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ۔)) وَكَادَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذَالِكَ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوٰى بِيَدِهِ اِلٰى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهِ، فَاشْتَدَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْ صَدَقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ، قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۳۵۰)

اپنے ساتھ والے ایک آدمی کے متعلق یہ فرمایا کہ ''یہ آدمی دوزخیوں میں سے ہے۔'' لیکن جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے بڑی زبردست لڑائی لڑی اور اس کو بہت زیادہ زخم آئے۔ کچھ صحابہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس آدمی کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی لوگوں میں سے ہے، اس نے تو اللہ کی قسم! بہت شاندار لڑائی لڑی ہے اور اس کو بہت زیادہ زخم بھی آئے ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے پھر وہی بات دوہرا دی کہ ''وہ شخص دوزخیوں میں سے ہے۔'' اس بات سے ممکن تھا کہ بعض صحابہ اپنے دین کے معاملے میں شک میں پڑ جاتے، لیکن اسی دوران ہی اس آدمی نے زخم کی تکلیف محسوس کی اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف جھکایا، اس میں سے ایک تیر نکالا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا، ایک مسلمان دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بات کو سچا ثابت کر دیا ہے، اس آدمی نے خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی ہے۔

فوائد:...... یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا گیا ہے کہ یہ آدمی منافق تھا اور اپنے مفاد کی خاطر جنگ میں شریک ہوا تھا، اس کی شجاعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حیرت زدہ کر دیا تھا، تاہم ان کی حیرت رسول اللہ ﷺ کی صداقت دیکھ کر کافور ہوگئی۔

لیکن اس تاویل کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ اعتقادی منافق تھا، جہنمی ہونے کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ اعتقادی منافق ہو، کیونکہ ایسے جہنمی بھی ہوں گے، جو اپنے ایمان کی وجہ سے بالآخر جہنم سے نکال دیے جائیں گے۔

(عبداللہ رفیق)

یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ نفس انسانی مطلق طور پر انسان کی ملکیت نہیں ہے، اس کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، انسان اس میں اتنا تصرف کر سکتا ہے، جتنی اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی ہے، انسان کو تو یہ حق بھی نہیں دیا گیا کہ وہ اس وجود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معصیت والا کام کرے، چہ جائیکہ وہ اس وجود کو ہی ختم کر ڈالے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى النَّفْسِ وَتَجَنُّبِ مَا يُظَنُّ فِيْهِ هَلَاكُهَا

نفس کی حفاظت کرنے اور اسے ہلاکت سے بچانے کے واجب ہونے کا بیان

(٦٤٧٨)۔ عَنْ أَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ بَعْضُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَغَزَوْنَا نَحْوَ فَارِسَ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَاتَ فَوْقَ بَيْتٍ لَيْسَ لَهُ إِجَّارٌ فَوَقَعَ فَمَاتَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهِ فَمَاتَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٢٨)

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ فارس کی جانب ایک غزوہ میں تھے، اس دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''جو شخص ایسے گھر کی چھت پر سوئے، جس پر کوئی پردہ (اور آڑ) وغیرہ نہ ہو، اور اگر وہ گر کر مر جائے تو اس کی کوئی ذمہ نہ ہو گا۔ اسی طرح جو سمندری سفر کرے، اس حال میں کہ سمندر طلاطم خیز ہو، اور وہ (ڈوب کر) مرے جائے تو اس کا بھی کوئی ذمہ نہ ہوگا۔''

شرح: ...... معلوم ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے، اگر بظاہر اسے اپنی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے کسی قسم کی حفاظت کی ضمانت نہ ہو گی۔ اللہ تعالی نے امتِ مسلمہ کے لیے جو شرعی قوانین وضع کیے ہیں، ان میں انسانوں کی جان، مال اور عزت، غرضیکہ ہر چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ میں دو آدمیوں کو جانتا ہوں۔ جو نیند کی حالت میں چھت پر باڑ نہ ہونے کی وجہ سے گر کر شدید زخمی ہو گئے تھے۔

(٦٤٧٩)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِجِدَارٍ أَوْ حَائِطٍ مَائِلٍ فَأَسْرَعَ الْمَشْیَ فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّیْ أَكْرَهُ مَوْتَ الْفَوَاتِ۔)) (مسند احمد: ٨٦٥١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسی دیوار کے پاس سے گزرے جو ایک جانب جھکی ہوئی تھی، آپ ﷺ وہاں سے تیزی سے گزر گئے، جب آپ ﷺ سے اس جلدی کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اچانک موت کو ناپسند کرتا ہوں۔''

فوائد: ...... بظاہر تو کہا جا سکتا ہے کہ اچانک موت اللہ تعالی کے غضب کی نشانی ہے، کیونکہ اس طرح سے توبہ تائب ہونے کا موقع نہیں ملتا اور آدمی بیماری کی وجہ ملنے والی بلندیٔ درجات سے محروم ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ مؤمن ہر وقت موت کی تیاری میں ہوتا ہے، اس لیے اچانک موت اس کے لیے غضبِ الٰہی کا باعث نہیں ہوتی، درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا عبید اللہ بن خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَوْتُ الْفُجَاءَةِ أَخْذَةُ الْأَسَفِ۔))

(٦٤٧٨) تخريج: قال الالبانی فی "الصحيحة": صحيح (انظر: ٢٠٧٤٨)

(٦٤٧٩) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابراهيم بن اسحاق المدنی ضعفه غير واحد من الائمة، وقال البخاری: منكر الحديث، وقال الدارقطنی: متروك۔ أخرجه ابويعلی: ٦٦١٢ (انظر: ٨٦٦٦)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَرَزِينٌ فِي كِتَابِهِ: ((أَخْذَةُ الْأَسِفِ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ۔)) ...... ''اچانک موت ناراضی کی پکڑ ہے۔'' (ابوداود: ۳۱۱۰) امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور رزین نے اپنی کتاب میں اس روایت کو زیادہ الفاظ کے ساتھ یوں بیان کیا ہے: ''اچانک کافر کے لیے ناراضی کی پکڑ ہے، لیکن مؤمن کے لیے رحمت ہے۔'' (قال الالبانی فی المشکوۃ: صحیح)

ہاں یہ الگ بات ہے کہ ایسے اسباب سے مکمل گریز کرنا چاہیے، جو اچانک موت کا واضح طور پر سبب بن سکتے ہوں۔

(٦٤٨٠) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِمُسْلِمٍ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ۔)) قِيلَ وَ كَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٨٣٧)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لائق نہیں کہ وہ خود اپنے نفس کو ذلت میں ڈال دے۔'' کسی نے کہا: وہ اپنے نفس کو کیسے ذلت میں ڈالتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایسی بلاؤں اور آزمائشوں کے درپے ہو جاتا ہے، جن کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔''

فوائد: ...... مسلمان کو ہمیشہ عافیت کا سوال کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو روحانی اور جسمانی آزمائشوں اور ہلاکت گاہوں سے بچانا چاہیے۔

اَبْوَابُ مَا يَجُوزُ قَتْلُهُ مِنَ الْحَيْوَانِ وَمَا لَا يَجُوزُ

اس چیز کے ابواب کہ کون سے حیوان قتل کرنا جائز ہیں اور کون سے ناجائز

بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِ الْفَوَاسِقِ مِنَ الْحَيْوَانِ

فاسق حیوانات کو قتل کرنے کے حکم کا بیان

(٦٤٨١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْحُدَيَّا، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْغُرَابُ۔)) وَفِي لَفْظٍ: ((اَلْغُرَابُ الْأَبْقَعُ۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٥٣)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ فاسق اور موذی جانور ہیں، ان کو حرم میں بھی مار دیا جائے، بچھو، چوہیا، چیل، کلبِ عقور اور کوا۔'' ایک روایت میں ہے: ''مختلف رنگ والا کوا۔''

فوائد: ...... ''اَلْعَقُوْرُ'' کا معنی بہت زیادہ کاٹنے والا بھی ہے۔

(٦٤٨٠) تخريج: اسناده ضعيف من اجل على بن زيد بن جدعان۔ أخرجه الترمذى: ٢٢٥٤، وابن ماجه: ٤٠١٦ (انظر: ٢٣٤٤٤)

(٦٤٨١) تخريج: أخرجه البخارى: ١٨٢٩، ومسلم: ١١٩٨ (انظر: ٢٤٠٥٢)

(٦٤٨٢) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه البيهقى: ٥/ ٢١٠، والدارقطنى: ٢/ ٢٣٢ (انظر: ٤٧٣٧)

(٦٤٨٢) عَنْ وَبْرَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْفَأْرَةِ وَالْغُرَابِ وَالذِّئْبِ، قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ: فَالْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ يُقَالُ ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ٤٧٣٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوہیا، کوے اور بھیڑیے کو قتل کرنے کا حکم دیا، کسی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: بچھو اور سانپ کو بھی قتل کیا جائے گا؟ انھوں نے کہا: ان کے بارے میں بھی ایسی ہی بات کی جاتی ہے۔

(٦٤٨٣)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ وَهُوَ حَرَامٌ، أَنْ يَقْتُلَهُنَّ، الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحِدَأَةُ۔)) (مسند احمد: ٥١٠٧)

(دوسری سند) سے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں کہ ان کو قتل کرنے میں محرم پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے، سانپ، بچھو، چوہیا، کلبِ عقور اور چیل۔''

فوائد:...... ''اَلْكَلْبُ الْعَقُوْرُ'' :حقیقت میں اس لفظ کا اطلاق ہر زخمی کرنے والے اور چیر پھاڑ کرنے والے درندے پر بھی ہوتا ہے، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا۔ درندگی میں اشتراکیت کی وجہ سے ان کو بھی ''کَــلْــب'' کہتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی) ہڑکائے ہوئے اور باؤلے کتے کا بھی یہی حکم ہوگا۔

امام مالک نے ''الموطا'' میں کہا: ہر وہ جانور جو لوگوں کو کاٹے، ان پر حملہ کرے اور ان کو ڈرائے، مثلا: شیر، چیتا، فہد، بھیڑیا، وہ عقور ہے۔ (فہد، چیتے کی طرح کا ایک درندہ ہوتا ہے)

ابو عبیدہ نے سفیان سے یہی قول نقل کیا ہے اور یہی جمہور اہل علم کی رائے ہے۔

ان جانوروں کے لیے لفظ ''فَــاسِق'' استعمال ہوا، اس کا لفظی معنی ہے نکلنے والا، یہاں اس سے مراد وہ جانور ہیں کہ تکلیف پہنچانے اور افساد انگیزی کی وجہ سے جن کا حکم دوسرے جانوروں کے حکم سے خارج ہو گیا ہے۔

اس باب کی احادیثِ صحیحہ میں درج ذیل کل سات جانوروں کا ذکر ہوا ہے:

بچھو، کوا، چیل، چوہا، کلبِ عقور، سانپ، بھیڑیا

کیا ان کے علاوہ کسی جانور کو قتل نہیں کیا جا سکتا؟ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: روایات کے مطابق پانچ جانوروں کو مقید کرنا، اگرچہ اس کے مفہوم میں خصوصیت پائی جاتی ہے، لیکن یہ مفہوم العدد ہے، جو اکثر اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے، اگر اس کی حجیت تسلیم کر لیں تو اس کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ شروع شروع میں آپ ﷺ نے پانچ جانوروں کے بارے میں ہی حکم دیا، بعد میں ان میں اضافہ کر دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طرق میں ''چار'' کا اور بعض میں ''چھ'' کا لفظ روایت کیا گیا ہے، ''چار'' کی روایت صحیح مسلم میں ہے، اس میں بچھو کا ذکر نہیں ہے اور ''چھ'' کی

روایت مستخرج ابوعوانہ میں ہے، اس میں بچھو کا ذکر موجود ہے اور سانپ کا اضافہ کیا گیا ہے، صحیح مسلم کی شیبان کی روایت اس روایت کا شاہد ہے، اگر چہ اس میں کسی عدد کا ذکر نہیں ہے، ......۔ (فتح الباری: ٤/ ٤٤)

جن روایات میں خون خوار درندے اور چیتے وغیرہ کے الفاظ ہیں، ان پر نقد کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جن جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے یہ جانور انسان کے لیے ضرر، نقصان، تکلیف، خوف اور فساد کا سبب بن سکتے ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے انسان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے، اس لیے جس جانور میں یہ وصف پایا جائے، مُحرِم و غیر محرم کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کو حرم میں قتل کر دے، جبکہ کلبِ عقور کا مفہوم بھی یہی بنتا ہے۔

(٦٤٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ يَحْيٰى: وَالْأَسْوَدَانِ الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ۔ (مسند احمد: ٧٤٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کالی رنگت والوں کو مارنے کا حکم دیا ہے یحییٰ بن حمزہ کہتے ہیں کا لی رنگت والوں سے مراد سانپ اور بچھو ہے۔

فوائد:...... سیاہ سانپ کو ''اَسْوَد'' کہتے ہیں اور ہر قسم کے سانپ کو ''اَسْوَد'' کہتے ہیں، یہاں مطلق سانپ مراد ہے، سانپ اور بچھو دونوں کو ''اَسْوَدَیْن'' کہہ دینا ''باب التغلیب'' میں سے ہے۔

(٦٤٨٥)۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِيْ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِذْ سَمِعْنَا حِسَّ الْحَيَّةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْتُلُوْا۔))، قَالَ: فَقُمْنَا فَدَخَلَتْ شَقَّ جُحْرٍ، فَأُتِيَ بِسَعَفَةٍ فَأُضْرِمَ فِيْهَا نَارًا وَأَخَذْنَا عُوْدًا فَقَلَعْنَا عَنْهَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَلَمْ نَجِدْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهَا وَقَاهَا اللّٰهُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَاكُمْ شَرَّهَا۔)) (مسند احمد: ٣٦٤٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ عرفہ کے دن سے پہلے والی رات کو مسجدِ خیف میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہم نے سانپ کی حرکت محسوس کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مار ڈالو۔'' ہم اسے مارنے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ ایک پتھر کی دراڑ میں گھس گیا، پس کھجوروں کی شاخیں لائی گئیں اور اس میں آگ جلائی گئی، پھر ہم نے ایک لکڑی لی اور پتھر کو اس کی جگہ سے کچھ ہٹایا، لیکن وہ سانپ نہ مل سکا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب اسے چھوڑ دو، اللہ نے اس کو تمہارے شر سے اور تمہیں اس کے شر سے بچا لیا ہے۔''

(٦٤٨٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٩٩ (انظر: ٥١٠٧)

(٦٤٨٤) أخرجه ابوداود: ٩٢١، والترمذي: ٣٩٠، والنسائي: ٣/ ١٠، وابن ماجه: ١٢٤٥ (انظر: ٧٤٦٩)

(٦٤٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٣٠، ٤٩٣١، ٤٩٣٤، ومسلم: ٢٢٣٤، ٢٢٣٥ (انظر:)

فوائد:...... سانپ کو مارنا شرعی حکم ہے، لیکن سانپ کے لیے یہ کسی شرّ سے کم نہیں ہے کہ اس کو مار دیا جائے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سانپ کو تمہارے شرّ سے محفوظ کر لیا ہے۔ ممکن ہے کہ آگ جلانے کا مقصد یہ ہو کہ سانپ باہر نکل آئے گا، بہرحال آگ سے عذاب دینا ممنوع ہے۔

(٦٤٨٦)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى قَالَ: فَخَرَجَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْتُلُوْهَا۔)) فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا۔ (مسند احمد: ٣٥٨٦)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم منٰی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک ایک سانپ نکل آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مار ڈالو۔'' پس ہم اسے مارنے کے لئے دوڑے، لیکن وہ نکل گیا۔

(٦٤٨٧) عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَارٍ (وَفِيْ لَفْظٍ: بِحِرَاءَ) فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ فَجَعَلْنَا نَتَلَقَّاهَا مِنْهُ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جَانِبِ الْغَارِ فَقَالَ: ((اقْتُلُوْهَا۔)) فَتَبَادَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَقَالَ: ((إِنَّهَا وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا۔)) (مسند احمد: ٤٠٦٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار حراء میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ پر سورت ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ نازل ہوئی، ہم آپ ﷺ سے وہ سورت سیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ غار کی جانب سے نمودار ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے مار ڈالو۔'' ہم اس کی طرف لپکے لیکن وہ ہم سے نکل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تمہارے شر سے محفوظ رہا اور تم اس کے شر سے۔''

(٦٤٨٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ الْحَيَّاتِ مَخَافَةَ طَلَبِهِنَّ فَلَيْسَ مِنَّا، مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٠٣٧)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سانپ کی انتقامی کاروائی سے ڈرتے ہوئے اس کو چھوڑا، وہ ہم میں سے نہیں ہے، جب سے ہماری ان سے لڑائی ہوئی ہے، اس وقت سے ہم نے ان کوئی صلح نہیں کی۔''

فوائد:...... انسان اور سانپ، دونوں جبلی اور فطرتی طور پر ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں، اسی عداوت کو اس حدیث میں بیان کیا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور سانپ کے مابین اس دشمنی کا آغاز اس وقت ہوا تھا، جب

(٦٤٨٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٤٨٧) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٤٨٨) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٥٢٥٠ (انظر: ٢٠٣٧)

ابلیس کو جنت کے دربانوں نے آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے روکا تو سانپ نے اس کو جنت میں داخل کیا تھا، پھر اس نے آدم اور حوا علیہما السلام کو ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کیا اور اس طرح ان کو جنت سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔

سانپ کی انتقامی کاروائی سے ڈرنا محض توہم پرستی ہے، دورِ جاہلیت میں کہا جاتا تھا کہ سانپ کو قتل نہ کرو، وگرنہ اس کا خاوند یا بیوی انتقام لینے کے لیے قتل کرنے والے کو ڈسے گی۔ پاکستان کے بعض علاقوں میں ابھی تک اس قسم کی وہمی باتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً ایک مخصوص سانپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے سات سانپ آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ سانپوں میں اس قسم کا کوئی سلسلہ نہیں پایا جاتا، لہٰذا ان کو قتل کرنے کی ہی کوشش کرنی چاہیے۔

(٦٤٨٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٠٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(٦٤٩٠) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَلَهُ سَبْعُ حَسَنَاتٍ، وَمَنْ قَتَلَ وَزَغًا فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَمَنْ تَرَكَ حَيَّةً مَخَافَةَ عَاقِبَتِهَا فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ٣٩٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو سانپ کو قتل کرے، اسے سات نیکیاں ملتی ہیں اور جو چھپکلی کو مارے، اسے ایک نیکی ملتی ہے اور جس نے سانپ کو اس کے انتقام کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ۔)) ......”جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں قتل کر دیا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں قتل کیا، اس کے لیے اس سے کم نیکیاں ہیں اور جس نے تیسری ضرب میں قتل کیا، اس کے لیے اس سے کم نیکیاں ہیں۔“ (صحیح مسلم: ٢٢٤٠)

(٦٤٩١) عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ قَالَ: بَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَخْطُبُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ تَمْشِي عَلَى الْجِدَارِ، فَقَطَعَ

ابو الاحوص جشمی کہتے ہیں: ایک مرتبہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک سانپ دیوار پر چل رہا ہے، انھوں نے اپنے خطاب کو روک دیا

(٦٤٨٩) تخریج: أخرجه (انظر:)

(٦٤٩٠) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، المسيب بن رافع لم يلق ابن مسعود۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ١٠٤٩٢ (انظر: ٣٩٨٤)

(٦٤٩١) تخریج: اسناده ضعيف، ابو الاعين العبدى ضعفه يحيى بن معين، وقال ابو حاتم: مجهول، وقال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به، وورد هذا الحديث موقوفا واسناده صحيح۔ أخرجه الطيالسى: ٣١٥، وابويعلى: ٥٣٢٠، وابن ابى شيبة: ٥/ ٤٠٥ (انظر: ٣٩٩٦)

خُطْبَتَهُ ثُمَّ ضَرَبَهَا بِقَضِيْبِهِ أَوْ بِقَصَبَةٍ، قَالَ يُونُسُ: بِقَضِيْبِهِ، حَتّٰى قَتَلَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَكَأَنَّمَا قَتَلَ رَجُلًا مُشْرِكًا قَدْ حَلَّ دَمُهُ۔)) (مسند احمد: ٣٩٩٦)

اور اپنی چھڑی کے ساتھ اس کو مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جس نے سانپ کو مارا، گویا کہ اس نے اس مشرک کو قتل کر دیا، جس کا خون بہانا جائز ہو چکا تھا۔''

(٦٤٩٢) عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَيَقُوْلُ: مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةً أَوْ مَخَافَةَ تَأْثِيْرٍ فَلَيْسَ مِنَّا، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الْحَيَّاتِ مَسِيْخُ الْجِنِّ كَمَا مُسِخَتِ الْقِرَدَةُ مِنْ إِسْرَائِيْلَ۔ (مسند احمد: ٣٢٥٤)

عکرمہ کہتے ہیں: میرا یہی خیال ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''جس نے ان کو ان کی انتقامی کاروائی سے ڈرتے ہوئے چھوڑا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک سانپ، جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں، جیسا کہ بنو اسرائیل کو بندروں کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا۔

(٦٤٩٣) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَيَّاتُ مَسِيْخُ الْجِنِّ۔)) (مسند احمد: ٣٢٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض سانپ جنوں سے مسخ شدہ ہیں۔''

فوائد:...... آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ موجودہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ بعض جنوں کو سانپوں کی شکل میں مسخ کیا گیا تھا، جیسا کہ یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن ایسی حالت میں ان کی نسل نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہونے لگی کہ بندر اور خنزیر کس کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَمْسَخْ شَيْئًا فَيَدَعَ لَهُ نَسْلًا أَوْ عَاقِبَةً، وَقَدْ كَانَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ قَبْلَ ذَالِكَ۔)) (صحیح مسلم)...... ''جب اللہ تعالی کسی مخلوق کو (دوسری مخلوق کی شکل میں) مسخ کرتے ہیں تو اس کی آگے نسل اور اولاد نہیں ہوتی (یعنی وہ اسی مسخ شدہ شکل میں ہلاک ہو جاتی ہے) اور بندر اور خنزیر (جن کے بارے میں تم باتیں کر رہے ہو، یہ تو مسخ شدہ قوموں سے) پہلے بھی تھے۔''

(٦٤٩٢) تخريج: أخرجه ابو داود: ٥٢٥٠ (انظر: ٣٢٥٤)

(٦٤٩٣) تخريج: صحيح موقوفا۔ أخرجه البزار: ١٢٣٢، وابن حبان: ٥٦٤٠ (انظر: ٣٢٥٥)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ حَيَّاتِ الْبُيُوْتِ اِلَّا بَعْدَ تَحْذِيْرِهَا اِلَّا الْأَبْتَرَ وَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُمَا يُقْتَلَان

گھریلو سانپوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان، الا یہ کہ پہلے اُن کو متنبہ کیا جائے، مگر چھوٹی دم والا موذی سانپ اور وہ سانپ جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں، ان دونوں کو ہر صورت میں قتل کیا جائے گا

(٦٤٩٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ حَيَّاتِ الْبُيُوْتِ اِلَّا الْأَبْتَرَ وَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَخْتَطِفَان (وَفِيْ لَفْظٍ: يَطْمِسَان) الْأَبْصَارَ وَيَطْرَحَانِ الْحَمَلَ مِنْ بُطُوْنِ النِّسَاءِ وَمَنْ تَرَكَهُمَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ (مسند احمد: ٢٤٥١١)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے، ماسوائے ان دو سانپوں کے، چھوٹی دم والا موذی سانپ اور جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں، کیونکہ یہ نظر کا نور اچک لیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ سے حمل گرا کر دیتے ہیں، جوان دونوں کو چھوڑے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فوائد:...... ممکن ہے کہ ان سانپوں کی نظر میں زہریلا مواد ہو اور اس چیز کا بھی احتمال ہے کہ ان کے ڈسنے سے نظر ختم ہو جاتی ہو اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب حاملہ عورت ان کی طرف دیکھتی ہے اور ڈرتی ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

(٦٤٩٥)۔ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ عَوَامِرِ الْبُيُوْتِ اِلَّا مَنْ كَانَ مِنْ ذَوِي الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَكْمِهَانِ الْأَبْصَارَ وَتُخْدَجُ مِنْهُنَّ النِّسَاءُ۔ (مسند احمد: ٢٢٦١٧)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے، ما سوائے دو سانپوں کے، ایک جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں اور دوسرا چھوٹی دم والا موذی سانپ، یہ دونوں نظر کو ختم کر دیتے ہیں اور ان کی وجہ سے حاملہ عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں۔''

(٦٤٩٦)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يُسْقِطَانِ الْحَبَلَ وَيُطْمِسَانِ الْبَصَرَ۔)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرَآنِيْ أَبُوْ لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپوں کو قتل کرو اور خاص طور پر پشت پر دو دھاریوں والے کو اور چھوٹی دم والے موذی سانپ کو، کیونکہ یہ دونوں حمل گرا دیتے ہیں اور نظر مٹا دیتے ہیں۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا ابولبابہ نے یا سیدنا زید بن خطاب

(٦٤٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٠٨، ومسلم: ٢٢٣٢ (انظر: ٢٤٠١٠)

(٦٤٩٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٧٢٦ (انظر: ٢٢٢٦٢)

(٦٤٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٩٧، ٣٢٩٨، ومسلم: ٢٢٣٣(انظر: ١٥٧٤٨)

الْخَطَّابِ وَأَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا فَنَهَانِي، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَهَى بَعْدَ ذَالِكَ عَنْ قَتْلِ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَهِيَ الْعَوَامِرُ۔ (مسند احمد: ١٥٨٤٠)

رضی اللہ عنہا نے مجھے دیکھا کہ میں ایک سانپ کو مارنے کے لئے اس کا پیچھا کر رہا تھا تو اس نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مارنے کا حکم دیا ہے، لیکن انہوں نے کہا کہ بعد میں آپ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو قتل کرنے سے روک دیا تھا۔

(٦٤٩٧)۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ كُلِّهِنَّ، فَاسْتَأْذَنَهُ أَبُو لُبَابَةَ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ خَوْخَةٍ لَهُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَآهُمْ يَقْتُلُونَ حَيَّةً، فَقَالَ لَهُمْ أَبُو لُبَابَةَ: أَمَا بَلَغَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ أُولَاتِ الْبُيُوتِ وَالدُّورِ وَأَمَرَ بِقَتْلِ ذَوِي الطُّفَيْتَيْنِ؟ (مسند احمد: ١٥٨٤٣)

امام نافع روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ تمام قسم کے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا کرتے تھے، ایک دن سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کی کھڑکی سے مسجد میں آنے کی اجازت طلب کی اور ان کو دیکھا کہ وہ ایک سانپ قتل کر رہے تھے، پس سیدنا ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا اور اس سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں۔

(٦٤٩٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ كُلِّهِنَّ لَا يَدَعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا، حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ۔ (مسند احمد: ١٥٦٣٢)

(دوسری سند) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر قسم کے سانپ مارنے کا حکم دیا کرتے تھے اور کسی کو نہیں چھوڑتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا۔

(٦٤٩٩)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَتَحَ خَوْخَةً لَهُ وَعِنْدَهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَخَرَجَتْ عَلَيْهِمْ حَيَّةٌ فَأَمَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِقَتْلِهَا، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُؤْذِنَهُنَّ قَبْلَ أَنْ يَقْتُلَهُنَّ۔ (مسند احمد: ١١١٠٦)

سیدنا زید بن اسلم کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک کھڑکی کھولی، ان کے پاس سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اچانک ایک سانپ نکلا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مارنے کا حکم دیا، لیکن سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ان کو قتل کرنے سے پہلے اطلاع دی جائے۔

(٦٤٩٧) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٤٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٤٩٩) تخريج: اسناده حسن في الشواهد (انظر: ١١٠٩٠)

(٦٥٠٠)۔ عَنْ اَبِی السَّائِبِ اَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ إِذْ سَمِعْتُ تَحْتَ سَرِيْرِهِ تَحْرِيْكَ شَيْءٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ: حَيَّةٌ هَاهُنَا، فَقَالَ: فَتُرِيْدُ مَاذَا؟ قُلْتُ: أُرِيْدُ قَتْلَهَا، فَأَشَارَ لِيْ إِلٰى بَيْتٍ فِيْ دَارِهِ تِلْقَاءَ بَيْتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِيْ كَانَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ اسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَهْلِهِ وَكَانَ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَأَذِنَ لَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَتَأَهَّبَ بِسَلَاحِهِ مَعَهُ فَأَتٰى دَارَهُ فَوَجَدَ اِمْرَأَتَهُ قَائِمَةً عَلٰى بَابِ الْبَيْتِ فَأَشَارَ اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَقَالَتْ: لَا تَعْجَلْ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا أَخْرَجَنِيْ، فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَإِذَا حَيَّةٌ مُنْكَرَةٌ فَطَعَنَهَا بِالرُّمْحِ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فِي الرُّمْحِ تَرْتَكِضُ، ثُمَّ قَالَ: لَا أَدْرِيْ أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا، الرَّجُلُ أَوِ الْحَيَّةُ، فَأَتٰى قَوْمُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَرُدَّ صَاحِبَنَا، قَالَ: ((اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ۔)) مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ أَسْلَمُوْا فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَذِّرُوْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ إِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوْهُ فَاقْتُلُوْهُ بَعْدَ الثَّالِثَةِ۔)) (مسند احمد: ١١٣٨٩)

ابو سائب کہتے ہیں: میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی حرکت محسوس کی، میں نے دیکھا کہ ایک سانپ تھا، پس میں کھڑا ہو گیا، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں سانپ ہے، انھوں نے کہا: کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: اس کو مار دینے کا۔ انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میرا ایک بھتیجا اس گھر میں رہائش پذیر تھا، جب وہ غزوۂ احزاب سے واپس آیا تو اس نے آپ ﷺ سے اپنے گھر آنے کی اجازت طلب کی، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی اور یہ حکم دیا کہ مسلح ہو کر جانا، پس جب وہ اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے پر کھڑی ہے، اس نے غیرت کے مارے نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا، لیکن اتنے میں اس نے کہا: جلد بازی میں نہ پڑ، پہلے وہ چیز دیکھ جس نے مجھے نکال دیا، جب وہ گھر کے اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا تو ایک مکروہ قسم کا سانپ تھا، اس نوجوان نے اس کو نیزہ مارا اور نیزے کے ساتھ اس کو باہر نکالنا چاہا، وہ سانپ تڑپ رہا تھا، میں نہیں جانتا کہ بندہ پہلے مرے گا یا سانپ۔ پھر اس کی قوم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارا ساتھی واپس لوٹا دے۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لئے مغفرت طلب کرو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنوں میں سے کچھ افراد اسلام لا چکے ہیں، جب تم انہیں دیکھو تو انہیں تین مرتبہ یعنی تین دن تک ڈراؤ آگاہ کرو۔ اگر پھر بھی نظر آئیں تو تین دن کے بعد اگر انہیں مارانا چاہو تو مار سکتے ہو۔

(٦٥٠٠) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ٢٢٣٦، وابوداود: ٥٢٥٧ (انظر: ١١٣٦٩)

فوائد: ...... یہ سانپ دراصل جن تھا۔

مطلب یہ ہے بہت جلد سانپ مرگیا اور وہ نوجوان بھی فوت ہوگیا۔ ان دونوں کے بہت جلد مرنے کی صراحت صحیح مسلم میں ہے۔ زیر مطالعہ حدیث سے بھی یہی بات سمجھ آ رہی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٥٠١)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَجَدَ رَجُلٌ فِي مَنْزِلِهِ حَيَّةً فَأَخَذَ رُمْحَهُ فَشَكَّهَا فِيهِ فَلَمْ تَمُتِ الْحَيَّةُ حَتّٰى مَاتَ الرَّجُلُ، فَأُخْبِرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ مَعَكُمْ عَوَامِرَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَحَرِّجُوا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتُمُوهُ بَعْدَ ذَالِكَ فَاقْتُلُوهُ۔)) (مسند احمد: ١١٢٣٣)

(دوسری سند) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے گھر میں سانپ دیکھا اور اس نے نیزہ لے کر اس میں پیوست کر دیا، تو سانپ نہ مرا، حتیٰ کہ وہ بندہ فوت ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ساتھ گھروں میں جن بھی آباد ہیں، اس لیے جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو تین دن تک ان پر تنگی پیدا کرو، اگر تم تین دن کے بعد بھی ان کو دیکھو تو پھر انہیں قتل کر دو۔''

فوائد: ...... ان احادیث مبارکہ میں گھریلوں سانپوں کو قتل سے منع کیا گیا ہے، صرف دو قسم کے سانپوں کو مستثنی کیا گیا، یعنی ان کو ہر صورت میں قتل کر دیا جائے۔

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔)) ...... ''جب تم ان گھریلو سانپوں میں سے کوئی دیکھو تو تین دنوں تک اس کو آگاہ کرو، پس اگر وہ اس مدت کے بعد بھی نظر آ جائے تو اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبُيُوتِ عَوَامِرَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ۔)) ...... ''بیشک ان گھروں میں رہنے والے جن بھی ہوتے ہیں، لہٰذا جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین (دنوں) تک ان پر تنگی کرو، اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ کافر ہے۔''

گھروں میں رہنے والے سانپ عموماً گھر والوں کو نقصان نہیں پہنچاتے، بچوں تک کو نہیں کاٹتے، ان کے بارے میں قتل نہ کرنے کا حکم اس بنا پر ہے کہ شاید یہ جن کی کوئی قسم ہوں اور جنوں کو مارنا جائز نہیں، نیز قتل کی وجہ ایذا ہے، جب وہ ہمیں کچھ نہیں کہتے تو ہم انہیں کیوں کچھ کہیں، البتہ آبادی سے باہر رہنے والے سانپ موذی ہوتے ہیں، لہٰذا انہیں فوراً مار دینا چاہیے۔

تنگی کرنے سے اور آگاہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو کہا جائے کہ تیرے لیے ہمارے ذمہ تنگی ہے، اگر تو نہ گیا یا

(٦٥٠١) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، وانظر الحديث بالطريق الاول

واپس آ گیا تو ہم تیرا پیچھا کر کے یا تجھے دھتکار کر یا تجھے قتل کر کے تجھ پر تنگی کر دیں گے، مزید اس قسم کا انداز اختیار کر کے اس کو آگاہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر ہم اپنے معاشرے کے افراد کی طبع اور جلد بازی کو دیکھیں تو ان احادیثِ مبارکہ پر عمل کرنا خاصا مشکل نظر آتا ہے، کیونکہ آجکل اگر کسی گھر میں سانپ نظر آ جائے تو گھر کے سارے افراد اس وقت تک بے سکون رہیں گے اور اس گھر میں چین سے نہ بیٹھیں گے، نہ سوئیں گے، جب تک اس سانپ کو قتل نہیں کر دیں گے۔ بہرحال اگر آپ ﷺ کے ارشادات پر کامل ایمان ہو تو ایسے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، اصل محافظ تو اللہ تعالی ہی ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۶۵۰۰) کے مطابق جس نوجوان نے سانپ کو سانپ سمجھ کر مارنا چاہا، وہ خود بھی مر گیا، کیونکہ وہ سانپ دراصل جن تھا۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزَغِ وَثَوَابِ قَاتِلِهِ

چھپکلی کو قتل کرنے کے مستحب ہونے اور اس کو مارنے والے کے اجر و ثواب کا بیان

(٦٥٠٢)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ الْوَزَغَ فِی الضَّرْبَةِ الْأُوْلٰی فَلَهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَسَنَةٍ وَمَنْ قَتَلَهُ فِی الثَّانِیَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَسَنَةٍ، وَمَنْ قَتَلَهُ فِی الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا۔)) قَالَ سُهَیْلٌ: اَلْأُوْلٰی أَكْثَرُ۔ (مسند احمد: ٨٦٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا، اسے اتنی اتنی نیکیاں ملیں گی، جس نے دوسری ضرب سے مارا اسے اتنی اتنی ملیں گی اور جس نے تیسری ضرب میں مارا، اسے اتنی اتنی ملیں گی۔“ سہیل کہتے ہیں: پہلی ضرب زیادہ اجر و ثواب والی ہے۔

فوائد:...... صحیح مسلم کی ایک روایت میں پہلی ضرب میں مارنے والے کے لیے سو نیکیوں اور ایک روایت میں ستر نیکیوں کا ذکر ہے، دوسری یا تیسری ضرب میں مارنے والے کے لیے اس سے کم ثواب ہوگا۔

(٦٥٠٣)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَیْسِقًا۔ (مسند احمد: ١٥٢٣)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے موذی اور فاسق قرار دیا ہے۔

فوائد:...... چونکہ دوسرے حشرات کی بہ نسبت چھپکلی زیادہ مضر اور تکلیف دہ ہے، اس لیے اس کو فاسق قرار دیا گیا ہے۔

(٦٥٠٤)۔عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِلْفَاكِهِ بْنِ

فاکہ بن مغیرہ کی آزاد کردہ لونڈی سائبہ سے مروی ہے کہ وہ

(٦٥٠٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٤٠ (انظر: ٨٦٥٩)

(٦٥٠٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٣٨ (انظر: ١٥٢٣)

(٦٥٠٤) تخريج: الأمر بقتل الوزغ، وانه كان ينفخ على ابراهيم عليه السلام صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف۔

أخرجه [illegible]

الْمُغِيرَةِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَرَأَتْ فِي بَيْتِهَا رُمْحًا مَوْضُوعًا، فَقَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَاذَا تَصْنَعِينَ بِهٰذَا الرُّمْحِ؟ قَالَتْ: هٰذَا لِهٰذِهِ الْأَوْزَاغِ، نَقْتُلُهُنَّ بِهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا تُطْفِيءُ النَّارَ عَنْهُ غَيْرَ الْوَزَغِ كَانَ يَنْفُخُ عَلَيْهِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٨٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان کے گھر میں ایک نیزہ دیکھا اور اس کے بارے میں پوچھا: اے ام المؤمنین! آپ اس نیزے کو کیا کرتی ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم اس کے ساتھ یہ چھپکلیاں مارتی ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو روئے زمین کا ہر جانور آگ بجھاتا تھا، ماسوائے اس چھپکلی کے کہ یہ آگ پر پھونک مارتی تھی، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... چھپکلی کی پھونک آتش نمرود میں کوئی اشتعال پیدا نہ کر سکتی تھی، اس سے اس کی بدی اور خبثِ باطن کا اظہار ہو رہا ہے۔

(٦٥٠٥)۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: ((فُوَيْسِقٌ۔)) وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٧٥)

عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو موذی اور فاسق جانور قرار دیا، لیکن انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث نہیں سنی کہ جس میں آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہو۔

فوائد:...... چھپکلی کو قتل کرنے کی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سمیت کئی صحابہ سے مروی ہے، ممکن ہے سیدہ کی مراد یہ ہو کہ انھوں نے بنفس نفیس نبی کریم ﷺ کو ایسے فرماتے ہوئے نہیں سنا۔

(٦٥٠٦)۔ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أُقْتُلُوا الْوَزَغَ فَإِنَّهُ كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ النَّارَ۔)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقْتُلُهُنَّ۔ (مسند احمد: ٢٦١٦٢)

مولائے ابن عمر امام نافع سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھپکلی کو قتل کر دیا کرو، کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام پر جلائی گئی آگ پر پھونک مارتی تھی۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی چھپکلیوں کو مار دیا کرتی تھیں۔

(٦٥٠٧)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان

(٦٥٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٣١، ٣٣٠٦، ومسلم: ٢٢٣٩ (انظر: ٢٤٥٦٨)

(٦٥٠٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٥٦٤٣)

(٦٥٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٥٩، ومسلم: ٢٢٣٧ (انظر: ٢٧٣٦٥)

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اسْتَأْمَرَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَتْلَ الْوَزَغَاتِ فَأَمَرَهَا بِقَتْلِ الْوَزَغَاتِ۔ (مسند احمد: ٢٧٩٠٩)

کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے چھپکلیوں کو قتل کرنے کا حکم دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں چھپکلیاں مارنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... چھپکلی زہریلا جانور ہے، اگر کسی کھانے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے زہریلا کر دیتا ہے، حتی کہ موت کا سبب بھی بن سکتا ہے، لہٰذا اُس کو مارنے کا حکم ہے۔

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَتْلِ الْكِلَابِ وَاقْتِنَائِهَا
کتوں کو قتل کرنے اور انہیں پالنے کا بیان

بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِهَا وَ سَبَبِ ذٰلِكَ
کتوں کو قتل کرنے کے حکم اور اس کے سبب کا بیان

(٦٥٠٨)۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ فِيْ سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ فِيْهَا فَرَاثَ عَلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهُ فِيْهَا فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهُ بِالْبَابِ قَائِمًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي انْتَظَرْتُكَ لِمِيْعَادِكَ۔ فَقَالَ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ كَلْبًا وَلَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ۔)) وَكَانَ تَحْتَ سَرِيْرِ عَائِشَةَ جِرْوُ كَلْبٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَمَرَ بِالْكِلَابِ حِيْنَ أَصْبَحَ فَقُتِلَتْ۔ (مسند احمد: ٢٥٦١٣)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایک مقررہ وقت میں آنے کا وعدہ کیا، پھر انہوں نے تاخیر کر دی، جب رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو جبریل علیہ السلام باہر دروازے پر کھڑے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں تو آپ کے وعدے کے مطابق آپ کا انتظار کرتا رہا، سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: گھر میں ایک کتا ہے اور جس گھر میں کتا اور تصویر ہوں، ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔'' دراصل سیدہ عائشہ ؓ کی چار پائی کے نیچے کتے کا ایک پلا تھا، آپ ﷺ نے اس کو باہر نکالنے کا حکم دیا، پس اس کو نکال دیا گیا، اور پھر جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا اور ان کو قتل کیا جانے لگا۔

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں تصویر اور کتا ہو اس گھر میں فرشتہ نہیں آتا، آج مسلمانوں کے گھروں میں ان دونوں چیزوں کی بھرمار ہے۔ حفاظت، شکار وغیرہ کی ضرورت کے تحت کتا رکھنا اس سے مستثنیٰ ہیں۔ شاید اسی وجہ سے آج گھروں سے برکت و رحمت ختم ہوتی جارہی ہے۔ رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، وگرنہ کاتب، محافظ اور موت کے فرشتے تو ہر گھر میں جاتے ہیں۔ تصویر سے مراد ذی روح چیز کی تصویر ہے، خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان کی،

(٦٥٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٠٤ دون امر قتل الكلاب، وامره ﷺ بقتل الكلاب ورد من حديث ميمونة عند مسلم (انظر: ٢٥١٠٠)

اس سے وہ تصویریں مستثنی ہیں، جو ناگزیر مقاصد کے لیے ہوں اور جن کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو، مثلا پاسپورٹ، شناختی کارڈ، لائسنس وغیرہ کے لیے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی محفوظ یا بند جگہ میں رکھا جائے اور آویزاں نہ کیا جائے۔

(٦٥٠٩)۔ عَنْ اَبِی رَافِعٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((یَا أَبَا رَافِعٍ! أُقْتُلْ كُلَّ كَلْبٍ بِالْمَدِيْنَةِ۔)) قَالَ: فَوَجَدْتُ نِسْوَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بِالصَّوْرَيْنِ مِنَ الْبَقِيْعِ لَهُنَّ كَلْبٌ فَقُلْنَ: يَا أَبَا رَافِعٍ! اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَغْزٰى رِجَالَنَا وَإِنَّ هٰذَا الْكَلْبَ يَمْنَعُنَا بَعْدَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ! مَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدٌ أَنْ يَأْتِيَنَا حَتّٰى تَقُوْمَ امْرَأَةٌ مِنَّا فَتَحُوْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَاذْكُرْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَهُ أَبُوْ رَافِعٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! أُقْتُلْهُ فَإِنَّمَا يَمْنَعُهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٤٣٦٧)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابورافع! مدینہ کے ہر کتے کو مار ڈال۔'' وہ کہتے ہیں: میں نے بقیع کے قریب صورین جگہ میں چند انصاری عورتوں کو پایا، ان کے ساتھ ایک کتا تھا، انھوں نے کہا: اے ابورافع! رسول اللہ ﷺ نے ہمارے مردوں کو جنگ میں بھیج رکھا ہے اور اللہ کے بعد اب یہ کتا ہماری حفاظت کرتا ہے، اللہ کی قسم! اس کتے کے خوف کی وجہ سے کوئی مرد ہم تک اس وقت تک آنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا، جب تک ہم میں کوئی اٹھ کر اس کتے کو پیچھے نہ ہٹا دے، تم جاؤ اور نبی کریم ﷺ کو یہ ساری بات بتلاؤ، چنانچہ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی بات بتلائی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو رافع! تو اس کتے کو قتل کر دے، اللہ تعالی خود ان خواتین کی حفاظت کرے گا۔''

(٦٥١٠)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْتُلَ الْكِلَابَ فَخَرَجْتُ أَقْتُلُهَا، لَا أَرٰى كَلْبًا اِلَّا قَتَلْتُهُ فَإِذَا كَلْبٌ يَدُوْرُ بِبَيْتٍ فَذَهَبْتُ لِأَقْتُلَهُ فَنَادَانِیْ إِنْسَانٌ مِنْ جَوْفِ الْبَيْتِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ! مَا تُرِيْدُ أَنْ تَصْنَعَ؟ قُلْتُ: أُرِيْدُ أَنْ أَقْتُلَ هٰذَا الْكَلْبَ،

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پس میں ان کو قتل کرنے کے لیے نکلا، جو کتا بھی مجھے نظر آتا، میں اسے قتل کر دیتا، ایک کتا ایک گھر کے گرد گھوم رہا تھا، جب میں اسے مارنے لگا تو گھر کے اندر سے ایک انسان نے مجھے آواز دی اور کہا: او اللہ کے بندے! تو کیا کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: میں

(٦٥٠٩) تخريج: اصل الحديث صحيح لغيره بغير هذه السياقة كما سيأتى بالرقم الآتى، وهذا اسناد ضعيف، الفضل بن عبيد الله لم يدرك جده ابا رافع، والعباس بن ابى خداش من رجال "التعجيل"۔ أخرجه البزار: ٣٨٦٩، وابن ابى شيبة: ٥/ ٤٠٥، والحاكم: ٢/ ٣١١، والطبرانى فى "الكبير": ٩٧١ (انظر: ٢٣٨٦٥)

(٦٥١٠) تخريج: اسناده صحيح ان ثبت سماع سالم بن عبد الله من أبى رافع۔ أخرجه الطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ٤٦٦٨ (انظر: ٢٧١٨٨)

فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ مَضِيعَةٌ وَإِنَّ هٰذَا الْكَلْبَ يَطْرُدُ عَنِّي السَّبُعَ وَيُؤْذِنُنِي بِالْجَائِي، فَأْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاذْكُرْ ذَالِكَ لَهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذُكِرَ ذَالِكَ لَهُ فَأَمَرَنِي بِقَتْلِهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٧٣٠)

اس کتے کو مارنا چاہتا ہوں، اس عورت نے کہا: میں اس جنگل بیاباں میں رہتی ہے، (جو کہ ضیاع و ہلاکت کا سبب ہے) اور یہ کتا درندوں کو مجھ سے دفع کرتا ہے اور اس کی وجہ سے آنے جانے والوں کی مجھے اطلاع ہو جاتی ہے، اس لیے تو نبی کریم ﷺ کے پاس جا اور میری یہ بات بتلا، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات بتلائی، لیکن آپ ﷺ نے مجھے اس کتے کو قتل کرنے کا ہی حکم دیا۔

(٦٥١١)۔ عَنْ جَابِرِ الْأَنْصَارِيِّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكِلَابِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ تُقْتَلَ فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ: إِنَّ مَنْزِلِي شَاسِعٌ وَلِي كَلْبٌ فَرَخَّصَ لَهُ أَيَّامًا ثُمَّ أَمَرَ بِقَتْلِ كَلْبِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٥٤٨)

سیدنا جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میرا گھر آبادی سے دور ہے اور میرا ایک کتا ہے جو اس کی رکھوالی کرتا ہے، آپ ﷺ نے چند دن کے لئے ان کو رخصت دی، لیکن پھر اس کتے کو بھی مارنے کا حکم دے دیا۔

(٦٥١٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى قَتَلْنَا كَلْبَ امْرَأَةٍ جَاءَتْ مِنَ الْبَادِيَةِ۔ (مسند احمد: ٤٧٤٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا (اور ہم نے کتے مارنے شروع کر دیئے) یہاں تک کہ ہم نے دیہات سے آنے والی ایک عورت کا کتا بھی مار ڈالا۔

(٦٥١٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ الْعِيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٩٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کشادہ آنکھوں والے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

(٦٥١٤)۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ يَأْمُرُ فِي خُطْبَتِهِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ

سیدنا حسن بصری ﷺ کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں موجود تھا، انھوں نے اپنے خطبے میں کتوں کو قتل کرنے

(٦٥١١) اسناده ضعيف لضعف عيسى بن جارية۔ أخرجه ابويعلى: ١٨٠٤، ١٨٨٦ (انظر: ١٤٤٩٤)
(٦٥١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٧٠، ١٥٧١ (انظر:)
(٦٥١٣) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "العين"، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع من عائشة، والمغيرة ابن مقسم ضعيف في روايتة عن ابراهيم النخعي (انظر: ٢٤٧٨٥)
(٦٥١٤) اسناده ضعيف، مبارك بن فضالة ضعفه النسائي۔ أخرجه عبد الرزاق: ١٩٧٣٣ (انظر: ٥٢١)

وَذَبْحِ الْحَمَامِ۔ (مسند احمد: ٥٢١)

اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... اس باب میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مزید تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ عَدْمِ قَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا الْأَسْوَدَ الْبَهِيْمَ

کالے سیاہ کتے کے علاوہ باقی کتوں کو قتل نہ کرنے کی رخصت کا بیان

(٦٥١٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى إِنَّ الْمَرْأَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيْمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ۔)) (مسند احمد: ١٤٦٢٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں کتے مارنے کا حکم دیا اور (پھر ہم نے کتوں کا قتل کیا) یہاں تک کہ ہم دیہات سے آنے والی عورت کے کتے بھی قتل کر دیتے، لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ''آنکھوں پر سفید رنگ کے دو نقطوں والے سیاہ رنگ کے کتے کو مار دو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

(٦٥١٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا، فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيْمٍ۔)) (مسند احمد: ٢٠٨٢١)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کتے بھی مختلف امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کو مکمل طور پر قتل کرنے کا حکم دے دیتا، اب تم ان میں سے ہر سیاہ کالے کو قتل کر دیا کرو۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک کو پیدا کرنے میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت رکھی ہوتی ہے، اس لئے اس کی مخلوق میں سے ایک قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا مناسب نہیں، تاہم ان میں سے شریر قسم کے کتے جو کالی سیاہ رنگت والے ہیں انہیں مار دو، باقیوں کو قتل نہ کرو۔

(٦٥١٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْكَلْبُ الْاَسْوَدُ الْبَهِيْمُ شَيْطَانٌ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٥٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کالا سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔''

فوائد:...... کالے سیاہ کتے کو شیطان قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ اس کا ضرر دوسرے کتوں سے زیادہ ہوتا ہے، مجازی طور پر اس کو شیطان کہا گیا ہے، ویسے بھی عربوں کے کلام میں ہر سرکش کو شیطان کہہ دیتے ہیں۔ جیسے برے اور

(٦٥١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٧٢ (انظر: ١٤٥٧٥)

(٦٥١٦) تخريج: حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٤٥، والترمذي: ١٤٨٦، والنسائي: ٧/ ١٨٥، وابن ماجه: ٣٢٠٥ (انظر: ٢٠٥٤٧)

(٦٥١٧) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط" (انظر: ٢٥٢٤٣)

شرارتی انسان کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے، اسی طرح ڈراؤنے اور موذی کتے کو بھی شیطان کہا گیا ہے، شیطان کسی کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ وصف ہے، جس میں بھی پایا جائے گا، اس کو شیطان کہیں گے۔

(٦٥١٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكُمْ وَالْكِلَابَ۔)) ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ۔ (مسند احمد: ٢٠٨٤٠)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو ماردینے کا حکم دیا اور پھر فرمایا: ''تمہارا کتوں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتوں کی اجازت دے دی۔

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ کتوں کو قتل کرنے کا عام حکم منسوخ ہو چکا ہے، البتہ کالے سیاہ کتے کو قتل کرنے کا حکم باقی ہے، رہا مسئلہ کہ گھر کے اندر کتا رکھا جا سکتا ہے یا نہیں، اس کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

بَابُ مَايَجُوْزُ اِقْتِنَاؤُهُ مِنَ الْكِلَابِ بَعْدَ الرُّخْصَةِ وَمَا لَا يَجُوْزُ

اس چیز کا بیان کہ اِس رخصت کے بعد کون سے کتے پالنا جائز ہیں اور کون سے ناجائز

(٦٥١٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يُنْقَصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ، إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ۔)) (مسند احمد: ١٠١١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا پالا، روزانہ اس کے عمل میں سے ایک قیراط کی کمی ہو جاتی ہے، الّا یہ کہ وہ کتا کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے ہو۔''

فوائد:...... کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے اور شکار کرنے کی خاطر کتا رکھا جا سکتا ہے، اسی طرح اشد ضرورت کی بنا پر گھر کی رکھوالی کے لیے بھی اس کی اجازت ہو سکتی ہے، جس نے مذکورہ صورتوں کے علاوہ کتا رکھا تو وہ شخص خسارے میں ہے، اس کے نیک اعمال سے روزانہ ایک قیراط وزن کم کر دیا جائے گا۔ اگلی حدیث میں دو قیراط کا ذکر ہے۔

قیراط کا اطلاق دو طرح کے وزن پر ہوتا ہے:

(۱) معمولی وزن پر اور وہ اس طرح کہ ایک دینار بیس قیراط کا ہوتا ہے اور دینار ساڑھے چار ماشے (یعنی: ۴.۳۷۴ گرام) کا ہوتا ہے، گویا ایک قیراط کا وزن تقریباً (۲۲۰) ملی گرام بنتا ہے۔

(۲) غیر معمولی وزن پر، رسول اللہ ﷺ نے مخصوص احادیث میں قیراط کو احد پہاڑ کے برابر قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس باب کی احادیث میں قیراط سے مراد کیا ہے؟ تو اس کی بابت اہل علم کی آراء مختلف ہیں، بعض نے معمولی وزن مراد لیا اور بعض نے غیر معمولی۔

(٦٥١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٠، ١٥٧٣ (انظر: ٢٠٥٦٦)

(٦٥١٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٧٥ (انظر: ١٠١١٥)

درج ذیل دو نکات کی وجہ سے اس مقام پر مطلق قیراط کو معمولی مراد لینا چاہیے:

(۱) اللہ تعالی کا فضل و کرم اور رحمت و مغفرت بڑی وسیع ہے، بلکہ اس کے غصے اور سزا سے زیادہ ہے، اس لیے اس کا تقاضا یہ ہے کہ کم نیکیاں کاٹی جائیں۔

(۲) شریعتِ مطہرہ کا مزاج نرمی ہے، نہ سختی اور نرمی معمولی قیراط مراد لینے میں ہے۔

(٦٥٢٠)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنِ اتَّخَذَ (أَوْ قَالَ: اِقْتَنٰى كَلْبًا) لَيْسَ بِضَارٍ وَلَا كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ۔)) فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ، فَقَالَ: أَنّٰى لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ حَرْثٌ۔ (مسند احمد: ٤٤٧٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا پالا، جو نہ شکاری ہو اور نہ مویشیوں کی حفاظت کرنے والا، تو ہر روز اس کے اجر سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔“ جب ان سے کہا گیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو کھیتی والے کتے کا بھی ذکر کرتے ہیں، تو انھوں نے کہا: ابو ہریرہ کی کھیتی کہاں سے آ گئی۔

(٦٥٢١)۔ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ الْبَجَلِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا غَيْرَ كَلْبِ زَرْعٍ أَوْ ضَرْعٍ أَوْ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ۔)) فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنْ كَانَ فِيْ دَارٍ وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ؟ قَالَ: هُوَ عَلٰى رَبِّ الدَّارِ الَّذِيْ يَمْلِكُهَا۔ (مسند احمد: ٤٨١٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کھیتی، مویشیوں کی حفاظت اور شکار کے مقصد کے علاوہ کتا پالا تو اس کے اعمال میں سے روزانہ ایک قیراط کا نقصان ہوگا۔“ ابو الحکم کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر وہ کتا کسی گھر میں ہو، اور میں اسے ناپسند کروں؟ انھوں نے کہا: یہ وعید گھر کے مالک کے لیے ہے۔

(٦٥٢٢)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ زَرْعٍ وَلَا صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ۔)) قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا پالا، جو کھیتی، شکار اور مویشیوں کیلئے نہ ہو تو اس کے اجر سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے۔“ سلیم راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ قیراط احد پہاڑ کی مانند ہوتا ہے۔

(٦٥٢٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٧٤ (انظر: ٤٤٧٩)

(٦٥٢١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٥٢٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٧٥ (انظر: ٨٥٤٧)

سَلِیْمٌ: وَاَحْسَبُهُ قَدْ قَالَ: وَالْقِیْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ۔ (مسند احمد: ۸۵۲۸)

فوائد:...... قیراط کو احد پہاڑ کی مانند قرار دینا، یہ راوی کو شبہ ہوا ہے، دراصل جنازے میں شرکت کرنے والے کے ثواب کے لیے جس قیراط کا ذکر کیا گیا، وہ احد پہاڑ کی مانند ہے۔

سلیم بن حیان راوی کے یہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔

(۶۵۲۳)۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْیَانَ بْنَ أَبِیْ زُهَیْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ شَنُوْءَةَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ یُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا لَا یُغْنِیْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ۔)) قَالَ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: إِیْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۶۳)

سیدنا سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ، جو شنوءہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے صحابی تھے، سے مروی ہے کہ انھوں نے مسجد کے دروازے کے پاس یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا کتا رکھا جو اسے کھیتی اور جانوروں سے کفایت نہیں کرتا تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو گا۔'' کسی نے کہا: کیا تم نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں کہا: جی بالکل، اس مسجد کے رب کی قسم ہے۔

فوائد:...... اس باب کی پہلی حدیث کی شرح میں تمام احادیث کا خلاصہ بیان کیا جا چکا ہے، کسی بڑے مقصد کے بغیر کتے کو پالنا باعثِ خسارہ ہے۔ جو لوگ گھروں کی رکھوالی کے لیے کتا پالنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان کو بار بار غور کرنا چاہیے کہ کیا وہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کے سامنے معذور ثابت کر سکیں گے۔

بَابُ عَدَمِ دُخُوْلِ الْمَلَائِکَةِ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ أَوْ صُوْرَةٌ

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا بیان

(۶۵۲۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَةَ قَالَتْ: أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاثِرًا فَقِیْلَ لَهُ: مَا لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَصْبَحْتَ خَاثِرًا؟ قَالَ: ((وَعَدَنِیْ جِبْرِیْلُ أَنْ یَلْقَانِیْ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صبح کو یوں لگ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی طبیعت بوجھل ہے، کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ کی طبیعت بوجھل کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۶۵۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۲۳، ومسلم: ۱۵۷۶ (انظر: ۲۱۹۱۸)

(۶۵۲۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۰۵ (انظر: ۲۶۸۰۰)

فَلَمْ يَلْقَنِي، وَمَا أَخْلَفَنِي.)) فَلَمْ يَأْتِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَلَا الثَّانِيَةَ وَلَا الثَّالِثَةَ، ثُمَّ اتَّهَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَرْوَ كَلْبٍ كَانَ تَحْتَ نَضَدِنَا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ مَاءً فَرَشَّ مَكَانَهُ فَجَاءَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: ((وَعَدْتَنِي فَلَمْ أَرَكَ.)) قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ، فَأَمَرَ يَوْمَئِذٍ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، قَالَ: حَتّٰى كَانَ يُسْتَأْذَنُ فِي كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ فَيَأْمُرُ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ. (مسند احمد: ۲۷۳۳۶)

''دراصل جبریل علیہ السلام نے مجھے ملنے کا وعدہ کیا تھا، اب نہ وہ مجھے ملے ہیں اور نہ انھوں نے کبھی وعدہ خلافی کی ہے۔'' بہرحال جبریل علیہ السلام اس رات کو نہ آئے اور اگلی دو راتوں کو بھی تشریف نہ لائے، پھر آپ ﷺ نے کتے کے ایک پلے کو اس کا سبب قرار دیا، وہ ہماری ایک چارپائی کے نیچے پڑا تھا، پھر آپ ﷺ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا اور پانی لے کر اس جگہ پر چھڑکا، اتنے میں جبریل علیہ السلام آ گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا، لیکن پھر آئے نہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا اور تصویر ہو۔ اس دن سے آپ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، (اور اس معاملے میں اتنی سختی برتی گئی کہ) جب چھوٹے باغ کے کتے کے بارے میں اجازت طلب کی جاتی تو آپ ﷺ اس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیتے۔

فوائد:...... ''نَضَد'' ایسی چارپائی کو کہتے ہیں، جس پر تہہ بہ تہہ کپڑے رکھے گئے ہوں۔
صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے چھوٹے باغ کے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیتے اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیتے۔ بڑے اور چھوٹے باغ کا فرق اس لیے ہے کہ چھوٹے باغ کی حفاظت اتنی مشکل نہیں۔ ہاں بڑے باغ کو سب اطراف سے محفوظ کرنا کتے کی مدد سے قدرے آسان ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٥٢٥)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ الْكَآبَةُ فَسَأَلْتُهُ مَا لَهُ؟ فَقَالَ: ((لَمْ يَأْتِنِي جِبْرِيْلُ مُنْذُ ثَلَاثٍ.)) قَالَ: فَإِذَا جَرْوُ كَلْبٍ بَيْنَ بُيُوْتِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ فَبَدَا لَهُ جِبْرِيْلُ فَبَهَشَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُ فَقَالَ: ((لَمْ تَأْتِنِي؟)) فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ. (مسند احمد: ۲۲۱۱۵)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ پر غمگین ہونے کے آثار دیکھے اور پوچھا کہ آپ ﷺ کو کیا ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دنوں سے جبریل علیہ السلام میرے پاس نہیں آئے ہیں۔'' جب دیکھا گیا تو کتے کا ایک بچہ آپ ﷺ کے گھر میں پایا گیا، آپ ﷺ نے اسے مارنے کا حکم دیا، اتنے میں جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے آ گئے، جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوشی میں ان کی جانب لپکے اور فرمایا: ''آپ

(٦٥٢٥) اسناده قوي۔ أخرجه الطيالسي: ٦٢٧، وابن ابي شيبة: ٥/ ٤٠٦، والبزار: ٢٥٨٩ (انظر: ٢١٧٧٢)

میرے پاس تشریف نہیں لائے؟'' انہوں نے کہا: جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں، ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔''

(٦٥٢٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اِحْتَبَسَ جِبْرِيْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا أَحْبَسَكَ؟)) قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٧٥)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ سے کچھ دیر رکے رہے، پھر جب وہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس چیز نے آپ کو روکے رکھا؟'' انھوں نے کہا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں کتا ہو۔

فوائد:...... جولوگ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں، معلوم نہیں وہ ان صورتوں کا کیا جواب دیں گے۔

(٦٥٢٧)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ۔)) (مسند احمد: ٨١٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

(٦٥٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ)) (مسند احمد: ١٦٤٦٦)

سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر اور کتا ہو۔''

(٦٥٢٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْ دَارَ قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَدُوْنَهُمْ دَارٌ، قَالَ: فَشَقَّ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ تَأْتِيْ دَارَ فُلَانٍ وَلَا تَأْتِيْ دَارَنَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِأَنَّ فِيْ دَارِكُمْ كَلْبًا۔)) قَالُوْا: فَإِنَّ فِيْ دَارِهِمْ سِنَّوْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ السِّنَّوْرَ سَبُعٌ۔)) (مسند احمد: ٨٣٢٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے جاتے تھے، اور اس کے گھر سے پہلے کچھ اور لوگوں کا گھر بھی پڑتا تھا، یہ بات اس گھر والوں پر بڑی گراں گزری اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بڑا تعجب ہے کہ آپ فلاں کے گھر تو جاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے گھر میں کتا ہے۔'' دراصل ان کے گھر میں بلی تھی، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''بلی بھی تو ایک درندہ ہے۔''

(٦٥٢٦) صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ٥/ ٤١٠، وابو يعلی فی "مسنده الكبير": ٧٣٢٢ (انظر: ٢٢٩٨٧)

(٦٥٢٧) تخريج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٢٢٧، ٤١٥٢، والنسائی: ١/ ١٤١، وابن ماجه: ٣٦٥٠ (انظر: ٨١٥)

(٦٥٢٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٠٦ (انظر: ١٦٣٥٣)

(٦٥٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عيسی بن المسيب۔ أخرجه الحاكم: ١/ ١٨٣، والدار قطنی: ١/ ٦٣، والبيهقی: ١/ ٢٤٩ (انظر: ٨٣٤٢)

فوائد:...... کاٹنے والے درندے کو بھی "کَلْب" کہا جاتا ہے، اس لیے بلی پر "کَلْب" کے لفظ کا اطلاق کیا گیا۔ بلی حرام ہے، لیکن پاک ہے اور اس کا جوٹھا بھی پاک ہے، اس کو گھروں میں رکھنا جائز ہے۔ کتے کا معاملہ تو واضح ہے، پچھلے باب میں چار قسم کے کتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ ہر کتا فرشتوں کے دخول کو مانع ہو گا۔ تصویر سے مراد ذی روح چیز کی تصویر ہے، خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان کی، مجسم ہو یا نقش و نگار کی صورت میں ہو، کپڑے پر بنائی گئی ہو یا وہ شمسی تصویر ہو، یہ سب اقسام حرام ہیں، لیکن اس سے وہ تصویریں مستثنیٰ ہیں، جو ناگزیر مقاصد کے لیے ہوں اور جن کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو، مثلا پاسپورٹ، شناختی کارڈ، لائسنس وغیرہ کے لیے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی محفوظ یا بند جگہ میں رکھا جائے اور آویزاں نہ کیا جائے۔ جو فرشتے کتے اور تصویر کی وجہ سے گھروں میں نہیں آتے، ان سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ اعمال لکھنے والے، موت والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے انسان کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔

بَابُ مَالَا يَجُوْزُ قَتْلُهُ مِنَ الْحَيْوَانِ
ان حیوانات کا بیان، جن کا قتل کرنا جائز نہیں ہے

(٦٥٣٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ۔ (مسند احمد: ٣٠٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چار جانداروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہد ہد اور مولہ۔

فوائد:...... "صُرَد" (مولہ) ایک پرندہ ہے، جو کیڑوں کو کھاتا اور چڑیا کا شکار کرتا ہے، اس کو لٹورا بھی کہتے ہیں۔ چیونٹی اور شہد کی مکھی کا قتل بلا مقصد ہوگا، اس لیے ان کو قتل کرنے سے منع کر دیا گیا، جب یہ نقصان پہنچا رہی ہوں تو ان کے نقصان سے بچنے کے لیے ان کو قتل کرنا جائز ہوگا، اس معاملے میں چیونٹی کے بارے میں واضح نص موجود ہے۔ رہا مسئلہ ہد ہد اور مولہ کا، تو یاد رہے کہ جب کسی حیوان کو قتل کرنے سے روک دیا جائے اور یہ اس کی حرمت اور ضرر کی بنا پر نہ ہو تو اس حکم کی وجہ اس جانور کا حرام ہونا ہے۔

(٦٥٣١)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: ذَكَرَ طَبِيْبٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَوَاءً وَذَكَرَ فِيْهِ الضِّفْدَعَ يُجْعَلُ فِيْهِ، فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ۔ (مسند احمد: ١٥٨٤٩)

سیدنا عبد الرحمن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسی دواء کا ذکر کیا، جس میں وہ مینڈک ملاتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔

فوائد:...... مینڈک کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہے، کیونکہ بوقتِ ضرورت بھی رسول اللہ ﷺ نے

(٦٥٣٠) اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٥٢٦٧، وابن ماجه: ٣٢٢٤ (انظر: ٣٠٦٦)

(٦٥٣١) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٨٧١، ٥٢٦٩، والنسائي: ٧/ ٢١٠ (انظر: ١٥٧٥٧)

اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی، آپ ﷺ کا اجازت نہ دینا ہی اس کی حرمت کی دلیل ہے۔ مینڈک اگرچہ آبی جانور ہے، لیکن یہ پانی سے باہر بھی زندہ رہ سکتا ہے، بلکہ عرصۂ دراز تک باہر پھرتا رہتا ہے، لہٰذا اس کو آبی جانوروں والا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ الْحَيْوَانِ أَوِ الْإِنْسَانِ صَبْرًا أَوْ بِشَيْءٍ فِيْهِ تَعْذِيْبٌ وَعَنِ التَّمْثِيْلِ بِهِ

حیوان یا انسان کو باندھ کر قتل کرنے یا اذیت والی چیز سے قتل کرنے اور پھر انسان کا مثلہ کرنے سے ممانعت کا بیان

اس باب سے متعلقہ احادیث کا خلاصہ یہ ہیں:

(۱)۔ حلال جانور کو کسی مقصد کی خاطر ذبح کیا جائے، نشانہ بازی کے لیے بے جان چیزوں کا استعمال کیا جائے۔

(۲)۔ جن حلال جانوروں کو پکڑنا ممکن ہے، ان کو پکڑ کر اسلامی طریقے کے مطابق ذبح یا نحر کیا جائے، مثلا بکری، گائے، اونٹ، مرغی وغیرہ۔

(۳)۔ وہ جانور جو عام طور پر شکار کیے جاتے ہیں اور آج کل ان کو بندوق وغیرہ سے مارا جاتا ہے، اگر وہ پکڑے ہوئے ہوں تو ان کو بھی ذبح کیا جائے، مثلا نیل گائے، خرگوش اور پرندے وغیرہ۔

(۴)۔ جن جانوروں کو بآسانی نہ پکڑا جا سکتا ہو، ان کو کتے، بندوق، تلوار اور تیر وغیرہ کے ذریعے شکار کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر وہ صرف زخمی ہو سکیں تو شکاری کو چاہیے کہ حسبِ استطاعت ان کو جلدی پکڑ کر ذبح کرے، اگر پکڑنا مشکل ہو تو دوسرا فائر کر دیا جائے۔ شکار کے احکام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

(۵)۔ ذبح کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس میں جانور کے لیے تکلیف کم سے کم ہو۔

(۶)۔ کسی حلال چیز کا ذبح مکمل کرنے سے پہلے اس کا کوئی عضو نہ کاٹا جائے۔

(۷)۔ جانور کے سامنے اس انداز میں چھری تیز نہ کی جائے کہ اسے یہ احساس ہو جائے کہ یہ کاروائی اس کے لیے کی جا رہی ہے، مثلا جانور کو لٹا کر اس کے سامنے چھری تیز کرنا۔

(۸)۔ شریعت نے جن حرام جانور کو مارنے کا حکم دیا، ان کو مارنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس سے ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت نہ ہو۔

(٦٥٣٢)۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: دَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيْهِ رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيْهَا، فَمَشٰى إِلَى الدَّجَاجَةِ فَحَلَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا

سعید بن عمرو کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، یحییٰ بن سعید کے پاس گئے اور ان کا ایک بیٹا مرغی کو باندھ کر اس کو نشانہ بنا رہا تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جا کر مرغی کھول دی اور مرغی اور اس لڑکے کو سامنے لا کر یحییٰ سے کہا: اپنے اس لڑکے کو منع کرو

(٦٥٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥١٤ (انظر: ٥٦٨٢)

وَبِالْغُلَامِ وَقَالَ لِيَحْيٰى: ازْجُرُوْا غُلَامَكُمْ هٰذَا مِنْ أَنْ يَصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ عَلَى الْقَتْلِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِقَتْلٍ، وَإِذَا أَرَدْتُمْ ذَبْحَهَا فَاذْبَحُوْهَا۔ (مسند احمد: ٥٦٨٢)

کہ یہ اس پرندے کو باندھ کر قتل کا نشانہ نہ بنائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر تم اس کو ذبح کرنا چاہتے ہو تو ذبح کے طریقے کے مطابق ذبح کرلو۔

(٦٥٣٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔ (مسند احمد: ٥٥٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی، جو اس چیز پر نشانہ بازی کرتا ہے، جس میں روح ہو۔

(٦٥٣٤)۔ عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا، عَجَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْهُ يَقُوْلُ: إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِيْ لِمَنْفَعَةٍ)) (مسند احمد: ١٩٦٩٩)

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی چڑیا کو بے مقصد قتل کر دیا تو وہ روز قیامت اللہ تعالی کی بارگاہ میں چلا کر کہے گی: بیشک فلاں آدمی نے مجھے کسی مقصد کے بغیر قتل کر دیا اور اس نے مجھے کسی منفعت کے لیے قتل نہیں کیا۔''

(٦٥٣٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَعَفُّ (وَفِيْ لَفْظٍ: إِنَّ أَعَفَّ) النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند احمد: ٣٧٢٨)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قتل کرتے وقت سب سے زیادہ رحم کرنے والے اہل ایمان ہوتے ہیں۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ ہمیں ذبح کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے، جس میں جانور کے لیے تکلیف کم سے کم ہو۔

(٦٥٣٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَثَّلَ بِذِيْ رُوْحٍ ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مَثَّلَ اللّٰهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٥٦٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی ذی روح چیز کا مثلہ کیا اور پھر توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا مثلہ کرے گا۔''

(٦٥٣٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٥٨ (انظر: ٥٥٨٧)
(٦٥٣٤) اسناده ضعيف لجهالة صالح بن دينار الجعفي۔ أخرجه النسائى: ٧/ ٢٣٩ (انظر: ١٩٤٧٠)
(٦٥٣٥) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٦٦٦، وابن ماجه: ٢٦٨٢ (انظر: ٣٧٢٨)
(٦٥٣٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط" (انظر: ٥٦٦١)

فوائد:...... حیوان کا مثلہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے اعضا کاٹ لیے جائیں، شریعتِ مطہرہ کا قانون ہے کہ زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے، وہ حرام ہوگا۔

(٦٥٣٧)۔ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ وَصَوَّبَ وَقَالَ: ((أَرَبُّ إِبِلٍ أَنْتَ أَوْ رَبُّ غَنَمٍ؟)) قَالَ: مِنْ كُلٍّ قَدْ آتَانِي اللّٰهُ فَأَكْثَرَ وَأَطْيَبَ، قَالَ: ((فَتُنْتِجُهَا وَافِيَةً أَعْيُنُهَا وَآذَانُهَا فَتَجْدَعُ هٰذِهِ فَتَقُولُ صَرْمَاءَ (ثُمَّ تَكَلَّمَ سُفْيَانُ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا) وَتَقُولُ بَحِيرَةَ اللّٰهِ فَسَاعِدُ اللّٰهِ أَشَدُّ، وَمُوسَاهُ أَحَدُّ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِهَا صَرْمَاءَ آتَاكَ۔)) قُلْتُ: إِلٰى مَاتَدْعُو؟ قَالَ: ((إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى الرَّحِمِ۔)) الحديث۔ (مسند احمد: ١٧٣٦٠)

ابو احوص اپنے باپ سیدنا مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھے اوپر سے نیچے تک بغور دیکھا اور فرمایا: ''تم اونٹوں کے مالک ہو یا بکریوں کے؟'' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال سے نواز رکھا ہے، بہت زیادہ اور عمدہ مال دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جانور پوری آنکھوں اور کانوں والے بچے جنم دیتے ہیں اور تم لوگ ان کے کان وغیرہ کاٹ دیتے ہیں اور پھر ان کو کان کٹے کا نام دے دیتے ہو اور یہ کہنا شروع کر دیتے ہو کہ یہ اللہ کا بحیرہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کا بازو بہت طاقتور ہے اور اس کا استرا بہت تیز دھار ہے، اگر اس نے تجھے کان کٹا جانور دینا چاہا تو وہ دے دے گا۔'' میں نے کہا: آپ ﷺ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کی طرف۔'' الحدیث

فوائد:...... کان کاٹ کر چھوڑی ہوئی اونٹنی کو ''بَحِیْرَہ'' کہتے ہیں۔

(٦٥٣٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ زِيَادٍ جَالِسًا فَأُتِيَ بِرَجُلٍ شَهِدَ فَغَيَّرَ شَهَادَتَهُ، فَقَالَ: لَأَقْطَعَنَّ لِسَانَكَ، فَقَالَ لَهُ يَعْلَى: أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ، زیاد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ایک آدمی کو لایا گیا، اس نے گواہی دی اور اپنی گواہی کو بدل دیا، زیاد نے کہا: میں تیری زبان کاٹ دوں گا، لیکن سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے فرمایا کہ میرے بندوں کا مثلہ نہ کیا کرو۔'' یہ

(٦٥٣٧) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٧/ ١١ (انظر: ١٧٢٢٨)

(٦٥٣٨) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن حفص، ثم ان عطاء كان قد اختلط بآخره، ورواية محمد بن فضيل عنه بعد الاختلاط۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٦٩٨، ورواه ابن ابي شيبة: ٩/

لَا تُمَثِّلُوْا بِعِبَادِیْ۔)) قَالَ: فَتَرَکَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۷۰۰)

حدیث سن کر زیاد نے اسے چھوڑ دیا۔

(۶۵۳۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ شَیْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا۔ (مسند احمد: ۱۴۷۰۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ کسی جانور کو باندھ کر قتل کیا جائے۔

(۶۵۴۰)۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ تِعْلِی قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَأُتِیَ بِأَرْبَعَةِ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوْا صَبْرًا بِالنَّبْلِ، فَبَلَغَ ذَالِكَ أَبَا أَيُّوْبَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰی عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ۔ (مسند احمد: ۲۳۹۸۸)

عبید بن تعلی کہتے ہیں: ہم نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ غزوہ کیا، جب ان کے پاس چار عجمی دشمن لائے گئے، تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کو باندھ کر تیروں سے قتل کر دیا جائے، جب یہ بات سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۶۵۴۱)۔ (وعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِیْ أَيُّوْبَ، قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَبْرِ الدَّابَّةِ، قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ: لَوْ كَانَتْ لِیْ دَجَاجَةٌ مَا صَبَرْتُهَا۔ (مسند احمد: ۲۳۹۸۷)

(دوسری سند) سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، پھر سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میرے پاس مرغی بھی ہوتو میں اسے باندھ کر قتل نہیں کروں گا۔

بَابُ النَّهْیِ عَنْ تَحْرِيْقِ كُلِّ ذِیْ رُوْحٍ بِالنَّارِ
ہر روح والی چیز کو آگ سے جلانے کی ممانعت کا بیان

(۶۵۴۲)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَزَلَ نَبِیٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ بِالنَّارِ، فَأَوْحَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نبی نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا اور ایک چیونٹی نے اس کو کاٹ لیا، پاس اس وجہ سے اس نے حکم دیا کہ اس کا سامان اس درخت کے نیچے سے ہٹا لیا جائے، پھر ان چیونٹیوں کو جلانے کا حکم دیا، اُدھر اللہ تعالی نے اس نبی کی یہ وحی

(۶۵۳۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۵۹ (انظر: ۱۴۶۴۶)

(۶۵۴۰) المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، فان فيه على الصواب بين بكير بن عبد الله وبين ابن تعلى والدَ بكير عبدَ الله بن الاشج، وهو مجهول۔ أخرجه ابوداود: ۲۶۸۷ (انظر: ۲۳۵۹۰)

(۶۵۴۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۵۴۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۳۱۹، ومسلم: ۲۲۴۱ (انظر: ۹۷۹۹)

وَاحِدَةً۔)) (مسند احمد: ۹۸۰۰) کر دی کہ صرف ایک چیونٹی کو کیوں نہیں جلایا۔''

فوائد:...... صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: ((فَأَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ اللّٰہَ۔)) ...... ''پس اللہ تعالیٰ اس نبی کی طرف وحی کی کہ ایک چیونٹی نے تجھے کاٹا تھا، لیکن تو نے ایک ایسی امت کو جلا دیا، جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔''

ممکن ہے کہ اس نبی کی شریعت کے مطابق آگ کا عذاب دینا جائز ہو، اس لیے جلانے پر سرزنش نہیں کی گئی، بلکہ دوسری چیونٹیوں کو جلانے پر ڈانٹا گیا۔

(٦٥٤٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: نَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْزِلًا فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِہِ فَجَاءَ وَقَدْ أَوْقَدَ رَجُلٌ عَلٰی قَرْیَةِ نَمْلٍ إِمَّا فِی الْأَرْضِ وَإِمَّا فِی شَجَرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَیُّکُمْ فَعَلَ ھٰذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((اَطْفِھَا اَطْفِھَا۔)) (مسند احمد: ٣٧٦٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جگہ اترے اور قضائے حاجت کے لئے کہیں تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ واپس آئے تو دیکھا کہ ایک آدمی زمین یا درخت پر موجود چیونٹیوں کے گھر جلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے یہ کام کس نے کیا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ کام کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بجھاؤ بجھاؤ۔''

(٦٥٤٤)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَمَرَرْنَا بِقَرْیَةِ نَمْلٍ فَأُحْرِقَتْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا یَنْبَغِیْ لِبَشَرٍ أَنْ یُعَذِّبَ بِعَذَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٤٠١٨)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ہم چیونٹیوں کی بلوں کے پاس سے گزرے اور دیکھا کہ انہیں جلا دیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی بشر کے لیے لائق نہیں ہے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مانند عذاب دے۔''

فوائد:...... آگ کا عذاب بہت سخت، خوفناک اور اذیت ناک ہے، یہ کسی انسان کے لائق نہیں ہے کہ وہ اس کے ذریعے کسی کو اذیت دے، مزید دیکھیں: احادیث نمبر (۵۰۰۸، ۵۰۰۹)۔

(٦٥٤٣) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ٣٧٦٣)

(٦٥٤٤) تخریج: صحیح۔ أخرجہ مطولا ابوداود: ٢٦٧٥، ٥٢٦٨ (انظر: ٤٠١٨)

اَبْوَابُ الْقِصَاصِ
قصاص کے ابواب

بَابُ اِيْجَابِ الْقِصَاصِ بِالْقَتْلِ الْعَمَدِ وَأَنَّ مُسْتَحِقَّهُ بِالْخِيَارِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الدِّيَةِ
قتل عمد پر قصاص کے ثابت ہونے اور اس کے مستحق کو قصاص اور دیت میں اختیار دینے کا بیان

(٦٥٤٥)۔ عَنْ أَبِی شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِی لَفْظٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ): ((مَنْ أُصِيْبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ، فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدٰی ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ يَقْتَصَّ أَوْ يَأْخُذَ الْعَقْلَ أَوْ يَعْفُوَ، فَإِنْ أَرَادَ رَابِعَةً فَخُذُوْا عَلٰی يَدَيْهِ، فَإِنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَالِكَ ثُمَّ عَدَا بَعْدُ، فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِيْهَا مُخَلَّدًا۔)) (مسند احمد: ١٦٤٨٨)

سیدنا ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا قتل ہو جائے یا جس کو کوئی زخم لگ جائے، اس کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے: (۱) وہ قصاص لے لے، یا (۲) دیت لے لے یا پھر (۳) معاف کر دے، اگر کوئی چوتھی صورت چاہے تو اسے روک دو، اگر کوئی آدمی ان تین میں سے ایک چیز اختیار کر لے اور پھر اس کے بعد زیادتی کرے، تو اس کے لئے دوزخ ہے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث کا بعض مضمون اس آیت میں بیان کیا گیا ہے: ﴿فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذَالِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ''پس جس نے (قبولِ دیت) کے بعد زیادتی کی، اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔'' (بقرہ: ۱۷۸) شریعتِ مطہرہ نے مظلوم کے حق کا بھی تعین کر دیا ہے، ظالم کے ظلم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہو جائے۔

(٦٥٤٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلٰی أَوْلِيَاءِ الْقَتِيْلِ فَإِنْ شَاءُ وْا قَتَلُوْهُ، وَإِنْ شَاءُ وْا أَخَذُوْا الدِّيَةَ وَهِيَ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلَاثُوْنَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُوْنَ خَلِفَةً وَذَالِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ وَمَا صَالَحُوْا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَذَالِكَ تَشْدِيْدُ الْعَقْلِ)) (مسند احمد: ٦٧١٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قصداً قتل کیا، اسے مقتول کے لواحقین کے حوالے کر دیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں، چاہیں تو دیت لے لیں، جس کی تفصیل یہ ہے: تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں، یہ قتل عمد کی دیت ہے، نیز وہ جس چیز پر صلح کر لیں، وہ ان کی ہوگی، یہ سخت ترین دیت ہے۔''

(٦٥٤٥) تخریج: اسناده ضعيف لضعف سفيان بن ابی العوجاء السلمی۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٩٦، وابن ماجه: ٢٦٢٣ (انظر: ١٦٣٧٥)

(٦٥٤٦) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه الترمذی: ١٣٨٧، وابن ماجه: ٢٦٢٦ (انظر: ٦٧١٧)

فوائد:...... حِقّه: وہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو، جذعہ: وہ اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو، خَلِفَه: حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں۔

اس حدیثِ مبارکہ میں قتل عمد کی دیت بیان کی گئی ہے۔

''نیز وہ جس چیز پر صلح کر لیں'' اس سے مراد مذکورہ دیت کے علاوہ کوئی چیز ہو سکتی ہے، یعنی جب مظلوم قصاص ہی کا مطالبہ کر رہا ہو تو اس کو اس کی دیت سے زیادہ دے دلا کر اس کو راضی کیا جا سکتا ہے، اسی طرح دیت کی ادائیگی کا وقت اور مقام بھی اس میں شامل ہیں، دونوں فریق ان امور کے پابند ہوں گے۔

مسلمان کے خون کا اندازہ لگائیں کہ اگر اولیائے مقتول قصاص معاف کر کے دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو ان کو (۱۰۰) اونٹ دیئے جائیں اور وہ بھی عام اونٹ نہیں ہیں، بلکہ تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں ہیں۔ کاش ہم بھی اسلام کی وجہ سے مسلمان کے وجود کی معرفت حاصل کر لیتے۔

(٦٥٤٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا أُعْفِي مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِهِ الدِّيَةَ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٧٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دیت وصول کر لینے کے بعد بھی قاتل کو قتل کر دیا، میں اس کو معاف نہیں کروں گا۔''

بَابُ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ، وَمَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحُرِّ بِالْعَبْدِ

اس چیز کا بیان کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور آزاد کو غلام کے بدلے قتل کیے جانے کا مسئلہ

(٦٥٤٨)۔ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا رضی اللہ عنہ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ بَعْدَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِلَّا فَهْمٌ يُؤْتِيْهِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ أَوْ مَا فِي الصَّحِيْفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔ (مسند احمد: ٥٩٩)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قرآن پاک کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو کوئی اور چیز بھی دی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے! کوئی چیز نہیں دی، ماسوائے اس فہم و بصیرت کے جو اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو قرآن میں عطا کر دیتا ہے، یا پھر وہ چیز ہے جو اس صحیفے میں ہے۔ میں نے کہا: اس میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا: دیت کے مسائل، قیدی کو آزاد کرنا اور یہ کہ مسلمان کو

(٦٥٤٧) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصري لم يسمع من جابر، ومطر بن طهمان ضعفه غير واحد۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٠٧ (انظر: ١٤٩١١)

(٦٥٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١١١، ٣٠٤٧، ٦٩١٥ (انظر:)

کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

فوائد:...... ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کا پس منظر یہ تھا کہ شیعہ کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت کے پاس خصوصا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے خاص علم کی خبر دی ہے، جوابا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بڑے جامع انداز میں اس نظریہ کی تردید کر دی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کافر کو قتل کر دے تو قصاصا مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی لوگوں کے اندر یہ غلط فہمی عام ہو رہی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کوئی خاص علم سکھایا ہے۔ جس کا ازالہ انہوں نے کیا ہے۔

(٦٥٤٩)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، أَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْعَهْدٍ فِيْ عَهْدِهِ۔)) (مسند احمد: ٩٩١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمنوں کے خون آپس میں برابر ہیں، یہ اپنے دشمنوں کے خلاف تعاون میں سب ایک جیسے ہیں، ادنی مسلمان بھی تمام مسلمانوں کے عہد و پیمان کا حق رکھتا ہے، خبردار! مؤمن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور کسی ذمّی کو اس کے معاہدے کے دوران قتل نہیں کیا جائے گا۔''

فوائد:...... اسلام نے احکام کو مرتّب کرتے وقت ادنی واعلی کی تمیز ختم کر دی ہے، جو دنیا پر راج کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہے، لیکن اہل اسلام اس قانون کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

''ادنی مسلمان بھی تمام مسلمانوں کے عہد و پیمان کا حق رکھتا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت کسی حربی کافر کو امان دے دے، تو تمام مسلمانوں کو اس امان کو قبول کرنا پڑے گا اور کسی کو اجازت نہیں ہو گی کہ وہ اس کو توڑ سکے۔

ذمّی اس شخص کو کہتے ہیں، جس کا تعلق دار الحرب سے ہو، لیکن وہ امان لے کر مسلمانوں کے ملک میں آیا ہوا ہو، ایسے شخص کو قتل کرنا حرام ہے، معاہدے کے مطابق اس کی امان برقرار رہے گی۔

(٦٥٥٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) وَدِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ۔ (مسند احمد: ٧٠١٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے: کافر کی دیت مسلمان کی نصف دیت کے برابر ہے۔

(٦٥٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٧٢، ٦٧٥٥، ٧٣٠٠، ومسلم: ١٣٧٠ (انظر: ٩٩١)

(٦٥٥٠) تخريج: صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٥٨٥ (انظر: ٧٠١٢)

فوائد:...... مسلمان اور کافر کی شان برابر نہیں ہو سکتی، لیکن اسلام زیادتی کو بھی پسند نہیں کرتا، اس لیے اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو قتل کر دیتا ہے، تو اس کے لواحقین کو نصف دیت دینا ہوگی۔

(٦٥٥١)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَ مَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ۔)) قَالَ يَحْيٰى: ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ بَعْدُ فَقَالَ: لَا يُقْتَلُ بِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٧٧)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غلام کو قتل کیا، ہم اس کے بدلے اس کو قتل کریں گے اور جس نے اس کا کوئی عضو کاٹا، ہم بھی اس کا وہ عضو کاٹیں گے۔'' اس کے بعد حسن راوی بھول گئے اور کہا: غلام کے بدلے مالک کو قتل نہیں کیا جائے۔

(٦٥٥٢)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَيْضًا قَالَ: ((وَمَنْ أَخْصٰى عَبْدَهُ أَخْصَيْنَاهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٤٦١)

(دوسری سند) سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے غلام کو خصی کرے گا، ہم قصاصاً اس کو خصی کریں گے۔''

فوائد:...... مالک یا آزاد سے غلام کا قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟

اس موضوع سے متعلقہ واضح روایات تو ضعیف ہیں اور غلام کے حقوق کم ہونے کی وجہ سے اس مسئلے پر مختلف جہات سے بحثیں بھی بہت زیادہ کی گئی ہیں، ہم اس رائے کے قائل ہیں کہ اگر غلام مسلمان ہے تو قصاص والے معاملات میں آقا کے مقابلے میں اس کی حیثیت بھی مسلم ہوگی، یعنی غلام کو قتل کرنے والے مالک سے قصاص لیا جائے گا، اس رائے کی دلیل حدیث نمبر (٦٥٤٩) ہے، اس حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ۔))...... ''مؤمنوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔'' امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ''باب القود بین الاحرار والممالیک فی النفس'' (آزاد اور غلام کے درمیان قصاص کا بیان) یہی مؤقف سعید بن مسیّب، ابراہیم نخعی، قتادہ، سفیان ثوری اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی مؤقف کو ترجیح دی ہے، اس کے برعکس اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن اول الذکر مسلک راجح نظر آتا ہے۔

(٦٥٥١) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصري لم يسمع من سمرة۔ أخرجه ابوداود: ٤٥١٥، والترمذي: ١٤١٤، والنسائي: ٨/ ٢٠ (انظر: ٢٠٢١٤)

(٦٥٥٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابو امية شيخ مجهول لم نتبينه، وفيه الحسن البصري مدلس ولم يسمع هذا الحديث من سمرة۔ انظر الحديث السابق (انظر: ٢٠١٩٨)

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةِ بِمِثْلِهَا وَالْقَتْلِ بِالْمِثْقَلِ وَالْقِصَاصِ مِنَ الْقَاتِلِ بِالصِّفَةِ الَّتِي قَتَلَ بِهَا

مرد کو عورت کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے قتل کرنے اور بھاری آلے سے قتل کرنے اور قاتل کو اسی انداز میں قتل کرنے کا بیان، جس میں اس نے کیا ہو

(٦٥٥٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ۔ (مسند احمد: ١٢٦٩٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک انصاری کی لونڈی کو اس کے زیورات کے لالچ میں قتل کر دیا، پھر اس کو کنویں میں پھینک دیا، اس نے اس کا سر پتھر سے کچل دیا تھا، پھر اس آدمی کو گرفتار کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، پس اس کو سنگسار کیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

(٦٥٥٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ جَارِيَةً خَرَجَتْ، عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ، فَأَخَذَهَا يَهُودِيٌّ فَرَضَخَ رَأْسَهَا وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ؟)) فَقَالَتْ: بِرَأْسِهَا لَا، فَقَالَ: ((فُلَانٌ؟)) فَقَالَتْ: بِرَأْسِهَا لَا، قَالَ: ((فَفُلَانٌ الْيَهُودِيُّ؟)) فَقَالَتْ: بِرَأْسِهَا نَعَمْ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَخَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٣١٣٨)

(دوسری سند) ایک لونڈی باہر نکلی، اس نے زیور پہنا ہوا تھا، ایک یہودی نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا سر کچل کر اس کا زیور اتار کر لے گیا، جب اس لونڈی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس میں ابھی تک جان باقی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟'' اس نے سر سے اشارہ کر کے نہیں میں جواب دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر فلاں نے قتل کے ہے؟'' اس نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے نہیں میں جواب دیا۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: ''کیا فلاں یہودی نے قتل کیا ہے؟'' اس نے سر سے اشارہ کر کے ہاں میں جواب دیا، پس نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کو پکڑا اور اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔

(٦٥٥٥)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ الطَّرِيقِ الثَّانِيَةِ

(تیسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، یہ دوسری سند کی حدیث کی مانند ہے، البتہ اس میں قتادہ نے کہا ہے: اس

(٦٥٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٨٥، ومسلم: ١٦٧٢ (انظر: ١٢٦٦٧)

(٦٥٥٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٥٥٥) تخريج: انظر الحديث السابق

إِلَّا أَنَّ قَتَادَةَ قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ: فَاعْتَرَفَ الْيَهُوْدِيُّ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۳۹)

یہودی نے قتل کرنے کا اعتراف کیا۔

(٦٥٥٦)۔ عَنْ حَمْلِ بْنِ النَّابِغَةِ قَالَ: كُنْتُ بَيْنَ بَيْتَيِ امْرَأَتَيَّ فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِيْنَهَا، فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِيْ جَنِيْنِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا۔ (مسند احمد: ١٦٨٤٩)

سیدنا حمل بن نابغہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنی دو بیویوں کے گھروں کے درمیان میں تھا، ان میں سے ایک نے دوسری کو ایک لکڑی ماری، جس سے وہ خاتون بھی مرگئی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی ضائع ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اس کے پیٹ کے بچے کے عوض ایک لونڈی یا غلام دیا جائے گا اور عورت کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

فوائد:...... ان احادیث سے دو مسئلے تو بالنص ثابت ہوئے: (۱) عورت کے غیر مسلم قاتل کو قصاصا قتل کیا جائے گا، اور (۲) عورت کی قاتل عورت کو بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

رہا یہ مسئلہ کہ جب مسلمان مرد، مسلمان عورت کو قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں، تو جمہور اہل علم کے نزدیک ایسے مرد سے عورت کا قصاص لیا جائے گی، اس رائے کی دلیل حدیث نمبر (۶۵۴۹) ہے، جس میں آپ ﷺ نے تمام اہل اسلام کے خونوں کو برابر قرار دیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ، امام حسن بصری اور امام عطاء سے منقول روایت کے علاوہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کرنے پر اجماع ہے۔ (الاجماع لابن المنذر: ص ١٤٤، رقم: ٦٥٣)

بَابُ لَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بِوَلَدِهِ، وَمَا جَاءَ فِيْ قَتْلِ الْإِثْنَيْنِ بِالْوَاحِدِ

والدین کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کرنے اور ایک مقتول کے قصاص میں دو افراد کو قتل کرنے کا بیان

(٦٥٥٧)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَذَفَ رَجُلٌ اِبْنًا لَهُ بِسَيْفِهِ فَقَتَلَهُ فَرُفِعَ إِلٰى عُمَرَ فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُقَادُ الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ۔)) لَقَتَلْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَبْرَحَ۔ (مسند احمد: ٩٨)

مجاہد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے تلوار سے اپنے بیٹے کی گردن اڑا کر اسے مار ڈالا، جب یہ مقدمہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں لایا گیا تو انہوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ''والد سے اولاد کے بدلے قصاص نہیں لیا جاتا'' تو میں تجھے اسی جگہ قتل کر دیتا۔

(٦٥٥٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٧٢، والنسائي: ٨/ ٢١، وابن ماجه: ٢٦٤١ (انظر: ١٦٧٢٩)

(٦٥٥٧) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١٤٠٠، وابن ماجه: ٢٦٦٢ (انظر: ٩٨)

(٦٥٥٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُقَادُ لِوَلَدٍ مِنْ وَالِدِهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٨)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولاد کا والدین سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔''

فوائد:...... ان روایات سے ثابت ہوا کہ والدین کو بیٹے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین ہی اس بچے کے وجود کا سبب تھے، اس لیے اگر وہ اس کی زندگی ختم کر دیں تو اس کے عوض ان کی زندگی کو ختم نہ کیا جائے، دوسری وجہ والدین کا احترام بھی ہو سکتا ہے۔

لیکن ایسی صورت میں باپ سے دیت لی جائے گی اور اس کو بیٹے کی میراث سے محروم کر دیا جائے گا، کیونکہ قاتل اپنے قتل کی وجہ سے مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔

(٦٥٦٠)۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ: ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ جَمِيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَلَّادٍ الْأَنْصَارِيُّ وَجَدَّتِيْ عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ وَأَنَّهَا قَالَتْ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! يَوْمَ بَدْرٍ أَتَأْذَنُ فَأَخْرُجُ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ وَأُدَاوِيْ جَرْحَاكُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُهْدِيْ لِيْ شَهَادَةً؟ قَالَ: ((قَرِّيْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُهْدِيْ لَكِ شَهَادَةً۔)) وَكَانَتْ أَعْتَقَتْ جَارِيَةً لَهَا وَغُلَامًا عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا فَطَالَ عَلَيْهِمَا فَغَمَّاهَا فِي الْقَطِيْفَةِ حَتّٰى مَاتَتْ وَهَرَبَا، فَأُتِيَ عُمَرُ فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ قَدْ قَتَلَهَا غُلَامُهَا وَجَارِيَتُهَا وَهَرَبَا، فَقَامَ عُمَرُ فِي النَّاسِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُ أُمَّ وَرَقَةَ يَقُوْلُ: انْطَلِقُوْا

سیدہ ام ورقہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ ہر جمعہ کو ان کی ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے، ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا بدر کے دن آپ مجھے اجازت دیں گے، تاکہ میں بھی آپ کے ہمراہ جاؤں اور بیماروں کی تیمارداری کروں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کروں، شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عطا کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر ہی ٹھہری رہو، اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا کریں گے۔'' سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے بعد ایک غلام اور ایک لونڈی کو آزاد کر رکھا تھا، جب ان دونوں کے لیے یہ مدت طویل نظر آئی تو انھوں نے ایک چادر کے ذریعے اس کو ڈھانپ دیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں اور وہ دونوں بھاگ گئے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ ام ورقہ کو اس کے غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا ہے اور وہ بھاگ گئے ہیں، تو وہ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ سیدہ ام ورقہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے

(٦٥٥٨) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٥٦٠) تخريج: حسن، قاله الالباني۔ أخرجه ابوداود: ٥٩١، ٥٩٢ (انظر: ٢٧٢٨٢)

نَزُوْرُ الشَّهِيْدَةَ وَأَنَّ فُلَانَةَ جَارِيَتَهَا وَفُلَانًا غُلَامَهَا غَمَّاهَا ثُمَّ هَرَبَا فَلَا يُؤْوِيهِمَا اَحَدٌ، وَمَنْ وَجَدَهُمَا فَلْيَأْتِ بِهِمَا، فَأُتِيَ بِهِمَا فَصُلِبَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوْبَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۲۵)

جاتے تھے، پھر انھوں نے کہا: چلو، اس شہید خاتون کی زیارت کرتے ہیں، فلاں لونڈی اور فلاں غلام نے اس کو ڈھانپ کر مار دیا اور وہ خود بھاگ گئے ہیں، کوئی آدمی ان کو جگہ نہ دے، بلکہ جو بھی ان کو پائے، وہ ان کو میرے پاس لے آئے، پس ان دونوں کو لایا گیا اور ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا، یہ اسلام میں پہلے دو افراد تھے، جن کو سولی پر چڑھایا گیا۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام کی موجودگی میں ایک مقتول کے عوض دو قاتل افراد سے قصاص لیا، اسی طرح ایک اور روایت ہے: سعید بن مسیّب کہتے ہیں: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيْلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ: لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيْعًا۔...... ''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات افراد کو ایک آدمی کے بدلے میں قتل کیا، انھوں نے اس آدمی کو دھوکہ دیتے ہوئے قتل کیا اور انھوں نے کہا: اگر اہل صنعاء سارے اس قتل پر جمع ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔'' (موطا امام مالک)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ۔...... ''ایک لڑکا دھوکے سے قتل کر دیا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اہل صنعاء سارے اس کو قتل کرنے میں شریک ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔'' (صحیح بخاری)

بَابُ الْقِصَاصِ مِنْ وُلَاةِ الْأُمُوْرِ اِلَّا إِذَا اصْطَلَحَ الْمُسْتَحِقُّ أَوْ عَفَا

حکمرانوں سے قصاص لیے جانے کا بیان، الا یہ کہ مستحق صلح کر لے یا معاف کر دے

(۶۵۶۱)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ شَيْئًا أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعُرْجُوْنٍ كَانَ مَعَهُ فَجُرِحَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَالَ فَاسْتَقِدْ۔)) قَالَ: قَدْ عَفَوْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!۔ (مسند احمد: ۱۱۲۴۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مال تقسیم کر رہے تھے، ایک آدمی آگے بڑھا اور آپ ﷺ کے سامنے آ گیا، آپ ﷺ کے پاس کھجور کی ایک ٹہنی تھی، آپ ﷺ نے اس کو وہ مار دی، جس سے اس کا چہرہ زخمی ہوگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگے آ اور مجھ سے قصاص لے لے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔

فوائد:...... معلوم ہوا کوئی فرد قصاص کے قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے، اگر سید الانبیاء کی یہ صورتحال ہے تو اوروں کا اندازہ از خود ہو جانا چاہیے۔

(۶۵۶۱) تخریج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٣٦، والنسائي: ٨/ ٣٢ (انظر: ١١٢٢٩)

(٦٥٦٢)۔ عَنْ اَبِیْ فِرَاسٍ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيْلًا فِيْه: أَلَا إِنِّيْ وَاللّٰهِ! مَا أُرْسِلُ عُمَّالِيْ إِلَيْكُمْ لِيَضْرِبُوْا أَبْشَارَكُمْ وَلَا لِيَأْخُذُوْا أَمْوَالَكُمْ، وَلٰكِنْ أُرْسِلُهُمْ إِلَيْكُمْ لِيُعَلِّمُوْكُمْ دِيْنَكُمْ وَسُنَّتَكُمْ فَمَنْ فُعِلَ بِهِ شَيْءٌ سِوٰى ذَالِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إِلَيَّ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِذًا لَأُقِصَّنَّهُ مِنْهُ، فَوَثَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَوَ رَأَيْتَ إِنْ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى رَعِيَّةٍ فَأَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ أَئِنَّكَ لَمُقْتَصُّهُ مِنْهُ؟ قَالَ: إِيْ وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! إِذًا لَأُقِصَّنَّهُ مِنْهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقِصُّ مِنْ نَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ٢٨٦)

ابوفراس سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، جس میں انھوں نے ایک لمبی حدیث ذکر کی اور کہا: خبر دار! میں تم پر حکومتی کارندوں کو اس لیے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہارے جسموں پر ضربیں لگائیں اور تمہارے مال چھین لیں، میں تو ان کو تمہارے پاس اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں دین اور سنت کی تعلیم دیں، جس کے ساتھ کوئی اور کاروائی کی جائے، وہ مجھے بتائے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے ضرور ضرور قصاص دلواؤں گا، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اچھل کر کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المومنین، آپ بتائیں کہ ایک آدمی رعایا پر مقرر ہوتا ہے اور اسے ادب سکھانے کے لیے سزا دیتا ہے، کیا آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، اس ذات قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! میں اس کو ضرور قصاص دلواؤں گا، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ اپنے نفس سے قصاص دلواتے تھے۔

فوائد:...... عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا، أَمِنَّاهُ، وَقَرَّبْنَاهُ، وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنْهُ، وَلَمْ نُصَدِّقْهُ، وَإِنْ قَالَ: إِنَّ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةٌ۔ ...... بیشک عہد نبوی میں وحی کے ذریعے لوگوں کا مؤاخذہ ہو جاتا تھا، اب وحی تو منقطع ہو چکی ہے، پس اب ہم تمہارے ظاہری اعمال کی روشنی میں تمہاری گرفت کریں گے، جو ہمارے لیے خیر و بھلائی کا اظہار کرے گا، ہم اس کو امین سمجھیں گے اور اس کو اپنے قریب کریں گے، جبکہ اس کے باطن سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہو گا، اللہ تعالی اس کے باطن کا محاسبہ کرے گا، اور جو آدمی ہمارے لیے برے اعمال کو ظاہر کرے گا، ہم اس کو امین سمجھیں گے نہ اس کی تصدیق کریں گے، اگرچہ اس کا باطن پاک ہو۔ (صحیح بخاری: ٢٦٤١)

(٦٥٦٢) تخريج: ابو فراس النهدي، وقال ابو زرعه: لا اعرفه۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٣٧، والنسائي: ٨/ ٣٤ (انظر: ٢٨٦)

(٦٥٦٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَبَا جَهْمٍ مُصَدِّقًا فَلَاجَّهُ رَجُلٌ فِيْ صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أَبُوْ جَهْمٍ فَشَجَّهُ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: الْقَوَدَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَكُمْ كَذَا وَكَذَا۔)) فَلَمْ يَرْضَوْا، قَالَ: ((فَلَكُمْ كَذَا وَكَذَا۔)) فَلَمْ يَرْضَوْا، قَالَ: ((فَلَكُمْ كَذَا وَكَذَا۔)) فَرَضُوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّيْ خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ۔)) قَالُوْا: نَعَمْ، فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّيْنَ أَتَوْنِيْ يُرِيْدُوْنَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوْا، أَرَضِيْتُمْ؟)) قَالُوْا: لَا، فَهَمَّ الْمُهَاجِرُوْنَ بِهِمْ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكُفُّوْا فَكَفُّوْا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ وَقَالَ: ((أَرَضِيْتُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنِّيْ خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ۔)) فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((أَرَضِيْتُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی وصولی کے لیے بھیجا، ایک آدمی نے صدقہ دینے میں ان سے جھگڑا کیا، جواباً ابوجہم نے اسے مار کر اس کا سر زخمی کر دیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور قصاص کا مطالبہ کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اتنا کچھ لے لو۔'' لیکن وہ راضی نہ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو تمہیں اتنا کچھ مل جائے گا۔'' لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو، تم کو اتنا کچھ دے دیتے ہیں۔'' پس اب کی بار وہ راضی ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں لوگوں سے خطاب کرتا ہوں اور ان کو تمہاری رضا مندی سے آگاہ کرتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، پس آپ ﷺ نے لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ''لیث قبیلے کے یہ افراد میرے پاس آئے، انھوں نے قصاص کا مطالبہ کیا، میں نے ان پر اتنا مال پیش کیا اور ان سے پوچھا: کیا اب راضی ہو گئے ہوں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، مہاجرین نے ان کو کچھ کہنا چاہا، لیکن جب آپ ﷺ نے ان کو رکنے کا حکم دیا تو وہ رک گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور مزید دے کر فرمایا: ''اب راضی ہو گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس بیشک میں لوگوں کو خطاب کر کے ان کو تمہاری رضا کے بارے میں بتلانے والا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ مخاطب ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم لوگ اب راضی ہو گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد:...... اگر بادشاہ اور کوئی صاحب اختیار و اقتدار حکمران کسی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور مار کٹائی والا معاملہ کرے، جیسا کہ سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا، تاہم فریقِ ثانی کو کچھ دے دلا کر بھی معاملہ رفع دفع کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مظلوم قصاص کا ہی مطالبہ کر رہا ہو تو اس کو اس کی

(٦٥٦٣) اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٣٤، والنسائي: ٨/ ٣٥، وابن ماجه: ٢٦٣٨ [illegible]

دیت سے زیادہ دے کر اس کو راضی کیا جا سکتا ہے۔ دیہاتی طبعاً سخت مزاج اور لاعلم ہوتے ہیں، اسی بنا پر انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا، آپ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرفی اور حسن اخلاق کی روشنی میں ان کے اس رویے سے درگزر فرمایا۔

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَحَقَّ الْقِصَاصَ وَعَفَا
قصاص لینے کا مستحق ہونے کے بعد معاف کر دینے والے کی فضیلت کا بیان

(٦٥٦٤)۔ عَنْ اَبِی السَّفَرِ قَالَ: كَسَرَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ سِنَّ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَعْدٰى عَلَيْهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: اِنَّ هٰذَا دَقَّ سِنِّيْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: كَلَّا اِنَّا سَنُرْضِيْكَ، قَالَ: فَلَمَّا اَلَحَّ عَلَيْهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: شَأْنَكَ بِصَاحِبِكَ؟ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ جَالِسٌ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِيْ جَسَدِهِ يَتَصَدَّقُ بِهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيْئَةً۔)) قَالَ: فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعَتْهُ أُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ، یَعْنِیْ فَعَفَا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٨٤)

ابو سفر کہتے ہیں: قریش کے ایک آدمی نے ایک انصاری آدمی کا دانت توڑ دیا، وہ فریادرسی کے لیے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انصاری نے کہا: اس نے میرا دانت توڑ دیا ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً ہم تجھے راضی کر دیں گے، جب انصاری نے قصاص لینے پر اصرار کیا تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا معاملہ تیرے ساتھی کے سپرد ہے، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بھی اپنے جسم میں لگ جانے والے زخم کو معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالی اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کا گناہ خطا مٹا دیتا ہے۔'' انصاری نے کہا: کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! میرے کانوں نے سنی ہے اومیرے دل نے اس کو یاد کیا ہے، پس اس انصاری نے قریشی کو معاف کر دیا۔

(٦٥٦٥)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُجْرَحُ فِيْ جَسَدِهِ جِرَاحَةٌ فَيَتَصَدَّقُ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو اس کے جسم میں زخم لگایا جاتا اور وہ معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معافی کے بقدر

(٦٥٦٤) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابو السفر، قال احمد: لا اعرف له سماعا من ابى الدرداء، بل قال الحافظ: ما اظنه ادركه، فان ابا الدرداء قديم الموت۔ أخرجه الترمذى: ١٣٩٣، وابن ماجه: ٢٦٩٣ (انظر: ٢٧٥٣٤)

(٦٥٦٥) تخريج: صحيح بشواهده۔ أخرجه الطيالسى: ٥٨٧، والبيهقى: ٨/ ٥٦، والنسائى فى "الكبرى": ١١١٤٦ (انظر: ٢٢٧٠١)

بِهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ مَاتَصَدَّقَ بِهِ۔)) اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(مسند احمد: ٢٣٠٧٧)

(٦٥٦٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رُفِعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَمْرٌ فِيْهِ الْقِصَاصُ اِلَّا أَمَرَ فِيْهِ بِالْعَفْوِ۔ (مسند احمد: ١٣٢٥٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب بھی قصاص والا معاملہ پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ پہلے معاف کرنے کا حکم دیتے۔

فوائد:...... معلوم ہوا کہ قصاص کو معاف کر دینا باعثِ اجرِ عمل ہے اور یہ معافی کی بڑی قسموں میں سے ہے، اگر دیت کو بھی معاف کر دیا جائے تو یہ وسعتِ ظرفی کی اعلی مثال ہو گی۔

بَابُ الْقِصَاصِ فِيْ كَسْرِ السِّنِّ
دانت توڑنے کے قصاص کا بیان

(٦٥٦٧)۔ عَنْ حُمَيْدِ نِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضْرِ عَمَّةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَعَرَضُوْا عَلَيْهِمُ الْأَرْشَ فَاَبَوْا، طَلَبُوْا الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَجَاءَ أَخُوْهَا أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟ لَا، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ۔)) قَالَ: فَعَفَا الْقَوْمُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٧٣٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک لونڈی کا دانت توڑ دیا، جب انہوں نے اس لونڈی کے ورثاء کے سامنے دیت پیش کی تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، انہوں نے معافی کا مطالبہ کیا، لیکن وہ معاف کرنے پر بھی راضی نہ ہوئے، پس نبی کریم ﷺ نے قصاص لینے کا حکم جاری کر دیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کا بھائی اور ان کا چچا سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ آیا اور کہا: اے اللہ کا رسول ﷺ! کیا میری بہن ربیع کے دانت توڑے جائیں گے، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انس بن نضر! اللہ تعالی کی کتاب کا مطالبہ قصاص کا ہے۔'' اتنے میں مظلوم لوگوں نے معاف کر دیا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں تو وہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔''

(٦٥٦٦) اسناده قوي۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٩٧، والنسائي: ٨/ ٣٧، وابن ماجه: ٢٦٩٢ (انظر: ١٣٢٢٠)

(٦٥٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٠٣، ٤٤٩٩، ٦٨٩٤، ومسلم: ١٦٧٥ (انظر: ١٢٧٠٤)

(٦٥٦٨)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْقِصَاصُ، الْقِصَاصُ۔)) فَقَالَتْ أُمُّ الرُّبَيِّعِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ، لَا وَاللّٰهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا أُمَّ رُبَيِّعٍ، كِتَابُ اللّٰهِ۔)) قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، قَالَ: فَمَا زَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوْا مِنْهَا الدِّيَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ۔)) (مسند احمد: ١٤٠٧٣)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے ایک انسان کو زخمی کر دیا، وہ جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قصاص ہوگا، قصاص۔)) لیکن ام ربیع نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا، نہیں، اللہ کی قسم! اس سے کبھی بھی قصاص نہیں لیا جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ ! اے ام ربیع! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مسئلہ ہے۔'' لیکن ام ربیع نے پھر کہا: نہیں، میں کہہ رہی ہوں کہ اللہ کی قسم ہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، وہ یہ کہتی رہیں، یہاں تک کہ وہ لوگ دیت قبول کرنے پر رضا مند ہوگئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھادیں تو وہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

فوائد:...... ان دو احادیث میں جو مسئلہ پیش کیا گیا ہے، اس میں قصاص ہی ہے، آپ ﷺ نے بھی قصاص کا ہی مطالبہ کیا، حقیقت میں اس باب میں قسم اٹھانا مفید نہیں ہوتا، سارا اختیار مظلوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے، وہ قصاص لے، یا دیت لے، یا معاف کر دے، لیکن جب ان صحابہ نے قسم اٹھالی تو اللہ تعالی نے ان کا لحاظ کیا اور متأثرہ لوگوں نے قصاص کا مطالبہ چھوڑ دیا اور دیت لینے پر راضی ہو گئے۔

پہلی سند کے مطابق ربیع بنت نضر نے دانت توڑا اور دوسری سند کے مطابق یہ کام ربیع کی بہن ام حارثہ نے کیا، امام نووی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، دوسری رائے یہ ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور ام حارثہ، ربیع بنت نضر کی ہی کنیت ہے، نہ کہ اس کی بہن کی۔

دوسرا اشکال یہ ہے کہ ایک روایت میں دانت نہ توڑنے کی قسم سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کھائی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ قسم سیدہ ام ربیع رضی اللہ عنہا نے کھائی تھی، اس کا حل یہ ہے کہ دونوں نے ہی قسم اٹھائی تھی، دو روایتوں میں علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا۔

بَابُ الْقِصَاصِ فِیْ قَطْعِ شَیْءٍ مِنَ الْاُذُنِ
کان کا بعض حصہ کاٹنے میں قصاص لینے کا بیان

(٦٥٦٩)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْقُوْبَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ مِنْ بَنِیْ سَهْمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ یُقَالُ لَهُ: مَاجِدَةُ، قَالَ: عَارَمْتُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَعَضَّ أُذُنِیْ فَقَطَعَ مِنْهَا أَوْ عَضِضْتُ أُذُنَهُ فَقَطَعْتُ مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ إِلَیْنَا أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَاجًّا رُفِعْنَا إِلَیْهِ فَقَالَ: انْطَلِقُوْا إِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَإِنْ كَانَ الْجَارِحُ بَلَغَ أَنْ یُقْتَصَّ مِنْهُ فَلْیَقْتَصَّ قَالَ: فَلَمَّا انْتُهِیَ بِنَا إِلٰی عُمَرَ نَظَرَ إِلَیْنَا فَقَالَ: نَعَمْ قَدْ بَلَغَ هٰذَا أَنْ یُقْتَصَّ مِنْهُ، اُدْعُوْا لِیْ حَجَّامًا، فَلَمَّا ذَكَرَ الْحَجَّامَ قَالَ: أَمَا إِنِّیْ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((قَدْ أَعْطَیْتُ خَالَتِیْ غُلَامًا وَأَنَا أَرْجُوْ أَنْ یُبَارِكَ اللّٰهُ لَهَا فِیْهِ وَقَدْ نَهَیْتُهَا أَنْ تَجْعَلَهُ حَجَّامًا أَوْ قَصَّابًا أَوْ صَائِغًا۔)) (مسند احمد: ١٠٢)

بنوسہم کے ماجدہ نامی آدمی سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: میں مکہ میں ایک غلام سے جھگڑ پڑا، اب اس نے میرے کان پر کاٹا جس سے اس کا ایک حصہ کٹ کر علیحدہ ہوگیا، یا میں نے اس کے کان پر کاٹا تھا، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کے لیے ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہمارے اس معاملے کو ان کی عدالت میں پیش کیا گیا، انہوں نے کہا: ان کو عمر بن خطاب کی طرف لے چلو، اگر زخم قصاص لینے کے قابل ہے تو وہ قصاص دلوائیں، جب ہم کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انھوں نے دیکھا اور کہا: جی یہ زخم قصاص کی حد تک پہنچ چکا، ایک حجام کو بلاؤ، جب انھوں نے حجام کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے غلام میں برکت کرے گا اور میں نے اس کو اس سے منع کیا کہ وہ اس کو سینگی لگانے والا، قصاب یا سنار بنائے۔''

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ﴾ ......''اور کان کے بدلے کان کا (بدلہ ہے)۔'' (سورۂ مائدہ: ٤٥)

اس لیے کان کا جو زخم قصاص کے قابل ہوگا، اس کا قصاص لیا جائے گا۔

(٦٥٦٩) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة الرجل الذی من بنی سهم، وجهالة ماجدة، ویقال: ابن ماجدة و أبو ماجدة ایضا۔ أخرجه ابوداود: ٣٤٣٠، ٣٤٣١ (انظر: ١٠٢)

بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَهَا فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ

اس چیز کا بیان کہ ایک آدمی کسی کا ہاتھ کاٹنے کے لیے منہ میں ڈالے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچے جس کے نتیجے میں اس کے سامنے والا دانت گر جائے

(٦٥٧٠)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَسَلَمَةَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، مَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا، فَاقْتَتَلَ هُوَ وَرَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَضَّ ذَالِكَ الرَّجُلُ بِذِرَاعِهِ فَاجْتَبَذَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ فَطَرَحَ ثَنِيَّتَهُ فَذَهَبَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ الْعَقْلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ اِلٰى أَخِيْهِ يَعَضُّهُ عَضِيْضَ الْفَحْلِ ثُمَّ يَأْتِي يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ، لَادِيَةَ لَكَ۔)) فَأَطْلَقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِيْ فَأَبْطَلَهَا۔

(مسند احمد: ١٨١١٧)

سیدنا یعلی بن امیہ اور سلمہ بن امیہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہمارے ساتھ ایک اور دوست بھی تھا، اس کی اور ایک مسلمان کی آپس میں لڑائی ہو گئی، اس آدمی نے دوسرے کے بازو پر کاٹا، اس نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا اور اس کا اگلا دانت گرا دیا، اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر دیت کا مطالبہ کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو سانڈ کی طرح کاٹتا ہے اور پھر آ کر دیت کا مطالبہ کرتا ہے، اس کے لیے کوئی دیت نہیں۔'' آپ ﷺ نے اس کی دیت کو باطل قرار دیا۔

(٦٥٧١)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ: ((اَفَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا؟)) قَالَ: أَحْسَبُهُ قَالَ: ((كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ۔)) (مسند احمد: ١٨١٢٩)

(دوسری سند) سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تنگی والے لشکر یعنی غزوۂ تبوک میں شریک ہوا، یہ غزوہ میرے ان اعمال میں سے ہے، جن پر مجھے سب سے زیادہ اعتماد ہے، میرا ایک مزدور تھا، وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا، ان میں سے ایک نے دوسرے کو کاٹا، دوسرے نے اپنی انگلی کھینچی، جس سے اس کا دانت گر گیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیئے رکھتا اور تو سانڈ کی طرح اس کو چباتا رہتا۔''

(٦٥٧٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٥٦، والنسائي: ٨/ ٣٠، وانظر الحديث بالطريق الثاني الآتي (انظر: ١٧٩٥٣)

(٦٥٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٦٥، ومسلم: ١٦٧٤ (انظر: ١٧٩٦٦)

(٦٥٧٢)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَاتَلَ يَعْلَى بْنُ مُنْيَةَ أَوِ ابْنُ أُمَيَّةَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ صَاحِبِهِ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ حَجَّاجٌ: ثَنِيَّتَيْهِ، فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَعَضُّ أَحَدُكُمَا أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَهُ۔)) وَفِي لَفْظٍ: فَأَبْطَلَهَا وَقَالَ: ((أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَ لَحْمَ أَخِيكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٦٧)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعلی بن عینیہ یا ابن امیہ کی ایک آدمی سے لڑائی ہوگئی، ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر کاٹا، اس نے بچانے کے لیے اپنا ہاتھ کھینچا، جس کی وجہ سے کاٹنے والے کا ایک یا دو دانت گر پڑے، جب یہ دونوں جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو سانڈ کی مانند کاٹتا ہے، کوئی دیت نہیں ہے ایسے آدمی کے لیے۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے اس کی دیت کو باطل قرار دیا اور فرمایا: ''کیا تو چاہتا تھا کہ سانڈ کی طرح اپنے بھائی کے گوشت کو چبائے؟''

فوائد:...... کسی شخص پر حملہ ہوتو اسے اپنا دفاع کرنے کا حق حاصل ہے، اگر دفاعی کروائی کے دوران حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جائے، حتی کہ وہ مر بھی جائے تو کوئی قصاص، دیت یا معاوضہ یا تاوان نہیں ہوگا، البتہ اگر دفاع کرنے والا کوئی جارحانہ کاروائی کرے گا تو وہ ذمہ دار ہوگا، یہ فیصلہ عدالت کرے گی کہ فلاں آدمی کی کاروائی جارحانہ ہے یا دفاعی۔ ان احادیث کے مطابق ایک آدمی نے دوسرے کی انگلیاں کاٹنا شروع کر دیں، وہ دفاع کرنے کے لیے یہی کچھ کر سکتا ہے کہ اپنا ہاتھ اس کے منہ سے باہر کھینچے، لیکن کاٹنے والے نے انگلیاں اتنی مضبوطی سے پکڑی ہوئی تھیں کہ اس کے دانت بھی باہر آ گئے، ایسے میں دفاعی کاروائی کرنے والا ذمہ دار نہیں ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِقْتِصَاصِ فِي الطَّرْفِ قَبْلَ الْاِنْدِمَالِ
زخم کے درست ہونے سے پہلے قصاص لینے کی ممانعت کا بیان

(٦٥٧٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجُلٍ طَعَنَ رَجُلًا بِقَرْنٍ فِي رِجْلِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَقِدْنِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَعْجَلْ حَتّٰى يَبْرَأَ جُرْحُكَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو سینگ مار کر اس کے پاؤں کو زخمی کر دیا، زخمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس سے قصاص دلوائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جلدی نہ کر، یہاں تک کہ تیرا زخم ٹھیک ہو جائے۔'' لیکن جب اس آدمی نے قصاص لینے پر ہی اصرار کیا تو

(٦٥٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٩٢، ومسلم: ١٦٧٣ (انظر: ١٩٨٢٩)

(٦٥٧٣) تخريج: اسناده ضعيف، ابن اسحاق مدلس، وقد عنعن۔ أخرجه البيهقي: ٨/ ٦٧، والدارقطني: ٣/ ٨٨ (انظر: ٧٠٣٤)

قَالَ: فَأَبَى الرَّجُلُ إِلَّا أَنْ يَسْتَقِيْدَ فَأَقَادَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ، قَالَ: فَعَرِجَ الْمُسْتَقِيْدُ وَبَرَأَ الْمُسْتَقَادُ مِنْهُ، فَأَتَى الْمُسْتَقِيْدُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَرِجْتُ وَبَرَأَ صَاحِبِي، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَمْ آمُرْكَ أَنْ لَا تَسْتَقِيْدَ حَتّٰى يَبْرَأَ جُرْحُكَ فَعَصَيْتَنِيْ فَأَبْعَدَكَ اللّٰهُ وَبَطَلَ جُرْحُكَ۔)) ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرَّجُلِ الَّذِيْ عَرِجَ ((مَنْ كَانَ بِهِ جُرْحٌ أَنْ لَا يَسْتَقِيْدَ حَتّٰى تَبْرَأَ جِرَاحَتُهُ، فَإِذَا بَرِئَتْ جِرَاحَتُهُ اسْتَقَادَ۔)) (مسند احمد: ٧٠٣٤)

آپ ﷺ نے اس کو قصاص دلوا دیا، لیکن اس کے بعد قصاص لینے والا لنگڑا ہوگیا اور جس سے قصاص لیا گیا تھا وہ صحت مند ہوگیا، اب وہ قصاص لینے والا پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں لنگڑا ہو گیا ہوں اور میرے متعلقہ آدمی صحت یاب ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ اپنے زخم کے درست ہونے تک قصاص نہ لے، لیکن تو نے میری نافرمانی کی، پس اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا سے محروم کر دیا اور تیرا زخم رائیگاں ہو گیا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے لنگڑا ہو جانے والے اس آدمی کے واقعہ کے بعد یہ حکم دیا ہے کہ ''جس کو کوئی زخم لگ جائے، وہ اس وقت تک قصاص نہ لے، جب تک اس کا زخم درست نہ ہو جائے، جب اس کا زخم درست ہو جائے تو تب وہ قصاص لے۔''

فوائد:...... ملا علی قاری نے اس حکم کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ زخموں میں انجام کو دیکھا جاتا ہے، نہ ان کی حالیہ صورتحال کو، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ زخم جان لیوا ثابت ہو جائے۔ بہرحال یہ روایت ضعیف ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح)

بَابُ هَلْ يُسْتَوْفَى الْقِصَاصُ وَالْحُدُوْدُ فِي الْحَرَمِ وَالْمَسَاجِدِ أَمْ لَا؟

کیا حرم یا دیگر مساجد میں قصاص یا حدیں لگائی جا سکتی ہیں؟

(٦٥٧٤)۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُسْتَقَادُ فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ١٥٦٦٤)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجدوں میں نہ حدیں لگائی جائیں اور نہ قصاص لیا جائے۔''

فوائد:...... یہ روایت درج ذیل الفاظ کے ساتھ صحیح ہے:

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ مسجد میں قصاص لیا جائے، اس میں اشعار پڑھے جائیں اور اس میں حدیں لگائی جائیں۔ (ابو داود: ٤٤٩٠)

(٦٥٧٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة العباس بن عبد الرحمن المدني۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٤٢، والطبراني في "الكبير": ٣١٣١، والدارقطني في "السنن": ٣/ ٨٦ (انظر: ١٥٥٧٩)

معلوم ہوا کہ مسجد میں نہ کوئی حد لگائی جائے اور نہ قصاص لیا جائے، کیونکہ مسجد کی تعمیر کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ذکر، تلاوت اور نماز ہے۔

ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ یہ مرتد ہو گیا تھا، یہ نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، اس نے آپ ﷺ کے ایک خادم مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس کی دو لونڈیاں بھی نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی مذمت کیا کرتی تھیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٥٧٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْدَى النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ مَنْ قَتَلَ فِي الْحَرَمِ، أَوْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ، أَوْ قَتَلَ بِذُحُوْلِ الْجَاهِلِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ٦٩٣٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ زیادتی کرنے والا وہ شخص ہے جو حرم میں قتل کرے، یا غیر قاتل کو قتل کر دے، یا جاہلیت کا انتقام لے۔''

فوائد:...... آپ ﷺ نے جاہلیت کی تمام زیادتیوں کی معافی کا اعلان کر دیا تھا اور عملاً معاف کیا بھی تھا۔

(٦٥٧٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ: اِبْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: ((اقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ١٢٩٦٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ کے سر پر خود تھا، جب آپ ﷺ نے اس کو اتارا تو ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر دو۔''

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے ابن خطل کو کعبہ میں اس وقت قتل کروایا تھا، جب آپ ﷺ نے کے لیے کچھ وقت کے لیے لڑائی جائز قرار دی گئی تھی، فتح مکہ کے موقع پر جب لڑائی کا معینہ وقت گزر گیا تو پھر آپ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا، جو روزِ قیامت تک برقرار رہے گی۔

وعظ و نصیحت، کافروں کی مذمت اور دیگر کسی اچھے مقصد کے لیے اشعار مسجد میں پڑھنے جائز ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا مشرکوں کو میری طرف سے جواب دے پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی ''اللّٰهم ايده بروح القدس'' اے اللہ! جبریل کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ (بخاری: ٦١٥٠/٦٠٥١) (عبداللہ رفیق)

(٦٥٧٥) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ٦٩٣٣)

(٦٥٧٦) أخرجه البخاري: ١٨٤٦، ٣٠٤٤، ومسلم: ١٣٥٧، وابوداود: ٢٦٨٥ (انظر: ١٢٩٣٢)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ

قسامہ کا بیان

(٦٥٧٧)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ أَخُو بَنِي حَارِثَةَ يَعْنِي فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ إِلَى خَيْبَرَ يَمْتَارُونَ مِنْهَا تَمْرًا، قَالَ: فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ فَكُسِرَتْ عُنُقُهُ ثُمَّ طُرِحَ فِي مَنْهَرٍ مِنْ مَنَاهِرِ عُيُونِ خَيْبَرَ وَفَقَدَهُ أَصْحَابُهُ فَالْتَمَسُوهُ حَتَّى وَجَدُوهُ فَغَيَّبُوهُ، قَالَ: ثُمَّ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَابْنَا عَمِّهِ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ وَهُمَا كَانَا أَسَنَّ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ذَا قَدَمٍ مِنَ الْقَوْمِ وَصَاحِبُ الدَّمِ فَتَقَدَّمَ لِذٰلِكَ، فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ ابْنَيْ عَمِّهِ حُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ۔)) فَاسْتَأْخَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عُدِيَ عَلَى صَاحِبِنَا فَقُتِلَ وَلَيْسَ بِخَيْبَرَ عَدُوٌّ إِلَّا يَهُودَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُسَمُّونَ قَاتِلَكُمْ تَحْلِفُونَ عَلَيْهِ خَمْسِينَ يَمِينًا ثُمَّ نُسْلِمُهُ؟)) قَالَ: فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ عَلَى مَا لَمْ نَشْهَدْ،

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بنوحارثہ کے بھائی عبداللہ، بنوحارثہ کے چند افراد کے ہمراہ کھجوروں کا غلہ لینے خیبر کی جانب نکلے، سیدنا عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی گردن توڑ دی گئی (یعنی ان کو قتل کر دیا گیا اور خیبر کے چشموں میں سے ایک چشمہ کے پانی کے بہاؤ کی جگہ پر پھینک دیا گیا، جب انہوں نے اپنے ساتھی کو گم پایا تو اس کی تلاش میں نکلے، یہاں تک کہ اسے مقتول پایا، پھر انہوں نے اس کو دفن کیا اور بعد ازاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبداللہ کا بھائی عبد الرحمٰن بن سہل اور اس کے دو چچا کے بیٹے حویصہ اور محیصہ جو کہ عبد الرحمٰن سے بڑے تھے، مگر عبد الرحمٰن ان سب سے بڑھ کر جرأت مند تھا اور مقتول کے خون کا وارث بھی تھا، یہ افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عبد الرحمٰن نے اپنے چچا کے بیٹوں حویصہ اور محیصہ سے پہلے آپ سے بات کرنا شروع کی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو۔'' سو عبدالرحمٰن پیچھے ہٹ گئے اور حویصہ نے بات کی، اس کے بعد محیصہ نے اور آخر میں عبد الرحمٰن نے صورت حال بتائی اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے بھائی پر حملہ ہوا ہے اور خیبر میں ہمارے دشمن صرف یہودی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے قاتل کو اس طرح نامزد کرو کہ تم میں سے پچاس آدمی قسمیں اٹھائیں کہ ہم اس قاتل کو تم لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جس واقعہ پر حاضر نہیں تھے، اس کے بارے میں قسمیں کیسے اٹھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

(٦٥٧٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٧٣، ٦٨٩٨، ومسلم: ١٦٦٩ (انظر: ١٦٠٩٦)

قَالَ: ((فَيَحْلِفُوْنَ لَكُمْ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَيَبْرَؤُوْنَ مِنْ دَمِ صَاحِبِكُمْ؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاكُنَّا لِنَقْبَلَ اِيْمَانَ يَهُوْدَ، مَاهُمْ فِيْهِ مِنَ الْكُفْرِ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يَحْلِفُوْا عَلٰى إِثْمٍ، قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ، قَالَ: يَقُوْلُ سَهْلٌ: مَا أَنْسٰى بَكْرَةً مِنْهَا حَمْرَاءَ رَكَضَتْنِي وَأَنَا أَحُوْزُهَا۔ (مسند احمد: ١٦١٩٤)

''تو پھر یہودی لوگ پچاس قسمیں اٹھائیں گے اور تمہارے ساتھی کے خون سے بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یہودیوں کی قسمیں قبول کرنے والے نہیں ہیں، جس کفر میں وہ مبتلا ہیں، وہ گناہ والی قسم سے بڑا جرم ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے سو اونٹنیوں کی صورت میں اس مقتول کی دیت ادا کر دی، سہل کہتے ہیں: میں ابھی تک یہ بات نہیں بھولا کہ ان میں ایک سرخ رنگ کی اونٹنی تھی، اس نے مجھے لات ماری تھی، جبکہ میں اس کو نرمی سے ہانک رہا تھا۔

(٦٥٧٨)۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ إِنْسَانٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الْقَسَامَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَسَامَةَ الدَّمِ، فَأَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَاكَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ فِيْ قَتِيْلٍ اِدَّعَوْهُ عَلَى الْيَهُوْدِ۔ (مسند احمد: ١٦٧١٥)

ایک انصاری صحابی سے مروی ہے کہ جاہلیت میں خون بہنے کی صورت میں قسامہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی طرح برقرار رکھا، جیسے وہ جاہلیت میں تھا، اور بنو حارثہ کے چند انصاری لوگوں نے اپنے ایک مقتول کی تہمت یہودیوں پر لگا دی تھی، آپ ﷺ نے قسامہ کی روشنی میں فیصلہ کیا تھا۔

(٦٥٧٩)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَتِيْلًا بَيْنَ قَرْيَتَيْنِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذُرِعَ مَا بَيْنَهُمَا، قَالَ: وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى شِبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَلْقَاهُ عَلٰى أَقْرَبِهِمَا۔ (مسند احمد: ١١٣٦١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو بستیوں کے درمیان ایک مقتول پایا، آپ ﷺ نے ان دونوں بستیوں کے درمیان فاصلہ کو ماپنے کا حکم دیا، گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کی بالشت کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے قریب والی بستی کو اس قتل کا ذمہ دار قرار دیا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ نے اسلام سے پہلے کے کچھ اصول وضوابط برقرار رکھے، ان میں ایک ضابطہ قسامہ

(٦٥٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٧٠ (انظر: ١٦٥٩٨)

(٦٥٧٩) تخريج: اسناده ضعيف جدا، لضعف ابی اسرائيل الملائی، وعطية العوفی۔ أخرجه البزار: ١٥٣٤، والبيهقی فی "السنن": ٨/ ١٢٦ (انظر: ١١٣٤١)

ہے، قسامہ قسم کی ایک خاص صورت ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے، لیکن اس کے قاتل کا پتہ نہ چلے یا کچھ لوگوں پر شک ہو کہ وہ قتل میں ملوث ہیں، مگر کوئی ثبوت نہ ہو تو مدعی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی، اگر وہ پچاس قسمیں اٹھالیں تو وہ دیت کے مستحق قرار پائیں گے، اور اگر وہ یہ قسمیں نہ دیں تو مدعی علیہ لوگوں کے پچاس معتبر آدمیوں سے قسم لی جائے کہ نہ انھوں نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ وہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں، ایسی صورت میں اس علاقے کے لوگ قتل کے الزام سے بری ہو جائیں گے۔

أَبْوَابُ الدِّيَةِ

دیت کے ابواب

بَابُ جَامِعِ دِيَةِ النَّفْسِ وَأَعْضَائِهَا وَمَنَافِعِهَا وَمَا جَاءَ فِي الْخَطَأِ وَالْعَمَدِ وَشِبْهِ الْعَمَدِ

نفس، اعضاء اور اعضاء کی منفعتوں کی دیت کا جامع تذکرہ اور اس میں قتل خطا، قتل عمد اور قتل شبہ عمد کا بیان

(٦٥٨٠)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ فَذَكَرَ حَدِيثًا، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَذَكَرَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ يُدْفَعُ إِلٰى أَوْلِيَاءِ الْقَتِيْلِ فَإِنْ شَاءُوْا قَتَلُوْا، وَإِنْ شَاءُوْا أَخَذُوْا الدِّيَةَ۔)) وَهِيَ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلَاثُوْنَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُوْنَ خَلِفَةً فَذَالِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ وَمَا صَالَحُوْا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَهُمْ وَذَالِكَ شَدِيْدُ الْعَقْلِ، وَعَقْلُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظَةٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ، وَلَا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ وَذَالِكَ أَنْ يَنْزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ النَّاسِ فَتَكُوْنَ دِمَاءٌ فِيْ غَيْرِ ضَغِيْنَةٍ وَلَا حَمْلِ سَلَاحٍ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قصداً قتل کیا، اسے مقتول کے لواحقین کے حوالے کر دیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کردیں، چاہیں تو دیت لے لیں، جس کی تفصیل یہ ہے: تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں، یہ قتل عمد کی دیت ہے، نیز وہ جس چیز پر صلح کرلیں، وہ ان کے لیے ہوگی، یہ سخت ترین دیت ہے، شبہ عمد قتل کی دیت بھی قتل عمد کی طرح مغلظہ ہے، البتہ شبہ عمد والے قاتل کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، یہ اس لیے ہے کہ شیطان لوگوں کے درمیان فساد برپا کر دیتا ہے اور پھر کینہ اور ہتھیاروں کے بغیر قتل ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں۔'' اور نہ ایسے قتل کے لیے گھات لگایا جاتا ہے، جو ان صورتوں کے علاوہ قتل کیا جائے وہ شبہ عمد ہے، اس کی دیت مغلظ (سخت) ہے، شبہ عمد کے قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، اس کا یہ حکم ہوگا اگرچہ حرمت والا مہینہ ہو، یا

(٦٥٨٠) تخريج: حديث حسن (انظر: ٧٠٣٣)

یَعْنِی: ((مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السَّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا۔)) وَلَا رَصَدَ بِطَرِیْقٍ، فَمَنْ قُتِلَ عَلٰی غَیْرِ ذَالِكَ فَهُوَ شِبْهُ الْعَمْدِ وَعَقْلُهُ مُغَلَّظَةٌ، وَلَا یُقْتَلُ صَاحِبُهُ وَهُوَ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَلِلْحُرْمَةِ وَلِلْجَارِ، وَمَنْ قُتِلَ خَطَاءً فَدِیَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، ثَلَاثُوْنَ اِبْنَةُ مَخَاضٍ وَثَلَاثُوْنَ اِبْنَةُ لَبُوْنٍ وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةٌ، وَعَشْرُ بَكَارَةٍ بَنِی لَبُوْنٍ ذُكُوْرٍ، قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُقِیْمُهَا عَلٰی أَهْلِ الْقُرٰی اَرْبَعَمِائَةِ دِیْنَارٍ اَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، وَكَانَ یُقِیْمُهَا عَلٰی اَثْمَانِ الْإِبِلِ، فَإِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِیْ قِیْمَتِهَا وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِیْمَتِهَا عَلٰی عَهْدِ الزَّمَانِ مَا كَانَ، فَبَلَغَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَیْنَ اَرْبَعِمِائَةِ دِیْنَارٍ اِلٰی ثَمَانِمِائَةِ دِیْنَارٍ أَوْ عِدْلُهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِیَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَقَضٰی أَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ عَلٰی أَهْلِ الْبَقَرِ فِی الْبَقَرِ مِأَتَیْ بَقَرَةٍ، وَقَضٰی اَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ عَلٰی أَهْلِ الشَّاءِ فَأَلْفَیْ شَاةٍ، وَقَضٰی فِی الْأَنْفِ إِذَا جُدِعَ كُلُّهُ بِالْعَقْلِ كَامِلًا، وَإِذَا جُدِعَتْ اَرْنَبَتُهُ فَنِصْفُ الْعَقْلِ، وَقَضٰی فِی الْعَیْنِ نِصْفَ الْعَقْلِ خَمْسِیْنَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْعِدْلَهَا ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا أَوْ مِائَةَ بَقَرَةٍ اَوْ أَلْفَ شَاةٍ، وَالرِّجْلِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَالْیَدِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَالْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ قِیْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ اَوِ الْوَرِقِ اَوِ

حرمت والی جگہ ہو یا پڑوسی ہو اور جو غلطی سے قتل ہو گیا، اس کی دیت سو اونٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے: تیس بنتِ مخاض، تیس بنتِ لبون، تیس حِقّے اور دس ابن لبون، جو کہ مذکر ہوں، رسول اللہ ﷺ بستی والوں پر اس دیت کے عوض چار سو دینار یا اس کے برابر چاندی مقرر کرتے تھے، آپ ﷺ اونٹوں کی قیمتوں کو دیکھ کر سونے چاندی کی مقدار کا تعین کرتے تھے، جب اونٹوں کی قیمت بڑھ جاتی تو سونے چاندی کی مقدار بھی زیادہ کر دی جاتی اور جب ان کی قیمت کم ہو جاتی تو نقدی کی مقدار بھی کم کر دی جاتی، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک یا اس کے برابر چاندی آٹھ ہزار درہم رہی ہے، نیز آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ جس نے دیت میں گائیں دینی ہوں تو وہ دو سو گائے دے اور بکریوں کے مالک دو ہزار بکریاں دیں۔ جب کوئی کسی کی مکمل ناک کاٹ دے تو اس کی پوری دیت یعنی سو اونٹ ہوں گے اور جب کوئی کسی کے ناک کا کنارہ کاٹ دے تو نصف دیت یعنی پچاس اونٹ ہوں گے، ایک آنکھ کی نصف دیت ہو گی، جو کہ پچاس اونٹ ہے یا ان کے برابر سونا یا چاندی یا سو گائے یا ہزار بکری ہے، پاؤں کی دیت نصف ہے، ایک ہاتھ کی دیت نصف ہے، مامومہ (یعنی دماغ تک اتر جانے والے زخم) کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، یعنی تینتیس اونٹ یا سونے اور چاندی کی صورت میں ان کی قیمت یا گائیں یا بکریاں، وہ زخم جو پیٹ تک پہنچ جائے اس کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، ٹوٹ جانے والی ہڈی کی دیت پندرہ اونٹ ہے، جس زخم سے ہڈی ننگی ہو جائے، اس کی دیت پانچ اونٹ ہے اور ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔

الْبَقَرِ اَوِ الشَّاءِ ، وَالْجَائِفَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ،
وَالْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ مِنَ الْاِبِلِ ،
وَالْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْاِبِلِ ، وَالْاَسْنَانُ
خَمْسٌ مِنَ الْاِبِلِ۔ (مسند احمد: ۷۰۳۳)

فوائد:...... یہ حدیث، دیت کے کئی مسائل پر مشتمل ہے، اگر اس کا بار بار مطالعہ کیا جائے تو تمام احکام سمجھ آ جائیں گے۔

قتل کی تین صورتیں ہیں:

(۱) **قتل عمد:** ......ایسا قتل ہے، جس سے مکلّف شخص کسی آدمی کو ایسے آلے سے قتل کرنے کی نیت کرے، جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا، مثلا بندوق، تلوار یا تیر وغیرہ۔

صرف اس قتل میں قصاص ہے، وگرنہ دیتِ مغلظہ (بھاری دیت) لی جائے گی اور وہ ہے: تیس حِقّے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں

(۲) **قتل شبہ عمد:** ......لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو، ڈنڈے سونٹے وغیرہ چلائے گئے ہوں، لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا ہو۔

اس قتل میں قصاص نہیں ہے، البتہ دیت قتل عمد کی دیت کی طرح بھاری ہی ہو گی۔

(۳) **قتل خطا:** وہ قتل ہے کہ مارنا کسی اور کو تھا، لیکن قتل کوئی اور ہو گیا، مثلاً شکار کی طرف گولی چلائی، لیکن کسی انسان کو لگ گئی۔

اس قتل میں قصاص نہیں ہے اور دیت بھی ہلکی ہو گی، یعنی تیس بنتِ مخاض، تیس بنتِ لبون، تیس حِقّے اور دس ابن لبون، ایسے قاتل کو ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر کے کفارہ بھی دینا پڑے گا، اگر گردن آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں گے، ملاحظہ ہو: سورۂ نساء: آیت نمبر۹۲

(٦٥٨١)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ دِیَةِ الْکُبْرٰی الْمُغَلَّظَةِ ثَلَاثِیْنَ اِبْنَةَ لَبُوْنٍ وَثَلَاثِیْنَ حِقَّةً وَأَرْبَعِیْنَ خَلِفَةً ، وَقَضٰی فِیْ دِیَةِ الصُّغْرٰی

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑی اور مغلظہ دیت کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ اس میں تیس بنتِ لبون، تیس حِقّے اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں، چھوٹی دیت میں آپ کا فیصلہ یہ ہے کہ تیس بنتِ لبون،

(٦٥٨١) تخریج: اسناده ضعیف، الفضیل بن سلیمان النمیری لین الحدیث، واسحاق بن یحیی الولید مجهول الحال، ثم روایته عن جده عبادة مرسلة، لكن قصة دية الكبرى صحيحة بالشواهد۔ أخرج الدية الكبرى والصغرى البيهقي: ٨/ ٧٤ (انظر: ٢٢٧٧٨)

ثَلَاثِيْنَ اِبْنَةَ لَبُوْنٍ وَثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَعِشْرِيْنَ اِبْنَةَ مَخَاضٍ وَعِشْرِيْنَ بَنِيْ مَخَاضٍ ذُكُوْرٍ، ثُمَّ غَلَتِ الْإِبِلُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ، فَقَوَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِبِلَ الْمَدِيْنَةِ سِتَّةَ آلَافِ دِرْهَمٍ حِسَابَ أُوْقِيَّةٍ لِكُلِّ بَعِيْرٍ، ثُمَّ غَلَتِ الْإِبِلُ وَهَانَ الْوَرِقُ فَزَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَلْفَيْنِ حِسَابَ أُوْقِيَّتَيْنِ لِكُلِّ بَعِيْرٍ، ثُمَّ غَلَتِ الْإِبِلُ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ فَأَتَمَّهَا عُمَرُ اِثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا حِسَابَ ثَلَاثِ أَوَاقٍ لِكُلِّ بَعِيْرٍ، قَالَ: فَزَادَ ثُلُثَ الدِّيَةِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَثُلُثًا آخَرَ فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ، قَالَ: فَتَمَّتْ دِيَةُ الْحَرَمَيْنِ عِشْرِيْنَ أَلْفًا، قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ: يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ مَاشِيَتُهُمْ لَا يُكَلَّفُوْنَ الْوَرِقَ وَلَا الذَّهَبَ، وَيُؤْخَذُ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ مَالُهُمْ قِيْمَةَ الْعَدْلِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ۔ (مسند احمد: ٢٣١٥٩)

تیس حقے، بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض یعنی نذکر اونٹ۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اونٹ مہنگے ہوگئے اور درہم سستے ہوگئے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اونٹوں کی قیمت چھ ہزار درہم مقرر کی، ہر اونٹ کی قیمت ایک اوقیہ تھی، پھر اونٹ مہنگے ہوگئے اور چاندی کی قیمت گر گئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیت میں اضافہ کر کے دو ہزار اور بڑھا دیئے اور ہر اونٹ کی قیمت دو اوقیوں کے حساب سے لگائی، اونٹ پھر مہنگے ہوگئے اور درہم گر گئے، اس بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم پورے کر دیے، ہر اونٹ کی قیمت تین اوقیوں کے حساب سے لگائی اور حرمت والے مہینے میں دیت کی ادائیگی میں دیت کا تیسرا حصہ زیادہ وصول کرتے تھے اور حرمت والے شہر میں ایک اور تیسرے حصہ کا اضافہ کر دیتے تھے، اس طرح حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) کی دیت بیس ہزار درہم مکمل ہوگئی تھی، دیہات والوں سے ان کے مویشیوں سے دیت لی جاتی تھی انہیں سونا یا چاندی دینے کا ہی مکلف نہ کیا جاتا تھا، اور ہر قوم سے ان کے مالوں سے دیت عادلانہ قیمت لگا کر وصول کی جاتی تھی۔

(٦٥٨٢)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ ضُمَيْرَةَ بْنِ سَعْدٍ السُّلَمِيَّ يُحَدِّثُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ وَجَدِّيْ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا حُنَيْنًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَا: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ إِلٰى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَامَ إِلَيْهِ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةُ بْنُ

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ اور میرے دادا، جو کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور ایک درخت کے سائے میں تشریف لے گئے، اقرع بن حابس آپ کے سامنے کھڑے ہوئے، وہ اور عیینہ بن حصن بن بدر دونوں قیس قبیلہ کے سردار عامر بن اضبط اشجعی کے خون کا مطالبہ کرنے لگے، اقرع بن حابس خندف کی وجہ سے محلم

(٦٥٨٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة زياد بن ضميره۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٠٣، وابن ماجه: ٢٦٢٥ (انظر: ٢١٠٨١)

حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ يَطْلُبُ بِدَمِ الْأَشْجَعِيِّ عَامِرِ بْنِ الْأَضْبَطِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ قَيْسٍ، وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ يَدْفَعُ عَنْ مُحَلِّمِ بْنِ جَثَّامَةَ لِخِنْدِفٍ (وَفِي لَفْظٍ: بِمَكَانِهِ مِنْ خِنْدِفٍ) فَاخْتَصَمَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَأْخُذُونَ الدِّيَةَ خَمْسِينَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا وَخَمْسِينَ إِذَا رَجَعْنَا۔)) قَالَ: يَقُولُ عُيَيْنَةُ: وَاللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَا أَدَعُهُ حَتَّى أُذِيقَ نِسَائَهُ مِنَ الْحُزْنِ مَا ذَاقَ نِسَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلْ تَأْخُذُونَ الدِّيَةَ۔)) فَأَبٰى عُيَيْنَةُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ لَيْثٍ يُقَالُ لَهُ مُكَيْتِلٌ رَجُلٌ قَصِيرٌ مَجْمُوعٌ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا وَجَدْتُ لِهٰذَا الْقَتِيلِ شَبِيهًا فِي غُرَّةِ الْإِسْلَامِ إِلَّا كَغَنَمٍ وَرَدَتْ فَرُمِيَ أَوَّلُهَا فَنَفَرَ آخِرُهَا، اسْنُنِ الْيَوْمَ وَغَيِّرْ غَدًا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((بَلْ تَقْبَلُونَ الدِّيَةَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا خَمْسِينَ وَخَمْسِينَ إِذَا رَجَعْنَا۔)) فَلَمْ يَزَلْ بِالْقَوْمِ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ، فَلَمَّا قَبِلُوا الدِّيَةَ، قَالَ: قَالُوا: أَيْنَ صَاحِبُكُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَامَ رَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ ضَرَبَ عَلَيْهِ حُلَّةً كَأَنْ تَهَيَّأَ لِلْقَتْلِ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا جَلَسَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: أَنَا مُحَلِّمُ بْنُ جَثَّامَةَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ لَا

بن جثامہ کا دفاع کر رہا تھا، یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے مقدمہ لے کر پیش ہوئے، ہم نے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پچاس اونٹ اب دوران سفر لے لو اور پچاس واپس جا کر لے لینا۔'' عیینہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں اسے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ اس کی عورتوں کو وہ غم نہ پہنچاؤں، جو اس نے ہماری عورتوں کو پہنچایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیت لے لو۔'' مگر عیینہ نے انکار کر دیا، لیث قبیلہ کا مکیتل نامی ایک آدمی کھڑا ہوا، وہ چھوٹے قد کا آدمی تھا اور مختلف ہتھیاروں سے مسلح تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کی ابتداء میں اس جیسا مقتول آپ کو نہ ملا ہوگا، مگر بکریوں کی مانند جو پانی کے گھاٹ پر وارد ہوں، ان سے پہلے بکریوں پر تیر پھینکا جائے تو آخر والی بھی بھاگنے لگتی ہیں، (یعنی ہم قصاص لیں گے، چھوڑیں گے نہیں) آج طریقہ جاری کیجیے، کل کلاں اسے بدل لینا، یعنی آج تو قصاص کے حکم پر عمل ہوگا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعاء کے لیے ہاتھ اٹھا لیے آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ ایسا کرو کہ دیت قبول کر لیں، پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس واپسی پر۔'' آپ انہیں نرم کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ لوگ دیت قبول کرنے پر رضا مند ہو گئے، جب انہوں نے دیت قبول کر لی تو کہنے لگے: وہ تمہارا قاتل کہاں ہے، تاکہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے استغفار کر دیں، پس گندمی رنگ کا دراز قد آدمی کھڑا ہو، اس نے پوشاک پہنی ہوئی تھی، ایسے لگ رہا تھا کہ وہ قتل کے لیے تیار ہو رہا ہے، جب وہ رسول ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: میں محلم بن جثامہ ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے اللہ! محلم کو معاف نہ کر۔'' آپ نے تین مرتبہ یہ بد دعا کی، وہ

تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَامَ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَتَلَقّٰى دَمْعَهُ بِفَضْلِ رِدَائِهِ، فَأَمَّا نَحْنُ بَيْنَنَا فَنَقُوْلُ: قَدِ اسْتَغْفَرَ لَهُ وَلٰكِنَّهُ أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ لِيَدَعَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔ (مسند احمد: ٢١٣٩٦)

آپ ﷺ کے سامنے سے کھڑا کر چلنے لگا اور وہ اپنی چادر کے ایک کنارے سے اپنے آنسو صاف کر رہا تھا، ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے استغفار ہی کیا تھا، بس ان الفاظ کا اظہار کیا کہ لوگ ایک دوسرے کو چھوڑ دیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دِيَةِ قَتِيْلِ شِبْهِ الْعَمْدِ

شبہ عمد کے مقتول کی دیت کا بیان

قتل شبہ عمد: ......لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو، ڈنڈے سونٹے اور چھوٹے پتھر وغیرہ چلائے گئے ہوں، لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا ہو۔

(٦٥٨٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَأِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ أَوِ الْعَصَا مُغَلَّظَةٌ مِائَةٌ، مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ خَلِفَةً فِيْ بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا، أَلَا إِنَّ كُلَّ دَمٍ وَمَالٍ وَمَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ فَإِنِّيْ قَدْ أَمْضَيْتُهَا لِأَهْلِهَا)) (مسند احمد: ٥٨٠٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ''کوڑے یا لاٹھی وغیرہ سے ہو جانے والے خطأ عمد کے قتل کی دیت مغلظہ ہے، کل سو اونٹ ہوں گے، ان میں چالیس اونٹنیاں گابھن ہوں گی، خبر دار! ہر خون، مال، جاہلیت کا فخر میرے قدموں کے نیچے کچل دیا گیا ہے، ہاں میں حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کرنے کا عہدہ ان ہی کے سپرد کرتا ہوں، جو پہلے سے یہ خدمت کر رہے ہیں۔''

فوائد: ...... قتل شبہ عمد میں صرف سو اونٹ دیت ہے، اس حدیث میں چالیس کی کیفیت تو بتا دی گئی ہے کہ وہ حاملہ اونٹنیاں ہوں، باقی ساٹھ اونٹوں کی تفصیل حدیث نمبر (٦٥٨٠) میں بیان کی گئی ہے، ان دو احادیث کے مطابق کل (١٠٠) اونٹوں کی دیت یہ بنتی ہے: تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں اس قتل میں قصاص نہیں ہے، البتہ دیت قتل عمد کی دیت کی طرح بھاری ہے۔

(٦٥٨٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے

(٦٥٨٣) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان۔ أخرجه ابو داود معلقا باثر الحديث: ٤٥٤٩، والدارقطنى: ٣/ ١٠٤، والبيهقى: ٨/ ٦٨ (انظر: ٥٨٠٥)۔

(٦٥٨٤) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابو داود: ٤٥٤٧، ٤٥٤٨، ٤٥٨٨، وابن ماجه: ٢٦٢٧، والنسائى: ٨/ ٤٠ (انظر: ٦٥٥٢)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ قَتِيْلَ الْخَطأَ شِبْهُ الْعَمَدِ قَتِيْلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا، فِيْهِ مِائَةٌ مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ فِي بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا۔)) (مسند احمد: ٦٥٥٢)

فرمایا: ''کوڑے یا لاٹھی وغیرہ سے ہو جانے والا قتل خطأ شبہ عمد ہے، اس کی دیت سو اونٹ ہے، ان میں چالیس اونٹنیاں گابھن ہوں گی۔''

(٦٥٨٥)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَذَكَرَ حَدِيْثًا وَفِيْهِ: ((أَلَا وَإِنَّ قَتِيْلَ خَطَأُ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ دِيَةٌ مُغَلَّظَةٌ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ فِي بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا (وَفِي لَفْظٍ) أَرْبَعُوْنَ مِنْ ثَنِيَّةٍ إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٦٣)

سیدنا عقبہ بن اوس رضی اللہ عنہ ایک صحابیٔ رسول سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: خبردار! خطا عمد کا مقتول جو کہ کوڑے، لاٹھی یا پتھر سے مارا جائے، اس کی دیت مغلظہ (سخت) ہے جو کہ سو اونٹ ہے، ان میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی، ایک روایت میں ہے: چالیس اونٹنیاں ثنیہ سے بازل کے درمیان درمیان ہوں گی اور سب کی سب حاملہ ہوں گی۔''

فوائد:...... ساتویں سال میں داخل ہونے والی اونٹنی کو ثَنِیَّہ کہتے ہیں اور عمر کے نویں سال میں داخل ہونے والی اونٹنی کو بَازِل کہتے ہیں۔

(٦٥٨٦)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ: ((وَ إِنَّ قَتِيْلَ خَطَأُ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ فِي بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا فَمَنْ اِزْدَادَ بَعِيْرًا فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٦٤)

قاسم بن ربیعہ نے اس حدیث کو یوں بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوڑے، لاٹھی اور پتھر سے ہو جانے والے خطأ عمد کے مقتول کی دیت سو اونٹ ہے، ان میں سے چالیس اونٹنیاں گابھن ہوں گی، جس نے ایک اونٹ بھی زائد طلب کیا، وہ جاہلیت والوں میں سے ہوگا۔''

(٦٥٨٧)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِقَرِيْبٍ مِنْ ذَالِكَ اِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((مِائَةٌ مِنَ

یہ بھی مذکورہ بالا حدیث کے قریب قریب ہی ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''کل سو اونٹ ہوں گے، ان میں

(٦٥٨٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٤١ (انظر: ١٥٣٨٨)

(٦٥٨٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٤٢ (انظر: ١٥٣٨٩)

(٦٥٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، القاسم بن ربيعة، يروى عن عقبة بن اوس، عن رجل من اصحاب النبي ﷺ (انظر: ١٥٣٩٠)

الْإِبِـلِ ثَلَاثُـوْنَ حِـقَّةً وَثَلَاثُـوْنَ جَـذَعَةً وَثَلَاثُـوْنَ بِـنَـاتِ لَبُوْنٍ وَأَرْبَعُوْنَ ثَنِيَّةً خَلِفَةً اِلٰى بَازِلِ عَامِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰٤٦٥)

سے تیس حقے، تیس جذعے، تیس بنت ِلبون اور چالیس اونٹنیاں ثَنِیَّہ سے بَازِل تک ہوں، لیکن ہوں گا بھن۔''

(۶۵۸۸)۔ عَـنْ عَـمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَـنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((عَقْلُ شِبْـهِ الْـعَـمْـدِ مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ وَلَا يُـقْتَـلُ صَـاحِبُهُ، وَذَالِكَ أَنْ يَنْزُوَ الشَّيْطَانُ بَيْـنَ النَّاسِ۔)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: فَيَكُوْنُ رِمِّيًا فِـيْ عِـمِّيًـا فِيْ غَيْرِ فِتْنَةٍ وَلَا حَمْلِ سَلَاحٍ۔ (مسند احمد: ٦٧١٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل عمد کی دیت کی طرح قتل شبہ عمد کی دیت بھی سخت ہے، البتہ شبہ عمد میں قاتل کو قتل نہیں کیا جاسکتا، یہ اس طرح ہوتا ہے کہ شیطان لوگوں کے درمیان شرانگیزی کرتا ہے۔'' ابونضر کہتے ہیں: پھر اندھادھند لڑائی (لاٹھی، کوڑا اور پتھر جیسی چیزوں) کو پھینکا جاتا ہے، جبکہ بیچ میں نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے اور نہ اسلحہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دِيَةِ الْخَطَأُ الْمَحْضِ
محض قتلِ خطا کی دیت کا بیان

قتـل خطـا: ...... وہ قتل ہے کہ مارنا کسی اور کو تھا، لیکن قتل کوئی اور ہوگیا، مثلا شکار کی طرف گولی چلائی، لیکن کسی انسان کو لگ گئی، اسی طرح کسی جانور یا بے جان سمجھ کر تیر یا کوئی اسلحہ چلایا، لیکن بعد میں پتا چلا کہ وہ تو زندہ انسان تھا۔

(۶۵۸۹)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((لِـكُـلِّ شَـيْءٍ خَطَأٌ اِلَّا السَّيْفَ وَلِكُلِّ خَطَإٍ اَرْشٌ۔)) (مسند احمد: ١٨٥٨٥)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار کے علاوہ ہر چیز میں خطا ہوتی ہے اور ہر خطا میں دیت ہے۔''

فوائد: ...... قتل خطا میں قصاص نہیں ہے اور دیت بھی ہلکی ہوگی، یعنی تیس بنت ِمخاض، تیس بنت ِلبون، تیس حقے اور دس ابن لبون، اس دیت کی تفصیل حدیث نمبر (۶۵۸۰) میں گزر چکی ہے۔ ایسے قاتل کو ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر کے کفارہ بھی دینا پڑے گا۔

(۶۵۹۰)۔ عَـنِ ابْـنِ مَسْـعُـوْدٍ أَنَّ رَسُـوْلَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

(٦٥٨٨) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٦٥ (انظر: ٦٧١٨)

(٦٥٨٩) تخريج: اسناده ضعيف جدا لضعف جابر الجعفي۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٦٧ (انظر: ١٨٣٩٥)

(٦٥٩٠) اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وخشف بن مالك مجهول۔ أخرجه الدارمي: ٢٣٦٧، والدارقطني في "السنن": ٣/ ١٧٥، والبيهقي في "السنن": ٨/ ٧٥ (انظر: ٣٦٣٥)

اللّٰهِ ﷺ جَعَلَ الدِّيَةَ فِي الْخَطَاءِ أَخْمَاسًا۔

اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت کی پانچ قسم بنائی ہیں۔

(مسند احمد: ٣٦٣٥)

(٦٥٩١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرِيْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَعِشْرِيْنَ ابْنَ مَخَاضٍ، وَعِشْرِيْنَ ابْنَةَ لُبُوْنٍ، وَعِشْرِيْنَ حِقَّةً، وَعِشْرِيْنَ جَذَعَةً۔ (مسند احمد: ٤٣٠٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت میں بیس بنت مخاض، بیس ابن مخاض، بیس بنتِ لبون، بیس حقے اور بیس جذعے مقرر کیے۔

فوائد:...... پہلے دیت میں جو جانور بیان ہوئے تھے وہ شبہ عمد قتل میں تھے۔ یہ قتل خطا کی دیت ہے۔ اس لئے اس میں جانوروں کی عمریں ان سے الگ ہیں، لہٰذا کوئی تعارض نہیں، لیکن یہ حدیث ہی ضعیف ہے، لہٰذا جمع و تطبیق کی ضرورت ہی نہیں۔

(٦٥٩٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى أَنَّ مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَثَلَاثُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ، وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةً، وَعَشَرَةٌ بَنُوْ لَبُوْنٍ ذُكُوْرٍ۔ (مسند احمد: ٦٦٦٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو آدمی خطاً قتل ہوگیا، اس کی دیت سو اونٹ ہوگی، جس کی تفصیل یہ ہے: تیس بنتِ مخاض، تیس بنتِ لبون، تیس حقے اور دس ابن لبون مذکر۔

بَابٌ جَامِعٌ لِدِيَةِ مَادُوْنَ النَّفْسِ مِنَ الْأَعْضَاءِ وَالْجِرَاحِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ
قتل کے علاوہ اعضا اور زخموں وغیرہ کی دیت کا بیان

(٦٥٩٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي الْأَنْفِ إِذَا جُدِعَ كُلُّهُ الدِّيَةَ كَامِلَةً، وَإِذَا جُدِعَتْ أَرْنَبَتُهُ فَنِصْفُ الدِّيَةِ، وَفِي الْعَيْنِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جب کسی کا ناک مکمل کٹ جائے تو اس کی پوری دیت ہے، جب ناک کی نوک کٹ جائے تو نصف دیت ہے، ایک آنکھ میں نصف دیت ہے، ایک ہاتھ

(٦٥٩١) تخريج: اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وخشف بن مالك مجهول۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٤٥، والترمذي: ١٣٨٦، والنسائي: ٨/ ٤٣، وابن ماجه: ٢٦٣١ (انظر: ٤٣٠٣)

(٦٥٩٢) اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٤١، والنسائي: ٨/ ٤٢، وابن ماجه: ٢٦٣٠ (انظر: ٦٦٦٣)

(٦٥٩٣) اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٦٤، والنسائي: ٨/ ٤٣، وابن ماجه: ٢٦٤٧ (انظر: ٧٠٩٢)

نِصْفَ الدِّيَةِ، وَفِي الْيَدِ نِصْفَ الدِّيَةِ، وَفِي الرِّجْلِ نِصْفَ الدِّيَةِ، وَقَضٰى أَنْ يَعْقِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوْا، وَلَا يَرِثُوْنَ مِنْهَا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا، وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُوْنَ قَاتِلَهَا، وَقَضٰى أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى۔ (مسند احمد: ۷۰۹۲)

میں نصف دیت ہے اور ایک پاؤں میں نصف دیت ہے، نیز آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کی دیت اس کے عصبہ ادا کریں گے اور وہ جو بھی ہوں اور یہ عصبہ اس عورت کے اصحاب الفروض سے بچنے والے مال کے وارث بنیں گے، اور اگر خاتون قتل ہو جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کو ملے گی اور وہی اس کے قاتل کو قتل کریں گے، اور آپ ﷺ نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی دیت مسلمانوں کی دیت کی بہ نسبت نصف ہے۔

فوائد:...... حدیث مبارکہ میں مذکورہ احکام واضح ہیں، بعض اعضا کی دیت بیان کی گئی ہے، اس حدیث میں ایک اہم مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قتل خطا اور قتل شبہ عمد والے قاتل پر جو دیت پڑے گی، وہ یہ دیت خود ادا نہیں کرے گا، بلکہ یہ دیت اس کے ''عَاقِلَہ'' (عصبہ) ادا کریں گے، بعض روایات میں ''عَاقِلَہ'' کے الفاظ ہیں اور بعض میں عصبہ کے۔

''عَاقِلَہ'':...... کسی کے باپ کی طرف سے وہ رشتہ دار جو دیت کی ادائیگی میں شریک ہوں، مثلا بھائی، بھتیجے، چچے، چچا زادے وغیرہ۔

لیکن ان رشتہ داروں میں اس قاتل کا بیٹا داخل ہے نہ باپ، جب قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو قتل کیا تو ہر ایک کا خاوند بھی تھا اور اولاد بھی تھی، لیکن راوی کہتے ہیں: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ وَبَرَّأَ زَوْجَهَا وَوَلَدَهَا۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے مقتول خاتون کی دیت قاتل خاتون کے عاقلہ پر ڈال دی اور اس کے خاوند اور اولاد کو دیت کی ادائیگی سے مستثنی کر دیا۔ (ابوداود: ٤٥٧٥، ابن ماجہ: ٢٢٤٨)

یہ مسئلہ شریعت کے عام قوانین سے ہٹ کر ہے، عام قانون یہ ہے کہ مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا، لیکن قتل خطا کی دیت میں شریعتِ مطہرہ نے یہ رخ اختیار کیا ہے، دراصل شریعت کا مقصود یہ ہے کہ قتل خطا والا قاتل مجرم نہیں ہے اور قتل شبہ عمد والا مجرم تو ہے کہ اس کے ہاتھ سے مسلمان قتل ہو گیا، لیکن اس کا ارادہ قتل کا نہیں تھا، اس لیے اگر ساری دیت ان پر ڈال دی جائے تو ممکن ہے کہ ان کا سارا مال ختم ہو جائے یا وہ مقروض ہو جائیں اور پھر دستِ سوال پھیلانا شروع کر دیں، لیکن جن لوگوں کا قتل ہو گیا ہے، ان کے مقتول کے خون کو بھی رائیگاں نہیں چھوڑا جا سکتا، پس شریعت نے نرمی کرتے ہوئے ایک نئی راہ نکالی کہ ایسے قاتل کے مخصوص رشتہ دار اس کی طرف سے دیت ادا کریں۔ علم میراث میں ''عصبہ'' کی جو تعریف کی جاتی ہے وہ اور ہے، اس میں باپ، بیٹا اور پوتا داخل ہیں۔ ایک میراث کا مسئلہ بیان کیا گیا کہ اگر کوئی عورت قتل ہو جائے تو اس کے اپنے ترکہ کی طرح اس کی دیت کا مال بھی علم میراث کے قوانین کے مطابق اس

کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، عصبہ کو اصحاب الفروض سے بچا ہوا مال ملتا ہے، اس حدیث میں اسی نقطے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(٦٥٩٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِیْ كُلِّ إِصْبَعٍ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِیْ كُلِّ سِنٍّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَالْأَصَابِعُ سَوَاءٌ، وَالْأَسْنَانُ سَوَاءٌ۔)) (مسند احمد: ٦٧١١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک انگلی کی دیت دس اونٹ اور ہر ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے، انگلیاں اور دانت سب دیت میں برابر ہیں۔''

فوائد:...... دانت اور داڑھ اور انگوٹھے اور چھنگلی انگلی میں دیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

(٦٥٩٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَوَّى بَيْنَ الْأَسْنَانِ وَالْأَصَابِعِ فِي الدِّيَةِ۔ (مسند احمد: ٢٦٢١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں اور انگلیوں کو دیت میں برابر قرار دیا ہے۔

(٦٥٩٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ۔)) الْخِنْصَرُ وَالْإِبْهَامُ۔ (مسند احمد: ١٩٩٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ چھنگلی انگلی اور یہ انگوٹھا دیت میں برابر ہیں (یعنی ہر ایک کی دیت دس دس اونٹ ہوگی)۔''

(٦٥٩٧)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ حَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي الْأَصَابِعِ عَشْرًا عَشْرًا مِنَ الْإِبِلِ۔ (مسند احمد: ١٩٨٣٩)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگلیوں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ ہر ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔

(٦٥٩٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فِي

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' مامومہ (یعنی دماغ تک اتر جانے

(٦٥٩٤) تخريج: صحيح۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٥٥ (انظر: ٦٧١١)

(٦٥٩٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٦٠، وأخرجه بنحوه ابوداود: ٤٥٦١، والترمذي: ١٣٩١ (انظر: ٢٦٢١)

(٦٥٩٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٩٥ (انظر: ١٩٩٩)

(٦٥٩٧) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابويعلى: ٧٣٣٤ (انظر: ١٩٦١٠)

(٦٥٩٨) تخريج: حديث حسن، وهو حديث طويل يشتمل على كثير من الاحكام، انظر لتخريجه المفصل الحديث رقم ٧٠٣٣

الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الشَّاءِ، وَالْجَائِفَةُ ثُلُثُ الْعَقْلِ، وَالْمُنَقِّلَةُ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْمُوْضِحَةُ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَالْأَسْنَانُ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ۔)) (مسند احمد: ۷۰۳۳)

والے زخم) کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، یعنی تینتیس اونٹ یا سونے اور چاندی کی صورت میں ان کی قیمت یا گائیں یا بکریاں، وہ زخم جو پیٹ تک پہنچ جائے اس کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، ٹوٹ جانے والی ہڈی کی دیت پندرہ اونٹ ہے، جس زخم سے ہڈی ننگی ہو جائے، اس کی دیت پانچ اونٹ ہے اور ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔''

بَابُ دِيَةِ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُكَاتَبِ

ذمیوں اور مکاتَب کی دیت کا بیان

(٦٥٩٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى۔ (مسند احمد: ٦٧١٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی دیت مسلمانوں کی دیت سے نصف ہے۔

فوائد:...... یہود و نصاری کا حکم غیر مسلم والا ہی ہے، حدیث نمبر (٦٥٥٠) میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے۔

(٦٦٠٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا (فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فِيْهِ): ((دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ۔)) (مسند احمد: ٦٦٩٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کے سامنے آپ ﷺ خطاب کرنے کیلئے کھڑے ہوئے، ...... یہ ایک طویل حدیث ہے......، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔''

(٦٦٠١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ يُوْدٰى لِمَا أَدّٰى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ، وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْعَبْدِ۔ (مسند احمد: ٣٤٢٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مکاتَب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ اگر اس کو قتل کر دیا جائے تو وہ اپنی مکاتَبت میں سے جتنا حصہ ادا کر چکا تھا، اس کی اتنی دیت آزاد آدمی کی ادا کی جائے گی، اور جتنا

(٦٥٩٩) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٤٥ (انظر: ٦٧١٦)

(٦٦٠٠) تخريج: صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٥٨٥ (انظر: ٦٦٩٢)

(٦٦٠١) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاري۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٨١، والنسائي: ٨/ ٤٦، والترمذي: ١٢٥٩ (انظر: ٣٤٢٣)

حصہ باقی تھا، اتنی دیت غلام کی ہوگی۔''

فوائد:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر مکاتَب قتل ہو جائے تو اس کے قاتل کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکاتَب کتابت کا جتنا حصہ ادا کر چکا تھا، اس کے مطابق اس کے وارثوں کو آزاد کی دیت ادا کرے اور اس کا جتنا حصہ ابھی تک غلام تھا، اس کے مطابق اس کے مالک کو غلام کی دیت ادا کرے۔ مثلا جو غلام نصف رقم ادا کر چکا ہو، وہ نصف آزاد ہوگا اور نصف غلام، اس حالت میں اگر وہ قتل ہو جائے تو نصف آزاد حصے کی دیت پچاس اونٹ ہوگی اور باقی نصف غلام کی دیت دی جائے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ غلام کی دیت کیسے دی جائے گی؟ تو گزارش ہے کہ اس مسئلے میں نبی کریم ﷺ کوئی مرفوع روایت نہیں ملتی، لیکن یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان اس طرح مشہور ہے کہ غلام کی دیت میں اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی، آگے اختلاف کی ایک اور صورت بھی ہے کہ اگر غلام کی قیمت آزاد آدمی کی دیت سے بھی زیادہ ہو جائے تو کیا اس کی قیمت کی ادائیگی لازم ہوگی یا نہیں؟ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیمت لازم ہوگی۔ واللہ اعلم۔

مکاتب: ......اس غلام کو کہا جاتا ہے جو اپنا معاوضہ ادا کرنے کا معاہدہ اپنے مالک سے کر لے، ایسا غلام جب تک معاوضہ ادا نہ کر دے، وہ اس مالک کا غلام ہی رہتا ہے۔

(٦٦٠٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُؤَدَّى الْمُكَاتَبُ بِحِصَّةِ مَا أَدَّى دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ عَبْدٍ۔)) (مسند احمد: ٣٤٨٩)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مکاتب جتنی ادائیگی کر چکا ہو، اس کی اتنی آزاد کی دیت ادا کی جائے گی اور جتنی قسطیں باقی ہوں، اتنی غلام کی دیت دی جائے گی۔''

(٦٦٠٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوَدَّى الْمُكَاتَبُ بِقَدْرِ مَا أَدّٰى دِيَةَ الْحُرِّ وَبِقَدْرِ مَا رَقَّ دِيَةَ الْعَبْدِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٥٦)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکاتب کی ادائیگی کے مطابق آزاد کی دیت ادا کی جائے گی اور جتنا حصہ وہ غلام ہوگا، اتنے حصے کی غلام کی دیت ادا کی جائے گی۔''

(٦٦٠٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُوَدَّى الْمُكَاتَبُ بِقَدْرِ مَا أَدّٰى۔)) (مسند احمد: ٧٢٣)

سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مکاتب کو اس کی ادائیگی کی مقدار کے مطابق دیت ادا کی جائے گی۔''

(٦٦٠٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٦٠٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٦٠٤) تخريج: صحيح۔ أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٢٥، والنسائي في "الكبرى": ٥٠٢٢ (انظر: ٧٢٣)

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دِیَةِ الْجَنِیْنِ
جنین کی دیت کا بیان

(٦٦٠٥)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ امْرَاَتَیْنِ مِنْ بَنِیْ هُذَیْلٍ رَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی فَاَلْقَتْ جَنِیْنًا، فَقَضٰی فِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ۔ (مسند احمد: ٧٢١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کا جنین گرا دیا، نبی کریم ﷺ نے اس جنین کی دیت کے طور پر ایک لونڈی یا غلام کا فیصلہ کیا۔

(٦٦٠٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَنِیْنِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ، فَقَالَ الَّذِیْ قَضٰی عَلَیْهِ: اَیُعْقَلُ مَنْ لَا اَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَالِكَ یُطَلُّ؟ فَقَالَ: ((اِنَّ هٰذَا الْقَوْلَ لَقَوْلُ شَاعِرٍ فِیْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٧٢)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے جنین کی دیت کے طور پر ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا، جس پر یہ فیصلہ کیا گیا، اس نے کہا: کیا اس کی دیت دی جائے گی، جس نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ چیخا، نہ چلایا، اس قسم کا نفس تو رائیگاں ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ باتیں تو شاعروں والی ہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ جنین میں ایک غلام یا ایک لونڈی دیت ہے۔''

فوائد:...... جنین: رحم مادر میں رہنے والے بچے کو جنین کہتے ہیں، وہ بھی ایک نفس ہوتا ہے، لیکن اس کی دیت دوسری جانوں سے کم ہوتی ہے، ایک غلام یا لونڈی اس بچے کی دیت ہے۔

(٦٦٠٧)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی لِحَمَلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِیِّ بِمِیْرَاثِهِ عَنِ امْرَاَتِهِ الَّتِیْ قَتَلَتْهَا الْاُخْرٰی، وَقَضٰی فِی الْجَنِیْنِ الْمَقْتُوْلِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ، قَالَ: ((فَوَرِثَهَا بَعْلُهَا وَبَنُوْهَا۔)) قَالَ: وَكَانَ لَهُ مِنِ امْرَاَتَیْهِ كِلْتَیْهِمَا وَلَدٌ، قَالَ: فَقَالَ اَبُو الْقَاتِلَةِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حمل بن مالک ہذلی کے لئے ان کی اس بیوی سے وراثت حاصل کرنے کا فیصلہ دیا تھا، جسے ان کی دوسری بیوی نے قتل کر دیا تھا، نیز آپ ﷺ نے یہ فیصلہ بھی فرمایا تھا کہ قتل ہونے والے جنین کی دیت ایک لونڈی یا ایک غلام ہو گی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس مقتولہ عورت کے بیٹے اور خاوند اس کے وارث بنیں گے۔'' حمل بن مالک کی دونوں

(٦٦٠٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٧٥٩، ٦٩٠٤، ومسلم: ١٦٨١ (انظر: ٧٢١٧)

(٦٦٠٦) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٦٠٧) تخریج: اسناده ضعیف، الفضیل بن سلیمان النمیری لین الحدیث، واسحاق بن یحیی بن الولید مجهول الحال، ثم روایته عن جده عبادة مرسلة، لکن قصة حمل بن مالك هذه صحیحة بالشواهد۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٤٣ (انظر: ٢٢٧٧٨)

الْمُقْضٰى عَلَيْهِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ فَمِثْلُ ذَالِكَ بَطَلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا مِنَ الْكُهَّانِ۔)) (مسند احمد: ٢٣١٥٩)

بیویوں سے اولاد تھی، قاتلہ کے باپ، جس نے ایک غلام یا ایک لونڈی دینی تھی، نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی چٹی کس طرح بھروں، جو نہ چیخا، نہ چلایا، نہ اس نے پیا اور نہ کھایا، اس قسم کے نفس تو رائیگاں ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو نجومیوں میں سے ہے۔''

(٦٦٠٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي عَقْلِ الْجَنِيْنِ إِذَا كَانَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، فَقَضٰى بِذَالِكَ فِيْ امْرَأَةِ حَمْلِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيِّ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ۔)) (مسند احمد: ٧٠٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے جنین کی دیت کے بارے میں ایک غلام یا ایک لونڈی کا فیصلہ کیا، آپ ﷺ نے حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی کی بیوی کے بارے میں یہی فیصلہ دیا تھا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اسلام میں شغار نہیں ہے۔''

فوائد:...... شغار کی تفصیل نکاح والے ابواب میں دیکھیں۔

(٦٦٠٩)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ لَهُ الْمُغِيْرَةُ: قَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْغُرَّةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَأْتِ بِأَحَدٍ يَعْلَمُ ذَالِكَ، فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِهِ۔ (مسند احمد: ١٨٣١٦)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں مشورہ کیا کہ جب عورت (کسی کے چوٹ وغیرہ مارنے سے) قبل از وقت بچہ گرا دے، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک لونڈی یا غلام دینا ہوگا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو ایسا گواہ پیش کرو جو اس معاملے کو جانتا ہو، پھر سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ نبی کریم ﷺ نے یہی فیصلہ دیا تھا۔

(٦٦٠٨) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ٧٠٢٦)

(٦٦٠٩) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٩٠٨، ومسلم: ١٦٨٣ (انظر: ١٨١٣٦)

بَابُ مَنْ قُتِلَ وَالِدُهُ خَطأً فَتَصَدَّقَ بِدِيَتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

اس شخص کا بیان کہ جس کے والد کو از راہِ خطا قتل کر دیا گیا اور پھر اس نے اس کی دیت کو مسلمانوں پر خیرات کر دیا

(٦٦١٠)۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ: اِخْتَلَفَتْ سُيُوْفُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الْيَمَانِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَا يَعْرِفُوْنَهُ فَقَتَلُوْهُ، فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَدِيَهُ فَتَصَدَّقَ حُذَيْفَةُ بِدِيَتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٣٩)

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن مسلمانوں کی تلواریں سیدنا یمان پر چل گئیں، جبکہ وہ ان کو جانتے نہیں تھے، سوانھوں نے ان کو قتل کر دیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کی دیت دینا چاہی لیکن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ دیت مسلمانوں پر خیرات کر دی۔

فوائد:...... غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا یمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کو عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑا تھا، یہ دونوں بہت بوڑھے تھے، لیکن ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا اور شوقِ شہادت میں میدانِ جنگ میں پہنچ گئے، لیکن یہ اس وقت کی بات ہے، جب مسلمانوں کو شکست ہو رہی تھی، سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کو تو مشرکوں نے قتل کر دیا اور سیدنا سیدنا یمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی زد میں آ گئے اور شہید ہو گئے، دراصل مسلمان ان کو پہچان نہ سکے تھے۔

بَابُ وُجُوْبِ الدِّيَةِ بِالسَّبَبِ وَقِصَّةِ أَصْحَابِ الزُّبْيَةِ

قتل کا سبب بننے کی وجہ سے دیت کے واجب ہونے کا بیان اور گڑھے میں گرنے والوں کا واقعہ

(٦٦١١)۔ عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَانْتَهَيْنَا إِلٰى قَوْمٍ قَدْ بَنَوْا زُبْيَةً لِلْأَسَدِ، فَبَيْنَمَاهُمْ كَذَالِكَ يَتَدَافَعُوْنَ إِذَا سَقَطَ رَجُلٌ فَتَعَلَّقَ بِآخَرَ، ثُمَّ تَعَلَّقَ رَجُلٌ بِآخَرَ حَتّٰى صَارُوْا فِيْهَا أَرْبَعَةً فَجَرَحَهُمُ الْأَسَدُ فَانْتَدَبَ لَهُ رَجُلٌ بِحَرْبَةٍ فَقَتَلَهُ وَمَاتُوْا مِنْ جِرَاحَتِهِمْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا، میں ان لوگوں کے پاس پہنچا جنہوں نے شیر کے لئے ایک گڑھا کھود رکھا تھا، اسی دوران وہاں بھیڑ ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے کے ذریعے بچنے لگے، ایک آدمی گڑھے میں گرا تو وہ دوسرے سے چمٹ گیا، دوسرے نے تیسرے کو پکڑ لیا، یہاں تک کہ چار آدمی گڑھے میں جا گرے، شیر نے ان سب کو زخمی کر دیا، ایک آدمی نے جلدی سے نیزہ مار کر شیر کو مار

(٦٦١٠) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٠٢، والبيهقى: ٨/ ١٣٢ (انظر: ٢٣٦٣٩)

(٦٦١١) تخريج: اسناده ضعيف، حنش بن المعتمر يتكلمون فى حديثه۔ أخرجه البيهقى: ٨/ ١١١، وابن ابى شيبة: ٩/ ٤٠٠، والطيالسى: ١١٤، والبزار: ٧٣٢ (انظر: ٥٧٣)

كُلُّهُمْ ، فَقَامَ أَوْلِيَاءُ الْأَوَّلِ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْآخِرِ فَأَخْرَجُوا السَّلَاحَ لِيَقْتَتِلُوا ، فَأَتَاهُمْ عَلِيٌّ ﷺ عَلَى تَفِيئَةِ ذَالِكَ فَقَالَ: تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيٌّ ، إِنِّي أَقْضِي بَيْنَكُمْ قَضَاءً إِنْ رَضِيتُمْ فَهُوَ الْقَضَاءُ وَإِلَّا حَجَزَ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ حَتَّى تَأْتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَيَكُونَ هُوَ الَّذِي يَقْضِي بَيْنَكُمْ ، فَمَنْ عَدَا بَعْدَ ذَالِكَ فَلَا حَقَّ لَهُ ، اِجْمَعُوا مِنْ قَبَائِلِ الَّذِينَ حَضَرُوا الْبِئْرَ رُبُعَ الدِّيَةِ وَثُلُثَ الدِّيَةِ وَنِصْفَ الدِّيَةِ وَالدِّيَةَ كَامِلَةً ، فَلِلْأَوَّلِ الرُّبُعُ لِأَنَّهُ هَلَكَ مَنْ فَوْقَهُ ، وَلِلثَّانِي ثُلُثُ الدِّيَةِ ، وَلِلثَّالِثِ نِصْفُ الدِّيَةِ ، فَأَبَوْا أَنْ يَرْضَوْا ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَصُّوا ، فَقَالَ: ((أَنَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ۔)) وَاحْتَبَى فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ عَلِيًّا قَضَا فِينَا فَقَصُّوا عَلَيْهِ الْقِصَّةَ ، فَأَجَازَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٥٧٣)

دیا، لیکن وہ چاروں افراد زخموں کی تاب نہ لا سکے اور وفات پا گئے، اب ان مقتولین کے ورثاء مسلح ہو کر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے، جب وہ لڑائی کی تیاری کر رہے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اسی وقت ان کے پاس تشریف لائے اور کہا: ''تم لڑائی پہ کمر بستہ ہو رہے ہو، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ ابھی تمہارے درمیان بقید حیات ہیں، میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر وہ تمہیں پسند آ جائے تو ٹھیک، بصورت دیگر تم ایک دوسرے سے باز رہنا اور اس وقت تک کوئی قدم نہ اٹھانا، جب تک کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ نہ جاؤ، پھر آپ ﷺ تمہارے مابین فیصلہ کر دیں گے اور جو اس فیصلے کے بعد زیادتی کرے گا، اس کا کوئی حق باقی نہ رہے گا، اب سنو! میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو قبائل کنویں کے پاس ہجوم کیے ہوئے تھے، ان سب سے ایک چوتھائی دیت، ایک تہائی دیت، نصف دیت اور مکمل دیت جمع کرو، جو سب سے پہلا گڑھے میں گرا تھا، اس کو دیت کا چوتھا حصہ دیا جائے، کیونکہ وہ اپنے سے اوپر والوں کی ہلاکت کا سبب بنا ہے، گرنے والے دوسرے آدمی کو دیت کا تیسرا حصہ دیا جائے اور گرنے والے تیسرے آدمی کو نصف دیت دی جائے اور چوتھے کو پوری دیت دی جائے، لیکن لوگوں نے یہ فیصلہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت مقام ابراہیم کے قریب تشریف فرما تھے، انہوں نے یہ واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا، آپ نے فرمایا: ''میں ابھی تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ گوٹھ مار کر بیٹھ گئے، اتنے میں ایک آدمی نے کہا: بیشک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا تھا، پھر انھوں نے سارا واقعہ بیان کیا، پس رسول اللہ ﷺ نے اسی فیصلے کو نافذ کر دیا۔

فوائد:...... اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کی ہلاکت کا سبب بنا ہے تو اس پر بھی دیت واجب ہے، اس لئے جو بھی جتنا سبب بنا تھا، اسی حساب سے دیت میں کمی بیشی کر دی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَاقِلَةِ وَمَا تَحْمِلُهُ

عاقلہ اور دیت کی ذمہ داری اٹھانے والوں کا بیان

(٦٦١٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى كُلِّ بَطْنٍ عُقُوْلَهُ، ثُمَّ إِنَّهُ كَتَبَ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ أَنْ يَتَوَالٰى، وَقَالَ رَوْحٌ: يَتَوَلّٰى مَوْلٰى رَجُلٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٤٩٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ تحریر کروایا کہ قبیلہ کی ہر شاخ پر دیت ادا کرنا واجب ہے، نیز آپ نے یہ بھی لکھوایا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت کے کسی کا سر پرست بنے، روح راوی کے الفاظ یہ ہیں: یہ حلال نہیں ہے کہ ایک مسلمان آدمی کا (آزاد کردہ) غلام اس کی اجازت کے بغیر کسی اور کو سر پرست بنا لے۔

فوائد:...... حدیث نمبر (٦٥٩٣) کے فوائد میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے قتل خطا اور قتل شبہ عمد میں دیت کون ادا کرے گا اور کیوں۔ آزاد شدہ غلام اپنی آزادی کی نسبت اپنے آزاد کنندہ کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں کر سکتا، اس حدیث میں ''اجازت کے بغیر'' کی قید ڈانٹ کے طور پر ہے، ورنہ اجازت لے کر بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں ہوا جا سکتا۔

(٦٦١٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنْ يَعْقِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوْا۔ (مسند احمد: ٧٠٩٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عورت کی طرف سے اس کے عصبہ دیت ادا کریں گے، وہ جو بھی ہوں۔

(٦٦١٤)۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: اِقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَأَصَابَتْ بَطْنَهَا فَقَتَلَتْهَا وَأَلْقَتْ جَنِيْنًا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِدِيَتِهِمَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَفِيْ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ قَائِلٌ: كَيْفَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہذیل قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں، ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا، وہ اس کے پیٹ پر لگا اور وہ خاتون بھی قتل ہو گئی اور اس نے اپنا جنین بھی گرا دیا، نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا اس کی دیت اس کے عاقلہ نے ادا کرنا ہو گی اور جنین کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہو گی، ایک آدمی نے کہا: جس بچے نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ

(٦٦١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٠٧ (انظر: ١٤٤٤٥)

(٦٦١٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٦٤، وابن ماجه: ٢٦٤٧ (انظر: ٧٠٩٢)

(٦٦١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٥٨، ومسلم: ١٦٨١ (انظر: ٧٧٠٣)

يُعْقَلُ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَالِكَ بَطَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا زَعَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ((هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ۔)) (مسند احمد: ۷٦۸۹)

بولا اور نہ چیخا، اس طرح قتل باطل اور رائیگاں ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کاہنوں اور نجومیوں کا بھائی لگتا ہے۔''

(٦٦١٥)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ ضَرَّتَيْنِ ضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا، فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالدِّيَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَفِيْمَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَتُغَرِّمُنِيْ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَالِكَ بَطَلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسَجْعَ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ وَلِمَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۸۳٦۱)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو سوکنیں آپس میں لڑ پڑیں ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمہ کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے قاتلہ کے خاندان کو دیت ادا کرنے کا حکم فرمایا: ''اور جو مقتولہ کے پیٹ کا بچہ فوت ہوا تھا اس کے عوض لونڈی یا غلام کا فیصلہ دیا۔ ایک دیہاتی نے کہا: کیا آپ مجھے اس بچے کی چٹی ڈال رہے ہیں جس نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا اور نہ آواز نکالی اور نہ ہی چیخا۔ اس طرح کا بچہ تو بغیر کسی تاوان ہونا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا بدوؤں کی طرح یہ قافیہ بندی کی جا رہی ہے، (کوئی جو مرضی کہے مگر) اس عورت کے پیٹ میں قتل ہونے والے بچے کی دیت لونڈی یا غلام دینا پڑے گی۔''

فوائد:...... ان احادیث میں قتل کرنے والی عورت ہے، مسئلہ کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ ماں کے پیٹ کا بچہ بھی ایک نفس ہے، لیکن شریعت نے اس کی دیت میں نرمی رکھی ہے، بدّو کی سجع کلامی میں محض قافیہ بندی ہے، اس سے شرعی احکام متاثر نہیں ہوتے۔

یہ لونڈی یا غلام پیٹ کے بچے کی دیت ہے، اس کے حقدار بچے کے ورثاء ہوں گے جیسے کسی بھی مقتول کی دیت کے حقدار اس کے وارث بننے والے لوگ ہوتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٦١٦)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ، فَأَتَى أَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّا نَاسٌ فُقَرَاءُ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فقیر لوگوں کے غلام نے مالدار لوگوں کے غلام کا کان کاٹ دیا، اس کے مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کی، لیکن کان کاٹنے والے غلام کے مالکوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم فقیر

(٦٦١٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه مسلم: ١٦٨٢ (انظر: ١٨١٧٧)
(٦٦١٦) اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٩٠، والنسائي: ٨/ ٢٥ (انظر: ١٩٩٣١)

(مسند احمد: ۲۰۱۷۳)

لوگ ہیں، ہمارے پاس کچھ نہیں، پس آپ نے ان پر کوئی دیت نہ ڈالی۔

فوائد:...... ترجمہ میں ہم نے غلام کا معنی غلام کیا ہے، جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے معنی بچے اور لڑکے کے ہوں، بہرحال اگر بچہ مراد لیں تو اس پر قصاص نہیں ہوتا، اور اگر غلام مراد لیں تو اس کو خطا والے معاملے پر محمول کریں گے، دونوں صورتوں میں دیت آتی تھی، لیکن وہ لوگ خود کنگال تھے، ان سے کیا وصول ہونا تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو مستثنی قرار دیا۔

بَابُ لَا یُؤْخَذُ الْمَرْءُ بِجِنَایَةِ غَیْرِہٖ وَلَوْ مِنْ أَقْرَبِ النَّاسِ اِلَیْهِ

کسی شخص کا دوسرے کے جرم کی وجہ سے مؤاخذہ نہیں ہوگا، اگرچہ وہ اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو

(٦٦١٧)۔ عَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ قَالَ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ یَخْطُبُ وَیَقُوْلُ: ((یَدُ الْمُعْطِیْ الْعُلْیَا أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَأَدْنَاكَ فَأَدْنَاكَ۔)) قَالَ: فَدَخَلَ نَفَرٌ مِنْ بَنِیْ ثَعْلَبَةَ بْنِ یَرْبُوْعٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! هٰؤُلَاءِ النَّفَرُ الْیَرْبُوْعِیُّوْنَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا فُلَانًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَلَا لَا تَجْنِیْ نَفْسٌ عَلٰی أُخْرٰی۔)) مَرَّتَیْنِ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۳٤)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ ﷺ خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''دینے والے کا ہاتھ اوپر والا ہاتھ ہوتا ہے۔ اپنی ماں، باپ، بہن، بھائی اور زیادہ سے زیادہ نزدیکی رشتہ داروں پر صرف کرو۔'' اتنی دیر میں بنو ثعلبہ بن یربوع کے کچھ افراد آ گئے، انصار میں سے ایک آدمی نے ان کے بارے میں کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو یربوع کے افراد آ گئے ہیں، انہوں نے فلاں کو قتل کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! کوئی جان دوسرے کے جرم کی ذمہ دار نہیں۔'' آپ ﷺ نے یہ بات دو بار ارشاد فرمائی۔

(٦٦١٨)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ نَحْوَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا رَأَیْتُهُ قَالَ اَبِیْ: هَلْ تَدْرِیْ مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ: فَاقْشَعْرَرْتُ حِیْنَ قَالَ ذٰلِكَ، وَكُنْتُ أَظُنُّ

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے ابو جان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے ابا جان نے کہا: ابو رمثہ! تو آپ ﷺ کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: یہ محمد رسول ﷺ ہیں، پس میرے رونگٹے

(٦٦١٧) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۲۵ (انظر: ۱۷٤۹۵)

(٦٦١٨) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ٤۲۰٦، ٤٤۹۵ (انظر: ۷۱۱٦)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَا يُشْبِهُ النَّاسَ فَإِذَا بَشَرٌ ذُوْ وَفْرَةٍ وَبِهَا رَدْعٌ مِنْ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَبِيْ، ثُمَّ جَلَسْنَا فَتَحَدَّثْنَا سَاعَةً، ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَبِيْ: ((اِبْنُكَ هٰذَا؟)) قَالَ: إِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! قَالَ: حَقًّا، قَالَ: لَأَشْهَدُ بِهِ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ضَاحِكًا فِيْ تَثْبِيْتِ شَبَهِيْ بِأَبِيْ وَمِنْ حَلْفِ أَبِيْ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِيْ عَلَيْهِ)) وَقَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى﴾ [الاسراء: ١٥] الحديث۔

(مسند احمد: ٧١١٦)

کھڑے ہوگئے، میرا خیال تھا کہ آپ کی ذات گرامی کی عام انسانوں سے الگ تھلگ حیثیت ہوگی، مگر آپ ایک انسان تھے، آپ ﷺ کے بال کانوں تک آ رہے تھے، بالوں پر مہندی کے نشان تھے اور آپ ﷺ نے سبز رنگ کی دو چادریں پہن رکھی تھیں، میرے ابو نے آپ ﷺ پر سلام کیا اور ہم بیٹھ گئے، آپ نے کچھ دیر تک ہم سے باتیں کیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارا بیٹا ہے؟'' میرے ابا جان نے کہا: جی ہاں، کعبہ کے رب کی قسم! یہی بات درست ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے، میں اس پر گواہی دیتا ہوں۔ یہ ساری باتیں سن کر آپ ﷺ کھل کر مسکرا پڑے، کیونکہ میری اپنے باپ کے ساتھ مشابہت بالکل واضح تھی، لیکن اس کے باوجود وہ قسم اٹھا رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! یہ تیرے حق میں جرم نہیں کرے گا اور تو اس کے حق میں جرم نہیں کرے گا۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''...... الحدیث۔

فوائد:...... حدیث مبارکہ کے پہلے حصے سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ سید الانبیاء ہونے کے باوجود سادہ زندگی بسر کرنے اور اپنے آپ کو ظاہری امتیازات اور خصوصیات سے دور رکھنے والے تھے۔ معلوم ہوا کہ سبز لباس جائز ہے۔

(٦٦١٩)۔ عَنِ الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِيَ ابْنٌ لِيْ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِبْنُكَ هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((لَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِيْ عَلَيْهِ۔))

(مسند احمد: ١٩٢٤٠)

سیدنا خشخاس عنبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا، آپ نے فرمایا: ''کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، یہ میرا بیٹا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے حق میں جرم نہیں کرے گا اور تو اس کے حق میں جرم نہیں کرے گا (بلکہ ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا)۔''

(٦٦٢٠)۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک آدمی نے اپنے باپ

(٦٦١٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٧١ (انظر: ١٩٠٣١)

(٦٦٢٠) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ١٥٩٣٧)

أَبُو النَّضْرِ عَنْ رَجُلٍ كَانَ قَدِيْمًا مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ، قَالَ: كَانَ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ رَجُلٌ يُخْبِرُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اكْتُبْ لِيْ كِتَابًا أَنْ لَا أُوَاخَذَ بِجَرِيْرَةِ غَيْرِيْ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ ذَالِكَ لَكَ وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ)) (مسند احمد: ۱۶۰۳۳)

سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو ملے اور آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے ایک تحریر لکھوادیں کہ مجھے غیر کے جرم میں نہ پکڑا جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرا حق بھی ہے اور ہر مسلمان کا بھی ہے (کہ کسی کو کسی کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا)۔''

فوائد:...... دورِ جاہلیت میں باپ بیٹا تو ایک طرف، پورے قبیلے کے افراد کو ایک دوسرے کے جرم کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا، قبیلے کے کسی شخص نے قتل کیا ہوتا تو قبیلے کے کسی بھی شخص کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا اور دعوی کر دیا جاتا کہ ہم نے قصاص لے لیا ہے، اسلام نے اس بد رسم کو نہ صرف ختم کیا، بلکہ یہ اعلان کیا کہ گنہگار وہی ہے، جس نے جرم کیا، سو سزا بھی اسے ہی دی جائے گی، کسی اور کو نہیں۔ لیکن بڑا افسوس ہے کہ اسلام کی ان واضح تعلیمات کے باوجود اہل اسلام نے اپنی جہالت کی بنا پر پھر سے جاہلیت والے رسم و رواج کو اپنا لیا ہے اور ایک قاتل کے قتل کی وجہ سے دو خاندانوں میں ایسی دشمنی کا آغاز ہو جاتا ہے، جو دونوں خاندانوں کے اجڑ جانے اور کئی افراد کے قتل ہو جانے کا سبب بنتی ہے۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

حدود کے مسائل

بَابُ الْحَثِّ عَلٰى اِقَامَةِ الْحَدِّ وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِيْهِ اِذَا بَلَغَ الْإِمَامَ
حد قائم کرنے کی ترغیب اور جب مقدمہ حکمران تک پہنچ جائے تو اس کی معافی کے لیے سفارش کرنے کی ممانعت کا بیان

(٦٦٢١)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدٌّ يُعْمَلُ (وَفِیْ لَفْظٍ: یُقَامُ) فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِأَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوْا ثَلَاثِيْنَ۔)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((أَوْ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا۔))۔ (مسند احمد: ٩٢١٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک حد جس کو زمین میں نافذ کر دیا جائے، وہ اہلِ زمین کے لئے تیس روز کی بارش سے بہتر ہے۔'' ایک روایت میں چالیس روز کی بارش کا ذکر ہے۔

فوائد:...... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کے لیے قتل کی حد، ان کے مالوں کی حفاظت کے لیے چوری کی حدّ اور ان کی عزتوں کی حفاظت کے لیے زنا اور تہمت کی حدّ کو مشروع قرار دیا ہے۔ بارش کے فوائد اپنی جگہ پر مسلّم ہیں، بلکہ نظام زندگی کے قیام کے لیے ضروری ہے، لیکن بارش جس رزق کا سبب بنے گی، اگر وہی چوروں اور ڈاکوؤں کے ہتھے لگتا رہے تو سب کچھ رائیگاں ہوتا رہے گا۔ اگر ایک دفعہ خاندان کی عزت لٹ جائے تو مال و دولت کی ریل پیل کے باوجود نظریں جھکا کر اور گردنیں خم زدہ کر کے زندگیاں گزارنی پڑتی ہیں، اگر کسی قبیلے کا ایک فرد قتل کر دیا جائے تو جہاں صدیوں کے لیے قاتل و مقتول کے خاندانوں کا سکون غارت ہوتا ہے، وہاں سینکڑوں افراد کو قتل و غارت گری کے بازار میں جھکنا پڑتا ہے۔ ان سب امور کا حل یہی ہے کہ اگر کسی کا جرم حدّ کے قابل ہے تو نرم دلی اور بزدلی کا مظاہرہ نہ کرتے ہوئے اسے نافذ کر دیا جائے۔

(٦٦٢١) صحیح، قاله الالبانی فی صحیحته۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٣٨، والنسائی: ٨/ ٧٥ (انظر: ٩٢٢٦)

(٦٦٢٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ فِيْ أَمْرِهِ۔)) (مسند احمد: ٥٣٨٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے نفاذ میں رکاوٹ بنی، اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کی حدود کے سامنے آڑے آنا، یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی ہے، بلکہ یہ جرم امتوں کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔

(٦٦٢٣)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا، فَأَتَى أَهْلُهَا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ أُسَامَةُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أُسَامَةُ! لَا أَرَاكَ تُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ خَطِيْبًا فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔)) فَقَطَعَ يَدَ الْمَخْزُوْمِيَّةِ۔ (مسند احمد: ٢٥٨١١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلہ کی ایک خاتون سامان ادھار لیتی اور پھر انکار کر دیتی، نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، اس کے گھر والے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس خاتون کے حق میں سفارش کرنے کی درخواست کی، جب سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے یہ سفارش کی تو آپ ﷺ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے اسامہ! تیرے بارے میں میرا یہ خیال تو نہیں تھا کہ تو اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی حدّ کے بارے میں سفارش کرے گا۔'' پھر نبی کریم ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب ان میں کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد نے یہ جرم کیا ہوتا تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے مخزومی عورت کا ہاتھ کٹوا دیا۔

(٦٦٢٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلے کی عورت سامان ادھار لیتی تھی اور پھر انکار کر دیتی، نبی کریم ﷺ نے

(٦٦٢٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٧، والبيهقي في "السنن": ٦/ ٨٢ (انظر: ٥٣٨٥)

(٦٦٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٧٥، ٦٧٨٨، ومسلم: ١٦٨٨ (انظر: ٢٥٢٩٧)

(٦٦٢٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٧١ (انظر: ٦٣٨٣)

بِقَطْعِ يَدِهَا۔ (مسند احمد: ٦٣٨٣)

اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... بظاہر اس حدیث مبارکہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ عاریۃً لی ہوئی چیز کا انکار کر دینے کی وجہ سے اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا، لیکن جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایسے انکار کی وجہ سے تو ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا، جبکہ بعض احادیث صحیحہ میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا تھا، اس حدیث کو اختصار پر محمول کیا جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے اندر دو برائیاں تھیں اس نے چوری کی تھی اور عاریۃً سامان لے کر وہ انکار بھی کر دیا کرتی ہے اس کا ہاتھ پہلے جرم کی وجہ سے کاٹا گیا۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٦٢٥)۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ فَعَاذَتْ بِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حِبِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔)) فَقَطَعَهَا۔ (مسند احمد: ١٥٢١٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور سفارش کیلئے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی پناہ حاصل کی، یہ نبی کریم ﷺ کے محبوب تھے، پھر اس خاتون کو لایا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' پھر مخزومی خاتون کا ہاتھ کاٹ دیا۔

(٦٦٢٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كُنَّا نَرٰى أَنْ يَبْلُغَ مِنْهُ هٰذَا؟ قَالَ: ((لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُهَا۔)) ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِيْ كَيْفَ هُوَ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٣٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، لوگوں نے کہا: ہمیں معلوم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اس مقام پر ہوتی تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: مجھے چرائی گئی چیز کی کیفیت معلوم نہیں ہو سکی۔

(٦٦٢٧)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا رَاقِدٌ إِذْ جَاءَ السَّارِقُ فَأَخَذَ ثَوْبِيْ مِنْ تَحْتِ رَأْسِيْ فَأَدْرَكْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا سَرَقَ ثَوْبِيْ فَأَمَرَ بِهِ ﷺ أَنْ يُقْطَعَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيْسَ هٰذَا

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا، چور آیا اور اس نے میرے سر کے نیچے سے کپڑا چرا لیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے آیا اور کہا: اس نے میرا کپڑا چوری کر لیا ہے، جب آپ ﷺ نے اس چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں نے کہا: اے

(٦٦٢٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٨٩، وفيه انها عاذت بام سلمة زوج النبي ﷺ۔ (انظر: ١٥١٤٩)

(٦٦٢٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرج البخاري نحوه: ٣٧٣٣، وفيه انها سرقت (انظر: ٢٤١٣٨)

(٦٦٢٧) حديث صحيح بطرقه وشواهده۔ أخرجه ابوداود: ٤٣٩٤، والنسائي: ٨/ ٦٨ (انظر: ٢٧٦٣٧)

أَرَدْتُ، هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، قَالَ: ((فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۸۹)

اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا، میں یہ کپڑا اس پر صدقہ کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لانے سے پہلے اس طرح کیوں نہیں کیا۔''

(۶۶۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي فَسُرِقَتْ فَأَخَذْنَا السَّارِقَ فَرَفَعْنَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفِي خَمِيصَةٍ ثَمَنُهَا ثَلَاثُونَ دِرْهَمًا، أَنَا أَهَبُهَا لَهُ أَوْ أَبِيعُهَا لَهُ قَالَ: ((فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۵۳۸٤)

(دوسری سند) سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مسجد میں اپنی چادر پر سویا ہوا تھا، کسی نے اس کو چوری کر لیا اور ہم نے چور پکڑ لیا اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، جب آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس چادر کے عوض اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت صرف تیس درہم ہے؟ میں یہ چادر اس آدمی کو ہبہ کرتا ہوں یا بیچ دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لانے سے پہلے اس طرح کیوں نہیں کیا۔''

فوائد:...... آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم تک معاملہ پہنچنے سے پہلے رعایا کو حدود والے معاملات کو معاف کر دینے کا حق حاصل ہے، لیکن اگر حد والا معاملہ حاکم کے پاس پہنچ گیا تو اس کو معاف کرنے کا حق نہیں ہوگا، اگرچہ حقدار معافی کا اعلان کرتا پھرے۔ جب ایک آدمی کسی مسلمان کو قتل کر دیتا ہے تو اس سے ایک جان تو ضائع ہو ہی جاتا ہے، جب لواحقین کو قصاص لینے کا حق دیا جاتا ہے اور وہ یہ حق استعمال کرتے ہیں تو اس سے دوسری جان بھی ضائع ہو جاتی ہے، لیکن اللہ تعالی اس ضیاع کے بارے میں فرماتے ہیں: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔﴾...... ''عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس کے باعث تم (ناحق قتل سے) رکو گے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۷۹)

جب قاتل کو یہ خوف ہوگا کہ میں بھی قصاص میں قتل کر دیا جاؤں گا تو پھر اسے کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں ہوگی اور جس معاشرے میں یہ قانون قصاص نافذ ہو جاتا ہے، وہاں یہ خوف معاشرے کو قتل و خرنریزی سے محفوظ رکھتا ہے، جس سے معاشرے میں نہایت امن اور سکون رہتا ہے، عرب کے جس معاشرے میں نبی کریم ﷺ نے اپنی تہذیب کو جنم دیا تھا، وہ معاشرہ قتل و خونریزی میں اپنی مثال آپ تھا، جب ایک لڑائی چھڑ جاتی تو وہ سینکڑوں برسوں تک ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی، لیکن نبی کریم ﷺ کی قائم کردہ مدینہ منورہ دس سالہ تہذیب میں کتنے قتل ہوئے اور پھر ان کی وجہ سے کتنا شر پھیلا؟ موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

دراصل اسلامی حدود امن کی ضامن ہیں اور قابل رشک معاشرے کی تشکیل کے لیے ناگزیر اور حیات بخش ہیں،

(۶۶۲۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

ان کا مقصود یہ نہیں کہ ظالم کو تکلیف پہنچائی جائے، بلکہ ان کی غرض و غایت یہ ہے کہ معاشرے کو پر سکون اور باامن بنایا جائے اور ایک شخص کو سزا دے کر سب افراد کو سمجھا دیا جائے کہ خبردار کوئی دوسرے کی عزت و عظمت، مال و دولت اور جان کو متاثر نہ کرے، وگرنہ اس کا بھی یہی حشر ہوگا، اس طرح قصاص اور حدود کا نفاذ امن و سلامتی کا پیغام ہے۔

(٦٦٢٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَقِيْلُوْا ذَوِی الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٨٨)

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحبِ حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو، مگر یہ کہ وہ حدود ہوں۔''

فوائد:...... دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب و شائستگی سے ادنی سا تعلق بھی رہا ہو، اپنے اندر موجود باوقار، شریف النفس اور رذائل سے دور رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فرو گذاشتوں کو نظر انداز کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ شریعت کا مقصد تربیت کرنا ہے، تربیت کے لیے ضروری نہیں کہ زجر و توبیخ سے ہی کام لیا جائے یا تعزیر ہی لگائی جائے، کیونکہ بعض صاحبِ حیثیت لوگوں کو شرم دلانے کے لیے اور آئندہ ایسے جرائم سے محفوظ کرنے کے لیے یہی کافی ہوتا ہے کہ لوگوں پر ان کا پول کھل جائے، جبکہ عام لوگوں کو سمجھانے کے لیے یہ کلیہ کافی نہیں ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ میں اسی اخلاقی خوبی کو سراہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، ہاں اگر جرم کی نوعیت حدود اللہ کی پامالی تک جا پہنچتی ہے تو پھر قانون مساوات سب کے لیے ہے۔

بَابُ عَدَمِ قُبُوْلِ الْفِدْيَةِ فِي الْحُدُوْدِ أَنَّهُ مُكَفِّرٌ بِالذَّنْبِ

اس چیز کا بیان کہ حدود میں فدیہ قبول نہ کرنے کا عمل گناہوں کا کفارہ بنتا ہے

(٦٦٣٠)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ أَنَّ خَالَتَهُ أُخْتَ مَسْعُوْدِ بْنِ الْعَجْمَاءِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ قَطِيْفَةً: نَفْدِيْهَا يَعْنِي بِأَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَّةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ تُطَهَّرَ خَيْرٌ لَهَا۔)) فَأَمَرَ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا وَهِيَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْأَسَدِ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٧٥)

محمد بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ کے باپ سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: چادر چوری کرنے والی مخزوم قبیلے کی عورت کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں اس کے فدیہ کے طور پر چالیس اوقیہ دیتا ہوں، اس کے عوض اسے چھوڑ دیا جائے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس کو پاک کر دیا جائے تو یہی اس کے لئے بہتر ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، یہ عورت بنو عبد الاسد سے تھی۔

فوائد:...... پچھلے باب کے مضمون سے ثابت ہوا کہ جب کوئی معاملہ حاکم کی عدالت میں پہنچ جائے تو حد کے

(٦٦٢٩) تخريج: حديث جيّد بطرقه و شواهده۔ أخرجه ابوداود: ٤٣٧٥ (انظر: ٢٥٤٧٤)

(٦٦٣٠) اسناده ضعيف، ابن اسحاق مدلس وقد عنعن۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٤٨ (انظر: ٢٣٤٧٩)

نفاذ سے بچنے کے لیے سفارش کرنا کروانا اور فدیے اور رشوتیں دینا حرام ہیں۔

(٦٦٣١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ بِهَا الَّذِيْنَ سَرَقَتْهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ سَرَقَتْنَا، قَالَ قَوْمُهَا: فَنَحْنُ نَفْدِيْهَا بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ، قَالَ: ((اقْطَعُوْا يَدَهَا۔)) قَالَ: فَقُطِعَتْ يَدُهَا الْيُمْنٰى، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَعَمْ، اَنْتِ الْيَوْمَ مِنْ خَطِيْئَتِكِ كَيَوْمِ وَلَدَتْكِ أُمُّكِ۔)) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ: ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ﴾ اِلَخِ الْآيَةِ۔ (مسند احمد: ٦٦٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چوری کی، جن لوگوں کی چوری کی گئی تھی، وہ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس عورت نے ہماری چوری کی ہے۔ اس عورت کے خاندان والے کہنے لگے: ہم اس چوری کے عوض پانچ سو دینار دیتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا ہاتھ کاٹ دو۔'' سو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا، وہ عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول ! کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، بلکہ تو تو آج اپنی غلطی سے اس طرح صاف ہوگئی ہے، جس طرح تیری ماں نے آج تجھے جنم دیا ہو۔'' پس اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیت اتاری: ''جس نے ظلم کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح کی، پس بیشک اللہ تعالیٰ اس پر رجوع کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا بہت مہربان ہے۔''

(٦٦٣٢)۔ عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا أُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّ ذَالِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٢٢٠)

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور پھر اس پر اس گناہ کی حدّ نافذ کر دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ثابت ہو گی۔''

فوائد: ...... کوئی کسی حد کے قابل گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور حد اس پر قائم کر دی جائے تو یہ حد اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی۔

(٦٦٣٣)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(٦٦٣١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة وحُيَيّ بن عبد الله المعافري۔ أخرجه الطبري في "تفسيره" المائدة ٣٩ (انظر: ٦٦٥٧)

(٦٦٣٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابي شيبة في "مسنده": ٤٧٨٠، وابو يعلى: ٤٧٨١، والطبراني: ٣٧٢٨، والبيهقي: ٨/ ٣٢٨ (انظر: ٢١٨٧٦)

(٦٦٣٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الترمذي: ٢٦٢٦، وابن ماجه: ٢٦٠٤ (انظر: ٧٧٥)

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَذْنَبَ فِي الدُّنْيَا ذَنْبًا فَعُوْقِبَ بِهِ فَاللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثْنِيَ عُقُوْبَتَهُ عَلٰى عَبْدِهِ، وَمَنْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا فَسَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللّٰهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُوْدَ فِيْ شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ.)) (مسند احمد: ٧٧٥)

''جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور پھر اسے یہیں اس کی سزا دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ انصاف والا ہے کہ وہ ایسے بندے کو دوبارہ سزا دے، اور جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی اور اس کو معاف کر دیا تو وہ اس سے زیادہ فضل وکرم والا ہے کہ وہ اس گناہ پر گرفت کرے، جس کو وہ معاف کر چکا ہو۔''

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حد سے متعلقہ جرم معاف ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے عملاً حدود کے نفاذ کے بعض مواقع پر بھی بخشش کی نویدیں سنائی ہیں۔ اور کوئی مجرم حد سے بچ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر اس نے چاہا تو اس کو معاف کر دے گا اور چاہا تو عذاب دے گا، آخری حدیث میں دنیا میں گناہ کی پردہ پوشی کا اللہ تعالیٰ کا جو قانون بیان کیا گیا ہے، یہ قانون ہر جرم کے بارے میں علی الاطلاق نہیں ہے کہ دنیا میں جس مجرم کی پردہ پوشی کی گئی، اس کو آخرت میں بخش دیا جائے، بلکہ اس خاص آدمی کے حق میں کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ پوشی کی اور اس کو بخش بھی دیا تو قیامت کے دن اس کے اس جرم کی سزا نہیں دی جائے گی۔ دوسری کئی نصوص سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کسی مجرم کے گناہ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ شخص یہ سمجھے کہ اس کا گناہ تو معاف کیا جا چکا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور اس چیز کا امکان بھی ہے کہ اس سے اس کے گناہ کا انتقام لیا جائے، مؤخر الذکر بات مؤمن کو ستاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ نیکیاں کرنے اور توبہ تائب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَمَا جَاءَ فِيْ دَرْءِ الْحُدُوْدِ بِالشُّبُهَاتِ

ان افراد کا بیان جن پر حد واجب نہیں ہوتی، نیز شبہات کی بنا پر حدود نہ لگانے کا بیان

(٦٦٣٤)۔ عَنْ أَبِيْ ظَبْيَانَ الْجَنْبِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ زَنَتْ فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا فَذَهَبُوْا بِهَا لِيَرْجُمُوْهَا فَلَقِيَهُمْ عَلِيٌّ ؓ فَقَالَ: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: زَنَتْ فَأَمَرَ عُمَرُ بِرَجْمِهَا فَانْتَزَعَهَا عَلِيٌّ مِنْ أَيْدِيْهِمْ وَرَدَّهُمْ، فَرَجَعُوْا إِلٰى عُمَرَ ؓ، فَقَالَ: مَا رَدَّكُمْ؟ فَقَالُوْا: رَدَّنَا عَلِيٌّ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ

ابو ظبیان جنبی سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی، اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا، پس انہوں نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، لوگ اسے رجم کرنے کے لیے لے گئے، جب ان کی سیدنا علی ؓ سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا: یہ کیا کرنے جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اس نے زنا کیا ہے اور سیدنا عمر ؓ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا ہے، سیدنا علی ؓ نے وہ عورت ان کے ہاتھوں سے چھڑائی

(٦٦٣٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٠٢ (انظر: ١٣٢٨)

هٰذَا عَلِيٌّ إِلَّا لِشَيْءٍ قَدْ عَلِمَهُ، فَأَرْسَلَ إِلٰى عَلِيٍّ فَجَاءَ وَهُوَ شِبْهُ الْمُغْضَبِ، فَقَالَ: مَا لَكَ رَدَدْتَ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَكْبَرَ، وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَعْقِلَ؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ عَلِيٌّ ؓ: فَإِنَّ هٰذِهِ مُبْتَلَاةُ بَنِي فُلَانٍ فَلَعَلَّهُ أَتَاهَا وَهُوَ بِهَا، فَقَالَ: عُمَرُ ؓ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: وَأَنَا لَا أَدْرِيْ، فَلَمْ يَرْجُمْهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۲۸)

اور لے جانے والوں کو واپس لوٹا دیا، جب وہ لوٹ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: کیوں واپس آ گئے ہو؟ انہوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں واپس بھیج دیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کسی سبب کے علم کی بنا پر ایسا کیا ہو گا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ غصے میں ہیں، انھوں نے کہا: اے علی! تمہیں کیا ہوا ہے کہ ان کو واپس لوٹا دیا ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، (۱) سوئے ہوئے سے جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے، (۲) بچے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور (۳) پاگل سے جب تک وہ عقلمند نہ ہو جائے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں ضرور سن رکھی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بنی فلاں قبیلہ کی کم عقل خاتون ہے، ممکن ہے متعلقہ مرد نے اس سے اس وقت زنا کیا ہو جب یہ جنون کی حالت میں ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے رجم نہ کیا تھا۔

فوائد:...... سونے والا، نابالغ بچہ اور پاگل مرفوع القلم ہیں، کسی شخص پر حد نافذ کرنے کی بنیاد یقین پر رکھی جاتی ہے، اور اس حدیث میں مذکورہ خاتون کا معاملہ یقینی نہیں ہے، بلکہ اس کے اس جنون کا قوی شبہ ہے، جس کی بنا پر اس کو حد سے مستثنیٰ کیا جائے گا اور خلیفۂ راشد نے ایسے ہی کیا۔

(٦٦٣٥)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَرَجَتِ امْرَأَةٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا بِثِيَابِهِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ مِنْهَا وَذَهَبَ، وَانْتَهٰى إِلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نماز کی ادائیگی کے لئے گھر سے باہر نکلی، راستے میں اسے ایک آدمی ملا، اس نے اپنے کپڑوں سے اس کو ڈھانپ لیا اور اپنی حاجت پوری کر لی اور فرار ہو گیا، اس عورت کے پاس ایک آدمی پہنچا،

(٦٦٣٥) تخريج: اسناده ضعيف، سماك بن حرب تفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرده، ثم انه قد اضطرب فى متنه۔ أخرجه ابوداود: ٤٣٧٩، والترمذى: ١٤٥٤ (انظر: ٢٧٢٤٠)

لَـهُ: إِنَّ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبَ الـرَّجُـلُ فِيْ طَلَبِهِ، فَجَاءُ وْا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَهَبَ فِيْ طَلَبِ الرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَـذَهَبُـوْا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَالَتْ: هُوَ هٰذَا فَـلَـمَّـا أَمَـرَ النَّبِيُّ بِرَجْمِهِ، قَالَ الَّذِيْ وَقَعَ عَـلَيْهَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا هُوَ، فَقَالَ لِمَرْأَةِ: ((اذْهَبِـيْ فَـقَـدْ غَـفَـرَ اللّٰـهُ لَكِ۔)) وَقَـالَ لِـلـرَّجُـلِ قَـوْلًا حَسَنًا، فَقِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَرْجُمُهُ؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَـابَهَـا أَهْـلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٧٧٨٢)

اس عورت نے اس سے کہا: فلاں آدمی نے مجھ سے برائی کی ہے، وہ آدمی اس کی تلاش میں گیا اور لوگ اس کو پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے، اس عورت نے بھی (غلطی سے) کہہ دیا کہ وہ یہی ہے، جب نبی کریم ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا تو وہ آدمی، جس نے واقعی اس عورت سے برائی کی تھی، کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے برائی کرنے والا میں ہوں، آپ ﷺ نے اس خاتون سے فرمایا: ''تو چلی جا، اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے اس آدمی کے حق میں اچھے کلمات ارشاد فرمائے، آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کو رجم کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کی توبہ کو مدینہ والوں پر تقسیم کیا جائے تو ان سے بھی قبول کر لی جائے۔''

(٦٦٣٦)۔ عَـنْ عَبْـدِ الْجَبَّارِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اسْتُكْرِهَتِ امْرَأَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِيْ أَصَابَهَا وَلَـمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا۔ (مسند احمد: ١٩٠٧٨)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت سے زنا بالجبر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس سے حد روک لی اور جس مرد نے یہ برائی کی تھی، اس پر حد قائم کی، راوی نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اس خاتون کے لیے مہر مقرر کیا تھا یا نہیں۔

فوائد:...... لیکن یہ قانون شرعی ہے اور دوسری نصوص سے ثابت ہے کہ جس مرد و زن کو گناہ والے کسی کام پر مجبور کر دیا جائے، اس کو نہ اس کی سزا دی جائے گی اور نہ وہ گنہگار ہو گا۔

(٦٦٣٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة ثم انه لم يسمع من عبد الجبار۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٩٨، والترمذي: ١٤٥٣ (انظر: ١٨٨٧٢)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ السَّتْرِ عَلٰی مَنِ ارْتَکَبَ مَا یُوْجِبُ الْحَدَّ قَبْلَ تَبْلِیْغِهِ الْإِمَامَ

حکمران تک پہنچانے سے پہلے حد کو ثابت کرنے والے گناہ کا ارتکاب کرنے والے شخص پر پردہ ڈالنے کے مستحب ہونے کا بیان

(٦٦٣٧)۔ عَنْ اَبِیْ مَاجِدٍ قَالَ: أَتٰی رَجُلٌ ابْنَ مَسْعُوْدٍ بِابْنِ أَخٍ لَهُ فَقَالَ: اِنَّ هٰذَا ابْنَ أَخِیْ وَقَدْ شَرِبَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَوَّلَ حَدٍّ كَانَ فِی الْإِسْلَامِ، امْرَأَةٌ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ یَدُهَا فَتَغَیَّرَ لِذَالِكَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَغَیُّرًا شَدِیْدًا ثُمَّ قَالَ: ﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾۔ (النور: ٢٢)

(مسند احمد: ٣٧١١)

ابو ماجد کہتے ہیں: ایک آدمی اپنے بھتیجے کو لے کر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یہ میرا بھتیجا ہے، اس نے شراب پی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ اسلام میں سب سے پہلی حد اس عورت پر لگائی گئی تھی جس نے چوری کی تھی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا، اس پر نبی کریم ﷺ کا چہرہ سخت متغیر ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''لوگوں کو چاہیے کہ وہ درگزر کریں اور معاف کر دیں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(٦٦٣٨) وَعَنْهُ أَیْضًا قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اِنِّیْ لَأَذْكُرُ أَوَّلَ رَجُلٍ قَطَعَهُ، أُتِیَ بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ وَكَأَنَّمَا أُسِفَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّكَ كَرِهْتَ قَطْعَهُ؟ قَالَ: ((وَمَا یَمْنَعُنِیْ، لَا تَكُوْنُوْا عَوْنًا لِلشَّیْطَانِ عَلٰی أَخِیْكُمْ، إِنَّهُ یَنْبَغِیْ لِلْإِمَامِ إِذَا انْتَهٰی إِلَیْهِ حَدٌّ أَنْ یُقِیْمَهُ، إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَفُوٌّ یُحِبُّ الْعَفْوَ ﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾)) (مسند احمد: ٤١٦٨)

ابو ماجد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا: مجھے وہ پہلا آدمی یاد ہے کہ آپ ﷺ نے جس کا ہاتھ کاٹا تھا، ایک چور کو لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، لیکن اس سے نبی کریم ﷺ کا چہرۂ متغیر تھا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگ رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ کے کٹنے کو ناپسند کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا کون سے مجھے اس سے روک سکتی ہے، تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو، امام کے لئے یہی زیب دیتا ہے کہ جب اس تک حد کا معاملہ پہنچے تو وہ اسے قائم کر دے، بیشک اللہ تعالیٰ

(٦٦٣٧) تخریج: اسناده مسلسل بالضعفاء، یزید بن هارون سمع من المسعودی بعد الاختلاط، ویحیی بن الحارث ضعیف، وابو ماجد الحنفی مجهول، وقال البخاری والنسائی: منکر الحدیث۔ أخرجه ابویعلی: ٥١٥٥ (انظر: ٣٧١١)

(٦٦٣٨) تخریج: حسن بشواهده۔ أخرجه الحاکم: ٤/ ٣٨٢ (انظر: ٤١٦٨)

معاف کرنے والا اور معافی کو پسند کرتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''لوگوں کو چاہیے کہ وہ درگزر کریں اور معاف کر دیں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا بہت مہربان ہے۔''

(٦٦٣٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَقَالَ: كَأَنَّمَا أُسِفَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَرَّ عَلَيْهِ رَمَادٌ۔ (مسند احمد: ٤١٦٩)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا ہے اور آپ کے چہرے پر راکھ ڈال دی گئی ہے۔

فوائد:...... اس حدیث میں ایک دو باتیں وضاحت طلب، دوسری حدیث کا مفہوم تو عیاں ہے۔

۱۔ بات یہ ہے کہ اس میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آدمی نے سب سے پہلے چوری کی اور اس پر حد لگائی گئی جبکہ دوسری روایت میں آتا ہے وہ جس پر چوری کی سب سے پہلے حد لگائی گئی وہ عورت تھی تو ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ عورتوں میں اسلام میں سب سے پہلے چوری میں جسے حد لگائی گئی وہ عورت تھی جس کا ذکر ہوا ہے اور جس میں یہ آیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جو چوری کی حد لگائی گئی وہ مرد تھا تو یہ مردوں کے اعتبار سے سب سے پہلے تھا۔

۲۔ بظاہر اس حدیث سے احساس ابھرتا ہے کہ حد قائم کرنا کوئی اچھا کام نہیں اور اس پر نبی کریم ﷺ نے ایسے انداز میں غصے کا اظہار فرمایا کہ یوں لگ رہا ہے کہ حد لگانے سے درگزر سے کام لینا چاہیے، حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ آپ ﷺ نے آیتِ مبارکہ اس لئے تلاوت فرمائی تھی کہ امام وقت کی عدالت تک پہنچنے سے پہلے پہلے معاف کر کے پردہ پوشی کی جائے اس کے خلاف فوراً عدالت میں معاملہ لانے کو نبی کریم ﷺ نے ناپسند کیا ہے مگر جب معاملہ حد امام وقت کی عدالت میں پیش ہو جائے تو پھر تو حد قائم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ضرور بھر ضرور قائم ہوگی۔
حدیث نمبر (٦٦٢٧) میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حاکم کی عدالت میں پہنچنے سے پہلے حد کو معاف کرنا یا کروا لینا درست ہے، تاہم شریعت نے جس چیز کو مستثنی قرار دیا ہے، اس میں حاکم کے پاس لانے کے بعد بھی معافی ہو سکتی ہے، جیسے مقتول کے ورثاء، قاتل کو بعد میں بھی معاف کر سکتے ہیں۔

(٦٦٤٠)۔ عَنْ دُخَيْنٍ كَاتِبِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعُقْبَةَ: إِنَّ لَنَا جِيْرَانًا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ فَيَأْخُذُوْهُ،

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے منشی دُخین سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے کچھ پڑوسی ہیں، وہ شراب نوشی کرتے ہیں، میں پولیس کو اطلاع کرنے والا ہوں

(٦٦٣٩) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٦٤٠) اسناده ضعيف لاضطراب في اسناده، ولجهالة ابي الهيثم۔ أخرجه ابوداود: ٤٨٩٢ (انظر: ١٧٣٩٥)

فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ عِظْهُمْ وَتَهَدَّدْهُمْ قَالَ: فَفَعَلَ فَلَمْ يَنْتَهُوْا، قَالَ: فَجَاءَهُ دُخَيْنٌ فَقَالَ: إِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ، فَقَالَ عُقْبَةُ: وَيْحَكَ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ مُؤْمِنٍ فَكَأَنَّمَا اسْتَحْيَا مَوْؤُوْدَةً مِنْ قَبْرِهَا۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْؤُوْدَةً مِنْ قَبْرِهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٥٣٠)

تا کہ وہ انہیں گرفتار کر لے۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا نہ کرو، انہیں نصیحت کرو اور ڈانٹ ڈپٹ کرو، اس نے ایسے ہی کیا مگر وہ باز نہ آئے، چنانچہ دخین دوبارہ آ گیا اور کہا: میں نے انہیں روکا تو ہے، مگر وہ باز نہیں آتے، اب تو میں پولیس کو ضرور بلاؤں گا، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: او تیرے لیے ہلاکت ہو، اس طرح نہ کر، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو مؤمن کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے، وہ گویا کہ قبر میں زندہ درگور بچی کو زندہ کر دیتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ اس شخص کی مانند ہے، جو قبر میں زندہ درگور کی گئی بچی کو زندہ کر دیتا ہے۔''

بَابُ حَدِّ مَنِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَمَا جَاءَ فِي الزَّنَادِقَةِ

اسلام سے مرتد ہونے والے کی حد اور زنادقہ کا بیان

(٦٦٤١)۔ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قَدِمَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ فَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: رَجُلٌ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ وَنَحْنُ نُرِيْدُ عَلَى الْإِسْلَامِ مُنْذُ قَالَ أَحْسَبُهُ شَهْرَيْنِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَقْعُدُ حَتّٰى تَضْرِبُوْا عُنُقَهُ، فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ، فَقَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّ ((مَنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ فَاقْتُلُوْهُ۔)) أَوْ قَالَ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ٢٢٣٦٥)

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن میں تھے اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، ان کے پاس ایک آدمی تھا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آدمی یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا اور اب پھر یہودی ہو گیا ہے، دو ماہ ہو گئے ہیں کہ ہم اس سے اسلام پر کار بند رہنے کا مطالبہ کر رہے ہیں، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہا: اللہ کی قسم! جب تک تم اس کی گردن نہیں اڑاؤ گے، میں نہیں بیٹھوں گا، پس اس کو قتل کر دیا گیا، پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ ''جو شخص اپنے دین کو ترک کر دے یا اپنے دین کو بدل ڈالے، اس کو قتل کر دو۔''

(٦٦٤٢)۔ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه أُتِيَ بِقَوْمٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ الزَّنَادِقَةِ وَمَعَهُمْ كُتُبٌ، فَأَمَرَ بِنَارٍ فَأُجِّجَتْ ثُمَّ أَحْرَقَهُمْ وَكُتُبَهُمْ،

عکرمہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق لوگوں کو لایا گیا، ان کے پاس ان کی کتابیں بھی تھیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہلے آگ جلانے کا حکم دیا، پس آگ بھڑکائی گئی،

(٦٦٤١) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٢٠١٦)

(٦٦٤٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٢٢ (انظر: ٢٥٥١)

قَالَ عِكْرِمَةُ: فَبَلَغَ ذَالِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٥١)

پھر انھوں نے انہیں اوران کی کتابوں کوجلا دیا، جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جلانے سے منع فرمایا ہے، البتہ میں ان کو قتل کر دیتا، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دیا کرو۔''

فوائد:...... زندیق اس کو کہتے ہیں جو بظاہر اسلام کا اظہار کرے، مگر باطن میں کفر رکھے اور احکام شریعت کو باطل تصور کرے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کا کفر کرنے والے اور اسلام سے مرتد ہونے والے ہوتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس جن زنادقہ کو لایا گیا، یہ دراصل عبداللہ بن سبا کے پیروکار تھے اور یہ ابن سبا یہودی تھا اور اس نے امت محمدیہ میں فتنہ برپا کرنے کے لیے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، اسی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا، پھر وہ کچھ ہوا، جو ہوا، پھر اس نے اپنے خبیث نفس کو شیعہ لوگوں میں لاکھڑا کیا اور جاہلوں کی ایک جماعت سے یہ نعرہ لگانے میں کامیاب ہو گیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی معبود ہیں۔ (تلخیص از الملل والنحل)

(٦٦٤٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ عَلِيًّا رضي الله عنه حَرَّقَ نَاسًا ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ فَبَلَغَ ذَالِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُحَرِّقَهُمْ بِالنَّارِ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ)) وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ))، فَبَلَغَ ذَالِكَ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فَقَالَ: وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ (مسند احمد: ١٨٧١)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام سے مرتد ہونے والے چند لوگوں کو آگ میں جلا دیا، جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو انہیں آگ میں نہ جلاتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دیا کرو۔'' میں نے ان کو قتل کرنا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اپنا دین بدل دے، اسے قتل کر دو۔'' جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: ابن عباس کے لیے افسوس۔

فوائد:...... اسلام کو اپنانے کے بعد اس سے مرتدّ ہو جانے والی کی سزا قتل ہے۔

''وَیْحٌ'' لفظ کسی پر افسوس کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض دفعہ تعریف اور تعجب کے لیے بھی آتا ہے۔ پہلا معنی اگر مراد ہو تو مفہوم ہوگا: افسوس، اس نے وقت سے پہلے کیوں نہ بتایا تا کہ حدیث کی مخالفت نہ ہوتی۔ اگر دوسرا معنی ہو تو پھر مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ابن عباس کی بات کو پسند کیا اور تعجب کا اظہار کیا۔ (بلوغ الامانی) (عبداللہ رفیق)

(٦٦٤٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

اَبْوَابُ حَدِّ الزِّنَا
زنا کی حد کے ابواب

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّنْفِيرِ مِنَ الزِّنَا وَوَعِيدِ فَاعِلِهِ لَاسِيَمَا بِحَلِيْلَةِ الْجَارِ وَالْمُغِيْبَةِ
زنا سے نفرت دلانے کا اور زانی کی وعید کا بیان، بالخصوص جب وہ اپنے پڑوسی کی بیوی اور اس عورت سے زنا کرے، جس کا خاوند غائب ہو

(٦٦٤٤)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ)) (مسند احمد: ١٠٢٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زانی جس وقت زنا کرتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور شرابی جس وقت شراب پیتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور (ان جرائم کے بعد بھی) توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث میں زانی، چور اور شرابی کی سخت سرزنش کی گئی ہے۔

''وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا'' اس سے نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ یہ امور ایمان کے منافی ہیں، ایمان ان سے روکتا ہے، جب کوئی شخص ان برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ ایمان کے تقاضے پر عمل نہیں کر رہا ہوتا، اس معنی میں گویا کہ وہ مؤمن نہیں ہوتا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ کلی طور پر ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور کافر بن جاتا ہے، کیونکہ اہل سنت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی بھی گناہ، خواہ وہ کبیرہ ہی ہو، کے ارتکاب سے مسلمان کافر نہیں بنتا، یہ اصول بہت سی آیات و احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ لیکن اس اصول کا مطلب ایسے مجرموں سے نرمی برتنا نہیں ہے، بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوئے اور ابدی طور پر جہنم کے مستحق نہیں ہیں۔

(٦٦٤٥)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٦٦٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨١٠، ومسلم: ٥٧ (انظر: ١٠٢١٧)

(٦٦٤٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٥/ ٨٦ (انظر:)

((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَعْنِي إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اَلْإِمَامُ الْكَذَّابُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ۔)) (مسند احمد: ٩٥٩٢)

نے فرمایا: ''اللہ تعالی روزِ قیامت تین قسم کے افراد کی طرف نہیں دیکھے گا: جھوٹا امام، بوڑھا زانی اور متکبر فقیر۔''

فوائد:...... زمان و مکاں اور شخصیت کی وجہ سے نیکی یا برائی کی نوعیت میں فرق آ جاتا ہے، جیسے نوجوانی کی عمر میں نیکی کو زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اسی طرح بڑھاپے کی عمر میں برائی کو سخت ناپسند کیا جاتا ہے، ایسے تین مجرموں کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے، امام وحکمران ہو کر جھوٹ بولنا، بوڑھا ہو جانے کے بعد بھی زنا کرنا اور فقر و فاقہ کے باوجود تکبر کرنا۔ جھوٹ، زنا اور تکبر گناہ کے کام ہیں، لیکن جب یہ تین افراد ان امور کا ارتکاب کریں گے تو زیادہ ناپسند کیا جائے گا، کیونکہ ان افراد کا عہدہ، عمر اور ظاہری حالت کے تقاضے کچھ اور ہیں۔

(٦٦٤٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَلِجُ النَّاسُ بِهِ النَّارَ، قَالَ: ((اَلْأَجْوَفَانِ، اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ۔)) وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَلِجُ بِهِ النَّاسُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُسْنُ الْخُلُقِ۔)) (مسند احمد: ٧٨٩٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا کہ زیادہ تر جس کی وجہ سے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیٹ سے متعلقہ دو چیزیں یعنی منہ اور شرمگاہ۔'' پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ زیادہ تر جس کی وجہ سے لوگ جنت میں جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حسن اخلاق ہے۔''

(٦٦٤٧)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فُقْمَيْهِ وَفَرْجَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٨٨)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز اور شرمگاہ کی حفاظت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

فوائد:...... یعنی اپنی زبان کو غیبت، چغلی، جھوٹی بات اور لغویات سے محفوظ رکھا اور شرمگاہ کو زنا اور ناجائز شہوات سے بچایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(٦٦٤٨)۔ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى مِنَ

سیدنا ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری

(٦٦٤٦) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٢٤٦، والترمذي: ٢٠٠٤ (انظر: ٧٩٠٧)

(٦٦٤٧) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابويعلى: ٧٢٧٥، والحاكم: ٤/ ٣٥٨، والبيهقي في "شعب الايمان": ٥٧٥٥ (انظر: ١٩٥٥٩)

(٦٦٤٨) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٧٥٩ (انظر: ٢٢٢١١)

الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوْهُ وَقَالُوْا: مَهْ مَهْ، فَقَالَ: ((ادْنُهْ۔)) فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا قَالَ: فَجَلَسَ، قَالَ: ((أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ۔)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ۔)) قَالَ: ((أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِبَنَاتِهِمْ۔)) قَالَ: ((أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ۔)) قَالَ: ((أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِعَمَّاتِهِمْ۔)) قَالَ: ((أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِخَالَاتِهِمْ۔)) قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ۔)) فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذَالِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ۔ (مسند احمد: ٢٢٥٦٤)

نوجوان، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے زنا کی اجازت دیں، لوگ اس پر پل پڑے اور کہا: خاموش ہو جا، خاموش ہو جا تو،لیکن آپ ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا: ''قریب ہو جا۔'' پس وہ آپ ﷺ کے قریب ہوکر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اپنی ماں کیلئے اس چیز کو پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کیا تو اپنی بیٹی کے لئے اس چیز کو پسند کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس برائی کو اپنی بیٹیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا کیا تو زنا کو اپنی بہن کے لئے پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے، میں اپنی بہن کے لیے اس کو کبھی بھی پسند نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس کو اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم میں اس کو پسند نہیں کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تو اس برائی کو اپنی خالہ کے لیے پسند کرے گا؟'' اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کو پسند نہیں کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر لوگ بھی اپنی خالاؤں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور اس کے حق

میں یہ دعا فرمائی: ''اے میرے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔'' اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ کا حکیمانہ انداز ہے، جس کا استعمال بعض افراد کے لیے مناسب سمجھا گیا۔ بعض لوگ ایسے مزاج کے ہوتے ہیں کہ صرف لفظ ''حرام'' ان کی صحت پر کوئی خاص اثر نہیں رکھتا، ایسے لوگوں کو ان کی ذات سے متعلقہ مثالیں دے کر بات سمجھائی جا سکتی ہے، جیسا حکمت و دانائی جیسی صفات سے متصف محمد رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کیا۔

(٦٦٤٩)۔) عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَالَمْ يَفْشُ فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا فَإِذَا فَشَا فِيهِمْ وَلَدُ الزِّنَا فَيُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِعِقَابٍ)) (مسند احمد: ٢٧٣٦٧)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی، جب تک ان میں زنا کی اولاد کی کثرت نہ ہوگی، جب ان میں ولد الزنا کی کثرت ہو جائے گی تو قریب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب مسلط کر دے۔''

فوائد:...... ولد الزنا کی کثرت کا مطلب ہے کہ زنا عام ہو جائے، جس سے ناجائز بچے جنم لیں گے اور حسب و نسب کا نظام خراب ہو جائے گا۔

اگرچہ دورِ حاضر کے لوگوں میں بڑی بڑی اور کئی خرابیاں پائی جاتی ہیں، لیکن منصوبہ بندی کے اسباب اور الیکٹرانک، سوشل اور پرنٹ میڈیا کی وجہ سے جو بے غیرتی زنا اور اس سے متعلقہ گناہوں کی وجہ سے پھیلی ہے، اس کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی، غیرت وحمیت کی وجہ سے جن افراد اور خاندانوں کے بارے میں اس برائی کا سوچا ہی نہیں جا سکتا تھا، ان کے وڈیرے زنا کی دلدل میں پھنس گئے اور ان کی بیویوں اور بچیوں نے اپنے لیے کرائے پر ساتھی رکھے ہیں، ایسے خاندانوں کے پچاس ساٹھ ساٹھ برس عمر کے لوگوں کی نگاہیں تو شرم و حیا کا پیکر ہونی چاہیے تھیں، لیکن اب وہ چور نگاہوں سے اور ٹکٹکی باندھ کر ایسی بے پردہ لڑکیوں کو دیکھتے نظر آتے ہیں، جو ان کی بچیوں کی ہم عمر یا ان سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ (اللہ کی پناہ) کیا کوئی چھٹی حس میں جا کر سوچ سکتا ہے کہ مائیں اپنی بچیوں کی عزتیں لٹانے کے لیے ڈیل کریں گی؟ کیا کسی میں یہ چیز برداشت کرنے کی ہمت ہے کہ بچیاں پابندی لگانے والے باپ کے سامنے واقعی ننگا ہو کر یہ کہیں گی کہ پھر تم خود ہماری ضرورت پوری کرو، نہیں تو ہمیں باہر جانے دو، کیا کسی کے دماغ میں یہ بات سما لینے کی

(٦٦٤٩) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن اسحاق مدلس وقد عنعن، ومحمد بن عبد اللہ و محمد بن عبدالرحمن ضعیفان، وعبید اللہ بن ابی رافع لین الحدیث۔ أخرجه ابویعلی: ٧٠٩١، والطبرانی فی "الکبیر": ٢٤/ ٥٥ (انظر: ٢٦٨٣٠)

گنجائش ہے کہ خاوند کمائی کرنے کے لیے دوسرے ممالک میں چلے جائیں اوران کی بیویاں ان کی ہی آمدنیاں خرچ کر کے کرائے پر سانڈ رکھ لیں۔ جبکہ ایسا ہو رہا ہے اور ہر ملک کے ہر شہر میں ہو رہا ہے۔ لوگو! آؤ، شریعتِ مطہرہ کو تھام لیں، اسی میں ہماری عزتوں کا دفاع ہے، یہی حمیت و غیرت والی زندگی کا دوسرا نام ہے۔

(٦٦٥٠)۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا؟)) قَالُوْا: حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قال: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ۔)) قَالَ: ((فَمَا تَقُوْلُوْنَ فِي السَّرِقَةِ؟)) قَالُوْا: حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَهِيَ حَرَامٌ، قَالَ: ((لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَارِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٣٥٥)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور یہ قیامت کے دن تک حرام ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنا، اس کا جرم ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنے کے جرم سے کم ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تم لوگ چوری کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے، پس یہ حرام ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنا، اس کا جرم پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے کے جرم سے کم ہے۔''

فوائد:...... پڑوسی کو اپنے پڑوسی پر حسن ظن ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا پڑوسی اس کی عزتوں کا محافظ ہے، اُدھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پڑوسی کے بہت زیادہ حقوق بیان کیے ہیں، جو آدمی ان سب حد بندیوں کو پامال کر جاتا ہے تو آپ ﷺ اس کے جرم کو دس گنا سے بھی بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

(٦٦٥١)۔ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ عَلَى فِرَاشِ مُغِيْبَةٍ قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُعْبَانًا۔)) (مسند احمد: ٢٢٩٢٤)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا، جس کا خاوند گھر سے غائب ہو، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر ایک سانپ مقرر کرے گا۔''

(٦٦٥٠) تخريج: اسناده جيّد۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٦٠٥، وفي "الاوسط": ٦٣٢٩ (انظر: ٢٣٨٥٤)

(٦٦٥١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن لهيعة۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٢٧٨، وفي "الاوسط": ٣٢٣٧ (انظر: ٢٢٥٥٧)

(٦٦٥٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ۔)) قُلْنَا: وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَمِنِّيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ۔)) (مسند احمد: ١٤٣٧٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جن عورتوں کے خاوند موجود نہ ہوں، ان پر داخل نہ ہوا کرو، کیونکہ شیطان تمہارے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے شیطان کا تعلق آپ سے بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی، پس وہ میرا مطیع ہو گیا۔''

فوائد:...... صحیح مسلم (۲۱۷۱) میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((أَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ اِمْرَأَةٍ ثَيِّبٍ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ۔))...... ''خبردار کوئی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے، الا یہ کہ وہ اس کا خاوند ہو یا محرم رشتہ دار۔''

کنواری اور غیر شادی شدہ عورتوں کی بہ نسبت شادی شدہ خواتین کے لیے برائی پر آمادہ ہو جانا قدرے آسان ہوتا ہے، ان میں غیرت کے تقاضوں کے معاملے نرمی آ جاتی ہے، جبکہ عیب کے چھپ جانے کا بھی امکان ہوتا ہے، بیوہ کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہوتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے خاص طور پر ان خواتین کے ساتھ بیٹھنے یا ان کے ساتھ رات گزارنے سے منع کیا، وگرنہ کسی غیر محرم خاتون کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا ہی منع ہے، رات گزارنا تو در کنار۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَلَدِ الزِّنَا
زنا کی اولاد کا حکم

(٦٦٥٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ)) (مسند احمد: ٨٠٨٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زنا کی اولاد تین افراد میں سے زیادہ برا ہے۔''

(٦٦٥٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ أَشَرُّ الثَّلَاثَةِ إِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ أَبَوَيْهِ۔)) يَعْنِي وَلَدَ الزِّنَا۔ (مسند احمد: ٢٥٢٩٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زنا کی اولاد اس وقت تینوں میں سے سب سے بدتر ہوتی ہے، جب وہ اپنے ماں باپ جیسا کام کرتی ہے۔''

(٦٦٥٢) تخريج: هذه ثلاثة احاديث، وهي صحيحة، لكن جمعها مجالد في هذا المتن الواحد، واسناد هذا الحديث ضعيف لضعف مجالد بن سعيد۔ أخرجه الترمذي: ١١٧٢ (انظر: ١٤٣٢٤)

(٦٦٥٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٩٦٣ (انظر: ٨٠٩٨)

(٦٦٥٤) تخريج: اسناده ضعيف جدا، فيه ابراهيم ابن اسحاق، وهو ابراهيم بن الفضل، وهو متروك (انظر: ٢٤٧٨٤)

فوائد:...... امام سفیان کہتے ہیں:......اِذَا عَمِلَ بِعَمِلِ اَبَوَیْهِ۔ ......اس حدیث کو اس کے مفہوم پر اس وقت محمول کیا جائے گا جب وہ بیٹا بھی اپنے والدین والا فعل کرے گا۔ اس قول کی تائید درج ذیل مرفوع روایت سے ہوتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ اِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ اَبَوَیْهِ۔)) ......''زنا کا بیٹا تین افراد میں سے ہے، جب وہ بھی اپنے والدین والی کاروائی شروع کر دے۔'' اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلی سوء حفظ کی بنا پر ضعیف ہے۔

امام البانی نے بھی یہی مفہوم پسند کیا ہے۔ (صحیحہ:۶۷۲)

لیکن فی الحقیقت زنا کی وجہ سے ہونے والی اولاد، اپنے والدین کے کیے سے بری ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((لَیْسَ عَلٰی وَلَدِ الزِّنَا مِن وِزْرِ أَبَوَیْهِ شَیْءٌ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی﴾ ۔))[فاطر:۱۸] (صحیحه: ۲۱۸۶) ''زنا کی اولاد پر اپنے والدین کے گناہ کا کوئی وبال نہیں ہوگا، ارشادِ باری تعالی ہے:''(اور قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

زنا سنگین جرم ہے، لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اولاد بے قصور ہے، ایسے بچوں کو ان کے والدین کے کئے کا کبھی بھی طعنہ نہیں دینا چاہیے۔

(۶۶۵۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مَنَّانٌ، وَلَا وَلَدُ زِنْیَةٍ۔)) (مسند احمد: ۶۸۹۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کا نافرمان اور ہمیشہ کا شرابی اور احسان جتانے والا اور ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

فوائد:...... کوئی شک نہیں کہ ولد الزنا اپنا سبب بننے والے دو افراد کی برائی کا ذمہ دار نہیں ہے، نہ اس کو اس چیز کا طعنہ دیا جا سکتا ہے، لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ایسے بچے معاشرے کے قیمتی افراد نہیں بنتے، ان کا رجحان گھٹیا افراد کی طرف ہوتا ہے۔

(۶۶۵۵) تخریج: صحیح لغیره دون قوله: "ولا ولد زنیة" وهذ اسناد ضعیف، علته جابان، وهو لا یدری من هو، وقال ابو حاتم: لیس بحجة، وقال البخاری: لا یعرف لجابان سماع من عبد الله۔ أخرجه النسائی فی "الکبری": ۴۹۱۵، والدارمی: ۲/ ۱۱۲، وابن حبان: ۳۳۸۳، والطیالسی: ۲۲۹۵ (انظر: ۶۸۹۲)

بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ لِأَنَّهُ مِنْ مُقَدِّمَاتِ الزِّنَا

اجنبی عورت کو دیکھنے کے حرام ہونے کا بیان، کیونکہ یہ زنا کے مقدمات میں سے ہے

(٦٦٥٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُتْبِعِ النَّظَرَ النَّظَرَ، فَإِنَّ الْأُوْلٰى لَكَ وَلَيْسَ لَكَ الْآخِرَةُ۔)) (مسند احمد: ١٣٦٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''نظر کے پیچھے نظر نہ لگانا، پہلی نظر تو معاف ہے، جبکہ دوسری کی تجھے اجازت نہیں۔''

فوائد:…… پہلی نظر سے مراد بلا ارادہ پڑ جانے والی نظر ہے، اگر آدمی ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے غیر محرم خاتون پر پڑنے والی نظر کو فوراً پھیر لے تو اس خاتون کی شکل دماغ میں محفوظ نہیں ہو سکتی، جبکہ اس عمل کی وجہ سے وجود میں برکت آ جاتی ہے، اس طرح سے آدمی گندے خیالات سے مکمل طور پر بچ جاتا ہے۔

(٦٦٥٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا عَلِيُّ! اِنَّ لَكَ كَنْزًا مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنَّكَ ذُوْ قَرْنَيْهَا فَلَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَ لَكَ الْآخِرَةُ۔)) (مسند احمد: ١٣٧٣)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! آپ کے لئے جنت میں ایک خزانہ ہے، تم جنت کے دونوں کناروں میں رہو گے، لہٰذا نظر کے پیچھے نظر نہ ڈالنا، بے شک تجھے پہلی نظر کی اجازت ہے، دوسری کی اجازت نہیں ہے۔''

(٦٦٥٨)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رضی اللہ عنہ: ((لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٧٩)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''نظر کے پیچھے نظر نہ لگانا، پہلی نظر تو معاف ہے، جبکہ دوسری کی تجھے اجازت نہیں۔''

(٦٦٥٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زِنْيَتُهَا النَّظَرُ وَيُصَدِّقُهَا الْاَعْرَاضُ وَاللِّسَانُ زِنْيَتُهُ النُّطْقُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے پر اللہ تعالیٰ نے اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، وہ اس کو لا محالہ طور پر پائے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، پھر مختلف (روحانی) بیماریاں اس کی تصدیق کرتی ہیں، زبان کا زنا

(٦٦٥٦) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الدارمي: ٢٧٠٩، والبزار: ٩٠٧، وابن حبان: ٥٥٧٠، والحاكم: ٣/ ١٢٣ (انظر: ١٣٦٩)

(٦٦٥٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٦٥٨) تخريج: حسن لغيره (انظر:)۔ أخرجه ابوداود: ٢١٤٩، والترمذي: ٢٧٧٧ (انظر: ٢٢٩٩١)

(٦٦٥٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن حبان: ٤٤٢١ (انظر: ٨٢١٥)

وَالْقَلْبُ الْمُتَمَنِّيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ مَا ثَمَّ وَيُكَذِّبُ۔)) (مسند احمد: ۸۱۹۹)

بولتا ہے، دل تمنا کرنے والا ہوتا ہے اور شرمگاہ ان سب امور کی تصدیق کرتی ہے یا پھر تکذیب۔‘‘

فوائد:...... اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں وہ نیکیاں اور برائیاں بھی لکھ دی ہیں، جو ہر انسان نے کرنی ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالی کا علم یا تقدیر کہتے ہیں، لیکن اس ریکارڈ کا یہ معنی نہیں کہ انسان برے اعمال کر کے گنہگار نہیں ہوگا، اگر اللہ تعالی کو علم ہے کہ فلاں بندے نے بدکاری کرنی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس معاملے میں بندے کو معذور سمجھا جائے۔

(٦٦٦٠)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، وَالْفَرْجُ يَزْنِي۔)) (مسند احمد: ۳۹۱۲)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’دونوں آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، دونوں ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، دونوں پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔‘‘

(٦٦٦١)۔ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ لَهُ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا الْيَدَيْنِ الْبَطْشُ، وَزِنَا الرِّجْلَيْنِ الْمَشْيُ، وَزِنَا الْفَمِ الْقُبَلُ وَالْقَلْبُ يَهْوِيْ وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذَالِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ۔)) وَحَلَّقَ عَشْرَةً ثُمَّ أَدْخَلَ أُصْبُعَهُ السَّبَّابَةَ فِيْهَا، يَشْهَدُ عَلٰى ذَالِكَ أَبُوْهُرَيْرَةَ، لَحْمُهُ وَدَمُهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۹۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’آدم کے ہر بیٹے کا زنا میں حصہ ہے، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، منہ کا زنا بوسہ لینا ہے اور دل اس کی خواہش اور تمنا کرتا ہے اور پھر شرمگاہ ان امور کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔‘‘ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دس کے عدد کا حلقہ بنایا اور دوسرے ہاتھ کی انگشتِ شہادت کو اس میں داخل کیا اور کہا: ابو ہریرہ کا گوشت اور خون اس پر گواہی دیتا ہے۔

(٦٦٦٢)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۸۶)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ہر آنکھ سے زنا سرزد ہوتا ہے۔‘‘

(٦٦٦٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ٥٣٦٤، والبزار: ١٥٥٠، والطبراني في "الكبير": ١٠٣٠٣ (انظر: ٣٩١٢)

(٦٦٦١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٥٧ (انظر: ١٠٩٢٠)

(٦٦٦٢) تخريج: اسناده جيّد۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٦٨١، وابن حبان: ٤٤٢٤، والبيهقي: ٣/ ٢٤٦ (انظر: ١٩٧٤٨)

فوائد:...... ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ مرد کا غیر محرم عورت کو دیکھنا حرام ہے، آنکھ ہی زنا کا مقدمہ ہے، جو آدمی اپنی نظر کی حفاظت کرے گا، وہ بدکاری کے تمام متعلقات سے محفوظ رہے گا، ان شاء اللہ تعالی۔

بَابُ الْعَفْوِ عَنْ نَظْرَةِ الْفَجْأَةِ وَثَوَابِ الْغَضِّ عَنِ النَّظْرِ بَعْدَهَا وَقَوْلِهِ V: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ))

اجنبی عورت پر اچانک پڑ جانے والی نگاہ کی معافی کا اور ایسی نگاہ کے بعد نظر جھکا لینے کے ثواب بیان اور آپ ﷺ کا فرمان کہ ''جب کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو پسند آ جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے (اور جماع کرے)

(٦٦٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٥٩ (انظر: ١٩١٦٠)

(٦٦٦٣)۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفَجْأَةِ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِيْ۔ (مسند احمد: ١٩٣٧٣)

سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں نظر پھیر لیا کروں۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾...... (النور: ٣٠، ٣١) ''مؤمنوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو پست رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالی سب سے باخبر ہے۔ اور مسلم خواتین سے بھی کہہ دیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں۔'' پہلا حکم تو یہی ہے کہ خواتین و حضرات اپنی نگاہیں پست رکھیں، لیکن خدانخواستہ اگر نگاہ کسی ایسی چیز پر پڑ جاتی ہے، جس کو شریعت نے دیکھنے سے منع کیا تو فوراً نظر کو پھیر لینا چاہیے، فی الفور نظر کو ہٹانے سے یا تو شہوت کے اثرات پیدا ہی نہیں ہوتے یا پھر جلد ہی کم پڑ جاتے ہیں۔

(٦٦٦٤)۔ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلٰى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٣٤)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کی پہلی مرتبہ کسی عورت کے محاسن پر نظر پڑتی ہے، لیکن پھر وہ اپنی نظر کو پست کر لیتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اس کی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔''

(٦٦٦٤) اسناده ضعيف جدا، على بن يزيد بن أبى هلال الالهانى واهى الحديث وعبيد الله بن زحر ضعيف يعتبر به۔ أخرجه البيهقى فى "شعب الايمان": ٥٤٣١، والطبرانى فى "الكبير": ٧٨٤٢ (انظر: ٢٢٢٧٨)

فوائد:...... بہرحال اس قسم کے حرام کردہ امور سے بچتے وقت مؤمن کو اپنے مزاج میں لذت اور حلاوت محسوس ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حرام سے اجتناب کرنا عبادت گزاری کی بڑی اقسام میں سے ہے، اس لیے ایسا کرتے وقت اللہ تعالی کے قرب کا احساس ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ سے محبت بڑھ جاتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مزاج فرحت و مسرت محسوس کریں۔

(٦٦٦٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَأَتٰى زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيْئَةً فَقَضٰى مِنْهَا حَاجَتَهُ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذَاكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهِ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٩١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا، وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی، اس لیے آپ ﷺ اپنی حرم پاک سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، جبکہ وہ چمڑا مل رہی تھیں، پھر آپ ﷺ نے ان سے اپنی حاجت پوری کی اور فرمایا: ''بے شک عورت شیطان کی صورت میں متوجہ ہوتی ہے اور شیطان کی صورت میں ہی پیٹھ پھیر کر جاتی ہے، اس لیے جب کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور (اپنی حاجت پوری کر لے)، یہ چیز اس کے نفس کے برے خیال کو ختم کر دے گی۔''

فوائد:...... انسان پاکباز اور پاکدامن رہنے کی فکر رکھتا ہو، تو اس حدیث میں بیان کیا ہوا اصول اس کا سب سے بڑا معاون ہو گا، کیونکہ پاکدامنی اسی وقت متاثر ہوتی، جب آدمی غیر محرم خواتین کے پیچھے پڑتا ہے اور پھر دن بدن شیطان اس کے دل میں گھر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی اس قانون پر عمل کرے گا تو اس کو دو برکتوں کا حصول ہو گا، ایک غیر محرم عورت سے بے رخی اختیار کرنا اور دوسرا اپنی بیوی سے مجامعت کرنا، مؤخر الذکر کو آپ ﷺ باعثِ اجر قرار دیا ہے، شیطان ایسے آدمی سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کے شروع والے حصے میں میں ایک بات قابل توجہ ہے کہ وہ خاتون نبی کریم ﷺ کو اچھی لگی، اس کے بارے میں ابن عربی لکھتے ہیں: آپ ﷺ کو اپنے دل میں جو خیال آیا، یہ ایسا معاملہ ہے، جس پر نہ شرعاً مؤاخذہ ہو گا اور نہ آپ ﷺ کی رفعت و منزلت میں کوئی کمی آئے گی، آپ ﷺ نے جو چیز محسوس کی ہے، یہ آدمی کی جبلّت ہے، جبکہ آپ ﷺ معصوم اور حکیم تھے، اس کے باوجود آپ ﷺ نے حق زوجیت ادا کر کے پاکدامنی کے ساتھ اس جبلی اور فطرتی خیال کو ختم کر دیا۔

قارئین کو نبی کریم ﷺ کی عصمت و عظمت کا اعتراف کرنے کے بعد ان امور میں فرق کرنا چاہیے: محض کسی چیز کا خیال آ جانا، برائی کا باقاعدہ ارادہ کرنا اور پھر اس کو نافرمانی سمجھ کر اس سے باز رہنے کا ارادہ کرنا، برائی کا عزم کرنا اور

(٦٦٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٠٣ (انظر: ١٤٥٣٧)

اس کا ارتکاب کرنے کی کوشش میں رہنا، عملی طور پر برائی کرنا۔ مؤخر الذکر تین امور عصمت کے منافی ہیں، پہلی چیز قابل مؤاخذہ نہیں ہے، بالخصوص جب اس کے اثر کو نیکی کے ذریعے زائل کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٦٦٦٦)۔ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَالِسًا فِي أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كَانَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((أَجَلْ قَدْ مَرَّتْ بِي فُلَانَةُ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي شَهْوَةُ النِّسَاءِ فَأَتَيْتُ بَعْضَ أَزْوَاجِي فَأَصَبْتُهَا فَكَذَالِكَ فَافْعَلُوْا، فَإِنَّهُ مِنْ أَمَاثِلِ أَفْعَالِكُمْ إِتْيَانُ الْحَلَالِ۔)) (مسند احمد: ١٨١٩١)

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ گھر داخل ہوئے اور پھر باہر تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ نے غسل بھی کیا ہوا تھا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، فلاں عورت میرے پاس سے گزری، اس سے میرے دل میں عورتوں کی خواہش بیدار ہوئی، اس لیے میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور حق زوجیت ادا کیا، تم بھی اسی طرح کیا کرو، حلال کو اختیار کرنا تمہارے افضل اعمال میں سے ہے۔''

بَابُ مَاجَاءَ فِي نَظْرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الرَّجُلِ الْأَجْنَبِيِّ
عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا بیان

(٦٦٦٧)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَيْمُوْنَةُ رضی اللہ عنہا فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ وَذَالِكَ بَعْدَ أَنْ أَمَرَنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِحْتَجِبَا مِنْهُ۔)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٧٢)

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس داخل ہوئے، یہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اس سے پردہ کرو۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو نابینا آدمی ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم اس کو دیکھ نہیں رہی ہو۔''

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾...... (النور: ٣٠) ''اور ایماندار عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر

(٦٦٦٦) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨٤٨، والبخاري: في "التاريخ": ٦/ ١٣٩ (انظر: ١٨٠٢٨)

(٦٦٦٧) اسناده ضعيف لجهالة حال نبهان۔ أخرجه ابوداود: ٤١١٢، والترمذي: ٢٧٧٨ (انظر: ٢٦٥٣٧)

اس مسئلہ کے معارض جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، ان میں احتمال پایا جاتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلْوَةِ بِالْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ
اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی ممانعت کا بیان

(٦٦٦٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔)) (مسند احمد: ١٤٧٠٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اس عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، جس کا محرم موجود نہ ہو، کیونکہ ان دو کا تیسرا شیطان ہوگا۔''

(٦٦٦٩)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ لَهُ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ إِلَّا مَحْرَمٌ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ أَبْعَدُ، مَنْ سَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ وَسَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٨٥)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! ہرگز کوئی آدمی بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، جو اس کے لئے حلال نہ ہو، کیونکہ تیسرا شیطان آجاتا ہے، ماسوائے محرم کے، شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو سے زیادہ دور ہو جاتا ہے اور جس شخص کو اس کی برائی بری لگے اور اس کو اس کی اچھائی اچھی لگے، تو وہ مؤمن ہوگا۔''

(٦٦٧٠)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند احمد: ١١٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز کوئی آدمی بھی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، کیونکہ ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے، اور جس شخص کو اس کی اچھائی اچھی لگے اور اس کی برائی بری لگے تو وہ مؤمن ہوگا۔''

فوائد:...... اچھائی کا اچھا لگنا اور برائی کا برا لگنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلقات کے بعد مومن کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے، اس سعادت کے بعد دن بدن نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور برائیوں کی مقدار کم ہونے لگتی ہے۔

(٦٦٦٨) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١١٧١ ٢ (انظر: ١٤٦٥١)

(٦٦٦٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البزار و ابو يعلى و الطبراني (انظر: ١٥٦٩٦)

(٦٦٧٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٢١٦٥ (انظر: ١١٤)

(٦٦٧١)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)) (مسند احمد: ١٧٥٣١)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم عورتوں پر داخل ہونے سے خصوصی طور پر بچو۔'' ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا دیور کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیور تو موت ہے۔''

فوائد:...... یعنی دیور سے خصوصی اجتناب کی ضرورت ہے، کیونکہ اگر اس سے مانوسیت ہوگئی تو ایک گھر ہونے کی وجہ سے یا ہمسایہ ہونے کی وجہ سے یا بھائی کے گھر میں آمد و رفت کی وجہ سے ایک دوسرے تک رسائی حاصل کرنا پہلے سے ہی آسان ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بعض خاندانوں میں مردوں کے نزدیک ان کی بھابیوں کی اتنی قدر اور تقدس ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھی ان کے ساتھ بدفعلی کا نہیں سوچ سکتے، اس لیے ان لوگوں کو اس حدیثِ مبارکہ پر تعجب ہوتا ہے کہ جب طبع اور مزاج کا تقاضا یہ ہے تو شریعت نے اس معاملے میں اس قدر سختی کیوں کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت چند خاندانوں یا چند باضمیر افراد کے مزاج کو نہیں دیکھتی، بلکہ اس کی نظر متوقع شرّ پر بھی ہوتی ہے، جبکہ ہمارے ہی معاشرے میں عملی طور پر ایسے بدکردار لوگ موجود ہیں، جن کی بدنگاہوں سے ان کی بھابیاں سالم نہ رہ سکیں اور انھوں نے دوسرے افراد کے ذریعے ان کو ورغلایا اور منہ کالا کیا۔ (نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ) ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ غیر محرم مرد و زن کا علیحدگی اختیار کرنا منع ہے، نظر کی طرح خلوت بھی بدکاری کے پھیل جانے کا بہت بڑا سبب ہے، ہمارے معاشرے میں اکثر فتنے اسی علیحدگی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر کسی خاتون کو غیر محرم مردوں کے تعلقات سے بچانا ہو تو اس کا موبائل اور نیٹ کا استعمال بھی محدود ہونا چاہیے، کیونکہ موبائل اور نیٹ نے لڑکوں اور لڑکیوں کو گفتگو کے ذریعے خلوت کے جو مواقع مہیا کیے ہیں، وہی شرّ اور فساد کی بنیاد ہیں، اگر ایک لڑکی بظاہر تو گھر میں ہی بیٹھی ہے، لیکن موبائل وغیرہ کے ذریعے اس کے غیر محرم لڑکوں کے ساتھ رابطے جاری ہیں، تو یہ بھی وہی چیز ہوگی، جس کو نبی کریم ﷺ نے ان احادیث میں حرام قرار دیا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَاشَرَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ حَائِلٍ
بغیر کسی اوٹ کے مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنے سے ممانعت کا بیان

(٦٦٧٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُبَاشِرُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔)) (مسند احمد: ١٤٨٩٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہی کپڑے میں مرد، مرد کے ساتھ اپنا جسم نہ ملائے۔''

(٦٦٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٣٢، ومسلم: ٢١٧٢ (انظر: ١٧٣٩٦)

(٦٦٧٢) صحيح لغيره۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٧، والطبراني في "الاوسط": ٥٢١٤ (انظر: ١٤٨٣٦)

فوائد:...... عورت کا عورت کے ساتھ اور مرد کا مرد کے ساتھ ننگے ہو کر ایک لحاف یا کپڑے میں لیٹنا منع ہے، کیونکہ یہ بے پردگی، بدتہذیبی اور گندے خیالات کے پیدا ہونے کا سبب ہے اور بعض صورتوں میں اس سے کسی بڑے حرام کام کے ارتکاب کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

(٦٦٧٣)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ: وَلَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَاشِرُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَلَا الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ اِلَّا الْوَلَدَ وَالْوَالِدَ۔)) وَفِیْ رِوَايَةٍ: ((أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلٰى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ اِلَّا إِلٰى وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ۔)) (مسند احمد: ٩٧٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں مباشرت نہ کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ نہ لیٹے، ما سوائے اولاد اور والدین کے۔'' ایک روایت میں ہے: ''ہرگز کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ اور کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیٹے، ماسوائے اولاد اور والدین کے۔''

فوائد:...... اگرچہ اولاد اور والدین کے باہمی تقدس کی وجہ سے حرام کام کے ارتکاب کا خطرہ تو نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوجود ان کے لیے بھی اس طرح لیٹنا ممنوع ہے، کیونکہ یہ بھی بے پردگی، بدتہذیبی اور گندے خیالات کے پیدا ہونے کا مستلزم ہے۔ اس حدیث میں اولاد اور والدین کو مستثنی کیا گیا ہے، لیکن استثنا والے یہ الفاظ ضعیف ہے۔

(٦٦٧٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ حَتّٰى تَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا۔)) زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ: ((إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا ثَوْبٌ۔)) (مسند احمد: ٣٦٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت، عورت کے ساتھ مل کر نہ سوئے حتیٰ کہ وہ اپنے خاوند کے لیے اس خاتون کا حلیہ بیان کرے گی گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''الا یہ کہ ان دونوں کے درمیان کپڑا ہو۔''

فوائد:...... کسی خاتون کے لیے منع ہے کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے دوسری خواتین کا حسن بیان کرے، ظاہر بات ہے کہ اس سے خاوند کے اندر غلط جذبات ابھر سکتے ہیں۔

(٦٦٧٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَاشِرُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' آدمی، آدمی کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ

(٦٦٧٣) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "الا الولد والوالد"، وهذا اسناد ضعيف لجهالة الطفاوى شيخ ابى نضرة۔ أخرجه ابوداود: ٢١٧٤، والترمذى: ٢٧٨٧ (انظر: ٩٧٧٥)

(٦٦٧٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٢٤١ (انظر: ٣٦٠٩)

(٦٦٧٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ١١٧٢٨، وابن ابى شيبة: ٤/ ٣٩٨، والبزار: ٢٠٧٤ (انظر: ٢٨٧١)

الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۸۷۱)

آپس میں مل کر نہ سوئیں۔"

(۶۶۷۶)۔ عَنْ اَبِیْ شَهْمٍ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا بَطَّالًا، قَالَ: فَمَرَّتْ بِیْ جَارِيَةٌ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ إِذْ هَوَيْتُ إِلٰى كَشْحِهَا (وَفِیْ لَفْظٍ: أَخَذْتُ بِكَشْحِهَا) فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ: فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُبَايِعُوْنَهُ فَأَتَيْتُهُ فَبَسَطْتُ يَدِیْ لِأُبَايِعَهُ فَقَبَضَ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ: فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُبَايِعُوْنَهُ فَأَتَيْتُهُ فَبَسَطْتُ يَدِیْ لِأُبَايِعَهُ فَقَبَضَ يَدَهُ وَقَالَ: ((أُحِبُّكَ صَاحِبَ الْجُبَيْذَةِ۔)) يَعْنِیْ اَمَا إِنَّكَ صَاحِبُ الْجُبَيْذَةِ أَمْسِ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْنِی فَوَ اللّٰهِ! لَا أَعُوْدُ أَبَدًا قَالَ: ((فَنَعَمْ إِذًا۔)) (مسند احمد: ۲۲۸۷۹)

ابوشہم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک بے کار سا آدمی تھا، ایک دن مدینہ منورہ کے کسی راستہ پر ایک لونڈی میرے پاس سے گزری، میں اس کے پہلو کی طرف جھکا، ایک روایت میں ہے: میں نے اس کا پہلو پکڑ لیا، اگلے دن جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کے لیے آئے تو میں بھی آیا اور بیعت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلایا، لیکن آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا، اگلے دن پھر ایسے ہی ہوا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر رہے تھے، میں بھی آیا اور اپنا ہاتھ پھیلایا، لیکن آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا، لیکن اس بار فرمایا: "میں تجھے جبیذہ والا ساتھی گمان کر رہا ہوں۔" آپ ﷺ کی مراد یہ سوال تھا کہ کیا کل تو جبیذہ والا ساتھی نہیں تھا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے بیعت لے لیں، اللہ کی قسم! میں کبھی بھی یہ جرم نہیں کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر ٹھیک ہے۔"

فوائد:...... ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کے الفاظ "أُحِبُّكَ" کی اصل شکل "أَحْسِبُكَ" تھی، کسی کاتب سے غلطی ہوگئی ہے، ہم نے اصل لفظ کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔

"الجُبَیذة" کا لفظ "جبذ" سے مشتق ہے اور یہ "جذب" کی ایک لغت ہے، جس کے معانی کھینچنے کے ہیں، آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ تو ہی وہ آدمی ہے، جو کل لونڈی کے پہلو کو پکڑ کر اس کو کھینچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ابوشہم کے اس جرم کی وجہ سے بیعت نہیں لی تھی، پھر جب انھوں نے توبہ تائب ہو جانے کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے بیعت لے لی۔

بَابُ نَهْيِ الْمُخَنَّثِيْنَ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَى النِّسَاءِ

ہیجڑوں کا عورتوں پر داخل ہونے سے ممانعت کا بیان

(۶۶۷۷)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میرے پاس

(۶۶۷۶) حدیث صحیح۔ أخرجه ابو یعلی: ۱۵۴۳، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۹۳۲ (انظر: ۲۲۵۱۲)

(۶۶۷۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۳۲۴، ۵۲۳۵، ومسلم: ۲۱۸۰ (انظر: ۲۶۴۹۰)

اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا مُخَنَّثٌ وَعِنْدَهَا أَخُوْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ وَالْمُخَنَّثُ يَقُوْلُ لِعَبْدِ اللّٰهِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، قَالَتْ: فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكِ.)) (مسند احمد: ۲۷۰۰۳)

ایک ہیجڑا بیٹھا ہوا تھا، لیکن میرا بھائی سیدنا عبد اللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اس ہیجڑے نے عبداللہ سے کہا: اے عبداللہ بن زمعہ! اگر کل اللہ تعالی نے تمہارے لیے طائف کو فتح کر لیا تو غیلان کی بیٹی کو تو نے لازمی طور پر پکڑ لینا ہے، کیونکہ وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے یہ الفاظ سنے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''آئندہ یہ ہیجڑا ہرگز تجھ پر داخل نہ ہونے پائے۔''

(٦٦٧٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ يَدْخُلُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مُخَنَّثٌ وَكَانُوْا يَعُدُّوْنَهُ مِنْ غَيْرِ أُوْلِي الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً فَقَالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا أَرٰى هٰذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا، لَا يَدْخُلُ عَلَيْكُنَّ هٰذَا.)) فَحَجَبُوْهُ۔ (مسند احمد: ۲۵۷۰۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک ہیجڑا، نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آتا رہتا تھا، لوگ سمجھتے تھے کہ وہ شہوانی خواہشات سے عاری ہے، ایک دن نبی کریم ﷺ جب تشریف لائے تو وہ ہیجڑا آپ ﷺ کی کسی اہلیہ کے پاس موجود تھا، وہ ایک عورت کا حسن یوں بیان کرنے لگا کہ وہ جب آتی ہے تو چار بَلْ کے ساتھ آتی ہے اور جب وہ جاتی ہے تو آٹھ بل کے ساتھ جاتی ہے، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ اتنا کچھ جانتا ہے، یہ آئندہ تمہارے پاس نہ آنے پائے۔'' پس لوگوں نے اس کو منع کر دیا۔

فوائد:...... عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ ہیجڑوں میں سنجیدگی اور شرم وحیا کم ہوتا ہے، بلکہ پایا ہی نہیں جاتا، یہ لوگ مردوں سے بھی شہوانی باتیں کرتے ہیں اور عورتوں سے بھی، درج بالا احادیث سے پتہ چلا کہ یہ مرد وزن کی کیفیت بھی بتلا سکتے ہیں، جبکہ ایسا کرنے سے پردہ بے معنی ہو جاتا ہے، پھر آگے سے ان کے مخاطَب افراد بھی غیر سنجیدہ ہو کر شرارت والی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور شہوانی جذبات ابھرنا شروع ہو جاتے ہیں، ایسے ہیجڑوں کو خواتین و حضرات دونوں کے پاس آنے سے منع کر دینا چاہیے۔

(٦٦٧٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو ہیجڑا پن اپناتے ہیں اور ان

(٦٦٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١٨١، وابوداود: ٤١٠٩ (انظر: ٢٥١٨٥)

(٦٦٧٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٨٦، ٦٨٣٤، وابوداود: ٤٩٣٠ (انظر:)

وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ: ((اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ۔)) فَأَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا۔

(مسند احمد: ۱۹۸۲)

عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردانہ پن اپناتی ہیں اور فرمایا: ''ہیجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو۔'' آپ ﷺ نے فلاں کو اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو گھر سے نکال دیا تھا۔

(٦٦٨٠)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخَنِّثِی الرِّجَالِ الَّذِیْنَ یَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ، وَرَاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهُ۔ (مسند احمد: ۷۸٤۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کے ان ہیجڑوں پر لعنت کی ہے، جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت کی، جو مردوں کا سا انداز اپناتی ہیں اور ان کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور اس پر بھی لعنت کی ہے جو جنگل میں تنہا سفر کرتا ہے۔

فوائد:...... اللہ تعالی نے مرد و زن دونوں کی وضع قطع، بول چال، چلن پھرن، نقل و حرکت اور دیگر کئی صفات علیحدہ علیحدہ بنائی ہیں اور ہر جنس کے لیے بعض خاص احکام نافذ کیے ہیں، مثلا لباس، خوشبو، سر کے بال، وغیرہ۔ ہر جنس کو چاہیے کہ وہ اپنی فطرتی صفات پر پابند رہے اور تکلف اختیار کرتے ہوئے مرد، عورت کی اور عورت، مرد کی صفات اختیار نہ کرے، وگرنہ وہ آپ ﷺ کی لعنت کے مستحق ٹھہریں گے۔

(٦٦٨١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ الْمُخَنِّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ۵۳۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردوں میں سے بہ تکلف ہیجڑا پن اختیار کرنے والوں پر لعنت کی ہے اور عورتوں میں سے جو مردوں کا سا پن اپناتی ہیں، ان پر بھی آپ ﷺ نے لعنت کی ہے۔

(٦٦٨٠) تخریج: صحیح دون قوله "وراکب الفلاة وحده"، وهذا اسناد ضعیف لجهالة طیب بن محمد۔ أخرجه البیهقی فی "الشعب": ٤٧٢٨، وابن ابی شیبة: ٩/ ٦٣ (انظر: ٧٨٥٥)

(٦٦٨١) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف لضعف ثویر۔ أخرجه البزار: ٢٠٧٥، والطبرانی فی "الکبیر": ١٣٤٧٧ (انظر: ٥٣٢٨)

اَبْوَاب رَجْمِ الزَّانِی الْمُحْصَنِ وَجَلْدِ الْبِکْرِ وَتَغْرِیْبِهِ

شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور کنوارے زانی کو کوڑے مارنے اور جلاوطن کرنے کے ابواب

بَابُ دَلِیْلِ رَجْمِ الزَّانِی الْمُحْصَنِ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
قرآن مجید سے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کی دلیل

(٦٦٨٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَا بِهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا فَأَخْشٰى أَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ عَهْدٌ فَيَقُوْلُوْا: إِنَّا لَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فَتُتْرَكَ فَرِيْضَةٌ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَأَنَّ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنَا إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ۔ (مسند احمد: ٢٧٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور اس اللہ نے آپ ﷺ پر جو کتاب نازل کی، اس میں رجم والی آیت بھی تھی، ہم نے اس کو پڑھا تھا، سمجھا تھا اور خوب یاد کیا تھا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ لوگ یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ ہم قرآن مجید میں رجم کی آیت نہیں پاتے، اس طرح اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ایک فریضے کو چھوڑ دیا جائے گا، جبکہ رجم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ثابت ہے، اس مرد اور عورت کو رجم کیا جائے گا، جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، جب گواہی ہو، یا حمل ظاہر ہو جائے، یا مجرم اعتراف کر لے۔''

(٦٦٨٢) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٨٢٩، ومسلم: ١٦٩١ (انظر: ٢٧٦)

(٦٦٨٣) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۶۶۸۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: خَطَبَنَا) فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ فَذَكَرَ الرَّجْمَ فَقَالَ: لَا نُخْدَعَنَّ عَنْهُ فَإِنَّهُ حَدٌّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى، أَلَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَجَمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَلَوْلَا أَنْ يَقُوْلَ قَائِلُوْنَ: زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ لَكَتَبْتُهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمُصْحَفِ، شَهِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَجَمَ وَرَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهِ، أَلَا وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْ بَعْدِكُمْ قَوْمٌ يُكَذِّبُوْنَ بِالرَّجْمِ وَبِالدَّجَّالِ وَبِالشَّفَاعَةِ وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ، وَبِقَوْمٍ يُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا امْتَحَشُوْا۔

(مسند احمد: ۱۵۶)

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر رجم کا ذکر کرتے ہوئے کہا: اس معاملے میں ہمیں دھوکہ نہیں ہونا چاہیے، بیشک یہ حدودِ الٰہی میں سے ایک حد ہے، خبردار! نبی کریم ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، اگر کسی کہنے والے کے اس کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ تعالی میں اضافہ کر دیا ہے، تو میں قرآن پاک کے کنارے پر رجم کی آیت تحریر کر دیتا، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما اور فلاں فلاں یہ گواہی دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ خبردار! تمہارے بعد کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے، جو رجم، دجال، شفاعت اور عذابِ قبر کو جھٹلائیں گے۔ اور حدیث کے مطابق کچھ لوگ جھلنے کے بعد جہنم سے نکالے جائیں گے، یہ لوگ اس واقعہ کو بھی جھٹلا دیں گے۔

فوائد:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رجم کی جس آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، اس سے مراد یہ آیت ہے: ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ))...... ''جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو انھیں بہر صورت سنگسار کر دو۔'' یہ الفاظ منسوخ ہو گئے ہیں، لیکن ان کا حکم باقی ہے۔ اللہ تعالی کے فرمان ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ اور متعلقہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت کا تعلق رجم سے بھی ہے۔

(۶۶۸۴)۔) عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الرَّجْمَ سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ كَانَتْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ فَهَلَكَ مَنْ كَانَ يَقْرَؤُهَا وَآيًا مِنَ الْقُرْآنِ بِالْيَمَامَةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رجم کرنا نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے، رجم کی آیت بھی نازل ہوئی تھی، جو لوگ اس کی اور قرآن کی دوسری آیات کی تلاوت کرتے تھے، وہ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔

فوائد:...... دراصل رجم سے متعلقہ واضح آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی تھی، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔

(۶۶۸۴) تخريج: اسناده ضعيف لضعف مجالد بن سعيد، وفي الخبر الفاظ منكرة (انظر: ۱۲۱۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ وَجَلْدِ الْبِكْرِ وَتَغْرِيبِهِ عَامًا
شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور کنوارے زانی کو کوڑے لگانے اور ایک سال تک جلاوطن کرنے کا بیان

(٦٦٨٥)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ وَشِبْلًا قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ بَعْضُ النَّاسِ: اِبْنَ مَعْبَدٍ وَالَّذِي حَفِظْتُ: شِبْلًا، قَالُوْا: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَائْذَنْ لِي فَأَتَكَلَّمَ، قَالَ: ((قُلْ۔)) قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا وَإِنَّهُ زَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ! (رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ) عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا۔))، فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔ (مسند احمد: ١٧١٦٨)

سیدنا ابوہریرہ، سیدنا زید بن خالد جہنی اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں، اس کا مد مقابل بھی کھڑا ہوا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا اور اس نے کہا: یہ سچ کہہ رہا ہے، آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کرو بات۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اُس نے اِس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا، میں نے اس سے ایک سو بکریاں اور خادم فدیہ کے طور پر دیئے ہیں، پھر جب میں نے اہل علم سے دریافت کیا ہے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کی جلاوطنی ہوگی اور اس آدمی کی بیوی کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم تجھ کو لوٹا دیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر ایک سال کی جلاوطنی اور اس کو سو کوڑے بھی لگائے جائیں گے، اور اے انیس! تو اس کی بیوی کے پاس جا، اگر وہ زنا کا اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا۔'' جب سیدنا انیس اس عورت کے پاس گئے تو اس نے اعتراف کر لیا، پس انھوں اسے رجم کر دیا۔ سیدنا انیس رضی اللہ عنہ بنو اسلم قبیلہ کے آدمی تھے۔

(٦٦٨٥) أخرجه البخاري: ٦٨٢٧، ٦٨٢٨، ومسلم: ١٦٩٧، وابوداود: ٤٤٤٥ (انظر: ١٧٠٤٢)

فوائد:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کنوارے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ کی سزا یہ ہے کہ اس کو سنگسار کر دیا جائے، یعنی پتھر مار مار اس کی زندگی ختم کر دی جائے، ان معاملات میں فدیے نفع مند ثابت نہیں ہوتے۔

قارئین کرام! آپ غور کریں کہ آپ ﷺ نے اپنے فیصلے میں ان چیزوں کا ذکر کیا: سو بکریوں اور خادم کا لوٹا دیا جانا، بیٹے پر ایک سال کی جلاوطنی اور سو کوڑے، اعتراف کی صورت میں خاتون کو رجم کرنا۔ ان چیزوں میں سے قرآن مجید میں صرف سو کوڑوں کا ذکر ہے، لیکن آپ ﷺ تمام امور کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ''میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے دراصل قرآن مجید کی تفسیر ہیں اور ان کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فیصلے کتاب اللہ کے مطابق ہیں۔ جو لوگ احادیثِ مبارکہ کی حجیت پر طعن کرتے ہیں، یا ان کے ذریعے قرآن مجید پر زیادتی قبول نہیں کرتے، ان کو ایسی احادیثِ نبویہ پر غور کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قول و فعل کو حجت اور آپ ﷺ کو اپنی کتاب کا مفسّر اور شارح قرار دیا۔

(٦٦٨٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ كَرَبَ لِذَالِكَ وَتَرَبَّدَ، فَأَوْحَى إِلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَقِيَ كَذَالِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا، اَلثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ، اَلثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ رُجِمَ بِالْحِجَارَةِ، وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ۔)) (مسند احمد: ٢٣١١٤)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کرب و اذیت کا سامنا کرتے اور آپ ﷺ کی رنگت تبدیل ہو جاتی، ایک دن جب آپ پر وحی کا نزول ہوا تو آپ پر یہی کیفیت طاری ہو گئی، جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سیکھو مجھ سے سیکھو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ بیان کر دیا ہے، جب شادی شدہ خاتون کے ساتھ شادی شدہ مرد اور کنواری عورت کے ساتھ کنوارا مرد زنا کرے گا تو شادی شدہ کو سو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے گا اور کنواروں کو سو کوڑے لگا کر ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔''

فوائد:...... یہ حدیث دراصل اس آیت کی تفسیر تھی: ﴿وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾..... ''تمہاری عورتوں میں جو بے حیائی کا کام کریں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو، اگر وہ گواہی دیں تو

(٦٦٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٩٠ (انظر: ٢٢٧٣٤)

(٦٦٨٧) حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٤١٧، وأخرجه مسلم (١٦٩٠) عن عبادة بن الصامت، وقال ابو حاتم: هذا الحديث عن سلمة بن المحبق خطأ، والصحيح عن عبادة بن الصامت (انظر: ١٥٩١٠)

ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو، یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے، یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے۔'' (سورۂ نساء: ۱۵) اس حدیث میں آپ ﷺ زانیوں کی سزائیں بیان کر کے اسی راستے کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(٦٦٨٧)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا، الْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْیُ سَنَةٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ۔)) (مسند احمد: ١٦٠٠٥)

سیدنا سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سیکھو مجھ سے سیکھو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ بیان کر دیا ہے، جب کنوارا مرد کنواری عورت سے زنا کرے گا تو ان کو سو کوڑے لگائیں جائیں گے اور ایک سال کی جلا وطنی ہوگی اور جب شادی شدہ خاتون کے ساتھ شادی شدہ مرد برائی کرے گا تو ان کو سو کوڑے لگا کر سنگسار کر دیا جائے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث میں ایک زائد حکم کا ذکر ہے، اور وہ ہے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنے سے پہلے سو کوڑے لگانا، عام احادیث میں اس شادی شدہ کے لیے صرف رجم کا ذکر ہے، امام احمد، امام اسحاق اور امام داود ظاہری کی رائے یہی ہے کہ پہلے کوڑے لگائے جائیں، کیونکہ اس حدیث میں رجم کے ساتھ کوڑے لگانے کا ذکر موجود ہے، یہی مسلک راجح ہے، جن احادیث میں کوڑے لگانے کا ذکر نہیں ہے تو ان کے بارے میں گزارش ہے کہ کسی چیز کا عدم ذکر، اس کے معدوم ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی سمیت جمہور اہل علم ایسے زانی کے لیے سو کوڑوں کے قائل نہیں ہے، لیکن درج بالا حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔ کنوارے مرد وزن، دونوں کے لیے سو کوڑوں اور جلا وطنی کا حکم ہے، عورت کو جلاوطن کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کیا جائے گا، عورت کو جلاوطنی سے مستثنی قرار دینا بلا دلیل ہے۔

اگر بعض احادیث میں کوڑوں کا ذکر نہیں تو کوئی ثابت، صحیح احادیث میں ان کا ذکر ہے، وہ ایک زائد بات ہے لہٰذا زائد بات کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ مطلق کو مفید پر محمول کرنے کا قاعدہ بھی معروف ہے۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا دو طرح کی ہے، سو کوڑے اور پھر رجم۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٦٨٨)۔ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ: أُتِیَ عَلِیٌّ بِزَانٍ مُحْصَنٍ فَجَلَدَهُ یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَةَ جَلْدَةٍ ثُمَّ رَجَمَهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقِیْلَ لَهُ: جَمَعْتَ عَلَیْهِ حَدَّیْنِ، فَقَالَ: جَلَدْتُهُ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَرَجَمْتُهُ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند

امام شعبی کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شادی شدہ زانی کو لایا گیا، انھوں نے اس کو جمعرات کے دن سو کوڑے لگائے اور پھر جمعہ کے دن اس کو رجم کر دیا، کسی نے ان سے کہا: آپ نے تو اس پر دو حدیں جمع کر دیں ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے کتاب اللہ کی روشنی میں اس کو کوڑے مارے ہیں اور

(٦٦٨٨) اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابویعلی: ٢٩٠، والدارقطنی: ٣/ ١٢٣ (انظر: ٩٤١)

احمد: ۹٤۱)

سنتِ رسول کی روشنی میں رجم کیا ہے۔

فوائد:...... الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا، لیکن سابق حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

(٦٦٨٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَضٰى فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ أَنْ يُنْفٰى عَامًا مَعَ الْحَدِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۹۸٤۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی کے بارے میں یہ فیصلہ کیا اسے حد کے ساتھ ساتھ ایک سال کے لئے جلاوطن بھی کیا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قِصَّةِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيِّ وَرَجْمِهِ
ماعز بن مالک اسلمی کے قصے اور رجم کا بیان

(٦٦٩٠)۔ عَنْ مُسَاوِرِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا بَرْزَةَ فَقُلْتُ: هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، رَجُلًا مِنَّا يُقَالُ لَهُ: مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۳۵)

مساور بن عبید کہتے ہیں: میں سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم میں سے ایک آدمی کو رجم کیا تھا، اس کا نام ماعز بن مالک تھا۔

(٦٦٩١)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، رَجَمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ وَرَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ وَامْرَأَةً وَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ: ((نَحْكُمُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔)) (مسند احمد: ۱۵۲۱۸)

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! اسلم قبیلہ کے ایک آدمی کو، ایک یہودی کو اور ایک عورت کو رجم کیا تھا اور آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا تھا: ''ہم آج تمہارا فیصلہ کریں گے۔''

(٦٦٩٢)۔ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فِيْ حِجْرِ أَبِيْ فَأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِيْ:

نعیم بن ہزال کہتے ہیں: ماعز بن مالک میرے ابا جان کی زیر پرورش تھا، اس نے قبیلہ کی ایک لونڈی سے زنا کر لیا، میرے ابا جان نے اس سے کہا: تو نبی کریم ﷺ کے پاس چل اور آپ کو اپنے کیے پر مطلع کر، ممکن ہے کہ آپ ﷺ تیرے

(٦٦٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٣٣ (انظر: ٩٨٥٦)

(٦٦٩٠) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ١٠/ ٧٨، وابو يعلى: ٧٤٣١ (انظر: ١٩٧٩٧)

(٦٦٩١) حديث صحيح دون قوله: وقال لليهودي: "نحن نحكم عليكم اليوم"، وهذا الاسناد ضعيف من اجل عبد الله بن لهيعة۔ أخرجه مسلم: ١٧٠١ دون لفظة: "نحن نحكم عليكم اليوم" (انظر: ١٥١٥١)

(٦٦٩٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه أبوداود: ٤٤١٩ (انظر: ٢١٨٩٠)

إِئْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَإِنَّمَا يُرِيْدُ بِذَالِكَ رَجَاءَ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ مَخْرَجٌ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، ثُمَّ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فِيْمَنْ؟)) قَالَ: بِفُلَانَةٍ، قَالَ: ((هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ بَاشَرْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ جَامَعْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ، قَالَ: ((فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ۔)) فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ جَزَعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ أَعْجَزَ أَصْحَابَهُ فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيْفِ بَعِيْرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، قَالَ: ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ: ((هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ يَتُوْبُ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔)) قَالَ هِشَامٌ: فَحَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَبِيْ حِيْنَ رَآهُ: ((وَاللّٰهِ يَا هَزَّالُ! لَوْ كُنْتَ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا مِمَّا صَنَعْتَ بِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۳۵)

لیے بخشش کی دعا کر دیں، ان کا مقصد یہ تھا کہ شاید بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے، چنانچہ ماعز آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم جاری فرمائیں، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کر لیا، وہ دوسری جانب آ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھا ہوں، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم جاری فرمائیں، (آپ ﷺ نے رخ پھیر لیا)، وہ تیسری بار سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم نافذ کریں، (آپ ﷺ نے اعراض کیا)، پھر چوتھی مرتبہ وہ آپ ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم جاری کریں، اب کی بار نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے چار مرتبہ اعتراف کر لیا ہے، اب مجھے بتا کہ تو نے کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟'' اس نے کہا: فلاں عورت سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس کے ساتھ لیٹا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا آپ نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں! پس آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے، پس اس کو حرہ کی طرف لے جایا گیا، جب اسے پتھر زنی کی تکلیف ہوئی تو وہ بے سے ہو کر وہاں سے نکل کر بھاگا، آگے سے سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اس کو ملے، اُدھر اس کو رجم کرنے والے اب عاجز آ چکے تھے، چنانچہ سیدنا عبد اللہ نے اونٹ کی پنڈلی کی ایک ہڈی لی اور اس کو ماردی، پس وہ فوت ہو گیا، پھر جب نبی کریم ﷺ کو اس کے بھاگ جانے کا واقعہ بیان کیا گیا تو

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔'' نعیم بن ہزال نے اپنے ابا جان سے روایت کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''اے ہزال! اگر تم نے اس کی پردہ پوشی کی ہوتی تو بہتر ہوتا، بہ نسبت اس کے جو آپ نے اس کو مشورہ دے کر اس کے ساتھ سلوک کیا ہے۔''

فوائد:...... ماعز بن مالک شادی شدہ تھے، انھوں نے زنا کیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا اور صحابۂ کرام نے رجم کر دیا۔ اس حدیث میں دو امور غور طلب ہیں: آپ ﷺ کا فرمانا کہ ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا'' اس جملے کی وضاحت درج ذیل روایت سے ہو گی:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ان افراد میں تھا، جنہوں نے ماعز کو سنگسار کیا تھا، جب ہم نے اس کو سنگسار کیا اور اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو کہا: أَیْ قَوْمِ! رُدُّوْنِی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاِنَّ قَوْمِی قَتَلُوْنِیْ وَغَرُّوْنِی مِنْ نَفْسِی وَقَالُوْا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ غَیْرُ قَاتِلِكَ، قَالَ: فَلَمْ نَنْزَعْ عَنْہُ حَتّٰی فَرَغْنَا مِنْہُ، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ذَکَرْنَا لَہُ قَوْلَہُ، فَقَالَ: ((اَلَا تَرَکْتُمُ الرَّجُلَ وَجِئْتُمُوْنِی بِہِ؟)) اِنَّمَا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ یَتَثَبَّتَ فِیْ أَمْرِہِ۔ ......لوگو! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے قتل کیا ہے، انھوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے، لوگوں نے کہا: بیشک اللہ کے رسول تو تجھے قتل کرنے والے نہیں ہیں، پس ہم اس سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ اس کو رجم کرنے سے فارغ ہو گئے، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور اس کی بات آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا اور اسے میرے پاس کیوں نہیں لے آئے تھے؟'' دراصل آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ ﷺ اس کے معاملے میں مزید تحقیق کر لیتے، ممکن تھا کہ وہ رجم کا حقدار نہ ہوتا۔ (ابوداود: ٤٤٢٠، مسند احمد: ١٥٠٨٩، وسیاتی برقم ١١٦٧١)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ ممکن ہے کہ وہ آدمی اپنے اقرار سے انکار کرنا چاہتا ہو، یا اس کی کوئی ایسی تفصیل ہو، جس کی وجہ سے وہ حد سے بچ جاتا۔

چار دفعہ اقرار کروانا صرف تحقیق و تفتیش کے لیے ہے، وگرنہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ اقرار کرنے پر بھی حد نافذ کی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: ((عَلٰی اِبْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ، وَتَغْرِیْبُ عَامٍ، وَاَمَّا اَنْتَ یَا اُنَیْسُ! فَاغْدُ عَلٰی امْرَاَةِ ھٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْھَا۔)) ......''تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، انیس! تو نے صبح کو اس کی بیوی کے

پاس جاتا ہے، اگر وہ (زنا کا) اعتراف کرے تو اسے رجم کر دینا ہے۔'' (صحیح بخاری: ٢٣١٤، ٦٩٥ ١)

اس حدیث میں اعتراف کا بلا قید ذکر ہے، جس کو ایک دفعہ پر محمول کیا جائے گا، اسی طرح سیدنا لجلاج رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک عورت کو ایک مرتبہ اقرار کرنے پر رجم کروا دیا تھا۔ (ابوداود: ۴۴۳۵) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو اور واقعات پر بھی صرف ایک مرتبہ اعتراف کرنے پر حدّ نافذ کی تھی۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کی کیفیت کو سامنے رکھ کر اس سے ایک یا زائد بار جرم کا اعتراف کروایا جائے، اسی طرح وہ جس جرم کا اعتراف کر رہا ہو، اس کے بارے میں بھی یقین دہانی کر لی جائے کہ کیا اس مجرم کو اپنے جرم کی حقیقت کا علم بھی ہے یا نہیں، مثلا حدیث نمبر (٦٧٠٧) کے مطابق زنا کا اعتراف کرنے والے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ویسے ہاتھ لگایا ہو؟''

یہی معاملہ چوری، ڈاکہ زنی، تہمت اور دوسرے تعزیر اور حدّ والے جرائم کا ہے۔

حدیث کا آخری جملہ ''لَوْ سَتَرْتَهُ......'' محتاج وضاحت ہے، کیونکہ اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے، امام باجی نے (المنتقى: ٧/ ١٣٥) میں اس کی تفسیر یوں کی: ہزال، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو اس کے جرم پر مطلع کیا، کو چاہیے تھا کہ اِس کو توبہ کرنے کی تلقین کرتا اور اس کے گناہ پر پردہ ڈالتا، چادر کا ذکر مبالغہ کے طور پر کیا گیا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اگر اس کے گناہ پر پردہ ڈالنے کے لیے اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہوتا، سوائے اس کے کہ اس پر چادر کی اوٹ کر لیتا تا کہ گواہوں کی نگاہ اس پر نہ پڑ سکتی، تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنے اور اس پر حد کے نفاذ کا سبب بننے سے بہتر تھا۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ١٢/ ١٢٥) میں یہی تفسیر نقل کی اور اس کو برقرار رکھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کو ماعز جیسے لوگوں پر محمول کیا جائے، جو زنا کے عادی نہیں ہوتے اور مرتکب ہونے کی صورت میں نادم و پشیمان ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے جرائم پر پردہ ڈالا جائے اور ان کی تشہیر نہ کی جائے۔ لیکن جو آدمی تسلسل اور ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ اِن جرائم کا ارتکاب کر رہا ہو، ایسے آدمی کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے اور اس کا معاملہ حاکم تک پہنچایا جائے تا کہ وہ اس پر حد نافذ کرے، جس کا حکیم شارع نے حکم دیا۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے (المرقاة: ٤/ ٧٦) دیکھیں۔

(٦٦٩٣)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ أَنَّ هَزَّالًا كَانَ اِسْتَأْجَرَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ، يُقَالُ لَهَا: فَاطِمَةُ، قَدْ أَمْلَكَتْ وَكَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَهُمْ وَأَنَّ مَاعِزًا وَقَعَ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَ هَزَّالًا فَخَدَعَهُ فَقَالَ:

(دوسری سند) نعیم بن ہزال سے روایت ہے کہ سیدنا ہزال رضی اللہ عنہ نے ماعز بن مالک کو کرائے پر رکھا اور ہزال کی فاطمہ نامی ایک لونڈی تھی، اس نے خاوند سے طلاق لے رکھی تھی اور وہ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ماعز نے اس سے برائی کر لی اور پھر سیدنا ہزال رضی اللہ عنہ کو بھی بتا دیا، انھوں نے اس کو دھوکہ دیا اور کہا: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(٦٦٩٣) تخريج:انظر الحديث بالطريق الاول

اِنْطَلِقْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبِرْهُ، عَسٰى أَنْ يَنْزِلَ فِيْكَ قُرْآنٌ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ، فَلَمَّا عَضَّتْهُ مَسُّ الْحِجَارَةِ انْطَلَقَ يَسْعٰى فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ بِلَحْيِ جَزُوْرٍ أَوْ سَاقِ بَعِيْرٍ فَضَرَبَهُ بِهِ فَصَرَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْلَكَ يَاهَزَّالُ! لَوْ كُنْتَ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٢٣٦)

کے پاس جا اور آپ کو اس وقوعے پر مطلع کر، ممکن ہے کہ تیرے بارے میں قرآن مجید نازل ہو اور اس طرح کوئی بہتر سبیل نکل آئے، جب اس نے تفصیل بتائی تو نبی کریم ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا، پس اس کو رجم کیا جانے لگا، جب اس کو پتھر لگے تو وہ بھاگ پڑا، آگے سے ایک آدمی اونٹ کے جبڑے کی یا پنڈلی کی ایک ہڈی لے کر آرہا تھا، اس نے اس کو وہ ہڈی مار کر گرا دیا، بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ہزال! تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر تو نے اپنے کپڑے سے اس پر پردہ کیا ہوتا تو یہ تیرے لیے بہتر تھا۔''

(٦٦٩٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٍ قَصِيْرٍ فِيْ إِزَارِهِ، مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّكِيءٌ عَلٰى وِسَادَةٍ عَلٰى يَسَارِهِ، فَكَلَّمَهُ وَمَا أَدْرِيْ مَا يُكَلِّمُهُ وَأَنَا بَعِيْدٌ مِنْهُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ قَوْمٌ، فَقَالَ: ((اذْهَبُوْا بِهِ۔))، ثُمَّ قَالَ: ((رُدُّوْهُ۔)) فَكَلَّمَهُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَقَالَ: ((اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ۔))، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْبًا وَأَنَا أَسْمَعُهُ فَقَالَ: ((أَكُلَّمَا نَفَرْنَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَبِيْبٌ كَنَبِيْبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ مِنَ اللَّبَنِ، وَاللّٰهِ! لَا اَقْدِرُ عَلٰى اَحَدِهِمْ اِلَّا نَكَّلْتُ بِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٨٤)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، یہ ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا اور اس نے صرف تہبند باندھا ہوا تھا، اس پر اوپر والی چادر نہیں تھی، اُدھر نبی کریم ﷺ نے تکیے پر اپنی بائیں جانب سے ٹیک لگائی ہوئی تھی، پس اس نے آپ ﷺ سے کلام کیا، لیکن میں دور تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان لوگ بھی حائل تھے، اس لیے مجھے پتہ نہ چل سکا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''اس کو لے جاؤ۔'' پھر فرمایا: ''اس کو واپس لاؤ۔'' اس نے پھر بات کی اور میں سن رہا تھا، اب کی بار آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور فرمایا: ''جب ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاتے ہیں اور لوگوں میں سے ایک آدمی پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ اپنی خواہش کی شدت کو پورا کرنے کے لئے بکرے کی سی آواز نکالتا ہے اور معمولی سا دودھ دے کر ایک عورت کو پھنسا لیتا ہے، اللہ کی قسم! جب کسی ایسے شخص پر قدرت پا لوں گا تو اسے عبرت ناک سزا دوں گا۔''

(٦٦٩٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٩٢ (انظر: ٢٠٨٠٣)

(٦٦٩٥)۔) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا، قَالَ: فَحَوَّلَ وَجْهَهُ، قَالَ: فَجَاءَ فَاعْتَرَفَ مِرَارًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ فَرُجِمَ، ثُمَّ أُتِيَ فَأُخْبِرَ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ كُلَّمَا نَفَرْنَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى تَخَلَّفَ عِنْدَهُنَّ أَحَدُهُمْ، لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ، لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ لَأَجْعَلَنَّهُمْ نَكَالًا۔)) (مسند احمد: ٢١٢٨٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ ماعز بن مالک ، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا، لیکن وہ اُس طرف سے آ گیا اور پھر زنا کا اعتراف کیا اور پھر بار بار اعتراف کیا، پس آپ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ اس کو سنگسار کیا جا چکا ہے، پس آپ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا بنے گا کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاتے ہیں تو کوئی آدمی پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ اپنی خواہش کی شدت کو پورا کرنے کے لئے بکرے کی سی آواز نکالتا ہے اور تھوڑا سا دودہ دے کر ایک عورت کو پھنسا لیتا ہے، اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالی نے مجھے کسی ایسے شخص پر قدرت دی تو میں اس کو لوگوں کے لیے عبرت بناؤں گا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کا اعراض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ اس اعتراف سے باز آ جائے اور اس طرح سزا سے بچ جائے۔ معلوم ہوا کہ جو آدمی مجاہدین کے گھر والوں کا لحاظ بھی نہیں کرتا، وہ سخت سزا کا مستحق ہے، غور کیا جائے کہ کسی کو پتھر مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دینا بڑی سخت سزا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ ایسے مجرم کو اس سے بھی سخت سزا دینے کا ارادہ کرتے ہیں۔

اضافی سزا دینے کی بات تو نہیں کی گئی۔ کسی شادی شدہ انسان کو سو کوڑے لگا کر پھر اسے رجم کیا جائے تو یہی بڑی سخت سزا ہے اور لوگوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٦٩٦)۔) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَصِيرٍ أَشْعَثَ ذِيْ عَضَلَاتٍ، عَلَيْهِ إِزَارٌ وَقَدْ زَنٰى فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک کوتاہ قد آدمی لایا گیا، اس کی حالت پراگندہ تھی، وہ مضبوط پٹھوں اور گٹے بدن والا تھا، اس نے تہبند پہنا ہوا تھا اور اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے دو مرتبہ اس کو ردّ کر دیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کو رجم کیا

(٦٦٩٥) تخريج: انظر الحديث السابق۔ أخرجه (انظر:)

(٦٦٩٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٩٢ (انظر: ٢٠٩٨٣)

السَّابِقِ وَنَسِیَ آخِرَہُ) قَالَ: فَحَدَّثَنِیْهِ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ فَقَالَ: إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ۲۱۲۹۴)

گیا، ......سابقہ روایت کی طرح کی روایت ذکر کی......، سعید بن جبیر نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے کہ آپ ﷺ نے اس کو چار مرتبہ ردّ کیا تھا۔

فوائد:...... مقصد چار مرتبہ ان سے اعتراف کروانا تھا جو چار گواہیوں کے قائمقام ہو جاتا اس لئے لوٹا دیا جب یہ اصول پورا ہوا تو پھر رجم کا حکم دیا۔ یہ آدمی سیدنا ماعز ہی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

فوائد کے تحت یہ بات پہلے واضح کر دی گئی ہے کہ چار دفعہ اعتراف و اقرار کرانا ضروری نہیں ہے یہ صرف احتیاط کے پیش نظر ہے۔ ورنہ ایک دفعہ اعتراف پر بھی حد لگائی جائے گی۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۶۹۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجَمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ جَلْدًا۔ (مسند احمد: ۲۱۳۵۵)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ماعز بن مالک کو رجم کیا، راوی نے کوڑوں کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد:...... ہم پہلے یہ وضاحت کر آئے ہیں کہ کسی چیز کے عدمِ ذکر کا یہ مفہوم نہیں ہوتا ہے کہ سرے سے اس چیز کا وجود نہیں ہے، حدیث نمبر (۶۶۸۷) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ شادی شدہ زانی کو پہلے سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے، پھر اس کو رجم کیا جائے گا۔

(۶۶۹۸)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي السُّوْقِ إِذْ مَرَّتِ امْرَأَةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا فَثَارَ النَّاسُ وَثُرْتُ مَعَهُمْ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ لَهَا: ((مَنْ أَبُوْ هٰذَا؟)) فَسَكَتَتْ، فَقَالَ: ((مَنْ أَبُوْ هٰذَا؟)) فَسَكَتَتْ، فَقَالَ شَابٌّ بِحِذَائِهَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا حَدِيْثَةُ السِّنِّ، حَدِيْثَةُ عَهْدٍ بِخَزْيَةٍ، وَإِنَّهَا لَمْ تُخْبِرْكَ وَأَنَا أَبُوْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَالْتَفَتَ إِلَى مَنْ عِنْدَهُ كَأَنَّهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، فَقَالُوْا: مَا

لجلاج سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: ہم بازار میں تھے، وہاں سے ایک عورت گزری، اس نے ایک بچہ اٹھائے ہوئے تھا، لوگ اس کی طرف کود پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ کود پڑا، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ اس خاتون سے پوچھ رہے تھے: ''اس بچے کا باپ کون ہے۔'' وہ خاموش رہی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''بتا اس کا باپ کون ہے؟'' وہ پھر خاموش رہی، اتنے میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے ایک نوجوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خاتون نوعمر ہے اور اس کا رسوا کن معاملہ بھی ابھی ابھی پیش آیا ہے، اے اللہ کے رسول! میں اس بچے کا باپ ہوں، مجھ سے اس کے

(۶۶۹۷) تخریج: صحیح لغیرہ، وانظر الحدیث رقم (۶۶۹۴)

(۶۶۹۸) اسنادہ ضعیف، محمد بن عبد اللہ بن علاثۃ مختلف فیہ، قال البخاری: فی حفظہ نظر، وقال ابو حاتم: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ، وقال الدارقطنی: متروک۔ أخرجہ ابوداود: ۴۴۳۵ (انظر: ۱۵۹۳۴)

عَلِمْنَا اِلَّا خَيْرًا أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ فَذَهَبْنَا فَحَفَرْنَا لَهُ حَتّٰى أَمْكَنَّا وَرَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى هَدَأَ، ثُمَّ رَجَعْنَا اِلٰى مَجَالِسِنَا فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذَالِكَ اِذَا اَنَا بِشَيْخٍ يَسْأَلُ عَنِ الْفَتٰى فَقُمْنَا اِلَيْهِ فَأَخَذْنَا بِتَلَابِيْبِهِ فَجِئْنَا بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْخَبِيْثِ، فَقَالَ: ((مَهْ لَهُوَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ رِيْحًا مِنَ الْمِسْكِ۔)) قَالَ: فَذَهَبْنَا فَأَعَنَّاهُ عَلٰى غُسْلِهِ وَتَكْفِيْنِهِ وَحَفَرْنَا لَهُ، وَلَمْ أَدْرِ أَذَكَرَ الصَّلَاةَ أَمْ لَا۔ (مسند احمد: ١٦٠٣٠)

ساتھ برائی ہو گئی ہے۔آپ ﷺ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے، گویا کہ آپ ﷺ ان سے اس کے متعلق مشورہ لے رہے تھے،لوگوں نے کہا: ہم تو اس کے بارے میں صرف خیر و بھلائی کی بات ہی جانتے ہیں، آپ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں میں شادی شدہ ہوں، آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، پس ہم گئے، اس کے لئے گڑھا کھودا اور جب ہم نے اس پر قدرت پالی تو اس پر پتھر برسائے، یہاں تک کہ اس کا دم نکل گیا، پھر ہم واپس آ کر اپنی مجلس میں بیٹھ گئے، اس دوران میں نے ایک بوڑھا آدمی دیکھا، وہ اس نوجوان کے متعلق پوچھ رہا ہے، ہم نے اسے اس کے گریبان سے پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے اور ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ بوڑھا اس خبیث نوجوان کے بارے میں پوچھتا پھرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی باتوں سے باز آ جاؤ، وہ جوان تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ عمدہ مہک والا ہے۔'' جونہی ہم نے آپ ﷺ کی یہ بات سنی تو ہم گئے اور اس کے غسل اور کفن میں تعاون کیا، پھر اس کے لیے قبر تیار کی، یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔

فوائد:...... لیکن یہ بات درست ہے کہ جس شخص کو رجم کیا جائے، اس پر طعن نہ کیا جائے، کیونکہ اس کی حدّ اس کے گناہ کا کفارہ بنتی ہے اور جو توبہ تائب ہو کر اپنے آپ کو اس حدّ کے لیے پیش کر دے، وہ بافضیلت آدمی ہو گا۔

اَبْوَابُ الْاِقْرَارِ بِالزِّنَا
زنا کا اقرار کرنے کے بارے میں ابواب

بَابُ اِعْتِبَارِ تَكْرَارِ الْإِقْرَارِ بِالزِّنَا أَرْبَعًا
چار مرتبہ زنا کا اقرار تکرار کرانے کا اعتبار

(٦٦٩٩)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَالِسًا فَجَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ مَرَّةً فَرَدَّهُ، ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ الثَّانِيَةَ فَرَدَّهُ، ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ الثَّالِثَةَ فَرَدَّهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ إِنِ اعْتَرَفْتَ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ، قَالَ: فَاعْتَرَفَ الرَّابِعَةَ فَحَبَسَهُ ثُمَّ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا: مَانَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ۔ (مسند احمد: ٤١)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ماعز بن مالک آیا اور ایک دفعہ زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس کو واپس لوٹا دیا، وہ پھر آیا اور دوسری مرتبہ زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے پھر اس کو واپس لوٹا دیا، وہ پھر آ گیا اور تیسری بار اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس بار بھی اس کو واپس لوٹا دیا، میں نے ماعز سے کہا: اگر تو نے چوتھی مرتبہ اعتراف کیا تو آپ ﷺ تجھے رجم کر دیں گے، لیکن اس کے باوجود وہ آیا اور چوتھی دفعہ اعتراف کر لیا، آپ ﷺ نے اسے روک لیا اور پھر اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا، انہوں نے کہا: ہم تو اس کے بارے میں صرف خیر و بھلائی کا علم رکھتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

(٦٧٠٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے

(٦٦٩٩) صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ١٠/ ٧٢، والبزار: ٥٥، وابويعلى: ٤٠، ٤١ (انظر: ٤١)
(٦٧٠٠) حديث صحيح۔ أخرجه البخارى: ٥٢٧١، ٦٨١٥، ٦٨١٦، ومسلم: ١٦٩١ (انظر: ٩٨٠٩)

فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْسَرِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَقَالَ لَهُ ذَالِكَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ۔))، قَالَ: فَانْطَلَقُوْا بِهِ، فَلَمَّا مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ أَدْبَرَ وَاشْتَدَّ، فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فِي يَدِهِ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهُ، فَذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرَارُهُ حِيْنَ مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ، قَالَ: ((فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ۔))

(مسند احمد: ۹۸۰۸)

رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ بائیں جانب سے آ گیا او کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کے سامنے چار بار اقرار کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔'' لوگ اس کو رجم کرنے کے لئے لے گئے۔ جب اس کو پتھر لگا تو وہ پیٹھ پھیر کر تیزی سے بھاگ گیا، اتنے میں سامنے سے ایک آدمی آیا، اس کے ہاتھ میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی تھی، اس نے اس کو یہی مار دی، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بتلایا گیا کہ وہ پتھر لگنے سے اس طرح بھاگ گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم لوگوں نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا۔''

(۶۷۰۱)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ قَالَ: أُتِيَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحّٰى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتّٰى ثَنّٰى ذَالِكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ۔)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ فِي الْمُصَلّٰى فَلَمَّا

(دوسری سند) مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آواز دی: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اعراض کرتے ہوئے اس کے سامنے سے اپنا رخ پھیر لیا۔ وہ آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے آیا اور پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے پھر اعراض کرتے ہوئے اپنا چہرہ اس کی جانب سے پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ تکرار کیا اور اپنے خلاف چار گواہیاں دے دیں، اب کی بار نبی کریم ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا: ''کیا تو پاگل ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔'' سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: میں بھی اسے رجم کرنے والوں میں شامل تھا، ہم

(۶۷۰۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول .

اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَا۔ (مسند احمد: ٩٨٤٤)

نے اسے عید گاہ میں رجم کیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ نکلا، لیکن ہم نے اسے حرہ میں پالیا اور رجم کر دیا۔

(٦٧٠٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ۔)) فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ اَيْضًا فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ۔)) ثُمَّ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمِهِ فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ فَقَالَ لَهُمْ: ((مَا تَعْلَمُونَ مِنْ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ الْاَسْلَمِيِّ، هَلْ تَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا أَوْ تُنْكِرُونَ مِنْ عَقْلِهِ شَيْئًا؟)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! مَا نَرٰى بِهِ بَأْسًا وَمَا نُنْكِرُ مِنْ عَقْلِهِ شَيْئًا، ثُمَّ عَادَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الثَّالِثَةَ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا اَيْضًا فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! طَهِّرْنِي، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى قَوْمِهِ اَيْضًا فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا لَهُ كَمَا قَالُوْا لَهُ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى: مَا نَرٰى بِهِ بَأْسًا وَمَا نُنْكِرُ مِنْ عَقْلِهِ شَيْئًا، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّابِعَةَ اَيْضًا فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَفَرْنَا لَهُ حُفْرَةً، فَجُعِلَ فِيهَا إِلَى صَدْرِهِ ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوْهُ، وَقَالَ بُرَيْدَةُ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَنَا، اَنَّ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ماعز بن مالک نامی آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کردیں، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''واپس چلا جا۔'' وہ دوسرے دن پھر آ گیا اور آپ ﷺ کے پاس زنا کا اعتراف کیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''واپس چلا جا۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا اور فرمایا: ''تم لوگ ماعز بن مالک اسلمی کے بارے میں کیا جانتے ہو، کیا وہ تمہارے خیال کے مطابق ایسا ویسا ہے، یا تمہیں اس کی عقل پر کوئی اعتراض ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم اس میں کوئی ایسی ویسی چیز محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی ہمیں اس کی عقل پر کوئی اعتراض ہے، اُدھر وہ تیسری مرتبہ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ آیا اور زنا کرنے کا اعتراف کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے پاک کریں، نبی کریم ﷺ نے پھر اس کی قوم کو بلا بھیجا اور اس کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے وہی پہلے والا جواب دیا ہمارے خیال میں کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی خرابی ہے، اُدھر ماعز چوتھی بار نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ کر آیا اور زنا کا اعتراف کیا۔ اب کی بار نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور ہم نے اس کے لیے ایک گڑھا کھودا اور اسے سینہ تک اس میں گاڑھ دیا، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے رجم کر دیں۔ سیدنا

(٦٧٠٢) تخريج: حديث صحيح، وقول بريدة الذى فى آخر "الحديث تفرد به بشير بن المهاجر الغنوى، وهو مختلف فيه، وهو الى الضعف اقرب۔ أخرجه مسلم: ١٦٩٥ دون قول بريدة رضی اللہ عنہ (انظر: ٢٢٩٤٢)

مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ جَلَسَ فِيْ رَحْلِهِ بَعْدَ اِعْتِرَافِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ لَمْ يَطْلُبْهُ وَاِنَّمَا رَجَمَهُ عِنْدَ الرَّابِعَةِ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۳۰)

بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ اگر ماعز تین بار زنا کا اعتراف کرنے کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جاتا تو آپ ﷺ اس کو طلب نہ کرتے، لیکن جب اس نے چوتھی مرتبہ اعتراف کیا تھا تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

فوائد:...... اگر چہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے قول کی سند ضعیف ہے، لیکن اگر یہ صحابی چلا جاتا تو آپ ﷺ نے اس کا پیچھا کر کے اس سے مزید تحقیق نہیں کرنی تھی، بلکہ پچھلے باب میں ہم یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اگر اعتراف کرنے والا شخص چار دفعہ اعتراف کرنے کے بعد یا سزا کے شروع ہو جانے کے بعد بھی اپنی برائی کا انکار کر دے، یا ایسے انداز میں حقیقتِ حال بیان کرے کہ جس کے مطابق وہ رجم کی سزا سے بچتا ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(٦٧٠٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ مَاعِزًا جَاءَ فَاَقَرَّ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۴۴)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے پاس چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا، تب آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

(٦٧٠٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبِكَ جُنُوْنٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۵۱۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، آپ ﷺ نے بھی اس سے اعراض کر لیا، اس نے پھر اعتراف کیا، آپ ﷺ نے بھی اپنا رخ پھیر لیا، یہاں تک کہ جب اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تجھے جنون کی بیماری تو نہیں ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو عید گاہ میں رجم کیا گیا، جب اس کو پتھر لگے تو وہ بھاگا، لیکن پھر اس کو پا لیا گیا اور پتھر مارے گئے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے خیر و

(٦٧٠٣) تخريج: صحيح لغيره، وانظر الحديث رقم (٦٦٩٤)

(٦٧٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٢٠، ومسلم: ١٦٩١ (انظر: ١٤٤٦٢)

بھلائی کی باتیں کیں، لیکن اس کی نمازِ جنازہ ادا نہ کی۔

فوائد:...... ایسے آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے، آپ ﷺ اسی قسم کے بعض افراد کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی، اس موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو سرزنش کرنے کے لیے خود شرکت نہیں کی۔

(٦٧٠٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: ((أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِیْ عَنْكَ؟)) قَالَ: وَمَا يَبْلُغُكَ عَنِّي؟ قَالَ: ((بَلَغَنِی أَنَّكَ فَجَرْتَ بِأَمَةِ آلِ فُلَانٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَدَّهُ حَتّٰى شَهِدَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ، ماعز بن مالک کو ملے اور اس سے پوچھا: ''اے ماعز! جو بات مجھ تک پہنچی ہے، کیا وہ سچ ہے؟'' اس نے کہا: کون سی بات آپ کو میرے بارے میں معلوم ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تو نے فلاں کی لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہے۔'' اس نے کہا: جی ہاں، ایسے ہوا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار گواہی دی، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو رجم کیا گیا۔

(٦٧٠٦)۔ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی سَفَرٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنٰی فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ ثَلَّثَ ثُمَّ رَبَّعَ فَنَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ، وَقَالَ مَرَّةً فَأَقَرَّ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَرَدَّدَهُ أَرْبَعًا ثُمَّ نَزَلَ فَأَمَرَنَا فَحَفَرْنَا لَهُ حَفِيْرَةً لَيْسَتْ بِالطَّوِيْلَةِ فَرُجِمَ فَارْتَحَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَئِيْبًا حَزِيْنًا فَسِرْنَا حَتّٰى نَزَلَ مَنْزِلًا فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِی: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَمْ تَرَ إِلٰی صَاحِبِكُمْ غُفِرَ لَهُ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ٢١٨٨٧)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اس بدنصیب نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے رخ موڑ لیا، پھر اس نے دوسری، تیسری، حتیٰ کہ چوتھی مرتبہ اقرار کرلیا، تب نبی کریم ﷺ سواری سے نیچے اترے۔ ایک روایت میں ہے: اس آدمی نے ایک مرتبہ اقرار کیا اور آپ ﷺ نے اس کو ردّ کر دیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا، پھر آپ ﷺ نیچے اترے اور ہمیں حکم دیا، پس ہم نے اس کے لئے ایک چھوٹا سا گڑھا کھودا، وہ کوئی زیادہ گہرا نہ تھا اور اسے سنگسار کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے غم وحزن کے عالم میں سفر کو جاری کیا، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ ایک مقام پر اترے تو آپ ﷺ

(٦٧٠٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٩٣ (انظر: ٢٢٠٢)

(٦٧٠٦) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وعبد الله بن المقدام مجهول۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ٣/ ١٤٢ (انظر: ٢١٥٥٤)

کی وہ کیفیت چھٹ گئی، پس آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:
''اے ابو ذر! کیا تم نے اپنے ساتھ کی طرف نہیں دیکھا، اس کو
بخش دیا گیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔''

فوائد:...... اس باب کی احادیث میں چار بار زنا کا اعتراف کرنے کا ذکر ہے، لیکن یہ صرف تحقیق و تفتیش کے لیے ہے، جرم کے ثبوت کے لیے شرط نہیں ہے، حدیث نمبر (٦٦٩٢) کی شرح دیکھیں، نبی کریم ﷺ نے ایک بار اعتراف کرنے والے کو بھی حدّ لگائی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس تحقیق کی بنیاد متعلقہ شخص کی کیفیت پر ہے۔

بَابُ اِسْتِفْسَارِ الْمُقِرِّ بِالزِّنَا وَاِعْتِبَارِ تَصْرِيْحِهِ بِمَا لَا تَرَدُّدَ فِيْهِ

زنا کا اقرار کرنے والے سے مزید استفسار کرنا اور ایسی وضاحت طلب کرنا کہ جس میں کوئی تردد نہ ہو

(٦٧٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ حِيْنَ أَتَاهُ فَاَقَرَّ عِنْدَهُ بِالزِّنَا: ((لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ لَمَسْتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَنِكْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ۔ (مسند احمد: ٢١٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ماعز بن مالک، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ویسے ہاتھ لگایا ہو؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے دخول کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا۔

(٦٧٠٨)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِمَاعِزٍ حِيْنَ قَالَ: زَنَيْتُ، :((لَعَلَّكَ غَمَزْتَ أَوْ قَبَّلْتَ اَوْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا۔)) قَالَ: كَاَنَّهُ يَخَافُ اَنْ لَا يَدْرِيْ مَا الزِّنَا۔ (مسند احمد: ٣٠٠٠)

(دوسری سند) جب ماعز نے کہا کہ اس نے زنا کیا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو نے آنکھ سے اشارہ کیا ہو (یا مطلب یہ ہے کہ تو نے ہاتھ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی ہو) یا بوسہ لیا ہو یا دیکھا ہو؟'' راوی کہتا ہے: ایسے لگتا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ یہ شخص زنا کی تعریف سے نا آشنا ہو۔

فوائد:...... راوی نے ان سوالات کی وجہ بیان کر دی ہے، حدیث نمبر (٦٦٥٩) اور اس کے بعد والی احادیث میں زنا کی مختلف قسموں کا ذکر گزر چکا ہے، مثلا آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان کا زنا، اس لیے ممکن ہے کہ کوئی آدمی ان کو وہ زنا سمجھ لے، جس کی وجہ سے حدّ لگتی ہے، سو جرم کا اقرار کرنے والے کی کیفیت کو دیکھ کر مختلف انداز میں شک و شبہ کو دور کیا جا سکتا ہے۔

(٦٧٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٢٤ (انظر: ٢١٢٩)

(٦٧٠٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ مَنْ اَقَرَّ بِحَدٍّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لَمْ يُحَدَّ

اس چیز کا بیان کہ اس شخص کو حد نہیں لگائی جائے گی، جو کسی حد کا اقرار تو کرے اور اس کا نام نہ لے

(٦٧٠٩)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي اَصَبْتُ حَدًّا مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاَقِمْ فِيَّ حَدَّ اللّٰهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ اَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: اِنِّي اَصَبْتُ حَدًّا مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَقِمْ فِيَّ حَدَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: فَدَعَاهُ فَقَالَ: ((اَلَمْ تُحْسِنِ الطُّهُوْرَ أَوِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا اٰنِفًا؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((فَاذْهَبْ فَهِيَ كَفَّارَتُكَ۔)) (مسند احمد: ١٦١١٠)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کو پہنچا ہوں، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی حد کو مجھ پر قائم کر دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے اپنا رخ پھیر لیا، پھر اس نے دوسری بار آ کر اقرار کیا، لیکن اس بار بھی آپ ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا، پھر اس نے تیسری بار آ کر اعتراف کیا، لیکن اس بار بھی آپ ﷺ نے اس سے اپنا رخ موڑ لیا، اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، جب اس نے نماز ادا کر لی تو وہ چوتھی مرتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں اللہ تعالی کی حدود میں سے ایک حد کو پہنچا ہوں، آپ اللہ کی اس حد کو مجھ پر نافذ کریں، آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''کیا تو نے ابھی ابھی اچھی طرح وضو کر کے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟'' اس نے کہا: جی کیوں نہیں، یہ عمل کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو چلا جا، یہ عمل تیرا کفارہ ہے۔''

(٦٧١٠)۔ عَنْ اَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ (وَفِيْهِ) فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ تَوَضَّأْتَ فَاَحْسَنْتَ الْوُضُوْءَ وَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ الرَّجُلُ: بَلٰى، قَالَ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرَلَكَ حَدَّكَ أَوْ ذَنْبَكَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥١٦)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، پھر سابقہ حدیث سے ملتی جلتی حدیث بیان کی، البتہ اس میں ہے: ''کیا اس طرح ہوا کہ تو اپنے گھر سے نکلا، وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟'' اس آدمی نے کہا: جی کیوں نہیں، ایسے ہی کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے تیرا گناہ یا تیری حد کو معاف کر دیا ہے۔''

(٦٧٠٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ١٩١، والنسائى فى "الكبرى": ٧٣١٢ (انظر: ١٦٠١٤)

(٦٧١٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٦٥ (انظر: ٢٢١٦٣)

فوائد:...... اس حدیثِ مبارکہ کا صحیح مسلم میں پورا متن درج ذیل ہے:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ؟)) قَالَ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا؟)) فَقَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ ذَنْبَكَ۔))...... رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، ہم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے حدّ والے جرم کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا آپ مجھ پر وہ حد قائم کریں، رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، اس نے پھر وہی بات دوہرائی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حدّ کو پہنچا ہوں، لہٰذا آپ اس کو مجھ پر قائم کریں، لیکن آپ ﷺ پھر خاموش رہے، اتنے میں نماز کھڑی کر دی گئی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو وہ آدمی، آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا، میں (ابوامامہ) بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا، تا کہ دیکھ سکوں کہ آپ ﷺ اس کو کیا جواب دیتے ہیں، پس وہ آدمی آپ ﷺ کو جا ملا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے حدّ والے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا آپ اس حدّ کو مجھ پر نافذ کریں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس بارے میں بتلا کہ جب تو گھر سے نکلا ہے تو کیا تو نے اچھے انداز میں وضو نہیں کیا تھا؟'' اس نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس بیشک اللہ تعالیٰ نے تیری حدّ یا تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔'' (صحیح مسلم: ٤٩٦٦)

جب کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے جرم اور گناہ کا اظہار کرتے تو آپ ﷺ اس سے استفساراً جو سوال کرتے، وہ اس کے ذکر کردہ جرم سے کم گناہ والے امور سے متعلقہ ہوتے، مثلا: پچھلے باب میں مذکورہ احادیث کے مطابق جب آدمی نے آپ ﷺ کے سامنے زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''شاید تو نے آنکھ سے اشارہ کیا ہو، یا بوسہ لیا ہو، یا دیکھا ہو۔'' غور کریں کہ ایک آدمی اپنے بارے میں زنا کا اقرار کرتا ہے، لیکن آپ ﷺ اس کو کم گناہ والے امور کی طرف لاتے ہیں۔

بالکل یہی معاملہ یہاں ہے کہ اس آدمی نے حدّ کا تو ذکر کیا، لیکن حدّ کے سبب کی تفصیل بیان نہیں کی اور

آپ ﷺ نے اس سبب کے بارے میں دریافت نہ کرنے کو ترجیح دی، تاکہ اس کے جرم پر پردہ پڑا رہے اور اس تاویل کی بھی گنجائش ہے کہ معلوم نہیں اس آدمی نے کون سا گناہ کیا ہے اور کیا اس پر حدّ بھی لگتی ہے یا نہیں، لیکن اگر تفصیل پوچھی جائے تو پردہ پوشی کے منافی ہے، سو خاموشی کو ترجیح دی گئی۔

آج کل مربّی لوگوں کا انداز آپ ﷺ کے اس انداز سے بالکل مختلف ہے، سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ ان کا اپنا نیکی وتقوی کا معیار بہت کم ہوتا ہے، ان کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے ماتحت افراد امورِ خیر کا مجسمہ بن کر نظر آئیں، لیکن اگر وہ خود عمل نہ بھی کریں تو خیر ہے، ایک سرپرست یہ چاہتا تھا کہ اس کے شاگردوں میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ اذان کے فوراً بعد نماز کی تیاری میں لگ جائیں اور سنتوں اور نفلوں کا بھی اہتمام کریں اور فجر کی نماز کے لیے جلدی بیدار ہو جائیں، لیکن وہ خود دفتر میں بیٹھا رہتا، جب اقامت ہونے لگتی تو وضو کرنے کے لیے گھر چلا جاتا اور جماعت کی تیسری چوتھی رکعت میں آ کر ملتا، اسی طرح اس کی اپنی فجر کی کئی نمازیں نیند کی نظر ہو جاتیں، لیکن طلبہ کی سستی پر ان پر خوب برستا تھا، پھر جب اِن تربیت کرنے والے افراد کو کسی کے ہلکے سے جرم کا پتہ چلتا ہے تو یہ مجرم کے سامنے بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کر کے اس سے کسی بڑے گناہ کا اعتراف کروانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔

بَابٌ فِيمَا يُذْكَرُ فِي الرُّجُوْعِ عَنِ الْإِقْرَارِ وَمَنْ أَقَرَّ أَنَّهُ زَنٰى بِامْرَأَةٍ فَجَحَدَتْ

زنا کا اقرار کر لینے کے بعد دوبارہ اس کا انکاری ہو جانے کا بیان، اسی طرح اس شخص کا بیان کہ وہ تو ایک عورت سے زنا کرنے کا اقرار کرے، لیکن وہ عورت انکار کر دے

(٦٧١١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ يَعْنِي مَاعِزًا اِنَّا لَمَّا رَجَمْنَاهُ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ! رُدُّوْنِي اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ قَوْمِيْ قَتَلُوْنِيْ وَغَرُّوْنِي مِنْ نَفْسِي وَقَالُوْا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ قَاتِلِكَ، قَالَ: فَلَمْ نَنْزَعْ عَنْهُ حَتّٰى فَرَغْنَا مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْنَا لَهُ قَوْلَهُ، فَقَالَ: ((اَلا تَرَكْتُمُ الرَّجُلَ وَجِئْتُمُوْنِي بِهِ؟)) اِنَّمَا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَتَثَبَّتَ فِيْ أَمْرِهِ۔ (مسند احمد: ١٥١٥٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ان افراد میں تھا، جنھوں نے ماعز کو سنگسار کیا تھا، جب ہم نے اس کو سنگسار کیا اور اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو کہا: لوگو! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے قتل کیا ہے، انھوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے، لوگوں نے کہا: بیشک اللہ کے رسول تو تجھے قتل کرنے والے نہیں ہیں، پس ہم اس سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ اس کو رجم کرنے سے فارغ ہو گئے، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور اس کی بات آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا اور اسے میرے پاس کیوں نہیں لے آئے تھے؟'' دراصل آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ

(٦٧١١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٢٠ (انظر: ١٥٠٨٩)

آپ ﷺ اس کے معاملے میں مزید تحقیق کر لیتے۔

(٦٧١٢)۔ عَنْ اَبِی الْهَيْثَمِ بْنِ نَصْرِ بْنِ دَهْرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: أَتٰى مَاعِزُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِنَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَوْدٰى عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجْمِهِ فَخَرَجْنَا اِلٰى حَرَّةِ بَنِي نِيَارٍ فَرَجَمْنَاهُ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ جَزِعَ جَزَعًا شَدِيْدًا، فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنْهُ وَرَجَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْنَا لَهُ جَزَعَهُ، فَقَالَ: ((هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ، ـ)) (مسند احمد: ١٥٦٤٠)

نصر بن دہر اسلمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہماری قوم کا ایک آدمی ماعز بن خالد بن مالک، نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا، رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو سنگسار کریں، پس ہم اس کو لے کر حرۂ بنی نیار کی طرف نکلے اور اس کو رجم کیا، جب اس نے پتھروں کی تکلیف پائی تو وہ سخت بے قرار ہوا، پھر جب ہم اس کو سنگسار کرنے سے فارغ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپ ﷺ سے اس کی بے قراری کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟''

(٦٧١٣)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمَرَ بِرَجْمِ رَجُلٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا أَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ (وَفِیْ لَفْظٍ: فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ خَرَجَ فَهَرَبَ) فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ؟)) (مسند احمد: ١٦٧٠١)

عبد العزیز بن عبد اللہ قرشی کہتے ہیں: مجھے اس شخص نے بیان کیا، جو نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے کہ ایک آدمی کو آپ ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگا، ایک روایت میں ہے: جب اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو نکل پڑا اور بھاگ گیا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟''

فوائد:...... جو آدمی از خود اعتراف کرے، اس کو انکار کرنے کا حق حاصل ہے، حدیث نمبر (٦٦٩٢، ٦٧٠٢) کی شرح میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(٦٧١٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّهُ زَنٰى بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا، فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلہ کا ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے اس عورت کا نام بھی

(٦٧١٢) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٧٢٠٨، والدارمي: ٢/ ١٧٧، وابن ابي شيبة: ١٠/ ٧٧ (انظر: ١٥٥٥٥)

(٦٧١٣) تخريج: حديث صحيح لغيره، غير ان قوله: "بين مكة والمدينة" فيه نظر، وهذا اسناده ضعيف لجهالة حال عبد العزيز بن عبد الله (انظر: ١٦٥٨٥)

(٦٧١٤) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه الدارقطني: ٣/ ٩٩، والحاكم: ٤/ ٣٧٠ (انظر: ٢٢٨٧٥)

الْمَرْأَةِ فَدَعَاهَا فَسَأَلَهَا عَمَّا قَالَ: فَأَنْكَرَتْ فَحَدَّهُ وَتَرَكَهَا۔ (مسند احمد: ٢٣٢٦٣)

لیا، آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس سے اس برائی کے بارے میں پوچھا، اس نے انکار کر دیا، پس آپ ﷺ نے اس شخص کو حدّ لگائی اور اس خاتون کو چھوڑ دیا۔

فوائد:...... زنا کے معترف کو ہر صورت میں حد لگائی جائے گی، لیکن وہ جس پر الزام لگا رہا ہوگا، اگر اس کی طرف سے نہ اعتراف ہو، نہ اس پر چار گواہ ہوں اور نہ حمل کی علامت ہو تو اس کو سزا نہیں دی جائے گی۔

بَابُ أَنَّ السُّنَّةَ بَدَاءَةُ الشَّاهِدِ بِالرَّجْمِ وَبَدَاءَةِ الْإِمَامِ بِهِ إِذَا ثَبَتَ بِالْإِقْرَارِ وَفِيْهِ أَنَّ الزَّانِيَ الْمُحْصَنَ يُجْلَدُ وَيُرْجَمُ

اس چیز کے سنت ہونے کا بیان کہ گواہ خود سنگسار کرنے کی ابتداء کرے اور زانی کے اقرار کرنے کی صورت میں حکمران ابتداء کرے، نیز اس چیز کا بیان کہ شادی شدہ زانی کو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے

(٦٧١٥)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ لِشَرَاحَةَ زَوْجٌ غَائِبٌ بِالشَّامِ وَأَنَّهَا حَمَلَتْ فَجَاءَ بِهَا مَوْلَاهَا إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ ؓ فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ زَنَتْ فَاعْتَرَفَتْ فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ مِائَةً وَرَجَمَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَحَفَرَ لَهَا إِلَى السُّرَّةِ وَأَنَا شَاهِدٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرَّجْمَ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ كَانَ شَهِدَ عَلٰى هٰذِهِ أَحَدٌ لَكَانَ أَوَّلُ مَنْ يَرْمِي الشَّاهِدَ، يَشْهَدُ ثُمَّ يُتْبِعُ شَهَادَتَهُ حَجَرَهُ وَلٰكِنَّهَا أَقَرَّتْ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ رَمَاهَا، فَرَمَاهَا بِحَجَرٍ ثُمَّ رَمَى النَّاسُ وَأَنَا فِيْهِمْ، قَالَ: فَكُنْتُ وَاللّٰهِ! فِيْمَنْ قَتَلَهَا۔ (مسند احمد: ٩٧٨)

عامر شعبی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: شراحہ کا خاوند اس کے پاس سے غائب تھا اور وہ شام میں تھا، لیکن شراحہ حاملہ ہوگئی، اس کا سرپرست اسے سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کے پاس لے آیا اور کہا: اس نے زنا کیا ہے اور اس نے خود بھی اعتراف کر لیا، پس سیدنا علی ؓ نے جمعرات کے دن اس کو سو کوڑے لگائے اور جمعہ کے دن اس کو رجم کیا، اس کے لئے ناف تک گڑھا کھودا، میں بھی وہاں موجود تھا، پھر سیدنا علی ؓ نے کہا: بیشک رجم سنت ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کو نافذ کیا، اگر اس عورت پر کوئی گواہی دیتا تو وہی پہلا پتھر پھینکتا، پہلے گواہی دیتا، ساتھ ہی گواہی کے بعد پتھر مارتا۔ لیکن اس عورت نے اقرار کیا ہے، اس لیے میں پہلا ہوں جو اسے پتھر مارتا ہوں، پھر اس پر پتھر پھینکا، بعد ازاں لوگوں نے پتھر مارے، عامر کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں ان میں سے ہوں، جنہوں نے اسے قتل کیا تھا۔

فوائد:...... گواہی دینے والے کا پہلا پتھر پھینکنا اور اعتراف کرنے والے پر حاکم کا پہلا پتھر پھینکنا، یہ مستحب امور ہیں۔

(٦٧١٥) تخريج: صحيح۔ أخرجه البخاري وروايته مختصرة بقصة الرجم فقط: ٦٨١٢ (انظر: ٩٧٨)

(٦٧١٦)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ شَرَاحَةَ الْهَمْدَانِيَّةَ أَتَتْ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: اِنِّيْ زَنَيْتُ، فَقَالَ: لَعَلَّكِ غَيْرٰى، لَعَلَّكِ رَاَيْتِ فِيْ مَنَامِكِ، لَعَلَّكِ اسْتُكْرِهْتِ؟ (وَفِيْ لَفْظٍ: لَعَلَّ زَوْجَكِ جَاءَ كِ) فَكُلٌّ تَقُوْلُ: لَا، فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَرَجَمَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: جَلَدْتُهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَرَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١١٨٥)

شعبی سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: شراحہ ہمدانیہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: میں نے زنا کیا ہے، انھوں نے کہا: شاید تیری غیرت پیدا ہوگئی ہو، یا خواب دیکھا ہو، یا تجھے مجبور کیا گیا ہو، ایک روایت میں ہے: شاید تیرا خاوند تیرے پاس آیا ہو، لیکن اس نے ہر سوال کے جواب میں کہا: نہیں، نہیں، پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے جمعرات کو کوڑے لگائے اور جمعہ کے دن رجم کیا اور کہا: میں کتاب اللہ کی روشنی میں اس کو کوڑے لگائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی روشنی میں رجم کیا ہے۔

فوائد:...... حدیث نمبر (٦٦٨٧، ٦٦٨٨) کی شرح میں وضاحت ہو چکی ہے کہ شادی شدہ زانی کو دو سزائیں دی جائیں گی، پہلے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور پھر اس کو رجم کر دیا جائے گا۔

بَابُ تَأْخِيْرِ الْحَدِّ عَنِ الْحُبْلٰى حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا

وضع حمل تک حاملہ عورت سے حد کو مؤخر کر دینے کا بیان

(٦٧١٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَائَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اِنِّي قَدْ زَنَيْتُ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِيْ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اِرْجِعِي۔)) فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ اَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي زَنَيْتُ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اِرْجِعِي۔)) فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ اَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزِّنَا، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! طَهِّرْنِي فَلَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، غامد قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''واپس لوٹ جا۔'' وہ اگلے دن پھر آ گئی اور آپ کے پاس زنا کا اعتراف کیا کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو واپس چلی جا۔'' اگلے دن وہ پھر آ گئی اور آپ کے پاس زنا کا اعتراف کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے پاک کریں، شاید آپ مجھے واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس

(٦٧١٦) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث السابق

(٦٧١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٩٥ (انظر: ٢٢٩٤٩)

مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَحُبْلٰى، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعِي حَتّٰى تَلِدِيْ۔)) فَلَمَّا وَلَدَتْ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ تَحْمِلُهُ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! هٰذَا قَدْ وَلَدْتُ، قَالَ: ((فَاذْهَبِيْ فَأَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ۔)) فَلَمَّا فَطَمَتْهُ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! هٰذَا قَدْ فَطَمْتُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّبِيِّ فَدَفَعَهُ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا حُفْرَةٌ فَجُعِلَتْ فِيْهَا اِلٰى صَدْرِهَا ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوْهَا، فَأَقْبَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَنَضَحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْنَةِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّهُ اِيَّاهَا، فَقَالَ: ((مَهْلًا يَا خَالِدُ بْنَ الْوَلِيْدِ! لَا تَسُبَّهَا، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ۔)) فَأَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ۔

(مسند احمد: ۲۳۳۳۷)

لوٹایا تھا، اللہ کی قسم! میں زنا کی وجہ سے حاملہ بھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو واپس چلی جا، یہاں تک کہ بچے کو جنم دے۔'' پس جب اس نے بچہ جنم دیا تو بچہ اٹھائے ہوئے آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! میں نے بچہ جنم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو واپس چلی جا، اسے دودھ پلا، یہاں تک کہ تو اس کا دودھ چھڑا دے۔'' جب اس نے دودھ چھڑا لیا تو بچہ کو اٹھا کر لائی، جبکہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے بچے کے متعلق حکم دیا کہ اسے ایک مسلمان آدمی کے سپرد کیا گیا اور اس عورت کے متعلق حکم دیا کہ اس کے لئے ایک گڑھا کھودا جائے اور سینے تک اس میں گاڑ دی جائے، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو سنگسار کر دو، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا، جب اس سے ان کے رخسار پر خون کے چھینٹے پڑے تو انہوں نے اسے برا بھلا کہا، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ برا بھلا کہہ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خالد! باز آ جاؤ، اسے گالی نہ دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اسے بھی بخش دیا جائے گا۔'' پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفن کر دیا گیا۔

(٦٧١٨)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اعْتَرَفَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِزِنًا وَقَالَتْ: اَنَا حُبْلٰى، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ: ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَخْبِرْنِيْ۔)) فَفَعَلَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس زنا کا اعتراف کیا اور اس نے کہا: میں حاملہ ہوں، نبی کریم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: ''اس سے حسن سلوک کرنا اور جب یہ بچہ جنم دے تو مجھے بتانا۔'' اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے

(٦٧١٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٩٦ (انظر: ١٩٨٦١)

فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجَمْتَهَا ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا؟ قَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔))

(مسند احمد: ٢٠١٠١)

اس عورت کے بارے میں حکم دیا، پس اس پر اس کے کپڑے کس دیئے گئے، پھر آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے آپ نے رجم کیا ہے اور پھر اب اس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان اس کو تقسیم کیا جائے تو یہ ان کو بھی بخشوا دے گی، بھلا کیا تم نے اس سے بھی کوئی چیز افضل پائی ہے کہ اس عورت نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان قربان کر دی ہے۔''

فوائد:...... اگر ان دو احادیث کو ایک عورت کے بارے میں سمجھا جائے تو پھر یہ مسئلہ سمجھنا آسان ہے کہ عورت کو بچے کو دودھ پلانے کا موقع دیا جائے گا اور اگر یہ دو الگ الگ واقعات ہیں تو پہلی حدیث کی روشنی میں دوسری حدیث کی تاویل کریں گے، یعنی اس میں دودھ پلانے کا ذکر نہیں ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس خاتون کو بھی یہ موقع دیا ہوگا، تاکہ کسی کے جرم کی وجہ سے بچے کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری حدیث کے مطابق خاتون کو بچے کی ولادت کے بعد اس لیے فوراً رجم کر دیا گیا ہو کہ اس کو دودھ پلانے والی کوئی اور خاتون موجود ہے۔

مؤخر الذکر تاویل کی دلیل یہ ہے کہ اس باب کی پہلی حدیث کے ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَنْ لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرَ السِّنِّ لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ۔)) ......''تو پھر ہم ابھی اس کو رجم نہیں کریں گے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم بچے کو کم عمری میں اس طرح چھوڑ دیں کہ اس کو دودھ پلانے والا ہی کوئی نہ ہو۔''

(صحيح مسلم: ١٦٩٥)

(٦٧١٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ وَاقِفًا إِذَا جَاءُوْا بِامْرَأَةٍ حُبْلٰى فَقَالَتْ: إِنَّهَا زَنَتْ أَوْ بَغَتْ فَارْجُمْهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے، جبکہ آپ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے، وہ خچر کھڑا تھا، لوگ ایک حاملہ عورت لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے، اس عورت نے کہا: میں نے زنا کیا ہے، مجھے رجم کیجئے، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کے

(٦٧١٩) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوى عن عبد الرحمن بن ابى بكرة، لكن اصل القصة صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٤٤ (انظر: ٢٠٤٣٦)

((اسْتَتِرِي بِسِتْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) فَرَجَعَتْ ثُمَّ جَاءَ تِ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ فَقَالَتْ: أَرْجُمْهَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اسْتَتِرِيْ بِسِتْرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) فَرَجَعَتْ ثُمَّ جَاءَ تِ الثَّالِثَةَ وَهُوَ وَاقِفٌ حَتّٰى أَخَذَتْ بِلِجَامِ بَغْلَتِهِ فَقَالَتْ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا رَجَمْتَهَا، فَقَالَ: ((اذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِيْ۔)) فَانْطَلَقَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا ثُمَّ جَاءَ تْ فَكَلَّمَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبِي فَتَطَهَّرِيْ مِنَ الدَّمِ۔)) فَانْطَلَقَتْ ثُمَّ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ تَطَهَّرَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِسْوَةً، فَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَسْتَبْرِئْنَ الْمَرْأَةَ، فَجِئْنَ وَشَهِدْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِطُهْرِهَا فَأَمَرَ لَهَا بِحُفَيْرَةٍ إِلٰى ثَنْدُوَتِهَا، ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ حَصَاةً مِثْلَ الْحِمَّصَةِ فَرَمَاهَا ثُمَّ مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ: ((ارْمُوْهَا وَإِيَّاكُمْ وَوَجْهَهَا۔)) فَلَمَّا طَفِئَتْ أَمَرَ بِإِخْرَاجِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ قُسِمَ أَجْرُهَا بَيْنَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَسِعَهُمْ۔))

(مسند احمد: ٢٠٧٠٨)

ساتھ اپنے آپ پر پردہ کر۔'' سو وہ واپس چلی گئی، لیکن پھر آ گئی اور آپ ﷺ اپنے خچر پر ہی سوار تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے رجم کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کے ساتھ اپنے آپ پر پردہ کر۔'' سو وہ لوٹ گئی، لیکن پھر تیسری مرتبہ آ گئی، جبکہ آپ ﷺ کھڑے تھے، اس بار اس نے آپ ﷺ کی خچر کی لگام تھام لی اور کہنے لگی: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھے رجم کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور بچہ جنم دینے کے بعد آنا۔'' پس وہ بچہ جنم کر دوبارہ آئی، اور نبی کریم ﷺ سے بات چیت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلی جا اور خون سے پاک ہو کر آنا۔'' پس وہ چلی گئی اور بعد میں آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں پاک ہو چکی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی جانب بھیجا کہ وہ اس کے خون کے صاف ہونے کا جائزہ لیں۔ انہوں نے آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ وہ واقعی پاک ہو چکی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کے سینہ تک گڑھا کھودنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور دوسرے مسلمان بھی آ گئے، نبی کریم ﷺ نے چنا کے برابر کنکری لی اور اس عورت کو ماری، پھر آپ ﷺ ایک طرف ہٹ گئے اور مسلمانوں سے کہا: ''اس پر سنگباری کر دو اور اس کا چہرہ بچاؤ۔'' پس جب وہ فوت ہو گئی تو آپ نے اسے گڑھے سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ''اگر اس کے اجر کو اہل حجاز پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کے لیے بھی یہ کافی ہو جائے گا۔''

(٦٧٢٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ أَنَّ أَمَةً لَهُمْ زَنَتْ فَحَمَلَتْ فَأَتٰى عَلِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَ، فَقَالَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ان کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور اس کی وجہ سے وہ حاملہ ہو گئی، میں نبی کریم ﷺ

(٦٧٢٠) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٧٣ (انظر: ٦٧٩)

لَهُ: ((دَعْهَا حَتّٰى تَلِدَ وَتَضَعَ ثُمَّ اجْلِدْهَا۔)) (مسند احمد: ٦٧٩)

کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے وضع حمل تک چھوڑ دو، پھر اسے حد لگانا۔''

(٦٧٢١)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا اَنَّ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ ﷺ أَحْدَثَتْ فَأَمَرَنِیْ ﷺ أَنْ أُقِيمَ عَلَيْهَا الْحَدَّ، فَأَتَيْتُهَا فَوَجَدْتُهَا لَمْ تَجِفَّ مِنْ دَمِهَا، فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((إِذَا جَفَّتْ مِنْ دَمِهَا فَأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ، أَقِيمُوْا الْحُدُوْدَ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔)) (مسند احمد: ٧٣٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد قائم کروں، لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو اس حال میں پایا کہ ابھی اس کا نفاس کا خون خشک نہیں ہوا تھا، میں نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ گیا اور آپ ﷺ کو صورتحال پر مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اس کا خون خشک ہو جائے تو پھر اس کو حد لگانا، اپنے غلاموں پر بھی حدیں قائم کیا کرو۔''

فوائد:...... اگر کوڑے لگانے کی سزا ہو تو مریض کے صحت یاب ہونے کا انتظار کیا جائے، ''البحر'' میں اس بات پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ سخت گرمی، سخت سردی اور کسی متوقع بیماری کی وجہ سے کنوارے زانی مجرم کو مہلت دی جائے گی، یہاں تک کہ موسم کی شدت ختم ہو جائے اور بیماری کا خطرہ ٹل جائے۔

اگر حالات کے لحاظ سے کنوارے زانی کو مہلت دی جا سکتی ہے تو شادی شدہ کے لیے بھی اس مہلت کا جواز ہونا چاہیے۔ فرق کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔ (عبد اللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيْضِ
مریض پر حد قائم کرنے کا بیان

(٦٧٢٢)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كَانَ بَيْنَ أَبْيَاتِنَا اِنْسَانٌ مُخْدَجٌ ضَعِيْفٌ لَمْ يُرَعْ أَهْلُ الدَّارِ اِلَّا وَهُوَ عَلٰى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا، وَكَانَ مُسْلِمًا فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اضْرِبُوْهُ حَدَّهُ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ أَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ، إِنْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ

سیدنا سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے محلے میں ایک ناقص الخلقت انسان رہتا تھا، گھر والوں کو یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ وہ محلّہ کی ایک لونڈی کے ساتھ زنا کر رہا ہے، جبکہ وہ مسلمان تھا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کا معاملہ نبی کریم ﷺ تک پہنچایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے حد لگاؤ۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اس قابل نہیں کہ حد برداشت کر سکے، اگر ہم نے اسے سو کوڑے

(٦٧٢١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٧٢٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٧٤ (انظر: ٢١٩٣٥)

قَتَلْنَاهُ، قَالَ: ((فَخُذُوْا لَهُ عِثْكَالًا فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْهُ بِهِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً وَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۲۲۸۱)

لگائے تو وہ مر جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ایک ٹہنی لے لو، جس میں سو شاخیں ہوں اور اسے ایک دفعہ مار دو اور پھر اس کو چھوڑ دو۔''

فوائد:...... اس سے ثابت ہوا کہ اگر مریض اصل حد برداشت نہ کر سکے تو اسے اس طرح سزا دے کر فارغ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ استثنائی صورت اس سزا کے بارے میں ہے، جو موت سے کم ہو، جیسا کہ کنوارے زانی کو کوڑے مارنا ہے، اگر سزا ہی موت ہو تو پھر مکمل طور پر حدّ لگائی جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَفْرِ لِلْمَرْجُوْمِ
سنگسار ہونے والے کے لئے گڑھا کھودنے کا بیان

(۶۷۲۳)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَرْجُمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ خَرَجْنَا إِلَى الْبَقِيْعِ فَوَاللّٰهِ! مَا حَفَرْنَا لَهُ وَلَا أَوْثَقْنَاهُ وَلٰكِنَّهُ قَامَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْخَزَفِ فَاشْتَكٰى فَخَرَجَ يَشْتَدُّ حَتّٰى انْتَصَبَ لَنَا فِيْ عُرْضِ الْحَرَّةِ فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيْدِ الْجَنْدَلِ حَتّٰى سَكَتَ۔ (مسند احمد: ۱۱۶۱۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ماعز بن مالک کو رجم کریں، پس ہم بقیع کی طرف نکلے، اللہ کی قسم! نہ ہم نے اس کے لئے گڑھا کھودا اور نہ اس کو باندھا، وہ خود کھڑا ہو گیا، ہم نے اس پر ہڈیاں اور سنگریزے پھینکنے شروع کر دیئے، جب اس کو تکلیف پہنچی تو وہ تیزی سے بھاگ نکلا، یہاں تک حرہ کی ایک جانب کھڑا ہو گیا، پھر ہم نے اس کو بڑے بڑے پتھر مارے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

فوائد:...... حدیث نمبر (۶۷۰۲) میں یہ بات گزری ہے کہ ماعز بن مالک کے لیے گڑھا کھودا گیا تھا، جبکہ اس حدیث میں نفی کی گئی ہے، جمع تطبیق کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:

(۱)۔ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جائے گا۔

(۲)۔ اس گڑھے کی نفی کی گئی ہے، جس سے نکل کر بھاگ جانا ممکن نہ تھا اور اس گڑھے کو ثابت کیا گیا ہے، جس سے فرار اختیار کر جانا ممکن تھا۔

(۳)۔ شروع میں گڑھا نہیں کھودا تھا، لیکن جب وہ بھاگا تو انھوں نے اس کو پکڑا اور اس کے لیے گڑھا کھودا۔

(۴)۔ شروع میں ہی گڑھا کھودا گیا تھا، لیکن جب اس کو پتھر لگا تو وہ نکل کر بھاگ گیا، پھر صحابہ نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو مار دیا۔

امام نووی نے کہا: یہ حدیث علمائے کرام کے ایک اتفاقی مسئلہ کی دلیل ہے کہ رجم کے لیے پتھر، ڈھیلے، ہڈیاں،

(۶۷۲۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۹٤ (انظر: ۱۱۵۸۹)

سنگریزے اور لکڑی وغیرہ استعمال کیے جائیں گے، یعنی جس سے بھی بندے کو قتل کیا جا سکتے، صرف پتھر شرط نہیں ہیں۔

(٦٧٢٤)۔ عَنْ اَبِی بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَجَمَ امْرَأَةً فَحُفِرَلَهَا إِلَى الثَّنْدُوَةِ۔ (مسند احمد: ٢٠٦٤٩)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو رجم کیا اور سینہ تک اس کے لئے گڑھا کھودا۔

(٦٧٢٥)۔ عَنْ اَبِی ذَرٍّ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَجَمَ امْرَأَةً، فَأَمَرَنِی أَنْ أَحْفِرَلَهَا فَحَفَرْتُ لَهَا إِلٰى سُرَّتِیْ۔ (مسند احمد: ٢١٨٧٨)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو رجم کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کے لئے گڑھا کھودوں، پس میں نے اپنی ناف تک گہرا گڑھا کھودا۔

فوائد:...... صحیح مسلم (١٦٩٥) کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے خاتون کے لیے اس کے سینے تک گڑھا کھدوایا تھا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رجم کرنے کے لیے گڑھا کھودا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی مَنْ وَطِیَٔ جَارِیَةَ امْرَأَتِهِ
بیوی کی لونڈی کو استعمال کر لینے والے شخص کا بیان

(٦٧٢٦)۔ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ وَهُوَ الْعَطَّارُ ثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ: اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَكَانَ يُنْبَزُ قُرْقُوْرًا وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِیِّ فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيْكَ بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجَلَدَهُ مِائَةً، وَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَانًا يَقُوْلُ: وَأَخْبَرَنَا قَتَادَةُ أَنَّهُ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن حنین نامی ایک آدمی تھا، اس کو قرقور کے لقب سے پکارا جاتا تھا، اس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کر لیا، جب اس کا معاملہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں لایا گیا تو انہوں نے کہا: میں تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا، اگر تیری بیوی نے تیرے لئے اس لونڈی کو حلال قرار دیا تھا تو پھر میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے تیرے لئے حلال نہیں کیا تھا تو تجھے پتھروں سے رجم کروں گا۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی نے اپنی لونڈی کو اس کے لئے حلال قرار دیا تھا، اس لیے انھوں نے اس کو سو کوڑے لگائے۔

(٦٧٢٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٤٣ (انظر: ٢٠٣٧٨)
(٦٧٢٥) اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفی، وثابت بن سعد لم نتبينه (انظر: ٢١٥٤٥)
(٦٧٢٦) تخريج: اسناده ضعيف، خالد بن عرفطة مجهول، ثم ان فيه اضطرابا۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٥٨، والنسائی: ٦/ ١٢٤، والترمذی: ١٤٥١ (انظر: ١٨٤٢٥)

كَتَبَ فِيهِ إِلَى حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ وَكَتَبَ إِلَيْهِ بِهٰذَا۔ (مسند احمد: ۱۸٦۱٥)

(٦٧٢٧)۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا وَقَعَ عَلَى جَارِيَتِهَا، قَالَ: أَمَا إِنَّ عِنْدِي فِي ذَالِكَ خَبَرًا شَافِيًا أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، إِنْ كُنْتِ أَذِنْتِ لَهُ ضَرَبْتُهُ مِائَةً، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَأْذَنِي لَهُ رَجَمْتُهُ، قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَقَالُوْا: زَوْجُكِ يُرْجَمُ؟ قُولِي إِنَّكِ قَدْ كُنْتِ أَذِنْتِ لَهُ، فَقَالَتْ: قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَهُ، فَقَدَّمَهُ فَضَرَبَهُ مِائَةً۔ (مسند احمد: ۱۸٦۳۷)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہا: میرے خاوند نے میری لونڈی سے زنا کیا ہے، انہوں نے کہا: اس بارے میں میرے پاس تسلی بخش حدیث ہے، میں نے اس کو نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا ہے، اگر تو نے اسے اجازت دی تھی تو میں اسے سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر تو نے اسے اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے رجم کردوں گا، یہ سن کر لوگ اس عورت کی طرف آئے اور کہا: تیرا خاوند رجم کیا جانے لگا ہے، اس لیے تو نے یہ کہہ دینا ہے کہ میں نے اس کو اجازت دی تھی، پس اس نے کہا: میں نے اپنے خاوند کو اجازت دی تھی، پھر انھوں نے اس کو آگے کیا اور سو کوڑے لگائے۔

(٦٧٢٨)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: جَائَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸٥۹٥)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ان کے پاس آئی، ....، پھر اوپر والی حدیث کی طرح روایت ذکر کی۔

(٦٧٢٩)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ (وَفِي لَفْظٍ: أَنَّ رَجُلًا خَرَجَ فِي غَزَاةٍ وَمَعَهُ جَارِيَةٌ لِامْرَأَتِهِ فَوَقَعَ بِهَا) فَرُفِعَ ذَاكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:

سیدنا سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرلیا، ایک روایت میں ہے: ایک آدمی کسی غزوہ میں گیا، اس کے ساتھ اس کی بیوی کی لونڈی بھی تھی، وہ اس پر واقع ہوگیا، جب اس کا معاملہ نبی کریم ﷺ

(٦٧٢٧) تخريج: حديث ضعيف، ابو بشر لم يسمع من حبيب، انما رواه عن خالد بن عرفطة، وهو مجهول، ثم ان فى اسناد هذا الحديث اضطرابا، وانظر الحديث السابق (انظر: ۱۸٤٤٦)

(٦٧٢٨) تخريج: انظر الحديثين السابقين

(٦٧٢٩) تخريج: اسناده ضعيف، الحسن البصرى لم يسمع من سلمة بن المحبق، وقد اختلف فى اسناد هذا الحديث على الحسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٦١، والبيهقى: ۸/ ۲٤۰، وعبد الرزاق: ۱۳٤۱۸، والطبرانى فى "الكبير": ٦۳۳۷ (انظر: ۲۰۰٦۰)

((إِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ مِثْلُهَا لَهَا، وَإِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ مِثْلُهَا لَهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۱۹)

کی عدالت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس لونڈی نے اس آدمی سے موافقت کی ہے تو یہ لونڈی اسی کی ہو جائے گی اور اس کو اسی طرح کی لونڈی اپنی بیوی کو دینا ہو گی، اور اگر اس نے لونڈی کو مجبور کیا ہے تو وہ آزاد ہو جائے گی، لیکن اس کو اسی طرح کی لونڈی اپنی بیوی کو دینا ہو گی۔''

(۶۷۳۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجُلٍ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۳۲۸)

(دوسری سند) جس آدمی نے اپنی بیوی کی لونڈی سے برائی کر لی تھی، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر اس نے اس لونڈی کو مجبور کیا تھا تو وہ آزاد ہو جائے گی، لیکن اس کے ذمہ ہے اس کی آقا کو اسی طرح کی لونڈی دے۔

فوائد:...... اس باب کی تمام روایات ضعیف ہیں۔

تفہیم مسئلہ کی غرض سے حدیث کی کچھ ضروری توضیح پیش نظر ہے: ناجائز چیز کسی کے حلال کرنے سے جائز نہیں بن جاتی، بیوی اپنی لونڈی کو خاوند کے لیے حلال قرار دے تو وہ لونڈی خاوند کے لیے حلال نہیں ہو گی، کیونکہ وہ اس کی لونڈی نہیں، بیوی کی لونڈی ہے، اور جماع اپنی لونڈی سے جائز ہے، لیکن چونکہ اس میں شبہ ہے کہ بیوی کی لونڈی خاوند کی بھی لونڈی ہے، تو جب بیوی نے اپنی مملوکہ چیز خاوند کے لیے جائز قرار دے دی تو شاید وہ اس کے لیے حلال ہو، اس لیے سزا میں تخفیف ہے کہ بجائے رجم کے کوڑے مارنے کا ذکر فرمایا، مگر یاد رہے کہ اس شبہ کی بنا پر اس مرد کو بالکل معاف نہیں کیا جا سکتا، سزا ہلکی ہو سکتی ہے، ہاں اگر بیوی اپنی لونڈی خاوند کو ہبہ کر دے اور وہ اس کی لونڈی بن جائے یا اپنی لونڈی کا نکاح خاوند سے کرا دے تو جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ أَوْ أَتٰى بَهِيْمَةً أَوْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ

اس شخص کا بیان جو محرم عورت سے منہ کالا کرے یا کسی چوپائے سے برائی کرے یا قوم لوط والا عمل کر بیٹھے

(۶۷۳۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ فِي عَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ وَالْبَهِيْمَةَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قوم لوط کے عمل میں ملوث فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو اور جانور کو بھی قتل کر دو اور جو جانور پر واقع ہوا ہے،

(۶۷۳۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۶۷۳۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن ابی حبیبۃ۔ أخرجہ دون ذکر حد اللواط ابن ماجہ: ۴۵۶۴، وأخرجہ الترمذی بحکم من وقع علی ذات محرم فقط: ۱۴۶۲ (انظر: ۲۷۲۷)

وَالْوَاقِعَ عَلَى الْبَهِيْمَةِ، وَمَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۲۷)

اس کو بھی قتل کر دو اور جو ذی محرم سے زنا کرے، اسے بھی قتل کر دو۔''

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ۔)) ......''جس شخص کو تم اس حال میں پاؤ کہ وہ قوم لوط والی بدفعلی کر رہا ہو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔'' (ابو داود: ٤٤٦٢، ابن ماجه: ٢٥٦١، ترمذی: ١٤٥٦، قال الالبانی: صحیح)

(٦٧٣٢)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْا الْبَهِيْمَةَ۔))۔ (مسند احمد: ٢٤٢٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو جانور پر واقع ہو، اسے بھی قتل کر دو اور جانور کو بھی۔''

فوائد:...... یہ حدیث بیان کرنے کے بعد عکرمہ نے کہا: قُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِكَ الْعَمَلُ۔...... ''میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: جانور کو قتل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا: میرا خیال تو یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ناپسند کیا کہ اس کا گوشت کھایا جائے، جبکہ اس کے ساتھ یہ گندا کام کیا گیا ہے۔ (ابو داود: ۴۴۶۴، ترمذی: ۱۴۵۵)

اس حدیث کے برعکس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا قول یہ ہے: ليس على الذي يأتي البهيمة حدّ۔ ...... جو آدمی جانور سے یہ برا کام کرتا ہے، اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (ابو داود: ٤٤٦٥، ترمذی: ١٤٥٥)

عمرو بن ابی عمرو راوی اس حدیث کو مرفوعا بیان کرتا ہے اور عاصم بن بہدلہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ پر موقوفاً بیان کرتا ہے، امام ترمذی نے موقوف روایت کے حق میں کہا: وهذا أصح من الحديث الأول والعمل على هذا عند أهل العلم وهو قول أحمد وإسحق۔ ...... یہ حدیث پہلی یعنی مرفوع حدیث سے زیادہ صحیح ہے، اور اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے اور امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

امام ابو داود نے کہا: حديثُ عاصم يضعِّف حديثَ عمرو بن ابي عمرو۔ ...... عاصم کی موقوف حدیث، عمرو بن ابو عمرو کی حدیث کو ضعیف کر رہی ہے۔

شیخ البانی کہتے ہیں: لیکن امام بیہقی نے موقوف کو ترجیح دینے والی اس رائے کا بہت عمدہ تعاقب کیا، انھوں نے کہا: کئی سندوں سے عکرمہ سے یہ حدیث ہمیں بیان کی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ عمرو بن ابی عمرو حفظ و ضبط میں عاصم بن بہدلہ سے کم تو نہیں ہے، جبکہ ایک جماعت نے عمرو بن ابی عمرو کی متابعت بھی کر رکھی ہے اور اکثر ائمہ کے نزدیک عکرمہ ثقات واثبات راویوں میں سے ہے۔

(٦٧٣٢) تخريج: اسناده جيّد۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٦٤، والترمذي: ١٤٥٥ (انظر: ٢٤٢٠)

میں (البانی) کہتا ہوں: تحقیق یہی ہے کہ عمرو بن ابو عمرو، عاصم بن بھدلہ سے کم مرتبہ نہیں ہے، بلکہ ممکن ہے کہ وہ حدیث کے معاملے میں اس سے اچھا راوی ہو، ان دونوں راویوں کے ترجمہ سے اس حقیقت کا اندازہ ہوگا۔

حافظ ابن حجر نے ''تقریب'' میں عمرو کے بارے میں "ثقة ربما وهم" کہا اور عاصم کے بارے میں ''صدوق له اوهام'' کہا۔

امام ذہبی نے عاصم کے بارے میں کہا: صدوق یھم، امام بخاری اور امام مسلم نے اس سے مقرونا روایت لی ہے۔ اور عمرو کے بارے میں کہا: یہ ''صدوق'' ہے، اس کی روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اصول میں موجود ہے۔ پس واضح ہوا کہ عمرو راوی، عاصم سے قوی ہے اور تعارض کے وقت اسی عمرو کی حدیث راجح ہوگی۔ اس پر مستزاد یہ کہ عمرو کی حدیث مرفوع ہے اور عاصم کی موقوف اور روایت کو رائے پر ترجیح دیتے وقت اہل الحدیث کے قواعد کے مطابق یہ بات درست نہیں ہے کہ موقوف روایت کی وجہ سے مرفوع کو ضعیف قرار دیا جائے، احناف کے بر خلاف۔ پھر امام بیہقی نے جن متابعات کی طرف اشارہ کیا ہے، ان سے عمرو کی حدیث کو قوت ملتی ہے، مجھے ان میں سے دو متابعات ملی ہیں:

(اول)...... داود بن حصین عن عکرمة بہ، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی اور امام احمد نے اس سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے، اس سند میں ابراہیم اشہلی بھی ضعیف ہے اور ابن حصین، عکرمہ سے روایت لینے میں ضعیف ہے۔

(دوم)...... عباد بن منصور عن عکرمة بہ، امام حاکم، امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے اس کو روایت کیا ہے۔ اس میں عباد بن منصور صدوق ہے، وہ تدلیس بھی کرتا تھا اور اس کو آخر میں اختلاط بھی ہو گیا تھا۔

پھر عمرو بن ابی عمرو کی حدیث کا ایک مرفوع شاہد بھی ہے، جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں اس کو بیان کیا، اس کے راوی ثقہ اور معروف ہیں، ماسوائے عبد الغفار بن عبد اللہ کے، جبکہ ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کر کے اس پر کوئی جرح اور تعدیل نقل نہیں، ظن غالب یہی ہے کہ امام ابن حبان نے اس کو ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں اس حدیث کو ابو یعلی کی طرف منسوب کرنے کے بعد کہا: اس میں محمد بن عمرو ہے، اس کی حدیث حسن ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں، البتہ حافظ ابن حجر نے ''تلخیص الحبیر'' میں کہا: ابو یعلی نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عبد الغفار نے اس سے رجوع کر لیا تھا، اور ابن عدی نے کہا کہ لوگوں نے اس کو تلقین کی تھی۔ (ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل: ۸/ ۱۷)

اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ اس باب کی حدیث نمبر (۶۷۳۲) صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو جانور پر واقع ہو، اسے بھی قتل کر دو اور جانور کو بھی۔''

(۶۷۳۳)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ   سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

(۶۷۳۳) تخریج: صحیح، قاله الالبانی۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۰۷، والترمذی: ۱۳۶۲، والنسائی: ۶/ ۱۰۹ (انظر: ۱۸۵۵۷، ۱۸۵۷۹)

بِیْ عَمِّی الْحَارِثُ بْنُ عَمْرٍو وَمَعَهُ لِوَاءٌ قَدْ عَقَدَهُ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أَيْ عَمِّ! أَيْنَ بَعَثَكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: بَعَثَنِي إِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيْهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۸۰)

میرے چچا سیدنا حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، جو نبی کریم ﷺ نے انہیں باندھ کر دیا تھا، میں نے ان سے کہا: اے چچا! نبی کریم ﷺ نے تم کو کہاں بھیجا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا کہ جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کرلیا ہے، آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَانَكَحَ آبَائُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾......

''اور اس خاتون سے نکاح نہ کرو، جس سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو۔'' (سورۂ نساء: ۲۲)

سوتیلی ماں سے صرف نکاح کرنے کی یہ سزا ہے، خواہ اس نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(۶۷۳۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ۔)) (مسند احمد: ۱۵۱۵۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ جس چیز کا ڈر ہے، وہ قوم لوط کا فعل ہے۔

فوائد:...... ان احادیث میں قوم لوط والی بدفعلی کرنے والے، جانور سے برائی کرنے والے اور محرم خواتین سے نکاح کرنے والے کی سزاؤں کا بیان ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَأَنَّ الْإِسْلَامَ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْإِحْصَانِ

اہل کتاب کے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے اور اس معاملے میں اسلام کے شرط نہ ہونے کا بیان

(۶۷۳۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ قَدْ زَنَيَا، فَقَالَ: ((مَا تَجِدُوْنَ فِي كِتَابِكُمْ؟)) فَقَالُوْا: نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَيُخْزَيَانِ، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی لوگ ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے زنا کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی کتاب میں اس کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہم ان کا

(۶۷۳۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، القاسم بن عبد الواحد و عبد اللہ بن محمد بن عقیل یقبل حدیثهما عند المتابعة، وقد تفردا بهذا الحدیث۔ أخرجه الترمذی: ۱۴۵۷، وابن ماجه: ۲۵۶۳ (انظر: ۱۵۰۹۳)

(۶۷۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۵۴۳، ومسلم: ۱۶۹۹ (انظر: ۴۴۹۸)

((كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔)) فَجَاءُ وْا بِالتَّوْرَاةِ وَجَاءُ وْا بِقَارِیءٍ لَهُمْ أَعْوَرَ، يُقَالُ لَهُ: ابْنُ صُوْرِيَا، فَقَرَأَ حَتّٰى إِذَا انْتَهٰى إِلٰى مَوْضِعٍ مِنْهَا وَضَعَ يَدَهُ، عَلَيْهِ، فَقِيْلَ لَهُ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ تَلُوْحُ، فَقَالَ أَوْ قَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا كُنَّا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَجَانِیءُ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ بِنَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ٤٤٩٨)

منہ کالا کرتے ہیں اور انہیں رسوا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جھوٹ بول رہے ہو، اس میں رجم کرنے کی بات ہے، لاؤ تورات اور اس کو پڑھو، اگر تم سچے ہو تو۔'' پس وہ تورات اور ایک پڑھنے والے کو لے آئے، پڑھنے والا کانا تھا اور اس کو ابن صوریا کہتے تھے، اس نے تورات پڑھی اور رجم کے ذکر تک پڑھتا گیا، جب وہ اس مقام تک پہنچا تو اس آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا، اس سے کہا گیا اپنا ہاتھ اٹھا، جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو رجم سے متعلقہ آیت چمک رہی تھی، پھر انہوں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا: اے محمد! اس میں رجم کی سزا موجود ہے، لیکن ہم اس کو آپس میں چھپائے ہوئے تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو رجم کرنے کا حکم دیا، پس ان دونوں کو رجم کر دیا گیا، ابن عمر کہتے ہیں: میں نے اس یہودی کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھک رہا تھا اور اپنے وجود کے ذریعے اس عورت کو پتھروں سے بچا رہا تھا۔

(٦٧٣٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجْمِ الْيَهُوْدِيِّ وَالْيَهُوْدِيَّةِ عِنْدَ بَابِ مَسْجِدِهِ، فَلَمَّا وَجَدَ الْيَهُوْدِيُّ مَسَّ الْحِجَارَةِ قَامَ عَلٰى صَاحِبَتِهِ فَحَنَا عَلَيْهَا يَقِيْهَا مَسَّ الْحِجَارَةِ حَتّٰى قُتِلَا جَمِيْعًا، فَكَانَ مِمَّا صَنَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ فِيْ تَحْقِيْقِ الزِّنَا مِنْهُمَا۔ (مسند احمد: ٢٣٦٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو اپنی مسجد کے دروازے کے نزدیک رجم کرنے کا حکم دیا، جب یہودی کو پتھر لگنے کی تکلیف ہوئی تو وہ کھڑا ہو کر اپنی سہیلی پر جھک گیا، تاکہ اس کو پتھروں کی تکلیف سے بچائے، یہاں تک کہ ان دونوں کو قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے جو کچھ کیا، وہ ان دونوں سے زنا کو ثابت کرنے کے لیے تھا۔

ان دونوں سے اس کام کا سرزد ہونا کہ یہودی کا یہودن پر جھکنا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے جو آپ نے ان پر زنا کی حد لگائی تھی اسے ثابت کرنے کے لئے کیا تھا کہ یہ زنا ان سے واقعتاً ہوا ہے۔

(٦٧٣٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٦٧٣٦) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانی: ١٠٨٢٠ (انظر: ٢٣٦٨)
(٦٧٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٠٠ (انظر: ١٨٦٦٣)

النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ يَهُوْدِيًّا وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً قَدْ أَمَاتُوْهَا۔)) (مسند احمد: ١٨٨٦٦)

نے ایک یہودی کو رجم کیا اور پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں وہ پہلا شخص ہوں، جس نے اس سنت کو زندہ کیا، جسے ان لوگوں نے مٹا دیا تھا۔''

(٦٧٣٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ (عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ) وَابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا: رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَهُوْدِيًّا وَيَهُوْدِيَّةً۔ (مسند احمد: ٢١٢٢١)

سیدنا جابر بن سمرہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا۔

(٦٧٣٩)۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: أَخْبَرَنِيْ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى: رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَهُوْدِيًّا وَيَهُوْدِيَّةً، قَالَ: قُلْتُ: بَعْدَ نُزُوْلِ النُّوْرِ أَوْ قَبْلَهَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ۔ (مسند احمد: ١٩٣٣٧)

شیبانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا نبی کریم ﷺ نے رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا تھا۔ میں نے کہا: سورۂ نور کے نزول سے پہلے کیا تھا یا بعد میں، انھوں نے کہا: اس کا تو مجھے علم نہیں ہے۔

فوائد:...... سورۂ نور کے نزول کے بارے میں سوال سے مراد یہ آیت تھی: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾...... ''زانی مرد اور زانی عورت، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔'' (سورۂ نور: ٢)
سنن ابی داود میں بھی اس موضوع سے متعلقہ تفصیلی روایات موجود ہیں، ان تمام روایات کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تورات کی روشنی میں ان یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا تھا، نہ کہ اسلام کا حکم ہونے کی وجہ سے۔

بَابُ حَدِّ زِنَا الرَّقِيْقِ خَمْسُوْنَ جَلْدَةً
زانی غلام کی پچاس کوڑے حد ہونے کا بیان

(٦٧٤٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أَمَةٍ لَهُ سَوْدَاءَ زَنَتْ لِأَجْلِدَهَا، قَالَ: فَوَجَدْتُهَا فِيْ دِمَائِهَا،

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی ایک سیاہ فام لونڈی کی طرف بھیجا، اس نے زنا کیا تھا، جب میں نے اسے نفاس کے خون میں پایا تو میں نبی کریم ﷺ کی

(٦٧٣٨) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٥٥٧، والترمذي: ١٤٣٧ (انظر: ٢٠٩١٤)
(٦٧٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨١٣، ومسلم: ١٧٠٢ (انظر: ١٩١٢٦)
(٦٧٤٠) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسي: ١٤٦ (انظر: ١١٤٢)

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: ((إِذَا تَعَالَتْ مِنْ نِفَاسِهَا فَاجْلِدْهَا خَمْسِينَ، (وَفِي لَفْظٍ: فَحُدَّهَا) ثُمَّ قَالَ: ((أَقِيمُوا الْحُدُودَ۔)) (مسند احمد: ۱۱٤۲)

طرف لوٹ آیا اور آپ پر حقیقتِ حال واضح کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ نفاس کے خون سے پاک صاف ہو جائے تو اس کو پچاس کوڑے لگانے ہیں، ایک روایت میں ہے: اس کو یہ حد لگانی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''حدیں قائم کیا کرو۔''

(۶۷٤۱)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ يُحَنَّسَ وَصَفِيَّةَ كَانَا مِنْ سَبْيِ الْخُمُسِ فَزَنَتْ صَفِيَّةُ بِرَجُلٍ مِنَ الْخُمُسِ فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَادَّعَاهُ الزَّانِي وَيُحَنَّسُ فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَرَفَعَهُمَا إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَقْضِي فِيهِمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَجَلَدَ هُمَا خَمْسِينَ خَمْسِينَ۔ (مسند احمد: ۸۲۰)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یُحَنَّس اور صفیہ مالِ غنیمت کے خُمُس کے قیدیوں میں سے تھے، صفیہ نے خُمُس کے آدمی سے زنا کیا اور بچہ بھی جنم دیا، زانی اور یُحَنَّس دونوں نے اس بچے کا دعویٰ کر دیا اور اپنا جھگڑا لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے، انہوں نے ان کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کے بارے نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ بچہ اسے ملے گا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہوں گے، پھر انھوں نے ان دونوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَإِذَآ أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾...... ''پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آ جائیں، پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انہیں آدھی سزا ہے، اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔'' (سورۂ نساء: ۲۵)

یعنی لونڈیوں کو سو (۱۰۰) کے بجائے نصف یعنی پچاس کوڑوں کی سزا دی جائے گی، گویا ان کے لیے سزائے رجم نہیں ہے، کیونکہ وہ نصف نہیں ہو سکتی، اگلے باب کی احادیث سے مزید وضاحت ہو گی۔

بَابٌ فِي أَنَّ السَّيِّدَ يُقِيمُ الْحَدَّ عَلٰى رَقِيقِهِ

آقا کا اپنے غلام پر حد نافذ کرنے کا بیان

(۶۷٤۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ (زَادَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا

(۶۷٤۱) تخریج: اسناده ضعیف، سعد بن معبد لم یرو عنه غیر ابنه، ولم یوثقه غیر ابن حبان، والحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن۔ أخرجه مختصرا البزار: ۸۱٦ (انظر: ۸۲۰)

(۶۷٤۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۰۳ (انظر: ۸۸۸٦)

فِی رِوَایَةٍ: فَتَبَیَّنَ زِنَاهَا) فَلْیَجْلِدْهَا وَلَا یُعَیِّرْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَلْیَجْلِدْهَا وَلَا یُعَیِّرْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَلْیَجْلِدْهَا وَلَا یُعَیِّرْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فِی الرَّابِعَةِ فَلْیَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ أَوْ ضَفِیرٍ مِنْ شَعْرٍ۔)) (مسند احمد: ۸۸۷۳)

ظاہر ہو جائے تو وہ اپنی لونڈی کو حد لگائے اور اسے عار نہ دلائے، پھر اگر وہ اسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کو کوڑے لگائے، لیکن عار نہ دلائے، اگر وہ پھر زنا کرے تو اس کو حدّ لگائے اور اسے عار نہ دلائے، اگر وہ چوتھی مرتبہ زنا کی مرتکب ہو جائے تو وہ اس لونڈی کو فروخت کر دے، اگرچہ بالوں کی رسی یا چند بٹے ہوئے بالوں کے عوض فروخت کرنا پڑے۔''

فوائد:...... ''فَلْیَجْلِدْهَا'' کا معنی یہ نہیں کہ مالک اپنی لونڈی کو تعزیری کوڑے لگائے، بلکہ ان الفاظ سے مراد حد والے پچاس کوڑے ہیں، کیونکہ مسند احمد کی حدیث نمبر (۷۳۹۵) کے الفاظ یہ ہیں: ''فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ'' یعنی وہ اس کو حد لگائے۔

(۶۷۴۳)۔ عَنْ اَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ قَالَ: خَطَبَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ قَالَ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ! أَقِیْمُوْا عَلٰی أَرِقَّائِکُمُ الْحُدُوْدَ، مَنْ أُحْصِنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ یُحْصَنْ، فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُقِیْمَ عَلَیْهَا الْحَدَّ فَأَتَیْتُهَا فَإِذَا هِیَ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِیْتُ إِنْ اَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ تَمُوْتَ فَأَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ۔)) (مسند احمد: ۱۳۴۱)

ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اور کہا: لوگو! اپنے لونڈیوں اور غلاموں پر حدیں قائم کیا کرو، وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تھا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد قائم کروں، لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ ابھی ابھی اس کا نفاس کا خون شروع ہوا تھا، پس میں ڈر گیا کہ اگر اس کو کوڑے لگائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مر جائے، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو یہ تفصیل بتائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اچھا کیا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کی حد کے معاملے میں غلام اور لونڈی کے شادی شدہ ہونے اور نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ دونوں صورتوں میں پچاس پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

بیماری وغیرہ کی صورت میں کوڑوں کی سزا کو مؤخر کیا جا سکتا ہے، تاکہ مجرم کا کوئی اور نقصان نہ ہو جائے، حدیث نمبر (۶۷۲۱) کی شرح میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا تھا۔

(۶۷۴۴)۔ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ

سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم اجمعین سے

(۶۷۴۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۰۵ (انظر: ۱۳۴۱)

(۶۷۴۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۳۳، ۲۵۵۵، ومسلم: ۱۷۰۴ (انظر:) ۱۷۰۴۳

أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوْا: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي قَبْلَ أَنْ تُحْصَنَ؟ قَالَ: ((اجْلِدُوْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱٦۹)

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس لونڈی کے متعلق دریافت کیا گیا جو شادی سے پہلے زنا کرتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے حد لگاؤ، اگر وہ دوبارہ برائی کرے تو پھر حد لگاؤ، اگر تیسری باری جرم کرے تو پھر حد لگاؤ اور اگر وہ اس کے بعد پھر زنا کرے تو اس کو بیچ دو، اگرچہ ایک رسی کے عوض ہو۔''

(٦٧٤٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا، وَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، وَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ۔)) وَالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ۔ (مسند احمد: ۲٤۸٦٥)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے مارو، اگر وہ دوسری بار زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے لگاؤ اور اگر وہ پھر اس جرم میں مبتلا ہو جائے تو اسے کوڑے لگاؤ اور فروخت کر دو، اگرچہ ایک رسی کے عوض فروخت کرنا پڑے۔'' ضَفِيْر کا معنی رسی ہے۔

(٦٧٤٦)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ شِبْلَ بْنَ حَامِدٍ الْمُزَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكٍ الْأَوْسِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلْوَلِيْدَةِ: ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ (وَالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ) فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۲۲٦)

سیدنا عبد اللہ بن مالک اوسی ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لونڈی کے بارے میں فرمایا: ''اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر زنا کرے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ تیسری بار زنا کرے تو پھر اسے حدّ لگاؤ، اگر وہ اس کے بعد بھی زنا کرے تو اسے فروخت کر دو، اگرچہ ایک رسی کے عوض بیچنا پڑے۔'' بیچنے کی بات تیسری یا چوتھی مرتبہ کی تھی۔

فوائد:...... تین چار بار حد لگنے کے باوجود برائی سے باز نہ رہنے کا مطلب یہ ہوا کہ لونڈی میں شرّ غالب آ چکا ہے اور وہ خیر و بھلائی سے دور ہو گئی ہے، لہٰذا اس کو فروخت کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

(٦٧٤٥) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲٥٦٦ (انظر: ۲٤۳٦۱)

(٦٧٤٦) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ۱۹۰۱۷)

اَبْوَابُ حَدِّ الْقَذْفِ
تہمت کی حد کے ابواب

بَابُ التَّنْفِيرِ مِنَ الْقَذْفِ وَأَنَّهُ مِنَ الْكَبَائِرِ
تہمت لگانے سے نفرت دلانے اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا بیان

لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

کیونکہ ارشادِ باری تعالی ہے: ''جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔'' (سورۂ نور: ۲۳، ۲۴)

(٦٧٤٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَمْسٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَ مِنْهُنَّ: ((وَمَنْ قَفٰى مُؤْمِنًا أَوْ مُؤْمِنَةً حَبَسَهُ اللّٰهُ فِيْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ، عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ٥٥٤٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: کیا میں تمہیں وہ پانچ باتیں بتا نہ دوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں؟ پھر انھوں نے ان کا ذکر کیا، ان میں ایک بات یہ تھی: ''جو کسی مؤمن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے، اللہ تعالی اس کو ''رَدْغَةَ الْخَبَال'' یعنی جہنمیوں کے پیپ میں ٹھہرائے گا۔''

(٦٧٤٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ التَّوْبَةِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ، أَقَامَ عَلَيْهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی توبہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے غلام پر تہمت لگائی، جبکہ وہ اس تہمت سے بری ہو، تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس پر حد قائم کرے

(٦٧٤٧) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ٩٩ (انظر: ٥٥٤٤)
(٦٧٤٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٦٠ (انظر: ١٠٤٨٨)

الْـحَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ۔)) (مسند احمد: ١٠٤٩٣)

گا، الّا یہ کہ وہ اسی طرح ہو، جیسے اس کے آقا نے اس کے بارے میں کہا ہو۔''

فوائد:...... اللہ تعالیٰ کا دربار کامل عدل وانصاف پر مشتمل ہوگا۔

(٦٧٤٩)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ زَنَّى أَمَةً لَمْ يَرَهَا تَزْنِي، جَلَدَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَوْطٍ مِنْ نَارٍ۔)) (مسند احمد: ٢١٧٠٣)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی لونڈی کو زنا کار قرار دیا، جبکہ اس نے اس کو زنا کرتے ہوئے دیکھا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کو آگ کے کوڑے سے حدّ لگائے گا۔''

فوائد:...... آزاد عورت ہو یا لونڈی، ہر ایک پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، آنے والے باب میں مذکورہ احادیث سے اس گناہ کی شدت کا احساس ہوگا۔

بَابٌ فِي أَنَّ حَدَّ الْقَذْفِ ثَمَانُوْنَ جَلْدَةً

تہمت کی حد اسی کوڑے ہونے کا بیان

بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔ ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔'' (سورۂ نور: ٤، ٥)

(٦٧٥٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي وَلَدِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((أَنَّهُ يَرِثُ أُمَّهُ وَتَرِثُهُ أُمُّهُ، وَمَنْ قَفَاهَا بِهِ جُلِدَ ثَمَانِيْنَ، وَمَنْ دَعَاهُ وَلَدَ زِنًا جُلِدَ ثَمَانِيْنَ۔)) (مسند احمد: ٧٠٢٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لعان کرنے والوں کی اولاد کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا: ''یہ اولاد اپنی ماں کی اور اس کی ماں ان کی وارث بنے گی اور جس نے اس خاتون پر تہمت لگائی، اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جس نے ایسی اولاد کو زنا والی اولاد قرار دیا، اس کو بھی اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔''

فوائد:...... اس باب میں تہمت سے مراد عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے۔

(٦٧٤٩) تخريج: اسناده ضعيف، الحمصي وابو طالب مجهولان أخرجه (انظر:)

(٦٧٥٠) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحق مدلس، وقد عنعن (انظر: ٧٠٢٨)

لیکن یہ مسئلہ ایسے ہی ہے کہ میاں بیوی جس بچے پر لعان کریں گے، وہ ماں کی طرف منسوب ہوگا اور وہ ماں اور بیٹا ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

(٦٧٥١)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِيْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذَالِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٦٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب میرا عذر نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، اس چیز کا ذکر کیا، پھر قرآن پاک کی متعلقہ آیات کی تلاوت کی، پھر جب منبر سے نیچے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو حد لگانے کا حکم دیا، پس ان پر حد لگا دی گئی۔

فوائد:...... یہ ایک طویل قصہ ہے، اس کا بیان سورۂ نور کی بارہ تیرہ آیات میں موجود ہے، یہ واقعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت وعظمت پر دلالت کرتا ہے، جن تین افراد کو تہمت کی سزا میں کوڑے لگے تھے، وہ مسلمان تھے، ان کے نام یہ ہیں: سیدنا مسطح، سیدنا حسان بن ثابت اور سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم، امام حاکم نے ''الاکلیل'' میں ایک روایت بیان کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جن لوگوں کو تہمت کی حد لگائی تھی، ان میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی بھی تھا۔

❁❁❁❁

(٦٧٥١) حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٤٧٤، والترمذي: ٣١٨١، وابن ماجه: ٢٥٦٧ (انظر: ٢٤٠٦٦)

اَبْوَابُ حَدِّ السَّارِقِ

چور کی حد کے ابواب

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ وَفِيْ كَمْ تُقْطَعُ يَدُهُ

چور پر لعنت کرنے اور اس چیز کا بیان کہ کتنی مقدار میں ہاتھ کاٹا جائے گا

اَلسَّرِقَة :لغوی معنی: چرانا ہے ویسے یہ لفظ چرائی ہوئی چیز کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لحاظ سے گویا مصدر مفعول کے معنی میں ہے۔

اصطلاحی تعریف:...... کسی کا مال اس کی حفاظت کی جگہ سے چھپ کر لینے کو چوری کہتے ہیں۔حفاظت کی جگہ یا محفوظ سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز مالک کے پاس ہو اور اس نے وہ چیز اپنے پاس سنبھال رکھی ہو، خواہ وہ سویا ہو یا جاگتا ہو، یا وہ چیز بند جگہ میں ہو، مثلا کمرے میں ہو اور کمرے کا دروازہ بند ہو۔ایسے مقام سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ کہ چوری کی ہوئی چیز کی قیمت چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ ہو۔

لیکن اگر کوئی چیز گھر سے باہر پڑی ہو اور مالک بھی پاس نہ ہو تو اسے غیر محفوظ تصور کیا جائے گا، یا ایسے مقام پر ہو جو سب کے لیے کھلا ہو، مثلاً مسجد، دفتر، سکول وغیرہ، ایسے مقام سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، بلکہ اس کو تعزیر لگائی جائے گی، جس کا ذکر اگلے ابواب میں آئے گا۔

(٦٧٥٢)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ۔)) (مسند احمد: ٧٤٣٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے، وہ خود چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، وہ رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

فوائد:...... اگر ''اَلْبَيْضَة'' کا معنی انڈا ہو تو انڈے اور رسی کا ذکر کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے کیا گیا ہے، مراد یہ ہے کہ آدمی معمولی چیز کے عوض اپنے ہاتھ سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور عام معاشرے میں رسوائی کی علامت بھی

(٦٧٥٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٨٣، ٦٧٩٩، ومسلم: ١٦٨٧ (انظر: ٧٤٣٦)

بن جاتا ہے، الا من رحم ربی۔

چور اور چوری کی قباحت و شناعت بیان کی جا رہی ہے، کتنی مقدار کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ اس کی وضاحت اگلی احادیث میں آ رہی ہے۔

اللہ تعالی کی رحمت سے دوری کو لعنت کہتے ہیں۔ غیر معین نافرمانوں پر لعنت کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ جنس پر لعنت ہوتی ہے، نہ کہ خاص فرد پر، جیسے ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الا لعنة الله علی الظالمین﴾ ...... ''خبردار! ظالموں پر اللہ تعالی کی لعنت ہو۔'' اسی طرح ان لوگوں پر لعنت کرنا درست ہے، جن کے بارے میں انبیائے کرام کی تصدیق کی وجہ سے یہ یقین ہو چکا ہے کہ وہ جہنمی ہیں، جیسے ابو جہل، ابولہب، فرعون وغیرہ۔

جن احادیث میں لعنت کرنے سے منع کیا گیا ہے، ان سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص فرد پر لعنت نہ کی جائے۔

(٦٧٥٣)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى الْغَسَّانِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ عَامِلٌ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: أُتِيْتُ بِسَارِقٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ خَالَتِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنْ لَا تَعْجَلْ فِي أَمْرِ هٰذَا الرَّجُلِ حَتّٰى آتِيَكَ فَأُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ عَائِشَةَ فِي أَمْرِ السَّارِقِ، قَالَ: فَأَتَتْنِي وَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْطَعُوْا فِي رُبُعِ الدِّيْنَارِ، وَلَا تَقْطَعُوْا فِيْمَا هُوَ أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ۔)) وَكَانَ رُبُعُ الدِّيْنَارِ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَالدِّيْنَارُ اِثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا، قَالَ: وَكَانَتْ سَرِقَتُهُ دُوْنَ رُبُعِ الدِّيْنَارِ فَلَمْ أَقْطَعْهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٢٠)

یحییٰ بن یحییٰ غسانی کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا اور مدینہ کے عامل ابوبکر بن محمد کو ملا، انھوں نے کہا: میرے پاس ایک چور لایا گیا اور میری خالہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اس آدمی کے بارے میں جلدی فیصلہ نہ کرنا، مجھے آلینے دو تا کہ میں تجھے وہ حدیث بتا سکوں جو میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے چور کے بارے میں سنی ہے، پس وہ میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے چور کے بارے میں سنا، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ دینار کے چوتھے حصہ میں کاٹو، اس سے کم میں نہ کاٹو۔'' ان دنوں میں دینار کا چوتھا حصہ تین درہم کے برابر ہوتا تھا، تو دینار بارہ درہم کا ہوا، اس چور کی چوری دینار کے چوتھے حصہ سے کم تھی، لہذا میں نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

فوائد: ...... دینار کا وزن = 4 ماشہ 4 رتی (ساڑھے چار ماشے) = 4.374 گرام

دینار کا چوتھائی حصہ: 1 ماشہ، 1 رتی، یعنی: تقریباً 1.093 گرام

یاد رہے کہ دینار سونے کے درج بالا وزن کا نام ہے، بہتر ہے کہ 4 ماشہ، 4 رتی سونے کے روپے بنا لیے جائیں،

(٦٧٥٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٨٤ (انظر: ٢٤٥١٥)

پھر جواب کو 4 پر تقسیم کر لیا جائے، چوتھائی دینار کی قیمت معلوم ہو جائے گی، پھر جو چیز چوری کی گئی ہو، اس کی قیمت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چوتھائی دینار کی قیمت، تین درہم چاندی کی قیمت کے برابر ہوتی تھی، لیکن اس زمانے میں چوتھائی دینار کی قیمت تین درہم سے کافی زیادہ ہے، اور وہ اس طرح کہ اگر ایک تولے سونے کی قیمت (۵۰،۰۰۰) روپے ہو تو چوتھائی دینار کی قیمت پانچ ہزار روپے سے کچھ کم بنتی ہے، جبکہ تین درہم چاندی کی قیمت ایک ہزار روپے سے بھی کم بنتی ہے۔

(٦٧٥٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ (وَفِي لَفْظٍ: لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا) فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔)) (مسند احمد: ٢٥٨١٨)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، مگر دینار کے چوتھائی حصے میں یا اس سے زیادہ میں۔''

(٦٧٥٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ۔ (مسند احمد: ٦٣١٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا تھا، اس نے عورتوں کے چبوترے سے ڈھال چوری کی تھی، اس کی قیمت تین درہم تھی۔

فوائد:...... اور زمانۂ نبوی میں تین درہم، چوتھائی دینار کے برابر ہوتے تھے، اصل معیار چوتھائی دینار ہے، جیسا کہ گزشتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(٦٧٥٦)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تُقْطَعُ الْيَدُ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ۔)) (مسند احمد: ١٤٥٥)

سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ڈھال کی قیمت کے برابر کی چوری میں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔''

(٦٧٥٧)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ قِيمَةَ الْمِجَنِّ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ۔ (مسند احمد: ٦٦٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔

(٦٧٥٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٨٤ (انظر: ٢٥٣٠٤)
(٦٧٥٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٨٦ (انظر: ٦٣١٧)
(٦٧٥٦) تخريج: ضعيف، قاله الالبانى، أخرجه ابن ماجه: ٢٥٨٦ (انظر: ١٤٥٥)
(٦٧٥٧) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس، وقد عنعن، أخرجه ابوداود: ٤٣٨٧، والنسائى: ٨/ ٨٤ (انظر: ٦٦٨٧)

(٦٧٥٨)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا قَطْعَ فِيْمَا دُوْنَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ)) (مسند احمد: ٦٩٠٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

فوائد:...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی روشنی میں دس درہم ہاتھ کاٹنے کی حد مقرر کی ہے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابُ اِعْتِبَارِ الْحَرْزِ وَمَا جَاءَ فِي الْمُخْتَلِسِ وَالْمُنْتَهِبِ وَالْخَائِنِ وَجَاحِدِ الْعَارِيَةِ وَمَا لَا قَطْعَ فِيْهِ

چوری میں محفوظ جگہ کا اعتبار کرنے کا بیان اور لوٹنے والے، ڈاکہ ڈالنے والے، خیانت کرنے والے اور عاریہ کا انکار کرنے والے کا بیان اور ان چیزوں کی وضاحت جن میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

(٦٧٥٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْحَرِيْسَةِ الَّتِي تُوْجَدُ فِي مَرَاتِعِهَا وَقَدْ سُئِلَ عَنْهَا، قَالَ: ((فِيْهَا ثَمَنُهَا مَرَّتَيْنِ وَضَرْبُ نَكَالٍ وَمَا أُخِذَ مِنْ عَطَنِهِ فَفِيْهِ الْقَطْعُ اِذَا بَلَغَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ ذَالِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ۔)) قَالَ: (أَيْ السَّائِلُ) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالثِّمَارُ وَمَا أُخِذَ مِنْهَا فِي أَكْمَامِهَا؟ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ بِفِيْهِ وَلَمْ يَتَّخِذْ خُبْنَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَمَنِ احْتَمَلَ فَعَلَيْهِ ثَمَنُهُ مَرَّتَيْنِ وَضَرْبًا وَنَكَالًا، وَمَا أُخِذَ مِنْ أَجْرَانِهِ فَفِيْهِ الْقَطْعُ اِذَا بَلَغَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ ذَالِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ۔)) (مسند احمد: ٦٦٨٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس محفوظ جانور کے بارے میں جو کہ اپنی چراگاہ میں تھا سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی چوری میں دگنی قیمت ہوگی اور چور کو سزا بھی دی جائے گی اور جو جانوروں کے باڑے سے چرا لیا جائے گا، اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہو۔'' سائل نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان پھلوں کے متعلق کیا حکم ہے جو گابھے اور شگوفے سے چرا لیے جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صرف کھا لیا اور کپڑے میں ڈال کر نہ لے گیا، اس پر کوئی پکڑ نہیں اور جو کپڑے میں اٹھا کر لے جائے گا تو اسے اس کی دوگنا قیمت دینا پڑے گی اور مار اور سزا بھی ساتھ ہوگی اور جو کھجور کھلیان جیسے محفوظ مقام سے چرائی جائے گی، اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ وہ ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے۔''

فوائد:...... جانوروں کے باڑے اور کھجور وغیرہ کے کھلیان محفوظ مقام ہیں، اس لیے وہاں سے اٹھائی ہوئی چیز کو

(٦٧٥٨) تخريج: اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة كثير الخطأ والتدليس، أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٩٢ (انظر: ٦٩٠٠)

(٦٧٥٩) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ١٧١٠، والنسائي: ٨/ ٨٥ (انظر: ٦٦٨٣)

چوری کہا جائے گا۔ چراگاہ حفاظت والا مقام نہیں ہے، اس لیے اس مقام سے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ پچھلے باب کے شروع میں چوری کی تعریف ملاحظہ کر لیں۔

باغ سے گزرنے والا اپنی ضرورت کے مطابق باغ کا پھل کھا سکتا ہے۔

یہ مسلمان کے مال کی حرمت ہے کہ دوگنا جرمانہ بھی ڈالا جا رہا ہے اور سزا بھی دی جا رہی ہے۔

(۶۷۶۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ، وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُوْرَةً فَلَيْسَ مِنَّا۔)) وَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ۔)) (مسند احمد: ۱۵۱۳۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ڈاکو پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اور جس نے واضح طور پر ڈاکہ مارا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے پر بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں۔''

فوائد:...... اصحاب السنن کی روایات میں ((وَلَا الْمُخْتَلِسِ)) کا اضافہ بھی ہے، اس کے معنی ہیں: غفلت سے فائدہ اٹھا کر چیز کو اچک لینے والا، یعنی ایسے شخص کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

خائن سے مراد وہ شخص ہے کہ جس کے پاس لوگ امانتیں رکھتے ہیں، لیکن وہ ان کو استعمال کر کے ضائع کر دیتا ہے۔

(۶۷۶۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِهَا۔ (مسند احمد: ۶۳۸۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلے کی ایک عورت سامان ادھار لیتی تھی اور پھر انکار کر دیتی، نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

فوائد:...... بظاہر اس حدیثِ مبارکہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ عاریۃً لی ہوئی چیز کا انکار کر دینے کی وجہ سے اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا، لیکن جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایسے انکار کی وجہ سے تو ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا، جبکہ بعض احادیثِ صحیحہ میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا تھا، اس حدیث کو اختصار پر محمول کیا جائے گا۔

(۶۷۶۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ: سَرَقَ غُلَامٌ لِنُعْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ نَخْلًا صِغَارًا فَرُفِعَ إِلَى مَرْوَانَ فَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَهُ،

محمد بن یحییٰ بن حبان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے چھوٹی چھوٹی کھجوریں چوری کر لیں، جب اس کا معاملہ مروان کی عدالت میں پیش کیا گیا تو

(۶۷۶۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، وابن ماجه: ۲۵۹۱، والترمذي: ۱۴۴۸، والنسائي: ۸/ ۸۸ (انظر: ۱۵۰۷۰)

(۶۷۶۱) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ۸/ ۷۱ (انظر: ۶۳۸۳)

(۶۷۶۲) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۷۴۵۲ (انظر: ۱۵۸۱۴)

فَقَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُقْطَعُ فِي الثَّمَرِ وَلَا فِي الْكَثَرِ۔)) قَالَ: قُلْتُ لِيَحْيٰى: مَا الْكَثَرُ؟ قَالَ: الْجُمَّارُ۔ (مسند احمد: ١٥٩٠٧)

اس نے اس چور کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھل اور کھجور کے درخت کے گوند کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔'' میں نے یحییٰ سے کہا: ''کَثَر'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جُمَّار (کھجور کے درخت کا گوند)۔

فوائد:...... اس کی وجہ یہ ہے کہ باغ حفاظت کی جگہ نہیں ہے، اس باب کی پہلی حدیث میں باغ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

بَابُ الْقَطْعِ بِالْإِقْرَارِ وَهَلْ يَكْتَفِيْ فِيْهِ بِالْمَرَّةِ وَتَلْقِيْنِ الْحَدِّ وَحَسْمِ الْيَدِ بَعْدَ قَطْعِهَا

چور کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے، حد کے بارے میں تلقین کرنے اور کاٹنے کے بعد ہاتھ کو داغنے کا بیان، نیز اس چیز کا بیان کہ کیا ایک مرتبہ چوری کا اعتراف کافی ہے

(٦٧٦٣)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ فَاعْتَرَفَ وَلَمْ يُوْجَدْ مَعَه مَتَاعٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ۔)) قَالَ: بَلْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْطَعُوْهُ ثُمَّ جِيْئُوْا بِهِ۔)) قَالَ: فَقَطَعُوْهُ ثُمَّ جَاءُ وْا بِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔)) قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٢٨٧٥)

سیدنا ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، اس نے چوری کا اعتراف تو کیا، لیکن اس کے پاس سامان نہیں تھا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں، میں نے چوری کی ہے، دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کہا گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کا ہاتھ کاٹ دو اور پھر اس کو میرے پاس لے آؤ۔'' آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو کہہ: ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ'' (میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں)۔'' اس نے کہا: ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول فرما۔''

فوائد:...... چوری میں ایک سے زائد اعتراف کروانا ضروری ہے یا نہیں، ہم حدیث نمبر (٦٦٩٢) کی شرح میں اس مسئلہ کی وضاحت کر چکے ہیں۔ بیہقی اور دارقطنی کی روایت یوں ہے: ((اقْطَعُوْا ثُمَّ احْسِمُوْهُ۔)) ......''اس کا ہاتھ کاٹ دو اور پھر اس کو داغ دو۔'' لیکن یہ روایت ضعیف ہے، (دیکھیں: ارواء الغلیل: ٨/ ١٢٠)

داغنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ خون رک جائے۔

اگرچہ حدود کفارہ ہیں، لیکن اس موقع پر توبہ و استغفار کا حکم دینے کی وجہ یہ ہے کہ مجرم کے اندر یہ تصور مضبوط ہو جانا

چاہئے کہ اس کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے، وہ اس کے اپنے جرم کے بدلے میں ہے، لہذا وہ استغفار اور ندامت کا اظہار کرے، نیز اس عمل سے اس کے اندر حوصلہ بھی پیدا ہوگا اور ذلت اور پریشانی کے اثرات کم ہو جائیں گے۔

بَابُ هَلْ يُقْطَعُ الْعَبْدُ إِذَا سَرَقَ مِنْ سَيِّدِهِ؟ وَمَا حُكْمُ الْعَبْدِ الْآبِقِ إِذَا سَرَقَ

جب غلام، آقا کی چوری کرے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، نیز بھاگے ہوئے غلام کا حکم کیا ہے، جب وہ چوری کرے

(٦٧٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ)) يَعْنِي بِنِصْفِ أُوْقِيَّةٍ۔ (مسند احمد: ٨٤٣٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام چوری کرے تو اسے فروخت کر دو، اگرچہ نصف اوقیہ کے عوض بیچنا پڑے۔''

فوائد:...... ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

(٦٧٦٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ (وَقَالَ مَرَّةً: إِذَا سَرَقَ) فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ۔)) وَالنَّشُّ: نِصْفُ الْأُوْقِيَّةِ۔ (مسند احمد: ٩٠١٨)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ جائے، راوی نے ایک بار یہ الفاظ کہے: جب غلام چوری کرے تو اسے فروخت کر دے، اگرچہ بیس درہم کے عوض فروخت کرنا پڑے۔''

فوائد:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، البتہ درج ذیل حدیث ملاحظہ کریں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد قائم کروں، لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو اس حال میں پایا کہ ابھی اس کا نفاس کا خون خشک نہیں ہوا تھا، میں نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ گیا اور آپ ﷺ کو صورتحال پر مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا جَفَّتْ مِنْ دَمِهَا فَأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ، أَقِيْمُوْا الْحُدُوْدَ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔......)) ''جب اس کا خون خشک ہو جائے تو پھر اس کو حد لگانا، اپنے غلاموں پر بھی حدیں قائم کیا کرو۔'' دیکھیں: حدیث نمبر (٦٧٢١)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں اور لونڈیوں پر حدود نافذ کی جائیں گی، جب تک ان کو مستثنی کرنے والی کوئی واضح نص نہ آ جائے۔

امام مالک، امام شافعی اور عام اہل علم کی یہی رائے ہے کہ چوری کی حدّ غلام اور لونڈی پر نافذ کی جائے گی۔

(٦٧٦٣) صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ٤٣٨٠، وابن ماجه: ٢٥٩٧، والنسائی: ٨/ ٦٧ (انظر: ٢٢٥٠٨)

(٦٧٦٤) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن ابی سلمة ضعيف فيما يتفرد به، أخرجه ابوداود: ٤٤١٢، والنسائی: ٨/ ٩١، وابن ماجه: ٢٥٨٩ (انظر: ٨٤٥١)

(٦٧٦٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ أَيِّ الْيَدَيْنِ تُقْطَعُ أَوَّلًا فِي السَّرِقَةِ وَمَوْضِعِ الْقَطْعِ وَتَعْلِيقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ، وَمَا يُفْعَلُ فِيمَنْ تَكَرَّرَتْ مِنْهُ السَّرِقَةُ وَقَوْلِ الْمُفَسِّرِينَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾

ان امور کا بیان کہ چوری میں پہلے کون سا ہاتھ کاٹا جائے، کاٹنے کی جگہ، ہاتھ کاٹ کر چور کی گردن میں لٹکانا، بار بار چوری کرنے والے کی سزا اور اس آیت کے بارے میں مفسرین کے اقوال: ''اور چوری کرنے والا مرد اور عورت، پس ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو''

(٦٧٦٦)۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَذْكُرُ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: أَرَأَيْتَ تَعْلِيقَ يَدِ السَّارِقِ فِي الْعُنُقِ، أَمِنَ السُّنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ، قَالَ حَجَّاجٌ: وَكَانَ فَضَالَةُ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ: قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: سَمِعْتَ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيِّ شَيْئًا؟ قَالَ: أَيُّ شَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ؟ قُلْتُ: حَدِيثُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فِي تَعْلِيقِ الْيَدِ، فَقَالَ: لَا، حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٤٤)

عبد الرحمن بن محیریز سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانا سنت ہے، اس بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور وہ ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔ حجاج کہتے ہیں: سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ ابوعبد الرحمن عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے کہا: کیا آپ نے عمر بن علی مقدمی سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ان کے پاس کیا تھا جو میں سنتا؟ میں نے کہا: سیدنا فضالہ بن عبید والی وہ حدیث، جس میں چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکانے کا ذکر ہے، انہوں نے کہا: نہیں، البتہ عفان نے ہمیں ان سے بیان کیا ہے۔

فوائد:...... یہ حدیث ضعیف ہے اور کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں ہے، جو اس بات پر دلالت کرے کہ چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

سیدنا حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ فَقَالَ: ((اقْتُلُوهُ))

(٦٧٦٦) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة ليس بذاك القوى، وهو مدلس وقد عنعنه، أخرجه ابوداود: ٤٤١١، والترمذي: ١٤٤٧، والنسائي: ٨/ ٩٢، وابن ماجه: ٢٥٨٧ (انظر: ٢٣٩٤٦)

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: ((اُقْتُلُوهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، قَالَ: ((اقْطَعُوا يَدَهُ)) قَالَ ثُمَّ سَرَقَ فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ ثُمَّ سَرَقَ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ كُلُّهَا ثُمَّ سَرَقَ أَيْضًا الْخَامِسَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمَ بِهٰذَا حِينَ قَالَ ((اُقْتُلُوهُ)) ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ لِيَقْتُلُوهُ مِنْهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِمَارَةَ فَقَالَ أَمِّرُونِي عَلَيْكُمْ فَأَمَّرُوهُ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ إِذَا ضَرَبَ ضَرَبُوهُ حَتّٰى قَتَلُوهُ۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو چوری کی ہے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اس کو قتل کر دو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس کا ہاتھ کاٹ دو۔'' اس نے پھر چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا، پھر اس نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چوریاں کیں، یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کو کاٹ دیا گیا، پھر جب اس نے پانچویں بار چوری کی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کی بات کی تھی تو آپ ﷺ اس کو زیادہ جاننے والے تھے، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس چور کو قریشی نوجوانوں کے سپرد کیا، تاکہ وہ اس کو قتل کر دیں، ان میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو کہ امارت کو پسند کرتے تھے، اس لیے انھوں نے ان نوجوانوں سے کہا: تم اس معاملے میں مجھے اپنا امیر بناؤ، پس انھوں نے اس کو امیر بنایا، پس جب وہ ضرب لگاتا تو تب دوسرے نوجوان ضرب لگاتے، یہاں تک کہ انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (نسائی: ۴۹۸۰)

آپ ﷺ کے فرمان ''اس کو قتل کر دو'' سے آپ کا مقصود یہ نہ تھا کہ اس کو واقعی قتل کر دیا جائے، بلکہ یہ آپ ﷺ کی پیش گوئی تھی کہ اس کا انجام کار قتل ہوگا، جو اس کے حق میں پوری ہوئی، یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو بذریعۂ وحی بتا دیا گیا ہو کہ یہ شخص باز نہیں آئے گا اور بالآخر اسے قتل کرنا پڑے گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تردد اس لیے کیا کہ آپ ﷺ نے خود چور کی سزا ہاتھ کاٹنا بتائی تھی، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اندازِ گفتگو سے یہ اندازہ لگا رہے ہوں کہ آپ ﷺ کا مقصود قتل نہیں ہے۔ پہلی چوری پر چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، اس کے بعد جمہور اہل علم کے نزدیک دوسری چوری پر بایاں پاؤں، تیسری چوری پر بایاں ہاتھ اور چوتھی چوری پر دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اگر وہ پانچویں بار چوری کرے تو اس کے بارے میں دو آراء ہیں، ایک کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا اور دوسری کہ اس کو جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب! چور کا ہاتھ اس کی کلائی سے کاٹا جائے گا۔

بَابُ حَدِّ الْقَطْعِ وَغَيْرِهِ هَلْ يُسْتَوْفٰى فِي دَارِ الْحَرْبِ أَمْ لَا؟

ہاتھ کاٹنے وغیرہ کی حد کا بیان، نیز کیا دار الحرب میں پوری سزا دی جائے گی یا نہیں

(٦٧٦٧)۔ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِرُوْدَسَ حِيْنَ جَلَدَ الرَّجُلَيْنِ

جنادہ بن ابی امیہ نے روڈس جزیرہ میں ان دو آدمیوں پر حد لگائی، جنہوں نے مال غنیمت سے چوری کی تھی اور پھر منبر پر

(٦٧٦٧) صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذي: ١٤٥٠، ورواه ابو داود مختصرا: ٤٤٠٨ (انظر: ١٧٦٢٦)

الَّذِيْنَ سَرَقَا غَنَائِمَ النَّاسِ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي مِنْ قَطْعِهِمَا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ أَرْطَاةَ وَجَدَ رَجُلًا سَرَقَ فِي الْغَزْوِ يُقَالُ لَهُ مَصْدَرٌ فَجَلَدَهُ وَلَمْ يَقْطَعْ يَدَهُ وَقَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَطْعِ فِي الْغَزْوِ۔(مسند احمد: ١٧٧٧٦)

چڑھ کر کہا: میں نے ان کے ہاتھ اس لئے نہیں کاٹے، کیونکہ میں نے سیدنا بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے مصدر نامی ایک آدمی کو اس حال میں پایا کہ اس نے غزوہ کے دوران چوری کی تھی، تو انہوں نے اسے کوڑے مارے، ہاتھ نہیں کاٹا، نیز انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ہمیں غزوہ کے دوران ہاتھ کاٹنے سے منع کیا ہے۔

(٦٧٦٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ فَأُتِيَ بِمَصْدَرٍ قَدْ سَرَقَ بُخْتِيَّةً، فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْقَطْعِ فِي الْغَزْوِ لَقَطَعْتُكَ فَجَلَدَ ثُمَّ خَلّٰى سَبِيْلَهُ۔ (مسند احمد: ١٧٧٧٧)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں سیدنا بسر بن ارطاۃ کے پاس تھا، مصدر کو ان کے پاس لایا گیا، اس نے ایک بختی اونٹ کی چوری کی تھی، سیدنا بسر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوے میں ہاتھ کاٹنے سے منع کرتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو میں نے تیرا ہاتھ کاٹ دینا تھا۔

فوائد:...... سنن نسائی (۴۹۸۲) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُقْطَعُ الْاَيْدِيْ فِي السَّفَرِ۔)) ...... ''سفر میں چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔'' لیکن سفر سے مراد جنگ کا سفر ہے، جیسا کہ اس باب کی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، جنگ کے سفر میں بڑا مقصود دشمن کی شکست ہے، اس لیے اسی پر توجہ دی جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے موقع پر ہاتھ نہ کاٹنے کی وجہ یہ ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شخص مشتعل ہو کر دشمنوں کے علاقے میں بھاگ جائے اور ان کے ساتھ مل کر مرتدّ ہو جائے۔ لیکن اس حکم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حد بالکل ساقط کر دی جائے، بلکہ جب سفر سے واپسی ہوگی تو حد لگائی جائے گی، کیونکہ شریعت کی مقررہ حدود ساقط نہیں ہو سکتیں۔

(٦٧٦٩)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَاهِدُوْا النَّاسَ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَلَا تُبَالُوْا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ))(مسند احمد: ٢٣٠٧٥)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی خاطر قریب اور دور والوں سے جہاد کرو اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو اور حضر و سفر میں اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم کرو۔''

فوائد:...... مسافر اللہ تعالیٰ کی حدود سے مستثنی نہیں ہے، البتہ اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ سفرِ جنگ میں حد کے نفاذ میں تاخیر کی رخصت دی جائے گی۔

(٦٧٦٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٧٦٩) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ٢٨٥٠ (انظر: ٢٢٦٩٩)

اَبْوَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَحَدِّ شَارِبِهَا

شراب کی حرمت اور شرابی کی حد کے ابواب

بَابُ بَعْضِ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَلَعْنِ شَارِبِهَا وَحِرْمَانِهِ مِنْ خَمْرِ الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ

شراب کی حرمت، اس کو پینے والے پر لعنت کرنے اور اس کے آخرت میں شراب سے محروم ہو جانے کا بیانا، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے

(٦٧٧٠)۔) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ۔))، وَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٥٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جوا اور نرد (یا شطرنج یا آلۂ موسیقی) کو حرام قرار دیا ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فوائد:...... ''کُوْبَۃ'' اس لفظ کے تین معانی کیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (المائدہ: ٩٠) ''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا، تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی چیزیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو۔''

شراب کی حرمت قطعی اور ابدی ہے، قرآن و حدیث کے کئی دلائل موجود ہیں، شراب کی تعریف سمجھنے کے لیے درج ذیل بحث کا مطالعہ کریں:

عربی لغت اور عرف عام میں ہر نشہ آور چیز اور مشروب کو ''خَمْر'' کہتے ہیں، احادیثِ صحیحہ میں بھی ہر نشہ آور اور چیز کو ''خَمْر'' کہا گیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ

(٦٧٧٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢١ (انظر: ٢٦٢٥)

حَرَامٌ۔)) (مسلم)...... ''ہر نشہ آور چیز ''خَمْر'' ہے اور ہر ''خَمْر'' حرام ہے۔'' نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ (بخاری، مسلم)...... ''خَمْر''اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بَعَثَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ إِلَی الْیَمَنِ، قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّ بِھَا أَشْرِبَۃً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدَعُ؟ قَالَ: ((وَمَا ھِیَ؟)) قُلْتُ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ۔ قَالَ: ((وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ؟)) قَالَ: أَمَّا الْبِتْعُ، فَنَبِیْذُ الْعَسَلِ، وَأَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِیْذُ الذُّرَۃِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَشْرَبْ مُسْکِرًا فَإِنِّی حَرَّمْتُ کُلَّ مُسْکِرٍ۔))...... رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کچھ (مخصوص) مشروبات پائے جاتے ہیں، میں ان میں سے کون سے پی سکتا ہوں اور کون سے ترک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کونسے (مشروبات) ہیں؟'' میں نے کہا: وہ ''بتع'' اور ''مزر'' ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''بتع'' اور ''مزر'' کسے کہتے ہیں؟'' میں نے کہا: شہد کی نبیذ کو ''بتع'' اور مکئی کی نبیذ کو ''مزر'' کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس، نشہ آور مشروب نہیں پینا، کیونکہ میں نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔'' (نسائی: ۲/ ۳۲۶، صحیحہ: ۲۴۲۴، وأخرج مسلم نحوہ)

احناف نے اس مسئلے میں ساری امت سے اختلاف کیا ہے اور ''خَمْر'' سے مراد صرف وہ شراب لی ہے، جو انگور سے تیار کی جائے، بلکہ مزید قیود بھی لگا دی ہیں کہ انگور کا نچوڑا ہوا پانی آگ پر گرم کیے بغیر دو ثلث سے کم خشک ہو جائے، اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اور وہ نشہ دے تو اسے ''خَمْر'' کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نشہ آور مشروب خمر نہیں کہلاتا، مثلا: انگور کے علاوہ کسی اور پھل کا نچوڑ ہو یا نچوڑ تو انگور کا ہو مگر اسے آگ پر گرم کر کے خشک کیا گیا ہو یا دو ثلث سے زائد خشک ہو جائے، خواہ آگ کے بغیر ہی ہو، ان تمام صورتوں میں ان کے نزدیک اسے ''خَمْر'' نہیں کہا جائے گا، خواہ وہ نشہ دیتا ہو، البتہ اسے مُسْکِر (نشہ دینے والا) کہا جائے گا۔ احناف کے ہاں اس مخصوص ''خَمْر'' کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے، مگر عام مسکرات نشے کی حد سے کم پینا جائز ہیں، احناف کی اس توجیہ کا ثبوت شریعت تو کجا عقل سلیم بھی اس انکار کرتی ہے، کیونکہ شراب کی حرمت کی وجہ تو نشہ ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کے حکم میں فرق کیا جائے؟

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَرَّمَ اللّٰہُ الْخَمْرَ، وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔))...... ''اللہ تعالیٰ نے شراب اور ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔'' (نسائی: ۲/ ۳۳۳، صحیحہ: ۱۸۱۴، وروی مسلم: ۶/ ۱۰۰ وغیرہ نحوہ)

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ان قطعی دلائل میں سے ہے جو ہر نشہ دینے والی چیز کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ انگور سے بنائی گئی ہو یا کھجور اور مکئی وغیرہ سے یا اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مختلف چیزوں سے تیار کی جانے والی شراب اور اس کی معمولی یا غیر معمولی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (صحیحہ: ۱۸۱۴)

امام البانی رحمہ اللہ نے (سلسلة الاحاديث الضعيفة) میں اس ضعیف حدیث کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا:
((حرمت الخمر لعينها قليلها و كثيرها، والسُّكر من كل شراب۔)) ......''شراب اپنی ذات کی بنا پر حرام ہے، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر مشروب سے نشہ حرام ہے۔''

احناف نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ انگوروں سے بنائی جانے والی نشہ آور چیز کو صرف شراب کہتے ہیں، جس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے اور کثیر بھی۔ جو نشہ آور مشروبات گندم، جو، شہد اور مکئی سے تیار کیے جاتے ہیں، وہ حلال ہیں۔ صرف ان کی اتنی مقدار پینا حرام ہے، جس سے نشہ پیدا ہو جائے۔ (معمولی مقدار پی لینے میں کوئی حرج نہیں)۔

لیکن یہ مذہب باطل ہے اور صحیح و صریح اور یقینی و قطعی احادیث کے مخالف ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔)) (مسلم)......''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''

اس حدیث کے کثیر شواہد موجود ہیں، امام زیلعی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے (ارواء الغليل: ٨/ ٤٠۔٤٥) میں بعض کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ شیخ علی قاری حنفی نے تو (شرح مسند الامام ابی حنيفة: صـ ٥٩) میں کہا: قریب ہے کہ یہ حدیث متواتر ثابت ہو جائے۔ آپ کو صاحبِ ہدایہ کے اس قول سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے: (اس حدیث پر یحییٰ بن معین نے طعن کیا)۔ کیونکہ یہ قول بے بنیاد ہے اور ابن معین سے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جیسا کہ امام زیلعی نے کہا اور ابن معین کا مرتبہ اس سے بلند ہے کہ اس حدیث کی صحت ان سے مخفی رہ جائے۔

نیز ارشادِ نبوی ہے: ((مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ۔)) ......''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جاتی ہے۔'' یہ حدیث تقریبا آٹھ صحابہ سے مروی ہے، امام زیلعی نے (نصب الراية: ٤/ ٣٠١۔٣٠٦) تمام سندوں کا تذکرہ کیا ہے، میں نے (ارواء الغليل: ٢٣٧٥، ٢٣٧٦) میں بعض کا ذکر کیا ہے اور امام نسائی نے اپنی سنن میں بعض روایات کا ذکر کیا اور پھر کہا: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نشہ کی کثیر مقدار بھی حرام ہے اور قلیل بھی۔ لیکن اپنے حق میں بعض دھوکہ بازوں نے کہا: جس شراب کی زیادہ مقدار سے نشہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کی اتنی کم مقدار حلال ہوتی ہے، جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا۔

تنبیہ:...... ہم نے شراب کے بارے میں احناف کا جو مسلک بیان کیا ہے، اس کو امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے بیان کرنے والے امام طحاوی ہیں، امام محمد نے بھی (الآثار: صـــ ١٤٨) میں یہ مسلک بیان کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ لیکن علامہ ابو الحسنات لکھنوی نے (التعليق الممجد على مؤطا محمد) میں کہا کہ امام محمد ہر نشہ آور چیز کی قلیل اور کثیر مقدار کے حرام ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ شاید اس مسئلہ میں امام محمد کے دو اقوال ہوں، جن میں سے دوسرا قول احادیثِ صحیحہ کے موافق ہونے کی وجہ سے درست ہے۔

اس ضعیف حدیث سے احناف نے جو استدلال کر کے شراب کے بارے میں اپنا مسلک پیش کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شراب انگوروں کے علاوہ کسی اور چیز سے تیار کی جائے، اس کی اتنی مقدار پینا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا، نیز اگر ایسی شراب سے نشہ آ بھی جائے تو پینے والے کو حدّ نہیں لگائی جا سکتی۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا یہی مسلک ہے، جیسا کہ (الھدایۃ: ۸/ ۱۶۰) سے معلوم ہوتا ہے، لیکن صاحب ہدایہ نے کہا: زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کو حدّ لگائی جائے گی، جیسا کہ امام محمد کا خیال ہے، جن کا دوسرا قول جمہور کے مسلک کے موافق ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۱۲۲۰)

(٦٧٧١)۔) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَسَاقِيَهَا وَمُسْتَقِيَهَا۔)) (مسند احمد: ٢٨٩٧)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! بے شک اللہ تعالی نے شراب کے معاملے میں پر لعنت کی ہے: خود شراب پر، اس کو نچوڑنے والے پر، نچڑوانے والے پر، پینے والے پر، اٹھانے والے پر، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اس پر، فروخت کرنے والے پر، خریدنے والے پر، پلانے والے پر اور پینے کا مطالبہ کرنے والے پر۔''

فوائد:...... شراب کے سلسلے میں اصل گنہگار تو شراب پینے والا ہے، اسی کے لیے شراب بنائی جاتی ہے، لیکن اس کی وجہ سے مزید اُن افراد پر لعنت کی گئی ہے، جو متعلقہ آدمی تک شراب پہنچانے میں تعاون کرتے ہیں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ شرّ اور برائی میں تعاون بھی گناہ کا کام ہے۔

(٦٧٧٢)۔) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوْبَ۔)) (مسند احمد: ٤٧٢٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی، وہ اسے آخرت میں نہیں پیے گا، اِلّا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔''

فوائد:...... جنت کی شراب، دنیا کی شراب سے یکسر مختلف ہے، لیکن اس حرام شراب کی وجہ سے جنت کی شراب سے محروم کیا جا رہا ہے۔

(٦٧٧١) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن حبان: ٥٣٥٦، والحاكم: ٤/ ١٤٥، والطبراني: ١٢٩٧٦ (انظر: ٢٨٩٧)

(٦٧٧٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٠٣ (انظر: ٤٧٢٩)

بَابُ حَدِّ شَارِبِ الْخَمْرِ وَكَمْ يُضْرَبُ؟ وَبِأَيِّ شَيْءٍ يُضْرَبُ؟

شرابی کی حد اور اس کو مارنے کی مقدار کا بیان اور اس کو کس چیز سے مارا جائے گا

(٦٧٧٣)۔) عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ وَعْلَةَ أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ صَلّٰى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَزِيْدُكُمْ فَرُفِعَ ذَالِكَ إِلٰى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُجْلَدَ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: قُمْ يَا حَسَنُ! فَاجْلِدْهُ، قَالَ: وَفِيْمَ أَنْتَ وَذَاكَ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: بَلْ عَجَزْتَ وَوَهَنْتَ، قُمْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ! فَاجْلِدْهُ، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَجَلَدَه، وَعَلِيٌّ يَعُدُّ فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِيْنَ، قَالَ: أَمْسِكْ، ثُمَّ قَالَ: ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِيْنَ وَضَرَبَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَعُمَرُ صَدْرًا مِنْ خَلَافَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا عُمَرُ ثَمَانِيْنَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ۔ (مسند احمد: ١٢٣٠)

حضین بن منذر سے روایت ہے کہ ولید بن عقبہ نے لوگوں کو نماز فجر پڑھائی، جب وہ فارغ ہوا تو وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا میں تم کو مزید نماز پڑھاؤں؟ یہ معاملہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا گیا، انھوں نے اس کو کوڑے مارنے کا حکم دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے حسن! کھڑے ہو جاؤ اور اس کو کوڑے مارو، انہوں نے کہا: آپ کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم عاجز آ گئے ہو اور کمزور پڑ گئے ہو، پھر انھوں نے کہا: اے عبد اللہ بن جعفر! کھڑے ہو جاؤ اور اس کو کوڑے لگاؤ، پس سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شمار کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ چالیس تک پہنچ گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رک جاؤ۔'' پھر کہا: نبی کریم ﷺ نے شراب پینے کی وجہ سے چالیس کوڑے لگائے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دور میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے شروع میں چالیس چالیس کوڑے لگائے، پھر سیدنا عمر نے شراب کی سزا اسی (٨٠) کوڑے پورے کر دیئے۔

(٦٧٧٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّهُ قَدِمَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ عَلٰى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرُوْهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الْوَلِيْدِ أَيْ بِشُرْبِهِ الْخَمْرَ فَكَلَّمَهُ عَلِيٌّ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ: دُوْنَكَ ابْنَ عَمِّكَ، فَأَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ: يَا حَسَنُ قُمْ! فَاجْلِدْهُ، قَالَ: مَا أَنْتَ مِنْ هٰذَا

(دوسری سند) اہل کوفہ سے کچھ لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ولید کے بارے میں شراب پینے کی اطلاعات دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس موضوع پر بات کی، انھوں نے کہا: تم خود اپنے چچے کے بیٹے کو پکڑو اور اس پر حدّ قائم کرو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے حسن! کھڑے ہو جاؤ اور اس کو کوڑے لگاؤ، انھوں نے کہا: آپ کا اس معاملے سے

(٦٧٧٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٠٧ (انظر: ١٢٣٠)

(٦٧٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فِـي شَـيْءٍ، وَلِّ هٰـذَا غَيْـرَكَ، قَـالَ: بَلْ ضَـعُفْتَ وَوَهَنْتَ، الْحَدِيْثُ بِنَحْوِ الطَّرِيْقِ الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ٦٢٤)

کیا تعلق ہے، یہ معاملہ کسی اور کے سپرد کر دو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ تم کمزور پڑ گئے ہو اور بزدل ہو گئے ہو، ...... ۔ پھر پہلی روایت کی طرح کی روایت بیان کی۔

فوائد:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چچا کا بیٹا اس لئے قرار دیا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ہاشم کی اولاد میں سے تھے اور ولید، عبد شمس کی اولاد میں سے تھے اس اعتبار سے یہ اوپر جا کر چچا کے بیٹے ثابت ہوئے ہیں، ہاشم اور عبد شمس دونوں عبدِ مناف کے بیٹے تھے۔

سنن ابوداود (۴۴۸۹) کی ایک روایت میں ہے: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف یہ خط لکھا: لوگ بہت زیادہ شراب پینے لگ گئے ہیں اور انھوں نے موجود حدّ اور سزا کو کم سمجھ لیا ہے، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اوّلین مہاجرین سے مشورہ کیا اور اُن سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اب اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آدمی شراب پیتا ہے تو وہ بہتان تراشیاں کرتا ہے اور تہمتیں لگاتا ہے، لہٰذا میرا خیال یہ ہے کہ اس کو تہمت والی حدّ لگائی جائے۔ (ابوداود: ۴۴۸۹)

سنن ابوداود (۴۴۸۸) میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا، جبکہ آپ ﷺ حنین میں تھے، آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی اور صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو ماریں، پس انھوں نے جوتوں کے ساتھ اور جس کے ہاتھ میں جو چیز تھی، اس کے ساتھ اس کی پٹائی کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب بس کر دو۔'' پس وہ رک گئے، رسول اللہ ﷺ کی وفات تک ایسے معاملہ چلتا رہا، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ شراب کی وجہ سے چالیس کوڑے لگائے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے خلافت کے ایام میں چالیس اور پھر اسی (۸۰) کوڑے شروع کیے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں (۴۰ اور ۸۰) دونوں سزائیں جاری رکھیں اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی (۸) کی حدّ کو نافذ کر دیا۔

(٦٧٧٥)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِـيَ بِـرَجُـلٍ قَدْ شَرِبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اضْـرِبُـوْهُ۔)) قَـالَ: فَـمِنَّا الضَّارِبُ بِيَـدِهِ وَمِنَّا الضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَـلَـمَّـا انْـصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ الـلّٰـهُ، قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَـقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: رَحِمَكَ اللّٰهُ۔)) (مسند احمد: ٧٩٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا، اس نے شراب پی ہوئی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے مارو۔'' پھر ہم میں سے کسی نے اس کو اپنے ہاتھ سے مارا، کسی نے جوتے سے مارا اور کسی نے کپڑے سے مارا، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ایک آدمی نے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو، بلکہ تم یہ کہو: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔''

(٦٧٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٧٧، ٦٧٨١ (انظر: ٧٩٨٥)

فوائد:...... جس آدمی کو حد لگائی جا رہی ہو، اس کے لیے بد دعا نہیں کی جا سکتی، بلکہ اس کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔

(٦٧٧٦)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ لِنَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِرَجُلٍ قَالَ مِسْعَرٌ: أَظُنُّه، فِی شَرَابٍ، فَضَرَبَهُ النَّبِیُّ ﷺ بِنَعْلَیْنِ أَرْبَعِیْنَ۔ (مسند احمد: ١١٢٩٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، اس نے شراب پی ہوئی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس کو دو جوتوں سے مارتے ہوئے چالیس جوتے مارے۔

(٦٧٧٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: جُلِدَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْخَمْرِ بِنَعْلَیْنِ أَرْبَعِیْنَ، فَلَمَّا کَانَ زَمَنُ عُمَرَ جُلِدَ بَدَلَ کُلِّ نَعْلٍ سَوْطًا۔ (مسند احمد: ١١٦٦٤)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں دو جوتوں سے شراب کی حد لگاتے ہوئے چالیس جوتے مارے جاتے تھے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت تھا تو انھوں نے ہر جوتے کے عوض ایک کوڑا مارا۔

(٦٧٧٨)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَلَدَ النَّبِیُّ ﷺ فِی الْخَمْرِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْبَکْرٍ، قَالَ یَحْیٰی فِی حَدِیْثِهِ: أَرْبَعِیْنَ، فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّیْفِ وَالْقُرٰی، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: مَا تَرَوْنَ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اجْعَلْهَا کَأَخَفِّ الْحُدُوْدِ، فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِیْنَ۔ (مسند احمد: ١٢١٦٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے شراب کی لگائی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی حد لگائی، یحییٰ کی حدیث کے مطابق چالیس ضربیں لگائی جاتی تھیں، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت شروع ہوئی تو لوگ فتوحات کی کثرت سے خوش حال ہوئے تو شراب نوشی میں اضافہ ہوا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا: اب اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سب سے ہلکی حد مقرر کر دیں، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کی حد اسی کوڑے مقرر کر دیئے۔

(٦٧٧٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، اس نے شراب پی ہوئی تھی، آپ نے اسے کھجور کی دو ٹہنیوں سے

(٦٧٧٦) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ١٤٤٢ (انظر: ١١٢٧٧)
(٦٧٧٧) اسناده ضعیف لضعف زید العمی، والمسعودی قد اختلط، وسماع یزید منه بعد الاختلاط، أخرجه ابن ابی شیبة: ٩/ ٥٤٧، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ٣/ ١٥٧ (انظر: ١١٦٤١)
(٦٧٧٨) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٧٣، ٦٧٧٦، ومسلم: ١٧٠٦ (انظر: ١٢١٣٩)
(٦٧٧٩) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ الْأَرْبَعِينَ، قَالَ: وَفَعَلَهُ أَبُوبَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَخَفُّ الْحُدُودِ ثَمَانُونَ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ۔ (مسند احمد: ۱۲۸۳۶)

چالیس ضربیں لگائیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سنت جاری رکھی، لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ سب سے ہلکی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسی کوڑے لگانے کا حکم دے دیا۔

فوائد:...... شریعتِ اسلامیہ میں سب سے ہلکی حدِ تہمت لگانے والے کی ہے، یعنی اسی (۸۰) کوڑے، باقی تمام حدود اس سے زیادہ سنگین ہیں۔

(۶۷۸۰)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي بِالشَّارِبِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي إِمْرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمْرَةِ عُمَرَ، فَنَقُومُ إِلَيْهِ فَنَضْرِبُهُ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا، حَتّٰى كَانَ صَدْرًا مِنْ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ فِيهَا أَرْبَعِينَ، حَتّٰى إِذَا عَتَوْا فِيهَا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۱۰)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں شرابی کو لاتے اور اس کے قریب کھڑے ہو کر اس کو ہاتھوں، جوتوں اور کپڑوں سے مارتے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے شروع میں شرابی کی حد چالیس کوڑے کر دی گئی، لیکن جب شرابیوں نے سرکشی کی اور انھوں نے فسق اختیار کر لیا تو شرابی کی سزا اسی کوڑے کر دی گئی۔

(۶۷۸۱)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ وَهُوَ سَكْرَانُ، قَالَ: فَاشْتَدَّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: فَشَقَّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَشَقَّةً شَدِيدَةً) وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، قَالَ عُقْبَةُ: فَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَضَرَبُوهُ بِالْأَيْدِي وَالْجَرِيدِ، فَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۵۵)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان یا ابن نعمان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، وہ نشے میں مست تھے، یہ بات رسول اللہ ﷺ پر گراں گزری، ایک روایت میں ہے: اس صورتحال سے نبی کریم ﷺ کو بڑی مشقت ہوئی، پھر آپ ﷺ نے گھر میں موجود افراد کو حکم دیا کہ وہ اس کو ماریں، سیدنا عقبہ کہتے ہیں؟ میں بھی اس کو مارنے والوں میں تھا، ہم نے اس کو ہاتھوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے مارا تھا۔

(۶۷۸۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۹ (انظر: ۱۵۷۱۹)

(۶۷۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۵ (انظر: ۱۶۱۵۵)

فوائد:...... سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہ اسلام کے اولین سپوتوں میں سے تھے، یہ بیعتِ عقبہ اور غزوۂ بدر اور دیگر کئی معرکوں میں شریک ہوئے تھے، یہ خوش طبع انسان تھے، نبی کریم بھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی خوش طبعی سے مسکراتے تھے، ان جیسے عظیم لوگوں کو شراب سے دور رہنا چاہیے تھا، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج و ملال زیادہ ہوا۔

اس جگہ اگرچہ شک کے ساتھ ہے کہ نعیمان یا ابن نعیمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا، لیکن صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ میں شک کے بغیر ہے کہ نعیمان کو لایا ہے۔ مزید وہاں یہ بھی ہے اس کو لانے والے حدیث کے راوی عقبہ بن حارث خود ہی تھے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٧٨٢)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ يَوْمِ الْفَتْحِ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَأُتِيَ بِشَارِبٍ فَأَمَرَهُمْ فَضَرَبُوْهُ بِمَا فِي أَيْدِيْهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصًا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِسَوْطٍ وَحَثَى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٣٣)

سیدنا عبد الرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح مکہ والے دن دیکھا، جبکہ میں نوخیز جوان تھا، آپ لوگوں کے بیچوں بیچ سے آ رہے تھے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر کے متعلق دریافت کر رہے تھے، اسی اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، آپ نے لوگوں کو حکم دیا اور ان کے ہاتھوں میں جو چیز بھی تھی، انھوں نے اس کو اس سے مارنا شروع کر دیا، کسی نے لاٹھی سے مارا اور کسی نے کوڑے سے مارا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر چلو بھر مٹی پھینکی۔

(٦٧٨٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَأُتِيَ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ مَنْ كَانَ مَعَهُ أَنْ يَضْرِبُوْهُ بِمَا كَانَ فِي أَيْدِيْهِمْ۔ (مسند احمد: ١٦٩٣٢)

(دوسری سند) سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حنین والے دن لوگوں کے درمیان سے گزرتے آ رہے تھے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر کے بارے میں دریافت کر رہے تھے، اسی اثناء میں آپ کے پاس ایک شرابی لایا گیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ والے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے، وہ اس کے ساتھ اس کو ماریں۔

(٦٧٨٢) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٤٤٨٩ (انظر: ١٦٨١٠)

(٦٧٨٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٧٨٤)۔ عَنْ أَبِی التَّیَّاحِ عَنْ أَبِی الْوَدَّاكِ قَالَ: لَا أَشْرَبُ نَبِیْذًا بَعْدَ مَا سَمِعْتُ أَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ، قَالَ: جِیْئَ بِرَجُلٍ إِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالُوْا: إِنَّهُ نَشْوَانُ، فَقَالَ: إِنَّمَا شَرِبْتُ زَبِیْبًا وَتَمْرًا فِی دُبَّائَةٍ، قَالَ: فَخُفِقَ بِالنِّعَالِ وَنُهِزَ بِالْأَیْدِی، وَنَهٰی عَنِ الدُّبَّاءِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ أَنْ یُخْلَطَا۔ (مسند احمد: ١١٣١٧)

ابو وداک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اس وقت سے نبیذ نہیں پی، جب سے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، لوگوں نے بتایا کہ اس نے نشہ کر رکھا ہے، اس نے کہا: میں نے تو کدو کے برتن میں منقّی اور کھجور ڈال کر پی ہے، بہرحال جوتوں سے اس کی پٹائی کی گئی اور ہاتھوں سے اس کو دھکے دیئے گئے اور نبی کریم ﷺ نے کدو والے برتن اور منقّی اور کھجور ملا کر پینے سے منع فرما دیا۔

فوائد:...... جب شراب حرام ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے جن برتنوں سے منع کیا تھا، ان میں سے ایک کدو کا برتن تھا، بعد میں آپ ﷺ نے اُن تمام برتنوں کے استعمال کو جائز قرار دیا تھا۔ منقّی اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ان میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(٦٧٨٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِسَکْرَانَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ، فَقَالَ: ((مَا شَرَابُكَ؟)) فَقَالَ: الزَّبِیْبُ وَالتَّمْرُ، قَالَ: ((یَکْفِی کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٧٨٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نشہ میں مست آدمی لایا گیا، آپ نے اس پر حد لگائی اور اس سے پوچھا: ''تیری شراب کس چیز سے تیار کی گئی ہے؟'' اس نے کہا: منقّی اور کھجور سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک چیز دوسری سے کفایت کرتی ہے۔''

(٦٧٨٦)۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ أَقَمْتُ عَلَیْهِ حَدًّا فَمَاتَ فَأَجِدُ فِی نَفْسِی إِلَّا الْخَمْرَ، فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ لَوَدَیْتُهُ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَسُنَّهُ۔ (مسند احمد: ١٠٢٤)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں کسی آدمی پر حد قائم کروں اور وہ مر جائے تو مجھے کوئی غم نہیں ہوگا، ماسوائے شراب کی حد لگاتے ہوئے، اگر کوئی اس حد کے دوران مر جائے گا تو میں اس کی دیت ادا کروں گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کی حدّ کو متعین نہیں کیا۔

فوائد:...... دوسری حدود کی طرح شراب کی حدّ کا تعین نہیں کیا گیا، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی اور

(٦٧٨٤) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الطیالسی: ٢١٧٦، والنسائی فی ''الکبری'': ٥٢٩٢ (انظر: ١١٢٩٧)

(٦٧٨٥) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة النجرانی الذی روی عنه ابو اسحاق، أخرجه ابویعلی: ٥٧٨٣، والطیالسی: ١٩٤٠ (انظر: ٤٧٨٦)

(٦٧٨٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٧٨، ومسلم: ١٧٠٧ (انظر: ١٠٢٤)

احتیاط کا یہی تقاضا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شرابی کی حدّ مقرر نہیں تھی۔ چھڑی، جوتوں، کپڑوں سے سزا دے دی جاتی تھی، البتہ یہ بات درست ہے کہ ایک موقع پر زیادہ سے زیادہ چالیس ضربیں لگائی گئیں، اسی چیز کو دیکھ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کا قانون جاری رکھا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کے مشورے سے اسی (۸۰) کوڑوں تک سزا زیادہ کر دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے بڑی دور اندیشی پر مشتمل تھی کہ شرابی تہمت اور بہتان والی باتیں کرتا ہے، اس لیے اس کو تہمت والی سزا دی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الشَّارِبِ فِي الرَّابِعَةِ وَبَيَانِ نَسْخِهِ
چوتھی مرتبہ شرابی کو قتل کرنے اور پھر اس حکم کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(٦٧٨٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فَاقْتُلُوْهُ۔))، قَالَ وَكِيْعٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ائْتُوْنِيْ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الرَّابِعَةِ فَلَكُمْ عَلَيَّ أَنْ أَقْتُلَهُ۔ (مسند احمد: ٦٧٩١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پیے اسے کوڑے مارو، اگر وہ دوبارہ پیے تو پھر کوڑے لگاؤ، اگر وہ سہ بارہ پیے تو پھر کوڑے مارو اور اگر وہ چوتھی مرتبہ پیے تو پھر تم اس کو قتل کر دو۔'' وکیع نے اپنی حدیث میں کہا کہ عبد اللہ نے کہا: میرے پاس اس آدمی کو لاؤ جس نے چوتھی مرتبہ شراب پی ہو، مجھ پر یہ تمہارا ذمہ ہوگا کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔

(٦٧٨٨)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ١٦٩٧٢)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پیے اسے حد لگاؤ، اگر وہ پھر پیے تو پھر حد لگاؤ، اگر وہ پھر پی لے تو اسے حد لگاؤ، لیکن اگر وہ چوتھی مرتبہ شراب نوشی کرے تو تم اسے قتل کر دو۔''

(٦٧٨٩)۔ عَنْ شُرَحْبِيْلَ بْنِ أَوْسٍ وَكَانَ

صحابی رسول سیدنا شرحبیل بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

(٦٧٨٧) تخريج: صحيح بشواهده (انظر: ٦٧٩١)

(٦٧٨٨) اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٤٨٢، والترمذي: ١٤٤٤، وابن ماجه: ٢٥٧٣ (انظر: ١٦٨٤٧)

(٦٧٨٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٢٠، ٧٢١٢، والحاكم: ٤/ ٣٧٣ (انظر: ١٨٠٥٣)

مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۸۲۱۷)

کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پی لے تو اسے حد لگاؤ، لیکن اگر وہ پھر بھی شراب نوشی کرے تو تم اسے قتل کر دو۔''

(۶۷۹۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّه، قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، ، فَاِنْ شَرِبَهَا فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ شَرِبَهَا فَاجْلِدُوْهُ۔)) فَقَالَ فِی الرَّابِعَةِ أَوِ الْخَامِسَةِ: ((فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ۶۱۹۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ، اگر پھر پئے تو تم اسے حد لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو اسے حد لگاؤ۔'' چوتھی یا پانچویں مرتبہ فرمایا: ''اگر وہ پھر پئے تو تم اس کو قتل کر دو۔''

(۶۷۹۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ حَدَّثَهُ، اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا شَرِبَ الرَّجُلُ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ اِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ اِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ، اَرْبَعَ مِرَارٍ اَوْ خَمْسَ مِرَارٍ، ثُمَّ اِذَا شَرِبَ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۶۸۹)

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی شراب پئے تو اس کو کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر کوڑے لگاؤ۔'' آپ ﷺ نے چار یا پانچ دفعہ ایسے ہی فرمایا اور پھر فرمایا: ''اگر وہ پھر شراب پئے تو اس کو قتل کر دو۔''

(۶۷۹۲)۔ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ یَزِیْدَ بْنَ اَبِیْ کَبْشَةَ یَخْطُبُ بِالشَّامِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ یُحَدِّثُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ فِی الْخَمْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِی الْخَمْرِ: ((اِنْ شَرِبَهَا فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ اِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ اِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۱۸)

ابو بشر کہتے ہیں: میں نے یزید بن ابی کبشہ سے سنا، وہ شام میں خطبہ دے رہے تھے، اس دوران انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے سنا، وہ عبد الملک بن مروان کو شراب کے بارے میں بتا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب کے بارے میں فرمایا: ''اگر کوئی آدمی شراب پئے تو اسے کوڑے لگاؤ، اگر پھر وہ پیئے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ چوتھی مرتبہ پئے تو اسے قتل کر دو۔''

(۶۷۹۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالة حال حمید بن یزید، أخرجه ابوداود: ٤٤٨٣ (انظر: ٦١٩٧)

(٦٧٩١) تخریج: اسنادہ ضعیف بھذہ السیاقة، لکن له شاھد من حدیث ابی ھریرة، أخرجه الدارمی: ٢٣١٣، والطبرانی فی "الکبیر": ٧٢٤٤، والحاکم: ٤/ ٣٧٢ (انظر: ١٩٤٦٠)

(٦٧٩٢) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الحاکم: ٤/ ٣٧٢ (انظر: ٢٣١٣٠)

(٦٧٩٣)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فِی الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ۔)) (مسند احمد: ١٠٧٤٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شراب پی، اس کو کوڑے لگاؤ، پھر جب اس نے شراب پی، تو تم پھر اس کو کوڑے لگاؤ، پھر اگر اس نے شراب پی تو تم اس کو کوڑے لگاؤ، اگر وہ چوتھی مرتبہ شراب پیتا ہے تو اس کو قتل کر دو۔''

(٦٧٩٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَةِ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ۔)) قَالَ الزُّهْرِیُّ: فَأُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ سَكْرَانَ فِی الرَّابِعَةِ فَخَلّٰی سَبِیْلَهُ۔ (مسند احمد: ٧٨٩٨)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شراب پئے تو اسے حد لگاؤ، پھر اگر وہ پئے تو اسے حد لگاؤ، اگر وہ چوتھی مرتبہ پئے تو اس کی گردن اڑا دو۔'' امام زہری کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس چوتھی مرتبہ ایک آدمی کو لایا گیا، وہ نشے میں تھا، لیکن آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شرابی کو قتل کرنے کی حدّ منسوخ ہو چکی ہے، امام ترمذی نے کہا: شروع میں قتل کی سزا تھی، لیکن پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا......۔ عام اہل علم کے نزدیک یہی رائے معتبر ہے، ہمارے علم کے مطابق قدیم و جدید اہل علم میں قتل کے منسوخ ہو جانے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بَابُ هَلْ یَثْبُتُ الْحَدُّ عَلٰی مَنْ وُجِدَ مِنْهُ سَكَرٌ أَوْرِیْحٌ وَلَمْ یَعْتَرِفْ؟

جس آدمی سے شراب کا نشہ یا اس کی بو محسوس کی جا رہی ہو، کیا اس پر حکم ثابت ہو جائے گی، اگرچہ وہ اعتراف نہ کرے؟

(٦٧٩٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَقِتْ فِی الْخَمْرِ حَدًّا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلَقِیَ یَمِیْلُ فِیْ فَجٍّ، فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب کی حد مقرر نہیں فرمائی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے شراب پی اور وہ اس میں اتنا مست تھا کہ ایک گلی میں لڑکھڑا رہا تھا، اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے

(٦٧٩٣) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ٤٤٨٤، وابن ماجه: ٢٥٧٢، والنسائی: ٨/ ٣١٤ (انظر: ١٠٧٢٩)

(٦٧٩٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٧٩٥) تخریج: اسناده ضعیف، محمد بن علی بن یزید بن رکانة فی عداد المجهولین، وفی متن حدیثه مخالفة للأحادیث الصحیحة التی فیها ان حد شارب الخمر کان علی زمن النبی ﷺ اربعین، أخرجه ابوداود: ٤٤٧٦ (انظر: ٢٩٦٣)

حَاذٰی بِدَارِ عَبَّاسٍ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلٰی عَبَّاسٍ فَالْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((قَدْ فَعَلَهَا۔)) ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْ هُمْ فِيْهِ بِشَيْءٍ۔ (مسند احمد: ۲۹۶۳)

جایا گیا، جب وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے برابر پہنچا تو وہ ہاتھوں سے نکل کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوگیا اور ان کے پیچھے سے ان کو چمٹ گیا، جب لوگوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا: ''کیا واقعتا اس نے ایسا کیا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہ دیا۔

(۶۷۹۶)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّه، قَرَأَ سُوْرَةَ يُوْسَفَ بِحِمْصَ فَقَالَ رَجُلٌ: مَاهٰكَذَا أُنْزِلَتْ، فَدَنَا مِنْهُ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: أَتُكَذِّبُ بِالْحَقِّ وَتَشْرَبُ الرِّجْسَ؟ لَا أَدَعُكَ حَتّٰى أَجْلِدَكَ حَدًّا، قَالَ: فَضَرَبَهُ الْحَدَّ، وَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَهٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۳۵۹۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حمص میں سورۂ یوسف پڑھی، ایک آدمی نے کہا: یہ اس طرح نازل نہیں ہوئی، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب اس کے قریب ہوئے تو اس سے شراب کی بو محسوس کی، پھر انھوں نے اس سے کہا: کیا تو حق کو جھٹلاتا ہے اور یہ گندی چیز پیتا ہے، میں تجھے حد لگائے بغیر نہیں چھوڑوں گا، پھر انھوں نے اسے حد لگائی اور کہا: اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے یہ سورت مجھے اسی طرح پڑھائی تھی۔

فوائد:...... شرابی کو تین صورتوں میں سزا دی جائے گی:

(۱) جب دو عادل گواہ گواہی دے دیں۔

(۲) جب وہ خود اقرار کرے۔

(۳) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو شراب کی حدّ اس بنا پر لگائی کہ ایک آدمی نے کہا: میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے دیکھا اور دوسرے نے کہا: میں نے اس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک شراب نہ پی ہو، قے کیسے کرسکتا ہے، پھر انھوں نے اس کو حدّ لگائی۔ (صحیح مسلم: ۱۷۰۷)

بہرحال تیسری صورت میں واضح علامت کا ہونا ضروری ہے، جیسے قے، بو وغیرہ، جبکہ یہ یقین ہو کہ یہ بو معدے سے آرہی ہے اور واقعی شراب کی ہے، جیسے تمباکو نوشی کرنے والے کے منہ سے آنے والی بد بو سے واضح طور پر پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ اس نے تمباکو نوشی کی ہے۔

(۶۷۹۶) تخریج: أخرجه البخاري: ۵۰۰۱، ومسلم: ۸۰۱ (انظر: ۳۵۹۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَدْرِ التَّعْزِيْزِ وَالْحَبْسِ فِي التُّهَمِ

تعزیر کی مقدار اور تہمتوں کی وجہ سے قید کر لینے کا بیان

(٦٧٩٧)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٢٦)

سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارا جائے، الا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کوئی حد ہو۔''

(٦٧٩٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ((لَا تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ١٦٦٠٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے نہ مارو، مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد میں۔''

فوائد:...... شریعتِ اسلامیہ میں حدود اور ان کی سزاؤں کا تعین کر دیا گیا ہے، تعزیر سے مراد اس جرم کی سزا ہے، جو حد شرعی والے جرم سے کم ہو، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہ دی جائے۔

(٦٧٩٩)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنْ قَوْمِيْ فِي تُهْمَةٍ فَحَبَسَهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عَلَامَ تَحْبِسُ جِيْرَتِي؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ: إِنَّكَ تَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ وَتَسْتَخْلِي بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُوْلُ؟)) قَالَ: فَجَعَلْتُ أُعَرِّضُ بَيْنَهُمَا بِالْكَلَامِ مَخَافَةَ أَنْ يَسْمَعَهَا، فَيَدْعُوَ عَلٰى قَوْمِيْ دَعْوَةً لَا

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہماری قوم کے کچھ لوگ تہمت کے جرم میں پکڑ کر قید کر دیئے، پھر ہماری قوم کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس نے کہا: اے محمد! آپ نے میرے پڑوسیوں کو قید کیوں کر رکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس سے خاموشی اختیار کی، وہ پھر کہنے لگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ شر سے منع کرتے ہیں، جبکہ آپ تو شرّ پھیلا رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا کہتا ہے؟'' سیدنا معاویہ کہتے ہیں :میں نے دونوں کے درمیان بات کو واضح نہ ہونے دیا، ڈر یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ

(٦٧٩٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٤٨(انظر: ١٥٨٣٢)

(٦٧٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٧٩٩) اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٣٦٣٠، والترمذي: ١٤١٧، والنسائي: ٨/ ٦٦ (انظر: ٢٠٠١٩)

يُفْلِحُوْنَ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ حَتّٰى فَهِمَهَا، فَقَالَ: قَدْ قَالُوْهَا أَوْ قَائِلُهَا مِنْهُمْ؟ وَاللّٰهِ! لَوْ فَعَلْتُ لَكَانَ عَلَيَّ وَمَا كَانَ عَلَيْهِمْ، خَلُّوْا لَهُ عَنْ جِيْرَانِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٢٦٨)

آپ ﷺ اس کی بات سن لیں اور میری قوم پر بددعا کر دیں، پھر میری قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکے گی، لیکن نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ لگے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کو سمجھ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا واقعی ان لوگوں نے یہ تہمت والی بات کہی ہے، اللہ کی قسم! اگر میں وہ کام کر دوں، جس سے میں نے منع کیا ہے، تو اس کا بوجھ مجھ پر ہوگا، ان پر نہیں ہوگا تم اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاملہ واضح ہونے تک متعلقہ افراد کو قید کرنا جائز ہے، دراصل یہ کوئی سزا نہیں ہے، بلکہ جرم کی تحقیق و تفتیش کے لیے ہے، اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ متعلقہ فرد مجرم ہے یا نہیں اور اس کا جرم حد یا تعزیر کے قابل ہے یا نہیں، اس لیے اس قید کے دوران کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارِبِيْنَ وَقُطَّاعِ الطَّرِيْقِ
محاربین اور راستوں کو غیر محفوظ کر دینے والوں کا بیان

مُحَارِب: لغوی معنی: لڑائی کرنے والا

اصطلاحی تعریف:...... جو لوگوں کو قتل ہونے یا مال چھن جانے کے ڈر سے گھبراہٹ میں ڈال رکھے، خواہ وہ شہر میں ہو یا اس سے باہر اور ایسا کرنے والا مسلمان ہو یا کافر۔

اس مذکورہ گھبراہٹ میں ڈالنے کے عمل کو محاربہ کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی منظم اور مسلح جتھے کا اسلامی حکومت کے دائرے میں یا اس کے قریب صحرا وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افراد اور گروہوں پر حملے کرنا، قتل و غارت گری کرنا، سلب ونہب، اغوا اور آبروریزی کرنا وغیرہ۔

(٦٨٠٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا أَوْ رُعَاءَ هَا وَسَاقُوْهَا، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکل قبیلے کے آٹھ افراد نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، لیکن جب انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کی اونٹنیوں کے پاس چلے جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں، انہوں نے ایسے ہی کیا، لیکن جب وہ صحت یاب ہو گئے تو وہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے ان کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے

(٦٨٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨٠٢، ومسلم: ١٦٧١ (انظر: ١٣٠٤٥)

طَلَبِهِمْ قَافَةً، فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ۔ (مسند احمد: ١٣٠٧٦)

گئے، نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ان کی تلاش میں بھیجا اور وہ ان کو تلاش کر کے لے آئے، آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور انہیں داغا نہیں، یہاں تک کہ وہ مر گئے، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائیں بھی پھیری تھیں۔

(٦٨٠١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَايَعُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوْا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذَالِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، ، وَفِي آخِرِهِ ثُمَّ نُبِذُوْا فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا۔ (مسند احمد: ١٢٩٦٧)

(دوسری سند) عکل قبیلے کے آٹھ افراد رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی اسلام پر بیعت کی، مدینہ کی سرزمین کی آب و ہوا انہیں راس نہ آئی اور ان کے جسم بیمار پڑ گئے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کی شکایت کی تو ...... پھر اوپر والی حدیث کی مانند بیان کیا ......، البتہ اس کے آخر میں ہے: پھر انہیں دھوپ میں پھینک دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

(٦٨٠٢)۔ (وعَنْهُ من طريق ثالث) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَأَلْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ، قَالَ أَنَسٌ: قَدْ كُنْتُ أَرٰى أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِفِيْهِ حَتّٰى مَاتُوْا (زاد فِيْ رِوَايَةٍ) قَالَ قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ: إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ۔ (مسند احمد: ١٤١٠٧)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: آپ نے مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیں پھیریں اور انہیں حرہ زمین میں پھینک دیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک فرد کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ سے زمین کو کاٹتا تھا، پھر وہ سب اسی حالت میں مر گئے۔ محمد بن سیرین نے کہا: یہ حدود کے نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

فوائد: ...... یہ لوگ محاربین تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ" فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ" عَظِيْمٌ"﴾ (المائدہ: ٣٣) ''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے

(٦٨٠١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٨٠٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت عرنیین کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ابوداود: ۴۳۶۹، نسائی: ۷/۱۰۰) مذکورہ بالا احادیث میں ان ہی عرینہ اور عکل قبیلے کے افراد کا ذکر ہے، لیکن یہ آیت ان لوگوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس قسم کے جرائم کرنے والوں کے لیے عام حکم رکھتی ہے۔

جناب ابوقلابہ نے کہا: هٰـؤُلاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ ......ان لوگوں نے چوری کی، قتل کیا، ایمان کے بعد پھر سے کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ کیا۔

(صحيح بخاری: ٦٨٠٢، ٦٨٠٥)

اس بحث سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ محارِب تھے اور ان کو محاربہ کی سزا دی گئی۔

امام محمد بن سیرین کے قول کا مطلب یہ ہے کہ دوسری حدود کے نزول سے قبل محاربہ کا حکم نازل ہوا تھا۔

أَبْوَابُ السِّحْرِ وَالْكَهَانَةِ وَالتَّنْجِيمِ

جادو، کہانت اور نجومیت کے ابواب

جادو: ان تعویذ گنڈوں اور دھاگوں کی گرہوں وغیرہ کو کہتے ہیں، جو انسان کے بدن اور خصوصا دل پر اثر کرتے ہیں، جن کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے، بعض اوقات میاں بیوی میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔

کہانت: غیب دانی، یعنی زمانۂ مستقبل میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا دعوی کرنا کہانت کہلاتا ہے۔

نجومیت: اس سے مراد ستاروں کا وہ علم ہے، جس کی روشنی میں مستقبل میں پیش آنے والے حادثات و واقعات کو معلوم کر لینے کا دعوی کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر بارشوں کا نزول اور اشیا کی قیمتوں کا بڑھ جانا۔

تینوں امور کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ثُبُوْتِ السِّحْرِ وَتَأْثِيْرِهِ بِإِرَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَوَعِيْدِ مَنْ صَدَّقَهُ بِغَيْرِ ذَالِكَ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو کی تاثیر کا اور اس آدمی کی وعید کا بیان جو اُس کے حکم کے بغیر اس کی تصدیق کرتا ہو

(٦٨٠٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَهُوْدِيٌّ مِنْ يَهُوْدِ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، حَتّٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّه يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ، قَالَتْ: حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! شَعَرْتُ أَنَّ اللّٰهَ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: بنو زریق کے لَبِید بن اعصم نامی ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا، یہاں تک کہ اس کا اتنا اثر ہو گیا کہ آپ ﷺ کو یہ خیال آتا کہ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا ہے، جبکہ آپ ﷺ نے کیا نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ نے دعا کی، پھر دعا کی فرمایا: ''عائشہ! مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں

(٦٨٠٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٦٥، ٦٠٦٣، ومسلم: ٢١٨٩ (انظر: ٢٤٣٠٠)

عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اِسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ لِلَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ أَوِ الَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِي: مَاوَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِيْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِيْ بِئْرِ أَرْوَانَ۔)) قَالَتْ: فَأَتَاهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ) ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! كَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنَ۔)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَهَلَّا أَحْرَقْتَهُ؟ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَأَحْرِقْهُ) قَالَ: ((لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا۔)) قَالَتْ: فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٠٤)

ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس، سر کے پاس بیٹھنے والے نے پاؤں کے پاس بیٹھنے والے سے یا پاؤں والے نے سر والے سے کہا: اس بندے کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو ہوا ہوا ہے، اس نے کہا: کس نے اس پر جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم نے، اس نے کہا: کس چیز میں؟ اس نے کہا: کنگھی میں، کنگھی کرتے وقت گرنے والے بالوں میں اور نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں ہے، اس نے کہا: یہ عمل اب کہاں ہے؟ اس نے کہا: یہ اروان کے کنویں میں ہے۔'' سیدہ کہتی ہیں: لوگ اس کنویں کی طرف گئے، ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ خود اس کنویں کی طرف تشریف لے گئے، اس کے پاس لگی ہوئی کھجوریں تھیں، پھر آپ ﷺ نے واپس آ کر فرمایا: ''اے عائشہ! اس کا پانی ایسے لگ رہا تھا، جیسے اس میں مہندی بھگوئی گئی ہے، اور اس کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کی مانند نظر آ رہی تھیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس (جادو والے عمل کو نکال کر) جلا کیوں نہیں دیا؟ ایک روایت میں ہے: آپ اس کو جلا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے اور اب میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں میں اس شرّ کو خواہ مخواہ پھیلاؤں۔'' پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس عمل کو دفن کر دیا گیا۔

(٦٨٠٤)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: لَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي وَلَا يَأْتِي، فَأَتَاهُ مَلَكَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا بَالُهُ؟ قَالَ:

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ چھ ماہ تک اسی حالت میں رہے کہ آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک کام کیا ہے، لیکن کیا نہیں ہوتا تھا، پس دو فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے، ان میں سے ایک آپ ﷺ کے سر کے پاس اور دوسرا پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے

(٦٨٠٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

مَطْبُوْبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّه، ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِيْمَ؟ قَالَ: فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ تَحْتَ رَاعُوْفَةٍ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَوْمِهِ فَقَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ! اَلَمْ تَرٰى أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ۔)) فَأَتَى الْبِئْرَ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَقَالَ: ((هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا وَلِلّٰهِ! كَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ أَنَّكَ كَأَنَّهَا تَعْنِي أَنْ يَتَنَشَّرَ، قَالَ: ((أَمَا وَاللّٰهِ! قَدْ عَافَانِي اللّٰهُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا۔))

(مسند احمد: ٢٤٨٥١)

کہا: ان کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: آپ سحر زدہ ہیں، اس نے کہا: کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی میں اور کنگھی کرتے وقت گرنے والے بالوں میں کیا ہے اور یہ عمل ذروان کنویں میں پتھر کے نیچے نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں ہے، اتنے میں نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہو گئے اور فرمایا: اے عائشہ! کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کر لی ہے، پھر آپ کنوئیں کے پاس آئے اور حکم دیا، پس اس عمل کو نکالا گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا، اللہ کی قسم! اس کا پانی اس طرح لگ رہا تھا، جیسا کہ اس میں مہندی بھگوئی ہوئی ہو اور اس کے کھجور کے درختوں کے سرے شیطانوں کے سروں کی مانند تھے۔'' سیدہ نے کہا: اگر آپ اس سے دم کروا لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے، اور میں نہیں چاہتا یہ شرّ لوگوں پر پھیل جائے۔''

فوائد:...... ایک روایت میں چالیس دنوں کا ذکر ہے اور اِس میں چھ ماہ کا، حافظ ابن حجر نے کہا: ممکن ہے کہ کل چھ ماہ تک آپ ﷺ کے مزاج میں تغیر رہا ہو اور ان میں سے چالیس دنوں میں زیادہ اثر ہوا ہو۔

(٦٨٠٥)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ قَالَ: فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُبِّ أَوْ جُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِيْ ذِي أَرْوَانَ وَفِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَخْرَجْتَهُ لِلنَّاسِ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا۔)) (مسند احمد: ٢٤٨٥٢)

(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: وہ عمل کنگھی اور کنگھی کرتے وقت گرنے والے بالوں میں اور نر کھجور کے شگوفے کے غلاف میں ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: ذی اروان میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس عمل کو لوگوں کے لیے نکالا کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگوں میں شرّ کو بھڑکا دوں۔''

(٦٨٠٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٨٠٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، قَالَ: فَاشْتَكَى لِذَالِكَ أَيَّامًا، قَالَ: فَجَاءَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ سَحَرَكَ عَقَدَ لَكَ عُقَدًا عُقَدًا فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا، فَأَرْسِلْ إِلَيْهَا مَنْ يَجِيْءُ بِهَا، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ فَاسْتَخْرَجَهَا فَجَاءَ بِهَا فَحَلَّلَهَا، قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ لِذَالِكَ الْيَهُوْدِيِّ وَلَا رَآهُ فِيْ وَجْهِهِ قَطُّ حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند احمد: ١٩٤٨٢)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا، آپ ﷺ اس وجہ سے کئی دن بیمار رہے، بالآخر جناب جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا: یہودیوں میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کیا ہے اور اس مقصد کے لیے جادو کی گرہیں لگائی ہیں، جادوں کا یہ عمل فلاں کنویں میں پڑا ہے، آپ کسی آدمی کو بھیجیں جو اس عمل کو نکال کر لے آئے، پس رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، وہ اس کو نکال کر لے آئے اور ان گرہوں کو کھول دیا، یوں لگا جیسے آپ ﷺ کو رسی سے کھول دیا گیا، آپ ﷺ نے اس چیز کا نہ اس یہودی سے ذکر کیا اور نہ اس کے چہرے کی طرف دیکھا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو کا اثر ہو سکتا ہے اور یہ اثر نبی کریم ﷺ پر بھی ہو گیا تھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ...... ''اور وہ جادوگر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ساتھ۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۰۲) اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کسی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی کی بھی تخصیص نہیں کی۔

بعض بدعتی لوگوں نے ان احادیث کا انکار کر دیا ہے، جن میں نبی کریم ﷺ پر جادو کے اثر انداز ہو جانے کا بیان ہے، ان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ چیز منصبِ نبوت کے لائق نہیں ہے، اس سے تشکیک کی راہ کھلتی ہے اور شریعت کو نا قابل اعتبار ٹھہراتی ہے۔

لیکن یہ سارے خیالات مردود ہیں، ہم دلائل و براہین کے محتاج ہیں، جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشادات و فرمودات میں نبی کریم ﷺ کی عصمت، صداقت اور حقانیت بیان کی گئی تو ہم نے تسلیم کیا اور جب ان ہی دلائل میں ان عوارض کو بیان کیا گیا، جو نبی کریم ﷺ کو لاحق ہو سکتے ہیں تو ہمیں ان کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

دراصل بات یہ ہے کہ جیسے انبیاء و رسل کو دیگر انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں، یا ہو سکتے ہیں، اسی طرح وہ جادو سے بھی متاثر ہو سکتے ہیں، جیسا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ بَلْ

(٦٨٠٦) تخريج: حديث صحيح بغير هذه السياقة، وهذا اسناد فيه تدليس الاعمش، وسياقه الصحيح تقدم برقم (٦٨٠٣)، أخرجه النسائي: ٧/ ١١٢ (انظر: ١٩٢٦٧)

أَلْقُوْا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى (٦٦) فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهِ خِيْفَةً مُّوْسٰى﴾ (٦٧) ''موسی علیہ السلام نے کہا: نہیں، تم ہی پہلے ڈالو، اب تو موسی علیہ السلام کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ پس موسی (علیہ السلام) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا۔'' (سورۂ طٰہٰ: ٦٦)

اسی طرح یہودی لوگوں نے آپ ﷺ پر جادو کیا، جس کے کچھ اثرات آپ ﷺ نے محسوس کیے، اس سے بھی منصبِ نبوت پر کوئی حرف نہیں آیا، کیونکہ اس سے کارِ نبوت متاثر نہیں ہوا، اللہ تعالی نے اپنے نبی کی حفاظت فرمائی اور جادو سے وحی یا فریضۂ رسالت کی ادائیگی متاثر نہیں ہونے دی۔

جیسے دشمنوں نے غزوۂ احد کے موقع پر آپ ﷺ کو خاصا جسمانی نقصان پہنچایا، اسی طرح آپ ﷺ کا مالی نقصان بھی ہو جاتا ہے، آپ ﷺ بیمار بھی ہو جاتے تھے، ایک دفعہ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے، آپ ﷺ کو زہر دیا گیا اور اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی، لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ ﷺ پریشان ہو جاتے تھے، اسی طرح جادو سے بھی آپ ﷺ کچھ متاثر ہو گئے تھے۔ بہرحال ہم قرآن حکیم اور احادیثِ صحیحہ کے محتاج ہیں اور ان پر ہی اپنے نظریات کی بنیاد رکھتے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے جادو کا عمل نکالنے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور بعض میں ہے کہ آپ ﷺ خود تشریف لے گئے تھے، ان روایات میں جمع و تطبیق کی یہ صورت ممکن ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہوا اور پھر آپ ﷺ خود ان کے پیچھے روانہ ہو گئے ہوں، اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ عمل کنویں سے نکالا ہو اور آپ ﷺ نے اس کا مشاہدہ کر کے اس کو ختم کیا ہو اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ اس کو دفنا دیں۔

آپ ﷺ نے لبید بن عاصم سے انتقام نہیں لیا یا اس کو سزا نہیں دی، ممکن ہے کہ فتنہ سے بچنے کے لیے اس کو سزا نہ دی گئی ہو، کیونکہ یہ شخص بنو زریق قبیلے سے تھا، جو کہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ تھی اور اسلام سے پہلے بہت زیادہ انصاریوں اور یہودیوں کے درمیان معاہدے کیے گئے تھے، اس لیے انتقامی کاروائی کرنے سے کوئی شرّ پھیل سکتا تھا، یہ ایسے ہی ہے، جیسے آپ ﷺ نے منافقوں کو قتل نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی تھی: ((لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ۔)) ...... ''کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں کہ محمد (ﷺ) تو اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیتا ہے۔'' دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات کی خاطر انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک جادوگر کے بارے میں کوئی خاص سزا نازل نہ ہوئی ہو۔

(٦٨٠٧)۔ عَنْ عَمْرَةَ قَالَ: اِشْتَكَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَطَالَ شَكْوَاهَا، فَقَدِمَ إِنْسَانٌ

عمرہ کہتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور ان کی بیماری طول پکڑ گئی، ایک آدمی مدینہ منورہ میں آیا، وہ طب اور حکمت کا

(٦٨٠٧) هذا الاثر صحيح، أخرجه مالك في "المؤطا": ٢٧٨٢، وعبد الرزاق: ١٨٧٤٩ (انظر: ٢٤١٢٦)

الْمَدِيْنَةَ يَتَطَبَّبُ فَذَهَبَ بَنُو أَخِيهَا يَسْأَلُوْنَهُ عَنْ وَجَعِهَا فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنَّكُمْ تَنْعَتُوْنَ نَعْتَ امْرَأَةٍ مَطْبُوْبَةٍ، قَالَ: هٰذِهِ امْرَأَةٌ مَسْحُوْرَةٌ سَحَرَتْهَا جَارِيَةٌ لَهَا، قَالَتْ: نَعَمْ، أَرَدْتُ أَنْ تَمُوْتِي فَأُعْتَقَ، قَالَتْ: وَكَانَتْ مُدَبَّرَةً، قَالَتْ: بِيعُوْهَا فِي أَشَدِّ الْعَرَبِ مَلَكَةً وَاجْعَلُوْا ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٦٢٧)

کام کرتا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اس حکیم کے پاس آئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف کے متعلق دریافت کیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم لوگ جو کچھ بتا رہے ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاتون پر جادو ہوا ہے اور اس کی لونڈی نے اس پر جادو کیا ہے، جب اس لونڈی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: ہاں! میں نے جادو کیا ہے، میں چاہتی تھی کہ تو جلدی مر جائے، تاکہ میں آزاد ہو جاؤں، دراصل وہ لونڈی مدبرہ تھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اسے اس آدمی کے ہاں فروخت کرو جو عرب میں لونڈیوں کے معاملے میں سخت ترین ہو اور اس کی قیمت سے اس جیسی ایک اور لونڈی خرید لو۔

(٦٨٠٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ خَمْسٍ مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ، وَلَا كَاهِنٌ، وَلَا مَنَّانٌ۔)) (مسند احمد: ١١٨٠٣)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ خصلتوں والا آدمی جنت میں داخل نہیں ہو گا: شراب نوشی پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا، کہانت کرنے والا اور احسان جتانے والا۔''

(٦٨٠٩)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَقَاطِعُ رَحِمٍ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ نَهْرِ الْغُوْطَةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٩٨)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: شراب نوشی پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، قطع رحمی کرنیوالا اور جادو کی تصدیق کرنے والا اور جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ شراب نوشی پر ہمیشگی کرتا ہو اس کو تو اللہ تعالیٰ غوطہ کی نہر سے پلائے گا۔''

فوائد:...... امام نووی نے کہا: جادو کا عمل حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اس بات پر مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے، بسا اوقات یہ کفر ہوتا ہے اور بعض اوقات معصیت، اگر اس میں کہا جانے والا قول یا کیا جانے والا

(٦٨٠٨) تخريج: حديث حسن لغيره، أخرجه البزار: ٢٩٣٢ (انظر: ١١٧٨١/ ١)

(٦٨٠٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابي حريز، وقوله منه: "ثلاثة لا يدخلون الجنة: مدمن خمر، وقاطع رحم، ومصدق بالسحر" حسن لغيره بشاهده من حديث ابي سعيد الخدري رضي الله عنه، أخرجه ابن حبان: ٥٣٤٦، وابويعلى: ٧٢٤٨، وابن حبان: ٦١٣٧، والحاكم: ٤/ ١٤٦ (انظر: ١٩٥٦٩)

فعل کفر ہو تو جادوگر کافر ہو جائے گا اور اگر وہ عمل کفریہ نہ ہو تو وہ فاسق اور نافرمان ٹھہرے گا، بہر حال اس کی تعلیم دینا اور اس کی تعلیم حاصل کرنا دونوں حرام ہیں۔

حدیث نمبر (۶۸۰۹) یہاں اختصار کے ساتھ روایت کی گئی ہے، مکمل روایت ''کتاب الاشربۃ'' میں آئے گی، اس میں غوطہ کی نہر کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۶۸۱۰)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كَانَ لِدَاوُدَ نَبِيِّ اللّٰهِ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوْقِظُ فِيْهَا أَهْلَهُ فَيَقُوْلُ: يَا آلَ دَاوُدَا قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَإِنَّ هٰذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيْبُ اللّٰهُ فِيْهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ وَعَشَّارٍ۔)) (مسند احمد: ۱۶۳۹۰)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نبی داود علیہ السلام نے رات کو ایک وقت کا تعین کر رکھا تھا، جس میں وہ اپنے اہل وعیال کو بیدار کرتے اور فرماتے: اے آل داود! اٹھو اور نماز پڑھو، یہ ایسی گھڑی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتے ہیں، ماسوائے جادوگر اور ٹیکس وصول کنندہ کی دعا کے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّاحِرِ
جادوگر کی حد کا بیان

(۶۸۱۱)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ بَجَالَةَ يَقُوْلُ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: أَنِ اقْتُلُوْا كُلَّ سَاحِرٍ، وَرُبَمَا قَالَ سُفْيَانُ: وَسَاحِرَةٍ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ، وَجَعَلْنَا نُفَرِّقُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ حَرِيْمَتِهِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَصَنَعَ جَزْءٌ طَعَامًا كَثِيْرًا وَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ وَدَعَا الْمَجُوْسَ فَأَلْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ أَوْ بَغْلَيْنِ مِنْ وَرِقٍ فَأَكَلُوْا مِنْ غَيْرِ

بجالہ کہتے ہیں: میں جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، وہ احنف بن قیس کے چچا تھے، ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا، یہ ان کی وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے، اس میں یہ بات تحریر کی گئی تھی کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں ہر محرم کے درمیان تفریق ڈال دو اور انہیں زمزمہ سے روک دو، اس حکم کے بعد ہم نے تین جادوگر قتل کئے اور کتاب اللہ کے مطابق حرام رشتوں میں علیحدگی پیدا کر دی، جزء نے بہت سارا کھانا تیار کروایا اور مجوسیوں کو دعوت دی اور تلوار اپنی ران پر رکھ لی، انہوں نے زمزمہ کے بغیر کھانا کھایا اور انہوں نے ایک خچر یا دو خچر کے بوجھ اٹھانے کے برابر چاندی بھی بطور جزیہ دی، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جزیہ ان سے نہ لیا، کبھی سفیان

(۶۸۱۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، ولاختلاف فی سماع الحسن من عثمان، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۳۷٤ (انظر: ۱٦۲۸۱)

(۶۸۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۵٦ (انظر: ۱٦۵۷)

زَمْزَمَةَ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ، وَرُبَمَا قَالَ سُفْيَانُ: قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ، وَقَالَ اَبِيْ: قَالَ سُفْيَانُ: حَجَّ بَجَالَةُ مَعَ مُصْعَبٍ سَنَةَ سَبْعِيْنَ۔(مسند احمد: ١٦٥٧)

راوی اس طرح بیان کرتے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے حق میں نہ تھے، حتیٰ کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے ہجر کے علاقہ کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا، تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ قبول کرنا شروع کیا۔

فوائد:...... سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو جادو کرنے کی وجہ سے قتل کروا دیا تھا۔(مؤطا امام مالک:٢/٨٧١)

پچھلے باب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ بسا اوقات جادو کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور بسا اوقات کفر، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ ......''سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہیں کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں نے کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔''(سورۂ بقرہ:١٠٢)

جادو کی جو قسم کفر ہے، اگر جادوگر مسلمان ہو تو اس سے ارتداد لازم آتا ہے اور اس طرح وہ واجب القتل ٹھہرتا ہے۔

امام شافعی نے کہا: جادوگر کو اس وقت قتل کیا جائے گا، جب وہ ایسا جادو کرے، جو کفر تک پہنچاتا ہے، ورنہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ، امام احمد اور امام مالک کی رائے کے مطابق جادوگر کو قتل کیا جائے گا۔

امام شافعی کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔

لیکن آپ ﷺ نے اپنی ذاتِ مبارکہ پر جادو کرنے والے لبید کو قتل کیوں نہیں کروایا؟ دیکھیں حدیث نمبر (٦٨٠٦) کے فوائد

زمزمہ: یہ ایک قسم کا کلام تھا، جو مجوسی لوگ کھانا کھاتے وقت ادا کیا کرتے تھے، ان کے دین میں اس کے بغیر کھانا کھانا حلال نہیں ہوتا تھا، دراصل وہ اس کے ذریعے اللہ تعالی کی تعظیم کرتے تھے، یہ ان کی بیوقوفی اور تکلف تھا۔ یہ باتیں ابن حزم نے ''المحلی'' میں بیان کیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَهَانَةِ وَأَصْلِ مَأْخَذِهَا وَكَيْفَ يُصَدَّقُ الْكَاهِنُ فِي بَعْضِ الْأُمُوْرِ

شریعت میں کہانت کے حکم اور اس کے مصدر کا بیان، نیز بعض امور میں کاہن کی کیسے تصدیق کی جائے گی؟

قاضی عیاض نے کہا: عربوں میں پائے جانے والی کہانت کی تین قسمیں تھیں:

(١) انسان کسی جن کو اپنا دوست بنا لیتا تھا، وہ آسمان سے چوری چھپے باتیں سن کر اس کو بتلا دیتا تھا۔

(٢) اسی طرح انسان کسی جن کو اپنا دوست بنا لیتا تھا اور وہ اس کو پیش آنے والے مختلف امور اور زمین کے اطراف و اکناف میں وقوع پذیر ہونے والے امور کے بارے میں بتلا دیتا تھا۔

(۳) مختلف اسباب، مقدمات اور علامات سے اندازہ لگا کر مستقبل میں ہونے والے امور کے بارے میں بتلا دینا، جیسے کنکریاں پھینک کر یا ستاروں کے ذریعے یا پرندوں کو اڑا کر مختلف امور کا اندازہ کرنا۔

یہ سب کہانت کی اقسام ہیں، شریعت نے ان سب کو جھٹلا دیا ہے اور ایسے لوگوں کی تصدیق کرنے سے، بلکہ ان کے پاس جانے سے ہی روک دیا ہے۔

(٦٨١٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ أَنْبَأَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مِنَ الْأَنْصَارِ، فَرُمِيَ بِنَجْمٍ عَظِيمٍ فَاسْتَنَارَ، قَالَ: ((مَاكُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ إِذَا كَانَ مِثْلُ هٰذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟)) قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ: يُوْلَدُ عَظِيْمٌ أَوْ يَمُوْتُ عَظِيْمٌ، قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: أَكَانَ يُرْمٰى بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ غُلِّظَتْ حِيْنَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنَّهُ لَا يُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّ رَبَّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ إِذَا قَضٰى أَمْرًا سَبَّحَ (وَفِيْ لَفْظٍ: سَبَّحَهُ) حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ التَّسْبِيْحُ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ، وَيُخْبِرُ أَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ سَمَاءً حَتّٰى يَنْتَهِيَ الْخَبَرُ إِلٰى هٰذِهِ السَّمَاءِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کی جماعت میں جلوہ افروز تھے، عبد الرزاق نے کہا: یہ انصاری لوگ تھے، جن کے ساتھ آپ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک بہت بڑا ستارہ مارا گیا، اس سے روشنی پھیل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا تو تم کیا کہتے تھے؟'' انہوں نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ یا تو کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی عظیم انسان فوت ہوا ہے۔ میں نے زہری سے کہا: کیا جاہلیت میں بھی ستارے مارے جاتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، لیکن جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو ان میں شدت آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ستارے کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں مار جاتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہمارا ربّ تبارک و تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملینِ عرش فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر ان کے نزدیک والے آسمان کے فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں، یہاں تک کہ یہ سبحان اللہ کی دلنواز صدا آسمان دنیا تک پھیل جاتی ہے، پھر آسمان والے فرشتے، اپنے قریب والے عرش بردار فرشتوں سے اطلاع حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ عرش بردار فرشتوں کے قریب والے ان سے دریافت کرتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ انہیں خبر دیتے ہیں اور ہر ایک آسمان والے فرشتے نچلے آسمان والوں کو بتاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خبر آسمانِ دنیا والے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے، اُدھر

(٦٨١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٢٩ (انظر: ١٨٨٢)

وَيَـخْطِفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَرْمُوْنَ ، فَمَا جَاءُ وْا بِهِ عَلٰى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْذِفُوْنَ وَيَـزِيْدُوْنَ۔)) (وَفِيْ لَفْظٍ: وَيَنْقُصُوْنَ) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: (يَـعْنِي ابْنَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ) قَالَ أَبِيْ: قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَيَخْطِفُ الْجِنُّ وَيُرْمَوْنَ۔ (مسند احمد: ۱۸۸۲)

جن چوری کرتے ہوئے اس بات میں سے کچھ حصہ اچک لیتے ہیں اوران پر ستارے کوگرایا جاتا ہے، جو وہ بچ بچا کر بات لے آتے ہیں، وہ تو حق ہوتی ہے،لیکن اس میں جھوٹ ملاتے ہیں اور زیادتی کرتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق اس میں کمی کرتے ہیں۔'' عبدالرزاق نے کہا: جن وحی کی بات کو اچک لیتے ہیں،لیکن پھران پر ستارے کوگرادیا جاتا ہے۔

فوائد:...... بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالی کسی کام کا فیصلہ کرتے ہیں تو حاملین عرش سبحان اللہ کہتے ہیں، پھران کے نزدیک والے سبحان اللہ کہتے ہیں۔آسمانوں میں گردش کرتی ہوئی یہ تسبیح آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور جو حاملین عرش کے قریب فرشتے ہوتے ہیں وہ حاملین عرش سے دریافت کرتے ہیں: تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: حق بات ہی کہی ہے اور وہ بہت بلندی والا اور بڑائی والا ہے، پھر وہ بتاتے ہیں کہ اس نے یہ یہ کہا ہے اور آسمانوں والے ایک دوسرے کو اس کی خبر دیتے ہیں، حتی کہ یہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور یہاں شیطان آجاتے ہیں اور وہ بھی سننے کی کوشش کرتے ہیں، اگر وہ کوئی بات سن لیتے ہیں تو اس کو اپنے دوستوں، کاہنوں، نجومیوں وغیرہ تک پہنچاتے ہیں اور وہ اس میں کئی جھوٹوں کی آمیزش کرتے ہیں اوران کی جو بات درست ہوتی ہے، وہ وہ ہوتی ہے جو یہ فرشتوں سے اچک کرلائے ہوتے ہیں۔

یہ اللہ تعالی کا نظام ہے، اسی نے جنوں کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ ایک دوسرے پر چڑھتے چڑھتے آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔

(٦٨١٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْجِنُّ يَسْمَعُوْنَ الْوَحْيَ فَيَسْتَمِعُوْنَ الْكَلِمَةَ فَيَزِيْدُوْنَ فِيْهَا عَشْرًا فَيَكُوْنُ مَاسَمِعُوْا حَقًّا وَمَا زَادُوْهُ بَاطِلًا وَكَانَتِ النُّجُوْمُ لَا يُرْمٰى بِهَا قَبْلَ ذَالِكَ ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ أَحَدُهُمْ لَا يَأْتِي مَقْعَدَهُ إِلَّا رُمِيَ بِشِهَابٍ يُحْرِقُ مَا أَصَابَ ، فَشَكَوْا ذَالِكَ إِلٰى إِبْلِيْسَ فَقَالَ: مَا هٰذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ ، فَبَثَّ جُنُوْدَهُ، فَإِذَا هُمْ بِالنَّبِيِّ ﷺ يُصَلِّي

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن وحی سن لیا کرتے تھے اور ایک بات سن کراس کے ساتھ دس باتوں کا اضافہ کرتے تھے، جو کچھ سنا ہوتا تھا وہ سچ ہوتا تھا اور جو اپنی طرف سے اضافہ کرتے تھے، وہ باطل ہوتا تھا، آپ ﷺ سے پہلے شہاب ثاقب نہیں گرتے تھے، جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو جنوں میں سے جو بھی اپنے ٹھکانے پر آتا تھا،شہاب ثاقب جس کولگتا اسے جلا دیتا تھا، انہوں نے ابلیس سے اس کی شکایت کی، اس نے کہا: ضرور کوئی نئی صورت پیدا ہوگئی ہے، تب ہی ایسے ہو رہا ہے، اس نے تحقیق کے لیے اپنے لشکر پھیلا

(٦٨١٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ، أخرجه الترمذى: ٣٣٢٤ (انظر: ٢٤٨٢)

بَيْنَ جَبَلَيْ نَخْلَةَ، فَأَتَوْهُ، فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ: هٰذَا الْحَدَثُ الَّذِيْ حَدَثَ فِي الْأَرْضِ۔

(مسند احمد: ٢٤٨٢)

دیئے، اچانک انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان نخلہ وادی میں نماز ادا کر رہے ہیں، وہ ابلیس کے پاس آئے اور اسے اس کی اطلاع دی، اس نے کہا: یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں نیا رونما ہوا ہے۔

(٦٨١٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسُوْا بِشَيْءٍ۔)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ يَكُوْنُ حَقًّا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقِرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ۔))

(مسند احمد: ٢٥٠٧٧)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کبھی کبھی یہ ایسی بات کہہ جاتے ہیں، جو سچ ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حق بات ہوتی ہے، جس کو جن اچک لیتا ہے، پھر وہ اپنے دوست کے کان میں اس طرح کڑ کڑاتے ہیں، جیسے مرغی کرتی ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتے ہیں۔''

فوائد:...... اس مسئلہ کی مزید وضاحت درج ذیل ہے:

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و دانائی کے مطابق اس کا نظم ونسق ہے کہ جب وہ وحی پر مشتمل کلام کرتا ہے تو فرشتوں پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے، پھر ان کو حاملین عرش اور جبریل امین وحی کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں، جب یہی فرشتے آسمان دنیا پر وحی کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو شیطان ان کی باتیں سن لیتے ہیں، اس چیز کی مزید وضاحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کی گئی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ ۔ وَهُوَ السَّحَابُ۔ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ ، فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ إِلَى الْكُهَّانِ ، فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ .)) (بخاری: ۳۲۱۰) ......''جب فرشتے آسمانِ دنیا میں اترتے ہیں اور آسمان میں کیے جانے والے فیصلے کا ذکر کرتے ہیں تو شیطان ان کی بات کو چوری کرتے ہیں، پھر اس کو کاہنوں (اور نجومیوں) تک پہنچا دیتے اور اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے انتظام و انصرام کے بعض امور انسانوں کے لیے آزمائش ہوتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔
جہاں اللہ تعالیٰ نے وحی کی حفاظت کے لیے شہابِ ثاقب کا انتظام کیا ہے، وہاں ممکن تھا کہ ان جنوں کو سرے سے آسمانوں کی طرف چڑھنے ہی نہ دیتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور بنو آدم کے لیے آزمائش ہے، بالخصوص ان لوگوں

(٦٨١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٦٢، ومسلم: ٢٢٢٨ (انظر: ٢٤٥٧٠)

کے لیے جو نجومیوں اور کاہنوں کے پاس جا کر اپنے عقائد کو دیمک لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے واضح کر دیا ہے کہ نجومیوں کے پاس ایک سو ایک دعووں میں سے ایک سچا ہو سکتا ہے، جس کی بنا پر ان کے مریدوں کے یقین میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام! اگر نجومی اور کاہن لوگوں مستقبل کی پیشین گوئی کرنے کا دعوی کرتے ہیں تو یہ لوگ ایئر پورٹ، اسٹیشن اور لاری اڈے جیسے مقامات پر بیٹھ کر ان جہازوں، ریل گاڑیوں اور بسوں کو کیوں نہیں روک لیتے، جن کا حادثہ ہونے والا ہوتا ہے۔ جو نجومی بزعم خود یہ حساب و کتاب لگا سکتا ہے کہ فلاں آدمی کا بیٹا گم ہونے کے بعد کہاں ہے، وہ اس جہاز اور ٹرین کے بارے میں کیوں غافل ہو جاتا ہے، جو تھوڑے وقت کے بعد سینکڑوں لوگوں کو موت کے کنویں میں پھینکنے والے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات بارشیں نہ ہونے یا کثرت سے ہونے کی وجہ سے زمینداروں کی اربوں کی فصلوں کا نقصان ہو جاتا ہے، یہ لوگ زمینداروں کو فصل کاشت ہی کیوں کرنے دیتے ہیں۔

دو بچوں کا باپ ہمارا ایک دوست ایک نجومی کی آزمائش کے لیے اس کے پاس گیا اور کہا: حضور! میری شادی نہیں ہو رہی، مختلف حربے استعمال کیے، لیکن نا کام رہا، اب آپ ہی ہیں، جو حساب و کتاب لگا کر میرا معاملہ مجھ پر واضح کر سکتے ہیں اور شادی میں میرا تعاون کر سکتے ہیں۔ وہ نجومی مختلف حربوں، وظیفوں اور تعویذوں کے ذریعے قسمت آزمائی کرنے لگا اور اس مقصد میں کامیابی کے لیے مختلف مشورے دینے لگا۔ اتنے میں میرے دوست نے چھلانگ لگائی، اس کے کمرے سے باہر آ گیا اور اسے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے تو اللہ تعالی نے ایک بیوی سے دو بچے بھی دے رکھے ہیں، تجھے تو میرے ماضی کی خبر نہیں، تو میرے مستقبل کے بارے میں خاک فیصلہ کرے گا۔

اسی طرح ایک نجومی پولیس والوں کے پاس اپنے مال کی چوری کی شکایت لے کر گیا اور تعاون کی درخواست کی، اللہ کا کرنا کہ پولیس والے صحیح عقائد کے مالک تھے، انھوں نے کہا: حضور! لوگوں کی چوریوں کے بارے میں تو آپ بڑی چھان بین کر کے مجرم تک رسائی حاصل کرتے ہیں، اپنی چوری میں کچھ نہیں کر سکتے؟

مزید کیا حقائق ہیں، اس مقام پر ان کو قلمبند نہیں کیا جا سکتا، زبانی وضاحت ضرور کی جا سکتی ہے، لیکن کاہنوں پر یقین رکھنے والے لوگوں سے التماس ہے کہ وہ فرضی کہانی بنا کر ان کو ایک دو دفعہ آزمائیں، وہ ان شاء اللہ تیسری دفعہ جانے کی جرأت ہی نہیں کریں گے، کیونکہ سارے کے سارے معاملات ان پر واضح ہو جائیں گے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْكَاهِنِ أَوِ الْعَرَّافِ وَوَعِيْدِ مَنْ أَتَاهُ وَصَدَّقَهُ

کاہن اور عرّاف کے پاس جانے کی ممانعت اور جا کر اس کی تصدیق کرنے والے کی وعید کا بیان

(٦٨١٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو کاہن یا عرّاف کے پاس آیا اور اس نے

(٦٨١٥) تخريج: حديث حسن، أخرجه الحاكم: ١/ ٨ (انظر: ٩٥٣٦)

فَصَدَّقَه، بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ۔)) (مسند احمد: ۹۵۳۲)

اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کا کفر کر دیا، جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔''

فوائد:...... کاہن اور عرّاف میں فرق یہ ہے کہ کاہن وہ ہوتا ہے، جو مستقبل کے حوادث و واقعات کی معرفت کے درپے ہوتا ہے اور عرّاف وہ ہوتا ہے جو چوری کی ہوئی چیز اور گم شدہ چیز کے موقع کی خبر دیتا ہے اور مختلف اسباب کے ذریعے مختلف امور کی معرفت کا دعوی کرتا ہے۔

(۶۸۱۶)۔ (عَنْ صَفِيَّةَ) عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتٰی عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔)) (مسند احمد: ۱۶۷۵۵)

سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا کسی ایک زوجۂ رسول سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو عرّاف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہو گی۔''

فوائد:...... جو آدمی کاہن کے دعوی کی تصدیق کرے گا اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے گا کہ وہ غیب کا علم رکھتا ہے تو وہ واقعی کافر ہو جائے گا، جیسا کہ گزشتہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، لیکن جو آدمی کاہن کے پاس گیا اور اس کے اس دعوی کی تصدیق کی، جس کی معرفت انسان کے بس کی بات ہوتی ہے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہو گی۔

امام نووی نے کہا: نماز قبول نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ ایسے شخص کو نماز کا ثواب نہیں ملے گا، البتہ اس کا فرض ادا ہو جائے گا اور اس کو اعادہ یعنی نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

کاہن کے دعویٰ کی تصدیق کرنا یقیناً کفریہ کام ہے۔ لیکن اگر ایسا آدمی دین کی دوسری چیزوں (توحید و رسالت، جزا و سزا وغیرہ) کو تسلیم کرتا ہے تو اس کا یہ کفریہ کام مخلد فی النار (ہمیشہ جہنمی) ہونے کا سبب نہیں بنے گا۔ بلکہ یہ کفر دون کفر کی صورت ہو گی جیسے مومن کے ساتھ لڑائی کرنے کو کفر کہا گیا ہے (قتالہ کفر) یہ بھی آدمی کو ہمیشہ جہنمی بنانے کا سبب نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۸۱۷)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَأَیْتَ أَشْیَاءَ کُنَّا نَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، کُنَّا نَتَطَیَّرُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَالِكَ شَيْءٌ تَجِدُهُ فِي نَفْسِكَ فَلَا یَصُدَّنَّكَ)) قَالَ: یَا

سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ان امور کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جو ہم دورِ جاہلیت میں کرتے تھے، مثلا ہم بدشگونی لیتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک ایسی چیز ہے، جس کو تو اپنے دل میں محسوس تو کرے گا، لیکن یہ تجھے تیرے کام سے

(۶۸۱۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۳۰ (انظر: ۱۶۶۳۸)

(۶۸۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۳۷ (انظر: ۱۵۶۶۳)

رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ، قَالَ: ((فَلَا تَأْتِ الْكُهَّانَ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٤٨)

نہ روکنے پائے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کاہنوں کے پاس بھی جاتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاہنوں کے پاس نہیں جانا۔''

فوائد:...... کسی چیز کی کراہت انسان کے دل میں آ سکتی ہے، لیکن اس سے اس کے عزم میں کوئی فرق نہیں آنا چاہیے، مثلا ایک آدمی نے صبح صبح سفر کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اسی وقت اس کے سامنے اُلو یا کوا آ گیا، یا اس کا کوئی نقصان ہو گیا، تو اس سے اس کو یہ خیال تو آ سکتا ہے کہ اس کو سفر نہیں کرنا چاہیے، لیکن عملی طور پر اس کو اس خیال پر عمل نہ کرتے ہوئے اللہ تعالی پر توکل کر کے سفر کو جاری رکھنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَأَخْبَارٍ عَنِ الْكُهَّانِ
کاہن کی شیرینی اور کاہنوں کی بعض باتوں کا بیان

(٦٨١٨)۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔ (مسند احمد: ١٧١٩٨)

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کے مہر اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔

(٦٨١٩)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلُوْا رُفَقَاءَ، رُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ وَرُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، فَنَزَلْتُ فِيْ رُفْقَةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ مَعَنَا أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَنَزَلْنَا بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَعْرَابِ وَفِيْهِمُ امْرَأَةٌ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا الْأَعْرَابِيُّ: أَيَسُرُّكِ أَنْ تَلِدِي غُلَامًا، إِنْ أَعْطَيْتِنِيْ شَاةً، فَوَلَدَتِ غُلَامًا، فَأَعْطَتْهُ شَاةً وَسَجَعَ لَهَا أَسَاجِيْعَ، قَالَ: فَذَبَحَ الشَّاةَ فَلَمَّا جَلَسَ الْقَوْمُ يَأْكُلُوْنَ، قَالَ رَجُلٌ: أَتَدْرُوْنَ مَاهٰذِهِ الشَّاةُ؟ فَأَخْبَرَهُمْ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں روانہ ہوئے، لوگ ٹولیوں کی صورت میں بٹ گئے اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، ایک ٹولی فلاں کے ساتھ، ایک ٹولی فلاں کے ساتھ، میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ٹولی میں تھا، ہمارے ساتھ ایک دیہاتی بھی تھا، ہم نے دیہاتیوں کے ایک گھر کے قریب پڑاؤ ڈالا، ان میں ایک عورت حاملہ تھی، دیہاتی نے اس عورت سے کہا: کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تو لڑکا جنم دے، اگر تو مجھے ایک بکری دے گی تو تیرے گھر لڑکا پیدا ہو گا، پس اس عورت نے اسے بکری دے دی اور اس دیہاتی نے اس عورت کے لئے قافیہ بندی میں باتیں کی اور بکری ذبح کر دی، جب لوگ کھانا کھانے کے

(٦٨١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٣٧، ٢٢٨٢، ومسلم: ١٥٦٧ (انظر: ١٧٠٧٠)
(٦٨١٩) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١١٤٨٢)

قَالَ: فرَاَيْتُ أَبَا بكْرٍ مُتَبَرِّنًا مُسْتَنْبِلًا مُتَقَيِّئًا۔ (مسند احمد: ۱۱۵۰۲)

لئے بیٹھ گئے تو ایک آدمی نے کہا: کیا تم جانتے ہو یہ بکری کیسی ہے؟ پھر اس نے ان کو اس کی اصل حقیقت بتلائی، میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اس کھانے سے بیزاری کا اظہار کرنے کے لیے تکلف کے ساتھ قے کر رہے تھے۔

فوائد:...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھاتے وقت تو پتہ نہ چلا، لیکن جب ان کو معلوم ہوا تو انھوں نے چاہا کہ ان کے پیٹ میں اس حرام چیز کا کوئی جزو باقی نہ رہے، اس لیے تکلّف کے ساتھ قے کرنا شروع کر دی۔

(۶۸۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوْا كَاهِنَةً فَقَالُوْا لَهَا: اَخْبِرِيْنَا بِأَقْرَبِنَا شَبهًا بِصَاحِبِ هٰذَا الْمَقَامِ، فَقَالَتْ: اِنْ اَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءً عَلٰى هٰذِهِ السَّهْلَةِ ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا أَنْبَأْتُكُمْ فَجَرُّوْا ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَتْ: هٰذَا أَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِهِ، فَمَكَثُوْا بَعْدَ ذَالِكَ عِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ قَرِيْبًا مِنْ عِشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ بُعِثَ ﷺ۔ (مسند احمد: ۳۰۷۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریشی ایک کاہن عورت کے پاس گئے اور کہا: ہمیں یہ بتا دے کہ ہم میں سے اس مقام نبوت کے زیادہ لائق اور حقدار کون ہے؟ اس نے کہا: اگر تم اس نرم زمین پر چادر تان کر اس کے اوپر چلو گے تو میں تمہیں بتاؤں گی، انہوں نے چادر تان لی، پھر لوگ اس پر چلے اور اس نے محمد ﷺ کے آثار ونشانات دیکھے اور کہا: یہ تم میں سب سے زیادہ مقام نبوت کے لائق ہے، ابھی تک اس واقعہ کو بیس سال یا اس کے قریب قریب ہی گزرے تھے کہ آپ ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا۔

(۶۸۲۱)۔ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ الظَّفَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَخرُجُ مِنَ الْكَاهِنِيْنَ رَجُلٌ يَدْرُسُ الْقُرْآنَ دِرَاسَةً لَايَدْرُسُهَا أَحَدٌ يَكُوْنُ بَعْدَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۳۷۷)

سیدنا ابو بردہ ظفری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کاہنوں میں سے ایک آدمی ظاہر ہوگا، وہ قرآن مجید کو اس انداز میں پڑھے گا کہ اس کے بعد اس جیسا اور کوئی نہیں پڑھے گا۔''

فوائد:...... ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ کہانت کی کمائی حرام ہے، اس کے حرام ہونے پر اہل علم کا اتفاق و اجماع ہے۔

(۶۸۲۰) تخريج: اسناده ضعيف، فان رواية سماك عن عكرمة فيها اضطراب، أخرجه ابن ماجه: ۲۳۵۰ (انظر: ۳۰۷۲)

(۶۸۲۱) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن معتب و أبيه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۲/ ۷۹۴، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٦/ ٤٩٨ (انظر: ۲۳۸۸۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيَافَةِ وَالطَّرِيقِ يَعْنِي الْخَطَّ فِي الْأَرْضِ وَالطِّيَرَةِ
فال پکڑنے، زمیں میں خط لگانے اور بدشگونی کا بیان

(٦٨٢٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ عِلْمَهُ فَهُوَ عِلْمُهُ)) (مسند احمد: ٩١٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک نبی لکیریں لگاتا تھا، پس جس شخص کا علم اس کے موافق ہو جائے، وہ علم درست ہوگا۔''

فوائد:...... گویا کہ آپ ﷺ زجر و توبیخ کر رہے ہیں، کیونکہ اس نبی سے موافقت ہو جانے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا۔

دورِ جاہلیت میں خط لگانے کی صورت یہ تھی کہ محتاج مٹھائی وغیرہ لے کر کاہن اور پیشین گوئی کرنے والے کے پاس آتا، وہ اس کو کہتا: تو بیٹھ جا، میں تیرے لیے لکیریں لگاتا ہوں، اُدھر کاہن کے سامنے ایک لڑکا ہوتا، اس کے پاس سرمہ کی سلائی ہوتی، پھر وہ نرم زمین کی طرف آتا اور اتنی جلدی سے لکیریں لگاتا کہ ان کو گن نہیں سکتا تھا، پھر دو دو لکیریں مٹانا شروع کر دیتا، اب اگر آخر میں دو لکیریں بچ جاتیں تو ان کو کامیابی کی علامت سمجھا جاتا اور اگر ایک بچ جاتی تو وہ ناکامی کی علامت ہوتی تھی۔

(٦٨٢٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ حَيَّانَ حَدَّثَنِيْ قَطَنُ بْنُ قَبِيْصَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّه، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعِيَافَةَ وَالطُّرُقَ وَالطِّيَرَةَ مِنَ الْجِبْتِ۔)) قَالَ عَوْفٌ: اَلْعِيَافَةُ: زَجْرُ الطَّيْرِ، وَالطُّرُقُ: اَلْخَطُّ يَخُطُّ فِيْ الْأَرْضِ، وَالْجِبْتُ، قَالَ الْحَسَنُ: إِنَّهُ الشَّيْطَانُ۔ (مسند احمد: ٢٠٨٨٠)

سیدنا قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فال پکڑنے کے لئے پرندوں کو اڑانا، زمین پر لکیریں لگانا اور بدشگونی لینا شیطانی کام ہیں۔'' عوف نے کہا: ''العیافۃ'' سے مراد پرندوں کو اڑانا، ''الطرق'' سے مراد زمین پر لکیریں لگانا اور ''الجبت'' سے مراد شیطان ہے، آخری معنی حسن نے بیان کیا ہے۔

فوائد:...... عرب لوگ پرندے کے نام، آواز اور گزرنے سے فال پکڑتے تھے۔

''جِبْت'' کے معانی کاہن، شیطان اور ہر اس چیز کے ہیں، جس کی اللہ تعالی کے علاوہ عبادت کی جائے۔

دورِ جاہلیت میں بعض اسباب کے ذریعے سے نیک شگونی یا بدشگونی لینا عام تھا، مثلا سفر کا ارادہ کرنے والا کسی پرندے کو اڑاتا، اگر وہ دائیں جانب اڑ جاتا، تو وہ اسے سفر بخیر کی علامت سمجھتے ہوئے سفر شروع کر دیتا، اور اگر وہ پرندہ

(٦٨٢٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٩١١٧)

(٦٨٢٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حيان ابى العلاء، أخرجه البيهقى: ٨/ ١٣٩ (انظر: ٢٠٦٠٤)

بائیں جانب اڑ جاتا تو وہ اسے منحوس سفر کی علامت سمجھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیتا۔ کئی اور علامتیں بھی مقرر تھیں ۔ یہ سب امور ممنوع اور حرام ہیں۔ محض کسی بات کے اتفاقیہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں ۔ یہ سب ظن وتخمین اور اٹکل پچو باتیں ہیں، جن پر اعتبار اور اعتماد کرنا جہالت، گمراہی اور توہم پرستی ہے۔

لیکن شریعت نے اچھی بات سن کر اچھا شگون لینے کو جائز قرار دیا ہے، جس کی بنا پر انسان اللہ تعالی سے حسنِ ظن قائم کر لیتا ہے، جو ایک مستحسن امر ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَیُعْجِبُنِی الْفَأْلُ .)) یعنی: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے اور نہ کوئی بدشگونی (کی حقیقت ہے)، لیکن مجھے ''نیک فال'' اچھی لگتی ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: ''فال'' کیا ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((کَلِمَۃٌ طَیِّبَۃٌ .)) یعنی: ''اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر لینا)۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے نیک فال کو ((اَلْکَلِمَۃُ الْحَسَنَۃُ .)) فرمایا، جس پر امام کرمانی رحمہ اللہ نے لکھا: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے فطرت میں نیک فال کی محبت رکھ دی ہے، جیسا کہ خوش کن منظر اور صاف پانی کو دیکھنے سے راحت محسوس ہوتی ہے، اگر چہ اس پانی کو استعمال نہ کیا ہو۔ (عون المعبود)

مثال کے طور پر کوئی شخص کسی جائز کاروبار یا سفر کا ارادہ کرتا ہے، اس کا ہر دوست بالخصوص نیک بزرگ اس کے اس اقدام کو سراہتے ہیں، اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا اس کام کے لئے استعمال ہونے والے تمام اسباب بآسانی میسر ہو جاتے ہیں۔ وہ ان تمام امور سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ کام اللہ تعالی کو پسند ہے، نتیجتاً وہ اللہ تعالی کے بارے میں حسنِ ظن قائم کر لیتا ہے، اس کو اچھا شگون کہتے ہیں، بہرحال مستقبل میں اسے اللہ تعالی کی طرف سے کسی قسم کی آزمائش کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیک شگون محض حسنِ ظن کا دوسرا نام ہے، نہ کہ مستقبل میں خطرات کے ٹل جانے کی گارنٹی۔

مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے، نہ کہ بری فال لینا، اس لئے جب کوئی مسلمان کسی جائز کام کا عزم کر لیتا ہے تو کوئی بدشگونی اسے اس سے نہیں روکتی، کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ نفع ونقصان کے معاملات میں حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالی ہے۔ دراصل اچھی فال لینے کو مستحسن قرار دے کر پسِ پردہ اس امر کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمانوں اور ان کے جائز اقدامات کے بارے میں اچھی بات کہنی چاہئے اور اچھی بات ہی سننی چاہئے، جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لوگ کراہت محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

واضح ہو گیا ہے کہ مسلمان بدشگونی اور بد فالی لیتے ہوئے اپنے عزم کو منحوس نہیں سمجھتا، بلکہ مستقبل کے امور اور نفع و نقصان کو اللہ تعالی کے سپرد کر کے اپنے ارادے کی عملی تکمیل کی طرف گامزن رہتا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے بسا اوقات

بدشگونی پر مشتمل فرسودہ خیالات کسی کو اپنے گھیراؤ میں لے سکتے ہیں، لیکن اسے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ سے اتار پھینک دینا چاہئے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ذَالِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ، فَلَا يَصُدَّهُمْ .)) (صحیح مسلم) یعنی: ''یہ (بدشگونی) ایسی چیز ہے جسے لوگ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں، لیکن یہ ان کو اپنے کاموں (اور منصوبوں) سے نہ روکنے پائے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بات سنی، وہ آپ ﷺ کو بڑی پسند آئی، سو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكَ .)) (صحیحہ:۷۲۶)

یعنی: ''ہم نے تیرے نیک شگون کو معتبر سمجھا ہے۔''

وضاحت نہیں ہے کہ یہ بات کس امر کے بارے میں تھی، البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ اَنْ يَّسْمَعَ: يَا رَاشِدُ يَا نَجِيْحُ .'' (ترمذی) یعنی: جب آپ ﷺ کسی حاجت کے سلسلہ میں نکلتے تو پسند کرتے کہ (اپنے اس خروج کے بارے میں لوگوں سے یہ کہتے ہوئے) سنیں: اے راہِ مستقیم کو پانے والے! اے (اپنی حاجت میں) کامیاب ہونے والے۔

یعنی آپ ﷺ کی یہ تمنا ہوتی کہ کوئی آدمی آپ کی اس تگ و دو کو سراہے اور آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی حاجت پوری ہونے کا مژدہ سنائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْجِيْمِ
نجومیت کا بیان

(٦٨٢٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا اقْتَبَسَ رَجُلٌ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ إِلَّا اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ مَازَادَ زَادَ۔)) (مسند احمد: ٢٠٠٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے علم نجوم سیکھا، اس نے جادو کی ایک قسم کی تعلیم حاصل کی، جتنا زیادہ علم نجوم سیکھتا جائے گا، اتنا زیادہ جادو کا علم آتا جائے گا۔''

(٦٨٢٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنْ سِحْرٍ، مَازَادَ زَادَ، وَمَا زَادَ زَادَ۔)) (مسند احمد: ٢٨٤١)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علم نجوم حاصل کیا، اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کر لیا، وہ جتنا زیادہ علم نجوم حاصل کرے گا، اتنا زیادہ جادو کے علم کا اضافہ ہوتا جائے گا، جس قدر علم نجوم بڑھے گا، اس قدر جادو کا علم بڑھتا جائے گا۔''

(٦٨٢٤) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٣٩٠٥، وابن ماجه: ٣٧٢٦ (انظر: ٢٠٠٠)

(٦٨٢٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۲۶)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَوْ أَمْسَكَ اللّٰہُ الْقَطْرَ عَنِ النَّاسِ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ اَرْسَلَہُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ بِہِ کَافِرِیْنَ یَقُوْلُوْنَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۰۵۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ سات برسوں تک لوگوں سے بارش کو روکے رکھے اور پھر اسے نازل کرے تو پھر بھی لوگوں کا ایک گروہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرنے والا ہوگا، وہ یہی بات کریں گے کہ مِجْدَح ستارے کی وجہ سے ان پر بارش نازل کی گئی ہے۔

(۶۸۲۷)۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ: ((لَيُبَيِّتُ الْقَوْمُ بِالنِّعْمَةِ ثُمَّ يُصْبِحُوْنَ وَأَكْثَرُهُمْ كَافِرُوْنَ يَقُوْلُوْنَ: مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا۔)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: وَنَحْنُ قَدْ سَمِعْنَا ذَالِكَ مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رات کو قوم پر بارش برسا کر نعمت عطا کرتا ہے، لیکن جب صبح ہوتی ہے تو زیادہ تر لوگ کفر کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں: فلاں، فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے۔'' محمد بن ابراہیم کہتے ہیں: جب میں نے سعید بن مسیّب کو یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے بھی کہا: یہ ہم نے خود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

فوائد:...... ستارے اللہ تعالی کی مخلوق ہیں، اللہ تعالی نے ان کو تین مقاصد کے لیے پیدا کیا ہے:

۱۔ آسمانوں کی زینت

۲۔ شیطانوں کی مرمت، یعنی جب شیطان وحی کی باتیں چوری کرنے کے لیے آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر شعلہ بن کر گرتے ہیں۔

۳۔ بعض معاملات میں انسانوں کی رہنمائی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ (انعام: ۹۷) ......''اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعے سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کر سکو۔''

پرانے زمانے میں بحری سفر کرنے والے ستاروں کو دیکھ کر اپنے سفر کی سمت کا تعین کرتے تھے، عصر حاضر میں سائنسی آلات سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ستاروں کے علم کو علم نجوم کہتے ہیں۔

ستاروں کے تیسرے مقصد کا تعلق انسانوں سے ہے، اس کے علاوہ بنی آدم کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ اس باب کی حدیث ((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ.)) ......''جس نے علم نجوم حاصل کیا، اس نے جادو کے ایک جز کی تعلیم حاصل کر لی۔'' پر بحث کرتے ہوئے

(۶۸۲۶) تخریج: حدیث حسن، أخرجه النسائی: ۳/ ۱۶۵ (انظر: ۱۱۰۴۲)

(۶۸۲۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البیهقی: ۳/ ۳۵۹، والحمیدی: ۹۷۹ (انظر: ۱۰۸۰۰)

کہتے ہیں کہ خطابی نے کہا: نجومی لوگ جس علم نجوم کی روشنی میں مستقبل میں پیش آنے والے حادثات و واقعات کو معلوم کر لینے کا دعوی کرتے ہیں، مثال کے طور پر بارشوں کا نزول اور اشیاء کی قیمتوں کا بڑھ جانا، اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔ لیکن ستاروں کا وہ علم جس سے نماز کے اوقات کا اور جہتِ قبلہ کے تعین کا اندازہ ہوتا ہے، اس کو سیکھنے سے منع نہیں کیا گیا۔ شرح السنہ میں ہے: علم نجوم کی جس قسم کی بنا پر نجومی لوگ مستقبل میں پیش ہونے والے حوادث کی معرفت کا دعوی کرتے ہیں اور بسا اوقات ان کی پیشین گوئی مستقبل میں درست ثابت ہوتی ہے، مثلا: مستقبل میں ہواؤں کے چلنے، بارش برسنے، برف باری ہونے، گرمی یا سردی پڑنے اور اشیا کے نرخوں کے بڑھ جانے کی خبر دینا۔ بعض اوقات یہ لوگ اس قسم کا دعوی بھی کر دیتے ہیں کہ ستاروں کے چلنے، ان کے جمع ہونے اور ان کے جدا ہونے سے آنے والے زمانے میں پیش آنے والے واقعات کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ میں علم نجوم کی اس قسم سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے جس علم کا دعوی کیا جاتا ہے، صرف اللہ تعالی نے اس کے ساتھ اپنی ذات کو موصوف کیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان: ٣٤) ...... ''بیشک اللہ تعالی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ بارش نازل کرتا ہے۔''

لیکن علم نجوم کی جس قسم کے ذریعے زوال، اوقاتِ نماز اور جہتِ قبلہ وغیرہ کا تعین کر لیا جاتا ہے، وہ نہی میں داخل نہیں ہے، کیونکہ اس کا علم ظاہری مشاہدے سے ہی ہو جاتا ہے، (جیسے طلوعِ آفتاب سے نماز فجر کے وقت کے ختم ہونے اور غروبِ آفتاب سے نمازِ عصر کے وقت کے ختم ہونے کا علم ہوتا ہے، سورج ایک ستارہ ہے)، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ﴾ (سورۂ انعام: ٩٧) ...... ''اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کر سکو۔'' مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾ (سورۂ نحل: ١٦) ...... ''اور وہ ستاروں کے ذریعے رہنمائی پاتے ہیں۔''

اللہ تعالی نے ان آیات میں بتلایا ہے کہ ستارے تو اوقات اور راستوں کی پہچان کے لیے ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو لوگ قبلہ رخ نہ ہو سکتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ستاروں کا اتنا علم سیکھو کہ جس کے ذریعے قبلہ کی سمت اور راستے کو پہنچان سکو، اتنی مقدار کے بعد ان کا مزید علم حاصل کرنے سے باز آ جایا کرو۔ (عون المعبود: ٢/٤/١٧٧)

ان احادیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے علم نجوم سے منع فرما دیا اور اسے جاہلیت کی علامت قرار دیا، جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کاہن (یعنی نجومی) کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا جس آدمی نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا تو وہ اس چیز سے بری ہو گیا، جو آپ ﷺ پر اتاری گئی۔'' (ابو داود: ٣٩٠٤، ترمذی: ١٣٥، ابن ماجہ: ٦٣٩)

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ نے سرے سے نجومیوں کے پاس جانے سے منع کر دیا، تاکہ ان کے اٹکل پچو سے

مومنوں کے عقائد متاثر نہ ہوں۔ اجرام فلکی کا نظم ونسق صدیوں سے جاری وساری ہے، آج تلک اس میں کوئی فساد یا بگاڑ پیدا نہیں ہے، یہ نظام بعض امورِ کائنات پر دلالت کرتا ہے، اس لیے ان کا بغور مطالعہ کرنے والا کوئی نہ کوئی اندازہ لگا سکتا ہے، جیسے کوئی آدمی سورج کو دیکھ کر وقت کا اور چاند کو دیکھ کر تاریخ کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ لیکن عقائد کے تحفظ کے لیے نبی کریم ﷺ نے علم نجوم کی اس قسم کے علم کے حصول سے سرے سے منع کر دیا، بلکہ جو لوگ اس علم میں دلچسپی لیتے ہیں، ان کی مجلس میں بیٹھنے سے منع کر دیا۔

آپ ﷺ نے ستاروں کے معاملہ میں کافی سختی کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب لوگ بارش کے نزول کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے اور اس معاملے میں ستاروں کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جو آدمی اللہ تعالی کے سابقہ نظام کی روٹین کو دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ جب فلاں ستارہ فلاں مقام پر پہنچتا ہے تو اللہ تعالی بارش نازل کرتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اللہ تعالی نے بارش وغیرہ کے اوقات کے لیے علامات مقرر کر دی ہیں۔ لیکن اس میں علامت بننے والے چیز کا ذاتی کوئی کردار نہیں ہوتا، سارے کا سارا کمال اللہ تعالی کا ہوتا ہے۔ دیکھئے کہ سورج کی روشنی یا سورج کا دن اور رات کے آنے جانے کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لیکن اس میں سورج کا تو کوئی کمال نہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالی کے حکم کا تابع ہے۔

تنبیہ: غیب کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے، ظاہری اسباب کے علاوہ مستقبل کے بارے میں کچھ ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، لیکن یہاں اس چیز کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے بطورِ آزمائش چند ایسے امور کو وجود دے رکھا ہے، جس سے نجومی اور کاہن لوگوں کا کوئی اندازہ درست ثابت ہو سکتا ہے، جیسے ہرقل اور اس کے ایک دوست نے ستاروں کو دیکھ کر یہ اندازہ کر لیا تھا کہ عرب میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ (صحیح بخاری: ٦) اور ان کا یہ اندازہ درست ثابت ہوا، اس قسم کے کل چار امور ہیں: جنوں کا آسمانوں سے باتیں چوری کرنا، ستاروں سے اندازہ کرنا، ہاتھ کی لکیروں سے اندازہ کرنا اور جنوں کے ذریعے دور کی معلومات کر لینا۔

لیکن اُدھر اللہ تعالی نے اپنے مؤمن بندوں کو ایسے طریقے استعمال کرنے سے اور ایسے لوگوں کے پاس سرے سے جانے سے منع کر دیا، لیکن یہ امور بدعقیدہ لوگوں کے مزید گمراہ ہو جانے کا سبب بنتے ہیں، دراصل یہ اللہ تعالی کی طرف سے آزمائشیں ہیں۔

❁❁❁

اَلنَّوْعُ الرَّابِعُ مِنَ الْفِقْهِ
فقہ کی چوتھی نوع
اَلْأَحْوَالُ الشَّخْصِيَّةُ وَالْعَادَاتُ
شخصی حالات و عادات کا بیان

كِتَابُ النِّكَاحِ
نکاح کے مسائل

بَابُ الْحَثِّ عَلَيْهِ وَكَرَاهَةِ تَرْكِهِ لِلْقَادِرِ
نکاح کی ترغیب دلانے اور قدرت رکھنے کے باوجود اس کو چھوڑنے کی کراہت کا بیان

(٦٨٢٨)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فِتْيَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلطَّرْفِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ۔)) (مسند احمد: ٤١١)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، نوجوان مہاجروں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ نگاہ کو سب سے زیادہ پست کرنے والی اور شرمگاہ کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہے، اور جس میں اس کی طاقت نہ ہو تو وہ روزے رکھے، بیشک روزہ شہوت کو توڑ دینے والا ہے۔

فوائد:...... طاقت رکھنے سے مراد مہر اور بیوی کے نان ونفقہ کی قدرت ہے۔

''وِجَاء'' کا معنی خصی کرنا ہے، چونکہ روزہ شہوت کو کمزور کرتا ہے، اس لیے اس کو خصی کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ خصی ہونے سے بھی نکاح کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

(٦٨٢٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٤/ ١٧١ (انظر: ٤١١)

(٦٨٢٩)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَه، يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَلَا نُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً لَعَلَّهَا أَنْ تُذَكِّرَكَ مَا مَضٰى مِنْ زَمَانِكَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ، لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔)) (مسند احمد: ٣٥٩٢)

علقمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں منیٰ میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، ان کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی اور وہ ان سے کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمن! کیا ہم کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی نہ کر دیں، ممکن ہے کہ وہ تمہارا بیتا ہوا زمانہ تازہ کر دے؟ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ شادی کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں، تو یقیناً نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا کہ ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، بیشک یہ نگاہ کو پست کرنے والی اور شرمگاہ کو محفوظ کرنے والی ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے، بیشک روزہ شہوت کو توڑ دینے والا ہے۔''

فوائد:...... ''اَلْبَاءَ ة'' سے مراد حق زوجیت اور شادی کے اخراجات کی قدرت ہے۔

(٦٨٣٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَهُ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ، فَحَدَّثَ حَدِيْثًا لَا أُرَاهُ حَدَّثَهُ إِلَّا مِنْ أَجْلِي كُنْتُ أَحْدَثَ الْقَوْمِ سِنًّا، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَبَابٌ لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ!......۔)) فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ٤٠٣٥)

عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، جبکہ علقمہ اور اسود ان کے پاس پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے ایک حدیث سنائی، میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ حدیث صرف میری وجہ سے بیان کی، کیونکہ میں ہی ان میں زیادہ نو عمر تھا، انھوں نے کہا کہ ہم نوجوان نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ہمارے پاس کچھ نہ ہوتا تھا، ایک دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت!......۔'' پھر اوپر والی حدیث ذکر کی۔

فوائد:...... ہم ایسے نوجوان تھے جن کے پاس نکاح کے اخراجات نہ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے نوجوانو کے گروہ! شادی کرو۔ اگر شادی کی طاقت نہیں تو پھر روزہ رکھو اس سے شہوت اعتدال پر رہتی ہے۔

(٦٨٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١٩٠٥، ٥٠٦٥، ومسلم: ١٤٠٠ (انظر: ٣٥٩٢)

(٦٨٣٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠٦٦، ومسلم: ١٤٠٠ (انظر: ٤٠٣٥)

(٦٨٣١)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَقِيَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: تَزَوَّجتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ، ثُمَّ لَقِيَنِي بَعْدَ ذَالِكَ فَقَالَ: تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ، فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَانَ أَكْثَرَهَا نِسَاءً۔ (مسند احمد: ٢٠٤٨)

سعید بن جبیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: شادی کرو، پھر بعد میں جب ان سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے پھر وہی بات کہی کہ کیا تم نے شادی کی ہے، میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: شادی کر لو، کیونکہ اس امت کی بہترین ہستی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے زیادہ بیویاں تھیں۔''

(٦٨٣٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: تَزَوَّجْ، فَإِنَّ خَيْرَنَا كَانَ أَكْثَرَنَا نِسَاءً ﷺ۔ (مسند احمد: ٣٥٠٧)

(دوسری سند) سعید بن جبیر کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: شادی کرو کیونکہ جو ہستی ہم میں بہتر تھی، اس کی بیویاں سب سے زیادہ تھیں۔

(٦٨٣٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ١٢٣١٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں سے عورتوں اور خوشبو کو میرے لیے محبوب بنا دیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

فوائد:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں سے محبت ہونے کی وجوہات یہ ہیں کہ وہ خواتین آپ کی بیویاں ہی تھیں، جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخفی امور کو امت تک پہنچایا اور بروز قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کثرت پر فخر کریں گے، اس کو خواتین نے ہی جنم دیا ہوگا۔

(٦٨٣٤)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: عَكَّافُ بْنُ بِشْرٍ التَّمِيْمِيُّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَكَّافُ! هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ؟)) قَالَ: لَا،

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشیر تمیمی نامی ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اے عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لونڈی بھی نہیں ہے؟'' اس

(٦٨٣١) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني: ١٢٣١٣ (انظر: ٢٠٤٨)

(٦٨٣٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٨٣٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابويعلى: ٣٤٨٢، والطبراني في "الاوسط": ٥١٩٩، والبيهقي: ٧/ ٧٨ (انظر: ١٢٢٩٣)

(٦٨٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل الراوي عن ابي ذر وللاضطراب الذي وقع في اسانيده، أخرجه عبدالرزاق: ١٠٣٨٧، وابويعلى: ٦٨٥٦ (انظر: ٢١٤٥٠)

قَالَ: ((وَلَا جَارِيَةٌ؟)) قَالَ: وَلَا جَارِيَةٌ، قَالَ: ((وَأَنْتَ مُوْسِرٌ بِخَيْرٍ؟)) قَالَ: وَأَنَا مُوْسِرٌ بِخَيْرٍ، قَالَ: ((أَنْتَ إِذًا مِنْ إِخْوَانِ الشَّيَاطِيْنَ، لَوْكُنْتَ فِي النَّصَارٰى كُنْتَ مِنْ رُهْبَانِهِمْ، إِنَّ سُنَّتَنَا النِّكَاحُ، شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ وَأَرَاذِلُ مَوْتَاكُمْ عُزَّابُكُمْ، أَبِالشَّيْطَانِ تَمَرَّسُوْنَ، مَالِلشَّيْطَانِ مِنْ سَلَاحٍ أَبْلَغُ فِي الصَّالِحِيْنَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا الْمتَزَوِّجُوْنُ، أُوْلٰئِكَ الْمُطَهَّرُوْنَ مِنَ الْخَنَا، وَيْحَكَ يَا عَكَّافُ! إِنَّهُنَّ صَوَاحِبُ أَيُّوْبَ وَدَاوُدَ وَيُوْسُفَ وَكُرْسُفَ۔)) فَقَالَ لَهُ بِشْرُ بْنُ عَطِيَّةَ: وَمَنْ كُرْسُفُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَجُلٌ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بِسَاحِلٍ مِنْ سَوَاحِلِ الْبَحْرِ ثَلَاثَ مِائَةِ عَامٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ، ثُمَّ إِنَّهُ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ فِي سَبَبِ امْرَأَةٍ عَشِقَهَا، وَتَرَكَ مَا كَانَ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، ثُمَّ اسْتَدْرَكَ اللّٰهُ بِبَعْضِ مَا كَانَ مِنْهُ فَتَابَ عَلَيْهِ، وَيْحَكَ يَا عَكَّافُ! تَزَوَّجْ وَإِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الْمُذَبْذَبِيْنَ۔)) قَالَ: زَوِّجْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قَدْ زَوَّجْتُكَ كَرِيْمَةَ بِنْتَ كُلْثُوْمِ الْحِمْيَرِيَّ۔)) (مسند احمد: ٢١٧٨١)

نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مالدار نہیں ہو؟'' اس نے کہا: جی میں مالدار ہوں۔'' پھر تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو، اگر تم عیسائیوں میں سے ہوتے تم راہب ہوتے، ہماری سنت تو نکاح ہے، تم میں سے بدترین لوگ وہ ہیں، جو غیر شادی شدہ ہیں اور تمہارے مُردوں میں سے سب سے زیادہ رذیل وہ ہیں، جو غیر شادی شدہ ہیں، کیا تم شیطان کے ساتھ کھیلتے ہو، نیک لوگوں کو جال میں پھنسانے کے لئے شیطان کے پاس سب سے زیادہ موثر ہتھیار عورت ہے، ما سوائے شادی شدہ افراد کے، کہ وہ اس ہتھیار سے محفوظ رہتے ہیں، وہ لوگ فحش باتوں سے پاکیزہ ہیں، اے عکاف! یہ عورتیں ایوب، داؤد، یوسف اور کرسف کی ساتھی ہیں۔'' بشر بن عطیہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کرسف کون تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک آدمی تھے، اس نے سمندر کے ساحل پر تین سو سال عبادت کی، دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا، پھر اس نے ایک عورت کے عشق میں پڑ کر اللہ تعالی کے ساتھ کفر کر دیا اور عبادت کو ترک کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعض اعمال کی وجہ سے کمی پوری کر دی اور اس پر رجوع کیا، اے عکاف! افسوس ہے تجھ پر، شادی کر، وگرنہ متردد اور مذبذب رہے گا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر آپ میری شادی کر لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے کریمہ بنت کلثوم حمیری سے تیری شادی کر دی ہے۔''

فوائد:...... ''کیا تم شیطان کے ساتھ کھیلتے ہو؟'' یعنی شہوت پورا کرنے کے لیے شیطانی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہو۔

''یہ عورتیں ایوب، داؤد، یوسف اور کرسف کی ساتھی ہیں۔'' اس سے عورتوں کے مکر وفریب کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ یہ انبیاء ورسل کو پھسلانے کے لیے کوشش کرنے سے بھی باز نہ رہ سکیں۔

(۶۸۳۵)۔ عَنْ اَبِی أَیُّوبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ، اَلتَّعَطُّرُ وَالنِّکَاحُ وَالسِّوَاکُ وَالْحَیَاءُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۷۸)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں انبیائے کرام کی سنت ہیں، عطر لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور حیاء سے زندگی گزارنا۔''

فوائد:…… ایک روایت میں ''اَلْحَیَاء'' کے بجائے ''الحِناء'' کے اور ایک میں ''اَلْخِتَان'' کے الفاظ ہیں، مؤخر الذکر الفاظ راجح معلوم ہوتے ہیں، یعنی ختنہ کروانا۔

نبی کریم ﷺ نے ہر صاحب استطاعت کو نکاح کرنے کی ترغیب دلائی ہے، امام احمد نے آپ ﷺ کے حکم کی روشنی میں نکاح کو واجب سمجھا ہے، جبکہ جمہور اہل علم اس کے استحباب کے قائل ہیں، اصل بات یہ ہے کہ نکاح کا وجوب و استحباب مختلف افراد کے لیے مختلف ہو سکتا ہے، مثلا جو شخص نکاح کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اسے گناہ میں پڑنے کا خدشہ بھی ہو تو اس کے لیے نکاح واجب اور فرض ہے۔

وافر اور اچھا کھانا پینا شہوت میں اضافہ کرتا ہے، جبکہ روزہ بھوک اور پیاس کا نام ہے اور خوراک کی کمی شہوت کو توڑتی ہے، اس لیے غیر شادی شدہ نوجوانوں کے لیے روزہ مفید ہے، ویسے بھی روزہ گناہ سے بچاتا ہے۔ گویا روزے دار آدمی خصی انسان کی طرح پرسکون رہتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِخْتِصَاءِ وَالتَّبَتُّلِ
خصی ہونے اور دنیا سے علیحدگی اختیار کرنے سے ممانعت کا بیان

(۶۸۳۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: کُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلَیْسَ لَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَلَا نَسْتَخْصِیْ؟ فَنَهَانَا عَنْهُ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا بَعْدُ فِی أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلٰی أَجَلٍ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔﴾ (مسند احمد: ۳۹۸۶)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے، ہمارے پاس بیویاں نہیں تھیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور پھر ہمیں یہ اجازت دے دی کہ ہم مقررہ مدت تک کپڑے وغیرہ کے عوض میں عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، (جس کو متعہ کہتے ہیں)، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اے ایمان والو! اللہ تعالی نے تمہارے لیے جو

(۶۸۳۵) اسنادہ ضعیف، حجاج بن ارطاۃ لیس بذاک القوی، وھو مدلس وقد عنعن، ومکحول عن ابی ایوب مرسل، بینھما فی ھذا الحدیث ابو الشمال بن ضباب وھو مجھول۔ أخرجه الترمذی: ۱۰۸۰ (انظر: ۲۳۵۸۱)

(۶۸۳۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۵۷، ومسلم: ۱۴۰۴ (انظر: ۳۹۸۶)

پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں، ان کو حرام نہ قرار دو اور زیادتی نہ کرو، بیشک اللہ تعالی زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

فوائد:...... مسلمان کے لیے خصی ہونا حرام ہے، کیونکہ اس میں ضرر بھی ہے اور نسل کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں نکاحِ متعہ کی اجازت دی گئی ہے، یہ اجازت عارضی تھی، بعد میں اس نکاح کو مستقل طور پر حرام قرار دیا گیا، تفصیل آگے آئے گی۔

(٦٨٣٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِيْ أَنْ أَخْتَصِيَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ۔)) (مسند احمد: ٦٦١٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خصی ہونے کی اجازت دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے خصی ہونے کی صورت روزے رکھنا اور رات کا قیام کرنا ہے۔''

(٦٨٣٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ شَابٌّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي فِي الْخِصَاءِ؟ فَقَالَ: ((صُمْ وَسَلِ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ۔)) (مسند احمد: ١٥١٠٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ مجھے خصی ہونے کی اجازت دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزے رکھ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کر۔''

فوائد:...... یہ بہت خوبصورت جواب ہے، فی الوقت کسی چیز کے اسباب نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آدمی اپنے آپ کو مستقل طور پر اس چیز سے محروم کر دے، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود کو کنٹرول کرنے کے لیے عارضی بندوبست کرے اور اللہ تعالی سے اس کے فضل کا سوال کرے، روزہ اپنی جگہ پر مستقل عبادت ہے، لیکن غیر شادی شدہ آدمی کے لیے شہوت کو کنٹرول کرنے کا عارضی بندوبست ہے۔

(٦٨٣٩)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أَنْ يَتَبَتَّلَ، فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ أَجَازَ ذَالِكَ لَاخْتَصَيْنَا۔ (مسند احمد: ١٥١٤)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے تبتّل کا ارادہ کیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کو منع کر دیا، اگر آپ ﷺ ان کو اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

(٦٨٣٧) تخريج: صحيح لغيره دون ذكر القيام، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة وحُيَيّ بن عبد الله المعافري، أخرجه الطبراني (انظر: ٦٦١٢)

(٦٨٣٨) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٥٠٣٦)

(٦٨٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠٧٤، ومسلم: ١٤٠٢ (انظر: ١٥١٤)

فوائد:...... ''تبتّل'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے اور نکاح کو چھوڑ دیا جائے۔

(٦٨٤٠)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٥٥)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تبتّل سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایت کے مطابق یہ حدیث بیان کرنے کے بعد امام قتادہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً﴾ ......''اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور اولاد عطا کی۔'' (سورۂ رعد: ٣٨)

امام قتادہ کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سابقہ انبیاء کی اقتدار کرنے کا حکم دیا گیا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ......''ان کی ہدایت کی پیروی کر۔'' اور سابقہ انبیاء کی بیویاں اور اولادیں تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے شادیاں کیں اور اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اولاد بھی عطا کی۔

گویا نکاح سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔

(٦٨٤١)۔ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّه، قَالَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنِ التَّبَتُّلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْ، أَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً﴾ فَلَا تَبَتَّلْ، قَالَ: فَخَرَجَ وَقَدْ فَقِهَ وَقَدِمَ الْبَصْرَةَ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى خَرَجَ إِلٰى أَرْضِ مَكْرَانَ فَقُتِلَ هُنَاكَ عَلٰى أَفْضَلِ عَمَلِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥١٦٥)

سعد بن ہشام سے مروی ہے کہ انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں آپ سے تبتّل کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: ایسا نہ کرو، کیا تم نے اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں سنا ''اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر بھیجے ہیں اور ان کے لئے بیویاں اور اولاد بنائی۔'' اس لئے تبتّل سے بچ، پھر وہ باہر تشریف لے گئے، جبکہ وہ فہم وفقہ حاصل کر چکے تھے، پھر وہ بصرہ چلے گئے، وہاں کچھ عرصہ ہی رہے تھے کہ مکران کی سرزمین کی طرف چلے گئے، پھر وہاں افضل ترین عمل سرانجام دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(٦٨٤٢)۔ (وَعَنْهَا فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى) قَالَتْ: لَا تَفْعَلْ، أَمَا تَقْرَأُ! ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تبتّل سے بچ، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی، اللہ تعالی نے فرمایا: ''البتہ تحقیق

(٦٨٤٠) صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ١٨٤٩، والترمذي: ١٠٨٢، والنسائي: ٦/ ٥٩ (انظر: ٢٠١٩٢)

(٦٨٤١) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه مختصرا النسائي: ٣/ ٢٤٢ (انظر: ٢٤٦٥٨)

(٦٨٤٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ أُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَقَدْ وُلِدَ لَہُ۔ (مسند احمد: ۲۵۱۰۸)

تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔'' آپ ﷺ نے شادیاں بھی کی ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد بھی ہوئی ہے۔

(۶۸۴۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّہُ، کَانَ یَقُوْلُ: ((لَا صَرُوْرَۃَ فِی الْاِسْلَامِ۔)) (مسند احمد: ۲۸۴۴)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں صرورت نہیں ہے۔''

فوائد:...... صرورت کے دو معانی ہیں: (۱) تبتّل، جس کی تفصیل حدیث نمبر ۶۸۳۹ میں گزر چکی ہے اور (۲) حج نہ کرنا، یعنی اسلام میں حج کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بشرطیکہ استطاعت ہو۔

یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اسلام میں دونوں چیزوں کی گنجائش نہیں ہے، نہ تبتّل کی اور نہ حج کو ترک کرنے کی۔

بَابُ صِفَۃِ الْمَرْأَۃِ الَّتِی تُسْتَحَبُّ خِطْبَتُہَا

اس عورت کے اوصاف کا بیان، جس سے نکاح کرنا مستحب ہے

(۶۸۴۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَنَّہُ، قَالَ: ((إِنَّ الدُّنْیَا کُلَّہَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔)) (مسند احمد: ۶۵۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا ساری کی ساری متاع ہے اور دنیا کا بہترین سرمایہ نیک عورت ہے۔''

فوائد:...... ''متاع'' اس چیز کو کہتے ہیں، جس سے تھوڑا سا فائدہ اٹھایا جائے اور وہ جلد ہی ختم ہو جائے، دنیا اور اس کی ہر چیز متاع ہے، آخرت کے مقابلے میں اس کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور وہ بھی جلد زائل ہو جانے والا ہے۔

نیک خاتون دنیا کا سب سے بہترین سرمایہ ہے، کیونکہ وہ خاوند کو حرام سے بچاتی ہے اور اس کے دنیوی اور دینی امور کو سرانجام دینے پر اس کا تعاون کرتی ہے اور ہر وہ لذت جو آخرت کی لذتوں کے حصول کے لیے معاون ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پسندیدہ چیز ہے۔

(۶۸۴۵)۔ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((تُنْکَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ، لِمَالِہَا وَجَمَالِہَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار وجوہات کی بنا پر عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے،

(۶۸۴۳) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمر بن عطاء، وھو ابن وراز، لیس ھو بشیء، وھم یضعفونہ، أخرجہ ابوداود: ۱۷۲۹ (انظر: ۲۸۴۴)

(۶۸۴۴) تخریج: أخرجہ مسلم: ۱۴۶۷ (انظر: ۶۵۶۷)

(۶۸۴۵) تخریج: أخرجہ البخاری: ۵۰۹۰، ومسلم: ۱۴۶۶ (انظر: ۹۵۲۱)

وَحَسَبِهَا وَدِيْنِهَا ، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ ، تَرِبَتْ يَدَاكَ۔)) (مسند احمد: ٩٥١٧)

مال، جمال، حسب اور دین، تو دین والی کے ساتھ کامیاب ہو، تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔''

فوائد:...... اسلام میں اللہ کا خوف اور عمل صالح کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی زیادہ معزز ہے، جو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہے، اس لیے نیک اور دین دار خاتون کو ترجیح دینی چاہیے، اسی میں دین و دنیا کی خیر و بھلائی ہے۔

تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، تیری ماں تجھے گم پائے، تیرا ناک خاک آلود ہو جائے، تجھ پر افسوس ہے، تیری ماں مر جائے، عرب اس قسم کے جملوں کے اصل معانی مراد نہیں لیتے، جو کہ بد دعا پر مشتمل ہیں، بلکہ ان کا مقصود ان امور میں سے کوئی ایک ہوتا ہے: مدح کرنا، مذمت کرنا، انکار کرنا، رغبت دلانا، تعجب کرنا۔

(٦٨٤٦)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى اِحْدٰى خِصَالٍ ثَلَاثَةٍ ، تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى مَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى جَمَالِهَا ، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى دِيْنِهَا ، فَخُذْ ذَاتَ الدِّيْنِ وَالْخُلُقِ ، تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ۔)) (مسند احمد: ١١٧٨٧)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک عورت سے تین خصلتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، عورت سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے، ایک عورت سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اور ایک عورت سے اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے تو دین اور اخلاق والی خاتون کو منتخب کر لے۔''

(٦٨٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٠٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٦٨٤٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ لِدِيْنِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا ، فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ ، تَرِبَتْ يَدَاكَ۔)) (مسند احمد: ١٤٢٨٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: '' عورت سے اس کے دین، اس کے مال اور اس کے جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، تو دین والی کو لازم پکڑ۔''

(٦٨٤٦) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ٤/ ٣١٠، والبزار: ١٤٠٣، وابويعلى: ١٠١٢، وابن حبان: ٤٠٣٧، والحاكم: ٢/ ١٦١ (انظر: ١١٧٦٥)

(٦٨٤٧) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢٥١٩١)

(٦٨٤٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابن ماجه: ١٨٦٠، والنسائى: ٦/ ٦٥، أخرجه مختصرا الترمذى: ١٠٨٦ (انظر: ١٤٢٣٧)

(٦٨٤٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَنْكِحُوْا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ، فَإِنِّي أُبَاهِي بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ٦٥٩٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ بچے جنم دینی والی خواتین سے شادی کرو، کیونکہ میں روزِ قیامت تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔''

(٦٨٥٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ وَيَنْهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيْدًا، وَيَقُوْلُ: ((تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٢٦٤٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شادی کرنے کا حکم دیتے اور تبتّل سے سختی کے ساتھ منع کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیار کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو، کیونکہ میں روزِ قیامت تمہاری کثرتِ تعداد کی وجہ سے دیگر انبیائے کرام پر فخر کروں گا۔''

فوائد:...... یہ کیسے پتہ چلے گا کہ فلاں خاتون زیادہ بچے جنم دینے والی ہے؟ خاندان کی شادی شدہ خواتین سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس خاندان کی عورتوں کی زیادہ اولاد ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہو کہ آپ ﷺ کی مراد کنواری خواتین ہوں، کیونکہ وہ بیوہ کے مقابلے میں زیادہ بچے جنم دینے والی ہوتی ہیں۔

(٦٨٥١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((الَّتِي تَسُرُّهُ، إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ٧٤١٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہے کہ جب خاوند اسے دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کو حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے اور خاوند اس کے نفس اور اپنے مال کے بارے میں جس چیز کو ناپسند کرتا ہے، وہ اس کی مخالفت نہ کرے۔''

فوائد:...... میاں بیوی کی موافقت کے بغیر معاشرہ پرسکون نہیں رہ سکتا اور اگر دونوں کی مساوی حیثیت ہو تو موافقت کا امکان بہت کم ہے، اس لیے بیوی کو خاوند کے تابع کر دیا گیا ہے، کیونکہ مرد بلکہ مذکر کی فضیلت فطرتاً اور عملاً مسلّم ہے، لہٰذا بہترین بیوی وہ ہے جو اپنے خاوند کے تابع فرمان رہے تاکہ معاشرہ جنت نظیر بن سکے۔ جس معاشرے میں مرد وزن کی حیثیت مساوی ہے، وہاں معاشرتی بے سکونی اور ازدواجی ابتری عام ہے۔

(٦٨٤٩) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٥٩٨)

(٦٨٥٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٥٠٩٥، والبزار: ١٤٠٠، وابن حبان: ٤٠٢٨، والبيهقي: ٧/ ٨١ (انظر: ١٢٦١٣)

(٦٨٥١) تخريج: اسناده قوى، أخرجه النسائي: ٦/ ٦٨ (انظر: ٧٤٢١)

(٦٨٥٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيْرُ خِطْبَتِهَا وَ تَيْسِيْرُ صَدَاقِهَا وَتَيْسِيْرُ رَحِمِهَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٨٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت کی برکت میں سے یہ (بھی) ہے کہ اس کی منگنی آسانی سے ہوئی ہو، مہر آسان ہو اور جلدی حاملہ ہونے والی ہو۔''

فوائد:...... موجودہ معاشرے کے رسم ورواج نے عورتوں سے یہ برکت چھین لی ہے، اب تو منگنی بھی اچھی خاصی تقریب میں طے کی جاتی ہے اور اس وقت سے لینے دینے کے وہ سلسلے شروع ہو جاتے ہیں کہ جن کی وجہ سے عوام کا دم گھٹنے لگ گیا ہے، لیکن کیا کیا جائے، ظاہر پرستی کا غلبہ ہے، بناوٹی عزتوں کے تحفظ کا مسئلہ ہے، معاشرے کی رفتار کے ساتھ چلنا ہے، منگنی کے بعد والی عیدوں پر تحائف کے تبادلے کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے، دبی زبانوں کے ساتھ والدین شکوہ کررہے ہیں، لیکن جب ان کو شرعی مسئلہ سمجھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں: اب کیا کریں جی، فلاں ناراض ہوتا ہے، فلاں باتیں کرتے ہیں، بچہ مانتا نہیں ہے، ایک علاقے میں یہ رواج ہے کہ دولہا کی طرف سے شادی کے دن کا تعین کرنے کے لیے جتنے لوگ دلہن کے گھر آئیں گے، ان سب کو ایک ایک قیمتی سوٹ دیا جائے گا، اتفاق سے ایک غریب گھرانے کی بچی کا دن رکھنے کے لیے پچیس افراد آ گئے اور ان کو کرنڈی کے بہترین پچیس سوٹ دیئے، جبکہ عام دنوں میں گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا اور وہ سوٹ تیار کرنے کے لیے صرف قرض نہیں مانگا گیا، بلکہ بھیک بھی مانگی گئی اور دستِ سوال بھی پھیلایا گیا۔

منگنی کی رسم کے بعد جہیز کی تیاری، مہندی اور ابٹن کی رسمیں، پھر سینکڑوں افراد پر مشتمل بارات، اس میں دودھ پلائی رسم، عام سطح پر پندرہ بیس بیس ہزار روپے دے کر دلہن کا بیوٹی پارلر میں میک اپ کرانا، حاضرین کا دلہن کو دیکھنے کا کرایہ دینا، پھر ولیمہ اور اس میں شرکت کرنے والے کا نیندرا اور ملبوسات کی صورت میں تحائف دینا، تقریب کے بعد تحائف کی چیکنگ اور گلے شکوے۔ ایتھے کوئی ہک مصیبت اے!!! اور تقریباً بیشتر گھرانوں میں شادی کے کچھ دنوں کے بعد ماحول میں کشیدگی کا آغاز ہو جاتا ہے، کہیں ساس بہو کا مسئلہ، کہیں بیٹے اور اس کے والدین کا مسئلہ، کہیں بھاوج اور دیور دیوارنیوں کا مسئلہ، کہیں گھر علیحدہ کرنے کا مطالبہ نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لینے کے لیے اکیلے گئے تھے اور گھر والوں نے سیدہ کو فی الفور تیار کر کے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ خیر کرے، اگر بیوی کو حمل نہ ٹھہرنے کا مسئلہ پیدا ہو جائے یا کچھ ماہ کے بعد حمل ساقط ہو جاتا ہو یا ولادت کے وقت آپریشن وغیرہ کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے خوشگن ماحول کم ہونے لگتا ہے، ذہنی اذیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اخراجات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

(٦٨٥٢) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ١٤١٧، والطبراني في "الاوسط": ٣٦٣٧، والبيهقي: ٧/ ٢٣٥ (انظر: ٢٤٤٧٩)

(٦٨٥٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْسَلَ أُمَّ سُلَيْمٍ تَنْظُرُ إِلٰى جَارِيَةٍ، فَقَالَ: ((شُمِّي عَوَارِضَهَا وَانْظُرِي إِلٰى عُرْقُوْبِهَا۔)) (مسند احمد: ١٣٤٥٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ایک لڑکی دیکھنے کے لئے بھیجا اور فرمایا: ''اس لڑکی کے سائیڈوں والے دانت سونگھنا اور اس کی ایڑھی کے اوپر کا پٹھا دیکھنا۔''

فوائد:...... اس پٹھے سے موٹے اور پتلے دبلے جسم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، اگر یہ پٹھا واضح نظر آ رہا ہو تو باقی جسم پتلا ہوتا ہے اور اگر یہ واضح نہ ہو تو جسم موٹا ہوتا ہے۔

امام حاکم اور امام بیہقی کی روایات میں یہ تفصیل ہے: جب سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں تو انھوں نے کہا: اے ام فلاں! ہم آپ کو کھانا کھلائیں؟ انھوں نے کہا: لیکن میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گی، جب تک فلاں لڑکی کھانا پیش نہ کرے، پس وہ ایک کارنس کی طرف چڑھی، اُدھر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کا پٹھا دیکھ لیا، پھر اس سے کہا: بیٹی! میری جوئیں نکالو، پس وہ جوئیں نکالنے لگ گئی اور وہ اس کے دانتوں کو سونگنے لگ گئی، پھر وہ واپس آئی اور رسول اللہ ﷺ کو تفصیل بتائی۔

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي التَّزَوُّجِ بِالْأَبْكَارِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا لِمَصْلَحَةٍ فِي الثَّيِّبِ
دوشیزاؤں سے نکاح کرنے کی کوشش کی جائے

(٦٨٥٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا جَابِرُ! أَلَكَ امْرَأَةٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَثَيِّبًا نَكَحْتَ أَمْ بِكْرًا؟)) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: تَزَوَّجْتُهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((فَهَلَّا تَزَوَّجْتَهَا جُوَيْرِيَةً؟)) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: قُتِلَ أَبِي مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَتَرَكَ جَوَارِيَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَضُمَّ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً كَإِحْدَاهُنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تَقْصَعُ قَمْلَةَ إِحْدَاهُنَّ، وَتَخِيْطُ دِرْعَ إِحْدَاهُنَّ إِذَا تَخَرَّقَ، قَالَ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے جابر! کیا تمہاری بیوی ہے؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بیوہ تھی یا کنواری؟'' میں نے کہا: جی جب میں نے اس سے شادی کی تھی تو وہ بیوہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی؟'' میں نے کہا: میرے والد آپ کے ساتھ فلاں غزوے میں شہید ہو گئے تھے اور ان کی بیٹیاں پیچھے رہ گئی تھیں، میں نے پسند نہیں کیا کہ ان جیسی نو عمر لڑکی ان میں ملا دوں، بلکہ اس بیوی سے شادی کر لی تا کہ میری بہنوں کی جوئیں صاف کر دیا کرے، اگر ان کی قمیض

(٦٨٥٣) تخريج: حديث حسن، أخرجه الحاكم: ٢/ ١٦٦، والبيهقي: ٧/ ٨٧ (انظر: ١٣٤٢٥)

(٦٨٥٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٤٠٦، ٢٩٦٧، ٣٦٣١، ٥١٦١، ومسلم: ٧١٥، ٢٠٨٣، ٥١٦١ (انظر: ١٤٨٦١)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنَّكَ نِعْمَ مَارَأَيْتَ۔)) (مسند احمد: ١٤٩٢٢)

پھٹ جائے تو سلائی کر دیا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو بہت اچھا فیصلہ کیا۔''

(٦٨٥٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ نَكَحْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قَالَ: قُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ وَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَأَةٌ تَمْشُطُهُنَّ وَتُقِيْمُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: ((أَصَبْتَ۔)) (مسند احمد: ١٥٠٩٠)

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری خاتون تھی یا بیوہ؟ میں نے کہا: جی بیوہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری سے شادی کیوں نہیں کی، وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے باپ احد کے دن شہید ہوگئے تھے اور سات بیٹیاں پس ماندگان میں چھوڑ گئے تھے، اب میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان جیسی ایک ناتجربہ کار کا اور اضافہ کر دوں، میں نے ایسی عورت کا انتخاب کیا ہے کہ جو ان کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے درست کیا ہے۔''

(٦٨٥٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ) قَالَ: ((لَكُمْ أَنْمَاطٌ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنّٰى، فَقَالَ: ((خِفْ أَمَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ۔)) فَأَنَا الْيَوْمَ أَقُوْلُ لِامْرَأَتِيْ: نَحِّي عَنِّي أَنْمَاطَكِ، فَتَقُوْلُ: نَعَمْ، أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ، فَأَتْرُكُهَا؟ (مسند احمد: ١٤١٧٨)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: رسول کریم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس بیڈ شیٹس ہیں؟'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم بیڈ شیٹیں کہاں سے لائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اب تو فقیر اور قلیل المال ہو، لیکن خبردار! عنقریب چادریں ہوں گی۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آج جب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنی چادریں مجھ سے دور کر لے، تو وہ کہتی ہے: کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ ''عنقریب تمہارے لیے بیڈ شیٹیں ہوں گی۔'' سو میں اس کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں؟

فوائد:...... آپ ﷺ نے کنواری عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، لیکن جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیوہ سے شادی کرنے کی مصلحت کو واضح کیا تو آپ ﷺ نے ان کے اقدام کو سراہا۔

(٦٨٥٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٨٥٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي التَّزْوِيجِ مَنْ ذِي الدِّيْنِ وَالْخُلُقِ الْمَرْضِيِّ وَإِنْ كَانَ فَقِيرًا أَوْ دَمِيمَ الْخِلْقَةِ

دین اور پسندیدہ اخلاق والی خاتون سے شادی کرنے کی رغبت کا بیان، اگر چہ وہ فقیر یا بدصورت ہو

(٦٨٥٧)۔ عَنْ ثَابِتٍ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى جُلَيْبِيبٍ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِيهَا، فَقَالَ: حَتَّى اسْتَأْمِرَ أُمَّهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذًا۔))، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهَا فَقَالَتْ: لَا، هَا اللّٰهِ! إِذًا مَا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا جُلَيْبِيبًا وَقَدْ مَنَعْنَاهَا مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ، قَالَ: وَالْجَارِيَةُ فِي سِتْرِهَا تَسْتَمِعُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يُخْبِرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَقَالَتِ الْجَارِيَةُ: أَتُرِيدُونَ أَنْ تَرُدُّوا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ؟ إِنْ كَانَ قَدْ رَضِيَهُ لَكُمْ فَأَنْكِحُوهُ، فَكَأَنَّهَا جَلَّتْ عَنْ أَبَوَيْهَا وَقَالَا: صَدَقْتِ، فَذَهَبَ أَبُوهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ قَدْ رَضِيتَهُ فَقَدْ رَضِينَا، قَالَ: ((فَإِنِّي قَدْ رَضِيتُهُ۔)) فَزَوَّجَهَا، ثُمَّ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ فَرَكِبَ جُلَيْبِيبٌ فَوَجَدُوهُ قَدْ قُتِلَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ قَتَلَهُمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّهَا لَمِنْ أَنْفَقِ بَيْتٍ فِي الْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ١٢٤٢٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کیلئے ایک انصاری عورت کے باپ کو منگنی کا پیغام بھیجا، اس کے باپ نے کہا: میں اس کی ماں سے مشورہ کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' وہ آدمی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے اس بات کا ذکر کیا، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! یہ نہیں ہوسکتا، رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لئے صرف جلیبیب ہی ملا ہے، ہم نے تو فلاں فلاں سے بھی رشتہ نہیں کیا، یہ بات لڑکی پردے کے پیچھے سن رہی تھی، وہ آدمی نبی کریم ﷺ کو اطلاع دینے کیلئے چل پڑا، لڑکی نے کہا: کیا تم نبی کریم ﷺ کے حکم کو رد کر رہے ہو، اگر آپ ﷺ نے اسے پسند کرلیا ہے تو پھر نکاح کر دو، یہ کہہ کر لڑکی نے گویا اپنے ماں باپ پر مخفی معاملہ کھول دیا، انہوں نے کہا: یہ سچ کہتی ہے، اس کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اگر آپ راضی ہیں تو اس رشتہ میں ہم بھی راضی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں راضی ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے جلیبیب کی اس لڑکی سے شادی کر دی۔ بعد ازاں ایک دفعہ اہل مدینہ خوفزدہ ہوگئے، سیدنا جلیبیب اس کو دور کرنے کیلئے سوار ہوئے لیکن جب مسلمان وہاں پہنچے تو انھوں نے جلیبیب کو اس حال میں پایا کہ وہ قتل ہو چکے تھے اور ان کے ارد گرد کچھ مشرک بھی قتل ہوئے پڑے تھے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس عورت کو دیکھا کہ اس کا گھر مدینہ کے گھروں میں سے سب سے زیادہ بارونق تھا۔

(٦٨٥٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه عبد الرزاق: ١٠٣٣٣، والبزار: ٢٧٤١، وابن حبان: ٤٠٥٩ (انظر: ١٢٣٩٣)

فوائد:...... سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ خوبصورت نہیں تھے، اس لیے ان کے بارے میں یہ باتیں کی گئیں، لیکن جب اس انصاری خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کو ترجیح دی تو اس کی قسمت ہری ہو گئی۔

''مدینہ میں اس خاتون کا گھر سب سے زیادہ بارونق تھا'': اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت سارے لوگ اس خاتون کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام لے کر آئے، اس اعزاز کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جس جلیبیب کو پسند نہیں کرتے تھے، اس خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کا لحاظ کرتے ہوئے اس سے شادی کی تھی اور آپ ﷺ نے اس کے لیے برکت کی دعا بھی کی تھی۔

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَا هُوَ ذَا إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ، قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((قَتَلَ سَبْعَةً وَقَتَلُوهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ۔)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سَاعِدَيْهِ وَحُفِرَ لَهُ، مَا لَهُ سَرِيرٌ إِلَّا سَاعِدَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ غَسَّلَهُ۔...... صحابۂ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ جلیبیب یہ پڑا ہے، سات کافروں کے پہلو میں، یعنی اس نے اُن سات کو قتل کیا اور انھوں نے اس ایک کو قتل کیا، نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کی میت پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''اس نے سات کافروں کو قتل کیا اور انھوں نے اس ایک کو قتل کیا، پس یہ جلیبیب مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔'' دو یا تین بار ارشاد فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے بازوؤں پر رکھا اور اس کے لیے قبر کھودی گئی، اس صحابی کی میت کے لیے کوئی چارپائی نہیں تھی، ماسوائے رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کے، پھر آپ ﷺ نے اس کو قبر میں رکھ دیا، یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کو غسل دیا ہو۔ (صحیح مسلم: ۴۵۱۹)

(٦٨٥٨)۔ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ، مُطَوَّلًا، وَفِي آخِرِهِ قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقُ مِنْهَا، وَحَدَّثَ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ثَابِتًا، قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ مَا دَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا۔)) قَالَ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا۔

(مسند احمد: ٢٠٠٢٢)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مذکورہ بالا روایت کی طرح، البتہ اس کے آخر میں ہے: سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار میں سے خاوند کے بغیر کوئی ایسی خاتون نہیں تھی، جو اس سے زیادہ خرچ کرنے والی ہو۔ اسحق بن عبد اللہ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کو بیان کیا اور کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے ان کیلئے کیا دعاء فرمائی تھی، آپ ﷺ نے یہ دعا کی تھی: ''اے اللہ! اس پر بکثرت بھلائی ڈال دے اور اس کی زندگی کو محنت و مشقت والا نہ بنا۔'' انصاریوں میں خاوند کے بغیر کوئی ایسی خاتون نہیں تھی، جو اس سے زیادہ مشہور اور خیر و برکت والا ہو۔

(٦٨٥٨) اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه البغوى فى "شرح السنة": ٣٩٩٧ (انظر: ١٩٧٨٤)

فوائد:...... ''اَیِّم'' اس خاتون کو کہتے ہیں، جس کا فی الحال خاوند نہ ہو، وہ بیوہ ہو یا کنواری۔
یہ نبی کریم ﷺ کے فرمودات کا پاس ولحاظ رکھنے کے فیوض اور برکات ہیں۔

(٦٨٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ أَوْ حُذَيْفَةَ شَكَّ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِيْ ذَالِكَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِي فَلَقِيَنِي فَقَالَ: مَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ أَوْجَدَ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلَبِثْتُ لَيَالِي فَخَطَبَهَا إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاه، فَلَقِيَنِي أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا حِيْنَ عَرَضْتَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُهَا وَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَنَكَحْتُهَا۔ (مسند احمد: ٧٤)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بیوہ ہوگئی، یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور انھوں نے مدینہ میں وفات پائی تھی، میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان پر حفصہ کو پیش کیا اور میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں حفصہ سے تمہارا نکاح کر دیتا ہوں؟ انہوں نے کہا: میں اس بارے میں غور کروں گا، میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا، پھر وہ مجھے ملے اور کہا: میں ان دنوں شادی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا تم سے نکاح کر دیتا ہوں، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، اس وجہ سے ان پر مجھے عثمان سے بھی زیادہ افسوس ہوا، بہرحال میں چند دن ٹھہرا رہا، اتنے میں نبی کریم ﷺ کی جانب سے میری بیٹی کے نکاح کا پیغام آگیا اور میں نے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا، بعد میں جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے کہا: جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تو تم مجھ سے ناراض ہوئے ہو گے؟ میں نے کہا: جی بالکل، انھوں نے کہا: مجھے آپ کی پیشکش کا جواب دینے میں صرف ایک چیز رکاوٹ تھی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا، یہ ایک راز تھا اور میں نبی کریم ﷺ کا راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر آپ ﷺ یہ رشتہ نہ کرتے تو میں حفصہ سے نکاح کر لیتا۔

(٦٨٥٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٥١٢٩، ٤٠٠٥، ٥١٢٢ (انظر: ٧٤)

فوائد:...... کتنی بڑی بات ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عظیم سمجھ کر ان پر اپنی بیٹی پیش کی، لیکن ان کو کیا پتہ ہے کہ ان کی بیٹی ام المومنین بننے والی ہے، یہ سب شریعت کا پاس و لحاظ کرنے کی برکتیں ہیں۔ غور کریں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کس انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کی حفاظت کی، وہ کس قدر گہرائی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت کو سمجھتے تھے۔

(٦٨٦٠)۔ عَنْ ثَابِتٍ نِ الْبُنَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ، فَقَالَ أَنَسٌ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِيَّ حَاجَةٌ؟ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: مَا كَانَ أَقَلَّ حَيَاءَهَا، فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ، رَغِبَتْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا۔ (مسند احمد: ١٣٨٧١)

ثابت بنانی کہتے ہیں: میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی بھی موجود تھی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میرے ساتھ شادی کرنے کی رغبت رکھتے ہیں؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کہنے لگی کہ اس عورت میں کس قدر حیا کی کمی تھی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بیٹی! وہ تجھ سے بہتر تھی، کیونکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں رغبت کا اظہار کیا تھا اور اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا تھا۔

فوائد:...... سبحان اللہ! اس خاتون نے اپنی ذات کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم ہستی کا انتخاب کیا۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو لڑکی درکار ہو یا لڑکا، ہر ایک کی ترجیح دینداری ہونی چاہیے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى أَبْنَائِهَا وَلَمْ تَتَزَوَّجْ وَفَضْلِ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

بچوں کی پرورش کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرنے والی خاتون کی فضیلت اور قریشی عورتوں کی فضیلت کا بیان

(٦٨٦١)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (وَفِي لَفْظٍ: ((أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ۔)) وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى) امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ آمَتْ مِنْ

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور سیاہی مائل رخسار والی عورت روز قیامت جنت میں ان دو انگلیوں کی مانند قریب قریب ہوں گے، ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو جمع کر کے اشارہ کیا، وہ خاتون جو منصب اور جمال والی ہو، لیکن بیوہ ہو جانے کے بعد اپنے نفس کو اپنے یتیموں کی خاطر پابند کیے

(٦٨٦٠) تخریج: أخرجه البخاری: ٥١٢٠، ٦١١٢٣ (انظر: ١٣٨٣٥)

(٦٨٦١) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابوداود: ٥١٤٩ (انظر: ٢٤٠٠٦)

زَوْجِهَا حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى اَيْتَامِهَا حَتّٰى بَانُوْا أَوْمَاتُوْا۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٠٧)

رکھے، یہاں تک کہ وہ اس سے الگ ہو کر (اپنے پاؤں پر کھڑے) ہو جائیں یا فوت ہو جائیں۔

فوائد:...... سیاہی مائل رخساروں سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے زیب و زینت اور خوشحالی و آسودہ حالی کو چھوڑ دیا اور اپنے یتیم بچوں کی خدمت میں مشقتیں برداشت کرتی رہی، جس کی وجہ سے اس کی شکل وصورت تبدیل ہو گئی۔

دراصل اس حدیث میں یتیم بچوں کی کفالت کرنے والوں کی عظمت بیان کی جا رہی ہے۔

(٦٨٦٢)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِي عِيَالٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ۔)) قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا۔ (مسند احمد: ٧٦٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام ہانی بنت ابی طالب کو منگنی کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عمر بڑی ہے اور میرے بال بچے بھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں، وہ قریش کی عورتیں ہیں، وہ اپنے چھوٹے بچوں پر بے حد شفقت کرتی ہیں اور خاوند کی ملکیت کی بے حد حفاظت کرتی ہیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئی تھیں۔

فوائد:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی بات کر کے یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں کہ قریشی خواتین سیدہ مریم سے افضل نہیں ہیں۔

دراصل قریشی خواتین کو ان کی صفات کی وجہ سے باقی عرب عورتوں پر فضیلت دی جا رہی ہے۔

(٦٨٦٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهَا: سَوْدَةُ وَكَانَتْ مُصْبِيَةً، كَانَ لَهَا خَمْسَةُ صِبْيَةٍ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ بَعْلٍ لَهَا مَاتَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَمْنَعُكِ مِنِّي؟)) قَالَتْ: وَاللّٰهِ! يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا يَمْنَعُنِي مِنْكَ إِلَّا أَنْ لَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کی سودہ نامی ایک خاتون کو منگنی کا پیغام بھیجا، وہ صاحب اولاد تھی، اس کے فوت ہونے والے خاوند سے اس کے پانچ یا چھ بچے تھے، اس لیے اس نے انکار کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ شادی کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی!

(٦٨٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٦٥، ومسلم: ٢٥٢٧ (انظر: ٧٦٥٠)

(٦٨٦٣) تخريج: حسن لغيره دون ذكر اسم المرأة التي خطبها النبي ﷺ وشهر بن حوشب على ضعف فيه حديثه حسن في الشواهد، أخرجه ابويعلى: ٢٦٨٦، والطبراني: ١٣٠١٤ (انظر: ٢٩٢٣)

تَكُوْنَ اَحَبَّ الْبَرِيَّةِ اِلَيَّ، وَلٰكِنِّي أُكْرِمُكَ اَنْ يَضْغُوَ هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَةُ عِنْدَ رَأْسِكَ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، قَالَ: ((فَهَلْ مَنَعَكِ مِنِّي شَيْءٌ غَيْرُ ذٰلِكِ؟)) قَالَتْ: لَا، وَاللّٰهِ! قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرْحَمُكِ اللّٰهُ، اِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ اَعْجَازَ الْإِبِلِ، صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرٍ وَأَرْعَاهُ عَلٰى بَعْلٍ بِذَاتِ يَدٍ.)) (مسند احمد: ٢٩٢٣)

کوئی رکاوٹ نہیں ہے، آپ مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن میں آپ کو اس سے برتر اور اعلی سمجھتی ہوں کہ صبح و شام یہ بچے آپ کے سرہانے رونا دھونا کرتے رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، بہترین وہ عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، قریش کی صالح عورتیں ہیں، جو چھوٹے بچوں سے انتہائی شفقت کرتی ہیں اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ بچوں کے حق میں شفیق ہونا اور خاوند کے مال کی حفاظت کرنا خاتون کی بڑی صفات میں سے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ سودہ نامی خاتون، ام ہانی ہی ہو، جس کا ذکر پچھلی حدیث میں ہوا ہے، شاید اس کا لقب سودہ ہو، کیونکہ مشہور بات یہ ہے کہ اس کا نام فاختہ تھا، لیکن اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی اور خاتون ہو۔

بہرحال یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ وہ سودہ نہیں ہے، جو آپ ﷺ کی بیوی تھیں، وہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں اور آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان سے شادی کی تھی، جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو وہ زندہ تھیں۔

(٦٨٦٤)۔ عَنْ كَرِيْمِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى بِنْتِ جَابِرٍ اَنَّ زَوْجَهَا اسْتُشْهِدَ فَاَتَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ: اِنِّي امْرَأَةٌ قَدْ خَطَبَنِي الرِّجَالُ فَأَبَيْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ حَتّٰى اَلْقَاهُ فَتَرْجُوْ لِيْ اَنِ اجْتَمَعْتُ اَنَا وَهُوَ أَنْ أَكُوْنَ مِنْ أَزْوَاجِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَارَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ هٰذَا مُذْ قَاعَدْنَاكَ، قَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

سیدنا سلمی بنت جابر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرا خاوند شہید ہو گیا، میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: میرے پاس آدمیوں کے منگنیوں کے پیغام آرہے ہیں، جبکہ میں نے شادی سے انکار کر دیا ہے، میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے خاوند سے اسی حال میں ملوں، کیا آپ امید دلاتے ہیں کہ اگر میں اور میرا خاوند جمع ہو گئے تو میں اس کی بیویوں میں سے ہوں گی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ سن کر ایک بندے نے ان سے کہا: جب سے ہم آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں، ہم نے

(٦٨٦٤) تخریج: اسناده ضعیف، کریم بن ابی حازم لم یرو عنه غیر ابان بن عبد الله، ولم یوثقه غیر ابن حبان، أخرجه ابویعلی: ٥٣٢٨ (انظر: ٣٨٢٢)

((اِنَّ أَسْرَعَ أُمَّتِیْ بِیْ لُحُوْقًا فِی الْجَنَّةِ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْمَسَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۲۲)

آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایسے کیا ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میری امت میں سے جو خاتون سب سے جلدی مجھے جنت میں ملے گی، وہ احمس سے ہوگی۔''

فوائد:...... قریش، کنانہ، جدیلہ اور دورِ جاہلیت میں ان کے پیروکاروں کا لقب احمس تھا، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کے معاملے میں پکے تھے یا یہ ہے کہ وہ ''حمساء'' میں پناہ لیتے تھے، حمساء سے مراد کعبہ ہے۔ اس حدیث میں اس خاتون کا تعیین کے ساتھ ذکر نہیں ہے، تو پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سیدہ سلمی رضی اللہ عنہا کو اس کا مصداق کیسے ٹھہرایا؟
اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ سلمی رضی اللہ عنہا قریشی تھیں اور انھوں نے اپنے خاوند کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے آپ کو اس وجہ سے مزید نکاح کرنے سے روکا ہوا تھا کہ وہ اپنے اُسی خاوند کے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہیں، جبکہ شہداء جنت میں ہوتے ہیں، اس لیے انھوں نے اس یہ استدلال کشید کر لیا، یا ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو بتلایا ہو۔

بَابُ النَّهْيِ اَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَمَا جَاءَ فِي التَّعْرِيْضِ بِالْخِطْبَةِ فِي الْعِدَّةِ
منگنی پہ منگنی کا پیغام دینے سے ممانعت اور عدت میں اشارے کنائے سے منگنی کی بات کرنے کا بیان

(٦٨٦٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَدَعَهَا الَّذِيْ خَطَبَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ۔ (مسند احمد: ٦٠٣٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے، الا یہ کہ پہلے منگنی کا پیغام بھیجنے والا اس خاتون کو چھوڑ دے یا دوسرے کو بھی اجازت دے دے۔''

فوائد:...... جب کسی خاتون کا ایک مرد کی طرف میلان ہو جائے اور وہ دونوں شادی کے لیے راضی ہوں، بس صرف نکاح باقی ہو، تو کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ زیادہ حق مہر کی پیش کش کر کے یا اپنے سرمائے یا حسن کا اظہار کر کے اس عورت کو اپنی طرف مائل کر لے۔

(٦٨٦٦)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِیءٍ مُسْلِمٍ يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ، وَلَا يَبِيْعُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٦١)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، اسی طرح کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، الا یہ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔''

(٦٨٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٤٢ (انظر: ٦٠٣٦)
(٦٨٦٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٤ (انظر: ١٧٣٢٩)

(٦٨٦٧)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ أَخِیْهِ، وَلَا یَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِ أَخِیْهِ، وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰی خَالَتِهَا، وَلَا تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفِیَ ءَ مَا فِیْ صَحْفَتِهَا وَلْتَنْكِحْ، فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا۔)) (مسند احمد: ١٠٦١٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے، اور نہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے، کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے، کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کہ وہ اس کے پیالے کی چیز کو انڈیل دے، اس کو چاہیے کہ وہ بھی نکاح کر لے، بے شک اسے وہ مل کر رہے گا، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھا ہو گا۔''

(٦٨٦٨)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ یَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ اَوْ یَبْتَاعَ عَلٰی بَیْعِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٣٧٦)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے یا اس کے سودے پر سودا کرے۔''

(٦٨٦٩)۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا فَأَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ۔ (مسند احمد: ٢٧٨٨٨)

سیدنا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے میرے خاوند نے تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر عدت گزاروں۔

فوائد:...... یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوعمرو بن حفص کی زوجیت میں تھیں۔ دو طلاقیں وہ پہلے دے چکے تھے۔ پھر اس نے تیسری آخری طلاق بھی دے دی۔

(٦٨٧٠)۔ عَنْ سُفْیَانَ سَمِعَهُ مِنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِی الْجَهْمِ، سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَیْسٍ قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اَحْلَلْتِ فَآذِنِیْنِیْ۔)) فَآذَنْتُهُ فَخَطَبَهَا مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَأَبُو الْجَهْمِ وَأُسَامَةُ بْنُ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تو عدت سے فارغ ہو جائے تو مجھے بتانا۔'' پس میں نے آپ ﷺ کو اطلاع دی اور بتلایا کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان، سیدنا ابوجہم اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے منگنی کے پیغامات بھیجے ہیں نبی

(٦٨٦٧) تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٠٨ (انظر: ١٠٦٠٥)

(٦٨٦٨) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه الطیالسی: ٩١٢، والبزار: ١٤٢٠، والطبرانی فی ''الكبیر'': ٩٨٩٨ (انظر: ٢٠١١٥)

(٦٨٦٩) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الدارمی: ٢٢٧٥، والطبرانی: ٢٤/ ٩٣٥ (انظر: ٢٧٣٤٥)

(٦٨٧٠) تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٨٠ (انظر: ٢٧٣٢٤)

زَيْدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ أُسَامَةَ۔))، قَالَ: فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا أُسَامَةُ تَقُوْلُ لَمْ تُرِدْهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِهِ خَيْرٌ لَكِ۔)) فَتَزَوَّجَتْهُ فَاغْتَبَطَتْهُ۔ (مسند احمد: ٢٧٨٦٧)

کریم ﷺ نے فرمایا: ''معاویہ تو فقیر آدمی ہے، اس کے پاس مال نہیں ہے اور ابو جہم عورتوں کو بہت مارنے والا آدمی ہے، البتہ اسامہ، وہ ٹھیک ہے۔'' میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسامہ نہیں، میں اس کو نہیں چاہتی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تیرے لیے بہتر ہے۔'' پس میں نے اسامہ سے شادی کر لی اور مجھ پر رشک کیا گیا۔

فوائد:...... آپ ﷺ کے الفاظ ''جب تو عدت سے فارغ ہو جائے تو مجھے بتانا۔'' یہ دراصل منگنی کی طرف اشارہ تھا، بعد میں پتہ چلا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ فاطمہ بنت قیس، اسامہ سے شادی کر لے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ﴾ .... ''تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃً کنایۃً ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو، یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٣٥)

یہ بیوہ یا تین طلاق والی عورت کی بابت کہا جا رہا ہے کہ ان کی عدت کے دوران ان کو اشارے کنایے سے پیغام دیا جا سکتا ہے، لیکن یہ منع ہے کہ عدت کے دوران ان سے خفیہ وعدہ لے لیا جائے یا عقدِ نکاح پختہ کر لیا جائے۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی گئی ہو اسے عدت کے اندر پیغام نکاح نہیں دیا جا سکتا اور نہ کنایۃً اس سے بات ہو سکتی ہے۔ ہاں اس کا خاوند رجوع نہ کرے اور عدت گزر جائے تو اس کے ساتھ نکاح کے لیے کوشش کی جا سکتی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ النَّظَرِ إِلَى الْمَخْطُوْبَةِ
منگیتر کو دیکھنے کے جواز کا بیان

(٦٨٧١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ مِنْهَا مَا يَدْعُوْهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ۔)) قَالَ: فَخَطَبْتُ جَارِيَةً مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ، فَكُنْتُ أَخْتَبِئُ لَهَا تَحْتَ الْكَرَبِ حَتّٰى رَأَيْتُ مِنْهَا بَعْضَ مَا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت کو منگنی کا پیغام دے تو اگر اس کو طاقت ہو تو وہ اس سے اس چیز کو دیکھ لے، جس کی وجہ سے وہ شادی کر رہا ہے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بنو سلمہ کی ایک لڑکی کو منگنی کا پیغام بھیجا تھا اور میں اسے دیکھنے کے لئے کھجور کے پتوں کے پیچھے چھپا رہتا تھا، یہاں

(٦٨٧١) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ٢٠٨٢ (انظر: ١٤٥٨٦)

دَعَانِیْ اِلٰی نِکَاحِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا۔ (مسند احمد: ١٤٦٤٠)

تک کہ میں نے اس کی وہ چیز دیکھ لی، جو اس کے ساتھ نکاح کا سبب بنی تھی، پھر میں نے اس سے شادی کر لی تھی۔

(٦٨٧٢)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ قَالَ: رَاَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ یُطَارِدُ امْرَاَةً بِبَصَرِهِ (زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ: یُرِیْدُ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهَا) فَقُلْتُ: تَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاَنْتَ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَقَالَ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا اَلْقَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ قَلْبِ امْرِیءٍ خِطْبَةً لِاِمْرَاَةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ یَنْظُرَ اِلَیْهَا۔)) (مسند احمد: ١٦١٢٤).

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ بصرہ میں ایک خاتون کو دیکھنے کے لیے اس کے تعاقب میں رہتے تھے، پس میں نے ان سے کہا: تم اس خاتون کو دیکھتے ہو، جبکہ تم محمد ﷺ کے صحابہ میں سے ہو، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب اللہ تعالی کسی کے دل میں کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجنے کا خیال ڈال دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اس کو دیکھ لے۔''

(٦٨٧٣)۔ (وعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ: رَاَیْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ یُطَارِدُ بُثَیْنَةَ ابْنَةَ الضَّحَّاكِ اُخْتَ اَبِیْ جَبِیْرَةَ الضَّحَّاكِ وَهِیَ عَلٰی اِجَّارٍ لَهُمْ، فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ۔ (مسند احمد: ١٨١٣٩)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ابو جبیرہ کی بہن بثینہ بنت ضحاک کو دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے، جبکہ وہ ان کی اس چھت پر تھی، جس پر کوئی آڑ نہیں تھی، ......الحدیث۔

(٦٨٧٤)۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیِّ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَاَةً اَخْطُبُهَا، فَقَالَ: ((اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ یُؤْدَمَ بَیْنَكُمَا۔))، قَالَ: فَاَتَیْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰی اَبَوَیْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ، قَالَ: فَسَمِعَتْ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ایک عورت کا ذکر کیا کہ میں اس کو منگنی کا پیغام بھیجنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ، پہلے اسے دیکھ کر آؤ، پس زیادہ لائق ہوگا کہ یہ چیز تمہارے درمیان محبت اور اتفاق کا باعث ہو۔'' میں اس انصاری خاتون کے پاس گیا اور اس کے والدین کو منگنی کا پیغام دیا اور انہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی سنا دیا۔ ایسے لگا کہ وہ

(٦٨٧٢) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة حال محمد بن سلیمان، وحجاج بن ارطاة مدلس، وقد عنعنه، أخرجه ابن ماجه: ١٨٦٤ (انظر: ١٦٠٢٨)

(٦٨٧٣) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٨٧٤) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه الترمذی: ١٠٨٧، وابن ماجه: ١٨٦٥ (انظر: ١٨١٣٧)

ذَالِكَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَإِلَّا فَإِنِّيْ أَنْشُدُكَ، كَأَنَّهَا اَعْظَمَتْ ذَالِكَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا فَذُكِرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا۔(مسند احمد: ۱۸۳۱۷)

اس چیز کو پسند نہیں کر رہے کہ میں اس کو دیکھو، لیکن اس عورت نے پسِ پردہ آواز سن لی اور اس نے کہا: اگر نبی کریم ﷺ نے تجھے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے، وگرنہ میں تجھے قسم دیتی ہوں، گویا کہ اس نے اس چیز کو بہت بڑا سمجھا، پس میں نے اس کو دیکھا اور اس سے شادی کر لی، پس اس میاں بیوی کی موافقت کی باتیں کی گئیں۔

(۶۸۷۵)۔ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا إِذَا كَانَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا لِخِطْبَتِهِ وَإِنْ كَانَتْ لَا تَعْلَمُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۰۰۰)

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ وہ صرف منگنی کی وجہ سے دیکھ رہا ہو، اگرچہ اس عورت کو اس کا علم نہ ہو۔''

(۶۸۷۶)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَجُلٌ امْرَأَةً، فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: ((انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِيْ أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ۷۹۶۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کو منگنی کا پیغام بھیجا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو اس عورت دیکھ لے، کیونکہ عموماً انصار کی آنکھوں میں کوئی نقص ہوتا ہے۔''

فوائد:...... نقص سے مراد کوئی ایسا عیب ہے، جس کی وجہ سے انسان طبعی طور پر متنفر ہو سکتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ مرد ایسی خاتون کو دیکھ لے، تاکہ اس کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کا موقع مل سکے۔

نکاح ایک اہم ضرورت ہے، نیز ساری زندگی کا ساتھ ہے، اس لیے کسی ممکنہ بدمزگی سے بچنے کے لیے مناسب ہے کہ پہلے اسے دیکھ لیا جائے، اس مقصد کے لیے کوئی حیلہ بہانہ استعمال کیا جا سکتا ہے، یا پھر گھریلو عورتوں کے ذریعے دیکھنے دکھانے اور دیگر ضروری معلومات حاصل کر کے اندازہ کر لیا جائے۔

میاں بیوی کے مابین اچھے تعلقات، بہترین معاشرے اور خاندان کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، جہاں شریعت نے مردوں کے لیے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا حرام قرار دیا ہے، وہاں کسی بڑے مقصد کے حصول کے لیے جواز کی گنجائش بھی پیدا کر دی ہے، اس سلسلے میں دونوں اطراف سے والدین کو دور رسی اور دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے لڑکی

(۶۸۷۵) تخریج: اسناده صحيح، أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ۳/ ۱۴، والطبراني في "الاوسط": ۹۱۵ (انظر: ۲۳۶۰۴)

(۶۸۷۶) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۴ (انظر: ۷۹۷۹)

اور لڑکے کی ملاقات اور ان کی رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

پاکستان کے حالات کے مطابق لڑکے کا لڑکی کو پسند نہ کرنا بچی کے لیے کسی قیامت صغری سے کم نہیں ہوتا، ایسے حالات میں منگیتر کو بچی دیکھنے کا موقع دیا جائے، اگرچہ بچی کے والدین اور بھائی وغیرہ باخبر نہ ہوں، تاکہ کسی کی حوصلہ شکنی کیے بغیر شریعت کی رخصت پر عمل ہو جائے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور چھپ کر اس کو دیکھ لیا۔ اس سلسلے میں بچی کی سہیلیاں اور دور کی رشتہ دار عورتیں اچھا کردار ادا کر سکتی ہیں، بشرطیکہ وہ خیر خواہ اور راز دار ہوں، اگر متعلقہ بچی کو بھی آگاہ نہ کیا جائے تو بہتر ہوگا تاکہ پسند نہ آنے کی صورت میں اس کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔

بَابُ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَمَا جَاءَ فِيْ زَوَاجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ

ولی کے بغیر نکاح کے منعقد نہ ہونے اور غلام کا آقا کی اجازت کے بغیر شادی کرنے کا بیان

(٦٨٧٧)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نَكَحَتِ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ أَمْرِ مَوْلَاهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ أَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ۔)) قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: فَلَقِيْتُ الزُّهْرِيَّ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ قَالَ: وَكَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى وَكَانَ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ أَبِيْ: السُّلْطَانُ الْقَاضِيْ لِأَنَّ إِلَيْهِ أَمْرَ الْفُرُوْجِ وَالْأَحْكَامِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٠٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو اس کا نکاح باطل ہوگا، اس کا نکاح باطل ہوگا، اس کا نکاح باطل ہو گا، اگر اس آدمی نے اس عورت سے جماع کر لیا، تو اس کو اس جماع کی وجہ سے اسے مہر دینا ہوگا، اگر وہ اختلاف میں پڑ جائیں تو جس کا کوئی ولی نہیں ہوگا، سلطان اس کا ولی ہو گا۔'' ابن جریج کہتے ہیں: میں امام زہری سے ملا اور اس حدیث کے بارے میں پوچھا، لیکن وہ اس حدیث کو نہ پہچان سکے، انھوں نے کہا: اور سلیمان بن موسی، پھر انھوں نے اس کی تعریف کی، عبد اللہ کہتے ہیں: میرے باپ امام احمد نے کہا: سلطان سے مراد قاضی ہے، کیونکہ عصمتوں سے متعلقہ معاملات اور احکام قاضی کی عدالت میں ہی پیش کیے جاتے ہیں۔

فوائد: ...... جمہور اہل علم کے نزدیک عورت کے ولی سے مراد اس کے زیادہ قریبی عصبہ رشتہ دار ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ اور امام مالک کی رائے یہ ہے کہ ذوی الارحام (ماموں اور نانا وغیرہ) بھی اولیاء میں شامل ہیں۔

(٦٨٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٦٨٧٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١١٠٢، وابن ماجه: ١٨٧٩ (انظر: ٢٤٢٠٥)

(٦٨٧٨) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ١٨٨٠ (انظر: ٢٢٦٠)

قَالَ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۲٦۰)

نے فرمایا: ''ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہے اور جس کا کوئی ولی نہ ہو، سلطان اس کا ولی ہوگا۔''

فوائد:...... امام حاکم نے ''لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ'' والی روایات ذکر کرنے کے بعد کہا: و فی الباب عن علی بن أبی طالب و عبد الله بن عباس و معاذ بن جبل و عبد الله بن عمر و أبی ذر الغفاری و المقداد بن الأسود و عبد الله بن مسعود و جابر بن عبد الله و أبی هريرة و عمران بن حصين و عبد الله بن عمرو و المسور بن مخرمة و أنس بن مالك رضی الله عنهم و أكثرها صحيحة و قد صحت الروايات فيه عن أزواج النبی صلى الله عليه و سلم عائشة و أم سلمة و زينب بنت جحش رضى الله عنهم أجمعين۔ ......اس باب میں سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ذر غفاری، سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عمران بن حصین، سیدنا عبداللہ بن عمرو، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں، ان میں سے زیادہ تر صحیح ہیں، اور نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے احادیث مروی ہیں۔ (مستدرک: ۲/ ۱۸۸)

(٦٨٧٩)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷٤۷)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نکاح نہیں ہے، مگر ولی کے ساتھ۔''

(٦٨٨٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَجَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى الْعَبَّاسِ فَزَوَّجَهَا النَّبِيَّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲٤٤۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو منگنی کا پیغام بھیجا، انہوں نے اپنے نکاح کا معاملہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا۔

(٦٨٨١)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْكَحَ الْوَلِيَّانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَإِذَا بَاعَ مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک عورت کا نکاح دو ولی کر دیں تو پہلے ولی کا نکاح معتبر ہوگا، اسی طرح جب کوئی آدمی ایک چیز دو آدمیوں کو

(٦٨٧٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذى: ۱۱۰۱ (انظر: ۱۹۵۱۸)
(٦٨٨٠) تخريج: حسن، أخرجه ابويعلى: ۲٤۸۱، والطبرانى: ۱۲۰۹۳ (انظر: ۲٤٤۱)
(٦٨٨١) تخريج: اسناده ضعيف، وفيه عنعنة الحسن البصرى، وقد قال ابن المدينى: لم يسمع الحسن من عقبة بن عامر شيئا، أخرجه الترمذى: ۱۱۱۰، وابن ماجه: ۲۱۹۰ (انظر: ۱۷۳٤۹)

مِـنْهُمَا)) قَالَ اَبِیْ: وَقَالَ یُوْنُسُ: ((وَاِذَا بَاعَ الـرَّجُـلُ بَیْعًا مِنْ رَجُلَیْنِ)) (مسند احمد: ۱۷٤۸۲)

فروخت کر دے، تو وہ پہلے کی ہو گی۔'' یونس راوی کے الفاظ یہ ہیں: جب آدمی دو بندوں سے بیع کر دے۔

(٦٨٨٢)۔ عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَیُّمَا عَبْدٍ تَـزَوَّجَ بِغَیْرِ إِذْنِ مَوَالِیْهِ أَوْ أَهْلِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ۔ (مسند احمد: ١٤٢٦١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو غلام بھی اپنے مالک یا گھر والوں کی اجازت کے بغیر شادی کرے گا، وہ زانی ہوگا۔

فوائد:...... نکاح کے لیے ولی کا ہونا شرط ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا کئی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

البتہ امام ابو حنیفہ نے ولی کی اجازت کو ضروری نہیں قرار دیا، لیکن یہ رائے اس باب کی احادیث کی روشنی میں درست نہیں ہے اور اس رائے کے حق میں کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

واضح رہے کہ ولی سے مراد عصبہ رشتہ دار ہیں، جن میں سب سے پہلے باپ ہے، باپ کی غیر موجودگی میں دادا، پھر بھائی اور پھر چچا ہے، اگر کسی عورت کے دو یا زائد ولی ہوں اور نکاح کے موقع پر اختلاف واقع ہو جائے تو قریبی ولی کو ترجیح ہوگی، اور اگر دونوں ولی برابر حیثیت کے ہوں تو اختلاف کی صورت میں حاکم ولی ہوگا۔

قرآن اور حدیث دونوں میں کنواری عورت کی طرح بیوہ یا مطلقہ عورت بھی اپنے اولیاء کے ماتحت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۲) ......''اگر وہ عورتیں اپنے (پہلی اور دوسری طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد اپنے سابقہ خاوندوں سے) نکاح کرنا چاہیں تو تم انھیں مت روکو۔''

اس آیت میں مطلقہ عورتوں، جن کی عدت گزر چکی ہو، کے اولیاء کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو اولیاء کو چاہیے کہ وہ نکاح کر دیا کریں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی عورت کو اولیاء روک بھی سکتے ہے۔ نیز صحیح بخاری کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک بھائی نے اپنی مطلقہ بہن کا سابقہ خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے دوبارہ نکاح کروا دیا۔ امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ''بَـاب مَـنْ قَـالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِیٍّ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِیهِ الثَّیِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ: ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِینَ حَتّٰى یُؤْمِنُوا﴾ وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَیَامٰى مِنْكُمْ﴾ امام اس باب میں یہ تین آیات بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ولی کو بچی کے نکاح میں اختیار حاصل ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ ان کو یہ حکم دے رہا ہے۔''

(٦٨٨٢) تـخـریـج: اسـنـاده ضـعـیف، عبد الله بن محمد بن عقیل تفرد به عن جابر، ومثله لا یقبل عند التفرد، أخرجه ابو داود: ۲۰۷۸ (انظر: ۱٤۲۱۲)

ولی کی شرط کے بارے میں دو آیات اوران کی وضاحت:

ارشادِ باری تعالی ہے:﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ﴾ .... ''اور مشرکین کو اپنی بچیوں کا نکاح کر کے نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور البتہ غلام مؤمن مشرک سے بہتر ہے، اگر چہ وہ اچھا لگے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۱)

امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: فی ھذہ الآیۃ دلیل بالنص علی ان لا نکاح الا بولی۔ ...... یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں (تبھی تو اولیاء کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی بچیوں کا مشرک سے نکاح نہ کریں)۔ (تفسیر قرطبی: ۳/ ۴۹)

اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ .... ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے پہلے والے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو، جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۲)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی سے کیا، لیکن اس نے اس کو طلاق دے دی، یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہوگئی، جب عدت گزر گئی تو اسی صحابی نے دوبارہ پیغامِ نکاح بھیجا، لیکن بھائی آڑے آ گیا اور اس نے اپنی بہن کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجر نے کہا: "وھی أصرح دلیل علی اعتبار الولی وإلا لما کان لعضله معنی ولأنها لو کان لها أن تزوج نفسها لم تحتج إلی أخیها ومن کان أمره إلیه لا یقال أن غیره منعه منه۔"
...... یہ آیت ولی کے معتبر ہونے پر سب سے زیادہ واضح دلیل ہے اور اگر ولی کا اعتبار نہ ہوتا تو اس کو روکنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا، اگر سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کی بہن کے لیے اپنا نکاح خود کرنا جائز ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور اختیار جس کے ہاتھ میں ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے غیر نے اس کو روک دیا ہے۔'' (فتح الباری: ۹/ ۹۴)

لڑکیوں کا گھروں سے فرار ہو کر اور عدالت میں جا کر اپنے عاشقوں سے شادی عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے اور چھپی یاری کی حوصلہ افزائی ہے، اس سے نہ صرف والدین کی ذلت و رسوائی لازم آتی ہے، بلکہ معاشرے کی ساری فضا متاثر ہوتی ہے، جبکہ یہ نکاح فاسد ہوتا ہے۔

ولی کی اجازت کے ساتھ ساتھ درج ذیل احادیثِ مبارکہ میں اسلام کا انتہائی معتدل اور عدیم النظیر قانون پیش کیا گیا ہے، سلسلۂ نکاح میں جہاں اولیاء کی رضامندی ضروری ہے، وہاں لڑکی کو کسی صورت میں بے اختیار نہیں سمجھا جا سکتا ہے، بلکہ رفیقِ حیات کے انتخاب میں اس کی پسند یا عدم پسند کا مکمل لحاظ رکھا جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِجْبَارِ الْبِكْرِ وَاسْتِئْمَارِ الثَّيِّبِ

کنواری کو نکاح پر مجبور کرنے اور بیوہ سے مشورہ طلب کرنے کا بیان

(٦٨٨٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ، وَالْيَتِيْمَةُ تُسْتَأْمَرُ فَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا۔)) (مسند احمد: ٣٠٨٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کی شادی کے معاملے میں ولی کو اختیار نہیں ہے اور کنواری بچی سے اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہوگا۔''

فوائد:...... کنواری بچی کی طرح بیوہ خاتون کے نکاح کے لیے بھی ولی کی اجازت ضروری ہے، اس حدیث کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ ولی کو بیوہ خاتون کے اختیار اور رائے کا بھی خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ اب وہ شادی والی زندگی گزار چکی ہے اور اس کو لوگوں اور ماحول کا اندازہ ہو چکا ہے۔

(٦٨٨٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِيْ نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔)) (مسند احمد: ١٨٨٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنے ولی کی بہ نسبت اپنی ذات کا زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری بچی سے اس کے نفس کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی جائے گی اور اس کی اجازت خاموشی ہوگی۔''

فوائد:...... اس حدیث میں لفظ ''احق'' میں مشارکت پائی جاتی ہے، یعنی نکاح میں شوہر دیدہ کا حق بھی ہے اور ولی کا بھی اور عورت کے حق کی زیادہ اہمیت ہے، بہر حال دونوں کا متفق ہونا ضروری ہے۔

نیز درج ذیل حدیث سے ''احق بنفسھا'' کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

سیدنا عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ۔)) فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا۔)) (صحیحہ: ١٤٥٩)...... ''عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔''

(٦٨٨٥)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) يَبْلُغُ بِهِ

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنے ولی کی بہ

(٦٨٨٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢١٠٠، والنسائي: ٦/ ٨٥ (انظر: ٣٠٨٧)

(٦٨٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢١ (انظر: ١٨٨٨)

(٦٨٨٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

النَّبِیَّ ﷺ: ((اَلثَّیِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔)) (مسند احمد: ۱۸۹۷)

نسبت اپنی ذات کا زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری کا باپ اس سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت لے گا اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہوگی۔''

فوائد:...... حدیث کے پہلے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ بیوہ کا بھی حق ہے اور اس کے ولی کا بھی حق ہے، ولی کا حق یہ ہے کہ اس کے واسطے کے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور بیوہ کا حق یہ ہے کہ جب وہ کسی شخص کو بطورِ خاوند قبول نہ کرے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے، کیونکہ اب اس معاملے میں بیوہ کا حق زیادہ ہے۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ ولی نے ایسی خاتون کی کسی مرد سے شادی کرنا چاہی، لیکن وہ رضامند نہ ہوئی تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا اور ولی اپنا ارادہ ترک کر دے، لیکن جب ایسی خاتون کسی مرد سے شادی کرنے پر رضامند ہو جائے گی اور ولی رضامند نہیں ہوگا تو ولی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ رضامندی کا اظہار کرے اور اس کی شادی کر دے۔

(۶۸۸۶)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَالثَّيِّبُ تُشَاوَرُ۔))، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ، قَالَ: ((سُكُوْتُهَا رَضَاهَا۔)) (مسند احمد: ۷۳۹۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کنواری سے اجازت طلب کی جائے گی اور بیوہ سے مشورہ کیا جائے گا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری تو شرماتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی اس کی رضا ہے۔''

فوائد:...... بیوہ کا اصل حق یہ ہے کہ اس کی شادی کے بارے میں اس سے مشورہ کیا جائے اور اس کی رائے کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

(۶۸۸۷)۔ (وعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلثَّيِّبُ تُسْتَأْمَرُ فِيْ نَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ۔))، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ۔)) (مسند احمد: ۹۴۸۷)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ سے اس کے بارے میں مشورہ لیا جائے اور کنواری سے اجازت طلب کی جائے گی۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا خاموش رہنا۔''

(۶۸۸۸)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ نِ الْكِنْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَشِيْرُوْا

سیدنا عدی بن عدی کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں ان سے

(۶۸۸۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۶۹۷۰، ومسلم: ۱۴۱۹ (انظر: ۷۴۰۴)

(۶۸۸۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۸۸) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۷۲ (انظر: ۱۷۷۲۴)

عَلَى النِّسَاءِ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ۔))، فَقَالُوْا: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا وَالْبِكْرُ رَضَاهَا صَمْتُهَا۔)) (مسند احمد: ١٧٨٧٦)

مشورہ طلب کیا کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری تو شرما جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ بول کر اپنے نفس کے بارے میں وضاحت کرے گی اور کنواری کی رضامندی خاموشی ہوگی۔''

(٦٨٨٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَأْمِرُوْا النِّسَاءَ فِيْ إِبْضَاعِهِنَّ۔)) قِيْلَ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ أَنْ تَكَلَّمَ، قَالَ: ((سُكُوْتُهَا إِذْنُهَا۔)) (مسند احمد: ٢٦١٩١)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے ان کے وجود کی شادی میں مشورہ کیا کرو۔'' کسی نے کہا: کنواری بچی تو بات کرنے سے ہی شرماتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی خاموشی اس کی اجازت ہوگی۔''

(٦٨٩٠)۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عُتْبَةَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ جَلَسَ إِلٰى خِدْرِهَا فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةَ يُسَمِّيهَا وَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي يَذْكُرُهَا فَإِنْ هِيَ سَكَتَتْ زَوَّجَهَا وَإِنْ كَرِهَتْ نَقَرَتْ السِّتْرَ فَإِذَا نَقَرَتْهُ لَمْ يُزَوِّجْهَا۔ (مسند احمد: ٢٤٩٩٩)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے تو گھر کے کونے میں اس کے پاس لٹکے ہوئے پردے کے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے: ''فلاں آدمی فلاں خاتون کا ذکر کر رہا تھا۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ اس مرد اور اس بیٹی کا نام ذکر کرتے، اگر وہ خاموش رہتی تو آپ ﷺ اس کا نکاح کر دیتے اور اگر وہ ناپسند کرتی تو اپنا ہاتھ پردے پر مارتی، پس اگر وہ اپنا ہاتھ پردے پر ماردیتی تو آپ ﷺ اس کا نکاح نہ کرتے۔

(٦٨٩١)۔ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جَارِيَةٍ يُنْكِحُهَا أَهْلُهَا أَتُسْتَأْمَرُ أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُسْتَأْمَرُ))،

مولائے عائشہ ذکوان سے مروی ہے، سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ایک لڑکی کے گھر والے اس کا نکاح کرتے ہیں، کیا اس لڑکی سے مشورہ کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بالکل مشورہ طلب کیا

(٦٨٨٩) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٩٤٦، ٦٩٧١، ومسلم: ١٤٢٠ (انظر: ٢٥٦٧٢)
(٦٨٩٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ايوب بن عتبة اليمامی، أخرجه البيهقی: ٧/ ١٢٣، وعبد الرزاق: ١٠٢٧٧، وابويعلی: ٣٨٨٣ (انظر: ٢٤٤٩٤)
(٦٨٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٠ (انظر: ٢٥٣٢٤)

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهُ: فَإِنَّهَا تَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَذَالِكَ إِذْنُهَا إِذَا هِيَ سَكَتَتْ)) (مسند احمد: ٢٥٨٣٨)

جائے گا۔'' میں نے کہا: وہ شرم کے مارے خاموش ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔''

(٦٨٩٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا ابْنَةُ سِتِّ سِنِيْنَ (وَفِيْ لَفْظٍ: سَبْعِ سِنِيْنَ) بِمَكَّةَ مُتَوَفّٰى خَدِيْجَةَ وَدَخَلَ بِيْ وَأَنَا ابْنَةُ تِسْعِ سِنِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٧٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ سال کی تھی، ایک روایت میں سات برس کا ذکر ہے، یہ نکاح مکہ میں اور سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر ہوا تھا، اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس تھی، رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔

فوائد:...... نکاح کے وقت سیدہ کی عمر چھ برس اور کچھ ماہ تھی، اسی لیے کبھی اس کسر کو پورا کر کے سات سال کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی اس کو چھوڑ کر چھ برس کہا جاتا ہے، ۲ ؁ھ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تھی۔

ہجرت سے ایک سال پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تھا۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کنواری ہو، یا مطلقہ، یا بیوہ، اس کے نکاح کی درستی کے لیے ولی کی رضامندی ضروری ہے، جیسے کہ سابق باب میں وضاحت ہو چکی ہے، البتہ بیوہ اور مطلقہ کو اپنے رائے دینے کا حق ضرور ہے اور ولی کو چاہیے کہ وہ ان کی رائے کا لحاظ کرے۔

بَابُ عَدَمِ إِجْبَارِ الْيَتِيْمَةِ وَأَنَّهَا لَا تُزَوَّجُ إِلَّا بِإِذْنِهَا وَرَضَاهَا

نکاح میں یتیم بچی کو مجبور نہ کرنے اور اس کی اجازت اور رضامندی سے اس کی شادی کرنے کا بیان

(٦٨٩٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: تُوُفِّيَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَتَرَكَ ابْنَةً لَهُ مِنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ الْأَوْقَصِ، قَالَ: وَأَوْصٰى إِلٰى أَخِيْهِ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَهُمَا خَالَايَ، قَالَ: فَخَطَبْتُ إِلٰى قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنٍ ابْنَةَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور ایک بیٹی چھوڑ گئے، وہ سیدہ خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی کہ وہ اس کی پرورش کرے، یہ دونوں قدامہ اور عثمان میرے ماموں تھے، میں نے سیدنا قدامہ کے ہاں ماموں عثمان کی بیٹی کے

(٦٨٩٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٩٤، ٥١٣٣، ٥١٣٤، ومسلم: ١٤٢٢، ابوداود: ٤٩٣٣، ٤٩٣٤ (انظر: ٢٤٨٦٧)

(٦٨٩٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٣٠، وأخرجه مختصرا دون المرفوع ابن ماجه: ١٨٧٨ (انظر: ٦١٣٦)

عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فَزَوَّجَنِيْهَا، وَدَخَلَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ يَعْنِيْ إِلٰى أُمِّهَا فَأَرْغَبَهَا فِي الْمَالِ فَحَطَّتْ إِلَيْهِ وَحَطَّتِ الْجَارِيَةُ إِلٰى هَوٰى أُمِّهَا فَأَبَيَا، حَتّٰى ارْتَفَعَ أَمْرُهُمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! ابْنَةُ أَخِيْ، أَوْصٰى بِهَا إِلَيَّ فَزَوَّجْتُهَا ابْنَ عَمَّتِهَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَلَمْ أُقَصِّرْ بِهَا فِي الصَّلَاحِ وَلَا فِي الْكَفَائَةِ وَلٰكِنَّهَا امْرَأَةٌ وَإِنَّمَا حَطَّتْ إِلٰى هَوٰى أُمِّهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ يَتِيْمَةٌ وَلَا تُنْكَحُ إِلَّا بِإِذْنِهَا۔)) قَالَ: فَانْتُزِعَتْ وَاللّٰهِ! مِنِّيْ بَعْدَ أَنْ مَلَكْتُهَا، فَزَوَّجُوْهَا الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ۔ (مسند احمد: ٦١٣٦)

لئے منگنی کا پیغام بھیجا، انہوں نے اس کی مجھ سے شادی کر دی، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آئے اور انہیں مال کی رغبت دلائی، پس وہ مال کی طرف مائل ہو گئی اور اس کی بیٹی کا میلان ماں کی طرف ہو گیا، پس ان دونوں نے انکار کر دیا، یہاں تک کہ ان کا معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ سے سیدنا قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میری بھتیجی ہے، میرے بھائی نے وصیت کے ذریعہ میرے سپرد کی ہے۔ میں نے اس کی پھوپھی کے بیٹے عبد اللہ بن عمر سے اس کی شادی کر دی ہے اور میں نے اس کی بہتری کے لیے کوئی کمی نہیں کی، لیکن یہ عورت ذات ہے، اس کی ماں مال کی طرف مائل ہو گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بچی سن تمیز والی ہے، اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جا سکتا۔'' سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! یہ بچی میری ملکیت و زوجیت میں آنے کے بعد مجھ سے چھن گئی۔ انہوں نے اس کی رضا کے مطابق سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی کر دی۔

فوائد:...... وصی یا کفیل یا سرپرست کو یتیم بچی پر اپنی مرضی ٹھونسنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یتیم بچی کسی کامل انسان کی طرح اپنا اختیار رکھتی ہے، نکاح کے معاملے میں اس کی رضامندی اور عدم رضامندی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اگلی روایات سے اس کے اختیار اور مرضی کی مزید وضاحت ہو رہی ہے۔

(٦٨٩٤)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيْمَةُ فِيْ نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ أَذِنَتْ، وَإِنْ أَبَتْ لَمْ تُكْرَهْ۔)) (مسند احمد: ١٩٧٤٥)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں مشورہ لیا جائے، اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہو گی اور اگر اس نے انکار کر دیا تو اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔''

(٦٨٩٤) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ابي شيبة: ٤/ ١٣٩، والدارمي: ٢١٨٥، وابويعلى: ٧٢٢٩، والحاكم: ٢/ ١٦٦ (انظر: ١٩٥١٦)

(٦٨٩٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ رَضِيَتْ فَلَهَا رِضَاهَا وَإِنْ كَرِهَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا))، يَعْنِي الْيَتِيمَةَ۔ (مسند احمد: ٨٩٧٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کنواری لڑکی رضا مند ہو جائے تو ٹھیک ہے، اسے راضی ہونے کا حق ہے اور اگر وہ ناپسند کرے تو ولی کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔''

بَابُ اسْتِئْمَارِ النِّسَاءِ فِي بَنَاتِهِنَّ

عورتوں سے ان کی بیٹیوں کے بارے میں مشورہ کرنے کا بیان

(٦٨٩٦)۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صَالِحٍ وَاسْمُهُ الَّذِي يُعْرَفُ بِهِ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَمَّاهُ صَالِحًا، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: اخْطُبْ عَلَى ابْنَةِ صَالِحٍ، فَقَالَ: إِنَّ لَهُ يَتَامَى، وَلَمْ يَكُنْ لِيُؤْثِرَنَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَانْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى عَمِّهِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ لِيَخْطُبَ فَانْطَلَقَ زَيْدٌ إِلَى صَالِحٍ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ يَخْطُبُ ابْنَتَكَ، فَقَالَ: لِي يَتَامَى وَلَمْ أَكُنْ لِأُتْرِبَ لَحْمِي وَأَرْفَعَ لَحْمَكُمْ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَنْكَحْتُهَا فُلَانًا وَكَانَ هَوَى أُمِّهَا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! خَطَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ابْنَتِي فَأَنْكَحَهَا أَبُوهَا يَتِيمًا فِي حَجْرِهِ وَلَمْ يُؤَامِرْهَا، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى صَالِحٍ فَقَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، صالح کی بیٹی کو منگنی کا پیغام بھیجیں۔ صالح، نُعیم بن نحام کے نام سے معروف تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام صالح رکھا تھا، انہوں نے کہا: صالح کے ہاں یتیم بچے زیر پرورش ہیں، وہ انہیں چھوڑنا گوارا نہیں کرے گا، نکاح کے لئے انہیں ترجیح دے گا۔ یہ بات سن کر سیدنا عبد اللہ اپنے چچا زید بن خطاب کے پاس گئے تاکہ وہ منگنی کا پیغام دیں۔ چنانچہ زید، صالح کے پاس گئے اور کہا: عبد اللہ بن عمر نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ آپ کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اس نے کہا: میرے زیر پرورش یتیم بچے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ اپنی توہین کر دوں اور تمہیں عزت دوں، میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے فلاں سے فلاں کا نکاح کر دیا ہے، مگر اس عورت کی ماں کا میلان سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جانب تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے نبی! عبد اللہ بن عمر نے میری بیٹی کیلئے پیغام نکاح بھیجا تھا، لیکن صالح نے زیر پرورش ایک یتیم سے اس کا نکاح کر دیا اور مجھ سے مشورہ نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح کو پیغام بھیجا، جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

(٦٨٩٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٠٩٣ (انظر: ٨٩٨٨)

(٦٨٩٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ٤/ ٣٦٩ (انظر: ٥٧٢٠)

((أَنكَحْتَ ابْنَتَكَ وَلَمْ تُؤَامِرْهَا؟)) فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ)) وَهِيَ بِكْرٌ۔ فَقَالَ صَالِحٌ: فَإِنَّمَا فَعَلْتُ هٰذَا لِمَا يُصْدِقُهَا ابْنُ عُمَرَ، فَإِنَّ لَهُ فِيْ مَالِيْ مِثْلَ مَا أَعْطَاهَا۔ (مسند احمد: ٥٧٢٠)

سے دریافت کیا: ''کیا تو نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے اور بیوی سے مشورہ ہی نہیں کیا۔'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان عورتوں سے مشورہ کیا کرو۔'' جبکہ بچی کنواری ہو۔ صالح نے کہا: میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ ابن عمر نے اس کے مہر کی جو مقدار رکھی، اتنی مقدار تو میرے مال سے یتیم کا حصہ بنتی تھی، اس لیے میں نے پھر اسی کو ترجیح دی۔

(٦٨٩٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّه، خَطَبَ إِلَى نَسِيْبٍ لَهُ ابْنَتَهُ قَالَ: فَكَانَ هَوٰى أُمِّ الْمَرْأَةِ فِي ابْنِ عُمَرَ، وَكَانَ هَوٰى أَبِيْهَا فِيْ يَتِيْمٍ لَهُ، قَالَ: فَزَوَّجَهَا الْأَبُ يَتِيْمَهُ ذَالِكَ، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آمِرُوْا النِّسَاءَ فِيْ بَنَاتِهِنَّ۔)) (مسند احمد: ٤٩٠٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نسب میں اپنے قریبی کو اس کی بیٹی کے لئے منگنی کا پیغام بھیجا، اس لڑکی کی والدہ کا میلان ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہی تھا، لیکن باپ کی خواہش یہ تھی کہ وہ اپنے زیر تربیت یتیم سے اس کا نکاح کر دے، تو اس نے اس یتیم سے اس کی شادی کر دی، اس کی ماں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس چیز کا آپ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیویوں سے بیٹیوں کی شادی کے سلسلے میں مشورہ کیا کرو۔''

فوائد:...... ماؤں سے ان کی بیٹیوں کے بارے میں مشورہ کرنا اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ نکاح کے عقد میں ولی کی طرح کا کوئی اختیار رکھتی ہیں، بلکہ یہ حسن معاشرت کا تقاضا ہے، اس سے مائیں خوش ہو جائیں گی اور اس مشورے کی برکت سے بیٹیوں اور ان کے خاوندوں میں الفت، محبت اور اتفاق پیدا ہوگا، وگرنہ زیادہ تر بیٹیوں کا میلان ماؤں کی طرف ہوتا ہے، اس لیے اگر اس معاملے میں ماؤں کو راضی نہ کیا گیا تو فساد کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَزْوِيجِ الْأَبِ بِنْتَهُ الثَّيِّبَ أَوِ الْبِكْرَ الْبَالِغَ بِغَيْرِ رَضَاهَا
باپ کا اپنی بیوہ یا بالغ کنواری بچی کا اس کی رضامندی کے بغیر شادی کر دینے کا بیان

(٦٨٩٨)۔ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ جَدَّتَهُ أُمَّ

حجاج بن سائب سے مروی ہے کہ اس کی جدہ (دادی یا نانی) ام سائب خناس بنت خدام، ابولبابہ کے زیر نکاح آنے سے

(٦٨٩٧) تخريج: حديث حسن، أخرج المرفوع منه فقط ابوداود: ٢٠٩٥ (انظر: ٤٩٠٥)

(٦٨٩٨) اسناده ضعيف بهذه السياقة، حجاج بن السائب من رجال "التعجيل"، وقد تفرد بالرواية عنه ابن اسحاق، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، وابن اسحاق مدلس وقد عنعن، واختلف عليه فيه، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٦٤٣، والدارقطني: ٣/ ٢٣١، والبيهقي: ٧/ ١١٩ (انظر: ٢٦٧٩٠)

السَّائِبِ خُنَاسَ بِنْتَ خِدَامِ بْنِ خَالِدٍ كَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ قَبْلَ اَبِي لُبَابَةَ تَأَيَّمَتْ مِنْهُ فَزَوَّجَهَا أَبُوْهَا خِدَامُ بْنُ خَالِدٍ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ ، فَأَبَتْ اِلَّا أَنْ تَحُطَّ اِلٰى اَبِيْ لُبَابَةَ وَأَبٰى أَبُوْهَا اِلَّا أَنْ يَلْزِمَهَا الْعَوْفِيَّ حَتّٰى اِرْتَفَعَ أَمْرُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ أَوْلٰى بِأَمْرِهَا فَأَلْحِقْهَا بِهَوَاهَا۔)) ، قَالَ: فَانْتُزِعَتْ مِنَ الْعَوْفِيِّ وَتَزَوَّجَتْ أَبَا لُبَابَةَ فَوَلَدَتْ لَهُ أَبَا السَّائِبِ بْنَ اَبِيْ لُبَابَةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۲۶)

پہلے ایک اور آدمی کی بیوی تھی، وہ آدمی فوت ہو گیا اور وہ بیوہ بن گئی، پھر اس کے باپ خذام نے بنوعمرو بن عوف بن خزرج کے ایک آدمی سے اس کی شادی کر دی، لیکن اس نے اس کے ہاں جانے سے انکار کر دیا اور اس کی یہی رٹ تھی کہ اس نے ابو لبابہ سے شادی کرنی ہے، مگر اس کا باپ اس چیز پر بضد تھا کہ یہ جائے گی تو صرف عوف قبیلہ کے آدمی کے گھر ہی جائے گی، یہاں تک کہ ان کا یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے ہاں لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خاتون اپنے اس معاملے کی زیادہ حقدار ہے، اس لیے تو اس کی مرضی کے مطابق اس کی شادی کر دے۔'' پس اس کو عوفی سے علیحدہ کر لیا گیا اور اس نے ابولبابہ سے شادی کر لی، ان سے سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوا تھا۔

فوائد:...... اس حدیث کا صحیح سیاق اگلی حدیث میں مذکورہ ہے۔

(٦٨٩٩)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ اِبْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ وَكَانَتْ ثَيِّبًا فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۲۲)

سیدنا خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے جس سے اس کی شادی کی، وہ اس کو ناپسند کرتی تھی، جبکہ وہ پہلے بیوہ بھی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس کا نکاح ردّ کروا دیا۔

فوائد:...... خاتون بیوہ ہو یا کنواری، نکاح میں اس کی رضامندی ضروری ہے، اس معاملے میں قطعی طور پر اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ نکاح میں عورت کی رضامندی شرط ہے، وگرنہ نکاح باطل ہوگا۔

(٦٩٠٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ خِذَامًا أَبَا وَدِيْعَةَ أَنْكَحَ ابْنَتَهُ رَجُلًا ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاشْتَكَتْ اِلَيْهِ أَنَّهَا أُنْكِحَتْ وَهِيَ كَارِهَةٌ ، فَانْتَزَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا وَقَالَ: ((لَا تُكْرِهُوْهُنَّ)) قَالَ: فَنَكَحَتْ بَعْدَ ذَالِكَ أَبَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ودیعہ خذام نے ایک آدمی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا، لیکن وہ بچی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے یہ شکایت کی کہ اس کا نکاح کر دیا گیا ہے، جبکہ وہ ناپسند کر رہی ہے، آپ ﷺ نے اس کو اس خاوند سے علیحدہ کروا دیا اور فرمایا: ''عورتوں کو مجبور نہ

(٦٨٩٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٣٨، ٦٩٤٥ (انظر: ٢٦٧٨٦)

(٦٩٠٠) تخريج: اسناده ضعيف، عطاء بن ابي مسلم الخراساني صاحب اوهام كثيرة، ثم هو لم يسمع من ابن عباس، أخرجه عبد الرزاق: ١٠٣٠٨ (انظر: ٣٤٤٠)

لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَتْ ثَيِّبًا۔ (مسند احمد: ٣٤٤٠)

کیا کرو۔'' پھر اس نے ابولبابہ انصاری سے شادی کر لی تھی، جبکہ وہ خاتون پہلے سے بیوہ تھی۔

(٦٩٠١)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے باپ نے ایسے آدمی سے اس کی شادی کر دی ہے، جس کو وہ ناپسند کرتی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے اسے رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دے دیا۔

فوائد:...... ولی کو مصلحت اور حکمت کے ساتھ بچیوں کے نکاح کے معاملات طے کرنے چاہئیں اور ایسی سبیل پیدا کرنی چاہیے کہ وہ بھی راضی ہو اور اس کی بچیاں بھی اسی کی رائے کو ترجیح دیتی ہوں، زبردستی کرتے ہوئے بچی کو بظاہر راضی تو کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کی زندگی میں سکون نہیں لایا جا سکتا، بلکہ بعد میں اس لڑکے اور لڑکی دونوں کے والدین کو بھی سخت ذہنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْكَاحِ الْإِبْنِ أُمَّهُ
بیٹے کا اپنی ماں کا کسی سے نکاح کرنے کا بیان

(٦٩٠٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّه، لَيْسَ مِنْ أَوْلِيَائِي تَعْنِي شَاهِدًا، فَقَالَ: ((إِنَّه لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذَالِكَ۔)) فَقَالَتْ: يَا عُمَرُ! زَوِّجِ النَّبِيَّ ﷺ، فَتَزَوَّجَهَا النَّبِيُّ ﷺ، اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٦٤)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اولیاء موجود نہیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کوئی بھی ولی ایسا نہیں ہے، جو اس شادی کو ناپسند کرے، وہ حاضر ہو یا غائب۔'' یہ سن کر سیدہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! نبی کریم ﷺ سے میری شادی کر دے، پس انہوں نے ان کی آپ ﷺ سے شادی کر دی۔

فوائد:...... ائمہ ثلاثہ سمیت جمہور اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ بیٹا اپنی ماں کا ولی بن سکتا ہے۔

(٦٩٠١) اسناده صحيح على شرط البخاري، أخرجه ابوداود: ٢٠٩٦، وابن ماجه: ١٨٧٥ (انظر: ٢٤٦٩)

(٦٩٠٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن عمر بن ابي سلمة، أخرجه مطولا ومختصرا ابن حبان: ٢٩٤٩، والحاكم: ٢/ ١٧٨، وابويعلى. ٦٩٠٧ (انظر: ٢٦٥٢٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَائَةِ فِي النِّكَاحِ
نکاح میں کفو (برابری) کے مسئلے کا بیان

(۶۹۰۳)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ! لَا تُؤَخِّرْهُنَّ، الصَّلَاةُ إِذَا آذَنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُوًا)) (مسند احمد: ۸۲۸)

سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! تین کاموں میں تاخیر نہ کرنا: (۱) نماز کو، جب اس کو وقت ہو جائے، (۲) جنازہ کو جب وہ حاضر ہو جائے اور (۳) عورت کی شادی کو، جب اس کا کفو اور ہمسر مل جائے۔''

(۶۹۰۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ أَخِيْهِ يَرْفَعُ بِيْ خَسِيْسَتَهُ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: فَإِنِّيْ قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِيْ وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ لِلْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۵۷)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میری شادی کر دی ہے، وہ میرے ساتھ شادی کو اس کے لیے سربلندی کا باعث بنانا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے اس معاملے میں مجھے اختیار دے دیا، میں نے کہا: جو کچھ میرے باپ نے کیا ہے، میں اسی کو اختیار کرتی ہوں، لیکن میرا ارادہ یہ تھا کہ عورتوں کو علم ہو جانا چاہیے کہ ان کے اس معاملے میں ان کے آباء کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۶۹۰۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحْسَابَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِيْنَ يَذْهَبُوْنَ إِلَيْهِ هٰذَا الْمَالُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۷۸)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا والے جس حسب کو اختیار کرتے ہیں، وہ مال ہے۔''

(۶۹۰۶)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَسَبُ: الْمَالُ، وَالْكَرَمُ: التَّقْوٰى)) (مسند احمد: ۲۰۳۶۲)

سیدنا سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔''

فوائد:...... ''حسب مال ہے'' اس سے مراد دنیا کا مال و دولت ہے، جس کے ذریعے جاہ و حشمت ملتی ہے۔

(۶۹۰۳) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة سعيد بن عبد الله الجهني، أخرجه ابن ماجه: ۱۴۸۶، والترمذي: ۱۷۱، ۱۰۷۵ (انظر: ۸۲۸)

(۶۹۰۴) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۷۴، والنسائي: ۶/ ۸۶ (انظر: ۲۵۰۴۳)

(۶۹۰۵) تخريج: اسناده قوي، أخرجه النسائي: ۶/ ۶۴ (انظر: ۲۲۹۹۰)

(۶۹۰۶) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۴۲۱۹، والترمذي: ۳۲۷۱ (انظر: ۲۰۱۰۲)

''کرم تقوی ہے'' یعنی وہ کرم جو آخرت میں معتبر ہوگا اور جس کا نتیجہ بلند درجات کے ساتھ اکرام کی صورت میں نکلے گا، وہ تقوی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ...... ''بیشک تم میں سے اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے، جو سب سے زیادہ تقوی والا ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۱۳)

ایک قول کے مطابق اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: نبی کریم ﷺ کی مراد وہ امور تھے، جو لوگوں میں متعارف ہیں، لوگوں میں فقیر آدمی کا کوئی حسب نہیں ہے، کیونکہ نہ اس کی عزت ہوتی ہے اور نہ اس کو مجلس میں بٹھایا جاتا ہے، گویا کہ دنیا والوں کا حسب مال ہے، مال والا ہی لوگوں کے ہاں شرف وفضیلت والا قرار پاتا ہے، لیکن اللہ تعالی کے ہاں اس شخص کو عزت وکرم والا نہیں سمجھا جاتا ہے، کیونکہ بارگاہِ عالیہ میں معیار تقوی ہے، نہ کہ مال و دولت اور حسب ونسب، اس لیے اللہ تعالی کے ہاں کریم اور معزز وہ ہوگا، جو تقوی کے لباس سے مزین ہوگا۔

(٦٩٠٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَتْ بَرِيْرَةُ عِنْدَ عَبْدٍ فَعُتِقَتْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهَا بِيَدِهَا (وَفِيْ لَفْظٍ) فَلَمَّا أُعْتِقَتْ خُيِّرَتْ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٧٤)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ سیدہ بریرہ ؓ ایک غلام کے زیر نکاح تھی، جب اس کو آزاد کر دیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا، ایک روایت میں ہے: جب اس کو آزاد کیا گیا تو اس کو اختیار دے دیا گیا۔

فوائد: ...... جب غلام اور لونڈی میاں بیوی ہوں اور بیوی کو آزاد کر دیا جائے تو اس کو اپنے خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ شادی میں کفو اور ہمسر کے بارے میں مختلف اقوال بیان کیے گئے ہیں، مثلا: دین، آزادی، نسب، پیشہ، خوشحالی، عیب سے سلامتی، کمائی کا اچھا ذریعہ، صلاحیت، وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ معتبر وصف صرف اور صرف اسلام ہے، اس کے بعد لڑکے اور لڑکی کی رضامندی ہے، لیکن ان کو بھی یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ حسب ونسب، حسن و جمال اور مال و دولت کے بجائے دینداری کو ترجیح دیں، اسلام میں سب سے بڑی صفت تقوی اور پرہیزگاری ہے، اسی میں عزت ہے اور اسی میں حسن انجام ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ''بیشک تم میں سے اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے، جو سب سے زیادہ تقوی والا ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۱۳)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْخُطْبَةِ لِلنِّكَاحِ
نکاح کے خطبہ کے مستحب ہونے کا بیان

(٦٩٠٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبۂ حاجت کی تعلیم دی، اور وہ خطبہ یہ

(٦٩٠٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ٤٤٣٦، والبيهقي: ٧/ ٢٢٠ (انظر: ٢٥٧٥٥)

(٦٩٠٨) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢١١٨، والترمذي: ١١٠٥، وابن ماجه: ١٨٩٢، والنسائي: ٦/ ٨٩(انظر: ٣٧٢٠)

نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ثُمَّ تَذْكُرُ حَاجَتَكَ۔ (مسند احمد: ٣٧٢٠)

تھا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں، ہم اس سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنی جانوں کے شرور سے، اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ جسے گمراہ کردے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' پھر آپ ﷺ ان تین آیات کی تلاوت کرتے تھے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ایماندارو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے، مگر اسلام کی حالت میں۔ (سورۂ آل عمران: ۱۰۲) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے اور پیدا کیا اس سے اس کی بیوی کو اور پھیلا دیئے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ تم ڈرو اس اللہ سے جس کے ساتھ تم آپس میں سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں کو توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہیں۔ (سورۂ نساء: ۱) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کہو بات سیدھی وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی

اطاعت کرتا ہے، وہ بڑی کامیابی کو پا لیتا ہے۔'' (سورۂ احزاب:۷۰) پھرتم اپنی حاجت وضرورت کا ذکر کرو۔

فوائد:...... نکاح کرنے سے پہلے نکاح خواں کو چاہیے کہ وہ یہ خطبہ پڑھے اوران تین آیات کا مختصر سا مفہوم بیان کردے۔

ہمارے ہاں عید، نکاح، شادی اور خوشی کی دوسری تقریبات کو محض لطف اندوزی، تفریحِ طبع اور ہنسی مذاق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر شرعی حدود کا خیال نہ رکھنا، بے پردگی اور مرد وزن کا شدید اختلاط، بینڈ باجے بجانا، ناچنا، عریانی وفحاشی والے گانے گانا اور ایسے گندے کلام کو لاؤڈ سپیکروں میں پیش کرنا، مردوں کا سونے کا زیور پہننا، پٹاخے چلانا وغیرہ وغیرہ۔ ان امور کو شرارتی لڑکوں اور لڑکیوں کا حق سمجھا جاتا ہے۔

لیکن شریعت کا مزاج کچھ اور ہے، جیسے عیدین جیسی عظیم خوشی کا آغاز مخصوص نماز اور خطبے سے ہوتا ہے، اسی طرح شادی کے موقع پر نکاح سے پہلے مذکورہ بالا خطبہ پڑھ کر تقوی اور اللہ کے خوف کا درس دیا جاتا ہے اور پھر خوشی کے موقعوں کے لیے شریعت نے خوشی کے طریقوں کی بھی وضاحت کر دی ہے، ان ہی تک محدود رہنا چاہیے۔

لیکن یہ خطبہ نکاح کے لیے شرط نہیں ہے، اس کے بغیر بھی نکاح درست ہوگا، جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی اس خطبہ کے بغیر نکاح پڑھایا ہے، بہرحال ہر ممکن حد تک اس کا اہتمام ہونا چاہیے، اگر جلدی ہو یا کوئی اور مجبوری ہو تو اس کے بغیر بھی نکاح پڑھایا جا سکتا ہے۔

(٦٩٠٩)۔ (وِمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَتَيْنِ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ وَخُطْبَةَ الصَّلَاةِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ٣٧٢١)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو قسم کے خطبات سکھائے، ایک خطبۂ حاجت اور دوسرا خطبۂ نماز، خطبۂ حاجت یہ ہیں: بیشک ساری تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے، ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں، .... ۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت ذکر کی۔

فوائد:...... خطبۂ نماز سے مراد نماز میں پڑھا جانے والا تشہد ہے۔

(٦٩١٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَلَّمَ رَجُلًا فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِيْنُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے کسی چیز کے بارے میں بات کی تو فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِيْنُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ

(٦٩٠٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩١٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٦٨ (انظر: ٣٢٧٥)

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔)) وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔" پھر اپنی بات پیش کی۔

(مسند احمد: ۳۲۷۵)

فوائد:...... صحیح مسلم میں مفصل حدیث یوں بیان کی گئی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ، قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِي عَلٰى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ۔)) قَالَ فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ۔ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ، قَالَ فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ فَبَايَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلٰى قَوْمِكَ۔)) قَالَ وَعَلٰى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوهَا فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ۔...... ضماد مکہ مکرمہ آیا، یہ قبیلہ ازد شنوءۃ سے تعلق رکھتا تھا، یہ آدمی جنون اور جنوں کے اثر سے دم کرتا تھا، جب اس نے مکہ کے بیوقوف لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون اور پاگل ہو گیا ہے تو اس نے کہا: اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ پر شفا دے دے، پس وہ آپ ﷺ کو ملا اور کہا: میں جنون اور جنوں کے اثر کا دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، میرے ہاتھ پر شفا دیتا ہے، کیا آپ کو اس کی رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً یہ خطبہ پڑھا: "إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ۔" اس نے کہا: حضور! یہ کلمات دوبارہ دوہرانا، آپ ﷺ نے تین بار یہ کلمات دوہرائے، پھر اس نے کہا: میں نے کاہنوں کا کلام، جادوگروں کی باتیں اور شعراء کے اشعار سنے ہیں، لیکن اس قسم کا کلام میں نے نہیں سنا، یہ کلمات تو سمندر کے وسط یا گہرائی تک پہنچ گئے ہیں، پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں، میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں، پس آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تیری قوم۔'' اس نے کہا: جی میری قوم بھی۔ بعد میں آپ ﷺ نے ایک جہادی لشکر روانہ کیا، جب وہ اس قوم کے پاس سے

گزرے تو امیر لشکر نے مجاہدین سے کہا: کیا تم نے ان لوگوں کی تو کوئی چیز نہیں لی؟ ایک بندے نے کہا: جی میں نے طہارت والا ایک برتن لیا ہے، اس نے کہا: واپس کر دو، یہ سیدنا ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔

ہم نے "ناعوس البحر" کی بجائے "قَامُوْسَ الْبَحْرِ" کے معانی لکھے ہیں، کیونکہ اس روایت میں یہی الفاظ مشہور ہیں، ملاحظہ ہو، شرح مسلم نووی۔

(٦٩١١)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخُطْبَةُ الَّتِیْ (وَفِیْ لَفْظٍ: كُلُّ خُطْبَةٍ) لَیْسَ فِیْهَا شَهَادَةٌ كَالْیَدِ الْجَذْمَاءِ۔))

(مسند احمد: ٨٤٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر وہ خطبہ جس میں شہادت نہ ہو، وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔"

فوائد:...... شہادت سے مراد "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" ہے۔ جیسے کٹے ہوئے ہاتھ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اسی طرح وہ خطبہ بھی خطیب کے لیے مفید نہیں ہوتا، جس میں توحید و رسالت کی شہادت نہ ہو۔

(٦٩١٢)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَیْكَ وَجَمَعَ بَیْنَكُمَا فِیْ خَیْرٍ۔))

(مسند احمد: ٨٩٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب کسی کی شادی ہوتی تو نبی کریم ﷺ اس کو ان الفاظ کے ساتھ مبارک دیتے: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَیْكَ وَجَمَعَ بَیْنَكُمَا فِیْ خَیْرٍ" (اللہ تعالی تیرے لیے اور تجھ پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں اکٹھا کر دے۔)

فوائد:...... ہمارے ہاں ہر خوشی پر یہ الفاظ کہے جاتے ہیں: مبارک ہو۔ یہ لفظ مُبارَک ہے، مُبارِک نہیں ہے۔ اگرچہ ان الفاظ کے معانی یہی ہیں کہ یہ خوشی تمہارے لیے باعثِ برکت ثابت ہو، لیکن اب ان لفظوں کو معانی کا لحاظ رکھے بغیر محض لفظ کی حد تک استعمال کیا جاتا ہے، لہذا زیادہ لائق یہی ہے کہ وہی الفاظ دوہرائے جائیں، جن کی آپ ﷺ نے ان موقعوں پر تعلیم دی ہے، نیز درج ذیل حدیث پر غور کریں۔

(٦٩١٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِیْلٍ قَالَ: تَزَوَّجَ عَقِیْلُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَخَرَجَ عَلَیْنَا فَقُلْنَا بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِیْنِ، فَقَالَ:

عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی، جب وہ ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا: اتفاق و اتحاد ہو اور بیٹے ملیں، انھوں نے

(٦٩١١) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه ابوداود: ٤٨٤١، والترمذی: ١١٠٦ (انظر: ٨٥١٨)

(٦٩١٢) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه ابوداود: ٢١٣٠، والترمذی: ١٠٩١ (انظر: ٨٩٥٧)

(٦٩١٣) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ١٩٠٦، والنسائی: ٦/ ١٢٨ (انظر: ١٥٧٤٠)

مَـهْ لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِكَ ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ نَهَانَا عَـنْ ذٰلِكَ ، وَقَالَ: ((قُوْلُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ لَكَ فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ١٥٨٣٢)

کہا: رک جاؤ، اس طرح نہ کہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اس طرح کہا کرو "بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ لَكَ فِيْهَا" (اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے اور تیرے لیے اس خاتون میں برکت کرے)۔

(٦٩١٤)۔ (وَمِـنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَـقِيْـلَ بْـنَ أَبِـيْ طَالِبٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَـنِـيْ جُشَـمٍ فَـدَخَـلَ عَـلَيْـهِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا: بِـالـرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكَ ، قَـالُـوْا: فَـمَـا نَـقُوْلُ يَا أَبَا يَزِيْدَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا بَـارَكَ الـلّٰـهُ لَـكُـمْ وَبَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَـلَيْـكُـمْ ، إِنَّـا كَـذَالِكَ كُنَّا نُؤْمَرُ۔ (مسند احمد: ١٧٣٩)

(دوسری سند) سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بنو جشم قبیلے کی ایک خاتون سے شادی کی، جب لوگ ان کے پاس گئے تو انھوں نے کہا: اتفاق و اتحاد ہو اور بیٹے ملیں، لیکن انھوں نے کہا: اس طرح نہ کہو، لوگوں نے کہا: اے ابو یزید! تو پھر ہم کیا کہیں؟ انھوں نے کہا: تم اس طرح کہو "بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ وَبَارَكَ اللّٰهُ لَـكُـمْ وَبَـارَكَ عَـلَيْكُمْ" (اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے اور اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے۔) ہمیں یہ دعائیہ کلمات کہنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

فوائد:...... سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یزید تھی۔

''اتفاق و اتحاد ہو اور بیٹے ملیں'' بظاہر تو یہ دعا بھی اچھی ہے، لیکن سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ نے وہ دعا کہنے کی ترغیب دلائی، جس کا حکم نبی کریم ﷺ نے دیا۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي النِّكَاحِ وَمَا نَهٰى عَنْهُ مِنْهَا

نکاح کی شرائط اور ممنوعہ شرطوں کا بیان

(٦٩١٥)۔ عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَـقَّ الشُّرُوْطِ أَنْ يُوَفّٰى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔)) (مسند احمد: ١٧٥١١)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ شرطیں، جو پورا ہونے کا سب سے زیادہ حق رکھتی ہیں، وہ وہ ہیں، جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔''

فوائد:...... قاضی عیاض نے کہا: اس شرط سے مراد حق مہر ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے شرمگاہ کو حلال سمجھا جاتا ہے۔ نان نفقہ اور رہائش کی شرط لگانے کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن شریعت نے خاوند کو ان امور کا ذمہ دار ٹھہرا دیا ہے۔

(مسند احمد: ٨٠٨٦)

(٦٩١٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٨ (انظر: ١٧٣٧٦)

(٦٩١٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَشْتَرِطُ امْرَأَةٌ طَلَاقَ أُخْتِهَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔''

فوائد:...... یعنی اگر کوئی خاوند ایک سے زائد شادیاں کرنا چاہے تو بننے والی نئی بیوی یہ شرط نہ لگائے کہ وہ پہلے سے موجود بیوی کو طلاق دے دے۔

(٦٩١٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِطَلَاقِ أُخْرٰى)) (مسند احمد: ٦٦٤٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ حلال نہیں ہے کہ ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کی جائے۔''

(٦٩١٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ وَاِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ مَرَّةٍ)) (مسند احمد: ٢٦٠١٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے، وہ مردود ہے، اگرچہ لوگ ایسی سو شرطیں لگا لیں۔''

فوائد:...... کتاب اللہ میں نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ شرط کتاب وسنت کے مخالف ہو، یعنی اس شرط کی وجہ سے وہ چیز ممنوع نہ قرار پاتی ہو، جو شریعت میں جائز ہو یا وہ چیز جائز نہ قرار پاتی ہو، جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو۔ مثال کے طور نکاح کے وقت عورت کے اولیاء کی طرف سے یہ شرط لگانا کہ اگر خاوند نے اس خاتون کو طلاق دی تو ساتھ اتنی رقم ادا کرنا پڑے گی یا ماہانہ اتنا خرچ دینا پڑے گا، یہ شرط حرام ہے، کیونکہ شریعت خاوند کو طلاق دینے کا جو حق دیا ہے، اس شرط کے ذریعے اس پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔

❁❁❁

(٦٩١٦) أخرجه مطولا و مقطعا البخاری: ٢١٤٠، ٢٧٢٧، ومسلم: ١٤١٣، ١٥١٥ (انظر: ٨١٠٠)

(٦٩١٧) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٦٤٧)

(٦٩١٨) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٥٦١، ومسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٥٥٠٤)

اَبْوَابُ الصَّدَاقِ

مہر کے ابواب

بَابُ جَوَازِ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ وَاسْتِحْبَابِ الْقَصْدِ فِيهِ

مہر کی قلیل اور کثیر مقدار پر شادی کرنے کے جواز اور معتدل چیز کے مستحب ہونے کا بیان

(٦٩١٩)۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ صَدَاقُنَا إِذْ كَانَ فِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ أَوَاقٍ وَطَبَّقَ بِيَدَيْهِ وَذَالِكَ أَرْبَعُمِائَةٍ۔ (مسند احمد: ٨٧٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہمارے اندر موجود تھے تو ہمارا حق مہر دس اوقیہ ہوتا تھا، پھر انہوں نے اپنی انگلیوں میں تطبیق دی اور کہا: یہ کل چار سو درہم بن جاتے ہیں۔

فوائد:...... دس کے عدد کی وضاحت کرنے کے لیے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

(٦٩٢٠)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ تَزَوَّجَ عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَكَانَ الْحَكَمُ يَأْخُذُ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٤٠٠٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک نواۃ کے وزن کے برابر سونے پر شادی کی، حکم اسی کو لیتے تھے۔

فوائد:...... مشہور قول اور اکثر اہل علم کی رائے کے مطابق ''نواۃ'' سے مراد سونے کا وہ سکہ ہے، جس کی قیمت پانچ درہم چاندی تھی، اس رائے کی تائید سنن بیہقی کی روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: ''وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قُوِّمَتْ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ۔'' ...... نواۃ کے وزن کے برابر سونے کے عوض، جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

(٦٩٢١)۔ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٦٩١٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه النسائى: ٦/ ١١٧ (انظر: ٨٨٠٧)

(٦٩٢٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٩٣٧، ٥٠٧٢، ومسلم: ١٤٢٧ (انظر: ١٣٩٦٢)

(٦٩٢١) تخريج: أخرجه البخارى: ٥١٥٥، ٦٣٨٦، ومسلم: ١٤٢٧ (انظر: ١٣٣٧٠)

النَّبِيُّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالَ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔)) (مسند احمد: ١٣٤٠٣)

نے سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا اور پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے نواۃ کے وزن کے برابر سونے پر شادی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل کرے، ولیمہ کر، اگرچہ ایک بکری کا ہی ہو۔''

فوائد:...... امام نووی نے کہا: صحیح بات یہ ہے کہ یہ زعفران وغیرہ کا زرد رنگ دلہن کی خوشبو ہے اور اسی سے یہ رنگ سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو لگ گیا تھا، نہ کہ انھوں نے بارادہ یہ کام کیا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کو زعفران سے منع فرمایا ہے، اسی طرح مردوں کو خلوق خوشبو سے بھی منع کیا گیا ہے، کیونکہ وہ بھی عورتوں کی خوشبو ہے۔

نسائی (۳۳۷۵) کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اس رنگ کے بارے میں ان الفاظ میں سوال کیا: ''مَهْيَمْ؟'' (یہ کیسے)۔ اور آگے سے سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ انھوں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کی ہے۔

ان الفاظ سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کا سوال کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے مردوں کو اس رنگ سے منع کر رکھا تھا اور سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو اپنی بیوی سے یہ رنگ لگ گیا تھا۔

اس لیے اس حدیث سے مردوں کے لیے اس رنگ دار خوشبو کے جواز کا استدلال کشید نہیں کرنا چاہیے۔

(٦٩٢٢)۔ عَنْ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّه، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَفْتِيْهِ فِي امْرَأَةٍ، فَقَالَ: ((كَمْ أَمْهَرْتَهَا؟)) قَالَ: مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُمْ تَغْرِفُوْنَ مِنْ بَطْحَانَ مَازِدْتُمْ۔)) (مسند احمد: ١٥٧٩٧)

سیدنا ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ایک عورت کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کا کتنا حق مہر مقرر کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: دو سو درہم، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم مدینہ کی بطحان وادی سے چلوؤں سے چاندی بھرو تو پھر بھی اس مقدار سے زیادہ نہ کرو۔''

(٦٩٢٣)۔ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: أَلَا لَا تُغْلُوْا صُدُقَ

ابو العجفاء سلمی کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو، کیونکہ اگر یہ چیز دنیا میں کوئی

(٦٩٢٢) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، محمد بن ابراهيم التيمى لم يسمع من ابى حدرد، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٨٨٢، والطيالسى: ١٣٠٠، وابن ابى شيبة: ٤/ ١٨٩ (انظر: ١٥٧٠٦)

(٦٩٢٣) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢١٠٦، والنسائى: ٦/ ١١٧، وابن ماجه: ١٨٨٧، والترمذى: ١١١٤م (انظر: ٢٨٥)

النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوٰى فِي الْآخِرَةِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ، مَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ وَلَا نِسَائِهِ فَوْقَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ أُوْقِيَّةً، وَأُخْرٰى تَقُوْلُوْنَهَا فِيْ مَغَازِيْكُمْ: قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيْدًا، مَاتَ فُلَانٌ شَهِيْدًا، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ أَوْقَرَ عَجُزَ دَابَّتِهِ أَوْ دَفَّ رَاحِلَتَهُ ذَهَبًا وَفِضَّةً يَبْتَغِي التِّجَارَةَ فَلَا تَقُوْلُوْا ذَاكُمْ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ٢٨٥)

عزت اور آخرت میں تقویٰ کا باعث ہوتی تو تم میں اس کے سب سے زیادہ مستحق نبی کریم ﷺ ہوتے، آپ ﷺ نے تو اپنی بیٹیوں اور بیویوں کا نکاح بارہ اوقیوں سے زیادہ میں نہیں کیا، ایک اور بات بھی ہے، تم اپنے غزووں کے بارے میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہو گیا ہے، فلاں نے شہادت پائی ہے، اس میں بھی احتیاط برتو، ہوسکتا ہے اس نے اپنے جانور کی پشت یا اس کے پالان کا کنارہ سونے اور چاندی کی طلب میں اور تجارت میں بوجھل کیا ہو، اس لئے اس طرح نہ کہا کرو کہ فلاں شہید ہو گیا، بلکہ اس طرح کہا کرو جس طرح محمد ﷺ فرماتے تھے کہ ''جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا، وہ جنتی ہے۔''

فوائد:...... بارہ اوقیے، چار سو اسی درہم بنتے ہیں۔ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو چار ہزار درہم بطورِ حق مہر دیا گیا تھا، لیکن وہ نجاشی نے دیا تھا، نہ کہ نبی کریم ﷺ نے۔ حدیث نمبر (٦٩٢٧) میں سیدہ عائشہ نے ساڑھے بارہ اوقیے مہر بیان کیا ہے، ممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کسر کا ذکر نہ کیا ہے۔

امہات المؤمنین کے حق مہر کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ان اقوال کو آپ ﷺ کی اکثر بیویوں پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ سیدہ خدیجہ، سیدہ جویریہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہن کا حق مہر بارہ اوقیے نہیں تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے آخری حصے کا مفہوم یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایک آدمی بظاہر جہادی قافلے کے ساتھ جا رہا ہے، لیکن اس کا ارادہ تجارت کا ہو اور اس نے باقاعدہ اپنی سواریوں پر اسی نیت سے کچھ سامان بھی لادا ہوا ہو، اس لیے ہر ایک کو فوراً شہید کہہ دینے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

(٦٩٢٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى نَعْلَيْنِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَه۔ (مسند احمد: ١٥٧٦٤)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی اور جوتوں کا ایک جوڑا مہر میں دیا، اور نبی کریم ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز قرار دیا۔

(٦٩٢٤) اسناده ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله العمرى، أخرجه ابن ماجه: ١٨٨٨ (انظر: ١٥٦٧٦)

(٦٩٢٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ١٤١٧، والطبرانى فى "الاوسط": ٣٦٣٧، والبيهقى: ٧/ ٢٣٥ (انظر: ٢٤٤٧٩)

(٦٩٢٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيرُ خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيرُ صَدَاقِهَا وَتَيْسِيرُ رَحِمِهَا۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٨٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت کی برکت میں سے یہ (بھی) ہے کہ اس کی منگنی آسان ہو، اس کا مہر آسان ہو اور اس کا رحم آسانی والا ہو۔“

فوائد:...... حدیث نمبر (٦٨٥٢) میں اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(٦٩٢٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَعْطَى امْرَأَةً صَدَاقًا مِلْءَ يَدَيْهِ طَعَامًا كَانَتْ لَهُ حَلَالًا۔)) (مسند احمد: ١٤٨٨٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی خاتون کو لپ بھر اناج بطورِ حق مہر ادا کر دے، تو وہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی۔“

(٦٩٢٧)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَّةً وَنَشًّا، قَالَتْ: أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: نِصْفُ أُوْقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهٰذَا صَدَاقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥١٣٣)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ کتنا مہر دیتے تھے، انھوں نے کہا: آپ کی بیویوں کا مہر ساڑھے بارہ اوقیے تھا۔ پھر انھوں نے کہا: تجھے ”نَشّ“ کا پتہ ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: اس سے مراد نصف اوقیہ ہے، یہ ساڑھے بارہ اوقیے کل پانچ سو درہم بنتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا حق مہر تھا۔

(٦٩٢٨)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَكَانَ أَتَى النَّجَاشِيَّ فَمَاتَ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ وَإِنَّهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا إِيَّاهُ النَّجَاشِيُّ وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ، ثُمَّ جَهَّزَهَا مِنْ

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، عبید اللہ بن جحش کے عقد میں تھیں، جب وہ نجاشی کے پاس آیا تو وہاں فوت ہو گیا، بعد میں نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام حبیبہ سے شادی کر لی، جبکہ وہ ابھی تک حبشہ کی سرزمین میں تھیں، نجاشی نے وکیل بن کر ان کی آپ ﷺ سے شادی کی اور ان کا حق مہر چار ہزار درہم ادا کیا، پھر اس نے اپنے پاس سے

(٦٩٢٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف صالح بن مسلم، أخرجه ابوداود: ٢١١٠ (انظر: ١٤٨٢٤)
(٦٩٢٧) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الشافعي في "مسنده": ٢/ ٥، والبيهقي في "معرفة السنن والآثار": ١٤٢٣٢ (انظر: ٢٤٦٢٦)
(٦٩٢٨) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه ابوداود: ٢١٠٧، والنسائي: ٦/ ١١٩ (انظر: ٢٧٤٠٨)

عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَجِهَازُهَا كُلُّهُ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ وَلَمْ يُرْسِلْ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مُهُوْرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۹۵۳)

سیدہ کو تیار کیا اور ان کو سیدنا شرحبیل بن حسنہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس بھیج دیا، ان کی ساری تیاری نجاشی کی طرف سے تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف کوئی چیز نہیں بھیجی تھی، آپ ﷺ کی دیگر بیویوں کا مہر چار سو درہم تھا۔

فوائد:...... حق مہر کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ اگلے باب کے آخر میں وضاحت کی گئی ہے۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ الْعِتقَ صَدَاقًا وَكَذٰلِكَ تَعْلِيمُ بَعْضِ الْقُرْآنِ

آزادی کو اور قرآن مجید کے بعض حصے کی تعلیم کو مہر بنانے کا بیان

(۶۹۲۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۵۰۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ بنت حیی کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر مقرر کر دیا۔

فوائد:...... یہ رمضان ۷ ھ کا واقعہ ہے، یہ غزوہ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ حیی یہودی کی بیٹی تھیں آپ ﷺ نے انہیں غلامی سے آزاد کر دیا اور اسی آزادی کو حق مہر قرار دیتے ہوئے ان سے نکاح کر لیا اور اس طرح سیدہ صفیہ ام المومنین بن گئیں۔

(۶۹۳۰)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَائَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاه؟)) فَقَالَ: مَاعِنْدِيْ إِلَّا إِزَارِيْ هٰذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا))، فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ:

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے نفس کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں، پھر وہ کافی دیر تک کھڑی رہی، اتنے میں ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اس کو حق مہر دینے کے لئے کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: میرے پاس تو یہ تہہ بند ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ تہہ بند تو اسے دے دے گا تو تو خود بغیر تہبند کے رہ جائے گا، جا کوئی اور چیز تلاش کر کے لا۔'' اس نے کہا:

(۶۹۲۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۸۶، ومسلم: ص ۱۰۴۵ (انظر: ۱۳۵۰۶)

(۶۹۳۰) أخرجه البخاری: ۲۳۱۰، ۵۱۳۵، ومسلم: ۱۴۲۵، وابوداود: ۲۱۱۱ (انظر: ۲۲۸۵۰)

((اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ۔)) فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُسَمِّيْهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ زَوَّجْتُكُمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((فَقَدْ أَمْلَكْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: فَرَأَيْتُهُ يَمْضِيْ وَهِيَ تَتْبَعُهُ۔

(مسند احمد: ۲۳۲۳۸)

میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلاش تو کر، اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔'' اس نے تلاش کی، مگر وہ کوئی چیز نہ پا سکا، بالآخر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تجھے قرآن کا کوئی حصہ یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں، اس نے ان سورتوں کے نام بھی لئے، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جو قرآن مجید تجھے یاد ہے، میں نے اس کے عوض تیری اس خاتون سے شادی کر دی ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''قرآن مجید کا جو حصہ تجھے یاد ہے، میں نے اس کے عوض تجھے اس خاتون کا مالک بنا دیا ہے۔'' پھر میں نے اس آدمی کو دیکھا، وہ جا رہا تھا اور اس کی بیوی اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

(۶۹۳۱)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَ رَجُلًا مِنْ صَحَابَتِهِ فَقَالَ: ((أَيْ فُلَانُ! هَلْ تَزَوَّجْتَ؟)) قَالَ: لَا، وَلَيْسَ عِنْدِيْ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((رُبُعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((رُبُعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((رُبُعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((رُبُعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾؟)) قَالَ: بَلٰى، قَالَ: ((رُبُعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((تَزَوَّجْ تَزَوَّجْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے ایک آدمی سے سوال کیا: ''اے فلاں! کیا تو نے شادی شدہ ہے۔'' اس نے کہا: جی نہیں، میرے پاس شادی کے لئے مالی گنجائش نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے سورۂ اخلاص یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے سورۂ کافرون یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے سورہ زلزال یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی یاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے سورۂ نصر یاد ہے؟'' اس نے کہا: جی یاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے آیۃ الکرسی یاد ہے؟'' اس نے

(۶۹۳۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف سلمة بن وردان، أخرجه الترمذي: ۲۸۹۵ (انظر: ۱۳۳۰۹)

تَزَوَّجْ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ١٣٣٤٢)

کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر شادی کر لے، شادی کر لے، شادی کر لے۔'' تین مرتبہ اس بات کو دوہرایا۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ ...... ''اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں کسی کو تم نے خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو۔'' (سورۂ نساء: ٢٠) یہاں خزانہ سے مراد حق مہر ہے۔

مذکورہ بالا دو ابواب کی احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ پانچ درہم، ایک تہبند اور لوہے کی انگوٹھی تک کا ذکر ہو چکا ہے، دراصل یہ عورت کا حق ہے اور وہ جس حق پر راضی ہو جائے، وہ اس کا مہر قرار پائے گا۔

احناف نے مہر کے لیے کم از کم دس درہم یا اس کے برابر قیمت کی چیز کی قید لگائی ہے اور یہ روایت بطورِ دلیل پیش کی ہے: ((لَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ۔)) ...... ''دس درہموں سے کم کوئی مہر نہیں ہے۔'' (دارقطنی: ٣/٢٤٤، بیہقی: ٧/١٣٣) لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو راویوں پر اعتراض ہے، ایک حجاج بن ارطاۃ جو مدلس ہے اور دوسرا مبشر بن عبید جو کہ متروک ہے، نیز اس کے مقابلے میں ایسی صحیح احادیث اوپر گزر چکی ہے، جو دس درہم سے کم مہر پر دلالت کرتی ہیں۔

البتہ یہ قید ضرور ہے کہ مہر کے سلسلے میں غلو سے بچنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ صَدَاقًا ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ الدُّخُوْلِ

اس شخص کا بیان جس نے مہر کے تقرر کے بغیر شادی کر لی اور پھر حق زوجیت ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا

(٦٩٣٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: اُتِيَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَسُئِلَ عَنْهَا شَهْرًا فَلَمْ يَقُلْ فِيْهَا شَيْئًا، ثُمَّ سَاَلُوْهُ، فَقَالَ: اَقُوْلُ فِيْهَا بِرَاْيِيْ، فَاِنْ يَكُ خَطَاً فَمِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَاِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنْ

سیدنا عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ لایا گیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی اور وہ فوت ہو گیا، نہ اس نے حق مہر مقرر کیا تھا اور نہ حق زوجیت ادا کیا تھا، ایک ماہ تک ان سے یہ سوال کیا جاتا رہا، لیکن انھوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، بعد ازاں جب انہوں نے سوال کیا، تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

(٦٩٣٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٢١١٤، وابن ماجه: ١٨٩١، والنسائي: ٦/ ١٢٢، والترمذي: ١١٤٥ (انظر: ١٨٤٦٠)

اللّٰهِ، وَلَهَا صَدَاقُ إِحْدٰى نِسَائِهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ فَقَالَ: أَشْهَدُ لَقَضَيْتَ فِيْهَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بِرْوَعَ ابْنَةِ وَاشِقٍ، قَالَ: فَقَالَ: هَلُمَّ شَاهِدَاكَ، فَشَهِدَ لَهُ الْجَرَّاحُ وَأَبُوْ سِنَانٍ رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعَ۔ (مسند احمد: ۱۸٦٥۱)

کہا: اب میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہے، اگر وہ خطا ہوا تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہوگا اور اگر وہ درست ہوا تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا، اس عورت کو اس کی دوسری خواتین کی طرح حق مہر دیا جائے گا، اس کو میراث بھی ملے گی اور اس پر عدت بھی ہوگی۔ یہ فیصلہ سن کر بنو اشجع قبیلے کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے عبد اللہ! تم نے جو فیصلہ دیا ہے، یہ بالکل رسول اللہ ﷺ کا وہ فیصلہ ہے، جو آپ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں کیا تھا، عبد اللہ کہنے لگے: اس پر گواہ لاؤ، اشجع قبیلے کے ہی دو افراد جراح اور ابوسنان نے اس کے ساتھ گواہی دی۔

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک اس مسئلہ پر غور کرتے رہے، اس میں اہل علم اور مفتی حضرات کے لیے بڑا اہم سبق ہے کہ ان کو نصوص میں غور وفکر کرنا چاہیے اور پیچیدہ مسائل میں فتوی دیتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(٦٩٣٣)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَ: أَتٰى قَوْمٌ عَبْدَ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالُوْا: مَا تَرٰى فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَذَكَرَ الْحَدِيْث، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ، قَالَ مَنْصُوْرٌ: أُرَاهُ، سَلَمَةَ بْنَ يَزِيْدَ فَقَالَ: فِيْ مِثْلِ هٰذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَّا امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ رُؤَّاسٍ يُقَالُ لَهَا: بِرْوَعُ بِنْتُ وَاشِقٍ، فَخَرَجَ مَخْرَجًا فَدَخَلَ فِيْ بِئْرٍ فَأَسِنَ فَمَاتَ وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا، فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((كَمَهْرِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ۔))

(دوسری سند) علقمہ اور اسود کہتے ہیں: کچھ لوگ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جس نے شادی کی، ...... پھر وہی حدیث ذکر کی ......، البتہ اس میں ہے: اشجع قبیلے کا سلمہ بن یزید نامی ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کے مسئلے کو یوں حل کیا تھا، ہمارے ایک آدمی نے بنو رؤاس کی بروع بنت واشق نامی خاتون سے شادی کی تھی، پھر وہ باہر نکلا، ایک کنویں میں داخل ہوا، وہاں اس کو غشی کا دورہ پڑا اور وہ فوت ہوگیا، جبکہ اس نے اپنی بیوی کے لیے مہر کا تعین بھی ابھی تک نہیں کیا تھا، وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اس خاتون کی دوسری رشتہ دار عورتوں کی طرح کا مہر دیا جائے گا،

(٦٩٣٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(مسند احمد: ۱۸٦٥٢)

اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو گی، نیز اس کو میراث بھی ملے گی اوراس پرعدت بھی ہو گی۔''

(٦٩٣٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ عَلْقَمَةَ، اَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَتُوُفِّيَ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا وَلَمْ يُسَمِّ صَدَاقًا، فَسُئِلَ عَنْهَا عَبْدُ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) فَقَالَ: لَهَا صَدَاقُ إِحْدٰى نِسَائِهَا وَلَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَقَامَ اَبُوْ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فِيْ رَهْطٍ مِنْ اَشْجَعَ فَقَالُوْا: نَشْهَدُ لَقَدْ قَضَيْتَ فِيْهَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ۔ (مسند احمد: ۱۸٦٥٣)

(تیسری سند) علقمہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی اورحق زوجیت کے ادا کرنے اور مہر کا تعین کرنے سے پہلے فوت ہو گیا، جب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اس خاتون کو مہر مثل دیا جائے گا،اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی جائے گی، نیز یہ عورت عدت بھی گزارے گی، سیدنا ابو سنان اشجعی اپنے قبیلے کے ایک گروہ سمیت کھڑے ہوئے اورانہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نے وہی فیصلہ کیا ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں کیا تھا۔

(٦٩٣٥)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ) عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِهِ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ۔ (مسند احمد: ۱۸٦٥٦)

(چوتھی سند) مسروق کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ...... پھر وہی حدیث ذکر کی...... البتہ اس میں ہے: پس سیدنا معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا۔

فوائد:...... مہر مقرر کرنے کے بغیر نکاح ہوسکتا ہے،مگر مہر کی نفی نہ کی جائے ،اگر مہر کی نفی کی جائے گی تو نکاح باطل ہوگا،مہر کی نفی نہ ہومگر مقرر نہ کیا گیا ہوتو بعد میں جس پر بھی اتفاق ہو جائے ، وہی مہر ہوگا اور اگر اتفاق نہ ہوتو اس عورت کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر مقرر کیا جائے گا،مثلا: اس کی بہنوں یا پھوپھیوں یا اسی جیسی دوسری عورتوں کا عمومی مہر۔اس کو مہرِ مثل کہا جاتا ہے۔

سنن ابو داود کی روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ جب لوگوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے حق میں یہ شہادت دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ بروع رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند سیدنا ہلال بن مرہ اشجعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے کہ ان کا اجتہادی فیصلہ،رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے موافق ہوگیا ہے۔

(٦٩٣٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩٣٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَقْدِيْمِ شَيْءٍ مِنَ الْمَهْرِ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِهِ وَوَعِيْدِ مَنْ سَمّٰى صَدَاقًا وَلَمْ يُرِدْ أَدَائَهُ،

جماع سے پہلے مہر کی کچھ ادائیگی کر دینے اور اس کو چھوڑ دینے کا بیان اور اس شخص کی وعید کا بیان کہ جس نے بظاہر مہر کا تعین تو کیا، لیکن اس کا ارادہ ادائیگی کا نہ تھا

(٦٩٣٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ابْنَتَهُ، فَقُلْتُ: مَا لِيْ مِنْ شَيْءٍ فَكَيْفَ؟ ثُمَّ ذَكَرْتُ صِلَتَهُ، وَعَائِدَتَهُ، فَخَطَبْتُهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِيْ أَعْطَيْتُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ: هِيَ عِنْدِيْ، قَالَ: ((فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ٦٠٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ارادہ کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ کی بیٹی کے بارے میں پیغام بھیجوں، لیکن پھر میں نے سوچا کہ میرے پاس تو کوئی مال نہیں ہے، سو میں کیا کروں، پھر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور بار بار ہمارے گھر آتے جاتے رہتے ہیں، پس میں نے آپ ﷺ کو یہ پیغام بھیج دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس کوئی چیز ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حطمی زرہ کہاں ہے، جو میں نے تجھے فلاں دن دی تھی؟'' میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی فاطمہ کو دے دو۔''

فوائد:...... امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "نِحْلَةُ الْخَلْوَةِ" (شبِ زفاف کے موقع پر تحفہ دینے کا بیان)۔ امام نسائی کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ زرہ کو مہر سے الگ سمجھ رہے ہیں اور اسے رخصتی اور خلوت کا خصوصی تحفہ قرار دیتے ہیں، جبکہ بہت سے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یہ مہر ہی ہے، جو نکاح کی بجائے رخصتی کے موقع پر دیا گیا۔ واللہ اعلم

حطمی زرہ کی وجۂ تسمیہ کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) یہ ''حطم'' کی طرف منسوب ہے، جس کا معنی توڑنا ہے، کیونکہ یہ زرہ تلواروں کو توڑ دیتی تھی، یعنی جو تلوار اس پر لگتی، وہ ٹوٹ جاتی، یا (۲) یہ عبد القیس کے ایک قبیلے حطمہ بن محارب کی طرف منسوب ہے، کیونکہ وہ لوگ یہ تلواریں بناتے تھے۔

(٦٩٣٧)۔ عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَصْدَقَ امْرَأَةً

سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے عورت کے لیے حق مہر مقرر کیا اور

(٦٩٣٦) تخريج: حسن لغيره، أخرجه بنحوه النسائي: ٦/ ١٢٩ (انظر: ٦٠٣)

(٦٩٣٧) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوي عن صهيب، ولجهالة الحسن بن محمد الانصاري، أخرجه ابن ماجه: ٢٤١٠ (انظر: ١٨٩٣٢)

صَدَاقًا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّه لَا يُرِيْدُ أَدَائَهُ إِلَيْهَا، فَغَرَّهَا بِاللّٰهِ وَاسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِالْبَاطِلِ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَهُوَ سَارِقٌ۔)) (مسند احمد: ۱۹۱۴۰)

اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہو کہ وہ اس کو ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا، اس طرح وہ اللہ کے نام پر عورت کو دھوکا دیتا ہے اور اس کی شرم گاہ کو باطل طریقے سے حلال کر لیتا ہے، یہ آدمی جس دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اس دن وہ چور شمار ہوگا۔''

فوائد:...... امام البانی نے ابن ماجہ کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دَيْنًا وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لَا يُوَفِّيَهُ إِيَّاهُ لَقِيَ اللَّهَ سَارِقًا۔)) ......''جس آدمی نے قرض لیا، جبکہ اس کا عزم یہ ہو کہ وہ اس کو ادا نہیں کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو چور کی حیثیت سے ملے گا۔''

مہر کے بغیر نکاح باطل ہوتا ہے، اس کی ادائیگی نہ کرنے کی نیت رکھنے والا آدمی بڑے خسارے میں ہوگا۔

بَابُ حُكْمِ هَدَايَا الزَّوْجِ لِلْمَرْأَةِ وَأَوْلِيَائِهَا
خاوند کا بیوی اور اس کے اولیاء کو تحفے دینے کا حکم

(۶۹۳۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا، وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُه، وَأُخْتُهُ۔)) (مسند احمد: ۶۷۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے حق مہر یا تحفہ یا وعدہ پر نکاح کیا ہے، تو جو چیز نکاح کے عقد سے پہلے ہوگی، وہ اس عورت کی ہی ہوگی، جو نکاح کے بعد ہوگی، وہ اسی کے لئے ہوگی، جس کے لیے دی جائے گی، یہ بیٹی اور بہن ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی عزت کا سب سے زیادہ مستحق قرار پاتا ہے۔''

فوائد:...... وعدہ سے مراد یہ ہے کہ بننے والا خاوند جو چیزیں دینے کا وعدہ کرے۔

اس حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ ولی یا وکیل کو نکاح سے پہلے جو کچھ دیا جائے گا، وہ دراصل اس کی بچی کا ہوگا اور نکاح کے بعد جو چیز جس کو دی جائے گی، وہ اسی کی ہوگی۔

حدیث مبارکہ کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے سالے اور داماد کی عزت کرنی چاہیے۔

(۶۹۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْتُحِلَّ بِهِ فَرْجُ الْمَرْأَةِ مِنْ مَهْرٍ اَوْ عِدَةٍ فَهُوَ لَهَا، وَمَا أُكْرِمَ بِهِ أَبُوْهَا أَوْ أَخُوْهَا أَوْ وَلِيُّهَا بَعْدَ عَقْدِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس حق مہر یا وعدہ کے ذریعہ عورت کی شرمگاہ حلال کی گئی ہے، وہ اسی عورت کے لئے ہے اور نکاح کے عقد کے بعد اس کے باپ یا بھائی یا ولی کو اعزازی طور پر جو چیز دی جائے، وہ

(۶۹۳۸) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۲۱۲۹ (انظر: ۶۷۰۹)

(۶۹۳۹) حسن من حدیث عبد الله بن عمرو بن العاص، أخرجه عبد الرزاق: ۱۰۷۴۳ (انظر: ۲۴۹۰۹)

النِّكَاحِ فَهُوَ لَهُ، وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ بِهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ وَأُخْتُهُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٤٢٢)

اسی کی ہو گی، یہ بیٹی اور بہن ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی عزت کا سب سے حقدار قرار پاتا ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِهَازِ

جہیز کا بیان

(٦٩٤٠)۔عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِيْ خَمِيْلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةِ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفُ الْإِذْخِرِ۔ (مسند احمد: ٦٤٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں یہ اشیاء دی تھیں: ایک چادر، ایک مشک اور چمڑے کا ایک تکیہ، جس کی بھرائی اذخر گھاس کے پتوں سے کی گئی تھی۔

(٦٩٤١)۔(عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) مِثْلُهُ وَفِيْهِ: وَوِسَادَةُ أَدَمٍ حَشْوُهَا إِذْخَرٌ، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: لِيفٌ۔(مسند احمد: ٧١٥)

(دوسری سند) اسی کی مانند ہے، البتہ اس میں ہے: ایک چمڑے کا تکیہ تھا، جس کی بھرائی اذخر گھاس سے کی گئی تھی، ابو سعید نے کہا: اذخر گھاس کے پتوں سے کی گئی تھی۔

(٦٩٤٢)۔(وعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهَا بِخَمِيْلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٨١٩)

(تیسری سند) نبی کریم ﷺ نے جب سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو آپ ﷺ نے ان کو یہ سامان دیا: ایک چادر، چمڑے کا ایک تکیہ، جس میں پتے بھرے گئے تھے، دو چکیاں، ایک مشک اور دو گھڑے۔

فوائد:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہیز میں حاجت وضرورت کے مطابق کچھ چیزیں دی جا سکتی ہیں، لیکن اس میں تکلّف اور وسعت اختیار کرنا ہر لحاظ سے انتہائی ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ دورِ حاضر میں ہو رہا ہے، امیر لوگ اس سلسلے میں فخر ومباہات میں پڑے ہوئے ہیں، غریب لوگ انتہائی پریشانی میں بھیک مانگ کر بچی کی شادی کی تیاری کر رہے ہیں اور درمیانی قسم کے لوگ مقروض ہو کر اپنی زندگیوں کا سکون غارت کر رہے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔)) ......''ایک بستر مرد کے لیے ہوتا ہے، ایک اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ٣٨٨٦)

امام نووی نے کہا: علمائے اسلام کا نظریہ ہے کہ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب لوگ اس سلسلے حاجت اور

(٦٩٤٠) تخريج: اسناده قوى، أخرجه النسائى: ٦/ ١٣٥، وابن ماجه: ٤١٥٢ (انظر: ٦٤٣)

(٦٩٤١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩٤٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

ضرورت سے بڑھ کر کام کریں گے تو وہ مباہات، تکبر اور دنیوی زینت کے لیے ہوگا اور اس قسم کی چیز مذموم ہوتی ہے، جس کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کیونکہ وہی اس سے راضی ہوتا ہے، لوگوں کو اس قسم کے وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو ان کی کاروائیاں خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔

قارئین کرام! ذہن نشین کر لیں کہ دورِ حاضر کے پر تکلف جہیز، پر اہتمام باراتیں اور رسمیں اور بڑے بڑے ولیمے یہی ایسی صورتیں اختیار کر چکے ہیں کہ ان کا مقصد نمود ونمائش اور فخر ومباہات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور ان امور کی بنیاد سنت ِ رسول نہیں ہے، انتہائی کنجوس اور بخیل لوگوں کو ان موقعوں پر کھلے دل سے خرچ کرتے ہوئے پایا گیا ہے، بھلا کیوں؟ کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی نے اپنے ولیمہ پر پندرہ سو افراد کو دعوت دی اور مٹن اور چکن سمیت تین قسم کی ڈشیں تیار کروائیں اور تین چار دن شادی کا یہ سلسلہ جاری رہا، اس آدمی نے اپنے ایک انتہائی غریب اور معذور رشتہ دار سے پچیس ہزار روپے کا قرض لینا تھا، جونہی وہ شادی سے فارغ ہوا تو اس نے اس رشتہ دار کے گھر پہنچ کر اپنے قرض کا مطالبہ شروع کر دیا، اس بیچارے نے ضرورت کی گندم بیچ کر اور کچھ رقم ادھار پر لے کر اس کا قرض اتارا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر باراتوں اور ولیموں پر لاکھوں روپے لٹانا سنت ہے تو کسی محتاج رشتہ دار کو چند ہزار روپے معاف کیوں نہیں کیے جا سکتے یا اس کو چند ماہ کی مزید رخصت کیوں نہیں دی جاتی؟ کون سمجھے روحِ اسلام کو اور پھر کہاں سے لائے جواب؟ یہی معاملہ جہیز کا ہے، ایسی بے غیرتی رقص کناں ہے کہ لڑکے کی طرف سے باقاعدہ جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور اس طرح وہ شریعت کی نگاہ میں مذموم بھکاری بنتا ہے۔

(٦٩٤٣)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا حِيْنَمَا تَزَوَّجَهَا: ((أَمَا إِنِّي لَا أَنْقُصُكِ مِمَّا أَعْطَيْتُ أَخَوَاتِكِ رَحَيَيْنِ وَجَرَّةً وَمِرْفَقَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٦٤)

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے شادی کی تو ان سے فرمایا: ''میں نے جو کچھ تیری بہنوں کو دیا ہے، تیرے لیے اس سے کمی نہیں کروں گا، دو چکیاں ہیں، ایک گھڑا ہے اور چمڑے کا ایک گدا ہے، جس میں پتے بھرے گئے تھے۔

فوائد:...... بہنوں سے مراد اسلامی بہنیں ہیں، یعنی اسلامی رشتے کے اعتبار سے امہات المؤمنین آپس میں بہنیں تھیں۔

(٦٩٤٣) تخريج: هذا اسناد ضعيف لجهالة ابن عمر بن ابی سلمة، أخرجه ابن حبان: ٢٩٤٩، والحاكم: ٢/ ١٧٨، وابويعلى: ٦٩٠٧ (انظر: ٢٦٥٢٩)

اَبْوَابُ مَوَانِعِ النِّكَاحِ
نکاح کے موانع کا بیان

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَنَحْوِهَا مِنَ الْمَحَارِمِ
عورت اور اس کی پھوپھی کو اور اس قسم کی محرم خواتین کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے ممانعت کا بیان

(٦٩٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ وَبَيْنَ الْعَمَّتَيْنِ وَالْخَالَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٨٧٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ بھتیجی اور پھوپھی اور بھانجی اور خالہ کو ایک نکاح میں جمع کیا جائے۔

فوائد:...... ”وَبَيْنَ الْعَمَّتَيْنِ وَالْخَالَتَيْنِ“ کے ذریعے پچھلے جملے کے مضمون کو دوہرایا گیا، تغلیباً پھوپھی اور بھتیجی کو ”عَمَّتَيْن“ اور خالہ اور بھانجی کو ”خَالَتَيْن“ کہا گیا۔

(٦٩٤٥)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا۔(مسند احمد: ٣٥٣٠)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے اسے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کی موجودگی میں شادی کی جائے۔

(٦٩٤٦)۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ أَخِيْهَا، وَالْمَرْأَةُ عَلٰى خَالَتِهَا وَالْخَالَةُ عَلٰى بِنْتِ أُخْتِهَا، لَا تُنْكَحُ الْكُبْرٰى عَلَى الصُّغْرٰى وَلَا الصُّغْرٰى عَلَى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے، بھتیجی پر اس کی پھوپھی سے، خالہ پر اس کی بھانجی سے اور بھانجی پر اس کی خالہ سے نکاح کیا جائے۔ اور آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ چھوٹی پر بڑی سے اور بڑی پر چھوٹی سے شادی کی جائے۔

(٦٩٤٤) اسناده ضعيف، خصيف بن عبد الرحمن سيىء الحفظ، أخرجه ابوداود: ٢٠٦٧ (انظر: ١٨٧٨)

(٦٩٤٥) تخريج: صحيح، أخرجه الترمذى: ١١٢٥ (انظر: ٣٥٣٠)

(٦٩٤٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٢٠٦٥، والترمذى: ١١٢٦، والنسائى: ٦/ ٩٨، وعلقه البخارى باثر الحديث (٥١٠٨) (انظر: ٩٥٠٠)

الْكُبْرٰی۔ (مسند احمد: ٩٤٩٦)

فوائد:...... بڑی سے مراد خالہ یا پھوپھی ہے اور چھوٹی سے مراد بھانجی یا بھتیجی ہے۔

(٦٩٤٧)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا۔)) (مسند احمد: ٥٧٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت سے شادی نہ کی جائے، جس کی پھوپھی اور خالہ پہلے سے موجود ہوں۔''

(٦٩٤٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُه۔ (مسند احمد: ٦٧٧٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث ِ نبوی بیان کی ہے۔

(٦٩٤٩)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى، فَذَكَرَ خِصَالًا نَهٰى النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا مِنْهَا وَاَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا۔ (مسند احمد: ١١٦٦٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ امور سے منع کیا، پھر انھوں نے ان امور کو شمار کیا، ان میں سے ایک چیز یہ تھی: لڑکی اور اس کی خالہ اور لڑکی اور اس کی پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع کرنا۔ یعنی یہ ان امور میں سے تھا، جن سے آپ ﷺ نے منع کیا تھا۔

(٦٩٥٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا، وَلَا الْمَرْأَةُ عَلَى ابْنَةِ اَخِيْهَا وَلَا عَلَى ابْنَةِ اُخْتِهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٦٨٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے، خالہ پر اس کی بھانجی سے، بھتیجی پر اس کی پھوپھی سے اور بھانجی پر اس کی خالہ سے نکاح نہ کیا جائے۔''

عورت کی پھوپھی سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کی خالہ سے نکاح کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی بھتیجی سے اور نہ ہی اس کی بھانجی سے۔

(٦٩٥١)۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّه سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَبَيْنَ خَالَةِ اَبِيْهَا

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ان سے ایک آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو اپنے نکاح میں ایک عورت اور اس کے باپ کی خالہ

(٦٩٤٨٧) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ٨٨٨، وابويعلى: ٣٦٠ (انظر: ٥٧٧)

(٦٩٤٨) تخريج: صحيح، أخرجه الطبرانى (انظر: ٦٧٧٠)

(٦٩٤٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابويعلى: ١٢٦٨ (انظر: ١١٦٣٧)

(٦٩٥٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٥١٠٨ (انظر: ١٤٦٣٣)

(٦٩٥١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه المرفوع منه محمد بن نصر فى "السنة": ٢٧٢ (انظر: ٩٨٣٤)

وَالْمَرْأَةِ وَخَالَةِ أُمِّهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّةِ أَبِيْهَا وَالْمَرْأَةِ وَعَمَّةِ أُمِّهَا، فَقَالَ: قَالَ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، فَنَرٰى خَالَةَ أُمِّهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ وَإِنْ كَانَ مِنَ الرِّضَاعِ يَكُوْنُ مِنْ ذَالِكَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ۔ (مسند احمد: ٩٨٣٣)

یا اس کی ماں کی خالہ کو جمع کرتا ہے اور عورت اور اس کے باپ کی پھوپھی یا اس کی ماں کی پھوپھی کو جمع کرتا ہے۔ انھوں نے جواباً کہا: قبیصہ بن ذؤیب نے بیان کیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ایک نکاح میں عورت اور اس کی خالہ کو اور عورت اور اس کی پھوپھی کو جمع کیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ عورت کی ماں کی خالہ اس کی اپنی خالہ کے قائم مقام ہے اور اگر اس طرح کا رضاعی رشتہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(٦٩٥٢)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَ تْ أُمُّ حَبِيْبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِيْ أُخْتِيْ؟ قَالَ: ((فَأَصْنَعُ بِهَا مَاذَا؟)) قَالَتْ: تَزَوَّجُهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَقُّ مَنْ شَرِكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ أُخْتِيْ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ)) قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَتْ تَحِلُّ لِيْ لَمَا تَزَوَّجْتُهَا، قَدْ اَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةُ بَنِيْ هَاشِمٍ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ اَخَوَاتِكُنَّ وَلَا بَنَاتِكُنَّ۔)) (مسند احمد: ٢٧٠٢٦)

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری بہن کی رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کو کیا کروں؟'' انھوں نے کہا: آپ اس سے شادی کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ پسند کرتی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں اور پہلے کون سی اکیلی ہوں، اور میری بہن سب سے زیادہ حقدار ہے کہ وہ اس خیر و بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے لئے حلال نہیں۔'' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ نے درہ بنت ام سلمہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میرے لیے حلال ہوتی تو پھر بھی میں اس سے شادی نہ کر سکتا، کیونکہ بنو ہاشم کی لونڈی ثویبہ نے مجھے اور اس کے باپ کو دودھ پلایا ہے، پس اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو مجھ پر پیش نہ کرو۔''

فوائد:...... کون کون سی خواتین کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، دو بہنوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ ......''(اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ) تم دو بہنوں کو

(٦٩٥٢) تخريج: صحيح من حديث ام حبيبة بنت ابی سفيان كما فی البخاری ومسلم، أخرجه ابوداود: ٢٠٥٦ (انظر: ٢٦٤٩٣)

جمع کرو۔'' (سورۂ نساء: ۲۳)

لیکن اس باب کی احادیث سے پتہ چلا کہ خالہ اور اس کی بھانجی اور پھوپھی اور اس کی بھتیجی کو بھی ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، رضاعی رشتوں کا بھی اسی طرح لحاظ رکھا جائے گا۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ احادیثِ مبارکہ بنفسِ نفیس حجت ہیں، ان کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، غور کریں کہ اللہ تعالی نے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر کے فرمایا: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ ...... ''اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں۔'' (سورۂ نساء: ۲٤)

لیکن احادیثِ مبارکہ نے خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی اور رضاعی رشتوں کا اضافہ کر دیا،

شارح ابوداود علامہ شرف الحق عظیم آبادی نے کہا: خارجیوں اور شیعوں کے بعض گروہوں نے ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست ہے، لیکن جمہور اہل علم نے اِن احادیث سے حجت پکڑی اور اِن کی روشنی میں قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کر دی اور ان دو رشتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا، راجح بات جمہور اصولیوں کی ہی ہے کہ خبر واحد کے ذریعے قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کی جا سکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والے کلام کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۷۰ ۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ
کسی شخص کا اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لینے کا بیان

(۶۹۵۳)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ اَبِيْهِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ أَوْ أَقْتُلَهُ وَ آخُذَ مَالَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۵٦)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے ماموں کو اس حال میں ملا کہ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں: انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، آپ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا کہ میں اس کی گردن اڑا دو، یا اس کو قتل کر دوں اور اس کا مال لوٹ لاؤں۔

(۶۹۵٤)۔ وَعَنْ يَزِيدَ بنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(۶۹۵۳) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، وانظر الارواء: ۸/ ۳۳، أخرجه ابوداود: ٤٤٥٦، والنسائی: ٦/ ۱۰۹ (انظر: ۱۸۵۵۷)

(۶۹۵٤) تخریج: انظر الحدیث السابق، وانظر المصدر المذکور فی الحدیث السابق

قَالَ: لَقِيْتُ خَالِيْ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ الْمُتَقَدِّمَ وَفِيْ آخِرِهِ: قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا حَدَّثَ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ مَرْيَمَ عَبْدِ الْغَفَّارِ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ لِعِلَّتِهِ۔ (مسند احمد: ١٨٨١١)

اپنے ماموں کو ملا،...... پھر اوپر والی حدیث بیان کی،...... البتہ اس کے آخر میں ہے: ابوعبدالرحمن نے کہا: میرے باپ نے ابومریم عبدالغفار سے صرف یہ حدیث بیان کی ہے، کیونکہ اس میں علت موجود ہے۔

(٦٩٥٥)۔ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ: ثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي الْجَهْمِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: إِنِّي لَأَطُوْفُ عَلٰى إِبِلٍ ضَلَّتْ لِيْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنَا أَجُوْلُ فِيْ أَبْيَاتٍ فَإِذَا أَنَا بِرَكْبٍ وَفَوَارِسَ إِذْ جَاؤُوْا فَطَافُوْا بِفِنَائِيْ فَاسْتَخْرَجُوْا رَجُلًا فَمَا سَأَلُوْهُ وَلَا كَلَّمُوْهُ حَتّٰى ضَرَبُوْا عُنُقَهُ، فَلَمَّا ذَهَبُوْا سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوْا: عَرَّسَ بِامْرَأَةِ أَبِيْهِ۔ (مسند احمد: ١٨٨٠٩)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے اونٹ گم ہو گئے، پس میں مختلف گھروں میں چکر لگا رہا تھا، اچانک میں نے ایک قافلہ اور گھوڑ سوار دیکھے، وہ آگے بڑھے اور میرے صحن میں گھومے، انھوں نے ایک آدمی کو نکالنے کا مطالبہ کیا، پھر نہ انھوں نے اس سے کوئی سوال کیا اور نہ اس سے کوئی بات کی، یہاں تک کہ اس کی گردن اڑا دی، جب وہ چلے گئے تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔

(٦٩٥٦)۔ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ثَنَا أَبُوْبَكْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: أَتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهَا رَجُلًا فَقَتَلُوْهُ، قَالَ: قُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ دَخَلَ بِأُمِّ امْرَأَتِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَتَلُوْهُ۔(مسند احمد: ١٨٨١٠)

سیدنا مطرف سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: کچھ لوگ ایک خیمہ میں آئے، انھوں نے وہاں سے ایک آدمی باہر نکالا اور اسے قتل کر دیا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنی بیوی کی ماں سے شادی کی ہے، نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو اس کی طرف بھیجا ہے، اس لیے انھوں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

(٦٩٥٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ بِنَا نَاسٌ مُنْطَلِقُوْنَ، فَقُلْنَا: أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ؟ فَقَالُوْا: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى رَجُلٍ يَأْتِي امْرَأَةَ أَبِيْهِ أَنْ نَقْتُلَهُ۔ (مسند احمد: ١٨٧٧٩)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: کچھ لوگ ہمارے پاس سے گزرے، ہم نے کہا: تم کہاں جا رہے ہو: انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایسے آدمی کی جانب بھیجا ہے، جو اپنے باپ کی بیوی سے زنا کرتا ہے، تا کہ ہم

(٦٩٥٥) تخريج: صحيح، قاله الالباني، وانظر المصدر المذكور في الحديث رقم: ٦٩٥٤

(٦٩٥٦) تخريج: صحيح، قاله الالباني

(٦٩٥٧) تخريج: صحيح، قاله الالباني

اس کو قتل کر دیں۔

فوائد:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾ ...... ''اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو، جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے، مگر جو گزر چکا ہے، یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔'' (سورۂ نساء: ۲۲)

دورِ جاہلیت میں سوتیلی ماں کو بھی میت کا ورثہ سمجھ لیا جاتا تھا، اس کا نکاح کرنے یا نہ کرنے کا انحصار ورثاء کی مرضی پر تھا، بلکہ مرنے والے کا بیٹا اپنے باپ کی اس بیوی سے نکاح بھی سکتا تھا، شریعتِ اسلامیہ نے اس تحریم و تقدس کو بحال کرتے ہوئے سوتیلی ماں کو بھی محرم قرار دیا اور اس سے نکاح کرنے والے کی سزا یہ رکھی کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کا مال غصب کر لیا جائے۔

أَبْوَابُ تَحْرِيمِ النِّكَاحِ بِالرَّضَاعِ
رضاعت کی وجہ سے نکاح کے حرام ہو جانے کے ابواب
بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ
جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں، وہی رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں

(٦٩٥٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَجْمَلِ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ؟ قَالَ: ((وَ مَنْ هِيَ؟)) قُلْتُ: ابْنَةُ حَمْزَةَ، قَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعِ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ۔)) (مسند احمد: ١٠٩٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو ایسی لڑکی کا نہ بتاؤں، جو قریش میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: سیدنا حمزہ کی بیٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے نہیں ہو کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے رضاعت کی وجہ سے وہی رشتے حرام کیے ہیں، جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔''

فوائد:...... ابولہب کی لونڈی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رضاعی بھائی بن گئے اور ہر ایک کی اولاد دوسرے کے لیے محرم قرار پائی۔ اگر صرف نسب کو دیکھا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حمزہ کی بچی سے شادی کر سکتے تھے، لیکن رضاعت آڑے آ گئی۔

(٦٩٥٩)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا:

(٦٩٥٨) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١١٤٦ (انظر: ١٠٩٦)
(٦٩٥٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٤٦ (انظر: ٦٢٠)

اللّٰهِ! مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِيْ قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا، قَالَ: ((وَهَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، ابْنَةُ حَمْزَةَ، قَالَ: ((اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ، هِيَ ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔)) (مسند احمد: ٦٢٠)

اے اللہ کے رسول اللہ! آپ قریش میں رشتے کو پسند کرتے ہیں اور ہمیں یعنی بنو ہاشم کو چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، سیدنا حمزہ کی بیٹی (سلمیٰ) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے، کیونکہ وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے۔''

(٦٩٦٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيْدَ عَلَى ابْنَةِ حَمْزَةَ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ۔)) (مسند احمد: ٣٠٤٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو سیدنا حمزہ کی بیٹی سے رشتہ کرنے کا بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے اور رضاعت سے وہ رشتہ حرام ہے، جو نسب سے حرام ہے، سو وہ میرے لئے حلال نہیں۔''

(٦٩٦١)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ مِنْ خَالٍ أَوْعَمٍّ أَوِ ابْنِ أَخٍ۔)) (مسند احمد: ٢٥٢١٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت کی وجہ سے وہ رشتہ حرام ہوتا ہے، جو نسب کی وجہ سے حرام ہے، مثلا ماموں، چچا، بھتیجا وغیرہ۔''

فوائد:...... ہر وہ عورت جو نسب کی وجہ سے حرام کی گئی ہے، وہ اسی طرح رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہے، ان عورتوں کی تفصیل یہ ہیں: ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔

ان عورتوں میں وہی تفصیل ہے، جو نسبی محرمات میں بیان کی جاتی ہے، یعنی صرف رضاعی ماں بھی حرام نہیں ہوگی، بلکہ اس کی ماں، اس کی دادی اور آگے پڑدادیاں اور ان سے آگے تک تمام مائیں حرام ہوں گی۔ اسی طرح اگر رضاعی بیٹی حرام ہے تو رضاعی پوتیاں، نواسیاں، اور نواسیوں اور پوتیوں کی بیٹیاں، نیچے تک سب حرام ہوں گی۔

قرآن مجید میں صرف رضاعی ماؤں اور رضاعی بہنوں کی حرمت کا ذکر ہے، باقی تفصیل احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔

(٦٩٦٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٤٥، ومسلم: ١٤٤٧ (انظر: ٣٠٤٣)

(٦٩٦١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذي: ١١٤٧، والنسائي: ٦/ ٩٨ (انظر: ٢٤٧١٢)

بَابُ هَلْ يَثْبُتُ حُكْمُ الرَّضَاعِ فِي حَقِّ زَوْجِ الْمُرْضِعَةِ وَأَقَارِبِهِ كَالْمُرْضِعَةِ أَمْ لَا

کیا دودھ پلانے والی خاتون کے خاوند اور اس کے رشتہ داروں کے لیے بھی رضاعت کا حکم ثابت ہو جائے گا یا نہیں

(٦٩٦٢)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي قُعَيْسٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي قُعَيْسٍ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَقَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ۔)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، قَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٠٥٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، میں نے انکار کر دیا، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، لیکن میں نے اجازت نہ دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دیا کرو۔'' میں نے کہا: ''مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے، نہ کہ مرد نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، تو اس کو اجازت دے دیا کر، وہ تیرا رضاعی چچا ہے۔''

(٦٩٦٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ نِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ بَعْدَ مَاضُرِبَ الْحِجَابُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦١٣٨)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد میرے رضاعی چچا نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، ...... پھر وہی حدیث بیان کی۔

(٦٩٦٤)۔ (وعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ نِي أَفْلَحُ بْنُ أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، وَالَّذِي أَرْضَعَتْ عَائِشَةُ مِنْ لَبَنِهِ هُوَ أَخُوهُ، فَجَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ۔)) الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٠٣)

(تیسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: افلح بن ابی قعیس آیا اور میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، جس خاتون نے عائشہ کو دودھ پلایا تھا، یہ شخص اس کے خاوند کا بھائی تھا، پس اس نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، لیکن میں نے انکار کر دیا، جب نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اجازت دے دیا کر۔'' ......الحدیث۔

(٦٩٦٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٩٦، ومسلم: ١٤٤٥ (انظر: ٢٤٠٥٤)

(٦٩٦٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩٦٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩٦٥)۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: امْرَأَةُ أَبِي أَرْضَعَتْ جَارِيَةً مِنْ عُرْضِ النَّاسِ بِلَبَنِ أَخَوَيَّ، أَ فَتَرٰى أَنِّي أَتَزَوَّجُهَا؟ فَقَالَ: لَا، أَبُوْكَ أَبُوْهَا قَالَ: ثُمَّ حَدَّثَ حَدِيْثَ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا الْقُعَيْسِ أَتٰى عَائِشَةَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا قُعَيْسٍ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَلَمْ آذَنْ لَه، فَقَالَ: ((هُوَ عَمُّكِ فَلْيَدْخُلْ عَلَيْكِ۔))، فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ: ((هُوَ عَمُّكِ فَلْيَدْخُلْ عَلَيْكِ۔))

(مسند احمد: ٢٦٣٤٣)

عباد بن منصور کہتے ہیں: میں نے قاسم بن محمد سے کہا: میرے باپ کی بیوی نے میرے بھائیوں کا دودھ عوام میں سے کسی لڑکی کو پلایا، اب کیا میں اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: نہیں، کیونکہ اب تیرا اور اس لڑکی کا باپ ایک ہے، پھر اس نے ابو قعیس کی حدیث بیان کی اور وہ اس طرح کہ ابو قعیس، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے اندر جانے کی اجازت طلب کی، لیکن انہوں نے اس کو اجازت نہ دی، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو قعیس آیا تھا، اس نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، لیکن میں نے اس کو اجازت نہیں دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو تمہارا چچا ہے، اس کو تمہارے پاس آ جانا چاہیے۔'' میں نے کہا: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے، نہ کہ مرد نے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کہہ رہا ہوں وہ آپ کا چچا ہے، وہ تمہارے پاس آ سکتا ہے۔''

(٦٩٦٦)۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ، إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے، میں نے ایک آدمی کی آواز سنی، وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی، آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ حفصہ کا فلاں رضاعی چچا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میرا فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتا تو وہ مجھ پر داخل ہو سکتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی بالکل، بیشک رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جو نسب اور ولادت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔''

(٦٩٦٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٧٩٦، ومسلم: ١٤٤٥ (انظر: ٢٥٨٢٣)
(٦٩٦٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٦٤٦، ٣١٠٥، ومسلم: ١٤٤٤ (انظر: ٢٥٤٥٣)

تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٦٧)

فوائد:...... جیسے رضاعت کی وجہ سے خواتین کی حرمت ثابت ہوتی ہے، اسی طرح اگر دودھ پینے والی بچی ہو تو وہ بھی رضاعت کی وجہ سے بعض مردوں پر حرام ہو گی، اگر دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہے، تو اس کا خاوند رضاعی باپ ہوگا، اس کا بیٹا رضاعی بھائی ہوگا، اس کا بھائی رضاعی ماموں ہوگا، اس کا باپ رضاعی نانا ہوگا، رضاعی باپ کے والدین رضاعی دادا دادی ہوں گے، علی ہذا القیاس، اسی طرح آگے علاتی اور اخیافی بہن بھائیوں کا سلسلہ ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا دودھ اس کے خاوند کے جماع اور حمل کے نتیجے میں اترتا ہے، گویا عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے، لہٰذا دودھ پینے والے بچے یا بچی کا رشتہ عورت اور اس کے خاوند دونوں سے قائم ہوگا۔

بَابُ عَدَدِ الرَّضُعَاتِ الْمُحَرِّمَةِ وَمَا جَاءَ فِيْ رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ

حرام کرنے والی رضعات کی تعداد اور بڑے آدمی کی رضاعت کا بیان

(٦٩٦٧)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ادْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ، فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ فَرُدُّوْا إِلٰى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ فَمَوْلًى وَأَخٌ فِي الدِّيْنِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا يَأْوِيْ مَعِيْ وَمَعَ أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَيَرَانِيْ فُضُلًا (وَفِيْ لَفْظٍ: وَقَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ) وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَقَالَ: ((أَرْضِعِيْهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((أَرْضِعِيْهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا، سالم انصار کی ایک عورت کا غلام تھا، اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا، جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو متبنی بیٹا بنا لیا تھا، دورِ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے، پھر جو منہ بولا بیٹا بناتا تھا اس کو بیٹا کہہ کر ہی آواز دیتا تھا اور وہ وراثت کا حقدار بنتا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتار دیا: ﴿ادْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ......فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ ''انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ انصاف والی ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔'' (سورۂ احزاب: ۵) اس آیت کے بعد منہ بولے بیٹے اصلی باپ کے نام کی جانب پھیر دیئے گئے، جن کے باپوں کے نام معلوم نہ تھے، ان کو دوست یا بھائی کہہ کر پکارا جاتا، سیدنا ابو حذیفہ کی اہلیہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور انھوں

(٦٩٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٠٠، ٥٠٨٨ (انظر: ٢٥٦٥٠)

تَـحْـرُمِيْ عَلَيْهِ۔)) فَكَانَ بِمِنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعِ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ:) فَأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَبِذَالِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَأْمُرُ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتِ أَخَـوَاتِهَـا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَرَاهَا وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ كَانَ كَبِيْرًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتّٰى يَرْضَعَ فِي الْمَهْدِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللّٰهِ! مَا نَدْرِيْ لَعَلَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسَالِمٍ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ۔ (مسند احمد: ٢٦١٦٩)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے تو سالم کو بیٹا بنا رکھا تھا، وہ میرے اور ابو حذیفہ کے پاس آتا تھا اور کام کاج کے عام کپڑوں میں دیکھتا رہتا تھا، اب وہ بڑا ہو چکا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم بھی اتار دیا ہے کہ منہ بولا بیٹا، حقیقی نہیں ہوتا، انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو پانچ مرتبہ دودھ پلا دے، اس وجہ سے تو اس پر حرام ہو جائے گی اور وہ رضاعی بیٹا بن جائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: پس سہلہ نے اسے پانچ مرتبہ دودھ پلایا اور یہ ان کے رضاعی بیٹا بن گیا۔ اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن افراد کو دیکھنا چاہتی تھیں، اپنی بہنوں کو اور بھانجیوں کو حکم دیتیں کہ وہ ان کو دودھ پلا دیں، اگرچہ وہ بڑی عمر کے ہوتے، جب وہ اسے پانچ مرتبہ دودھ پلا دیتیں تو وہ داخل ہو سکتا تھا، مگر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات کسی کو اس رضاعت کی وجہ سے داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتی تھیں، وہ اس رضاعت کو معتبر سمجھتی تھیں، جو دودھ کی عمر میں ہوتی تھی، اور وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی تھیں کہ ممکن ہے یہ رخصت دوسرے لوگوں کے لیے نہ ہو، بلکہ صرف سیدنا سالم کے لئے ہو کہ انہوں نے بڑی عمر میں بھی دودھ پی لیا تو رضاعت ثابت ہوگئی۔

فوائد:...... دودھ کی کتنی مقدار سے رضاعت ثابت ہوگی؟ اس باب کے آخر میں وضاحت کی جائے گی۔

''کام کاج کے عام کپڑوں میں دیکھتا رہتا تھا'' اس سے مراد یہ ہے کہ اس قسم کے کپڑوں سے نہ مکمل پردہ ہوتا ہے اور کام کاج کے دوران وجود کو چھپانا بھی مشکل ہوتا ہے، اور اُدھر سیدنا سالم رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہوتے تھے، اس چیز کو سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ محسوس کرنے لگ گئے۔

(٦٩٦٨)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ سہلۃ بنت سہیل رضی اللہ عنہا،

(٦٩٦٨) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "فارضعيه عشر رضعات" فقد انفرد فيه ابن اسحاق، والصحيح "أرضعيه خمس رضعات" وانظر الحديث السابق

قَالَتْ: اَتَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ سَالِمًا كَانَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ، اَنَّا كُنَّا نَعُدُّهُ وَلَدًا، فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ كَيْفَ شَاءَ وَلَا نَحْتَشِمُ مِنْهُ، فَلَمَّا أَنْزَلَ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهِ مَا أَنْزَلَ، اَنْكَرْتُ وَجْهَ اَبِيْ حُذَيْفَةَ إِذَا رَآهُ، يَدْخُلُ عَلَيَّ، قَالَ: ((فَأَرْضِعِيْهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلْ عَلَيْكِ كَيْفَ شَاءَ فَإِنَّمَا هُوَ ابْنُكِ۔))، فَكَانَتْ عَائِشَةُ تَرَاهُ عَامًّا لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَكَانَ مَنْ سِوَاهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَرٰى اَنَّهَا كَانَتْ خَاصَّةً لِسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ الَّذِيْ ذَكَرَتْ سَهْلَةُ مِنْ شَأْنِهِ رُخْصَةً لَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٤٦)

نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ سالم کا ہمارے ہاں کیا مقام تھا، بس ہم اس کو بیٹا ہی سمجھتے تھے، وہ میرے پاس جیسے چاہتا، آجاتا تھا، ہم اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے، اب اس کے بارے میں اور اس قسم کے لے پالک لڑکوں کے بارے میں نیا حکم نازل ہو چکا ہے، اب جب سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھتے ہیں تو ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے دس مرتبہ دودھ پلا دے، پھر وہ جیسے چاہے، تیرے پاس آ جائے، وہ تیرا بیٹا بن جائے گا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس حکم کو عام سمجھتی تھیں، لیکن دوسری ازواج مطہرات کا خیال تھا کہ یہ حکم مولائے ابی حذیفہ سالم کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے اس کی ایک خاص صورت ذکر کی تھی۔

(٦٩٦٩)۔ عَنْ سَهْلَةَ امْرَأَةِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ ذُوْلِحْيَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْضِعِيْهِ۔)) فَقَالَتْ: كَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ ذُوْلِحْيَةٍ، فَأَرْضَعَتْهُ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٥٤٥)

سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سیدنا ابوحذیفہ کا آزاد شدہ غلام میرے پاس آتا ہے، جبکہ اب تو وہ داڑھی والا جوان ہو چکا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔'' اس نے کہا: میں اسے کیسے دودھ پلاؤں وہ تو داڑھی والا ہے؟'' پھر انھوں نے اس کو دودھ پلا دیا تھا اور وہ ان کے پاس آتا جاتا تھا۔

(٦٩٧٠)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُوْلُ: أَبٰى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ اَحَدًا بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی تھیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی تمام ازواجِ مطہرات نے اس سے انکار کر دیا تھا کہ سالم جیسی رضاعت کی وجہ سے کوئی آدمی

(٦٩٦٩) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٧٤٢، وأخرجه بنحوه مسلم: ١٤٥٣ (انظر: ٢٧٠٠٥)

(٦٩٧٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥٤ (انظر: ٢٦٦٦٠)

لِعَائِشَةَ: وَاللّٰهِ! مَا نَرٰى هٰذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِسَالِمٍ خَاصَّةً، فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا رَائِيْنَا۔ (مسند احمد: ٢٧١٩٦)

ان کے پاس آئے، اور انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہماری تو صرف یہ رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی یہ رخصت سالم کے ساتھ خاص ہے، لہٰذا ایسی رضاعت کی وجہ سے نہ کوئی ہم پر داخل ہوا اور نہ ہمیں دیکھے۔

(٦٩٧١)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ الْغُلَامُ الْأَيْفَعُ الَّذِيْ مَا أُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا لَكِ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةَ أَبِيْ حُذَيْفَةَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ، وَفِيْ نَفْسِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْضِعِيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيْكِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٢٩)

سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: عائشہ! آپ کے پاس بلوغت کے قریب ایک لڑکا آتا ہے، میں پسند نہیں کرتی کہ وہ میرے پاس آئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ کے لئے نبی کریم ﷺ میں بہترین نمونہ نہیں ہے؟ ابو حذیفہ کی بیوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! سالم میرے پاس آتا ہے اور اب وہ مرد بن چکا ہے اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کے آنے کو اچھا نہیں سمجھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے تا کہ وہ تیرے پاس آ سکے۔''

(٦٩٧٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَرٰى فِيْ وَجْهِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ شَيْئًا مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ عَلَيَّ، فَقَالَ: ((أَرْضِعِيْهِ۔))، فَقَالَتْ: كَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيْرٌ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَلَسْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ، رَجُلٌ كَبِيْرٌ؟)) ثُمَّ جَاءَتْ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِيْ وَجْهِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٠٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب سالم میرے پاس داخل ہوتا ہے تو مجھے اپنے خاوند سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تبدیلی نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے دودھ پلا دے۔'' اس نے کہا: میں اس کو کیسے دودھ پلاؤں، وہ اتنا بڑا ہے؟ نبی کریم ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: ''کیا میں نہیں جانتا کہ وہ بڑا ہے۔'' پھر جب وہ آئی تو اس نے کہا: اب حذیفہ کے چہرے میں کوئی کراہت نظر نہیں آتی۔

فوائد:...... یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔

(٦٩٧١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥٣ (انظر: ٢٥٤١٥)

(٦٩٧٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥٣ (انظر: ٢٤١٠٨)

سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا تھا، وہ گھر میں بیٹوں کی طرف رہتا اور آتا جاتا تھا، جب یہ حکم اترا کہ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہیں اور نہ ان پر حقیقی بیٹوں کے احکام لاگو ہوتے ہیں، تو اب اس سے پردہ فرض ہو گیا، آپ ﷺ نے ان کی مشکل کو یوں حل کیا کہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا، سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو پانچ بار دودھ پلا دے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ یہ تھا کہ جہاں ضرورت پڑے، وہاں اس رخصت پر عمل کیا جا سکتا ہے، جبکہ دوسری امہات المؤمنین ان کے اس نظریے سے متفق نہیں تھیں۔

اگر رضاعت سے متعلقہ نبی کریم ﷺ کے قولی اور عمومی ارشادات کو دیکھا جائے تو ان میں صغرِ سنی یعنی مدتِ رضاعت کو معتبر اور مشروط قرار دیا گیا ہے، بلکہ اگلے باب کی پہلی حدیث میں تو آپ ﷺ نے مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پلانے کی تردید کی ہے۔

صحابہ کی اکثریت اس رخصت کو سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص سمجھتے تھے، لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف یہ تھا کہ اشد ضرورت کے موقع پر اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی وغیرہ کے نزدیک بھی اس رخصت پر عمل کی گنجائش موجود ہے۔

لیکن ہمارا نظریہ امہات المومنین اور صحابہ کی اکثریت والا ہے، اس رائے کی تائید کی دو وجوہات ہیں:

(۱) اب لے پالک اور منہ بولے بیٹوں کے احکام واضح کیے جا چکے ہیں کہ ان کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں ہے، لہٰذا اب وہ مجبوری کہاں پیدا ہو سکتی ہے، جو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر کا مسئلہ بنی تھی، اب جو آدمی متبنّٰی بیٹے کو حقیقی بیٹے کے احکام دے گا، وہ پہلے سے ہی حرام امور کا مرتکب ہو رہا ہوگا، اس کو مزید کیا رخصت دی جائے۔

(۲) نبی کریم ﷺ کے رضاعت کے بارے عام قوانین اور ارشادات، جن میں سے بعض احادیث میں مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینے کو غیر معتبر سمجھا گیا ہے۔

جو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نظریے کا حامل ہو، اس کو از راہِ احتیاط اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصیت کا امکان ہے، اگرچہ خصوصیت کا کوئی دلیل نہیں ہے، لیکن رجحان کا میلان ضرور ہے اور اس میں زیادہ احتیاط بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہ مسئلہ لے پالک کے حوالہ سے پیش آئے۔ بعض دفعہ اس کے علاوہ بھی پیش آ سکتا ہے۔ عورت بعض حالات کے تحت ایک بچے کو اس کے بچپن میں کھلاتی ہے، دیکھتی ہے، وہ بھی اس کے پاس بلا جھجک آتا جاتا ہے پھر بعد وہ وہ جوان ہو جاتا ہے اور اس سے پردہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو اس کے لیے یہ سالم اور سہلہ والی صورت پیش آ جائے گی۔ ایسے حالات میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے نظریے کے مطابق رخصت حاصل کی جا سکتی ہے جس کی اصل بنیاد حدیث نبوی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

امکان سے تو مسئلہ ثابت نہیں ہوگا۔ خصوصیت کے لیے تو دلیل کی ضرورت ہے عمومی دلائل سے یہ خاص شکل منع نہیں ہوگی۔ بلکہ حالات کے تحت یہ خصوصی شکل مستثنیٰ سمجھی جائے گی۔ (عبداللہ رفیق)

کس قدر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوگی؟

اگلے باب کی احادیث میں دو امور بیان کیے گئے ہیں: (۱) مدتِ رضاعت دو سال ہے، رضاعت کے ثبوت کے لیے اس مدت کے اندر اندر دودھ پلانا ضروری ہے، اور (۲) ایک دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

اس موضوع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مفصل ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ۔ ...... جو قرآن مجید میں پہلے حکم نازل ہوا تھا، اس کے مطابق بچے کے دس بار واضح طور پر دودھ پی لینے سے حرمت ثابت ہوتی تھی، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ واضح طور پر دودھ پینے کا حکم لاگو کر دیا گیا، جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے یہ حکم قرآن مجید میں پڑھا جاتا تھا۔ (صحيح مسلم: ۱٤٥٢)

قرآن مجید میں پڑھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ رضعات کا حکم بالکل آخری دور میں نازل ہوا، آپ ﷺ کی وفات تک سب لوگوں کو اس کی تلاوت کے منسوخ ہو جانے کا علم نہ ہو سکا، اس لیے بعض صحابہ کچھ دیر تک اس کو قرآن سمجھ کر پڑھتے رہے، آہستہ آہستہ سب کو پتہ چل گیا اور پھر سب نے اس کی تلاوت چھوڑ دی، البتہ حکم باقی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بچہ پانچ بار کسی کا دودھ پی لے تو تب رضاعت ثابت ہوگی، ایک دو بار دودھ پینے سے رضاعت کا ثابت نہ ہونا، یہ اسلام کا حسن ہے۔

اب ایک بار دودھ پینے کی کیفیت کیا ہوگی، تو گزارش ہے کہ جب بچہ ماں کے وجود کو اپنے منہ میں ڈال کر چوستا ہے اور دودھ پیتا ہے اور پھر کسی عارضے کے بغیر اپنی مرضی سے پستان کو چھوڑتا ہے تو یہ ایک بار دودھ پینا شمار ہوتا ہے، اس کو ایک "رَضْعَة" کہتے ہیں۔ جب بچہ پانچ بار اس انداز میں دودھ پی لے گا تو اس کی رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعِ الَّذِي لَا يَحْصُلُ بِهِ التَّحْرِيمُ
رضاعت کی وہ مقدار جس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

(٦٩٧٣)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّهُ، شَقَّ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((انْظُرْنَ مَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ کو یہ بات سخت ناگوار گزری، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا رضاعی بھائی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا غور کر لو کہ

(٦٩٧٣) تخريج: أخرجه البخارى: ٥١٠٢، ومسلم: ١٤٥٥ (انظر: ٢٤٦٣٢)

إِخْـوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ۔)) (مسند احمد: ٢٥١٣٩)

تمہارے بھائی کون ہیں، رضاعت تو بھوک سے ثابت ہوتی ہے۔''

فوائد:...... حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ اتنا چھوٹا ہو کہ اس کی خوراک صرف دودھ بن سکتا ہو تو اس عمر میں دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اور مدتِ رضاعت دو سال ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَاَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ ......''اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں، جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو۔'' (سورۂ بقرہ:۲۳۳)
مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔

(٦٩٧٤)۔ عَـنْ أَبِـیْ مُـوْسَی الْهِلَالِیِّ عَنْ أَبِیْـهِ أَنَّ رَجُلًا كَـانَ فِیْ سَفَرٍ فَوَلَدَتِ امْرَأَتُهُ فَـاحْتُبِـسَ لَبَـنُهَـا، فَـجَعَلَ یَمُصُّهُ وَیَمُجُّهُ فَدَخَلَ حَلْقَهُ فَأَتٰی أَبَا مُوْسٰی فَقَالَ: حُرِّمَتْ عَلَیْكَ، فَأَتَی ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَـحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ إِلَّا مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَأَنْشَرَ الْعَظْمَ۔)) (مسند احمد: ٤١١٤)

ابو موسیٰ ہلالی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی سفر میں تھا، اس کی بیوی نے بچہ جنا، لیکن اس کا دودھ رک گیا، اس لیے اس آدمی نے اس کا دودھ چوسنا اور پھر منہ سے باہر پھینکنا شروع کر دیا، (تاکہ دودھ رواں ہو جائے)، لیکن ہوا یوں کہ کچھ دودھ اس کے حلق میں اتر گیا، پس وہ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سوال کیا، انھوں نے کہا: تیری بیوی تو تجھ پر حرام ہو چکی ہے، پھر وہ آدمی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رضاعت اس وقت تک حرام نہیں کرتی، جب تک وہ گوشت نہ اگائے اور ہڈیوں کو مضبوط نہ کرے۔''

فوائد:...... بچہ مدتِ رضاعت میں جو دودھ پیتا ہے، اس سے اس کا گوشت اگتا ہے اور اس کی ہڈیاں بڑتی اور مضبوط ہوتی ہیں، اس طرح سے وہ دودھ پلانے والی کا ایسا جزو بن جاتا ہے، جیسے وہ اپنے والدین کا جزو ہوتا ہے اور یہی حرمت کی وجہ ہے۔

(٦٩٧٥)۔ عَـنْ عَبْـدِاللّٰـهِ بْـنِ الزُّبَیْرِ أَنَّ الـنَّبِیَّ ﷺ قَـالَ: ((لَا یُـحَـرِّمُ مِـنَ الرَّضَاعِ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ)) (مسند احمد: ١٦٢٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ چوسنے یا دو دفعہ چوسنے سے رضاعت حرام نہیں کرتی۔''

(٦٩٧٤) تخریج: حدیث صحیح بشواهده، أخرجه ابو داود: ٢٠٦٠ (انظر: ٤١١٤)
(٦٩٧٥) تـخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه النسائی فی "الکبری": ٥٤٥٨، والبیهقی: ٧/ ٤٥٤، وابن حبان: ٤٢٢٧ (انظر: ١٦١١٠)

(٦٩٧٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی اللہ عنہا اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٣٣٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دفعہ پینا یا دو دفعہ پینا حرام نہیں کرتا۔''

(٦٩٧٧)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي بَيْتِي فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَتْ لِي امْرَأَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا امْرَأَةً أُخْرٰى فَزَعَمَتِ امْرَأَتِيْ الْأُوْلٰى أَنَّهَا أَرْضَعَتْ امْرَأَتِي الْحُدْثٰى إِمْلَاجَةً أَوْ إِمْلَاجَتَيْنِ، وَقَالَ مَرَّةً: رَضْعَةً أَوْ رَضْعَتَيْنِ، فَقَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ۔)) أَوْ قَالَ: ((الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤١٠)

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے، ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی تھی، میں نے اس پر ایک اور شادی کر لی ہے، اب میری پہلی بیوی کا کہنا ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک یا دو دفعہ دودھ پلایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک یا دو دفعہ دودھ پلانے سے رشتہ حرام نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... ''اَلرَّضْعَةُ'' (ایک بار دودھ پلانا): جب بچہ ماں کے وجود کو اپنے منہ میں ڈال کر چوستا ہے اور دودھ پیتا ہے اور پھر کسی عارضے کے بغیر اپنی مرضی سے پستان کو چھوڑتا ہے تو یہ ایک بار دودھ پینا شمار ہوتا ہے۔

(٦٩٧٨)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ٢٧٤١٧)

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک یا دو دفعہ دودھ پلانے سے رشتہ حرام نہیں ہوتا۔''

(٦٩٧٩)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (وَفِي لَفْظٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُئِلَ) أَتُحَرِّمُ الْمَصَّةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ‌صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((لَا۔)) (مسند احمد: ٢٧٤٢٤)

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا اس طرح بھی بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا ایک دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، ثابت نہیں ہوتی۔''

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک دو بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی،

(٦٩٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥٠ (انظر: ٢٥٨١٢)
(٦٩٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥١ (انظر: ٢٦٨٧٣)
(٦٩٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥١ (انظر: ٢٦٨٧٩)
(٦٩٧٩) تخريج: أخرجه (انظر:)

پچھلے باب کے آخر میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

بَابُ مَنْ تَجُوْزُ شَهَادَتُهُ فِي الرَّضَاعَةِ
اس چیز کا بیان کہ رضاعت میں کس کی شہادت جائز ہو گی

(٦٩٨٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ، مِنْ عُقْبَةَ وَلٰكِنِّیْ لِحَدِیْثِ عُبَیْدٍ أَحْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ فَجَائَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: اِنِّیْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ: اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةَ فُلَانَةَ ابْنَةَ فُلَانٍ فَجَائَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: اِنِّیْ اَرْضَعْتُكُمَا وَهِیَ كَافِرَةٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّیْ فَأَتَیْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَقُلْتُ: اِنَّهَا كَاذِبَةٌ، فَقَالَ لِیْ: ((كَیْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٤٨)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نے ایک عورت سے شادی کی، تو ایک سیاہ فام عورت ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا: میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے، میں یہ سن کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: میں نے فلاں کی بیٹی سے شادی کی ہے، اب ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، جبکہ وہ بات کرنے والی کافرہ ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے مجھ سے رخ موڑ لیا، میں پھر آپ کے چہرۂ مبارک کے سامنے سے آ گیا اور میں نے کہا: وہ جھوٹ بول رہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیسے جھوٹ بول رہی ہے، اب اس نے کہہ جو دیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، اب تو اس بیوی کو چھوڑ دے۔''

(٦٩٨١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیقٍ ثَانٍ) قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ اَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ یَحْیٰی اَبْنَةَ اَبِیْ إِهَابٍ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْرَضَ عَنِّیْ، فَتَنَحَّیْتُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ، فَقَالَ: ((فَكَیْفَ وَقَدْ زَعَمَتْ اَنْ قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا۔)) وَفِیْ لَفْظٍ: ((فَكَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ۔)) فَنَهَاهُ عَنْهَا۔ (مسند احمد: ١٦٢٥٣)

(دوسری سند) سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے ام یحییٰ بنتِ ابی اہاب سے شادی کی، لیکن ایک سیاہ فام عورت نے آ کر کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا، میں بھی اس جانب ہو گیا اور پھر آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کیا کریں، جبکہ اس کا خیال ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اب کیا کریں، جبکہ دودھ پلانے کی بات کہی جا چکی ہے۔''

(٦٩٨٠) تخریج: أخرجه البخاری: ٥١٠٤ (انظر: ١٦١٤٨)

(٦٩٨١) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

فوائد:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرضِعہ (دودھ پلانے والی) کی شہادت قبول کی جائے گی اور اس پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا، الا یہ کہ ایسے قرائن موجود ہوں، جو واضح طور پر مرضِعہ کے جھوٹا ہونے پر دلالت کر رہے ہوں، مثلا مدتِ رضاعت میں بچے اور اِس خاتون کا ایک علاقے میں جمع ہی نہ ہونا۔

رضاعت ایک پوشیدہ چیز ہے، اس کے گواہ ممکن نہیں، نہ ایسے مواقع پر گواہ بنائے جاتے ہیں، لہٰذا رضاعت پر گواہی طلب کرنا فضول ہے، مُرضِعہ کی بات کو معتبر سمجھا جائے گا، جس طرح پیدائش کے بارے میں دائی کی بات ہی معتبر ہوتی ہے اور اس سے گواہ طلب نہیں کیے جاتے، ان مواقع پر گواہی کو ضروری قرار دینا بہت سی یقینی باتوں کو جھٹلانے کے مترادف ہوگا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ نکاح فسخ کرنے کا حکم دے دیا۔

امام ابوحنیفہ نے اس سلسلے میں دو مردوں اور دو عورتوں کی شہادت کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے یہ قید ثابت نہیں ہوتی۔

(٦٩٨٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَجُوْزُ فِي الرَّضَاعَةِ مِنَ الشُّهُوْدِ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ اَوِامْرَأَةٌ۔)) وَسَمِعْتُهُ اَنَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي شَيْبَةَ۔ (مسند احمد: ٥٨٧٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ رضاعت میں کتنے گواہ ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ فرمایا: ''ایک آدمی اور ایک عورت۔''

بَابُ مَايُسْتَحِبُّ أَنْ تُعْطَى الْمُرْضِعَةُ عِنْدَ الْفِطَامِ
دودھ چھڑاتے وقت عورت کو کچھ دینے کے مستحب ہونے کا بیان

(٦٩٨٣)۔ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يُذْهِبُ عَنِّيْ مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ؟ قَالَ: ((غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ۔)) (مسند احمد: ١٥٨٢٥)

سیدنا حجاج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کونسی چیز ہے، جو دودھ پلانے والی کے حق کو مجھ سے ادا کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک غلام یا ایک لونڈی۔''

فوائد:...... اس حق سے مراد اجرت نہیں ہے، اجرت علیحدہ چیز ہے اور دودھ چھڑاتے وقت مرضِعہ کو عطیہ دینا علیحدہ چیز ہے۔

(٦٩٨٢) تخريج: اسناده ضعيف جدا لضعف الشيخ من اهل نجران، ومحمد بن عبد الرحمن بن البيلماني مجمع على ضعفه، واتهمه ابن حبان بالوضع، وابوه ضعّفه غير واحد، أخرجه عبد الرزاق: ١٣٩٨٢ (انظر: ٥٨٧٧)

(٦٩٨٣) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه ابوداود: ٢٠٦٤، والترمذي: ١١٥٣، والنسائي: ٦/ ١٠٨ (انظر: ١٥٧٣٣)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدتِ رضاعت کی تکمیل پر مرضِعہ کو ایک غلام یا لونڈی دے کر اس کے احسان کا جواب دیا جائے، جیسے اس نے بڑی احتیاط سے ایک بچے کو پالا پوسا اور اس کی خدمت کر کے اس کو سہارا دیا اور والدین کو اس مشقت سے مستغنی کیے رکھا، ایسے ہی غلام یا لونڈی کی صورت میں اس کو ایک نفس کا عطیہ دیا جائے۔

اَبْوَابُ الْاَنْكِحَةِ الْمَنْهِي عَنْهَا

ممنوعہ نکاحوں کا بیان

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ ثُمَّ نَسْخِهِ

نکاح متعہ کی رخصت اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا بیان

نکاحِ متعہ: متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں، جو کسی چیز کے عوض میں کچھ مدت کے لیے کیا گیا ہو، خواہ وہ گھنٹے ہوں یا دن یا سال۔ یہ نکاح مدت ختم ہونے سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے، طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، دوران مدت میں خاوند فوت ہو جائے تو عورت کو وراثت نہیں ملتی اور نہ اس پر عدت لازم ہوتی ہے۔ یہ جاہلیت کے ناجائز نکاحوں میں سے ایک تھا، ابتدائے اسلام میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا، مگر بعد میں فتح مکہ کے موقع پر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا۔

شیعہ لوگ اس کو جائز سمجھتے ہیں، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کو جائز سمجھنے والے کے بارے میں کہتے ہیں: اِنَّكَ تَائِہٌ۔ (بیشک تو تو راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے)۔ شیعہ اپنے خاص نظریات کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''اولین امام'' سمجھتے ہیں۔ اور امامیہ شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: حرم رسول الله ﷺ یوم خیبر لحوم الحمر الاھلیة ونکاح المتعة۔ ......رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کے گوشت اور متعہ کے نکاح کو حرام قرار دیا تھا۔

(تھذیب الاحکام: ۲/ ۱۸۶، استبصار: ۳/ ۱۴۲، فروع کافی: ۲/ ۱۹۲)

(۶۹۸۴)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا نَسْتَخْصِيْ؟ فَنَهَانَا عَنْهُ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا بَعْدُ فِيْ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ اِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [سورة المائدة: ۸۷] (مسند

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے، ہمارے پاس بیویاں نہیں تھیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور پھر ہمیں یہ اجازت دے دی کہ ہم مقررہ مدت تک کپڑے وغیرہ کے عوض میں عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، (جس کو متعہ کہتے ہیں)، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اے ایمان والو! اللہ تعالی نے تمہارے لیے جو

(۶۹۸۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۷۵، ومسلم: ۱۴۰۴ (انظر: ۳۹۸۶)

احمد: ٣٩٨٦)

پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں، ان کو حرام نہ قرار دو اور زیادتی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (سورۂ مائدہ: ۸۷)

(٦٩٨٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ فَجَائَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اسْتَمْتِعُوْا۔)) (مسند احمد: ١٦٦١٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوہ میں تھے، نبی کریم ﷺ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ ''تم لوگ (نکاحِ متعہ کی صورت میں) فائدہ اٹھا سکتے ہو۔''

(٦٩٨٦)۔ (وَعَنْهُمَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَا: خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَادٰى: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ فَاسْتَمْتِعُوْا يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ١٦٦٤٩)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا منادی ہمارے پاس آیا اور اس نے یہ اعلان کیا: بے شک اللہ کے رسول نے تم کو اجازت دی ہے، پس تم فائدہ حاصل کر سکتے ہو، یعنی نکاح متعہ کی صورت میں۔

فوائد:...... یہ غزوۂ اوطاس کا واقعہ ہے۔

(٦٩٨٧)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نَسْتَمْتِعُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالثَّوْبِ۔ (مسند احمد: ١١١٨٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں کپڑے کے عوض نکاح متعہ کر لیا کرتے تھے۔

فوائد:...... اتفاقی طور پر کپڑے کا ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ عورت کی رضامندی کے مطابق کوئی چیز بھی دی جا سکتی تھی۔

(٦٩٨٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ حَتّٰى نَهَانَا عُمَرُ أَخِيْرًا يَعْنِي النِّسَاءَ۔ (مسند احمد: ١٤٣١٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اور سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں عورتوں سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آخر میں ہمیں منع کر دیا تھا۔

(٦٩٨٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١١٧، ٥١١٨، ومسلم: ١٤٠٥ (انظر: ١٦٥٠٤)
(٦٩٨٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(٦٩٨٧) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ١٤٤١ (انظر: ١١١٦٥)
(٦٩٨٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٠٥ (انظر: ١٤٢٦٨)

فوائد:...... امام نووی نے کہا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جن صحابہ نے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ادوارِ خلافت میں نکاحِ متعہ کیا، ان کو ناسخ دلیل کا علم نہیں تھا، بالآخر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی منع کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَسْخِهِ وَالنَّهْيِ عَنْهُ

نکاح متعہ کے منسوخ اور منہی عنہ ہونے کا بیان

(٦٩٨٩)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّه، سَمِعَ أَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: وَبَلَغَهُ أَنَّه رَخَّصَ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔ (مسند احمد: ١٢٠٤)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس بات کا علم ہوا کہ وہ متعہ کی رخصت دیتے ہیں تو انھوں نے ان کو کہا: نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔

(٦٩٩٠)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نُعَيْمٍ الْأَعْرَجِيِّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ وَ أَنَا عِنْدَهُ عَنِ الْمُتْعَةِ، مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَغَضِبَ وَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَاكُنَّا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زُنَاةً وَلَا مُسَافِحِيْنَ۔ (مسند احمد: ٥٨٠٨)

عبد الرحمن بن نعیم اعرجی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے متعہ کے نکاح کے بارے میں سوال کیا، وہ غصے میں آ گئے اور کہا: اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زنا کار اور بدکار نہ تھے۔

فوائد:...... یعنی نکاحِ متعہ حرام ہو گیا ہے، اب جو آدمی اس کا ارتکاب کرے گا، وہ زانی شمار ہو گا۔

(٦٩٩١)۔ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَقَمْنَا خَمْسَ عَشْرَةَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: فَأَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمُتْعَةِ، قَالَ: وَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِيْ فِيْ أَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ قَالَ: فِيْ أَعْلَا مَكَّةَ فَلَقِيْنَا فَتَاةٌ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ كَأَنَّهَا

سیدنا سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ والے دن نکلے، ہم پندرہ روز وہاں ٹھہرے، نبی کریم ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ کی اجازت دے دی، میں اور میرا چچا زاد مکہ کے زیریں یا بالائی علاقے میں گئے، وہاں ہم بنی عامر بن صعصعہ کی ایک نوجوان لڑکی سے ملے، گویا کہ وہ لمبی گردن والی نوخیز اونٹنی تھی، میں خوش شکل نہ تھا، لیکن میری چادر بالکل نئی تھی اور میرے چچا کے بیٹے پر پرانی

(٦٩٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١١٥، ومسلم: ١٤٠٧ (انظر: ١٢٠٤)

(٦٩٩٠) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٥٧٠٦ (انظر: ٥٨٠٨)

(٦٩٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٠٦ (انظر: ١٥٣٤٦)

الْبَكْرَةُ الْعَنَطْنَطَةُ، قَالَ: وَأَنَا قَرِيْبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ وَعَلَيَّ بُرْدٌ جَدِيْدٌ غَضٌّ، وَعَلَى ابْنِ عَمِّيْ بُرْدٌ خَلَقٌ، قَالَ: فَقُلْنَا لَهَا: هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكِ أَحَدُنَا؟ قَالَتْ: وَهَلْ يَصْلُحُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَى ابْنِ عَمِّيْ، فَقُلْتُ لَهَا: اِنَّ بُرْدِيْ هٰذَا جَدِيْدٌ غَضٌّ وَبُرْدُ ابْنِ عَمِّيْ هٰذَا خَلَقٌ مَحٌّ، قَالَتْ: بُرْدُ ابْنِ عَمِّكَ هٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ، فَاسْتَمْتَعَ مِنْهَا فَلَمْ نَخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥٤٢٠)

اور بوسیدہ چادر تھی، ہم نے اس سے کہا: کیا تو ہم میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے کہا: کیا یہ کرنا درست ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، پھر اس نے دیکھنا شروع کر دیا، جب وہ میرے چچا زاد بھائی کی جانب دیکھتی تو میں اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کہتا: میری یہ چادر بالکل نئی ہے اور اس کی چادر پرانی اور بوسیدہ ہے۔ اس نے کہا: تیرے چچا زاد بھائی کی چادر میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، پس اس نے میرے چچا زاد بھائی سے متعہ کر لیا، بعد میں ہم ابھی مکہ سے باہر نہیں آئے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے نکاح متعہ کو حرام قرار دیا۔

(٦٩٩٢)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِعُسْفَانَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ۔)) فَقَالَ لَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ أَوْ مَالِكُ بْنُ سُرَاقَةَ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنَا تَعْلِيْمَ قَوْمٍ كَأَنَّمَا وُلِدُوْا الْيَوْمَ، عُمْرَتُنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ: ((لَا بَلْ لِلْأَبَدِ۔)) فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا الْبَيْتَ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرَنَا بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُنَّ قَدْ أَبَيْنَ اِلَّا اِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، قَالَ: ((فَافْعَلُوْا)) قَالَ: فَخَرَجْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِيْ، عَلَيَّ بُرْدٌ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ فَدَخَلْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَعَرَضْنَا

سیدنا سبرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر نکلے، جب ہم عسفان میں تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمرہ حج میں داخل ہو چکا ہے۔'' سراقہ بن مالک یا مالک بن سراقہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں اس طرح تعلیم دیں، جس طرح اس قوم کو تعلیم دی جاتی ہے جو آج پیدا ہوئی ہو، سوال یہ ہے کہ ہمارا یہ عمرہ اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔'' جب ہم مکہ میں پہنچے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی، پھر آپ ﷺ نے ہمیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دے دی۔ ہم آپ کی طرف واپس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! عورتوں نے انکار کر دیا ہے، البتہ وہ مقررہ وقت تک ماننے کے لیے تیار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے ہی کر لو۔'' میں نکلا، میرے ساتھ ایک ساتھی بھی

(٦٩٩٢) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ١٨٠١، وابن ماجه: ١٩٦٢ (انظر: ١٥٣٤٥)

عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى بُرْدِ صَاحِبِيْ، فَتَرَاهُ أَجْوَدَ مِنْ بُرْدِيْ وَتَنْظُرُ إِلَيَّ فَتَرَانِيْ أَشَبَّ مِنْهُ فَقَالَتْ: بُرْدٌ مَكَانَ بُرْدٍ، وَاخْتَارَتْنِيْ فَتَزَوَّجْتُهَا عَشْرًا بِبُرْدِيْ فَبِتُّ مَعَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ فَلْيُعْطِهَا مَاسَمّٰى لَهَا وَلَا يَسْتَرْجِعْ مِمَّا أَعْطَاهَا شَيْئًا وَلْيُفَارِقْهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ حَرَّمَهَا عَلَيْكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ١٥٤٠٩)

تھا، ایک چادر میرے اوپر تھی، ایک چادر اس کے اوپر تھی۔ ہم ایک عورت کے پاس گئے، ہم نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا، جب وہ عورت میرے ساتھی کی چادر کی جانب دیکھتی تو اسے میری چادر سے عمدہ پاتی اور جب مجھے دیکھتی تو مجھے اس سے زیادہ جوان پاتی، بالآخر اس نے کہا: چادر تو چادر ہی ہے، آدمی کا بدل تو نہیں ہوتا، پس اس نے مجھے پسند کرلیا، میں نے اس سے دس دن کے لئے چادر کے عوض شادی کر لی، میں نے اس کے ساتھ ابھی تک ایک رات گزاری تھی کہ جب میں صبح کے وقت مسجد میں گیا تو نبی کریم ﷺ کو منبر پر پایا اور آپ ﷺ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ ''تم میں سے جس نے بھی کسی عورت سے وقت مقررہ تک شادی کی ہے، جو عوض مقرر کیا ہے، وہ اسے دے دے اور جو دے رکھا ہے، وہ واپس نہ لے اور اسے جدا کر دے، اللہ تعالی نے اس متعہ والے نکاح کو تم پر قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔''

فوائد:...... اس حدیث کے کسی راوی سے وہم ہوگیا ہے، جس سے ایک حدیث دوسری حدیث کے ساتھ خلط ملط ہوگئی ہے، عورتوں سے نکاح متعہ کا یہ معاملہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا، نہ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر، نیز فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ اور صحابہ احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

(٦٩٩٣)۔ وعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ الْفَتْحِ۔ (مسند احمد: ١٥٤١٢)

سیدنا سبرہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا۔

(٦٩٩٤)۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْمُتْعَةَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ، فَقَالَ رَبِيْعُ بْنُ سَبْرَةَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

امام زہری کہتے ہیں: ہم نے عمر بن عبد العزیز کے پاس متعہ کا ذکر کیا، ربیع بن سبرہ نے کہا: میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر متعہ کا نکاح حرام قرار دیا تھا۔

(٦٩٩٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٠٦ (انظر: ١٥٣٣٧)

(٦٩٩٤) تخريج: اسناده صحيح، وانظر الحديث السابق، أخرجه ابوداود: ٢٠٧٢ (انظر: ١٥٣٣٨)

يَنْهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ۔ (مسند احمد: ۱۵۴۱۳)

(۶۹۹۵)۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَـنْ اَبِيْهِ قَالَ: رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتْعَةَ النِّسَاءِ عَامَ أَوْطَاسٍ۔ (مسند احمد: ۱۶۶۶۷)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس والے سال متعہ کی رخصت دی تھی۔

فوائد:...... اوطاس طائف میں ایک وادی کا نام ہے، غزوۂ اوطاس اور فتح مکہ کے واقعات ایک سال میں پیش آئے، بلکہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ فتح مکہ رمضان ۸ میں اور غزوۂ اوطاس اگلے ماہ یعنی شوال رمضان ۸ میں، اس لیے غزوۂ اوطاس کے سال سے مراد فتح مکہ کا واقعہ ہے، کیونکہ اس موقع پر آپ ﷺ نے تین دنوں کے لیے متعہ کی رخصت دی اور پھر مکہ مکرمہ سے نکلنے سے پہلے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ((فَـاِنَّ الـلّٰهَ تَعَالٰى قَدْ حَرَّمَهَا عَلَيْكُمْ اِلٰـــى يَـــوْمِ الْـقِيَـــامَةِ۔)) ......''بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت کے دن تک حرام قرار دیا ہے۔'' (حدیث نمبر (۶۹۹۲) کے آخر میں یہ الفاظ گزر چکے ہیں)

ذہن نشین رہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے نکاحِ متعہ کے حرام ہو جانے کی بات کو تاکیداً دوہرایا تھا، تاکہ سب لوگوں کو علم ہو جائے، جس روایت میں حجۃ الوداع کے موقع پر متعہ کے حلال ہونے کا ذکر ہے، وہ خطا اور غلطی ہے۔

امام نووی نے کہا: صحیح اور راجح بات یہ ہے کہ متعہ کی اباحت اور حرمت دوبار پیش آئی، یہ نکاح غزوۂ خیبر سے پہلے حلال تھا، آپ ﷺ نے خیبر کے موقع پر اس سے منع فرما دیا، دوسری بار فتح مکہ کے موقع پر اس کو تین ایام کے لیے جائز قرار دیا اور پھر ہمیشہ کے لیے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نِكَاحِ الْمُحَلِّلِ وَالْمُحْرِمِ
حلالہ کرنے والے اور احرام والے آدمی کے نکاح کا حکم

(۶۹۹۶)۔ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَـالَ: لَـعَـنَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْـمُـحَـلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ۔ (مسند احمد: ۴۲۸۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جا رہا ہو، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۶۹۹۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَـاحِـبَ الـرِّبَا وَآكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان افراد پر لعنت کی ہے: سود والا (یعنی دینے والا)، سود کھانے والا، اس

(۶۹۹۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۵ (انظر: ۱۶۵۵۲)

(۶۹۹۶) اسناده صحيح على شرط البخارى، أخرجه النسائى: ۶/ ۱۴۹، وابن ماجه: ۲۲۷۷ (انظر: ۴۲۸۳)

(۶۹۹۷) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۳۵، والترمذى: ۱۱۱۹ (انظر: ۷۲۱)

وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ۔ (مسند احمد: ٧٢١) کے دو گواہ، حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے۔

(٦٩٩٨)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ۔ (مسند احمد: ٨٢٧٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔

فوائد:...... حلال کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو تین طلاق والی عورت سے نکاح اور پھر مباشرت کر کے اس کو اس کے پہلے خاوند کیلئے حلال کرتا ہے۔ اس کاروائی میں عورت کی ذلت وتوہین ہے، غیرت وحمیت کی کمی ہے اور اس میں شریک ہونے والوں کے مزاج کا گھٹیا اور کمینہ پن ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے ایسے شخص کو کرائے کا سانڈ قرار دیا ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟)) قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ۔)) ...... ''کیا میں تمہیں کرائے پر لیے سانڈ کی خبر نہ دے دوں؟'' صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالی حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت کی ہے۔'' (ابن ماجه: ١٩٢٦)

معلوم ہوا کہ یہ حلالہ حرام فعل ہے، اس لیے جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ جو نکاح حلالہ کی نیت سے کیا جائے گا، وہ فاسد ہوگا۔

جس خاتون کو تین طلاقیں دے دی جائیں، اس کا شریعتِ اسلامیہ میں حل یہ ہے کہ وہ سابق خاوند سے ناامید ہو جائے اور گھر بسانے کی نیت سے آگے کسی اور آدمی سے شادی کر لے، اگر اتفاق سے وہ آدمی بھی اس کو طلاق دے دے تو وہ عدت کے بعد سابقہ خاوند سے نیا نکاح کر سکتی ہے، اللہ تعالی کے اس فرمان میں اسی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ ...... ''پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں، جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ یہ جان لیں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔'' (سورۂ بقرہ: ٢٣٠)

لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسرا خاوند نکاح کے بعد حق زوجیت بھی ادا کرے۔

(٦٩٩٩)۔ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''احرام والا نہ خود نکاح کرے، نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے

(٦٩٩٨) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ١٤٤٢، والبيهقي: ٧/ ٢٠٨ (انظر: ٨٢٨٧)

(٦٩٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٠٩ (انظر: ٤٠١)

يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ.)) (مسند احمد: ٤٠١) اور نہ منگنی کا پیغام بھیجے۔''

فوائد:...... محرم نہ نکاح کرسکتا ہے، نہ کرواسکتا ہے اور نہ منگنی کا معاملہ طے کرسکتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الشِّغَارِ
شغار (یعنی وٹہ سٹہ) کے نکاح کا حکم

شغار جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح ہے، جس کو ہماری زبان میں وٹہ کا نکاح کہتے ہیں، یہ اسلام میں ممنوع ہے۔

شغار کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن یا کسی بھی عورت کو جو اس کی زیر ولایت ہو، اس شرط پر کسی سے بیاہ دے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن یا کسی بھی عورت کو جو اس کی زیر ولایت ہو، اس کے خاندان کے کسی مرد سے بیاہ دے۔ یہ شرط شرعاً ناجائز ہے۔ امام نافع نے پہلی حدیث میں یہی تعریف بیان کی ہے۔ باقی تفصیل باب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٧٠٠٠)۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الشِّغَارِ، قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يُزَوِّجُ الرَّجُلُ ابْنَتَه، وَيَتَزَوَّجُ ابْنَتَه، وَيُزَوِّجُ الرَّجُلُ أُخْتَه، وَيَتَزَوَّجُ أُخْتَه، بِغَيْرِ صَدَاقٍ۔ (مسند احمد: ٤٦٩٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے نافع سے کہا: شغار کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک آدمی کا دوسرے آدمی سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا اور خود اس کی بیٹی سے نکاح کر لینا، اسی طرح ایک آدمی کا دوسرے آدمی سے اپنی بہن کا نکاح کرنا اور خود اس کی بہن سے نکاح کر لینا، جبکہ بیچ میں مہر نہ ہو۔

(٧٠٠١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ، قَالَ مَالِكٌ: وَالشِّغَارُ اَنْ يَقُوْلَ: أَنْكِحْنِي ابْنَتَكَ وَأُنْكِحُكَ ابْنَتِيْ۔ (مسند احمد: ٥٢٨٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار کے نکاح سے منع فرمایا، امام مالک کہتے ہیں: شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: تو اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی کا تجھ سے نکاح کر دیتا ہوں۔

(٧٠٠٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ، قَالَ: وَالشِّغَارُ، اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَأُزَوِّجُكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے: شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: تو مجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے

(٧٠٠٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٩٦٠، ومسلم: ١٤١٥ (انظر: ٤٦٩٢)

(٧٠٠١) تخريج: أخرجه البخارى: ٥١١٢، ومسلم: ١٤١٥ (انظر: ٥٢٨٩)

(٧٠٠٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٦ (انظر: ١٠٤٣٩)

ابْنَتِي أَوْ زَوِّجْنِي أُخْتَكَ وَأُزَوِّجُكَ أُخْتِي، قَالَ: وَنَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنِ الْحَصَاةِ۔ (مسند احمد: ١٠٤٤٣)

اور میں اپنی بیٹی کی تجھ سے شادی کر دیتا ہوں، یا تو مجھ سے اپنی بہن کی شادی کر دے اور میں تجھ سے اپنی بہن کی شادی کر دیتا ہوں'' نیز آپ ﷺ نے دھوکا کی تجارت اور کنکری کی بیع سے بھی منع فرمایا ہے۔

(٧٠٠٣)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ اِبْنَتَه، وَأَنْكَحَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنَتَهُ وَقَدْ كَانَا جَعَلَا صَدَاقًا فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ إِلٰى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بِالتَّفْرِيْقِ بَيْنَهُمَا، وَقَالَ فِيْ كِتَابِهِ: هٰذَا الشِّغَارُ الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٦٩٨١)

عبدالرحمٰن بن ہرمزاعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمٰن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور عبد الرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا، انہوں نے بیچ میں حق مہر کا تعین بھی کیا، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، جو خلیفہ تھے، نے مروان کی طرف خط لکھا اور اس کو حکم دیا کہ ان کے درمیان تفریق کرا دو، انہوں نے اپنے خط میں یہ وضاحت کی کہ یہ وہی شغار ہے، جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(٧٠٠٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ۔ (مسند احمد:١٤٧٠٢)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار کے نکاح سے منع فرمایا ہے۔

(٧٠٠٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)) (مسند احمد: ٤٩١٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں کوئی شغار نہیں ہے۔''

(٧٠٠٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ۔)) (مسند احمد: ١٢٧١٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں شغار کا کوئی تصور نہیں ہے۔''

(٧٠٠٧)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٧٠٠٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٠٧٥ (انظر: ١٦٨٥٦)
(٧٠٠٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٧ (انظر: ١٤٦٤٨)
(٧٠٠٥) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٥ (انظر: ٤٩١٨)
(٧٠٠٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ١٨٨٥ (انظر: ١٢٦٨٦)
(٧٠٠٧) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٥٨١، والنسائى: ٦/ ٢٢٨، والترمذى: ١١٢٣ (انظر: ١٩٩٦٢)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۰۴)

نے فرمایا: ''اسلام میں شغار نہیں ہے۔''

فوائد:...... باب کے شروع میں شغار کی تعریف گزر چکی ہے، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ شغار میں اصل چیز لڑکی کے بدلے لڑکی لینے کی شرط لگانا ہے، اگر اتفاقی طور پر مہر کا ذکر ہو بھی جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، جبکہ ہمارے ملک میں مہر کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی ہے۔

ہاں اگر کسی آدمی نے اپنے زیر ولایت لڑکی کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے کر دیا اور جواب میں کسی رشتہ کی شرط نہیں لگائی، پھر بعد میں دوسرے آدمی کا پہلے آدمی کو رشتہ دینے کا پروگرام بن گیا اور دوسری شادی ہو گئی، یہ نہ شغار ہے اور نہ اس کی کوئی ممانعت ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نِكَاحِ الزَّانِيْ الْمَجْلُوْدِ لَا يُنْكَحُ
حد لگائے ہوئے زانی کا نکاح نہ کیا جائے

(۷۰۰۸)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الزَّانِي الْمَجْلُوْدُ لَا يَنْكِحُ إِلَّا مِثْلَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۲۸۳)

سعید بن ابی سعید مقبری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حد زدہ زانی نکاح نہیں کرتا، مگر اپنے جیسے سے۔''

فوائد:...... ایک مفہوم تو واضح ہے کہ جیسے بدکردار مرد اپنے جیسی بدکردار سے ہی شادی کرتا ہے، یہی معاملہ بری خاتون کا ہے، اس کا مفہوم یہ ہوا کہ جس مرد کا زنا ظاہر ہو چکا ہو، کوئی پاکدامن خاتون اس سے شادی نہ کرے، اسی طرح جس عورت کی بدکاری فاش ہو چکی ہو، کوئی پاکدامن مرد اس سے نکاح نہ کرے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بدکار مردوں کو اپنے جیسی بدکار خواتین کی ہی تلاش ہوتی ہے، اسی طرح بری عورتوں کو برے مردوں سے ہی رغبت ہوتی ہے۔

ایک کہاوت ہے کہ نابینا لڑکے کے والدین اس کا رشتہ مانگنے کے لیے بچی کے گھر گئے اور اس کے والدین سے بات کی، انھوں نے کہا: ہماری بچی ہر اعتبار سے ٹھیک ہے، بس صرف ''چشم گل'' ہے، جواباً لڑکے والوں نے کہا: اس میں تو کوئی بات نہیں، کیونکہ ہمارا لڑکا بھی ''بالکل'' ہے۔ بات یہ ہے کہ جیسے ''چشم گل'' کے نصیبے میں ''بالکل'' آیا ہے، ایسے پاکدامن اور بدکار مرد و زن کا مسئلہ ہے۔ (چشم گل سے مراد وہ بچی ہے، جو ایک آنکھ سے محروم ہو)۔

(۷۰۰۹)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان نے

(۷۰۰۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۲۰۵۲ (انظر: ۸۳۰۰)

(۷۰۰۹) حسن، أخرجه النسائی فی "الكبرى": ۱۱۳۵۹، والطبرانی فی "الاوسط": ۱۸۱۹ (انظر: ٦٤٨٠)

مِنَ الْمُسْلِمِينَ اِسْتَأْذَنَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فِي اِمْرَأَةٍ يُقَالَ لَهَا: أُمُّ مَهْزُوْلٍ، كَانَتْ تُسَافِحُ وَتَشْتَرِطُ لَهُ أَنْ تُنْفِقَ عَلَيْهِ وَأَنَّهُ اسْتَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ أَوْ ذَكَرَ لَهُ أَمْرَهَا فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ ﴿اَلزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ٣]- (مسند احمد: ٦٤٨٠)

نبی کریم ﷺ سے ام مہزول نامی ایک عورت سے نکاح کے بارے میں اجازت طلب کی، یہ خاتون بدکاری کرتی تھی اور اس نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ وہ اس پر خرچ کرے گی، بہرحال اس مسلمان نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی یا اس نے آپ ﷺ کے لیے اس کا معاملہ ذکر کیا، آپ ﷺ نے جواباً اس آیت کی تلاوت کی: ''زانیہ خاتون سے نکاح نہیں کرتا، مگر زانی اور مشرک۔'' (سورۂ نور:۲)

فوائد:...... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ كَانَ يَحْمِلُ الْأُسَارَى بِمَكَّةَ وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ۔ قَالَ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْكِحُ عَنَاقَ، قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي فَنَزَلَتْ ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: ((لَا تَنْكِحْهَا۔)) ......سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ مسلمان قیدیوں کو مکہ مکرمہ سے منتقل کرتے تھے، جبکہ مکہ میں عناق نامی ایک زانی خاتون تھی، (دورِ جاہلیت میں) وہ ان کی سہیلی بنی ہوئی تھی، سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں عناق سے شادی کرلوں، آپ ﷺ مجھ سے خاموش ہو گئے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ''اور زانی خاتون، اس سے کوئی شادی نہیں کرتا، مگر زانی اور مشرک۔'' آپ ﷺ نے مجھے بلایا، یہ آیتیں مجھے سنائیں اور فرمایا: ''تو اس سے شادی نہ کر۔'' (ابوداود: ۱۷۵۵، نسائی: ۳۲۲۸)

ان احادیث میں پاکدامن خواتین وحضرات کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے پاکدامن ساتھی کی تلاش کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ تُوْلَدْ
بانجھ خاتون سے نکاح کرنے کا حکم

(٧٠١٠)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ: أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ وَأَنَا مَعَ أَبِي وَبِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دِرَّةٌ كَدِرَّةِ الْكُتَّابِ فَسَمِعْتُ

سیدنا میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مکہ میں اونٹنی پر سوار تھے اور میں اپنے باپ کے ساتھ تھی، نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا، جیسے کتابت سکھانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، میں نے دیہاتیوں اور دیگر لوگوں کو سنا وہ کہہ رہے تھے: کوڑے کی آواز طب طب سے بچو (یعنی کوڑے سے بچو)،

(٧٠١٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حال سارة بنت مقسم، أخرجه ابوداود: ٣٣١٤ (انظر: ٢٧٠٦٤)

الْأَعْرَابَ وَالنَّاسَ يَقُوْلُوْنَ: الطَّبْطَبِيَّةَ ، فَدَنَا مِنْهُ أَبِيْ فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ فَأَقَرَّلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَمَا نَسِيْتُ فِيْمَا نَسِيْتُ طُوْلَ إِصْبَعِ قَدَمِهِ السَّبَّابَةِ عَلٰى سَائِرِ أَصَابِعِهِ ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ أَبِيْ: إِنِّيْ شَهِدْتُ جَيْشَ عِثْرَانَ قَالَتْ: فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَالِكَ الْجَيْشَ ، فَقَالَ طَارِقُ بْنُ الْمُرَقَّعِ: مَنْ يُعْطِيْنِيْ رُمْحًا بِثَوَابِهِ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: وَمَا ثَوَابُهُ؟ قَالَ: أُزَوِّجُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تَكُوْنُ لِيْ ، قَالَ: فَأَعْطَيْتُهُ رُمْحِيْ ثُمَّ تَرَكْتُهُ حَتّٰى وُلِدَتْ لَهُ اِبْنَةٌ وَبَلَغَتْ ، فَأَتَيْتُه ، ، فَقُلْتُ لَهُ: جَهِّزْ لِيْ أَهْلِيْ ، فَقَالَ: لَا ، وَاللّٰهِ! لَا أُجَهِّزُهَا حَتّٰى تُحْدِثَ صَدَاقًا غَيْرَ ذَالِكَ ، فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَفْعَلَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِقَدْرِ أَيِّ النِّسَاءِ هِيَ؟)) قُلْتُ: قَدْ رَأَتِ الْقَتِيْرَ ، قَالَ: فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهَا عَنْكَ لَا خَيْرَ لَكَ فِيْهَا۔)) ، قَالَ: فَرَاعَنِيْ ذَالِكَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَأْثَمُ وَلَا يَأْثَمُ صَاحِبُكَ۔)) (مسند احمد: ٢٧٦٠٤)

میرے باپ آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم مبارک کو پکڑ لیا، آپ ﷺ نے قدم برقرار رکھا، میں آپ کے پاؤں کی سبابہ انگلی کی لمبائی دیگر انگلیوں کے مقابلہ میں کبھی نہیں بھولوں گی، میرے باپ نے آپ ﷺ سے کہا: میں عثران کے لشکر میں حاضر تھا، آپ ﷺ نے اس لشکر کو پہچان لیا، طارق بن مرقع نے کہا: کون ہے جو مجھے کپڑے کے عوض نیزہ دے گا، میں اسے اس کی جزا دوں گا۔ میں نے کہا: اس کی جزا کیا چیز ہوگی؟ اس نے کہا: میں اپنی پیدا ہونے والی سب سے پہلی بیٹی کی اس سے شادی کروں گا، میں نے اسے نیزہ دے دیا اور اس کے پاس ہی چھوڑے رکھا، یہاں تک کہ اس کے ہاں بیٹی ہوئی اور پھر وہ بالغ بھی ہوگئی، میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: میری اہلیہ کو میرے لئے تیار کرو، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اسے تیار نہیں کروں گا تاوقتیکہ تو اس نیزے کے علاوہ بھی اس کا کوئی مہر بتائے، میں نے قسم اٹھائی کہ میں ایسا نہیں کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی عمر کتنی ہے؟'' میں نے کہا: بڑھاپے کو پہنچ گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، اس میں خیر نہیں۔'' اس بات نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا، میں نے اس کی طرف دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تو قسم کی وجہ سے گنہگار ہوا اور نہ تیرا ساتھی ہوا۔''

فوائد:...... سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَلِدُ ، أَفَأَتَزَوَّجُهَا فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ: ((تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمْ۔))...... ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے ایک خاندانی اور مرتبے والی عورت ملی ہے، البتہ وہ ہے بانجھ، تو کیا میں اس سے شادی کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا، پھر دوسری بار آ گیا، آپ ﷺ نے اس کو روکا، جب وہ تیسری بار آیا تو آپ ﷺ نے اس کو منع کیا اور فرمایا: ''ایسی عورتوں سے شادی کرو، جو زیادہ بچے جننے والی اور خوب

محبت کرنے والی ہوں، یقیناً میں تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔'' (ابو داود: ۲۰۵۰، نسائی: ۳۲۲۹)
نکاح کا مقصد صرف شہوت رانی نہیں، بلکہ اولاد ہے، البتہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کے لیے نکاح جائز ہے، لیکن یہ عام طور پر بڑی عمر میں ہوتا ہے، نوجوان آدمی کو تندرست خاتون سے شادی کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِيْ رَدِّ الْمَنْكُوحَةِ بِالْعَيْبِ
کسی عیب کی وجہ سے منکوحہ کو ردّ کر دینے کا بیان

(۷۰۱۱)۔ عَنْ جَمِيلِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: صَحِبْتُ شَيْخًا مِنَ الْأَنْصَارِ ذَكَرَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يُقَالُ لَهُ: كَعْبُ بْنُ زَيْدٍ أَوْ زَيْدُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي غِفَارٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا وَضَعَ ثَوْبَهُ، وَقَعَدَ عَلَى الْفِرَاشِ أَبْصَرَ بِكَشْحِهَا بَيَاضًا فَانْحَازَ عَنِ الْفِرَاشِ ثُمَّ قَالَ: ((خُذِيْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ۔)) وَلَمْ يَأْخُذْ مِمَّا آتَاهَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۶۱۲۸)

سیدنا کعب بن زید یا زید بن کعب رضی اللہ عنہ، جن کو صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا، جب اس کے پاس گئے، لباس اتارا اور بستر پر بیٹھے، تو اس کے پہلو میں سفیدی دیکھی، پس آپ بستر سے الگ ہو گئے اور اس سے فرمایا: ''تو اپنا لباس پہن لے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کو جو کچھ دیا تھا، وہ اس سے واپس نہیں لیا۔

فوائد:...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن کسی عیب کی وجہ سے خاوند کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔

بَابُ مَنْ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ أُخْتَانِ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ وَفِيْهِ الْعَدَدُ الْمُبَاحُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَمَا خُصَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ
اس امر کا بیان کہ جو آدمی مسلمان ہو اور اس کے عقد میں دو بہنیں یا چار سے زائد بیویاں ہوں، نیز آزاد اور غلام کے لیے بیویوں کی جائز تعداد اور اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کے خاصے کا بیان

(۷۰۱۲)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا غیلان بن سلمہ ثقفی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ان میں سے

(۷۰۱۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جميل بن زيد الطائی، ثم ان فی اسناد حديثه هذا اضطرابا، أخرجه البخاری فی "التاريخ الكبير": ۷/ ۲۲۳، والطحاوی فی "شرح مشكل الآثار": ٦٤٦، والبيهقی: ۷/ ۲٥٦ (انظر: ١٦٠٣٢)

(۷۰۱۲) حديث صحيح بطرقه وشواهده، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۵۳، والترمذی: ۱۱۲۸ (انظر: ٤٦٠٩)

(مسند احمد: ٤٦٠٩) چار پسند کرلو (اور باقی چھوڑ دو)۔''

فوائد:...... ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: أَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ۔ ...... جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں، وہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو گئیں۔

اس میں اس طرح کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ ان چار بیویوں کو اپنے عقد میں رکھے، جن سے پہلے نکاح کیا تھا۔

(٧٠١٣)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطِيْقُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٤١٥٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن کی ایک گھڑی میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جا کر (حق زوجیت ادا) کر لیتے تھے، اس وقت ان کی تعداد گیارہ تھی، میں نے سیدنا انس سے کہا: کیا آپ کو اتنی طاقت تھی، انہوں نے کہا: ہم آپس میں بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس آدمیوں کی قوت عطا کی گئی ہے۔

فوائد:...... ان گیارہ میں سے دو لونڈیاں تھیں، سیدہ ماریہ اور سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہما۔

(٧٠١٤)۔ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ عَلٰى تِسْعِ نِسْوَةٍ فِي ضَحْوَةٍ۔ (مسند احمد: ١٣٥٣٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کریم ﷺ ایک دن میں نو بیویوں پر چکر لگاتے (جماع کرتے) تھے۔

فوائد:...... حدیث نمبر (۷۱۴۲) کی شرح میں ان امہات المومنین کے نام پیش کیے گئے ہیں۔

(٧٠١٥)۔ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوْزَ أَنَّ أَبَاهُ فَيْرُوْزَ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ وَتَحْتَهُ أُخْتَانِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ۔)) (مسند احمد: ١٨٢٠٣)

ضحاک کہتے ہیں: میرے باپ فیروز نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے نکاح میں دو بہنیں تھیں، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ان میں سے جس ایک کو چاہتا ہے، چھوڑ دے۔''

(٧٠١٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِيْ اِمْرَأَتَانِ أُخْتَانِ

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: جب میں اسلام لایا تو میری دو بیویاں تھیں اور وہ دونوں بہنیں تھیں، نبی کریم ﷺ نے مجھے

(٧٠١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٨ (انظر: ١٤١٠٩)
(٧٠١٤) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، أخرجه ابن ماجه: ٥٨٩ (انظر: ١٣٥٠٥)
(٧٠١٥) اسناده محتمل للتحسين، أخرجه ابوداود: ٢٢٤٣، والترمذي: ١١٢٩، وابن ماجه: ١٩٥١ (انظر:)
(٧٠١٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فَـأَمَـرَنِـي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أُطَـلِّـقَ إِحْدَاهُمَا۔ حکم دیا کہ میں ان میں سے ایک کو طلاق سے دوں۔

(مسند احمد: ١٨٢٠٥)

فوائد:...... دو بہنوں کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ ......''(اورتم پر حرام کیا گیا ہے کہ) تم دو بہنوں کو جمع کرو۔'' (سورۂ نساء: ٢٣)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خاوند اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک کو اختیار کر سکتا ہے، یہ شرط نہیں ہے کہ اس نے دو بہنوں میں سے جس سے پہلے نکاح کیا تھا، اس کو ہی اپنے عقد میں برقرار رکھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ دو بہنوں کی صورت میں اس بہن کو جدا کر دیا جائے گا، جس سے بعد میں نکاح ہوا تھا اور چار سے زائد بیویوں کی صورت میں ان بیویوں کو الگ کر دیا جائے گا، جن سے چار کی تعداد کی تکمیل کے بعد نکاح ہوا تھا۔

لیکن مذکورہ بالا روایات میں یہ قید اور شرط نہیں پائی جاتی، لہذا خاوند کو اختیار حاصل ہے، وہ جسے چاہے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي الزَّوْجَيْنِ الْكَافِرَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ

ان کافر میاں بیوی کا بیان کہ جب ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائے

(٧٠١٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَتَهُ عَلَى زَوْجِهَا أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ١٨٧٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی سیدنا زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح کے ساتھ ہی ان کے خاوند سیدنا ابو عاص بن ربیع کے سپرد کر دیا تھا اور کوئی نیا نکاح نہیں کیا تھا۔

(٧٠١٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَكَانَ إِسْلَامُهَا قَبْلَ إِسْلَامِهِ بِسِتِّ سِنِيْنَ، عَلَى النِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ شَهَادَةً وَلَا صَدَاقًا۔ (مسند احمد: ٢٣٦٦)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح کے ساتھ ہی ان کے خاوند سیدنا ابو عاص بن ربیع کی طرف لوٹا دیا، حالانکہ سیدہ اپنے خاوند سے چھ سال پہلے مسلمان ہوئی تھیں، آپ ﷺ نہ نئی گواہی پیش کی اور نہ نئے مہر کا مطالبہ کیا۔

فوائد:...... جب کوئی خاتون مسلمان ہو جائے، جبکہ اس کا خاوند ابھی تک کافر ہو تو اس کی عدت ایک حیض ہو

(٧٠١٧) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٢٢٤٠، والترمذي: ١١٤٣ (انظر: ١٨٧٦)

(٧٠١٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

گی، اس عدت کے بعد وہ کسی سے شادی کر سکتی ہے، لیکن اگر شادی کرنے سے پہلے اس کا شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو ان کو سابق نکاح اور مہر کی بنیاد پر ہی میاں بیوی سمجھا جائے گا، نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہوگی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا، اگر ایسی خاتون عدت گزارنے کے بعد اور خاوند کے مسلمان ہونے سے پہلے شادی کر لیتی ہے تو پہلے خاوند کا حق ختم ہو جائے گا۔

(۷۰۱۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ إِلَى أَبِي الْعَاصِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ۔ (مسند احمد: ٦٩٣٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نئے مہر اور نئے نکاح کے ساتھ اپنی بیٹی کو سیدنا ابو العاص کی طرف لوٹایا تھا۔

فوائد:...... لیکن یہ روایت ضعیف ہے، سابقہ حدیث میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تُسْلِمُ وَتَتَزَوَّجُ ثُمَّ يُسْلِمُ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَتُرَدُّ عَلَيْهِ

اس عورت کا بیان کہ جو مسلمان ہو کر شادی کر لے اور پھر اس کا خاوند اسلام قبول کرے، تو وہ اسی کی طرف لوٹائی جائے گی

(۷۰۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَعَلِمَتْ بِإِسْلَامِي فَنَزَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخَرِ وَرَدَّهَا عَلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ۔ (مسند احمد: ٢٩٧٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہوئی اور اس نے آگے شادی کر لی، لیکن اس کا پہلا خاوند نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی مشرف باسلام ہوا ہوں اور اس میری بیوی کو معلوم تھا کہ میں اسلام لا چکا ہوں، پھر بھی اس نے آگے شادی کر لی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کو دوسرے خاوند سے واپس لے کر اس کو اس کے پہلے خاوند کی طرف لوٹا دیا۔

فوائد:...... تاہم مسئلہ یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر پہلا خاوند مستحق ہے، عدت کے بعد خاتون کو اختیار مل جاتا ہے، لیکن پہلے خاوند کا انتظار کرنا درست ہے۔

(۷۰۱۹) تخريج: اسناده ضعيف، الحجاج بن ارطاة كثير الخطأ والتدليس، أخرجه الترمذي: ١١٤٢، وابن ماجه: ٢٠١٠ (انظر: ٦٩٣٨)

(۷۰۲۰) تخريج: اسناده ضعيف، سماك بن حرب في روايته عن عكرمة اضطراب، أخرجه ابوداود: ٢٢٣٩، وابن ماجه: ٢٠٠٨ (انظر: ٢٩٧٢)

بَابُ الْخِيَارِ لِلْأَمَةِ إِذَا عُتِقَتْ تَحْتَ عَبْدٍ

آزاد ہونے کے بعد لونڈی کو اختیار مل جانے کا بیان، جب وہ کسی غلام کی بیوی ہو

(۷۰۲۱)۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رِجَالًا يَتَحَدَّثُوْنَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا عُتِقَتِ الْأَمَةُ فَهِيَ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَطَأْهَا إِنْ شَائَتْ فَارَقَتْهُ، وَإِنْ وَطِئَهَا فَلَا خِيَارَ لَهَا وَلَا تَسْتَطِيْعُ فِرَاقَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۹۵)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں کو سنا، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب لونڈی کو آزاد کر دیا جاتا ہے تو اس کو اختیار مل جاتا ہے، جب تک اس کا خاوند اس سے جماع نہ کر لے، اگر وہ چاہے تو اس سے جدا ہو سکتی ہے اور اگر اس نے اس سے جماع کر لیا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اور اس کو اس سے جدا ہونے کی طاقت نہیں رہے گی۔''

(۷۰۲۲)۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُعْتِقَتِ الْأَمَةُ وَهِيَ تَحْتَ الْعَبْدِ فَأَمْرُهَا بِيَدِهَا فَإِنْ هِيَ أَقَرَّتْ حَتّٰى يَطَأَهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ لَا تَسْتَطِيْعُ فِرَاقَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۶۷۳۷)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری کہتے ہیں: میں نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب لونڈی کو آزادی کر دیا جاتا ہے، جبکہ وہ پہلے کسی غلام کی بیوی ہو تو اس کو اختیار مل جاتا ہے، اگر وہ اسی کے گھر برقرار رہی، یہاں تک کہ اس نے اس سے جماع کر لیا تو وہ اسی کی بیوی رہے گی اور اس سے جدا نہیں ہو سکے گی۔''

(۷۰۲۳)۔ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَ هَا، فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ)) قَالَتْ: فَاشْتَرَيْتُهَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے بریرہ کو آزاد کرنا چاہا، لیکن اس کے مالکوں نے یہ شرط لگا دی کہ ولاء ان کی رہے گی، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو بیشک اس کو خرید کر آزاد کر دے، ولاء تو صرف اس کی ہوتی ہے، جو چاندی (یعنی قیمت) خرچ کرتا ہے۔'' پس میں نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا، پھر

(۷۰۲۱) تخریج: حدیث حسن، أخرجه النسائی فی ''الکبری'': ٤٩٣٧، والطحاوی فی ''شرح مشکل الآثار'': ٤٣٨٣ (انظر: ٢٣٢٠٨)

(۷۰۲۲) تخریج: انظر الحدیث السابق،

(۷۰۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٢٥٣٦، ٦٧٥٨ (انظر: ٢٥٣٦٦)

فَأَعْتَقْتُهَا، قَالَتْ: فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا۔ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا۔ (مسند احمد: ٢٥٨٨٠)

رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند کے بارے میں اختیار دے دے، اس نے یہ اختیار قبول کیا، اس کا خاوند آزاد تھا۔

فوائد:...... حدیث کے آخری الفاظ ''اس کا خاوند آزاد تھا'' اسود راوی کے کلام سے مدرج ہیں، اگر اس کو موصول بھی سمجھ لیا جائے تو کثرتِ طرق کی بنا پر وہ روایت راجح ہوگی، جس میں سیدہ بریرہ ؓ کے خاوند کے غلام ہونے کا ذکر ہے۔

(٧٠٢٤)۔ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ مِثْلُ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ اِلَّا اَنَّهُ، قَالَ: كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٨١)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، ...... یہ حدیث منصور کی حدیث کی طرح ہے، البتہ اس میں ہے: اور اس کا خاوند غلام تھا، اگر وہ آزاد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو اختیار نہ دیتے۔

(٧٠٢٥)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ عَنْ عَائِشَةَ اَيْضًا قَالَتْ: وَكَانَتْ۔ أَيْ بَرِيْرَةُ۔ تَحْتَ عَبْدٍ فَلَمَّا أَعْتَقْتُهَا، قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اخْتَارِيْ، فَاِنْ شِئْتِ أَنْ تَمْكُثِيْ تَحْتَ هٰذَا الْعَبْدِ وَاِنْ شِئْتِ أَنْ تُفَارِقِيْهِ۔)) (مسند احمد: ٢٥٩٨٢)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، بیچ میں ایک بات یہ تھی: سیدہ بریرہ ؓ ایک غلام کی بیوی تھی، جب میں (عائشہ) نے اس کو آزاد کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تجھے اختیار مل گیا ہے، اگر تو چاہے تو اس غلام کے ماتحت رہ سکتی ہے اور چاہے تو علیحدہ ہو سکتی ہے۔''

(٧٠٢٦)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَرِيْرَةَ كَانَتْ مُكَاتَبَةً وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوْكًا، فَلَمَّا أُعْتِقَتْ خُيِّرَتْ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٧٤)

سیدہ عائشہ ؓ سے اس طرح بھی مروی ہے کہ سیدہ بریرہ نے مکاتبت کی ہوئی تھی اور ان کا خاوند غلام تھا، جب اس کو آزاد کر دیا گیا تو اس کو اختیار دے دیا گیا۔

(٧٠٢٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا خُيِّرَتْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

(٧٠٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٥٣٦٧)
(٧٠٢٥) تخريج: حديث صحيح دون القول المرفوع فى هذا الحديث، أخرجه ابويعلى: ٤٤٣٦، والبيهقى: ٧/ ٢٢٠ (انظر: ٢٥٤٦٨)
(٧٠٢٦) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث السابق
(٧٠٢٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٢٨٣ (انظر: ١٨٤٤)

بَـرِيْـرَ ةُ رَأَيْـتُ زَوْجَهَـا يَتْبَـعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ، فَكُلِّمَ الْـعَبَّاسُ لِيُكَلِّمَ فِيْهِ النَّبِيَّ ﷺ لِبَرِيْرَةَ: ((إِنَّهُ زَوْجُكِ۔))، فَـقَـالَتْ: تَأْمُرُنِيْ بِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ؟ قَـالَ: ((إِنَّـمَـا أَنَـا شَافِعٌ۔))، قَالَ: فَخَيَّرَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَكَانَ عَبْدًا لِآلِ الْمُغِيْرَةِ۔ (مسند احمد: ۱۸٤٤)

جب بریرہ کو اختیار ملا تو میں نے دیکھا کہ اس کا خاوند مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہتے تھے، کسی نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بات کی کہ بریرہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے بات کرے، پس آپ ﷺ نے اس سے کہا: ''بریرہ! یہ تیرا خاوند ہے۔'' سیدہ بریرہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو سفارش کر رہا ہوں۔'' پس آپ ﷺ نے اس کو اختیار دیا اور اس نے یہ اختیار قبول کر لیا، ان کا خاوند آل مغیرہ کا غلام تھا۔

فوائد:...... لِيُكَلِّمَ فِيْهِ النَّبِيَّ ﷺ لِبَرِيْرَةَ: ((إِنَّهُ زَوْجُكِ۔))، ان الفاظ کی ترکیب صحیح نہیں بن رہی، اگر سنن ابو داود کے الفاظ کو سامنے رکھا جائے معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اصل ترکیب اس طرح یا اس سے ملتی جلتی تھی: قَـالَ النَّبِيَّ ﷺ لِبَرِيْرَةَ: ((إِنَّهُ زَوْجُكِ۔))، ہم نے اسی ترکیب کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

اس باب سے ثابت ہوا کہ جب غلام اور لونڈی شادی والی زندگی گزار رہے ہوں اور لونڈی کو آزاد کر دیا جائے تو اس کو اس غلام خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے، جب سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو یہ اختیار ملا تو انھوں نے جدائی کو ترجیح دی۔

أَبْوَابُ الْوَلِيمَةِ
ولیمہ کے ابواب

بَابُ حُكْمِ الْوَلِيمَةِ وَاسْتِحْبَابِهَا بِالشَّاةِ فَأَكْثَرَ وَجَوَازِهَا بِدُوْنِهَا
ولیمہ کے حکم، بکری یا اس سے زائد چیز کے ساتھ اس کے مستحب ہونے اور اس سے کم کسی چیز کے ولیمہ کے جائز ہونے کا بیان

تنبیہ:...... موجودہ زمانے میں تکلف، رسموں اور ظاہری رکھ رکھاؤ کی جو کیفیت وکمیت رواج پا چکی ہے، وہ شرعی احکام کے مطابق محل نظر ہے، نکاح، رخصتی اور ولیمہ مسنون امور ہیں، جن پر عمل کرنے کے سب سے پہلے مستحق رسول اللہ ﷺ اور پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، آپ نے درج ذیل روایات کو بغور پڑھ کر اندازہ کرنا ہے کہ ان سنتوں پر کیسے عمل کیا گیا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ شادی اور اس سے متعلقہ امور کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں کہ مال و دولت کا اظہار کیا جائے، مقابلہ بازی شروع ہو جائے، نمود ونمائش واضح طور پر نظر آئے اور فخر ومباہات کا سلسلہ شروع ہو جائے، گزارش ہے کہ روحِ اسلام کو سمجھا جائے اور اسلام کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے، اسلام سادگی کو بھی ایمان کا حصہ قرار دیتا ہے۔

(٧٠٢٨)۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَبِهِ وَضَرٌ مِنْ خَلُوْقٍ، فَقَالَ لَهُ: ((مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ((كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟)) قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ))، قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ملے، جب آپ ﷺ نے ان پر خلوق خوشبو کا نشان دیکھا تو پوچھا: ''اے عبد الرحمن! کیا معاملہ ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے انصار کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کتنا حق مہر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نواۃ کے وزن کے برابر سونا دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمہ کرو، اگر چہ وہ ایک بکری کی

(٧٠٢٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٤٨، ومسلم: ١٤٢٧ (انظر: ١٢٦٨٥)

قَسَمَ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ مِائَةَ أَلْفِ دِينَارٍ، زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔)) (مسند احمد: ١٢٧١٥)

صورت میں ہو۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ان کی وفات کے بعد ان کی ہر ایک بیوی کو ایک ایک لاکھ دینار ملے تھے، ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی کا سن کر ان سے فرمایا تھا: ''اللہ تعالی تیرے لیے برکت کرے، ولیمہ کر، اگرچہ ایک بکری کی صورت میں ہو۔''

(٧٠٢٩)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْلَمَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَ: فَاَوْلَمَ بِشَاةٍ أَوْذَبَحَ شَاةً۔ (مسند احمد: ١٣٤١١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی شادی کے موقع پر اتنا بڑا ولیمہ کیا ہو، جو سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایک بکری ذبح کی تھی۔

(٧٠٣٠)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ أَوْلَمَ، فَاَطْعَمَنَا خُبْزًا وَلَحْمًا (وَفِي لَفْظٍ) فَأَشْبَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خُبْزًا وَلَحْمًا۔ (مسند احمد: ١٢٠٤٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے حق زوجیت ادا کیا تو ولیمہ کیا اور ہمیں گوشت اور روٹی کھلائی، ایک روات میں ہے: مسلمانوں کو گوشت اور روٹی سے سیر کر دیا۔

(٧٠٣١)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: لَمَّا خَطَبَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ رضي الله عنهما قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّه لَا بُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيْمَةٍ۔)) قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: عَلَيَّ كَبْشٌ، وَقَالَ فُلَانٌ: عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا مِنْ ذُرَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٤٢٣)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شادی کے بعد ولیمہ ضروری ہے۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دنبہ میں دوں گا، ایک نے کہا: اتنی اتنی مکئی میں دوں گا۔

فوائد:...... صحابۂ کرام نیکی کے امور کی طرف سبقت لے جانے والے اور ایسے معاملات میں ایک دوسرے کے معاون تھے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ ......''اور نیکی اور تقوی کے معاملے میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔'' (سورۂ مائدہ: ٢)

(٧٠٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٦٨، ٥١٧١، ومسلم: ١٤٢٨ (انظر: ١٣٣٧٨)

(٧٠٣٠) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٤٧٩١، ٥١٥٤، ٦٢٣٩، ومسلم: ١٤٢٨ (انظر: ١٢٠٢٣)

(٧٠٣١) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه البزار: ١٤٠٧، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٣٠١٨، والطبراني في "الكبير": ١١٥٣ (انظر: ٢٣٠٣٥)

(٧٠٣٢)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ: شَهِدْتُ وَلِيْمَتَيْنِ مِنْ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَمَا أَطْعَمَنَا فِيهِمَا خُبْزًا وَلَا لَحْمًا، قُلْتُ: فَمَهْ؟، قَالَ: الْحَيْسُ يَعْنِي التَّمْرَ وَالْأَقِطَ بِالسَّمْنِ۔ (مسند احمد: ١١٩٧٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے دو بیویوں کے ولیموں میں حاضر ہوا، آپ نے ہمیں نہ روٹی کھلائی اور نہ گوشت، میں (علی بن زید) نے کہا: پھر کیا تھا؟ انھوں نے کہا: حَیس یعنی ایک حلوہ سا تھا، جو کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا گیا تھا۔

فوائد:...... ان دو بیویوں سے مراد سیدہ صفیہ بنت حیی اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

(٧٠٣٣)۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَ وَلِيْمَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ، قَالَ: فُحِصَتِ الْأَرْضُ أَفَاحِيصَ، قَالَ: وَجِيْءَ بِالْأَنْطَاعِ فَوُضِعَتْ فِيهَا ثُمَّ جِيْءَ بِالْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالسَّمْنِ فَشَبِعَ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ١٣٦١٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا صفیہ بنت حی کا ولیمہ کھجور، پنیر اور گھی سے کیا تھا، زمین کو کھود کر ہموار کیا گیا، پھر دستر خوان بچھائے گئے اور ان پر پنیر، کھجور اور گھی رکھا گیا، لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔

(٧٠٣٤)۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ: أَتٰى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ، قَالَ: تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْقَعَتْ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ۔ (مسند احمد: ١٦١٥٩)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابو اسید ساعدی آئے اور نبی کریم ﷺ کو شادی میں آنے کی دعوت دی، اس دن ان کی بیوی ان کی خادمہ تھی، اسی کی شادی ہوئی تھی، اچھا کیا تم جانتے ہو کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو کیا پلایا تھا، اس نے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں، (وہ نبیذ آپ ﷺ کو پلایا تھا)۔

(٧٠٣٥)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: شَهِدَ رَسُوْلُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک

(٧٠٣٢) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ١٩١٠ (انظر: ١١٩٥٣)

(٧٠٣٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٨ (انظر: ١٣٥٧٥)

(٧٠٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٩١، ومسلم: ٢٠٠٦ (انظر: ١٦٠٦٢)

(٧٠٣٥) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٦٧٦)

اللّٰهِ ﷺ وَلِيْمَةً مَا فِيْهَا خُبْزٌ وَلَا لَحْمٌ۔ ولیمہ میں شمولیت فرمائی، اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔

(مسند احمد: ۱۳۷۱۱)

(۷۰۳۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: أَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۳۲)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ایک بیوی کے ولیمہ کے موقع پر دو مُدّ جو کھلائے تھے۔

فوائد:...... ولیمہ وہ دعوت ہے جو دولھا کی طرف سے شادی کی خوشی کے موقع پر پیش کی جاتی ہے، ولیمہ شادی کے بعد دوسرے دن کرنا مسنون ہے، کسی شرعی مجبوری کی بنا پر تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔

جمہور اہل علم کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے۔

ولیمہ میں کمی بیشی کی کوئی قید نہیں، بلکہ حسبِ ضرورت اور حسبِ توفیق ولیمے کا کھانا پکایا جا سکتا ہے، وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، لیکن غلو، نمود و نمائش اور فخر و مباہات سے بچنا ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک کی اہم خاصیت سادگی اور پر خلوص باہمی محبت تھی، آپ ﷺ نے سیدہ زینب ؓ سے شادی کے موقع پر بکری کا، سیدہ صفیہ ؓ سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستو کا اور بعض بیویوں سے شادی پر دو مد (تقریبا ایک کلو پچاس گرام) کا ولیمہ کیا۔ لیکن آجکل جہاں ظاہری رکھ رکھاؤ، اور ''بھرم'' برقرار رکھنے کے لیے تکلف کرتے ہوئے ولیمے کی دعوتوں اور شادی کے دوسرے رسم و رواج پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے، وہاں مستحقین اور حقدار فقراء و مساکین کو کلی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دعوت دیتے وقت قطعی طور پر اس چیز کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نیک ہے یا فلاں آدمی غریب ہے، بس مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں اور دولت کو دولت کھینچ رہی ہے، یہی دعوتیں ہیں جنہیں بدترین کہا گیا۔ بہرحال مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے۔

آجکل شادی کے موقع پر اتنے تکلفات کیے جاتے ہیں کہ یا تو متعلقہ لوگوں کو کئی سالوں تک تیاری کرنا پڑتی ہے یا پھر برسوں تک مقروض رہتے ہیں۔ یقین مانیئے کہ جب رشتہ داروں کو تین چار ایام پر مشتمل شادی کی دعوت دی جاتی ہے، تو ہمارے مشاہدے کے مطابق لوگوں کی اکثریت کو اس بنا پر پریشان پایا جاتا ہے کہ گھر کے ہر فرد کے لیے اتنے ملبوسات کا اہتمام کرنا ہے اور فلاں فلاں رسم میں اتنی اتنی رقم جمع کروانی ہے، محبت کے ظاہری دعووں اور رواجوں کو برقرار رکھنے کے لیے حیثیت سے بڑھے ہوئے تقاضوں کو پورا کیا جا رہا ہے۔

کیا آپ تسلیم کریں گے کہ سیدہ عائشہ ؓ کی رخصتی کے موقع پر ان کو لینے کے لیے آپ ﷺ اکیلے گئے تھے اور سیدہ عائشہ ؓ کو اس پروگرام کا علم ہی نہ تھا، آپ ﷺ کے ولیموں میں بھی سادگی تھی، سیدہ صفیہ ؓ کی شادی کے موقع پر تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جس کے پاس زائد کھجوریں اور ستو ہے، وہ لے آئے، اسے اکٹھا

(۷۰۳۶) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البخاری: ۵۱۷۲ (انظر: ۲۴۸۲۱)

کر کے ولیمہ کر دیا، آپ ﷺ کو اکثر صحابۂ کرام کی شادیوں کا علم ہی نہیں ہوتا تھا؟ لیکن اس دور میں ایسا کرنے والے کو موردِ طعن اور رشتہ داروں کا لحاظ نہ کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں حقیقی محبت مفقود ہے، خوشامد، چاپلوسی اور مال و دولت کا ضرورت سے زیادہ اظہار کیا جاتا ہے، مقابلہ بازی ہے، دنیا کو برتری حاصل ہے،......، مستحق، نادار، بے سہارا، لولے لنگڑے اور غریب رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا تو درکنار، زبانی کلامی ان کے دکھ درد میں شریک ہونے والا کوئی نہیں۔ ایسے میں وہی کچھ ہوگا، جو ہو رہا ہے۔

بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِيْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ

ولیمہ کی دعوت دینے والی کی دعوت قبول کرنے کا بیان

(٧٠٣٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((اِذَا نُوْدِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى وَلِيْمَةٍ فَلْيَأْتِهَا۔)) (مسند احمد: ٤٧١٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ اس ولیمے میں حاضری دے۔

(٧٠٣٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى وَلِيْمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ۔)) (مسند احمد: ٤٧٣٠)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو شادی کے ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ اس دعوت کو قبول کرے۔

(٧٠٣٩)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٦٣٣٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کو دعوت دے، تو وہ یہ دعوت قبول کرے، وہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور۔''

(٧٠٤٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ: اِنِّيْ صَائِمٌ۔)) (مسند احمد: ٧٣٠٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کسی کو دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو وہ کہہ دے کہ وہ روزے سے ہے۔''

(٧٠٤١)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَاِنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کو دعوت دی جائے، وہ اسے

(٧٠٣٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٧٣، ومسلم: ١٤١٩ (انظر: ٤٧١٢)
(٧٠٣٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(٧٠٣٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٩ (انظر: ٦٣٣٧)
(٧٠٤٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١١٥٠ (انظر: ٧٣٠٤)
(٧٠٤١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٣١ (انظر: ٧٣٤٩)

كَانَ مُفْطِرًا أَكَلَ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَلْيَدْعُ لَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٧٧٣٥)

قبول کرے، اگر اس کا روزہ نہ ہو تو وہ کھائے اور اگر وہ روزے سے ہو تو اس کے لئے دعا کر دے۔''

(٧٠٤٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ۔)) (مسند احمد: ١٥٢٨٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس دعوت کو قبول کرے، پھر اگر چاہے تو کھانا کھا لے اور چاہے تو نہ کھائے۔''

(٧٠٤٣)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الدَّعْوَةِ فَلْيُجِبْ۔)) أَوْ قَالَ: ((فَلْيَأْتِهَا۔))، قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُجِيْبُ صَائِمًا وَمُفْطِرًا۔ (مسند احمد: ٥٧٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے۔'' یا فرمایا: وہ دعوت میں آئے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا روزہ ہوتا یا نہ ہوتا، وہ ہر حال میں دعوت قبول کرتے تھے۔

فوائد:...... دعوت قبول کرتے تھے، روزے کی حالت میں ہوتے یا نہ ہوتے۔

(٧٠٤٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى الْغَنِيُّ وَيُتْرَكُ الْمِسْكِيْنُ (وَفِي لَفْظٍ: يُدْعَى إِلَيْهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ) وَهِيَ حَقٌّ، وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ عَصَى، وَكَانَ مَعْمَرٌ رُبَّمَا قَالَ: وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔ (مسند احمد: ٧٦١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ولیمے کا کھانا بدترین کھانا ہے، جس میں مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور مسکینوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، جبکہ یہ دعوت حق ہے، جس نے اس کو چھوڑا اس نے نافرمانی کی، معمر راوی کے الفاظ یہ تھے: جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

فوائد:...... یہ روایت موقوف ہے، صحیح مسلم کی جو روایت مرفوع ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔)) ...... ''بدترین کھانا ولیمے کا کھانا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کھانے کے لیے آنا چاہتے ہیں، ان کو روک دیا جاتا ہے اور جو آنے سے انکار

(٧٠٤٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٣٠ (انظر: ١٥٢١٩)
(٧٠٤٣) اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه البخاري: ٥١٧٩، ومسلم: ١٤٢٩ (انظر: ٥٧٦٦)
(٧٠٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٢ (انظر: ٧٦٢٤)

کرتے ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے، بہرحال جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' (صحیح مسلم: ۲۵۸۶)

امام نووی نے کہا: اس حدیث میں اس چیز کی خبر دی جا رہی ہے، جو لوگوں میں رواج پا چکی ہے، ولیموں میں مالدار لوگوں کو پروٹوکول دیا جاتا ہے، خاص طور پر ان کو دعوت دی جاتی ہے اور ان کے لیے اچھے اچھے کھانے تیار کیے جاتے ہیں اور ان کو دوسرے محتاجوں پر مقدم کیا جاتا ہے، اکثر ولیموں میں یہی کچھ ہوتا ہے۔

(۷۰۴۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔)) (مسند احمد: ۵۲۶۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔''

(۷۰۴۶)۔ عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ سَمِعْتُ أَبَا غَادِيَةَ الْيَمَانِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَاءَ رَسُوْلُ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَدَعَاهُمْ، فَمَا قَامَ إِلَّا أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَخَمْسَةٌ مِنْهُمْ، أَنَا أَحَدُهُمْ، فَذَهَبُوْا فَأَكَلُوْا، ثُمَّ جَاءَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَغَسَلَ يَدَه، ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ! يَا أَهْلَ الْمَسْجِدِ إِنَّكُمْ لَعُصَاةٌ لِأَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۷۸۷۱)

ابو غادیہ یمانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ میں آیا، کثیر بن صلت کا قاصد آیا اور اس نے مسجد والوں کو دعوت دی، صرف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مزید پانچ آدمی کھڑے ہوئے، میں ان میں ایک تھا، پس یہ لوگ گئے اور کھانا کھایا، جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انھوں نے ہاتھ دھوئے اور کہا: اللہ کی قسم! اے اہل مسجد! بیشک تم ابو القاسم ﷺ کے نافرمان ہو۔

فوائد:...... مسلمان کی دعوت قبول کرنا حق ہے، خاص طور پر ولیمہ کی دعوت، اس لیے باہتمام اس حق کو ادا کرنا چاہیے، وگرنہ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہوگی۔

بعض احادیث سے معلوم ہوا کہ نفلی روزے کی وجہ سے دعوت قبول نہ کی جائے، لیکن دعوت کی وجہ سے نفلی روزہ توڑنا بھی جائز ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا، جب کھانا (دسترخوان پر) رکھا گیا تو ایک آدمی نے کہا: میں تو روزے دار ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دَعَاكَ أَخُوْكَ وَتَكَلَّفَ لَكَ فَصُمْ مَكَانَهُ إِنْ شِئْتَ۔)) ......''تیرے بھائی نے تجھے دعوت دی اور تیرے لیے تکلف کیا، (اس لیے روزہ توڑ دے) اور اگر چاہے تو اس کی جگہ پر ایک اور روزہ رکھ لینا۔'' (سنن بیھقی، قال الحافظ ابن حجر: اسناده حسن)

(۷۰۴۵) تخريج: حديث صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۳۷۴۱ (انظر: ۵۲۶۳)

(۷۰۴۶) تخريج: اسناده ضعيف، ابو غادية اليمامي، جهله ابو زرعة العراقي وابن حجر (انظر: ۷۸۸۴)

اگر واقعی نظر آ رہا ہے کہ داعی نے بڑے تکلف اور رغبت سے کھانا تیار کیا ہے تو نفلی روزہ توڑ دینا چاہیے، اگر اجر و ثواب ہی مطلوب ہو تو دوبارہ روزہ رکھ لیا جائے۔

بَابُ مَا يُصْنَعُ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ وَحُكْمِ الْإِجَابَةِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي وَالثَّالِثِ

جب دو داعی جمع ہو جائیں تو کیا کیا جائے، نیز دوسرے اور تیسرے دن کی دعوت قبول کرنے کا بیان

(۷۰٤۷)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَمَعَ الدَّاعِيَان فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا، فَإِذَا سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِيْ سَبَقَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۸٦۰)

حمید بن عبد الرحمٰن، ایک صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو دعوت دینے والے اکٹھے آ جائیں، تو ان میں سے جو زیادہ قریبی دروازے والا ہو، اس کی دعوت قبول کرو، کیونکہ زیادہ قریبی دروازے والا زیادہ قریبی پڑوسی ہے، اور اگر ان میں سے ایک پہلے پہنچ جائے تو پہلے آ جانے والی کی دعوت قبول کر۔

فوائد:...... قریبی داعی کو ترجیح دی جائے۔

اگر دو اکٹھے دعوت دیں تو قریبی کو ترجیح دی جائے اور اگر کوئی پہلے آ جائے تو پھر اس کی دعوت قبول کی جائے خواہ وہ دور کا کیوں نہ ہو۔ (عبداللہ رفیق)

(۷۰٤۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ، قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: مَعْرُوْفٌ، اِنْ لَمْ يَكُنْ اِسْمُهُ زُهَيْرُ بْنُ عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِيْ مَا اسْمُهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَلِيْمَةُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِي مَعْرُوْفٌ وَالْيَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ۔)) (مسند احمد: ۲۰۵۹۱)

بنو ثقیف کا ایک کانا آدمی تھا، امام قتادہ کہتے ہیں: اس کو معروف کہا جاتا ہے اور اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تھا تو میں نہیں جانتا کہ پھر اس کا نام کیا تھا، بہرحال اس آدمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے دن کا ولیمہ حق ہے، دوسرے دن کا معروف رواج ہے اور تیسرے دن کا ولیمہ شہرت اور نمود و نمائش ہے۔''

فوائد:...... معروف سے مراد وہ طریقہ ہے، جو لوگوں کے ہاں رواج پا چکا ہے۔

یہ روایت تو ضعیف ہے، بہرحال دعوتوں کا سلسلہ تکلف اور ریاکاری سے پاک ہونا چاہیے اور ان پر مذہبی رنگ

(۷۰٤۷) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۳۷۵٦ (انظر: ۲۳٤٦٦)

(۷۰٤۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالة عبد الله بن عثمان الثقفی، وزهیر بن عثمان مختلف فی صحبته، أخرجه ابوداود: ۳۷٤۵ (انظر: ۲۰۳۲۵)

غالب ہونا چاہیے۔

بَابُ مَنْ دُعِيَ فَرَاٰى مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ وَإِلَّا فَلْيَرْجِعْ

اس امر کا بیان کہ جس شخص کو دعوت دی جائے، اگر وہ برائی دیکھے تو اس کو روکے، وگرنہ لوٹ جائے

(۷۰٤۹)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَالِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۳٤)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے برائی کو دیکھے، اسے ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اسے اتنی طاقت نہ ہو تو وہ زبان سے تبدیل کرے اور اگر اس میں اتنی قوت بھی نہ ہو تو وہ دل سے اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

(۷۰۵۰)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّه، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدَنَّ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِإِزَارٍ، وَمَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَدْخُلِ الْحَمَّامَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: لوگو! میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس دستر خوان پر ہرگز نہ بیٹھے جس پر شراب کے جام کی گردش ہو، جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو خاتون اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، وہ سرے سے حمام میں داخل نہ ہو۔''

(۷۰۵۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ۔)) (مسند احمد: ۱٤۷۰۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب نوشی کی جاتی ہو۔''

فوائد:...... ان احادیث سے مراد یہ نہیں کہ صرف شراب نوشی کی صورت میں نہیں بیٹھنا چاہیے، بلکہ اصل مدّعا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے، جہاں نافرمانی ہو رہی ہو، اس کو روکا جائے، نہیں تو اس مجلس کو ترک کر دیا جائے۔

(۷۰٤۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٤۹ (انظر: ۱۱۵۱٤)

(۷۰۵۰) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البيهقي: ۷/ ۲٦٦، وابويعلى: ۲۵۱ (انظر: ۱۲۵)

(۷۰۵۱) تخريج: حسن لغيره، أخرجه الترمذي: ۲۸۰۱ (انظر: ۱٤٦۵۱)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نِثَارِ التَّمْرِ وَنَحْوِهِ وَالنُّهْبَةِ فِي الْوَلِيْمَةِ
ولیمہ میں کھجوروں وغیرہ کو بکھیرنے اور پھر ان کو لوٹنے کا بیان

(٧٠٥٢)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّه، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْخُلْسَةِ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٢٧)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹ مار کرنے اور مال اچکنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد:...... "اَلنُّهْبَة" (لوٹ مار، ڈاکہ): آدمی کا لوگوں کے سامنے اور زبردستی کسی سے کوئی ایسی چیز چھین لینا، جو قیمت والی ہو۔

"اَلْخُلْسَة" (اچکنا): کسی کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلدی اور چالاکی سے کوئی چیز اٹھا لینا۔

(٧٠٥٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ١٥٣٢٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

(٧٠٥٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ۔ (مسند احمد: ١٨٩٤٩)

سیدنا عبد اللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹ مار سے اور مُثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(٧٠٥٥)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النُّهْبَةِ، ((وَمَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ١٢٤٤٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹ مار کرنے سے منع کیا اور فرمایا: ''جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فوائد:...... ان احادیث میں جس لوٹ مار سے روکا گیا ہے، وہ تو معروف ہے اور باب کی پہلی حدیث کے فوائد میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پرمسرت تقریبات اور دعوتوں پر جو مٹھائی اور نقدی ہوا میں بکھیر دی جاتی ہے، پھر بالخصوص غریب بچے اور لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اس چیز کا کیا حکم ہوگا۔

اس موضوع سے متعلقہ خاص احادیث ضعیف ہیں، البتہ امام مالک اور امام شافعی سمیت بعض اہل علم نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ شادی کے موقع پر اس کے جواز کے قائل ہیں۔

(٧٠٥٢) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ابى شيبة: ٧/ ٥٩، والطبرانى: ٥٢٦٥ (انظر: ٢١٦٨٥)

(٧٠٥٣) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٥٢٥٤)

(٧٠٥٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٤٧٤، ٥٥١٦ (انظر: ١٨٧٤٢)

(٧٠٥٥) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ٧/ ٥٧ (انظر: ١٢٤٢٢)

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کا تقاضا یہ ہے کہ کھانے کی کوئی چیز اس طرح نہ بکھیری جائے، اس میں رزق کی بے حرمتی ہے اور اٹھانے والے بچوں اور لوگوں کی ذلت ہے، بہتر یہ ہے کہ خوشی کے موقع پر کوئی چیز تقسیم کر دی جائے اور اگر نقدی دینی ہو تو غریب بچوں اور مستحق افراد میں تقسیم کر دی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ إِجَابَةِ دَعْوَةِ الْخِتَانِ وَغَيْرِهِ وَحُكْمِ مَنْ دَعَا سِتَّةً فَتَبِعَهُمْ وَاحِدٌ

ختنہ وغیرہ کے موقع کی دعوت کو قبول کرنے کا بیان اور اس چیز کا حکم کہ چھ افراد کو دعوت دی اور ایک آدمی ان کے ساتھ ویسے ہی چل پڑا

(۷۰۵٦)۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِتَانٍ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا لَا نَأْتِي الْخِتَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نُدْعَى لَهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۰٦۸)

حسن بصری سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کو ختنہ کے موقع پر دعوت میں بلایا گیا، انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ختنے کے موقع پر دعوت میں نہ جایا کرتے تھے اور نہ ہمیں بلایا جاتا تھا۔

(۷۰۵۷)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شُعَيْبٍ: وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ لَهُ: اجْعَلْ لَنَا طَعَامًا لَعَلِّيْ أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَادِسَ سِتَّةٍ، فَدَعَاهُمْ فَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا قَدِ اتَّبَعَنَا أَفَتَأْذَنُ لَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۱٤۸٦۱)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو شعیب نامی ایک انصاری آدمی تھا، اس کا ایک غلام قصاب تھا، اس نے اس سے کہا: ہمارے لیے کھانا تیار کر، ممکن ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دعوت دوں، چھ افراد کا کھانا ہونا چاہیے، پھر اس آدمی نے ان لوگوں کو دعوت دی، ایک اور آدمی بھی آپ کے پیچھے چل پڑا، نبی کریم ﷺ نے اس داعی سے فرمایا: ''یہ آدمی بھی ہمارے پیچھے آ گیا ہے، کیا تو اس کو اجازت دے گا؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔

فوائد:...... اس حدیث مبارکہ میں عام ایک دعوت کا ذکر ہے، معلوم ہوا کہ اجازت کے بغیر دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے اور اگر اجازت لینے کی صورت میں داعی انکار کر دے تو اس میں کسی کو کوئی چیز محسوس نہیں کرنی چاہیے، دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ بھی ایک آدمی کے لیے میزبان سے اجازت لے رہے ہیں۔

(۷۰۵٦) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن، وسماع الحسن البصرى من عثمان مختلف فيه، أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۸۳۸۲ (انظر: ۱۷۹۰۸)

(۷۰۵۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۰۳٦ (انظر: ۱٤۸۰۱)

کسی مسلمان کو کسی وقت بھی دعوت دی جا سکتی ہے، یہ باعثِ اجر وثواب عمل ہے،لیکن اب مختلف مناسبتوں سے مسلمانوں میں دعوتوں کی جو روٹین چل پڑی ہے،مثلا: ختنہ،منگنی،مہندی،ابٹن،بارات اور کسی دنیوی کامیابی کے موقع پر پرتکلف کھانے تیار کرنا،خواتین کا خوب میک اپ کر کے اپنی نمائش کرنے کے لیے آنا اور پھر ماحول سے اس قدر متاثر ہونا کہ ہر آدمی کا اپنے حق میں ضروری سمجھنا کہ وہ اس موقع پر کوئی نہ کوئی تحفہ یا نقدی لے کر جائے، پھر میزبان لوگوں کا ان تحائف اور نقدیوں کا ریکارڈ تیار کرنا اور پروگرام کی تکمیل کے بعد یہ جائزہ لینا کہ کون کیا دے کر گیا ہے،اگر کسی نے کم قیمت چیز دی ہے یا بالکل نہیں دی تو اس کے بارے میں سوچنا کہ ہم نے تو اس کی فلاں خوشی کے موقع پر اس کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا،لیکن اس نے تو کسی چیز کا لحاظ نہیں رکھا،اس مجلس میں وہ شخص عظیم القدر قرار پائے گا،جس کا تحفہ بہت قیمتی ہوگا یا جو نقدی زیادہ دے گا۔

اگر اسلام کے مزاج اور دعوتوں کے مقاصد کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ پروگرام تکلف،کراہت اور حرج سے خالی نہیں ہے،ان تقریبات نے غریب بلکہ درمیانی آمدنی والے لوگوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں،لوگ مذہبی رہنماؤں کو باقاعدہ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اللہ کے واسطے ان رسموں کو ختم کرو،کوئی مقروض ہو رہا ہے،کسی گھر کا میزانیہ خراب ہو رہا ہے،کوئی بھیک مانگ رہا ہے اور اتنی مذہبی جرأت کسی میں نہیں ہے کہ وہ ایسے پروگرام کا اہتمام نہ کرے یا وہ اس میں شریک نہ ہو،اسلام سادگی والا دین ہے،یہ تکلف سے دور رہنے کی دعوت دیتا ہے،البتہ دلی محبتوں کو ابھارتا ہے اور پر خلوص طریقے سے دعوت دینے کی ترغیب دلاتا ہے،جبکہ اس میں کوئی تکلف نہ ہو۔

پرتکلف لمبے چوڑے ولیمے اور فوتگی کے موقع پر کھانوں کا اہتمام بھی انتہائی محلِ نظر ہے۔

یہاں یہ نقطہ بیان کر دینا بھی مناسب ہے کہ جن بزرگوں نے ان تقریبات کی بنیاد رکھی،ان کا مقصد باہمی محبت کو فروغ دینا اور ناراضگیوں کو ختم کرنا تھا اور وہ عملی طور پر ایسا کرتے تھے،جبکہ دعوتوں میں سادگی کو برقرار رکھا جاتا تھا،غریب اپنی حیثیت کے مطابق اس پروگرام میں شرکت کرتا تھا اور اگر کسی کی حیثیت اجازت نہ دیتی تو وہ چپ چاپ سے اپنا فریضہ سرانجام دے لیتا تھا اور اب کیا ہے؟ مال و دولت کا اظہار ہے،فخر ومباہات کا ذریعہ ہے،صرف شان وشوکت کا اظہار کرنے کے لیے لاکھوں روپے ٹینٹ سروس والوں کو بطورِ ٹھیکہ دیئے جاتے ہیں اور مہنگے اور خوبصورت میرج ہال کرائے پر لیے جاتے ہیں،اب مقابلہ بازی ہے،اگر وہ اپنے بیٹے کی شادی پر ایسا پروگرام کرتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے ، اُدھر خواتین کے بناؤ سنگھار کے ذریعے بے غیرتی کا اظہار ہے،لیڈیز ہال میں ویٹروں،مووی میکروں اور شرارتی لڑکوں کو اس طرح پھرنے کی اجازت ہوتی ہے کہ لگتا ہے وہ معصوم اور نابالغ بچے ہیں، بڑے بڑے غیرت مند گھرانے اپنی بچیوں کو بیوٹی پارلروں سے رنگ و روغن کروا کر بدکردار نگاہوں کے سامنے بٹھا دیتے ہیں اور مووی میکر تو یوں کہتے ہوئے بھی سنائی دیتا ہے کہ ''میڈم ذرا ایسے ہو کر بیٹھنا، ذرا سامنے دیکھنا،تھوڑا سا گردن کو اس طرف کرنا، دلہن کے سامنے سے سارے لوگ ہٹ جائیں''،جبکہ دوسرے ہال میں اسی بچی کا والد اور بھائی شریعت کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے نظر

آ رہے ہوتے ہیں۔ یہ انجام ہے ظاہر پرستی کا اور محبت سے خالی دلوں کا۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان تقریبات پر بے تحاشا خرچ کرنے والوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی تمہارا محتاج رشتہ دار ہے اور بڑی مشکل سے زندگی گزار رہا ہے، تو تب تو اس کے ہاتھ بند ہو جاتے ہیں اور وہ عذر خواہی کے لیے چرب لسانی شروع کر دیتا ہے، بلکہ غریب رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ کیا تضاد بیانی ہے، بھائی! کل بارات پر تو بارہ سو افراد کے پر تکلف کھانے کا اہتمام کرنا تیرے لیے آسان تھا اور آج ایک گھر کی کفالت تیرے لیے دشوار ثابت ہو رہی ہے، کیوں؟ یہ تیری ایمانی کیفیت بدل رہی ہے یا تیرے رجحانات بدل گئے ہیں؟ ہم اس قسم کی سینکڑوں مثالیں عملی طور پر قارئین کو دکھا سکتے ہیں، کروڑ پتی لوگوں کے قریبی رشتہ دار مساجد کے ائمہ وخطباء سے یہ درخواست کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ وہ لوگوں سے ان کا کچھ تعاون کروا دیں، لیکن ان کا نام نہ لیا جائے۔

ہمارے عظیم رہبر ورہنما محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، آپ ﷺ کسی ولیمے پر گھی اور کھجور کا حلوہ کھلا رہے ہیں، کسی بیوی کے ولیمے پر دو مدّ جو کھلا رہے ہیں، آپ ﷺ کا سب سے بڑا ولیمہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ایک بکری ذبح کی تھی، ایک صحابی اپنے ولیمے پر آپ ﷺ کو رات کو بھگوئی ہوئی کھجور کا پانی یعنی نبیذ پلا رہا ہے، لیکن جب صدقہ کرنے کی باری آتی ہے تو یہی محمد رسول اللہ ﷺ سونا تقسیم کرتے ہوئے اور ایک ایک قریشی کو ایک ایک سو اونٹ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں، صحابۂ کرام کے صدقے کی مثالیں بھی اظہر من الشمس ہیں، محتاج کو اس قدر دیا جاتا تھا کہ اس کی ضرورت پوری ہو جاتی تھی، لیکن یہ اس دور کی صفات ہیں، جس کے لوگوں میں دلی اور پر خلوص محبت ہو، جو نمود ونمائش اور فخر ومباہات سے دور رہنے والے ہوں، جن کی تقریبات کا مقصد اللہ تعالی کو راضی کرنا ہو اور جن کا اللہ تعالی اور اس کے رسول سے گہرا تعلق ہو۔

قارئین کرام! یقین مانیں کہ جب لوگوں کو اس قسم کی دعوتیں ملتی ہیں تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ وہ اس پروگرام میں شرکت کرنے کے لیے اخراجات کا بندوبست کیسے کریں، کئی دعوتوں کے لیے دور دور کا سفر کرنا پڑتا ہے، ہر دعوت میں کوئی نہ کوئی تحفہ اور نقدی دینی پڑتی ہے اور سپیشل ملبوسات زیب تن کر کے جانا پڑتا ہے، یہ ذاتی مشاہدے کی باتیں ہیں۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سادگی کو ترجیح دی جائے، روح اسلام کو سمجھا جائے اور جس تقریب کا عہد نبوی میں اہتمام نہیں کیا گیا، اس سے باز رہا جائے اور اگر کوئی مالدار ہے تو وہ اس مال کو اللہ تعالی کی امانت سمجھے اور اسلام کی تعلیمات کے مطابق خرچ کرے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی مالدار تھے۔

بَابُ إِعْلَانِ النِّكَاحِ وَاللَّهْوِ فِيهِ وَالضَّرْبِ بِالدُّفِّ

نکاح کے اعلان اور اس میں کھیل کود اور دف بجانے کے حکم کا بیان

(۷۰۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ — سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۷۰۵۸) تخريج: حسن لغيره، أخرجه البزار: ۲۲۱٤، والطبراني في "الكبير": ۳۲۵ (انظر: ۱٦۱۳۰)

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: ((أَعْلِنُوْا النِّکَاحَ۔))
(مسند احمد: ۱٦۲۲۹)

نے فرمایا: ''نکاح کا اعلان کیا کرو۔''

(۷۰۵۹، ۷۰٦۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ عَنْ جَدِّہِ اَبِیْ حَسَنِ الْمَازِنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ یَکْرَہُ نِکَاحَ السِّرِّ حَتّٰی یُضْرَبَ بِدُفٍّ، وَیُقَالُ: ((أَتَیْنَاکُمْ أَتَیْنَاکُمْ فَحَیُّوْنَا نُحَیِّیْکُمْ۔)) (مسند احمد: ۱٦۸۳۲)

سیدنا ابو الحسن مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پوشیدہ نکاح کو ناپسند کرتے تھے، آپ چاہتے تھے کہ دف بجائی جائے اور یہ کہا جائے: ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے، تم ہمیں سلام کہو، ہم تمہیں سلام کہتے ہیں۔

(۷۰٦۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَیْرٍ أَوْ عُمَیْرَۃَ قَالَ: حَدَّثَنِیْ زَوْجُ ابْنَۃِ اَبِیْ لَہَبٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ تَزَوَّجْتُ ابْنَۃَ اَبِیْ لَہَبٍ فَقَالَ: ((ہَلْ مِنْ لَہْوٍ؟)) (مسند احمد: ۱٦۷٤۳)

عبد اللہ بن عمیر یا عمیرہ کہتے ہیں: ابولہب کے داماد نے مجھے بیان کرتے ہوئے کہا: جب میں نے ابولہب کی بیٹی سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ''تھوڑے بہت شغل کا اہتمام نہیں کیا تم لوگوں نے؟''

فوائد:...... شغل سے مراد یہ ہے کہ کوئی بچی دف بجا کر کوئی جائز کلام گا کر پڑھ دیتی۔

(۷۰٦۲)۔ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: کَانَ فِیْ حِجْرِیْ جَارِیَۃٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَزَوَّجْتُہَا قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ عُرْسِہَا فَلَمْ یَسْمَعْ لَعِبًا، فَقَالَ: ((یَا عَائِشَۃُ! اِنَّ ہٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْأَنْصَارِ یُحِبُّوْنَ کَذَا وَکَذَا۔)) (مسند احمد: ۲٦۸٤٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میری پرورش میں انصار کی ایک لڑکی تھی، میں نے اس کی شادی کی اور اس موقع پر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور جب آپ ﷺ نے کوئی شغل نہ سنا تو فرمایا: ''اے عائشہ! انصاریوں کا یہ قبیلہ تو شغل وغیرہ کو بڑا پسند کرتا ہے۔''

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کی ایک انصاری آدمی کے ساتھ شادی کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((یَا عَائِشَۃُ! مَا کَانَ مَعَکُمْ لَہْوٌ؟ اَنَّ الْاَنْصَارِیَّ یُعْجِبُہُمُ اللَّہْوُ۔)) ......''اے عائشہ! تمہارے پاس کوئی شغل وغیرہ نہیں تھا، کیونکہ انصاری لوگ شغل وغیرہ کو بڑا پسند کرتے ہیں۔'' (صحیح بخاری: ۵۱٦۲)

(۷۰۵۹، ۷۰٦۰) اسنادہ مظلم، حسین بن عبد اللہ بن ضمیرۃ من رجال "التعجیل"، وقد کذبہ مالک، وقال احمد: لا یساوی شیئا متروک الحدیث، وقال ابو حاتم الرازی: متروک الحدیث کذاب (انظر: ۱٦۷۱۲)

(۷۰٦۱) تخریج: مرفوعہ صحیح لغیرہ، وھذا اسناد ضعیف لجھالۃ معبد بن قیس وشیخہ عبد اللہ بن عمیر او عمیرۃ، أخرجہ الطبرانی فی "الکبیر": ۲٤/ ٦۵۹ (انظر: ۱٦٦۲٦)

(۷۰٦۲) تخریج: صحیح، أخرجہ ابن حبان: ۵۸۷۵ (انظر: ۲٦۳۱۳)

(۷۰۶۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَائِشَةَ: ((أَهْدَيْتُمُ الْجَارِيَةَ إِلٰی بَيْتِهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَهَلَّا بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّيْهِمْ يَقُوْلُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيُّوْنَا نُحَيِّيْكُمْ، فَإِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ۔)) (مسند احمد: ۱۵۲۷۹)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”کیا تم نے بچی کو اس کے گھر کی طرف رخصت کر دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کے ساتھ ایسے لوگوں کو کیوں نہیں بھیجا، جو گا کر اس طرح کہتے: ہم تمہارے پاس آئے ہیں، ہم تمہارے پاس آئے ہیں، پس تم ہم کو سلام کہو، ہم تم کو سلام کہتے ہیں، کیونکہ انصاری ایسے لوگ ہیں جو اس قسم کی غزل کو پسند کرتے ہیں۔“

(۷۰۶۴)۔ عَنْ أَبِی بَلْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبِ نِ الْجُمَحِيِّ: إِنِّی قَدْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَتَيْنِ لَمْ يُضْرَبْ عَلَيَّ بِدُفٍّ، قَالَ: بِئْسَمَا صَنَعْتَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ يَعْنِي الضَّرْبَ بِالدُّفِّ (وَفِي رِوَايَةٍ) فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۶۹)

ابو بلج کہتے ہیں: میں نے محمد بن حاطب جمحی سے کہا: میں نے دو عورتوں سے شادی کی ہے اور میرے لئے کوئی دف نہیں بجائی گئی، انہوں نے کہا: تو نے برا کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام کے درمیان فرق آواز ہے۔“ یعنی دف بجانا، ایک روایت میں ہے: ”حلال اور حرام کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف بجانا اور آواز نکالنا ہے۔“

فوائد:...... ہماری شریعت میں نکاح کے موقع پر ولی اور دولہا دلہن کی رضامندی کے بعد کم از کم دو گواہوں کی شرط لگائی گئی ہے، باقی نبی کریم ﷺ اس حدیث میں جو چیز بیان کر رہے ہیں، یہ استحبابی امور ہیں، یعنی بہتر یہ ہے کہ شادی کے موقع پر تھوڑا بہت شغل لگ جائے، دف بجایا جائے اور جائز کلام گا کر پڑ لیا جائے، تا کہ دور دور تک نکاح کی خبر بھی پہنچ جائے اور لوگ بھی خوش ہو جائیں۔

(۷۰۶۵)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ بْنِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میری شادی کے موقع پر میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر پر یہاں بیٹھ گئے، میرے پاس دو بچیاں تھیں، جو

(۷۰۶۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۰۰ (انظر: ۱۵۲۰۹)

(۷۰۶۴) اسناده حسن، أخرجه النسائی: ٦/ ۱۲۷، والترمذی: ۱۰۸۸، وابن ماجه: ۱۸۹٦ (انظر: ۱۸۲۸۰)

(۷۰٦۵) تخريج: أخرجه البخاری: ٤۰۰۱، ۵۱٤۷ (انظر: ۲۷۰۲۱)

يَوْمَ عُرْسِيْ، فَقَعَدَ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِيْ هٰذَا وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِالدُّفِّ وَتَنْدُبَانِ آبَائِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَتَا فِيْمَا تَقُوْلَانِ: وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَايَكُوْنُ فِي الْيَوْمِ وَفِيْ غَدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا هٰذَا فَلَا تَقُوْلَا۔)) (مسند احمد: ٢٧٥٦١)

دف بجا رہی تھیں اور بدر میں شہید ہونے والے میرے آباء کے اوصاف بیان کر رہی تھیں، انہوں نے بیچ میں اس طرح بھی کہہ دیا: اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح یہ نہ کہو۔''

فوائد:...... ان احادیثِ مبارکہ کے مطابق شادی کے موقع پر کوئی شغل وغیرہ لگ جانا چاہیے، مثلا دف بجا کر یا گا کر جائز کلام پڑھنا یا جائز کھیل کود کا اہتمام کرنا۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ شغل اور لطف اندوزی کی آڑ میں شرعی حدود کو پامال نہ کیا جائے، مثلا: مرد وزن کا اختلاط اور بے پردگی، ایسا کلام پڑھنا جو بے حیائی اور فحاشی پر مشتمل ہو، موسیقی بجانا، بینڈ باجے کا اہتمام کرنا

بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِيْ يُسْتَحَبُّ فِيْهَا الْبِنَاءُ
ان اوقات کا بیان جن میں رخصتی مستحب ہے

(٧٠٦٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ ؓ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَائَهَا فِيْ شَوَّالٍ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٣٥)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی، بتلاؤ تو سہی کہ رسول اللہ ﷺ کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ مقبول اور شرف والی تھی۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ کی رخصتی شوال میں ہوئی تھی، وہ اس سنت کا لحاظ کر کے کوشش کرتی تھیں کہ خواتین کو شوال میں ہی رخصت کیا جائے، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اس مہینے کی میاں بیوی کے حق میں کوئی برکت ہوتی ہے۔

دورِ جاہلیت میں لوگ شوال کے مہینے کو اس کے معنی کی وجہ سے منحوس قرار دیتے تھے اور اس میں شادی و تعمیر وغیرہ کو مناسب خیال نہ کرتے تھے، حالانکہ یہ صرف توہّم ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، مہینے کا نام اس کے دنوں پر کوئی اثر نہیں کرتا، اسلام ایسے توہّمات کے خلاف ہے اور ان کی بنا پر معمولات میں رکاوٹ کو بدعقیدگی سمجھتا ہے۔ افسوس! آج کل مسلمان محرم کے بارے میں بھی ایسے ہی تصورات رکھنے لگ گئے ہیں۔

(٧٠٦٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٢٣ (انظر: ٢٥٧١٦)

رخصتی کے بعد دعا کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً أَوْ اشْتَرٰى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ وَإِذَا اشْتَرٰى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ زَادَ أَبُو سَعِيدٍ ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ۔)) ...... جب کوئی آدمی کسی خاتون سے شادی کرے یا کوئی غلام خریدے تو وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس وہ کی کوہان کی چوٹی کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے، ابو سعید نے اپنی روایت میں کہا: پس وہ آدمی عورت اور غلام کی پیشانی کو پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔'' (ابو داود: ۱۸٤٥، ابن ماجہ: ۲۲٤۳)

دعا کا ترجمہ یہ ہے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی خیر و بھلائی کا اور اس خیر کا، جس پر تو نے اس کی فطرت بنائی اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شرّ سے اور اس شرّ سے، جس پر تونے اس کی فطرت بنائی۔

بَابَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الزِّيْنَةِ لِلنِّسَاءِ وَمَا يُكْرَهُ لَهُنَّ

اس چیز کا بیان کہ عورتوں کے لئے کون سی زینت مستحب ہے اور کون سی مکروہ

(۷۰٦۷)۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَدَّتِهِ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِمْ قَالَ: وَقَدْ كَانَتْ صَلَّتِ الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) فَقَالَ: ((اِخْتَضِبِيْ تَتْرُكُ إِحْدَاكُنَّ الْخِضَابَ حَتّٰى تَكُوْنَ يَدُهَا كَيَدِ الرَّجُلِ۔))، قَالَتْ: فَمَا تَرَكَتِ الْخِضَابَ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَإِنْ كَانَتْ لَتَخْتَضِبُ وَإِنَّهَا لَابْنَةُ ثَمَانِيْنَ۔

(مسند احمد: ١٦٧٦٧)

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے یا میں آپ ﷺ کے پاس گئی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ہاتھوں کو رنگا کرو، تم ہاتھ کو رنگنا چھوڑ دیتی ہے، یہاں تک کہ وہ مرد کے ہاتھ کی طرح لگنے لگتا ہے۔'' اس فرمان کے بعد اس خاتون نے ہاتھوں کو رنگنا نہ چھوڑا، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی سے جا ملی، وہ اسی (۸۰) سال کی عمر میں بھی ہاتھوں کو رنگتی تھی۔

(۷۰٦۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے

(۷۰٦۷) تخریج: اسناده ضعیف لعنعنة ابن اسحاق، وابنِ ضمرة بن سعید (انظر: ١٦٦٥٠)

(۷۰٦۸) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابوداود: ٤١٦٦، والنسائی: ٨/ ١٤٢ (انظر: ٢٦٢٥٨)

قَالَتْ: مَدَّتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ بِيَدِهَا كِتَابًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ وَقَالَ: ((مَا أَدْرِيْ أَيَدُ رَجُلٍ أَوْ يَدُ امْرَأَةٍ.)) فَقَالَتْ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ.)) (مسند احمد: ٢٦٧٨٨)

پردے کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو کتاب پکڑانے کے لیے اپنا ہاتھ لمبا کیا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور فرمایا: ''میں یہ نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔'' اس نے کہا: جی یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہوتی تو مہندی کے ساتھ اپنے ناخنوں کا رنگ بدل دیتی۔''

(٧٠٦٩)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ ؓ قَالَتْ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ ابْنَةً عُرَيِّسًا وَإِنَّهُ أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.)) (مسند احمد: ٢٧٤٥٧)

سیدنا اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کی شادی ہے اور چیچک کی بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کو بال لگا سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جو ملانے کا مطالبہ کرے، دونوں پر لعنت کی ہے۔''

(٧٠٧٠)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ فِيْ شَعْرِهَا مِنْ شَعْرِ غَيْرِهَا فَإِنَّمَا تُدْخِلُهُ زُوْرًا.)) (مسند احمد: ١٧٠٥١)

سیدنا معاویہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اپنے بالوں کے ساتھ دوسری عورت کے بال ملاتی ہے، تو وہ جھوٹ اور باطل کے طور پر ہی ان کو داخل کرتی ہے۔''

(٧٠٧١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوْشِمَاتِ اللَّاتِيْ يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ٣٩٥٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ چہرے کے بال نوچنے والی، دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنے والی اور گوندنے والی خواتین پر لعنت کرتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدل ڈالنے والیاں ہیں۔

فوائد:...... عورت کے لیے زینت کے بہت سے اسباب جائز ہیں، مثلا: مہندی، زعفران اور خلوق جیسی خوشبوئیں، جن کا رنگ زیادہ ہے اور خوشبو کم، کریم اور پاؤڈر وغیرہ، جن کی خوشبو تیز نہ ہو اور میک اپ کا دوسرا ساز و سامان، رنگین ملبوسات اور خوبصورت جوتے، سونا، ریشم۔

(٧٠٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٤١، ومسلم: ٢١٢٢ (انظر: ٢٦٩١٨)

(٧٠٧٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٧٩٢ (انظر: ١٦٩٢٧)

(٧٠٧١) تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٨/ ١٤٨ (انظر: ٣٩٥٦)

لیکن اس زمانے کی اپ ٹو ڈیٹ خواتین نے ان جائز اسباب پر اکتفا نہ کیا اور زیب و زینت اختیار کرنے کے ایسے ذریعے اختیار کر لیے، جو شریعت میں واضح طور پر حرام ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے لعنت بھی ہوتی ہے، مثلا: پلکنگ، تھریڈنگ، اپرلپس (upper lips)، عدسہ، آرٹی فیشل پلکیں، مصنوعی ناخن اور بال، بازوؤں اور ٹانگوں سے بال صاف کرنا، تل بھرنا، وغیرہ وغیرہ، ان سب امور سے اللہ تعالی کی تخلیق تبدیل ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے ایسا کرنے والی پر لعنت کی ہے۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ وَالتَّسَتُّرِ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَالْوُضُوْءِ عِنْدَ الْعَوْدِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

جماع کے وقت اللہ تعالی کا نام لینے اور پردہ کرنا اور دوبارہ جماع کرنے کے لیے وضو کرنے کا بیان

(۷۰۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا، فَإِنْ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذَالِكَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّ ذَالِكَ الْوَلَدَ الشَّيْطَانُ أَبَدًا۔)) (مسند احمد: ۱۸۶۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنی بیوی کے پاس آنے سے پہلے یہ دعا پڑھتا ہے: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا'' (اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بھی شیطان سے بچا اور اس اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ، جو تو مجھے عطا کرے)۔ اگر میاں بیوی کے اس تعلق میں اولاد کا فیصلہ کر دیا گیا تو شیطان کبھی بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

(۷۰۷۳)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قال: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِيْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: ((احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ؟ قَالَ: ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا۔)) قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ

سیّدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی عورات (یعنی ستر والے مقامات) میں سے کس قدر دیکھ سکتے ہیں اور کسے نہیں دیکھ سکتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوی اور لونڈی کے علاوہ (باقی سب لوگوں سے) اپنے ستر کی حفاظت کر۔'' معاویہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہوں تو؟ آپ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ''اگر تجھ میں یہ استطاعت ہے کہ کوئی بھی (تیرے ستر) کو نہ دیکھنے پائے تو وہ ہرگز نہ دیکھے۔''

(۷۰۷۲) أخرجه البخاری: ۱٤۱، ۳۲۷۱، ٥۱٦٥، ومسلم: ۱٤۳٤، وابوداود!: ۲۱٦۱ (انظر: ۱۸٦۷)

(۷۰۷۳) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٤۰۱۷، والترمذی: ۱۹۲۰، ۲۷٦۹، وابن ماجه: ۱۹۲۰، والجملة الاخيرة ای "فوضعها علی فرجه" اسنادها حسن ايضا و أخرجها عبد الرزاق: ۱۱۰٦، والطبرانی فی "الكبير": ۱۹/ ۹۸۹ (انظر: ۲۰۰۳٤، ۲۰۰۳٥).

أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: ((فَاللّٰهُ اَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ۔)) وَفِي رِوَايَةٍ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَرْجِهِ. (مسند احمد: ۲۰۲۸۷، ۲۰۲۹۶)

معاویہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: جب کوئی آدمی اکیلا ہو تو؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کیا جائے۔'' ایک روایت کے مطابق (بات سمجھانے کے لیے) نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی شرمگاہ پر رکھا۔''

فوائد:...... درج ذیل روایت سے اپنا پردہ کرنے کا اندازہ ہو جاتا ہے:

سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ۔)) ......رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی جگہ میں غسل کرتے دیکھا، پس آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے اور حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے، لہذا جب تم میں سے کوئی آدمی غسل کرے تو پردے میں کرے۔''

(ابوداود: ٤٠١٢، نسائی: ٤٠٦)

کوئی ہو یا نہ ہو، کسی اوٹ میں یا پردے والے مقامات کا پردہ کر کے غسل کرنا چاہیے۔

(۷۰۷٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: مَانَظَرْتُ إِلٰى فَرْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَطُّ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٤٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا۔

فوائد:...... میاں بیوی کا عضو ایک دوسرے کے لیے دیکھنا جائز ہے۔ کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں۔

(۷۰۷٥)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى الرَّجُلُ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ الْعَوْدَ تَوَضَّأَ)) (مسند احمد: ۱۱۱۷۸)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر وہ دوبارہ آنا چاہے تو وضو کر لے۔''

فوائد:...... ایک صحیح روایت میں ''فَإِنَّه أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ'' (کیونکہ اس طرح دوبارہ آنے میں زیادہ چستی پیدا ہو جائے گی) کے الفاظ ہیں۔

(۷۰۷٤) تخریج: اسنادہ ضعیف لابہام الراوی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، أخرجہ الترمذی فی ''الشمائل'': ٥٢، وابن ابی شیبۃ: ١/ ١٠٦، والطبرانی فی ''الصغیر'': ١٣٨ (انظر: ٢٤٣٤٤)

(۷۰۷٥) تخریج: أخرجہ مسلم: ٣٠٨ (انظر: ١١١٦١)

(۷۰۷۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَتَوَضَّأُ إِذَا جَامَعَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ۔))، قَالَ سُفْيَانُ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَدْرَكَ الْحَرَّةَ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۵۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی جماع کرنے لگے تو وضو کرے، اسی طرح جب دوبارہ جماع کرنا چاہے تو پھر وضو کر لے۔'' امام سفیان نے کہا: ابوسعید نے حرہ کو پایا تھا۔

فوائد:...... مدینہ کے قریب سیاہ پتھروں والی ایک زمین کو حرہ کہتے ہیں یزید بن معاویہ نے اپنے دور میں ایک لشکر مدینہ والوں سے لڑائی کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ اس کو واقعہ حرۃ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ۶۳ میں پیش آیا اور ابوسعید خدری ۶۴ یعنی اس واقعہ کے ایک سال بعد فوت ہوئے۔ (عبداللہ رفیق)

أَبْوَابُ الْعَزْلِ عَنِ الْمَرْأَةِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ

عزل کا بیان اور اس کے بارے میں منقول روایات

بَابُ النَّهْيِ عَنْهُ وَكَرَاهِتَهِ

عزل کے منہی عنہ اور مکروہ ہونے کا بیان

عزل: وظیفۂ زوجیت کے دوران جب انزال ہونے لگے تو خاوند یا مالک آلۂ تناسل بیوی یا لونڈی کی شرمگاہ سے باہر نکال کر مادۂ منویہ ضائع کر دے، اس کو عزل کہتے ہیں۔

(۷۰۷۷)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْعَزْلِ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۲)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آزاد عورت سے عزل کرنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ وہ اجازت دے دے۔

(۷۰۷۸)۔ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: ((هُوَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ۔)) (مسند احمد: ۲۷۵۷۶)

سیدنا جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا، جو کہ پہلی مہاجر خواتین میں سے تھیں، سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔''

فوائد:...... اللہ تعالی نے جس نطفے کو بچے کی تخلیق کے لیے تیار کیا، اس مقصد کے پورا نہ ہونے کی کوشش کرنا اور نطفے کو ضائع کر دینا، گویا مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔

(۷۰۷۶) تخريج: انظر الحديث السابق

(۷۰۷۷) اسناده ضعيف، عبد الله بن لهيعة سيىء الحفظ، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۲۸ (انظر: ۲۱۲)

(۷۰۷۸) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۲۷۰۳۶)

یہ حدیث جواز والی احادیث کے مقابلے میں عزل کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ اعلانیہ طور پر بچوں کو زندہ درگور کرنا حرام ہے، اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ مذکورہ بالا خفیہ طریقے سے بھی ایسا کرنا ممنوع ہے، جبکہ اگلے باب میں جواز کے دلائل موجود ہیں۔

(۷۰۷۹)۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ الشَّامِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صِرْمَةَ الْمَازِنِيَّ وَأَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلَانِ: أَصَبْنَا سَبَايَا فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِيْ أَصَابَ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَوَيْرِيَةَ وَكَانَ مِنَّا مَنْ يُرِيْدُ أَنْ يَتَّخِذَ اَهْلًا وَمِنَّا مَنْ يُرِيْدُ أَنْ يَسْتَمْتِعَ وَيَبِيْعَ، فَتَرَاجَعْنَا فِي الْعَزْلِ فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَعْزِلُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدَّرَ مَا هُوَ خَالِقٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۶۲٤)

سیدنا ابوصرمہ مازنی اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے غزوۂ بنی مصطلق میں قیدی حاصل کیے، یہ وہی غزوہ ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو حاصل کیا تھا، ہم میں سے بعض افراد (اہل (بیوی) بنانا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ تھا کہ وہ لونڈیوں سے ہم بستری کر کے ان کو فروخت کر دیں، اس لیے ہم نے غزل کے بارے میں تکرار کیا اور نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم عزل نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے قیامت تک جو کچھ پیدا کرنا ہے، اس نے اس کا اندازہ کر لیا ہے۔''

(۷۰۸۰)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذُكِرَ ذَالِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكُمْ؟)) قَالُوْا: الرَّجُلُ تَكُوْنُ الْمَرْأَةُ تُرْضِعُ فَيُصِيْبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ وَالرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْجَارِيَةُ فَيُصِيْبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ، فَقَالَ: ((فَلَا عَلَيْكُمْ اَنْ تَفْعَلُوْا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ۔)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ فَقَالَ: فَلَا عَلَيْكُمْ لَكَأَنَّ هٰذَا زَجْرٌ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۹٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عزل کا ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہے کیا؟'' لوگوں نے کہا: ایک آدمی کی بیوی ہے، وہ بچے کو دودھ پلاتی ہے اس لیے وہ پسند نہیں کرتا کہ وہ حاملہ ہو، اسی طرح ایک آدمی کی لونڈی ہے، وہ اس سے ہم بستری تو کرتا ہے، لیکن اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا، سو وہ عزل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم یہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے، یہ تو تقدیر کا مسئلہ ہے۔'' ابن عون کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث سیدنا حسن سے بیان کی تو انہوں نے کہا ''فَلَا عَلَيْكُمْ'' کا مقصد عزل سے ڈانٹنا ہے۔

(۷۰۷۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی فی "الکبری": ۹۰۸۹، والبیهقی: ۱۰/ ۳٤۷، وابن ابی شیبة: ٤/ ۲۲۲ (انظر: ۱۱۶۰۲)

(۷۰۸۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱٤۳۸ (انظر: ۱۱۰۷۸)

(۷۰۸۱)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْعَزْلِ: ((اَنْتَ تَخْلُقُه؟ اَنْتَ تَرْزُقُه؟ أَقِرَّهُ قَرَارَهُ فَاِنَّمَا ذَالِكَ الْقَدَرُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۲۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا: ''کیا تو اس کو پیدا کرتا ہے؟ کیا تو اس کو رزق دیتا ہے؟ اس کو اس کی جگہ پر ٹھہرنے دے (یعنی عزل نہ کر) کیونکہ ان سب امور کا تعلق قضا وقدر سے ہے۔''

فوائد:...... اس باب کی احادیث سے عزل کے مکروہ ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔

بَابُ فِی الرُّخْصَةِ فِی الْعَزْلِ
عزل کی رخصت کا بیان

(۷۰۸۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: کُنَّا نَعْزِلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقُرْآنُ یَنْزِلُ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۶۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عزل کرتے تھے اور قرآن پاک نازل ہو رہا ہوتا تھا۔

فوائد:...... اس کے باوجود ہمیں عزل سے منع نہیں کیا گیا، اگر عزل حرام ہوتا تو یقیناً منع کر دیا جاتا۔
صحیح مسلم کی ایک روایت کے درج ذیل الفاظ مذکورہ بالا حدیث سے زیادہ واضح ہیں:
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کُنَّا نَعْزِلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَلَغَ ذَلِكَ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یَنْهَنَا۔
...... ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے، جب آپ ﷺ کو اس چیز کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

(۷۰۸۳)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ لِیْ جَارِیَةً وَهِیَ خَادِمُنَا وَسَانِیَتُنَا أَطُوْفُ عَلَیْهَا وَأَنَا اَکْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ، قَالَ: ((اعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهُ سَیَأْتِیْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔))، قَالَ: فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ الْجَارِیَةَ قَدْ حَمَلَتْ، فَقَالَ: ((قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّه سَیَأْتِیْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔)) (مسند احمد: ۱۴۳۹۸)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میری ایک لونڈی ہے، وہ ہماری خادمہ بھی ہے اور پانی بھی لاتی ہے، میں اس سے ہم بستری تو کرتا ہوں، مگر میں اس کا حاملہ ہونا ناپسند کرتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس سے عزل کرنا چاہتا ہے تو کرلے، مگر جو اس کے مقدر میں ہے، وہ آکر رہے گا۔'' وہ آدمی کچھ عرصہ کے بعد آیا اور اس نے کہا: وہ لونڈی تو حاملہ ہو گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے کہہ دیا تھا کہ

(۷۰۸۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، الحسن البصری لم یسمع من ابی سعید (انظر: ۱۱۵۰۳)
(۷۰۸۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۴۰ (انظر: ۱۴۳۱۸)
(۷۰۸۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۹ (انظر: ۱۴۳۴۶)

جو اس کے مقدر میں ہے، وہ آ کر رہے گا۔''

(۷۰۸۴)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: اَصَبْنَا سَبْیًا فِیْ یَوْمِ حُنَیْنٍ فَکُنَّا نَلْتَمِسُ فِدَائَهُنَّ، فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: ((اِصْنَعُوْا مَا بَدَا لَکُمْ، فَمَا قَضَی اللّٰهُ فَهُوَ کَائِنٌ فَلَیْسَ مِنْ کُلِّ الْمَاءِ یَکُوْنُ الْوَلَدُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۴۵۸)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے حنین کے دن لونڈیاں حاصل کیں، ہم ان کے عوض مال چاہتے تھے، اس لیے ہم نے نبی کریم ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک مناسب سمجھو کرلو، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کر دیا ہے، وہ ہو کر رہے گا، سارے مادۂ منویہ سے تو اولاد نہیں ہوتی، (وہ تو ایک قطرے سے ہو جاتی ہے)۔''

(۷۰۸۵)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ لِیْ اَمَةً وَاَنَا اَعْزِلُ عَنْهَا وَاَنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ، وَاِنَّ الْیَهُوْدَ تَزْعَمُ اَنَّهَا الْمَوْءُ دَةُ الصُّغْرٰی، قَالَ: ((کَذَبَتْ یَهُوْدُ، اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ اَنْ تَرُدَّهُ۔)) (مسند احمد: ۱۱۵۲۲)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میری ایک لونڈی ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ حاملہ نہ ہو، اس لیے میں اس سے عزل کرتا ہوں اور ان یہودیوں کا خیال ہے کہ یہ چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی جھوٹ بولتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو تو اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔''

فوائد:...... حدیث نمبر (۷۰۷۸) کے مطابق آپ ﷺ نے خود عزل کو مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا قرار دیا، جبکہ اس حدیث میں آپ ﷺ یہودیوں کے اسی خیال کی تردید کر رہے ہیں۔

حافظ ابن قیم نے جمع و تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے: آپ ﷺ نے یہودیوں کے جس خیال کی تردید کی ہے، اس سے مراد ان کا یہ نظریہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عزل کی صورت میں حمل کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا اور وہ اس کو قطع نسل کے قائم مقام سمجھتے ہیں، آپ ﷺ نے ان کے اس نظریے کو باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو عزل کے باوجود حمل کا امکان ہو سکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کو نہیں چاہے گا تو یہ فی الحقیقت زندہ درگور کرنا نہیں ہوگا اور خود آپ ﷺ نے اس کو مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا اس لیے قرار دیا کہ آدمی حمل سے بچنے کے لیے عزل کرتا ہے، پس آپ ﷺ نے اس کے اس ارادے کو زندہ درگور کرنے کے قائم مقام قرار دیا۔

(۷۰۸۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۸ (انظر: ۱۱۴۳۸)

(۷۰۸۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۱۷۱ (انظر: ۱۱۵۰۲)

(۷۰۸٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَسَأَلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ الْمَاءَ الَّذِيْ يَكُوْنُ مِنْهُ الْوَلَدُ اَهْرَقْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ لَأَخْرَجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا اَوْ لَخَرَجَ مِنْهَا وَلَدٌ، (اَلشَّكُّ مِنْهُ) وَلَيَخْلُقَنَّ اللّٰهُ نَفْسًا هُوَ خَالِقُهَا۔)) (مسند احمد: ۱۲٤٤۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عزل کے متعلق دریافت کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس مادۂ منویہ سے اولاد ہونی ہو، اگر تو اس کو کسی چٹان پر بہا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے اولاد پیدا کر دے گا، اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنے والا ہے، وہ اس کو ضرور ضرور پیدا کر دے گا۔''

فوائد:...... اس باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ عزل جائز ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نظریہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر بھی حمل کا حکم ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهَةِ الْغِيْلَةِ وَالرُّخْصَةِ فِي الْعَزْلِ لِاَجْلِ ذٰلِكَ
غیلہ کی کراہت اور اس کی وجہ سے عزل کی رخصت کا بیان

غیلہ: دودھ پلانے کی مدت میں بیوی سے مباشرت کرنا غیلہ کہلاتا ہے۔

(۷۰۸۷)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بِنِ سَكَنٍ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَاِنَّ الْغِيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهِ۔))، قَالَ عَلِيٌّ: أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۲۸۱٤۲)

سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو، بے شک غیلہ شہسوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے سر کے بل گرا دیتا ہے۔''

(۷۰۸۸)۔ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى

سیدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ غیلہ سے روک دوں، حتیٰ کہ مجھے یہ بات یاد آئی کہ فارس اور روم والے غیلہ

(۷۰۸٦) تخريج: اسناده ضعيف، ابوعمرو مبارك الخياط فى عداد المجهولين، وقد ثبت الحديث موقوفا عن ابن مسعود، أخرجه البزار: ۲۱٦۳ (انظر: ۱۲٤۲۰)

(۷۰۸۷) اسناده ضعيف، مهاجر بن ابى مسلم الانصارى لايحتمل تفرده، ثم انه معارَض بحديث صحيح، وهو الحديث الآتى بعده، أخرجه ابوداود: ۳۸۸۱، وابن ماجه: ۲۰۱۲ (انظر: ۲۷۵۹۰)

(۷۰۸۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱٤٤۲ (انظر: ۲۷۰۳۵)

ذَكَرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَفْعَلُوْنَ ذَالِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٧٥٧٥)

کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کے ارادے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دودھ پینے والے بچے کو اس سے نقصان ہو جائے۔

طبیب لوگ کہتے ہیں کہ ایسا دودھ بیماری ہوتا ہے اور عرب لوگ اس عمل کو ناپسند کرتے تھے اور اس سے بچتے تھے، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ غیلہ سے اہل فارس اور اہل روم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کو ایسا کرنے سے نہیں روکا۔

(٧٠٨٩)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ اَعْزِلُ عَنِ امْرَأَتِيْ، قَالَ: ((لِمَ؟)) قَالَ: شَفَقًا عَلٰى وَلَدِهَا اَوْ عَلٰى أَوْلَادِهَا، فَقَالَ: ((اِنْ كَانَ لِذَالِكَ فَلَا مَاضَارَّ ذَالِكَ فَارِسَ وَلَا الرُّوْمَ۔)) (مسند احمد: ٢٢١١٣)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں؟'' اس نے کہا: اس کی اولاد پر شفقت کرتے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات ہے تو بیشک عزل نہ کر، کیونکہ اس چیز نے فارس اور روم کو کوئی نقصان نہیں دیا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو بچے کے نقصان کے نظریے کو سامنے رکھ کر عزل کرتا ہے تو بیشک نہ کیا کر، کیونکہ فارسی اور رومی لوگ ایسا عمل کرتے ہیں، جبکہ ان کے شیر خوار بچوں کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

(٧٠٩٠)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الزُّرَقِيِّ اَنَّ رَجُلًا مِنَ اَشْجَعَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: اِنَّ امْرَأَتِيْ تُرْضِعُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ مَا يُقَدَّرُ فِي الرَّحِمِ فَسَيَكُوْنُ۔)) (مسند احمد: ١٥٨٢٤)

سیدنا ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اشجع قبیلے کے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا اور کہا: میری بیوی دودھ پلاتی ہے (اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ حاملہ نہ ہو جائے)، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو رحم کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔''

فوائد:...... معلوم ہوا کہ جب خاتون بچے کو دودھ پلا رہی ہو، اس وقت اس سے ہم بستری کی جا سکتی ہے، اس سے دودھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ بچے کی صحت پر اثر پڑے۔

(٧٠٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٤٣ (انظر: ٢١٧٧٠)

(٧٠٩٠) تخريج: صحيح بشواهده، أخرجه النسائي: ٦/ ١٠٨ (انظر: ١٥٧٣٢)

بَابُ نَهْيِ الزَّوْجَيْنِ عَنِ التَّحَدُّثِ بِمَا يَجْرِيْ حَالَ الْوِقَاعِ

میاں بیوی کو جماع کے دوران والے امور کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے منع کرنا

(۷۰۹۱)۔ عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الطُّفَاوَةِ قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰی اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: وَلَمْ اُدْرِكْ مِنْ صَحَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا أَشَدَّ تَشْمِيْرًا وَلَا أَقْوَمَ عَلٰی ضَيْفٍ مِنْهُ، بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَهُ وَهُوَ عَلٰی سَرِيْرٍ لَهُ وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ وَمَعَهُ كِيْسٌ فِيْهِ حَصًى اَوْ نَوًى يَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ حَتّٰى اِذَا أَنْفَذَ مَا فِی الْكِيْسِ اَلْقَاهُ اِلَيْهَا فَجَمَعَتْهُ فَجَعَلَتْهُ فِی الْكِيْسِ ثُمَّ دَفَعَتْهُ اِلَيْهِ، فَقَالَ لِیْ: اَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّیْ وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلٰی، قَالَ: فَاِنِّیْ بَيْنَمَا اَنَا أُوْعَكُ فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَسَّ الْفَتَی الدَّوْسِیَّ مَنْ اَحَسَّ الْفَتَی الدَّوْسِیَّ؟)) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: هُوَ ذَاكَ يُوْعَكُ فِیْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ تَرٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!، فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَیَّ وَقَالَ لِیْ مَعْرُوْفًا فَقُمْتُ فَانْطَلَقَ حَتّٰی قَامَ فِیْ مَقَامِهِ الَّذِیْ يُصَلِّیْ فِيْهِ وَمَعَهُ، يَوْمَئِذٍ صَفَّانِ مِنْ رِجَالٍ وَصَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ أَوْصَفَّانِ مِنْ نِسَاءٍ وَصَفٌّ مِنْ رِجَالٍ، فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ:

بنو طفاوہ کے ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بطور مہمان ٹھہرا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کسی کو ان سے زیادہ خدمت گزار نہیں پایا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی مہمان کا خیال رکھنے والا تھا، میں ایک دفعہ ان کے پاس ایک چار پائی پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک سیاہ فام لونڈی نیچے بیٹھی ہوئی تھی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی تھی، جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں، وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ رہے تھے، یہاں تک جو کچھ تھیلے میں تھا، وہ ختم ہو گیا، پھر انھوں نے وہ تھیلی لونڈی کی جانب پھینک دی، اس نے وہ کنکریاں اس تھیلی میں جمع کیں اور تھیلی پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تھما دی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتائیں، انھوں نے کہا: مدینہ کی مسجد میں میں سخت بخار میں مبتلا پڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا: ”کسی نے دوسی نوجوان کو دیکھا ہے؟ دوسی نوجوان کو کسی نے دیکھا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ مسجد کے ایک کونے میں جہاں آپ دیکھ رہے ہیں، بخار میں مبتلا پڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور اپنا دست مبارک میرے اوپر رکھا اور مجھ سے اچھے انداز پر بات کی، میں کھڑا ہوا اور آپ چل دیئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مقام پر کھڑے ہو

(۷۰۹۱) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الطفاوی، ولبعض قطع هذا الحديث طرق وشواهد تقويه، أخرجه ابوداود: ۲۱۷٤، ٤٠١٩، والترمذی باثر الحديث: ۲۷۸۷، واقتصر الترمذی علی قصة طيب الرجال (انظر: ۱۰۹۷۷)

((اِنْ أَنْسَانِی الشَّیْطَانُ شَیْئًا مِنْ صَلَاتِیْ فَلْیُسَبِّحِ الْقَوْمُ وَلْیُصَفِّقِ النِّسَاءُ، فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ یَنْسَ مِنْ صَلَاتِهِ شَیْئًا، فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَیْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((مَجَالِسَکُمْ، هَلْ مِنْکُمْ مَنْ اِذَا أَتٰی اَهْلَهُ أَغْلَقَ بَابَهُ، وَأَرْخٰی سِتْرَهُ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَیَتَحَدَّثُ فَیَقُوْلُ: فَعَلْتُ بِاَهْلِیْ کَذَا وَفَعَلْتُ بِاَهْلِیْ کَذَا؟)) فَسَکَتُوْا فَأَقْبَلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْکُنَّ مَنْ تُحَدِّثُ؟)) فَجَثَتْ فَتَاةٌ کَعَابٌ عَلٰی إِحْدٰی رُکْبَتَیْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِیَرَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَیَسْمَعَ کَلَامَهَا، فَقَالَتْ: إِیْ وَاللّٰهِ! إِنَّهُمْ لَیُحَدِّثُوْنَ وَإِنَّهُنَّ لَیُحَدِّثْنَ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ اِنَّ مَثَلَ مَنْ فَعَلَ ذَالِكَ مَثَلُ شَیْطَانٍ وَ شَیْطَانَةٍ لَقِیَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِالسِّکَّةِ قَضٰی حَاجَتَهُ مِنْهَا وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ۔))، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا! لَا یُفْضِیَنَّ رَجُلٌ اِلٰی رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ اِلَی امْرَأَةٍ اِلَّا اِلٰی وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ۔))، قَالَ: وَذَکَرَ ثَالِثَةً فَنَسِیْتُهَا، ((أَلَا إِنَّ طِیْبَ الرَّجُلِ مَا وُجِدَ رِیْحُهُ، وَلَمْ یَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلَا اِنَّ طِیْبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلَمْ یُوْجَدْ رِیْحُهُ۔))

(مسند احمد: ۱۰۹۹۰)

گئے، جس میں نماز پڑھاتے تھے، اس دن آپ کے ساتھ مردوں کی دو صفیں اور عورتوں کی ایک صف تھی، یا عورتوں کی دو صفیں اور مردوں کی ایک صف تھی، آپ ﷺ نے ان کی جانب رخ کیا اور فرمایا: ''اگر شیطان مجھے میری نماز میں سے کچھ بھلا دے تو مردوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔'' نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور آپ بھولے نہیں، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں رہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ایسے ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے، دروازہ بند کر لے اور پردہ لٹکا دے، پھر وہ باہر نکلے اور لوگوں میں یہ بات کرنا شروع کر دے کہ اس نے اپنی کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے اور اس نے اپنی اہلیہ کے ساتھ یہ کاروائی کی ہے؟'' لوگ خاموش ہو گئے، پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں ایسی باتیں کرنے والی کوئی ہے؟'' ایک ابھری ہوئی چھاتی والی نوجوان لڑکی ایک گھٹنے کے بل کھڑی ہوئی اور اپنے آپ کو لمبا کیا، تاکہ آپ ﷺ اس کو دیکھ لیں اور اس کی بات سن لیں، اور اس نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! مرد بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور عورتیں بھی ایسی باتیں کرتی ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں پتہ ہے کہ ایسا کرنے والے کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال اس شیطان اور شیطانی کی سی ہے، جو ایک گلی میں ایک دوسرے کو ملے اور وہیں اپنی حاجت پوری کرنا شروع کر دے، جبکہ لوگ ان کو دیکھ رہے ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی کسی آدمی کے ساتھ اور کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ اس طرح نہ لیٹے کہ بیچ میں کوئی پردہ نہ ہو، ماسوائے والدین اور اولاد کے۔'' راوی کی ذکر کردہ تیسری چیز میں بھول

گیا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! آدمی کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ہو، رنگ ظاہر نہ ہو۔ خبردار! عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس کی رنگت نمایاں ہو اور اس کی مہک نہ ہو۔''

فوائد:...... کستوری، عنبر، عود اور کافور جیسی چیزیں مردوں کی خوشبوئیں ہیں اور مہندی، زعفران اور خلوق جیسی چیزیں عورتوں کی خوشبوئیں ہیں، کیونکہ اول الذکر کا رنگ نمایاں نہیں ہوتا، خوشبو بہت ہوتی ہے، جبکہ مؤخر الذکر چیزوں کی رنگت بڑی واضح ہوتی ہے، لیکن خوشبو بہت کم۔

(۷۰۹۲)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((الشِّیَاعُ حَرَامٌ۔)) قَالَ ابْنُ لَهِیْعَةَ: یَعْنِیْ بِهِ الَّذِیْ یَفْتَخِرُ بِالْجِمَاعِ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۵۵)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شیاع حرام ہے۔'' شیاع سے مراد جماع کر کے اس پر فخر کا اظہار کرنا ہے۔

(۷۰۹۳)۔ وَعَنْهُ اَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْاَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلَی امْرَأَتِهِ وَتُفْضِیْ اِلَیْهِ ثُمَّ یُنْشِرُ سِرَّهَا۔)) (مسند احمد: ۱۱۶۷۸)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب سے بڑی خیانت یہ ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے اور عورت اپنے خاوند کے پاس جائے اور پھر وہ اس کا راز بیان کرنا شروع کر دے۔''

فوائد:...... ''ان من اعظم الامانة'' کے معانی ''من اعظم نقض الامانة وهتكها وزرا'' اور ''ان من اعظم خیانة الامانة'' کے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماع کے دوران کی قولی اور فعلی حرکات، اس امر کی تفصیل اور جماع سے متعلقہ دوسرے امور بیان کرنا حرام ہیں، مثلا لذت و شہوت والی باتیں اور بوس و کنار وغیرہ۔

(۷۰۹۴)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ قُعُوْدٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((لَعَلَّ رَجُلًا یَقُوْلُ مَا

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے، وہ

(۷۰۹۲) تخریج: اسناده ضعیف لضعف دراج بن سمعان فی روایته عن ابی الهیثم، أخرجه ابویعلی: ۱۳۹۶ (انظر: ۱۱۲۳۵)

(۷۰۹۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۷ (انظر: ۱۱۶۵۵)

(۷۰۹۴) اسناده ضعیف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۴/ ۴۱۴ (انظر: ۲۷۵۸۳)

يَـفْعَلُ بِاَهْلِهِ، وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا۔)) فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقُلْتُ: إِيْ وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُنَّ لَيَقُلْنَ وَإِنَّهُمْ لَيَفْعَلُوْنَ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا، فَإِنَّمَا ذَالِكَ مِثْلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِيْ طَرِيْقٍ فَغَشِيَهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۳۰)

اس کو باہر بھی بیان کرتا رہے، اسی طرح بیوی اپنے خاوند کے ساتھ جو کچھ کرتی ہے، وہ اس کو باہر بیان کرتی پھرے۔" لوگ خاموش ہو گئے، میں (اسماء) نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم ہے، عورتیں بھی اس طرح کرتی ہیں اور مرد بھی ایسا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسا نہ کیا کرو، اس کی مثال بالکل اس شیطان کی طرح ہے، جو کسی راستے میں شیطانی کو ملا اور اس نے وہیں اس سے کاروائی شروع کر دی اور اس کے اوپر چڑھ گیا، جبکہ لوگ دیکھ رہے تھے۔"

بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْمَرْأَةِ فِيْ دُبُرِهَا وَجَوَازِ التَّجْبِيْبِ وَهُوَ إِتْيَانُهَا مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا

بیوی کو پیچھے سے استعمال کرنے کی ممانعت اور تجبیب کے جواز کا بیان یعنی پچھلی سمت سے عورت کی قبل میں جماع کرنے کے جواز کا بیان

(۷۰۹۵)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَكُوْنُ بِالْبَادِيَةِ فَتَخْرُجُ مِنْ أَحَدِنَا الرُّوَيْحَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، اِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ أَعْجَازِهِنَّ۔)) وَقَالَ مَرَّةً: ((فِيْ أَدْبَارِهِنَّ۔)) (مسند احمد: ٦٥٥)

سیدنا علی بن طلق ؓ سے روایت ہے ایک دیہاتی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دیہات میں ہوتے ہیں اور ہم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، جب کسی کے ساتھ ایسا ہو جائے تو وہ وضو کرے اور عورتوں کو پیچھے سے استعمال نہ کیا کرو۔"

(۷۰۹٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى رَجُلٍ يَأْتِيْ امْرَأَتَه فِيْ دُبُرِهَا، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۷٦۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی جانب نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔"

(۷۰۹۵) تخريج: اسناده ضعيف، مسلم بن سلام لم يرو عنه غير واحد ولم يوثقه غير ابن حبان، وادراج هذا الحديث فى مسند على بن ابى طالب ؓ خطأ، فانه من مسند على بن طلق، أخرجه ابوداود: ۲۰۵، ۱۰۰۵، والترمذى: ۱۱٦٤، ۱۱٦٦ (انظر: ٦٥٥)

(۷۰۹٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۲۳ (انظر: ۷٦۸٤)

(۷۰۹۷)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰى امْرَاَتَه فِيْ دُبُرِهَا۔))

(مسند احمد: ۹۷۳۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ملعون ہے، جو اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کرتا ہے۔''

(۷۰۹۸)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، لَا تَأْتُوْا النِّسَاءَ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ۔))

(مسند احمد: ۲۲۲۰۹)

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کو پشت سے استعمال نہ کیا کرو (یعنی ان سے غیر فطری جماع نہ کیا کرو)۔''

(۷۰۹۹)۔ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سُئِلَ قَتَادَةُ عَنِ الَّذِيْ يَأْتِي امْرَاَتَه فِيْ دُبُرِهَا؟ فَقَالَ قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: هِيَ اللُّوْطِيَّةُ الصُّغْرٰى، قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ وَسَّاجٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: وَهَلْ يَفْعَلُ ذَالِكَ اِلَّا كَافِرٌ۔

(مسند احمد: ۶۹۶۸)

ہمام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام قتادہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کرتا ہے، انھوں نے کہا: ہمیں عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چھوٹے درجے کی لواطت ہے۔'' سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کام تو صرف کافر ہی کر سکتا ہے۔

فوائد:...... بیویوں کی پشت کو استعمال کرنا حرام ہے، اس کو غیر فطری جماع کہتے ہیں، دراصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماع کے لیے بیوی کے جس عضو کو وجود دیا ہے، اسی کو ہی استعمال کرنا چاہیے، لٹانے کی صورت کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ نیز دیکھیں حدیث نمبر (۷۱۱۷)۔

(۷۰۹۷) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۲۱۶۲ (انظر: ۹۷۳۳)

(۷۰۹۸) تخریج: صحیح لغیره، أخرجه النسائی فی "الکبری": ۸۹۹۰، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۳/ ٤٤، والطبرانی: ۳۷۳۹ (انظر: ۲۱۸٦۵)

(۷۰۹۹) تخریج: اسناده حسن، أخرجه النسائی فی "الکبری": ۸۹۹۷، والطیالسی: ۲۲٦٦، والبزار: ۱٤۵۵ (انظر: ٦۹٦۸)

اَبْوَابُ حُقُوْقِ الزَّوْجَیْنِ وَاِحْسَانِ الْعِشْرَةِ

میاں بیوی کے حقوق اور اچھی صحبت کا بیان

بَابٌ جَامِعٌ لِحُقُوْقِ الزَّوْجَیْنِ

میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں جامع بیان

(۷۱۰۰)۔ عَنْ اَبِیْ حُرَّةَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: کُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ أَوْسَطِ أَیَّامِ التَّشْرِیْقِ (فَذَکَرَ حَدِیْثًا طَوِیْلًا) وَفِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِیْ النِّسَاءِ فَاِنَّهُنَّ عِنْدَکُمْ عَوَانٌ لَا یَمْلِکْنَ لِاَنْفُسِهِنَّ شَیْئًا، وَاِنَّ لَهُنَّ عَلَیْکُمْ وَلَکُمْ عَلَیْهِنَّ حَقًّا، لَا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا غَیْرَکُمْ، وَلَا یَأْذَنَّ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لِأَحَدٍ تَکْرَهُوْنَهُ، فَاِنْ خِفْتُمْ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ (قَالَ حُمَیْدٌ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: مَا الْمُبَرِّحُ؟ قَالَ: الْمُؤَثِّرُ) وَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَکِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاِنَّمَا اَخَذْتُمُوْهُنَّ

ابوحرہ رقاشی اپنے چچا سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی، یہ ایام تشریق کے درمیان والے دن کی بات ہے، ...... پھر راوی نے طویل حدیث بیان کی، ...... اس میں تھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے، یہ اپنی جانوں پر بھی اختیار نہیں رکھتیں، ان عورتوں کے تمہارے اوپر اور تمہارے ان پر دو حق ہیں، تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی اور کو نہ آنے دیں اور تمہارے گھروں میں اس شخص کو آنے کی اجازت نہ دیں، جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اگر تم کو ان کی شرارت کا ڈر ہو تو انہیں نصیحت کرو اور ان سے بستر الگ کر لو، اور ان کو مارو، لیکن وہ مارنا واضح نہ ہو۔'' حمید راوی کہتے ہیں: میں نے امام حسن سے کہا: ''مُبَرِّح'' سے

(۷۱۰۰) تخریج: صحیح لغیرہ مقطعا، وهذا اسناد ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، أخرجه ابوداود: ۲۱۴۵، والترمذی: ۱۱۶۳، ۳۰۸۷، وابن ماجه: ۱۸۵۱، لکنهم اقتصروا علی بعض هذا الحدیث (انظر: ۲۰۶۹۵)

بِـاَمَـانَةِ الـلّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ٢٠٩٧١)

کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جسم میں نشان چھوڑنے والی، آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ تم معروف طریقے سے ان کے رزق اور لباس کا بندوبست کرو، تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔''

فوائد:...... مار کا واضح نہ ہونا، اس سے مراد یہ ہے کہ عورت کو ایسی سخت سزا نہ دی جائے، جو اس کے لیے بہت مشقت کا باعث بنے، جیسے اس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا زخم ہو جائے، بس کمر وغیرہ پر تھپڑ وغیرہ لگا لیا جائے۔ بہرحال بہترین لوگ وہی ہوں گے جو حسن اخلاق کے ذریعے اپنی بیویوں کے معاملات کو سنوار لیتے ہوں۔

میاں بیوی دونوں کو مصلحت اور حکمت کی راہ کو نہیں چھوڑنا چاہیے اور آپس میں ایک دوسرے کی بغاوت کرنے سے بچنا چاہیے، ہر معاملے کو نرمی سے سلجھا لینے کی اور ایک دوسرے کی اصلاح کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔

بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ

بیوی پر خاوند کے حقوق کا بیان

تنبیہ: ...... درج ذیل تمام نصوص اس لائق ہیں کہ بیوی غور و فکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کرے اور خاوند کے بارے میں اپنا جائزہ لے۔

(٧١٠١)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنُ فِیْ بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ اِلَّا بِأِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ، فَـإِنَّ نِـصْفَ أَجْرِهِ لَـهُ۔)) (مسـنـد احـمـد: ٨١٧٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب خاوند موجود ہو تو اس کی بیوی اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے اور خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اور عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر جو کچھ خرچ کرے گی، اس کو آدھا اجر ملے گا۔''

فوائد:...... اس سے مراد نفلی روزہ ہے، لیکن اگر حکم کی غرض و غایت کو دیکھا جائے تو فرضی روزوں کی قضا کا بھی یہی حکم ہوگا، یعنی رمضان کے روزوں کی قضا کے بارے میں بھی خاتون کو اپنے خاوند سے مشورہ کر لینا چاہیے۔

اس خرچ سے مراد وہ چیز ہے، جس کا عام طور پر صدقہ دے دیا جاتا ہو، مثلا پانچ دس روپے، لپ بھر آٹا یا گندم اور روٹی سالن وغیرہ، قیمتی چیز کو خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کیا جا سکتا، نیز گھر کے حالات کو دیکھ کر قیمتی چیز کا اندازہ لگایا

(٧١٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٦٦، ٥١٩٢، ٥٣٦٠، ومسلم: ١٠٢٦، وابوداود: ١٦٨٧، ٢٤٥٨ (انظر: ٨١٨٨)

جائے گا اور اگر خاوند وضاحت کے ساتھ معمولی چیز کو صدقہ کرنے سے بھی منع کر دے تو بیوی کو کوئی اختیار نہیں رہے گا۔
نفلی روزہ عظیم عبادت ہے، اس کا بڑا اجر وثواب ہے، لیکن خاوند کے حق کو اس پر مقدم رکھا گیا ہے۔

(٧١٠٢)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَه اِلٰى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ عَلَيْهِ فَبَاتَ وَهُوَ غَضْبَانُ (وَفِيْ لَفْظٍ: وهُوَ عَلَيْهَا سَاخِطٌ) لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ۔)) (مسند احمد: ١٠٢٣٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور وہ اس پر غصہ کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے ایسی خاتون پر لعنت کریں گے۔“

(٧١٠٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَان) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا، بَاتَتْ تَلْعَنُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ۔)) (مسند احمد: ٧٤٦٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت اس حال میں رات گزارے کہ اس نے اپنے خاوند کا بستر چھوڑ رکھا ہو تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ اس کے بستر کی طرف لوٹ آئے۔“

(٧١٠٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ((تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ۔)) فَقَالَ: ((اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوْا أَخَاكُمْ، وَلَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَلَوْ أَمَرَهَا أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَصْفَرَ اِلٰى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ أَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا أَنْ تَفْعَلَه۔)) (مسند احمد: ٢٤٩٧٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مہاجرین اور انصار کے ایک گروہ میں تشریف فرما تھے، ایک اونٹ آیا اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا، یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہوں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی یعنی اپنے نبی کی عزت کرو، اگر میں نے کسی انسان کو دوسرے انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، خاوند کا بیوی پر اتنا حق ہے کہ اگر وہ حکم دے کہ اس کی بیوی زرد پہاڑ سے سیاہ پہاڑ کی طرف اور سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی

(٧١٠٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٣٢٣٧، ٥١٩٣، ومسلم: ١٤٣٦ (انظر: ١٠٢٢٥)
(٧١٠٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(٧١٠٤) تخريج: هذا اسناد ضعيف لضعف علی بن زيد بن جدعان الا قوله "وَلَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا"، فانه جيد لغيره، أخرجه ابن ماجه: ١٨٥٢ (انظر: ٢٤٤٧١)

طرف پتھروں کو منتقل کرے، تو اس کے شایان شان یہی بات ہوگی کہ وہ ایسا ہی کر گزرے۔''

فوائد:...... حدیث کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو یہ حکم دے کہ وہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک پتھر یا ایک ٹیلے سے دوسرے ٹیلے تک ریت منتقل کرے تو اس کو ایسے ہی کرنا چاہیے، مراد یہ ہے کہ بیوی کو اپنے خاوند کی حد درجہ اطاعت کرنی چاہیے۔

(۷۱۰۵)۔ عَنْ اَبِی ظِبْیَانَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّه، لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْیَمَنِ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَاَیْتُ رِجَالًا بِالْیَمَنِ یَسْجُدُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَفَلَا نَسْجُدُ لَكَ؟ قَالَ: ((لَوْ کُنْتُ آمُرُ بَشَرًا یَسْجُدُ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)) (مسند احمد: ۲۲۳۳۵)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں یمن سے واپس آیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یمن میں دیکھا ہے کہ وہاں لوگ ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں، تو کیا ہم بھی آپ کو سجدہ نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے بشر کو بشر کے لئے سجدہ کی اجازت دینا ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔''

(۷۱۰۶)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا یَصْلُحُ لِبَشَرٍ اَنْ یَسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ یَسْجُدَ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَیْهَا، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَوْ کَانَ مِنْ قَدَمِهِ اِلٰی مَفْرِقِ رَأْسِهِ قُرْحَةٌ تَنْبَجِسُ بِالْقَیْحِ وَالصَّدِیْدِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْهُ فَلَحَسَتْهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۶۴۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی بشر کے لئے اجازت نہیں کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے، اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا مناسب ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ اس پر اس کے خاوند کا بہت بڑا حق ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر خاوند کو پاؤں سے لے کر سر کی مانگ تک پھوڑا نکل آئے اور اس سے لہو اور پیپ بہنا شروع ہو جائے اور اس کی بیوی آ کر اس کو چاٹنا شروع کر دے تو پھر بھی وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کر سکے گی۔''

(۷۱۰۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ أَوْفٰی قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ

(۷۱۰۵) صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبة: ٤/ ۳۰۵، والطبرانی: ۲۰/ ۳۷۳ (انظر: ۲۱۹۸٦)

(۷۱۰٦) تخریج: صحیح لغیرہ دون قوله: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَوْ کَانَ مِنْ قَدَمِهِ اِلٰی مَفْرِقِ رَأْسِهِ قُرْحَةٌ تَنْبَجِسُ بِالْقَیْحِ وَالصَّدِیْدِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْهُ فَلَحَسَتْهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ" وهذا الحرف تفرد به حسین المروذی عن خلف بن خلیفة وخلف کان قد اختلط قبل موته، أخرجه البزار: ۲٤٥٤ (انظر: ۱۲٦۱٤)

(۷۱۰۷) تخریج: حدیث جیّد، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۳ (انظر: ۱۹٤۰۳)

قَدِمَ مُعَاذٌ الْيَمَنَ اَوْ قَالَ: الشَّامَ، فَرَأَى النَّصَارٰى تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَأَسَاقِفَتِهَا فَرَوَّأَ (أَيْ فَكَّرَ) فِي نَفْسِهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ أَنْ يُعَظَّمَ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ النَّصَارٰى تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَأَسَاقِفَتِهَا فَرَوَّأْتُ فِي نَفْسِيْ أَنَّكَ أَحَقُّ أَنْ تُعَظَّمَ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ آمُرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَلَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا كُلَّهُ حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا عَلَيْهَا كُلَّهُ، حَتّٰى لَوْسَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى ظَهْرِ قَتَبٍ لَأَعْطَتْهُ اِيَّاهُ۔)) (مسند احمد: ١٩٦٢٣)

یمن یا شام میں آئے اور عیسائیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے لیڈروں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں، انھوں نے اپنے دل میں سوچا کہ نبی کریم ﷺ اس تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں، پھر جب وہ واپس آئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے عیسائیوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے پادریوں اور لیڈروں کو سجدہ کرتے ہیں اور مجھے اپنے دل میں خیال آیا کہ کہ آپ اس تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے کسی کو اللہ تعالی کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، بیوی اس وقت تک اللہ تعالی کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے کما حقہ حقوق ادا نہ کرے، اگر خاوند عورت کو وظیفہ زوجیت کے لئے طلب کرے اور وہ (کسی سواری کے) پالان کے اوپر بیٹھی ہو تو اس عورت کو خاوند کا مطالبہ پورا کرنا پڑے گا۔''

فوائد:...... آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ بیوی کو ہر صورت میں خاوند کی اطاعت کا خیال رکھنا چاہیے، دورِ حاضر کی ناشکری خواتین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، جن کی نگاہ صرف اور صرف خاوند کے منفی پہلو پر پڑتی ہے۔

(٧١٠٨)۔ عَنْ عَائِذِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ مُعَاذًا قَدِمَ عَلَى الْيَمَنِ فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَوْلَانَ مَعَهَا بَنُوْنَ لَهَا اِثْنَا عَشَرَ فَتَرَكَتْ أَبَاهُمْ فِي بَيْتِهَا، أَصْغَرُهُمُ الَّذِيْ قَدِ اجْتَمَعَتْ لِحْيَتُهُ فَقَامَتْ فَسَلَّمَتْ عَلٰى مُعَاذٍ وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيْهَا يُمْسِكَانِ بِضَبْعَيْهَا فَقَالَتْ: مَنْ أَرْسَلَكَ أَيُّهَا الرَّجُلُ؟ قَالَ لَهَا مُعَاذٌ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتِ الْمَرْأَةُ: أَرْسَلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتَ رَسُوْلُ

عائذ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں آئے، انہیں خولان قبیلہ کی ایک عورت ملی، اس کے ساتھ اس کے بارہ بیٹے بھی تھے، وہ ان کے باپ کو گھر میں چھوڑ آئی تھی، ان میں سے جو سب سے چھوٹا بیٹا تھا، وہ مکمل باریش تھا، وہ کھڑی ہوئی اور اس کے دو بیٹوں نے اسے تھام رکھا تھا، اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو سلام کہا اور کہا: اے آدمی! تجھے کس نے یہاں بھیجا ہے؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔اس نے کہا: کیا واقعی آپ کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے، اچھا اگر آپ نبی کریم ﷺ کے قاصد

(٧١٠٨) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه الطبراني: ٢٠/ ١٦٦ (انظر: ٢٢٠٧٨)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَفَـلَا تُخْبِرُنِیْ یَا رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَـقَالَ لَهَا مُعَاذٌ: سَلِیْنِیْ عَـمَّـا شِئْتِ، قَالَتْ: حَدِّثْنِیْ مَا حَقُّ الْمَرْءِ عَـلٰـی زَوْجَتِهِ؟ قَالَ لَهَا مُعَاذٌ: تَتَّقِی اللّٰهَ مَا اسْتَطَـاعَـتْ وَتَسْمَـعُ وَتُـطِیْعُ، قَـالَتْ: أَقْسَمْـتُ بِـاللّٰـهِ عَلَیْكَ لَتُحَدِّثَنِّیْ مَا حَقُّ الـرَّجُـلِ عَـلٰی زَوْجَتِهِ؟ قَالَ لَهَا مُعَاذٌ: اَوَمَا رَضِیْـتِ أَنْ تَسْـمَعِیْ وَتُطِیْعِیْ وَتَتَّقِی اللّٰهَ؟ قَـالَـتْ: بَـلٰـی وَلٰكِنْ حَدِّثْنِیْ مَا حَقُّ الْمَرْءِ عَلٰی زَوْجَتِهِ، فَاِنِّیْ تَرَكْتُ أَبَا هٰؤُلَاءِ شَیْخًا كَبِیْرًا فِـی الْبَیْتِ، فَقَالَ لَهَا مُعَاذٌ: وَالَّذِیْ نَـفْـسُ مُـعَاذٍ فِیْ یَدَیْهِ! لَوْ أَنَّكِ تَرْجِعِیْنَ اِذَا رَجَـعْـتِ اِلَیْـهِ فَـوَجَدْتِ الْجُذَامَ قَدْ خَرَقَ لَـحْمَهُ وَخَرَقَ مَنْخِرَیْهِ، فَوَجَدْتِ مَنْخِرَیْهِ یَسِیْلَانِ قَیْحًا وَدَمًا ثُمَّ أَلْقَمْتِیْهِمَا فَاكِ لِكَیْ مَـا تَبْلُغِیْ حَقَّهُ مَا بَلَغْتِ ذَالِكَ أَبَدًا۔ (مسند احمد: ۲۲٤۲۸)

ہیں مجھے کچھ بتاتے کیوں نہیں؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: جو ضرورت ہے پوچھو، اس نے کہا: مجھے بتاؤ کہ آدمی کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ انھوں نے اسے بتایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے مقدور بھر ڈرتی رہو اور سنو اور اطاعت کرو، اس نے کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتی ہوں، مجھے بتاؤ آدمی کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ انھوں نے کہا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہوئی کہ تم خاوند کی بات سنو اور اس کی اطاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو؟ اس نے کہا: جی ضرور راضی ہوں، لیکن پھر بھی آپ مجھے بتائیں کہ آدمی کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ کیونکہ میں ان کے باپ کو گھر میں چھوڑ آئی ہوں، وہ بہت زیادہ بوڑھا ہو چکا ہے؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے دونوں ہاتھوں میں معاذ کی جان ہے! فرض کرو جب تم اس کے پاس لوٹ کر جاؤ اور اس کو اس حال میں پاؤ کہ کوڑھ نے اس کا گوشت چھلنی کر دیا ہو اور اس کے دونوں نتھنے پھٹ چکے ہوں اور اس کے نتھنوں سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوں اور تم اس کے دونوں نتھنوں کو منہ میں ڈال لو، تا کہ تم اس کا حق ادا کر دو، تو پھر بھی تم اس کا حق ادا نہیں کر سکو گی۔''

(۷۱۰۹)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَـلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِیْلَ لَهَا: اُدْخُلِیْ الْجَنَّةَ مِنْ أَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)) (مسند احمد: ۱٦٦۱)

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت پانچ نمازیں پڑھتی ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہو، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں جس دروازے سے چاہتی ہے، داخل ہو جا۔''

فوائد:...... اسلام کئی فرائض، واجبات، مستحبات، محرمات اور مکروہات پر مشتمل ہے، آپ ﷺ نے اس حدیثِ مبارکہ میں صرف چار امور کا ذکر کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ خواتین زیادہ تر ان چار امور میں راہِ اعتدال اختیار نہیں کرتیں۔

(۷۱۰۹) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "الاوسط" (انظر: ۱٦٦۱)

(۷۱۱۰)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوْشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا۔)) (مسند احمد: ۲۲۴۵۲)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب دنیا والی کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو جنت کی سفید سرخ رنگ والی موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں میں سے اس کی بیوی اس کو مخاطب ہو کر کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے، یہ تو تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے، قریب ہے کہ یہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آ جائے۔''

(۷۱۱۱)۔ عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ أَنَّ عَمَّةً لَهُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَفَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ: مَا آلُوْهُ إِلَّا مَاعَجَزْتُ عَنْهُ، قَالَ: ((انْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۲۱۲)

سیدنا حصین بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی کسی کام کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: ''کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خاوند کے لئے کیسی ثابت ہو رہی ہو؟'' اس نے کہا: ''میں اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کرتی، مگر وہ کام جس سے میں عاجز آ جاؤں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا غور کر لینا کہ تو اس کے ساتھ کیسا معاملہ کرتی ہے، وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری جہنم ہے۔''

فوائد:...... یعنی بیوی کے جنت یا جہنم میں جانے کا بڑا سبب اس کا خاوند ہے۔

(۷۱۱۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا۔)) (مسند احمد: ۲۴۶۴۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنا لباس اتارا، اس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان والا پردہ چاک کر دیا۔''

فوائد:...... خاتون کو غیر محرم کے سامنے اپنے جسم کے اعضاء کو ننگا نہیں کرنا چاہیے، وگرنہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے خارج ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی عزت کا ضامن نہیں رہے گا۔

(۷۱۱۰) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۰۱۴، والترمذی: ۱۱۷۴ (انظر: ۲۲۱۰۱)

(۷۱۱۱) تخريج: اسناده محتمل للتحسين، أخرجه النسائی فی "الكبری": ۸۹۶۵، وابن ابی شيبة: ۴/ ۳۰۴، والبيهقی: ۷/ ۲۹۱ (انظر: ۲۷۳۵۲)

(۷۱۱۲) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۴۰۱۰ (انظر: ۲۴۱۴۰)

دورِ حاضر میں عورت کو بڑے غلط رنگ میں استعمال کیا گیا ہے۔ سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے اس معاملے میں بڑا ہی بدکردار پیش کیا ہے اور خواتین کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ مرد و زن، ہر ایک کی پاکدامنی داؤ پر لگ گئی ہے، ماسوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ خاص رحمت کر دے۔ اس میڈیا سے مسلم خواتین بری طرح متاثر ہوئی ہیں اور آج ان کے جسم کے بعض حصے ننگے نظر آ رہے ہوتے ہیں اور تنگ اور باریک لباس کی وجہ سے جسم کے باقی حصوں کی جسامت کا خوب اندازہ ہو رہا ہوتا ہے لیکن نافرمانی کے اس انداز کو کون سمجھے اور پھر وہ کیا کرے۔

(۷۱۱۳)۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ إِحْدٰى نِسَاءِ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ نِسْوَةٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((اِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنَعَّمِيْنَ۔)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا كُفْرُ الْمُنَعَّمِيْنَ؟ قَالَ: ((لَعَلَّ اِحْدَاكُنَّ أَنْ تَطُوْلَ أَيْمَتُهَا بَيْنَ أَبَوَيْهَا وَتَعْنُسَ فَيَرْزُقُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ زَوْجَهَا وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ مَالًا وَوَلَدًا فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَقُوْلُ: مَا رَاَيْتُ مِنْهُ يَوْمًا خَيْرًا قَطُّ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((مَا رَاَيْتُ مِنْهُ خَيْرًا قَطُّ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۱۳)

سیدہ اسما بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ہمیں سلام کہا اور پھر فرمایا: ''خوشحال لوگوں کی طرح ناشکری کرنے سے بچنا۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! خوشحال لوگوں کی ناشکری کیا ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ تم عرصہ دراز تک اپنے والدین کے پاس بے شوہر کی زندگی گزارتی رہو، پھر اللہ تعالیٰ تمھیں خاوند عطا کرے اور (اس کے ذریعے) اولاد کی نعمت بھی دے، لیکن تم کسی دن غصے میں آ کر (خاوند کو) یہ کہہ دو کہ میں نے تو تیرے پاس کوئی خیر و بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''

(۷۱۱۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: ((لَا يَجُوْزُ لِمَرْأَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔)) (مسند احمد: ۶۷۲۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''کسی عورت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا حلال نہیں ہے۔''

(۷۱۱۵)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجُوْزُ لِلْمَرْأَةِ أَمْرٌ فِيْ مَالِهَا اِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت کی عصمت کا مالک اس کا خاوند بن جائے، تو عورت کے لیے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز

(۷۱۱۳) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الترمذی: ۲۶۹۷ (انظر: ۲۷۵۶۱)

(۷۱۱۴) تخریج: اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۳۵۴۶، والنسائی: ۶/ ۲۷۸ (انظر: ۶۷۲۷)

(۷۱۱۵) تخریج: انظر الحدیث السابق

(مسند احمد: ۷۰۵۸) نہیں رہتا۔“

فوائد:...... یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مال و دولت میں تصرف نہیں کر سکتی۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبہ میں فرمایا: ((لَا تُنْفِقُ اِمْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا .)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: ((ذَالِكَ مِنْ اَفْضَلِ اَمْوَالِنَا .)) (ترمذی، ابن ماجہ)...... کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی کو کھانا بھی نہ دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کھانا تو ہمارے افضل (اور قیمتی) اموال میں سے ہے۔

سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَنْتَهِكَ شَيْئًا مِنْ مَالِهَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا .)) (طبرانی: ۲۲/ ۸۳/ ۲۰۶، صحیحہ: ۷۷۵) ...... ”عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔“

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث اور اس مفہوم پر دلالت کرنے والی دوسری احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے ذاتی مال میں بھی تصرف نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ کا بھی یہی تقاضا ہے۔ لیکن اگر کوئی خاوند سچا مسلمان ہے، تو اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ اس حکم شرعی کو بہانہ بنا کر اپنی بیوی پر جبر کرے اور ایسے مالی تصرف سے بھی روک دے، جس کا ان دونوں کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔

غور فرمائیں کہ یہ حکم اس حق سے ملتا جلتا ہے، جو بچی کے ولی کو اس کی شادی کے سلسلے میں حاصل ہوتا ہے کہ جس کی اجازت کے بغیر وہ نکاح نہیں کر سکتی، لیکن جب ولی اس کو نکاح سے روک لیتا ہے تو معاملہ انصاف کا طالب بن کر شرعی قاضی تک جا پہنچتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اسے اس کے ذاتی مال میں شرعی تصرف کرنے سے بھی روک لیتا ہے، تو قاضی ان کے درمیان انصاف کی راہ ہموار کرے گا۔ معلوم ہوا کہ حکم میں اشکال نہیں ہے، بلکہ سوئے تصرف میں اشکال ہے۔ (صحیحہ: ۷۷۵)

شیخ البانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ بعض سلف نے اس حدیث پر عمل کیا ہے، جیسا کہ امام طحاوی نے (شرح المعانی: ۲/۴۰۳) میں وضاحت کی ہے اور امام ابن حزم نے (المحلی: ۸/ ۳۱۰۔ ۳۱۱) میں سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابوہریرہ، امام طاوس، امام حسن اور امام مجاہد کے نام ذکر کیے ہیں، مزید انھوں نے کہا: ”لیث بن سعد کا بھی یہی قول ہے، وہ اس چیز کو جائز نہیں سمجھتے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مالی معاملات میں تصرف کرے، ہاں معمولی چیز کی گنجائش موجود ہے، جو صلہ رحمی یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔“

امام ابن حزم نے دوسرے علماء کے اقوال ذکر کیے اور ان کے دلائل کا مناقشہ بھی کیا، وہ خود اس بات کے قائل ہیں

کہ بیوی اپنے ذاتی مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے۔ انھوں نے اپنے مسلک کے حق میں بعض احادیثِ صحیحہ پیش کی ہیں، جیسے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبۂ عید میں عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، انھوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی انگوٹھیاں اور کڑے وغیرہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈال دیے۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ ابن حزم کی بیان کردہ ان احادیثِ مبارکہ میں ان کے مسلک کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی، کیونکہ یہ مخصوص واقعات پر مشتمل ہیں اور اس باب کی اور دوسری احادیث سے متعارض نہیں ہیں:

آپ خود سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث، جس میں عید کا ذکر ہے، پر غور کریں، اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ عورتوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صدقہ کیا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ ان کو خاوندوں کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت نہ تھی، بلکہ یہ کہا جائے کہ انھوں نے ان کو منع کر رکھا تھا، لیکن جب آپ ﷺ نے مخصوص موقع پر ان کو براہِ راست حکم دیا، تو انھوں نے اس حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اب کیا کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ خاوندوں سے اجازت کی پابندی، نبی کریم ﷺ کے حکم پر مقدم تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے واقعی عورتوں کو ان کے خاوندوں کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے سے منع کیا، لیکن جب آپ ﷺ کسی مناسبت کی وجہ سے ان کو صدقہ کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے، تو اس حکم کو خاوندوں کی اجازت پر مقدم سمجھا جائے گا، حالانکہ کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ہے کہ انھوں نے اپنی بیویوں کو منع کر رکھا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابن حزم نے جو مسلک اختیار کیا ہے، ممکن ہے کہ ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا جائے کہ ان کے نزدیک وہ احادیث درجۂ صحت کو نہ پہنچ سکیں، جن میں بیویوں کے صدقہ و خیرات کو خاوندوں کی اجازت کے ساتھ معلق کیا گیا ہے، وگرنہ امام صاحب ان کی فوراً تعمیل کرتے، کیونکہ یہ ایک مخصوص اور زائد حکم پر مشتمل ہیں، جس سے ان کی بیان کردہ احادیث خالی ہیں۔

لیکن انھوں نے عمرو بن شعیب عن ابیه ...... کی اس حدیث کو اس بنا پر معلول قرار دیا ہے کہ یہ صحیفہ منقطع ہے، جبکہ امام احمد سمیت جمہور علمائے حدیث کے نزدیک عمرو بن شعیب کا صحیفہ موصول ہے۔

پھر ابن حزم نے یہ کہا اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس کا جواب دیا جا چکا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جزء، کل کو اور خاص، عام کو منسوخ کر دے؟

کافروں کی تہذیبوں کی موافقت کے خواہاں اور اسلام میں حقوقِ نسواں پر بحث کرنے والے نام نہاد مسلمان اس موضوع پر دلالت کرنے والی احادیث سے غافل اور جاہل ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ علمی اعتبار سے ابن حزم کا مذہب ان کے نزدیک راجح ہے، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی ہدایات کو مغربی کلچر کے قریب تر کر دیا جائے، اس کی ایک شق یہ ہے کہ عورت اپنے مال میں خود تصرف کرے۔

لیکن ان بیچاروں کو علم ہونا چاہیے کہ ان دلائل سے ان کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو عورت کو غیر کے مال میں بھی تصرف کرنے اور ایسے اولیاء کی اجازت کے بغیر شادی کرنے اور ایسے ہم راز اور یار بنانے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ ہمارے اللہ نے سچ فرمایا: ﴿وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۲۰) ...... ''یہودی اور عیسائی اس وقت تک آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے، جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہیں کریں گے۔'' (صحیحہ: ۲۵۷۱)

قارئین کرام! یقیناً آپ کو اور بالخصوص عورتوں کو اس حکم پر تعجب ہو رہا ہوگا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت اپنے مال میں بھی تصرف نہیں کر سکتی۔ اس تعجب کی وجہ ہمارا ماحول ہے، جہاں اکثر خواتین کو اپنے خاوندوں کے گھروں میں مجبور و مظلوم کی حیثیت سے زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بہترین قرار دیا جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہوتے ہیں۔ خاوند حضرات کو چاہیے کہ وہ حکم نبوی کے مطابق اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، دوستانہ ماحول بنائیں، آپس میں خوش و خرم رہیں، ایک دوسرے کی خوشی غمی کو سمجھیں اور دونوں ایک دوسرے کے والدین اور دوسرے قرابت داروں کی قدر کریں۔ نیز خاوند حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کو کچھ تصرف کرنے کی اجازت دے دیں۔ ایسے ماحول میں ان احادیث پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

عورت اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے یا نہیں۔ اس بارے حدیث ۷۱۱۴ اور ۷۱۱۵ اپنے مفہوم کے اعتبار سے واضح ہے کہ عورت اپنے مال سے کوئی عطیہ وغیرہ دینا چاہتی ہے تو وہ اپنے خاوند سے اجازت لے، پھر یہ کام کرے۔ لیکن ایک حدیث اس بارے صریح ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت مال خرچ کر سکتی ہے۔ صحیح بخاری (۲۵۹۲) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی میمونہ بنت حارث نے اپنی لونڈی آزاد کی اور آپ سے اس کی اجازت نہ لی، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ کیا آپ کو پتا ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی ہے؟ آپ نے فرمایا کیا (واقعۃً) تو نے یہ کام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا! ہاں آپ نے فرمایا اگر تو یہ لونڈی اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو اس سے تجھے اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے۔

جب منع و نہی کے مقابلہ میں یہ حدیث صحیح صریح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنا مال خرچ کر سکتی ہے تو اس حدیث کو جواز پر محمول کرنا چاہیے اور نہی کو نہی تنزیہی پر، اس طرح دونوں کی احادیث پر عمل ہو جائے گا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے ''باب هبة المرأة لغير زوجها وعتقها اذا كان لها زوج فهو جائز اذا كانت سفيهةً'' اس بات کا بیان کہ عورت اپنے خاوند کے علاوہ کسی کو تحفہ دے سکتی ہے اور غلام وغیرہ آزاد کر سکتی ہے خواہ اس کا خاوند ہو، یہ جائز ہے جب وہ بے وقوف نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہتر ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے ساتھ مال خرچ کرے لیکن اگر وہ اس کے بغیر بھی مال میں تصرف کرتی ہے تو یہ جائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٧١١٦)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَائَتِ امْرَأَةُ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ زَوْجِيْ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِيْ إِذَا صَلَّيْتُ، وَيُفَطِّرُنِيْ إِذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّيْ صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ قَالَ: فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِيْ إِذَا صَلَّيْتُ، فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ فَقَدْ نَهَيْتُهَا عَنْهُمَا، قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْ كَانَتْ سُوْرَةٌ وَاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ۔))، وَأَمَّا قَوْلُهَا: يُفَطِّرُنِيْ، فَإِنَّهَا تَصُوْمُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أَصْبِرُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ: ((لَا تَصُوْمَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔)) قَالَ: وَأَمَّا قَوْلُهَا بِأَنِّيْ لَا أُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لَا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: ((فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَأَمَّا قَوْلُهَا إِنِّيْ لَا أُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنِّيْ ثَقِيْلُ الرَّأْسِ وَأَنَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يُعْرَفُوْنَ بِذَاكَ بِثِقَلِ الرُّؤُوْسِ، قَالَ: ((فَإِذَا قُمْتَ فَصَلِّ۔)) (مسند احمد: ١١٧٨١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے شوہر سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی صورتحال یہ ہے کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتا ہے، جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ افطار کروا دیتا ہے اور وہ طلوع آفتاب کے بعد نمازِ فجر ادا کرتا ہے، اس وقت سیدنا صفوان بھی وہاں موجود تھا، جب آپ ﷺ نے ان سے ان کی بیوی کے اعتراضات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا یہ کہنا کہ جب وہ نماز پڑھتی ہے تو میں اس کو مارتا ہوں، تو بات یہ ہے کہ یہ دو طویل سورتیں پڑھتی ہے، جبکہ میں نے اس کو ان سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک سورت بھی پڑھ لی جائے تو وہ لوگوں کے لئے کافی ہے۔'' اس نے پھر کہا: اس کا یہ کہنا کہ جب وہ روزہ رکھتی ہے تو میں اس کو افطار کروا دیتا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نوجوان آدمی ہوں اور میں خود پر قابو نہیں رکھ سکتا، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس دن فرمایا تھا کہ ''کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر ہرگز (نفلی) روزہ نہ رکھے۔'' اور اس کا یہ کہنا کہ میں نماز فجر طلوع آفتاب کے بعد پڑھتا ہوں، تو گزارش یہ ہے کہ ہم اس قبیلے کے لوگ ہیں کہ ہم سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار ہی نہیں ہو سکتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو بیدار ہو اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو۔'' ایک روایت میں ہے: سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا: پس بیشک میرا سر بوجھل رہتا ہے اور ہمارا سارا کنبہ ہی ایسا ہے کہ ہمارے بارے میں یہ معروف ہے کہ ہمارے سر بوجھل رہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو بیدار ہو تو اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو۔''

(٧١١٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابو داود: ٢٤٥٩ (انظر: ١١٧٥٩)

فوائد:...... دو طویل سورتوں سے مراد یہ ہے کہ اس کے خاوند نے اپنی بیوی کو لمبا قیام کرنے سے منع کیا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ خاوند کی خدمت کو لمبے قیام اور نفل نماز پر ترجیح دی جائے۔

بہر حال ان روایات کا یہ مفہوم بھی نہیں ہے کہ بیوی عبادات، ذکر و تلاوت سے کلی طور پر غافل ہو جائے، جب وہ فکر کرے گی تو خاوند کی خدمت کے ساتھ ساتھ اس کو موقع ملتا رہے گا اور خاوند کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اپنی بیوی کا ہر لحاظ سے پاس و لحاظ رکھے، آخر آپ ﷺ نے اس جوڑے کے لیے خاص دعا کی ہے، جو رات کو اٹھ کر اکٹھا قیام کرتا ہے۔

خاوند کی فرمانبرداری کرنا بیوی پر فرض ہے، کسی کو سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے انتہائی عاجزی و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا جائے۔ اگر یہ انداز اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز ہوتا تو وہ صرف بیوی ہوتی جو اپنے خاوند کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتی۔

بیویوں کو شاکر اور صابر ہونا چاہیے، ہر وقت طعن کرنے اور خاوند کے منفی پہلوؤں پر کڑی نگاہ رکھنے سے بچنا چاہیے، امہات المؤمنین اور نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کی مثالیں ان کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں، دنیا صرف یہی نہیں کہ کھانے پینے اور لباس میں اعلی معیار اختیار کر لیا جائے، خاوند کی اطاعت اللہ تعالی اور اس کے رسول کا حکم ہے، اس لیے ہر ممکنہ حد تک ان کی اقتداء کی جائے۔

اچھی بیوی کی صفات پر مشتمل ایک اور حدیثِ مبارکہ درج ذیل ہے:

سیدنا انس، سیدنا ابن عباس اور سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِنِسَائِكُمْ فِي الْجَنَّةِ؟ كُلُّ وَدُوْدٍ وَلُوْدٍ إِذَا غُضِبَتْ أَوْ أُسِيَ إِلَيْهَا أَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا قَالَتْ: هٰذِهِ يَدِي فِي يَدِكَ لَا أَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰى تَرْضٰى۔)) ......''اب کیا میں تمھیں جنت میں داخل ہونے والی عورتوں کی خبر نہ دوں؟ ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنم دینے والی خاتون، کہ جب اس پر غصے کیا جاتا ہے یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے یا اس کا خاوند اس پر غصے ہوتا ہے تو وہ (اپنے خاوند سے) کہتی ہے: یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی، جب تک تم مجھ سے راضی نہیں ہو جاتے۔''

(معجم کبیر، معجم اوسط، معجم صغیر، شعب الایمان، صحیحہ: ۳۳۸۰)

بَابُ حَقِّ الزَّوْجَةِ عَلَى الزَّوْجِ
خاوند پر بیوی کے حقوق کا بیان

(۷۱۱۷)۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ أَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نِسَاؤُنَا مَا نَأْتِيْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: ((حَرْثُكَ

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہماری بیویاں ہیں، ان کے ساتھ ہمارا کون معاملہ کرنا درست ہے اور کونسا درست

(۷۱۱۷) تخريج: اسناده حسن، أخرجه الترمذي: ۲۱۹۲، ۲٤۲٤ (انظر: ۲۰۰۳۰)

انْتِ حَرْثَكَ أَنّٰى شِئْتَ غَيْرَ أَنْ لَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَأَطْعِمْ إِذَا طَعِمْتَ وَاكْسُ إِذَا اكْتَسَيْتَ، كَيْفَ وَقَدْ أَفْضٰى بَعْضُكُمْ إِلٰى بَعْضٍ إِلَّا بِمَا حَلَّ عَلَيْهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۸۳)

نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہاری کھیتی ہے، جیسے چاہو اپنی کھیتی میں آؤ، البتہ نہ اس کو چہرے پر مارو، نہ اس سے مکروہ باتیں کرو، (ناراضگی کی وجہ سے) اس کو صرف گھر میں چھوڑنا ہے، جب خود کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب خود پہنو تو اس کو بھی پہناؤ، اب تم یہ حقوق کیسے ادا نہیں کرو گے، جبکہ تم ایک دوسرے سے جماع کر چکے ہو، الا یہ کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے، جس میں بیوی کو سزا دی جا سکتی ہو (یا اس کے حق میں کمی کی جا سکتی ہو)۔''

فوائد:...... ''یہ تمہاری کھیتی ہے، جیسے چاہو اپنی کھیتی میں آؤ'' اس سے مراد عورت کو لٹانے کی کیفیت ہے، وگرنہ جماع کے لیے وہی مقام استعمال کیا جائے جو اللہ تعالی نے اس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، پہلے یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ بیوی کو پشت سے استعمال کرنا حرام ہے، البتہ پچھلی طرف سے حق زوجیت ادا کیا جا سکتا ہے۔

''اس سے مکروہ باتیں نہ کرو'' جیسے اللہ تعالی تجھے بدصورت کرے، تیرا برا بنائے، تجھے خیر و بھلائی سے دور کرے۔

(۷۱۱۸)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۶۲)

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بیوی کا اپنے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے اس کو چہرے پر نہ مار، اس سے مکروہ بات نہ کر، اور (ناراضگی کی صورت میں) اس کو نہ چھوڑ مگر اپنے گھر میں ہی۔''

(۷۱۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ النِّسَاءَ فَوَعَظَ فِيهِنَّ وَقَالَ: ((عَلَامَ يَضْرِبُ (وَفِي لَفْظٍ: يَجْلِدُ) أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ضَرْبَ الْعَبْدِ) وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ

سیدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ عورتوں کے حقوق کے بارے مردوں کو نصیحت کر رہے تھے، بیچ میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کو اس طرح کیوں مارتا ہے، جیسے غلام کو مارا جاتا ہے، پھر ممکن ہے کہ دن کے آخر میں یا

(۷۱۱۸) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۰، والترمذي: ۲۱۹۲، ۲٤۲٤ (انظر: ۲۰۰۱۳)

(۷۱۱۹) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ۳۳۷۷، ٤۹٤۲، ۵۲۰٤، ٦۰٤۲، ومسلم: ۲۸۵۵ (انظر: ۱٦۲۲۱)

النَّهَارِ أَوْ آخِرِ اللَّيْلِ)) (مسند احمد: ١٦٣٢٢)
رات کے آخر میں اس کو ہم بستری بھی کرنی ہو۔''

فوائد:...... ایسا افراط وتفریط والا معاملہ نہیں ہونا چاہیے کہ پہلے بیوی کی خوب پٹائی کر دی جائے اور پھر رات کو اس سے ہم بستری بھی کی جائے۔ اگر کسی جرم کی وجہ سے بیوی کو سزا دینا پڑ ہی جائے تو ایسا معمولی طریقہ اختیار کیا جائے کہ بعد میں ہم بستری کے وقت تعجب نہ ہو۔

(٧١٢٠)۔ عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِی امْرَأَةً، فَذَكَرَ مِنْ طُوْلِ لِسَانِهَا وَاِيْذَائِهَا، فَقَالَ: ((طَلِّقْهَا۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهَا ذَاتُ صُحْبَةٍ وَوَلَدٍ، قَالَ: ((فَأَمْسِكْهَا وَأْمُرْهَا فَاِنْ يَكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلْ وَلَا تَضْرِبْ ظَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ أَمَتَكَ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٩٧)

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے، وہ بڑی زبان دراز ہے اور مجھے اذیت دیتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے طلاق دے دو'' اس نے کہا: میرا اس کے ساتھ پرانا ساتھ ہے اور اس سے میری اولاد بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے روک لو اور اسے بھلائی کی تلقین کرتے رہو، اگر اس میں بھلائی قبول کرنے کی صلاحیت ہوئی تو وہ قبول کر لے گی، بہرحال تو نے اپنی بیوی کو اس طرح نہیں مارنا، جیسے لونڈی کو مارا جاتا ہے۔''

(٧١٢١)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ)). (مسند احمد: ٨٣٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایماندار خاوند اپنی ایماندار بیوی سے بغض وعداوت نہیں رکھتا، کیونکہ اگر وہ اپنی بیوی کی ایک عادت ناپسند کرتا ہے تو کسی دوسری صفت کی وجہ سے راضی اور خوش ہو جاتا ہے۔''

فوائد:...... مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ایسا کلی بغض نہیں رکھتا جو اس کو طلاق دینے پر مجبور کر دے، بلکہ اس کو چاہیے کہ جہاں وہ اس کے برے پہلو پر نظر رکھتا ہے، وہاں اس کی اچھائیوں کو بھی نظر انداز نہ کرے، ممکن ہے کہ خاتون کا اچھا پہلو اس کے قابل اعتراض پہلو پر غالب ہو اور اس طرح میاں بیوی اچھی زندگی گزار سکیں۔

(٧١٢٢)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْأَةِ۔)) (مسند احمد: ٩٦٦٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دو کمزوروں یعنی عورت اور یتیم کے حق کو ممنوع اور حرام قرار دیتا ہوں۔''

(٧١٢٠) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ١٤٢، ٣٩٧٣ (انظر: ١٦٣٨٤)

(٧١٢١) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٦٩ (انظر: ٨٣٦٣)

(٧١٢٢) تخريج: اسناده قوی، أخرجه ابن ماجه: ٣٦٧٨ (انظر: ٩٦٦٦)

فوائد:...... ویسے تو ہر مسلمان کے حقوق ادا کرنا ضروری ہیں، بہر حال یتیم اور عورت جیسے بے آسرا افراد کے حقوق کی ادائیگی میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

قابل غور بات ہے کہ بیوی کو "ضعیف" کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بیشک اس کا تعلق امیر گھرانے سے ہوگا، لیکن شادی کے بعد وہ خاوند کے رحم و کرم پر ہوتی ہے، اگر وہی بد اخلاق ہو تو زندگی اجیرن بن جاتی ہے اور بیوی کے والدین اور بھائیوں کی محبت اور دولت کی وجہ سے اس کی بے سکونی میں کمی نہیں آتی۔ ایسی بیچاری خاتون کو نہ طلاق لینے میں فائدہ نظر آتا ہے اور نہ نکاح میں سکون ملتا ہے۔ ہم نے کئی عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے خاوندوں کے غریب ہونے کی وجہ سے بچوں کا خرچہ بھی اپنے والدین سے لاتی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کے خاوند کا رویہ کسی ظالم و جابر سے کم نہیں ہوتا۔ کیا ایسی بناتِ آدم کا یہی قصور ہے کہ انھوں نے نکاح کے وقت ان ناعاقبت اندیشوں کو اپنا خاوند تسلیم کر لیا تھا؟ کیا ہے کوئی ترس کھانے والا؟

(۷۱۲۳)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّه، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ یَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۵۱۳)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسافر آدمی کو نمازِ عشاء کے بعد اپنے اہل کے پاس آنے سے منع کیا ہے۔"

فوائد:...... اس حکم کا تعلق زیادہ دیر گھر سے باہر رہنے والے مسافر کے ساتھ ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا۔)) ......"جب کوئی آدمی زیادہ عرصہ باہر رہے تو وہ رات کو اپنے گھر واپس نہ آئے۔" (صحیح بخاری: ۳۸۴۳، صحیح مسلم: ۳۵۵۸)

میاں بیوی کے مابین تعلقات کا خوشگوار ہونا مطلوبِ شریعت ہے، اس مقصد کی تکمیل کے لیے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ خاوند کے لیے زینت و آرائش اختیار کرے۔ اس حدیث کا مقصد نفرت اور سوئے ظن کا باعث بننے والے اسباب کو ختم کرنا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے سے مدینہ واپس پہنچ کر جب اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ذرا ٹھہر جاؤ، تاکہ تمہاری بیویاں پراگندہ بالوں میں کنگی کر لیں اور فاضل بالوں کی صفائی کر لیں۔" (بخاری، مسلم)

اس حدیث میں میاں بیوی کے مابین مودت و محبت پیدا کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ میاں بیوی کا کوئی وصف یا بات ایک دوسرے سے مخفی نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے رات کو آنے سے منع کیا تاکہ کوئی نفرت والا معاملہ پیش نہ آسکے، ممکن ہے کہ بیوی اچھی حالت میں نہ ہو یا اس کے گھر میں کوئی ایسا فرد آیا

(۷۱۲۳) تخریج: حدیث حسن لغیره (انظر: ۱۵۱۳)

ہوا ہو، جس کی آمد خاوند کو ناگوار گزرے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ برا ہوگا، لیکن اس معاملے میں خاوند کی ترجیحات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رات کو اپنی بیوی کے گھر گیا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت اس کی کنگھی کر رہی تھی، لیکن میں نے سمجھا کہ یہ کوئی مرد ہے، سو میں نے اس کی طرف تلوار کو سیدھا کیا، لیکن اتنے میں اس کا عورت ہونا واضح ہو گیا، جب یہ ماجرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو اس سے منع کر دیا کہ وہ رات کو اپنی بیویوں کے پاس آئیں۔ (صحیح ابی عوانہ، بحوالہ فتح الباری: ۹/ ٤٢٦) اگر اس باب کی تمام احادیث اور ان کے مقاصد کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کے دور میں فون کے ذریعے مطلع کر کے رات کو آیا جا سکتا ہے، ہاں اس سلسلے میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا مزاج سمجھے۔

آج کل بیویاں اپنے گھروں میں سادہ ملبوسات پر اکتفا کرتی ہیں اور صفائی کا بھی کوئی خاص خیال نہیں رکھتیں، لیکن جب وہ دوسرے رشتہ داروں کے پاس جانے یا گھر سے باہر کسی دوسری مجلس میں جانے لگتی ہیں، تو حسن و جمال کے جو انداز اختیار کئے جاتے ہیں، ان کے سامنے دلہن بھی شرما جاتی ہے۔ ایسا کرنا مقصودِ شریعت نہیں ہے۔

(۷۱۲٤)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ خُوَيْلَةُ بِنْتُ حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ الْأَوْقَصِ السُّلَمِيَّةُ وَكَانَتْ تَحْتَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَتْ: فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَذَاذَةَ هَيْئَتِهَا، فَقَالَ لِي: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَبَذَّ هَيْئَةَ خُوَيْلَةَ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! امْرَأَةٌ لَا زَوْجَ لَهَا، يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ فَهِيَ كَمَنْ لَا زَوْجَ لَهَا فَتَرَكَتْ نَفْسَهَا وَأَضَاعَتْهَا، قَالَتْ: فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ فَجَاءَ فَقَالَ: ((يَا عُثْمَانُ! أَرَغْبَةٌ عَنْ سُنَّتِي؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَلٰكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، وَقَالَ: ((فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللّٰهَ يَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: سیدہ خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی، یہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، جب رسول اللہ نے اس کی حالت کی پراگندگی دیکھی تو مجھ سے فرمایا: عائشہ! خویلہ کی حالت تو بڑی پراگندہ ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بس یوں سمجھیں کہ اس خاتون کا خاوند کوئی نہیں ہے، کیونکہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے، اس لیے خویلہ اس خاتون کی طرح ہے کہ جس کا خاوند نہیں ہوتا ہے، اس لیے اس نے اپنے نفس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اس کو ضائع کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، پس وہ آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''اے عثمان! کیا میری سنت سے بے رغبتی کر رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! نہیں، اے اللہ کے رسول! میں تو آپ کی سنت کو طلب کرنے والا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ ہے تو میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نے عورتوں

(۷۱۲٤) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابو داود: ۱۳٦۹ (انظر: ۲٦۳۰۸)

عُثْمَانُ! فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ۔)) (مسند احمد: ٢٦٨٣٩)

سے شادی بھی کر رکھی ہے. اے عثمان! اللہ سے ڈرو، تم پر تیری بیوی کا حق ہے، تم پر تیرے مہمان کا حق ہے اور تجھ پر تیرے نفس کا حق ہے، اس لیے روزے بھی رکھا کر اور ان کو ترک بھی کیا کر اور نماز بھی پڑھا کر اور سویا بھی کرو۔''

فوائد:...... ''تم پر تیری بیوی کا حق ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ بیوی کو باقاعدہ ٹائم دیا جائے اور اس کے جسم اور زندگی کے تقاضوں کو سمجھ کر ان کو پورا کیا جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (سورۂ نساء: ١٩) ......''اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت اختیار کرو۔''

عورت سب سے زیادہ خاوند کے حسنِ اخلاق کی محتاج ہے، مختلف احادیث میں اس کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے، علاوہ ازیں عورت کے کھانے پینے، لباس اور رہائش کے اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہے۔

اسلام ہی واحد مذہب ہے کہ جس نے بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے کا سبق دیا ہے، اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ شادی اور بالخصوص اولاد ہو جانے کے بعد عورت کا واحد سہارا اس کا خاوند ہوتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ شادی کے بعد اپنے والدین، بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے گھر جچتی ہی نہیں۔ اس لیے خاوند حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنی رفیقۂ حیات کی بے بسی کا خیال رکھیں اور اس کی خدمت کو شرف انسانیت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ٹھہریں۔

بَابُ فَضْلِ إِحْسَانِ الْعِشْرَةِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ مَعَ الزَّوْجَةِ
بیوی کے ساتھ حسن معاشرت وحسن اخلاق سے پیش آنے کی فضیلت کا بیان

(٧١٢٥)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَقٰى امْرَأَتَهُ مِنَ الْمَاءِ أُجِرَ۔))، قَالَ: فَأَتَيْتُهَا فَسَقَيْتُهَا، وَحَدَّثْتُهَا بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٧٢٨٧)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ'' بیشک آدمی کے لیے اپنی بیوی کو پانی پلانے میں اجر ہے۔'' تو میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو پانی پلایا اور پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث اس کو بیان کی۔

(٧١٢٥) تخريج: صحيح بالشواهد، أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ٦٤٦، والبخاري في "التاريخ الكبير": ٣/ ١٧٨ (انظر: ١٧١٥٥)

(٧١٢٦)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَلَكَ فِي جِمَاعِ زَوْجَتِكَ أَجْرٌ۔))، فَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: وَكَيْفَ يَكُوْنُ لِيْ أَجْرٌ فِيْ شَهْوَتِيْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ وَلَدٌ فَأَدْرَكَ وَرَجَوْتَ خَيْرَهُ فَمَاتَ أَكُنْتَ تَحْتَسِبُ بِهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟)) قَالَ: بَلِ اللّٰهُ خَلَقَهُ، قَالَ: ((فَأَنْتَ هَدَيْتَهُ؟)) قَالَ: بَلِ اللّٰهُ هَدَاهُ، قَالَ: ((فَأَنْتَ تَرْزُقُهُ؟)) قَالَ: بَلِ اللّٰهُ كَانَ يَرْزُقُهُ، قَالَ: ((كَذَالِكَ فَضَعْهُ فِيْ حَلَالِهِ وَجَنِّبْهُ حَرَامَهُ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَهُ وَلَكَ أَجْرٌ۔)) (مسند احمد: ٢١٨١٦)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! تمہارے لیے اپنی بیوی سے جماع کرنے میں اجر ہے۔'' انھوں نے کہا: میں نے اپنی شہوت پوری کی، اس میں اجر کیسے ہو گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھے بتاؤ کہ اگر تمہارا بیٹا ہو، پھر وہ بالغ ہو جائے اور تم کو اس سے خیر کی امید بھی ہو، اتنے میں وہ فوت ہو جائے تو کیا تم ثواب کی نیت کے ساتھ صبر کرو گے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تم نے اس کو پیدا کیا تھا؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کو ہدایت دی تھی؟'' اس نے کہا: نہیں، بلکہ اللہ تعالی نے اس کو ہدایت دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کو رزق دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ اللہ تعالی نے اس کو رزق دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح جماع کے ذریعے حلال کو تلاش کر اور حرام سے اجتناب کر، پس اگر اللہ تعالی نے چاہا تو اس کو زندہ رکھے گا اور چاہا تو اس کو فوت کر دے گا اور اس میں تیرے لیے اجر ہوگا۔''

(٧١٢٧)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: جَاءَ أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ عَائِشَةَ وَهِيَ رَافِعَةٌ صَوْتَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أُمِّ رُوْمَانَ وَتَنَاوَلَهَا أَتَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَحَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے گھر آنے کی اجازت طلب کی، ساتھ ہی انھوں نے سنا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بلند آواز میں بول رہی تھیں، پس انھوں نے اپنی بیٹی سے کہا: ام رومان کی بیٹی! کیا تو رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز کو بلند کر رہی ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(٧١٢٦) تخريج: اسناده صحيح، أخرجه النسائی فی "الكبرى": ٩٠٢٧، ورواه مختصرا ابن حبان: ٣٣٧٧ (انظر: ٢١٤٨٤)

(٧١٢٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٤٩٩٩ (انظر: ١٨٣٩٤)

وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُوبَكْرٍ ﷺ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ لَهَا يَتَرَضَّاهَا: ((أَنْ تَرِينَ أَنِّي قَدْ حُلْتُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَكِ۔)) قَالَ: ثُمَّ جَاءَ أَبُوبَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَوَجَدَه، يُضَاحِكُهَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ لَهُ أَبُوبَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَشْرِكَانِيْ فِيْ سِلْمِكُمَا كَمَا اَشْرَكْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا۔ (مسند احمد: ١٨٥٨٤)

کے درمیان حائل ہو گئے، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ سیدہ کو راضی کرنے کے لیے فرمانے لگے: ''کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ میں تجھے بچانے کے لیے تیرے اور تیرے باپ کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔'' بعد ازاں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہنس رہے تھے، پس انھوں نے اجازت طلب کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے صلح والے ماحول میں بھی داخل کرو، جیسا کہ آپ نے مجھے لڑائی کے ماحول میں داخل کیا تھا۔

فوائد:...... غور کریں کہ سید الانبیاء ﷺ اپنی بیوی کو راضی کر رہے ہیں، اور ایسے کرنے سے بیوی کی بڑی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس میں فرمانبرداری کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، ان کا نام زینب یا دعد تھا۔

(٧١٢٨)۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((الْمَرْأَةُ كَالضِلَعِ فَإِنْ تَحْرِصْ عَلَى إِقَامَتِهِ تَكْسِرْهُ وَإِنْ تَتْرُكْهُ تَسْتَمْتِعْ بِهِ وَفِيْهِ عِوَجٌ۔)) (مسند احمد: ٩٥٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی کی مانند ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی آرزو کرو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر تم س کو چھوڑ دو تو اس سے فائدہ اٹھاتے رہو گے اور اس میں ٹیڑھ پن موجود رہے گا۔''

(٧١٢٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَقِيْمُ لَكَ الْمَرْأَةُ عَلٰى خَلِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ، إِنَّمَا هِيَ كَالضِّلَعِ، إِنْ تُقِمْهَا تَكْسِرْهَا وَإِنْ تَتْرُكْهَا تَسْتَمْتِعْ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ۔)) (مسند احمد: ١٠٨٦٨)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت تمہارے لیے ایک ہی عادت اور خصلت پر سیدھا نہیں رہ سکتی، یہ پسلی کی مانند ہے، اگر تم اس پسلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو اس سے فائدہ اٹھاتے رہو گے اور اس میں ٹیڑھ پن موجود رہے گا۔''

فوائد:...... عورت کو پسلی سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اخلاق میں بھی پسلی کی طرح ایسا ٹیڑھ پن ہوتا ہے، جو کوشش کے باوجود سیدھا نہیں ہوتا، اس لیے اگر خواتین میں مثبت پہلو غالب ہو تو ان کے منفی پہلو کو نظر انداز کر دینا چاہیے، البتہ اچھے انداز میں سمجھانا ضروری ہے

(٧١٢٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٨٤، ومسلم: ١٤٦٨ (انظر: ٩٥٢٤)

(٧١٢٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۱۳۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَاِنَّكَ اِنْ تُرِدْ اِقَامَةَ الضِّلَعِ تَكْسِرْهَا فَدَارِهَا تَعِشْ بِهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۵۳)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے، اس لیے اس کے ساتھ لطف و نرمی والا سلوک کرو، تا کہ تم اس کے ساتھ زندگی گزارتے رہو۔''

فوائد:...... یہ آدمی کا پورا نہ ہونے والا خواب ہوگا کہ اس کی بیوی سو فیصد اس کی خواہشات کی تکمیل کرے، کیونکہ اللہ تعالی نے خواتین میں اتنی اہلیت ہی نہیں رکھی، الا ما شاء اللہ، کسی علاقے میں ایک دو مثالیں ہو بھی سکتی ہیں۔ لہذا خاوند کو عورت کی اس فطرت کو سامنے رکھ کر کچھ صبر کا مظاہرہ بھی کرنا چاہیے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام، آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی تھیں۔

(۷۱۳۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَهِيَ يُسْتَمْتَعُ بِهَا عَلٰى عِوَجٍ فِيْهَا۔)) (مسند احمد: ۲۶۹۱۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت پسلی کی مانند ہے، اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے، اس سے اس ٹیڑھ پن کے باوجود فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔''

(۷۱۳۲)۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ قَعْنَبٍ نِ الرِّيَاحِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَاذَرٍّ فَلَمْ أَجِدْهُ وَرَأَيْتُ الْمَرْأَةَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: هُوَ ذَاكَ فِيْ ضَيْعَةٍ لَهُ فَجَاءَ يَقُوْدُ أَوْ يَسُوْقُ بَعِيْرَيْنِ قَاطِرًا أَحَدَهُمَا فِيْ عَجُزِ صَاحِبِهِ، فِيْ عُنُقِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قِرْبَةٌ فَوَضَعَ الْقِرْبَتَيْنِ، قُلْتُ: يَا أَبَاذَرٍّ! مَا

نعیم بن قعنب ریاحی کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، لیکن میں نے ان کو نہ پایا اور ان کی بیوی سے پوچھا، اس نے کہا: وہ اُدھر اپنی جائداد میں ہیں، اتنے میں وہ آ گئے دو اونٹوں کو ہانک کر لا رہے تھے، ان میں سے ایک کو دوسرے کے پچھلے حصہ میں باندھ رکھا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی گردن پر ایک مشک تھی، پس انھوں مشکوں کو نیچے اتارا اور میں

(۷۱۳۰) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابن ابی شيبة: ۵/ ۲۷۵، والبزار: ۱۱۷۶، وابن حبان: ۴۱۷۸ (انظر: ۲۰۰۹۳)

(۷۱۳۱) حديث صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۱۴۷۹، والطبرانی فی "الاوسط": ۹۷۲ (انظر: ۲۶۳۸۴)

(۷۱۳۲) تخريج: رجاله ثقات رجال الصحيح غير نُعيم بن قعنب، فقد روى له البخاری فی "الادب" والنسائی، ولم يوثقه غير ابن حبان، وروى عنه هذا الحديث ثلاثة اختلف عليهم، لكن تشهد لقصة المرأة كالضلع ولقصة صيام ثلاثة ايام من الشهر احاديث اخرى، أخرجه مختصرا بالمرفوع منه فقط النسائی فی "الكبرى": ۹۱۵۲ (انظر: ۲۱۳۳۹)

كَانَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَى أَنْ أَلْقَاهُ مِنْكَ، وَلَا أَبْغَضَ أَنْ أَلْقَاهُ مِنْكَ، قَالَ: لِلّٰهِ أَبُوْكَ وَمَا يَجْمَعُ هٰذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنِّيْ كُنْتُ وَأَدْتُّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أَرْجُوْ فِي لِقَائِكَ أَنْ تُخْبِرَنِيْ أَنَّ لِيْ تَوْبَةً وَمَخْرَجًا وَكُنْتُ أَخْشٰى فِيْ لِقَائِكَ أَنْ تُخْبِرَنِيْ أَنَّهُ لَا تَوْبَةَ لِيْ، فَقَالَ: أَفِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ، ثُمَّ عَاجَ بِرَأْسِهِ إِلَى الْمَرْأَةِ، فَأَمَرَ لِيْ بِطَعَامٍ، فَالْتَوَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَرَهَا فَالْتَوَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا قَالَ: إِيْهًا دَعِيْنَا عَنْكِ فَإِنَّكُنَّ لَنْ تَعْدُوْنَ مَا قَالَ: لَنَا فِيْكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: وَمَا قَالَ لَكُمْ فِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ ضِلَعٌ فَإِنْ تَذْهَبْ تُقَوِّمُهَا تَكْسِرْهَا، وَإِنْ تَدَعْهَا فَفِيْهَا أَوَدٌ وَبُلْغَةٌ۔)) فَوَلَّتْ فَجَائَتْ بِثَرِيْدَةٍ كَأَنَّهَا قَطَاةٌ، فَقَالَ: كُلْ وَلَا أَهُوْلَنَّكَ إِنِّيْ صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، فَجَعَلَ يُهَذِّبُ الرُّكُوْعَ وَيُخَفِّفُهُ وَرَأَيْتُهُ يَتَحَرّٰى أَنْ أَشْبَعَ أَوْ أُقَارِبَ، ثُمَّ جَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ مَعِيَ فَقُلْتُ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقُلْتُ: مَنْ كُنْتُ أَخْشٰى مِنَ النَّاسِ أَنْ يَكْذِبَنِيْ فَمَا كُنْتُ أَخْشٰى أَنْ تَكْذِبَنِيْ، قَالَ: لِلّٰهِ أَبُوْكَ، إِنْ كَذَبْتُكَ كِذْبَةً مُنْذُ لَقِيْتَنِيْ، فَقَالَ: أَلَمْ تُخْبِرْنِيْ أَنَّكَ صَائِمٌ ثُمَّ أَرَاكَ تَأْكُلُ؟ قَالَ: بَلٰى إِنِّيْ صُمْتُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

نے کہا: اے ابو ذر! مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپ سے ملاقات کرنے کی چاہت تھی اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ بھی آپ کی ملاقات ہی تھی، انہوں نے کہا: اس کی کیا وجہ ہے؟ تیرے باپ کی عمر دراز ہو۔ اس نے کہا: جاہلیت میں میں نے بچیاں زندہ درگور کی ہیں، مجھے آپ سے ملاقات کی تمنا اس امید پر تھی کہ آپ مجھے بتائیں کہ کیا میرے لئے کوئی توبہ یا نکلنے کی راہ ہے یا نہیں ہے، اور آپ سے ملاقات میں مجھے ڈر یہ تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہہ دیں کہ میرے لئے توبہ ہی نہیں۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زندہ درگور دفن کرنا جاہلیت میں تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: ''جو پہلے گزر چکا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا، پھر انھوں نے اپنی بیوی کی طرف سر سے اشارہ کیا کہ وہ میرے لئے کھانا لائے، لیکن اس نے توجہ نہ کی، پھر انھوں نے اس کو حکم دیا، لیکن اس نے پھر توجہ نہ کی، یہاں تک کہ ان کے جھگڑنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں، انھوں نے بیوی سے کہا: خاموش ہو جاؤ اور یہاں سے چلی جاؤ، تم اس بات سے قطعاً تجاوز نہیں کر سکتیں، جو تمہارے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمادیا ہے، نعیم کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ ﷺ نے ان عورتوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت ایک پسلی کی مانند ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کے ٹیڑھا پن کو اس کی حالت پر چھوڑ دو گے تو فائدہ حاصل کرتے رہو گے۔'' پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی بیوی چلی گئی اور کچھ دیر کے بعد ثرید لے آئی، اس کی لذت ایسی تھی جیسا کہ قطاۃ (کبوتر یا بٹیر کے برابر ایک پرندہ) کے گوشت کی ہوتی ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کھاؤ اور اپنے ساتھ میرے نہ کھانے سے پریشان نہ ہونا،

مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ فَوَجَبَ أَجْرُهُ وَحَلَّ لِيَ الطَّعَامُ مَعَكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۶۵)

کیونکہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، پھر وہ خود کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے اور رکوع وغیرہ بہت ہلکے کئے، میرے خیال میں جب انہوں نے اندازہ لگالیا کہ میں سیر ہونے کے قریب ہوں تو وہ آئے اور میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا، میں نے اناللہ وانا الیہ راجعون کہہ کر افسوس کا اظہار کیا، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہوا؟ میں نے کہا اگر کوئی عام آدمی جھوٹ کہتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا، مگر آپ سے جھوٹ کا سرزد ہونا تو میرے وہم و گمان میں نہ تھا، انھوں نے کہا: تو نے کیا خوب بات کی ہے، جب سے تیری اور میری ملاقات ہوئی ہے میں نے کوئی جھوٹ بولا ہو؟ میں نے کہا: ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے کہا تھا کہ آپ روزہ سے ہوں اور اب میں دیکھتا ہوں آپ نے کھانا شروع کر دیا ہے، اس نے کہا: ضرور ضرور، وجہ یہ ہے کہ میں نے اس ماہ کے تین روزے رکھ لئے ہیں، ایک نیکی دس گنا ہے، لہٰذا ایک ماہ کا اجر ثابت ہو چکا ہے اور تیرے ساتھ کھانا میرے لئے جائز تھا۔

(۷۱۳۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۷۳۹۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمانداروں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے بہتر ہیں اور ان میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہترین ہیں۔''

(۷۱۳٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفَهُمْ بِأَهْلِهِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۷۰۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے اور اپنی بیویوں پر لطف و کرم کرنے والے ہیں۔''

فوائد:...... کسی آدمی کے حسن اخلاق کا سب سے زیادہ علم اس کی بیوی کو ہوتا ہے، آج کل لوگ باہر کے

(۷۱۳۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ٤٦٨٢ (انظر: ۷٤۰۲)
(۷۱۳٤) تخریج: حدیث صحیح لغیره، أخرجه الترمذی: ۲٦۱۲ (انظر: ۲٤۲۰٤)

دوستوں اور یاروں سے وفا کرنے میں ہی مصروف رہتے ہیں، دوست ایک آدمی کی بڑی تعریف کر رہے ہوتے ہیں، لیکن اگر اس کی بیوی سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اس کے حق میں ایک جملہ کہنے کے لیے تیار نہیں ہوتی، یہ اچھے لوگوں کا رویہ نہیں ہے، کسی آدمی کے اخلاق کے اچھا یا برا ہونے کی شہادت اس کی بیوی دے گی۔

عملی طور پر بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ شام کا کھانا کھا کر اپنے دوستوں کی طرف نکل جاتے ہیں اور رات ایک دو بجے واپس آتے ہیں، اس وقت بیوی بچے گہری نیند سو چکے ہوتے ہیں، پھر جب صبح کے وقت بیوی بچے اٹھتے ہیں اور بیوی بچوں کو تیار کر کے تعلیمی اداروں میں بھیجتی ہے تو اس وقت گھر کا سربراہ سویا ہوا ہوتا ہے، یہ راہِ اعتدال سے منحرف رویہ ہے اور اس طرح سے گھر کے افراد کی اچھی تربیت نہیں ہوتی۔

(۷۱۳۵)۔ وَعَنْهَا اَيْضًا قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ لِكَيْ أَنْظُرَ اِلَى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُوْمُ حَتّٰى أَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ أَنْصَرِفُ۔ (مسند احمد: ۲٦٦٣۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا، جبکہ حبشی جنگی ہتھیاروں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور آپ ﷺ میرے لئے اپنی چادر سے پردہ کر رہے تھے، تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھ سکوں، پھر آپ کھڑے رہتے تھے، یہاں تک کہ میں خود پھرتی تھی۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ اس طرح بھی اپنی بیویوں کا دل بہلانے کی کوشش کرتے تھے۔

(۷۱۳٦)۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَيَجِيْءُ صَوَاحِبِيْ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ فَإِذَا رَأَيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْقَمَعْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْخِلُهُنَّ عَلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ۔ (مسند احمد: ۲٤٨۰۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنی گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میری سہیلیاں بھی آ کر میرے ساتھ مل کر کھیلتی تھیں، جب وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھتیں تو چلی جاتیں، لیکن پھر آپ ﷺ خود ان کو میرے پاس بھیجتے، پس وہ میرے پاس آ کر کھیلتی تھیں۔

فوائد:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو برس میں شادی ہوئی تھی، انھوں نے کل دس سال نبی کریم ﷺ کی صحبت میں گزارے، چونکہ وہ نوعمر تھیں، اس لیے آپ ﷺ ان کو عمر کے تقاضے پورے کرنے کا موقع دیتے تھے۔

(۷۱۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۹۰، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲٦۱۰۱)

(۷۱۳٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٦۱۳۰، ومسلم: ۲٤٤۰ (انظر: ۲٤۲۹۸)

بَابُ الْقَسَمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَمُدَّةِ اِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ

بیویوں کے درمیان تقسیم اور کنواری اور بیوہ بیوی کے پاس خاوند کے قیام کی مدت کا بیان

(۷۱۳۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ۔)) (مسند احمد: ٦٦٦٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو وہ اس کے پاس تین دن ٹھہرے۔''

(۷۱۳۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَفِيَّةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَكَانَتْ ثَيِّبًا۔ (مسند احمد: ١١٩٧٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے پاس تین دن ٹھہرے تھے، کیونکہ وہ بیوہ تھیں۔

(۷۱۳۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ وَإِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ، وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِيْ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ، قَالَ: ((إِنَّ بِكِ عَلٰى أَهْلِكِ كَرَامَةً۔))، قَالَ الرَّاوِيُّ: فَأَقَامَ عِنْدَهَا إِلَى الْعَشِيِّ ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِسَائِرِ نِسَائِيْ، وَإِنْ شِئْتِ قَسَمْتُ لَكِ۔)) قَالَتْ: لَا، بَلِ اقْسِمْ لِيْ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٥٧)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی تو میرے پاس تین دن تک ٹھہرے اور فرمایا: ''بیشک اس میں نہ تیرے اہل کی توہین ہے اور نہ تیری حق تلفی ہے، اگر تمہاری مرضی ہے تو میں سات دن پورے کر دیتا ہوں، لیکن پھر میں اپنی دیگر بیویوں کے ہاں بھی سات سات دن رہوں گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''تیری وجہ سے تیرے اہل کی کرامت اور عزت ہے۔'' ایک راوی نے کہا: پھر آپ ﷺ شام تک ان کے پاس ٹھہرے اور فرمایا: ''اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے پاس سات دن گزارتا ہوں، لیکن پھر اپنی دیگر بیویوں کے لئے بھی سات دن مقرر کروں گا اور اگر تم چاہتی ہو تو میں تیرے لیے تقسیم کر دیتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ ﷺ میرے لیے تقسیم کر دیں۔

(٧١٣٧) تخريج: اسناده ضعيف، حجاج بن ارطاة كثير الخطأ والتدليس (انظر: ٦٦٦٥)

(٧١٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢١٣، ٥٢١٤، ومسلم: ١٤٦١ (انظر: ١١٩٥٢)

(٧١٣٩) تخريج: هذا اسناد ضعيف لجهالة عبد العزيز بن بنت ام سلمة، لكن قوله "إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِسَائِرِ نِسَائِيْ" صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ٦٩٠٧، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٥٠٦، وابن حبان: ٢٩٤٩، والحاكم: ٢/ ١٧٨، والبيهقي: ٧/ ١٣١ (انظر: ٢٦٧٢١)

فوائد:...... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں، اس لیے ان کا حق تین دن بنتا تھا، اگر ان کو سات دن دیئے جاتے تو پھر باقی بیویوں کو بھی اتنے دن دینے پڑتے، صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تین دنوں کو ترجیح دی، تا کہ آپ ﷺ کا دوبارہ لوٹنا جلدی ہو، سات دنوں کی صورت میں تو لمبا انتظار کرنا پڑے گا۔

بَابٌ فِيمَا يَجِبُ فِيهِ التَّعْدِيلُ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَمَا لَا يَجِبُ

بیویوں کے درمیان واجبی اور غیر واجبی عدل کا بیان

(۷۱٤۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِإِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَحَدُ شِقَّيْهِ سَاقِطٌ۔)) (مسند احمد: ۱۰۰۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہو تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگا۔''

(۷۱٤۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُوْلُ: ((هٰذِهِ قِسْمَتِي، (ثُمَّ يَقُوْلُ) اَللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ۔)) (مسند احمد: ۲۵٦۲٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عادلانہ تقسیم کرتے اور پھر فرماتے: ''یہ میری تقسیم ہے، اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے اور یہ میرے بس میں ہے، لہٰذا مجھے اس تقسیم میں ملامت نہ کرنا، جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔''

فوائد:...... کسی ایک بیوی کی طرف دلی میلان تو زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن بظاہر ہر ایک کے ساتھ برابری کرنی چاہیے۔

(۷۱٤۲)۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهِ مَيْمُوْنَةُ إِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا

عطاء کہتے ہیں: ہم سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے موقع پر سرف مقام پر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، انھوں نے کہا: یہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں، جب ان کی میت کی چارپائی اٹھاؤ تو اسے زیادہ حرکت نہ دینا (بلکہ نرمی سے میت کو

(۷۱٤۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن ماجه: ۱۹٦۹ (انظر: ۱۰۰۹۰)
(۷۱٤۱) تخريج: ضعيف، لكن قوله "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ" صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ۲۱۳٤، والترمذى: ۱۱٤۰، و ابن ماجه: ۱۹۷۱ (انظر: ۲۵۱۱۱)
(۷۱٤۲) تخريج: أخرجه البخارى: ٥۰٦۷ (انظر:)

وَلَا تُزَلْزِلُوهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَوَاحِدَةٌ لَمْ يَكُنْ لِيَقْسِمَ لَهَا، قَالَ عَطَاءٌ: الَّتِي لَمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةُ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۴)

اٹھانا، تا کہ ان کی کرامت متاثر نہ ہو)، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی نو (۹) بیویاں تھیں، آپ ﷺ نے ان میں سے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک کی نہیں کی تھی۔ عطاء کہتے ہیں: جس کی باری مقرر نہیں کی تھی، وہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

فوائد:...... جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو درج ذیل امہات المؤمنین زندہ تھیں:
سیدہ عائشہ، سیدہ سودہ، سیدہ حفصہ، سیدہ ام سلمہ، سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ صفیہ، سیدہ جویریہ، سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن۔ آپ ﷺ جس حرم پاک کی باری مقرر نہیں کرتے تھے، وہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا تھیں، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر کرنا راوی کا وہم ہے۔

(۷۱۴۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَهُوَ يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا امْرَأَةً امْرَأَةً فَيَدْنُوا وَيَلْمِسُ مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ حَتّٰى يُفْضِيَ إِلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيتُ عِنْدَهَا۔ (مسند احمد: ۲۵۲۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ ہر روز ایک ایک کر کے اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے، پھر ہر ایک کے قریب ہوتے اور اس کو مس کرتے، البتہ جماع نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ اس بیوی کے پاس پہنچ جاتے تھے، جس کی باری ہوتی تھی، پھر اس کے پاس رات گزارتے تھے۔

(۷۱۴۴)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدُورُ عَلٰى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدٰى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطِيقُ ذَالِكَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ، أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۵۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن میں ایک گھڑی میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کر لیتے تھے، ان کی تعداد گیارہ تھی، قتادہ کہتے ہیں میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ میں اتنی قوت تھی؟ انھوں نے کہا: ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ آپ کو تیس آدمیوں کی قوت دی گئی ہے۔

(۷۱۴۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی

(۷۱۴۳) تخریج: اسناده ضعیف، ابن ابی الزناد، و هو عبد الرحمن، قد تفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرده، أخرجه ابوداود: ۲۱۳۵ (انظر: ۲۴۷۶۴)
(۷۱۴۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۸ (انظر: ۱۴۱۰۹)
(۷۱۴۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۰۹۹، ۵۷۱۴ (انظر: ۲۴۸۵۸)

قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٧٠)

طبیعت بوجھل ہوئی اور آپ ﷺ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ آپ بیماری کے دن میرے گھر میں گزارنا چاہتے ہیں، پس انھوں نے اجازت دے دی۔

فوائد:...... جس آدمی نے ایک سے زائد شادیاں کر رکھی ہوں، اس پر فرض ہے کہ وہ ان کے درمیان عدل کرے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ (النساء: ٣) ''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی، یہ زیادہ قریب ہے کہ (ایسا کرنے سے ناانصافی اور) ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ۔'' زیادہ بیویوں میں انصاف کرنا اتنا اہم مرحلہ ہے کہ اللہ تعالی برابری نہ کر سکنے کے خوف کی وجہ سے ایک بیوی یا لونڈی کا حکم دے رہے ہیں۔ کسی ایک بیوی کی طرف طبعی میلان زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن اس سے عدل و انصاف کے تقاضے متأثر نہیں ہونے چاہئیں۔

بَابُ مَنْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِضَرَّتِهَا

ایک بیوی کا اپنا دن اپنی سوکن کو ہبہ کر دینے کا بیان

(٧١٤٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَالِكَ رِضَا النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٥٣٧١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس کا قرعہ نکلتا، اسے ساتھ لے کر جاتے تھے اور آپ ﷺ اپنی ہر بیوی کے لئے اس کی رات اور اس کا دن تقسیم کرتے تھے، لیکن سیدنا سودہ رضی اللہ عنہا اس سے مستثنیٰ تھیں، کیونکہ انہوں نے اپنا دن اور رات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مقصد نبی کریم ﷺ کی رضا تلاش کرنا تھا۔

فوائد:...... جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہوئیں اور ان کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ ان کو جدا کر دیں تو انھوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اور آپ ﷺ نے ان کا یہ ہبہ قبول کر لیا، یہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا کمال حکیمانہ فیصلہ تھا۔

(٧١٤٦) تخريج. أخرجه البخاري: ٢٥٩٣، ٢٦٨٨، وابوداود: ٢١٣٨ (انظر: ٢٤٨٥٩)